تاریخ الامم والملوک

تاریخ طبری

جلد سوم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

خلافت راشدہ حصہ اول (۱۱ھ تا ۱۳ھ)

ترجمہ: سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی
حبیب الرحمن صدیقی فاضل دیوبند

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک

کے
اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت ملکی
تصحیح و ترتیب و تبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری
مالک نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــــ تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک
مصنف ـــــــــ علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری
ناشر ـــــــــ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع ـــــــــ جدید کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن اپریل ۲۰۰۳ء
ایڈیشن ـــــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

دور فاروقی و عثمانی رضی اللہ عنہما

از

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کے فضل و کرم سے آج ہمیں تاریخ طبری کے حصہ سوم کو پیش کرنے کی سعادت بخشی۔ تاریخ طبری کا یہ وہ حصہ ہے جسے دار الترجمہ جامعہ عثمانیہ نے نامعلوم وجوہات کی بنا پر اردو زبان میں منتقل نہیں کیا تھا۔ یہ کتاب علمی حلقوں میں نامکمل ہونے کی وجہ سے مقبول نہیں ہو سکی اب یہ کتاب مکمل صورت میں اہل ذوق حضرات کی خدمت میں پیش ہے۔

[illegible] تاریخ طبری کا ترجمہ ہمارے محترم دوست جناب سید رشید احمد صاحب ارشد ایم اے سابق لیکچرار شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی نے نہایت سلیس زبان میں اور بامحاورہ کیا ہے۔ صاحب موصوف عربی سے اردو ترجمہ کرنے میں کمال مہارت رکھتے ہیں۔

یہ حصہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے عظیم الشان کارناموں پر مشتمل ہے۔ یہ دور اسلام کا زریں دور کہلاتا ہے جس کی تقلید بعد کے خلفاء اور سلاطین و ملوک کرتے چلے آئے ہیں چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا طرز انتظام سلطنت کے ہر گوشے سے باخبری اور بے نظیر ایثار و قربانی کا جذبہ ہر مسلمان کے لیے مشعل راہ بن سکتا ہے اور بالخصوص ان لوگوں کے لیے جو حکومت و قیادت کے فرائض انجام دیتے ہیں ان کے لیے اس دور حکومت کے حالات کا مطالعہ مستقبل کی تعمیر میں رہنمائی کا موجب ہو گا۔

ہماری مملکت خداداد کا قیام بھی اسی بنیاد پر ہوا تھا کہ یہاں خلفائے راشدین کے طرز پر حکومت قائم کی جائے گی چنانچہ آج بھی عوام اور حکام میں اس قسم کا بے پناہ جذبہ موجود ہے کہ ہم خالص اسلامی اصولوں کے مطابق حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں اس سے بھی ہمیں خلافت راشدہ کی تاریخ کا خاص طور پر مطالعہ بہت مفید ثابت ہو گا بالخصوص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت بہت ہی بے نظیر رکھتا ہے جیسے تاریخ طبری کے اس حصے کے مطالعہ سے قارئین کرام یہ اندازہ لگا سکیں گے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس زمانے میں جب کہ آمد و رفت، سفر اور خبر رسانی کی بے حد دشواریاں تھیں عرب کے ریگزار میں بیٹھے ہوئے کس

طرح اپنی وسیع سلطنت کے حالات سے باخبر رہتے تھے اور اپنے دارالسلطنت مدینہ منورہ میں بیٹھے بیٹھے اپنے تمام عمال و حکام پر کڑی نظر رکھتے تھے اور عوام کی تمام مشکلات کا کس قدر جلد فیصلہ کرتے تھے۔ آپ ان تاریخی حالات کو پڑھ کر یہ بات محسوس کریں گے کہ مسلمانوں کے اس ابتدائی دور میں عوام کو کس قدر آزادی رائے حاصل تھی اور جمہوری روایات اور اس کی قدروں کا کس قدر احترام کیا جاتا تھا کہ خلفاء اور امراء عوام کے مشوروں کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے تھے اور جب رائے عامہ کسی حاکم کے خلاف ہو جاتی تھی تو اسے معزول کر دیا جاتا تھا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بے مثال اعلیٰ کردار، انتظامی قابلیت اور سیاسی تدبر، عوام دوستی، ایثار و قربانی اور ان کی سادگی ہمارے لیے آج بھی قابل تقلید ہے۔

اس تاریخی کتاب کے مصنف علامہ ابن جریر الطبری نے تمام حالات و واقعات ان معتبر راویوں کے ذریعے سے بیان کیے ہیں جو ان واقعات کے عینی شاہد تھے مصنف نے ان واقعات کی تدوین میں صرف ایک سلسلہ روایت کو نقل نہیں کیا ہے بلکہ متعدد معتبر راویوں کی روایات نقل کر کے اپنے بیانات کو تقویت پہنچائی ہے۔

علامہ طبری واقعات کو جزئیات کی حد تک اتنے دلکش انداز میں پیش کرتے ہیں کہ ہر واقعہ تصویر کی شکل میں آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔

خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حالات "خلافت راشدہ حصہ سوم" کی شکل میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ جلد خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ پیش خدمت کی جائے گی۔

وما توفیقی الا باللہ

* * *

فہرست مضامین

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
پہلا باب		آندھی کی تباہی	//	کسریٰ کی واپسی	//
سلطنت کسریٰ کا تذکرہ	۳۳	دوبارہ حملہ	//	زمین کی تقسیم	۴۴
ایوان کسریٰ میں نماز	//	خندق پر حملہ	۳۹	[illegible]	//
مدائن میں قیام	//	[illegible]	//	سالاروں سے گفتگو	//
بہار کسریٰ	//	فتح کی خبر	//	[illegible] کا صلح نامہ	۴۵
معمولی بہار	۳۴	[illegible]	۴۰	[illegible]	//
قالین کی تقسیم	//	فتح حلوان	//	سواد عراق کی اراضی	//
مجاہدین کے اعمال	//	[illegible]	//	[illegible]	//
مال کی تقسیم	//	[illegible]	//	[illegible]	//
مسلمانوں سے مشورہ	//	[illegible]	//	[illegible] کا تعاقب	۴۶
حضرت علیؓ کے مشورہ پر عمل	۳۵	بادشاہ کا فرار	//	[illegible]	//
اہل قادسیہ کی فضیلت	//	حلوان میں قیام	۴۱	حلوان کی فتح	//
کسریٰ کے سامان کی روانگی	//	تعاقب کی ممانعت	//	فتح تکریت	۴۷
حضرت عمرؓ کی نصیحت	//	ہرمزان کی گرفتاری	//	حضرت عمرؓ کا خط	//
[illegible]	۳۶	جنگی قیدی	//	[illegible]	//
مدائن کا انتظام	//	مال غنیمت کی تقسیم	//	[illegible]	//
جنگ جلولاء	۳۷	بہادروں کے انعامات	۴۲	[illegible]	//
جنگی ہدایات	//	زیاد کی تقریر	//	مسلمانوں کی امداد	۴۸
جنگ کی وجہ	//	امیر مقرر	//	[illegible]	//
[illegible] کا مقابلہ	//	[illegible] تقسیم	//	[illegible]	//
حملے کی ناکامی	۳۸	[illegible] کی شکایات	۴۳	قلعہ پر قبضہ	//
اصل جنگ	//	کسانوں کی واپسی	//	[illegible]	//
ترغیب جہاد	//	[illegible]	//	[illegible] کی تقسیم	//

عتبہ بن غزوان ۴۹
[illegible] 〃
میسان پر قبضہ ۵۰
[illegible] 〃
حضرت عمرؓ کی ہدایت 〃
ایک [illegible] 〃
[illegible] بیعت سے مخالفت 〃
مشرقی فتوحات 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۵۱
[illegible] کے [illegible] 〃
باب ۲
[illegible] کے واقعات ۵۲
کوفہ کی تعمیر 〃
[illegible] 〃
[illegible] شکایت 〃
[illegible] کا مقام ۵۳
[illegible] تعمیر 〃
[illegible] کی خرابی 〃
والی کا تقرر ۵۴
کوفہ میں قیام 〃
روایات میں اختلاف 〃
[illegible] 〃
حضرت عمرؓ کا [illegible] ۵۵
مکانات کی تعمیر 〃
پختہ مکانات کی اجازت 〃
[illegible] میں [illegible] 〃
[illegible] گلیاں 〃
کوفہ کی مسجد ۵۶
کوفہ کا [illegible] 〃
[illegible] کا [illegible] 〃
بازار ۵۷
بیت المال 〃
مسجد کی [illegible] 〃
مسجد کی دوبارہ تعمیر 〃
[illegible] دروازہ ۵۸
دروازہ جلانا 〃
حضرت عمرؓ کا خط 〃
حضرت سعدؓ کی [illegible] 〃
[illegible] میں [illegible] ۵۹
[illegible] 〃
[illegible] ۶۰
کوفہ سے پہلے کی فتوحات ۶۱
کوفہ کے [illegible] 〃
بصرہ کے [illegible] 〃
باب ۳
[illegible] کے [illegible] ۶۲
[illegible] 〃
حضرت عمرؓ کے [illegible] 〃
[illegible] قتل [illegible] 〃
اہل [illegible] ۶۳
[illegible] کی فتح 〃
حضرت عمرؓ کی [illegible] 〃
[illegible] کی امداد 〃
[illegible] کی [illegible] ۶۴
[illegible] 〃
حضرت عیاضؓ کی فتوحات 〃
[illegible] کی مصالحت ۶۵
[illegible] کی مصالحت 〃
اہل حران کی صلح ۶۶
[illegible] کی [illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] کا [illegible] 〃
[illegible] کا [illegible] ۶۷
[illegible] سے [illegible] 〃
[illegible] 〃
حضرت عمرؓ کا سفر شام ۶۸
[illegible] 〃
[illegible] کا فیصلہ 〃
[illegible] کا [illegible] ۶۹
حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی حدیث 〃
[illegible] 〃
[illegible] کے بارے میں [illegible] 〃
[illegible] ۷۰
[illegible] 〃
[illegible] کے بارے میں حدیث 〃
طاعون عمواس ۷۱
حضرت [illegible] کی وضاحت 〃
حضرت عمرؓ کا خط 〃
حضرت ابوعبیدہؓ کا جواب 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۷۲
حضرت ابوعبیدہؓ کی تقریر 〃
حضرت معاذؓ کا خطاب 〃

عمرو بن العاص کا مشورہ	۷۳	حضرت مغیرہؓ کی معزولی	//	[illegible]	//
حضرت ابو عبیدہؓ کی رائے	//	حضرت مغیرہؓ کے خلاف شہادت	۸۱	صلح کی درخواست	//
سنہ ۱۷ھ	//	حضرت ابو موسیٰؓ کا تقرر	//	ہرمزان [illegible]	//
[illegible]	۷۴	اصل واقعہ	//	حضرت عمرؓ کی نصیحت	۸۹
[illegible]	//	حضرت ابو موسیٰؓ کی روایت	//	حضرت عتبہؓ کی بابت	//
حمص کی امداد	//	گواہ کا بیان	۸۲	[illegible] کا وفد	//
[illegible]	۷۵	معزولی کا حکم	//	فارس پر بحری حملہ	۹۰
حضرت عمرؓ کی سواری	//	اہل بصرہ کا وفد	//	علاء بن حضرمی کی مہم	//
حضرت عباسؓ کی حضرت عمرؓ کو نصیحت	//	حضرت مغیرہؓ کے خلاف شہادت	//	حضرت [illegible]	//
شام کے انتظامات	۷۶	زیاد کی شہادت	۸۳	فوج کا بحری سفر	//
شام میں آخری تقریر	//	گواہوں کو سزا	//	بحری سفر کی مخالفت	۹۱
[illegible]	//	باب ۴		حضرت خلیدؓ کا خطاب	//
حضرت خالدؓ کے خلاف شکایت	۷۷	فتح اہواز و مناذر	۸۴	مسلمانوں کی جنگ	//
حضرت خالدؓ کا جواب	//	نہر تیری کی فتح	//	[illegible]	//
حضرت خالدؓ کی معزولی	//	ہرمزان سے صلح	//	[illegible]	//
[illegible] کی شکایت	۷۸	ہرمزان کی شکست	۸۵	حضرت علاءؓ کی معزولی	۹۲
معزولی کا حکم	//	[illegible]	//	امدادی فوج روانہ کرنے کا ارادہ	//
قاصد کی جواب طلبی	//	صلح کی درخواست	//	دونوں فوجوں کی ملاقات	//
حضرت خالدؓ کی صفائی	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible] کا علم	//	بصرہ کا وفد	//	فوجوں کی واپسی	۹۳
[illegible] کی تقریر	۷۹	احنف بن قیس کی تقریر	۸۶	حضرت عتبہؓ بن غزوانؓ کی وفات	//
حضرت عمرؓ سے شکایت	//	احنف کی درخواست	//	[illegible]	//
عزل کا سبب	//	[illegible]	//	[illegible]	//
حقیقت حال	//	بصرہ کی آبادی	//	بصرہ کے حکام	//
خراج تحسین	//	ہرمزان کی بغاوت	//	فتح رامہرمز و سوس	۹۴
حضرت عمرؓ کا عمرہ	۸۰	ہرمزان سے دوبارہ جنگ	۸۷	حکام کا تقرر	//
تعمیر نو	//	سوق اہواز کی فتح	//	حضرت ابو موسیٰؓ کی [illegible]	//
حضرت ام کلثومؓ سے نکاح	//	فتح تستر	۸۸	کوفہ اور بصرہ کی فوج	//

ہرمزان کی شکست	۹۵	[illegible]	″	[illegible]	۱۰۷
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	۱۰۱	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible] کے واقعات	۱۰۸
[illegible]	۹۶	[illegible] کی اجازت	″	[illegible]	″
[illegible]	″	باب ۵		[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	۱۰۲	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	۱۰۹
[illegible]	۹۷	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	۱۰۳	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
مال غنیمت کی تقسیم	″	[illegible]	″	[illegible]	[illegible]
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	۱۱۰
[illegible]	۹۸	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	۱۰۴	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	۱۱۱
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	۱۰۵	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	۱۱۲
ہرمزان سے سوالات	۹۹	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	۱۰۶	[illegible]	۱۱۳
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	۱۰۰	[illegible]	″	متفرق واقعات	″
[illegible]	″	[illegible] کی اجازت	″	[illegible] کے واقعات	۱۱۴
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″

باب ۹		حضرت عمروؓ کی تقریر	۱۲۲	مسلمانوں کا قاصد	//
جلولاء کے واقعات	۱۱۵	حضرت عمر بن خطابؓ کی تعریف	//	حضرت مغیرہؓ کا بیان	۱۳۰
فتح مصر و اسکندریہ	//	صحابہ کی پیش قدمی	//	شان و شوکت کا اظہار	//
فتح اسکندریہ میں اختلاف	//	برقہ پر حملہ	۱۲۳	ایرانی سردار کی تقریر	//
مقوقس کا پیغام	//	برقہ کا صلح نامہ	//	حضرت مغیرہؓ کا جواب	//
پیغام کا جواب	۱۱۶	فوجی مراکز کا قیام	//	جنگ کا فیصلہ	۱۳۱
حضرت عمر بن خطابؓ کا جواب	//	متفرق واقعات	//	حضرت مغیرہؓ کا مشورہ	//
مذہبی آزادی	//	حبشہ کی مہم	۱۲۴	حضرت نعمانؓ کا جواب	//
ابو مریم کا اسلام	۱۱۷	دیگر واقعات	//	شہادت کی تمنا	//
فتح اسکندریہ	//	باب ۱۰		فوج کو ہدایات	//
قلعہ بابلیون کی تعمیر	//	۲۱ھ کے واقعات	۱۲۵	تکبیر اور جھنڈا لہرانا	۱۳۲
سیف کی روایت	//	جنگ نہاوند	//	جانشینوں کا تقرر	//
معذرت کا موقع	//	حضرت نعمانؓ کو خط	//	گھمسان کی لڑائی	//
دعوت اسلام	۱۱۸	ممتاز صحابہ کی شرکت	//	دشمن کا فرار	//
حسن سلوک کی ہدایت	//	جنگی تدابیر	//	فتح اور شہادت	//
حضرت ماریہؓ کا خاندان	//	حضرت نعمانؓ کی ہدایات	۱۲۶	شہادت کی خبر	۱۳۳
مزید مہلت	//	تیسری تکبیر پر	//	کیا علم ہوا	//
قریب کا حملہ	//	حضرت نعمانؓ کی شہادت	۱۲۷	جنگ کی وجوہات	//
اسکندریہ اور فرما کے شہر	۱۱۹	مال غنیمت کی تقسیم	//	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی شکایت	۱۳۴
جزیہ اور صلح	//	جواہرات کا خزانہ	//	حضرت عمر بن خطابؓ کا جواب	//
صلح نامہ	۱۲۰	شہادت کی تفصیلات	۱۲۸	حضرت سعدؓ کے خلاف تحقیقات	//
فسطاط کی تعمیر	//	جواہرات کا قصہ	//	مخالف کا بیان	//
جنگی قیدیوں کا معاملہ	//	قاصد کو بھیجا	//	بد دعا کا اثر	۱۳۵
حضرت عمرؓ کے سوالات	۱۲۱	جواہرات کو [illegible]	//	حضرت سعد [illegible] کی فضیلت	//
حضرت عمر بن خطابؓ کا فیصلہ	//	[illegible] کی روایت	۱۲۹	حضرت عمر بن خطابؓ کی تحقیقات	//
شان و شوکت کا اظہار	//	امیر لشکر [illegible]	//	جنگ نہاوند کی تیاری	//
اہل مصر کے لباس میں	//	مختلف فوجوں کی روانگی	//	اصل سبب	۱۳۶
فتح نوبہ کا معاہدہ	//	مشترکہ سپہ سالار	//	اہل عجم کے خیالات	//

پیش قدمی کی اجازت ،،
طلیحہ کا مشورہ ،،
تیسرا مشورہ ۱۲۷
مسلمانوں سے مشورہ ،،
صحابہ کرام کا جواب ،،
حضرت عمر کی تقریر ،،
مزید مشورہ ۱۲۸
حضرت طلحہ کی تقریر ،،
حضرت عثمان کی رائے ۱۲۹
حضرت علی کی جوابی تقریر ،،
خود جانے کے نقصانات ،،
حضرت عمر کی تجویز کی تائید ،،
سپہ سالار کا انتخاب ۱۳۰
حضرت نعمان کا تقرر ،،
[illegible] ،،
[illegible] کا تقرر ۱۳۱
حضرت حذیفہ کا تقرر ،،
[illegible] ،،
[illegible] کی حرکت ،،
[illegible] ،،
[illegible] ۱۳۲
[illegible] کی مہم ،،
حضرت [illegible] کا جواب ،،
صف آرائی ۱۳۳
[illegible] ،،
[illegible] ،،
[illegible] ،،
[illegible] کی جنگ ،،
باہمی مشورہ ۱۳۴
جنگی ماہرین کی رائے ،،
حضرت طلیحہ کی رائے ،،
جنگی تدبیر ،،
دشمن کی تیر اندازی ۱۳۵
حضرت نعمان کا توقف ،،
حضرت نعمان کا جواب ،،
ترغیب جہاد ۱۳۶
اصل مقصد سے جنگ ،،
شہادت کی دعا ،،
جنگی ہدایات ،،
[illegible] کے لیے [illegible] ،،
شروع جنگ ،،
حضرت نعمان کی شہادت ۱۳۷
مشرکین کی شکست ،،
فیرزان کا قتل ،،
دشمن کا تعاقب ۱۳۸
شہر میں داخلہ ،،
جواہرات کا تحفہ ،،
مال غنیمت کی تقسیم ،،
اہل ماہین کی درخواست ۱۳۹
دینار کی مصالحت ،،
[illegible] ،،
ایرانی فوج کی شکست ،،
فتح کا قاصد ،،
جنت کا وعدہ ،،
[illegible] کی خبر ۱۵۰
[illegible] ۱۵۰
طلیحہ کی شہادت ،،
ہمدان کی مصالحت ۱۵۱
دشمن کا تعاقب ،،
[illegible] ،،
مقتولوں کی تعداد ،،
اہل ماہین کے لیے معاہدہ ۱۵۲
حضرت حذیفہ کا معاہدہ ،،
[illegible] ،،

باب ۹

[illegible] کی جانب ۱۵۳
[illegible] کا فیصلہ ،،
[illegible] ،،
[illegible] کے سپہ سالار ،،
اصفہان کے سپہ سالار ۱۵۴
[illegible] ،،
حضرت [illegible] کا تقرر ،،
[illegible] ،،
تقرری کا حکم ۱۵۵
فتح اصفہان ،،
اہل اصفہان کی شکست ،،
شاہ اصفہان سے جنگ ،،
[illegible] ۱۵۶
حضرت ابو موسیٰ کی آمد ،،
[illegible] ،،
معاہدہ اصفہان ۱۵۷
[illegible] ،،
اصفہان کی اہمیت ،،

شاہ اصفہان کی فوج کی شکست	١٥٨	فتح کی بشارت	//	[illegible]	١٧٢
حضرت [illegible] کا اعلان	//	[illegible]	//	اہل آرمینیہ کا معاہدہ	//
حضرت [illegible] کی تقریر	//	فتح رے	١٦٥	[illegible]	١٧٣
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	١٥٩	[illegible]	//	[illegible]	//
حضرت [illegible]	//	[illegible]	//	ترکوں سے جنگ	//
حضرت [illegible]	//	[illegible] کی حکومت	١٦٦	عبدالرحمٰن کی [illegible]	١٧٤
[illegible]	١٦٠	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible] کا تقرر	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible] کی شجاعت	//	فتح قومس	١٦٧	[illegible]	//
حضرت عمارؓ کے خلاف شکایت	//	[illegible] کا معاہدہ	//	[illegible]	١٧٥
حضرت مغیرہؓ کا تقرر	//	فتح جرجان	//	حضرت عبدالرحمٰن کی شہادت	//
دیگر واقعات	١٦١	جرجان کا معاہدہ	١٦٨	[illegible]	//
حضرت عمرؓ کے حکام	//	[illegible]	//	[illegible]	//
باب ٩		فتح طبرستان	//	حضرت عبدالرحمٰن کی تعریف	١٧٦
[illegible] کے واقعات	١٦٢	معاہدہ	//	[illegible]	//
فتح آذربائیجان	//	فتح آرمینیہ	١٦٩	[illegible]	//
[illegible] کا قیام	//	[illegible]	//	[illegible]	١٧٧
[illegible] کے نام	//	[illegible]	//	باب ١٠	
[illegible]	//	[illegible]	١٧٠	[illegible]	١٧٨
[illegible]	١٦٣	[illegible] کی شکست	//	حضرت [illegible] کی مخالفت	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible] کے [illegible]	//
[illegible]	//	آذربائیجان کا معاہدہ	//	[illegible] کے دیہات	//
[illegible]	//	[illegible]	١٧١	[illegible]	١٧٩
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible] کا معاہدہ	//
[illegible]	١٦٤	[illegible]	//	حضرت [illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	١٧٢	[illegible]	١٨٠

حضرت عمار بن یاسرؓ کی معزولی	〃	[illegible]	〃	دیگر حالات	〃
اہل کوفہ کی مخالفت	〃	[illegible] کا خط	〃	کوفہ سے [illegible]	〃
معزولی	۱۸۱	حضرت احنف کی روایت	۱۸۷	یزدگرد کو نصیحت	۱۹۲
[illegible] کا مقابلہ	〃	ترکوں کی امداد	〃	خزانے کی [illegible]	〃
[illegible] کی شکایت	〃	امداد کی شرط	〃	مسلمانوں کا اختلاف	〃
[illegible]	〃	سپاہی کا مشورہ	〃	حضرت عمرؓ کا خطاب	〃
معزولی کی تاریخ	۱۸۲	پہاڑ کے دامن میں	۱۸۸	مجوسیت کا خاتمہ	〃
[illegible] کی حکومت	〃	مسلمانوں کی تعداد	〃	مسلمانوں کو تنبیہ	۱۹۳
حضرت ابو موسیٰ کا تقرر	〃	[illegible]	〃	حق کی اطاعت	〃
ان کے خلاف شکایت	〃	ترک سواروں کا قتل	〃	عہد شکنی	〃
اطاعت اور [illegible] کا حکم	〃	ترکوں کی بدشگونی	〃	اس سال کے حکام	〃
اہل کوفہ سے بدظنی	〃	خاقان کی واپسی	۱۸۹	باب ۱	
حضرت مغیرہ کا جواب	۱۸۳	خراسان کا حال	〃	۲۳ھ کے واقعات	۱۹۴
حضرت مغیرہؓ کا تقرر	〃	توقف کی مخالفت	〃	فتح توج	〃
حضرت مغیرہؓ کو نصیحت	〃	اہل فارس کی مزاحمت	〃	اہل توج کی شکست	〃
حکام سے باز پرس	〃	یزدگرد کا ارادہ	〃	توج کی آخری جنگ	〃
فتح خراسان	۱۸۴	ایرانیوں کی تجویز	〃	اہل توج کا معاہدہ	〃
یزدگرد کا خواب	〃	مخالفت اور جنگ	〃	[illegible] کو انعام	〃
[illegible] کی بغاوت	〃	یزدگرد کا فرار	۱۹۰	خیانت کی ممانعت	۱۹۵
خراسان میں قیام	۱۸۵	صلح کا معاہدہ	〃	فتح اصطخر	〃
[illegible]	〃	اہل خراسان کی عہد شکنی	〃	جزیہ کا معاہدہ	〃
خراسان کی مہم	〃	یزدگرد کا انجام	〃	[illegible] کی ہدایت	〃
امداد کی درخواست	〃	بلخ کی طرف روانگی	〃	عثمان بن ابی العاص کی تقریر	۱۹۶
مسلمانوں کے سپہ سالار	〃	خاقان کا فرار	〃	[illegible] کے اثرات	〃
ترکی لشکر سے مقابلہ	۱۸۶	فتح کی خبر	〃	شہرک کی بغاوت	〃
یزدگرد کی شکست	〃	[illegible] سے ملاقات	۱۹۱	فرزند سے گفتگو	〃
بلخ کی فتح	〃	[illegible] سے گفتگو	〃	فرزند کا جواب	〃
اہل خراسان کی مصالحت	〃	[illegible]	〃	شہرک کا قتل	〃

روایت میں اختلاف ۱۹۷
حضرت عمرؓ کی ہدایت //
صف آرائی //
زبردست شکست //
خمس کا معاملہ //
آذربائیجان سے مصالحت //
فتح کی خبر //
غنیمت کی فرمائش ۱۹۸
طاقت کا مظاہرہ //
سپاہیوں کی تنبیہ //
دشمنوں کا قتل //
امداد کی درخواست //
فتح فسا و دارابجرد //
دشمن کی بڑی تعداد //
حضرت عمرؓ کا خواب ۱۹۹
حضرت ساریہؓ کو حکم //
حضرت عمرؓ کی کرامت //
پہاڑ کے دامن میں //
قلعہ میں قیام //
جواہرات کا صندوقچہ //
قاصد کی روانگی ۲۰۰
کھانے کا وقت //
حضرت ام کلثومؓ کی گفتگو //
گھوڑے کی حالت //
جنگ کا حال //
جواہرات کو لوٹانا ۲۰۱
قاصد کی محرومی //
حضرت عمرؓ کی آواز //
فتح کرمان //
حضرت عمرؓ کا جواب //
فتح سجستان ۲۰۲
سجستان کا علاقہ //
بادشاہوں کی اطاعت //
عہد شکنی ۲۰۳
زرنج پر حملہ //
فتح مکران //
شاہ مکران کو شکست //
فتح کی خوشخبری //
صحار عبدی کی باریابی //
مکران کا حال ۲۰۴
سچی خبر //
بیروذی کی مصالحت //
فتح بیروذ //
دشمن سے مقابلہ //
حضرت مہاجرؓ کی شہادت ۲۰۵
دشمن کی محصوری //
ربیع کی جانشینی //
حضرت ابوموسیٰ کی واپسی //
قلعہ بیروذ پر فتح //
ایک شخص کی شکایت //
حضرت ابوموسیٰ کی بریت //
جنگی قیدی ۲۰۶
عنزی شخص کی آمد //
عنزی سے بے رخی //
نا انصافی کی شکایت //
زیاد پر اعتماد //
حضرت ابوموسیٰ کی طلبی ۲۰۷
دو پیالے //
حطیئہ کا ذکر //
زبرقان کا معاملہ //
حضرت عمرؓ کا فیصلہ //
زیاد کی آمد ۲۰۸
زیاد سے گفتگو //
زیاد سے متاثر //
جھوٹ کی مذمت //
بیروذ میں ابوموسیٰ کی آمد //
اصفہان کی جنگ //
حکام کے عہدے //
کردوں سے جنگ ۲۰۹
حضرت سلمہؓ کو ہدایت //
خراج کی دعوت //
ذاتی ذمہ داری پر مجاہدہ //
دیگر ہدایات //
فتح و نصرت //
زیورات کا صندوقچہ ۲۱۰
قاصد کو ہدایت //
کھانا کھلانا //
گھوڑے کی گمشدگی //
معمولی کھانا //
حضرت عمرؓ کا صبر //
فاروق اعظمؓ کی دعا ۲۱۱
حضرت ام کلثومؓ سے گفتگو //
ان کا جواب //
خفیف کھانا //

[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	۲۲۵	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	۲۳۰	[illegible] اصول	۲۳۵
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	۲۲۶	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	۲۳۱	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	۲۳۶
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	باب ۱۳	
[illegible]	۲۲۷	[illegible]	〃	[illegible] خطبات	۲۳۷
[illegible]	〃	[illegible]	〃	پہلا خطبہ	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	۲۳۲
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	۲۲۸	[illegible]	〃	[illegible]	۲۳۸
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	۲۳۳	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	۲۳۹
[illegible]	۲۲۹	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	۲۳۴	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃

تمہید خطبہ	،،	تجارت میں نقصان	،،	معاملات و مذہب	،،
اللہ کے احسانات	،،	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی بلاغت	،،	تاریخ کا ذخیرہ	۲۵۰
بے نیاز تعلیم	،،	عطیات کی تقسیم	،،	پانچ اعتراضات	،،
دو متضاد قوتیں	۲۴۰	مستحقین کی حوصلہ افزائی	،،	معمولی بات	،،
تنافس اشیاء	،،	تربیت اطفال کی تحقیر	،،	حقوق مسنونہ	،،
خوش حالی اور زوال	،،	تحفظ جنگی	۲۴۶	عام الرمادہ کی آمد	،،
عظیم فتوحات کا شکر	،،	نظام اور ذوق	،،	قحط کی شکایت	،،
[illegible]	،،	ہجرت اور خلافت کا امتحان	،،	اصلاحات کے مختلف دائرے	۲۵۱
دستور کی تکمیل	،،	حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مرتبہ	،،	غربا کی خیرخواہی	،،
خواہش پرستی کی لعنت	۲۴۱	زبیر کا شعر	،،	ارزانی کی تلاش	،،
دنیا اور آخرت کی تحصیل	،،	صورت واقعہ	،،	دولت کی منصفانہ تقسیم	،،
حضرت عمرؓ کی وفات پر مراثی	،،	تجربہ کا ثمر	۲۴۷	نظام کے بارے میں تعلیمات	،،
حضرت علیؓ کا خراج تحسین	،،	زبیر کے دیگر اشعار	،،	ملت اسلامیہ کی حفاظت	،،
پہلا مرثیہ	۲۴۲	اشعار کا صحیح مصداق	،،	مہاجرین و انصار	۲۵۲
دوسرا مرثیہ	،،	خلافت کا معاملہ	،،	اعراب	،،
حضرت عمرؓ کا ماتم	،،	قریش کی رائے	،،	باب ۱۵	
باب ۱۴		حضرت ابن عباسؓ کی رائے	،،	مجلس شوریٰ	۲۵۳
حضرت عمر فاروقؓ کے عہد کے مشیر و نصائح	۲۴۳	تاہم مزید وضاحت	۲۴۸	متوقع جانشین	،،
انتخاب وزراء	،،	ملاقات خیر	،،	حضرت سالمؓ	،،
دنیا کی بے ثباتی	،،	حضرت ابن عباسؓ کا جواب	،،	عبداللہ بن عمرؓ کی مخالفت	،،
بے کسوں کی مدد	،،	حسد اور تکبر کا الزام	،،	خاندان کی حق تلفی	،،
شریف کے شعار	۲۴۴	الزام کا جواب	،،	قریش کی تباہی	،،
مہمات اعتقادوں کی مرحمت	،،	آزادی رائے	،،	نجات کی تمنا	۲۵۴
ابوسفیان کی نصیحت	،،	تحقیق کی پاسداری	،،	طریقۂ انتخاب کی آزادی	،،
زوجہ ابی سفیان کا واقعہ	،،	قصور کی معافی	۲۴۹	خلافت سے متعلق خواب	،،
حضرت معاویہؓ کے باپ	،،	جو ہوا سو ہوا	،،	مجلس شوریٰ کا تقرر	۲۵۵
بیٹے کو نصیحت	،،	حاکم کے فرائض	،،	نئے خلیفہ کے بارے میں ہدایات	،،
نصیحت پر عمل	۲۴۵	[illegible]	،،	حضرت عباسؓ کا مشورہ	،،

[illegible]		آزادی [illegible]		حضرت [illegible] کا ادب	۲۶۵
[illegible] والی روایت	//	حضرت سعد [illegible]	.	[illegible]	//
[illegible]	..	حضرت [illegible]	//	حضرت عبد [illegible]	..
[illegible] والی روایت	//	خلافت [illegible]	۲۶۱	[illegible]	//
[illegible]	//	حضرت علیؓ [illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
حضرت ابوبکرؓ کا ادب	۲۵۶	حضرت عبدالرحمٰنؓ کا ادب	.	حضرت [illegible] کی تقریر	۲۶۶
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
حضرت صہیبؓ [illegible]	//	حضرت [illegible] کی روایت	۲۶۲	حضرت [illegible]	//
[illegible]	//	حضرت علیؓ [illegible]	//	حضرت [illegible] کی تقریر	//
حضرت [illegible]	:	[illegible]	//	[illegible]	..
خلافت کے بارے میں [illegible]	۲۵۷	حضرت [illegible] کی تقریر	//	حضرت عبدالرحمٰنؓ کی روایت	۲۶۷
حضرت عباسؓ [illegible] کا ادب	//	[illegible]	//	حضرت سعد [illegible] کا ادب	//
[illegible] کی حفاظت	//	[illegible]	//	[illegible]	..
احتیاط [illegible]	//	حضرت علیؓ سے [illegible]	//	[illegible]	//
[illegible] طریقہ	//	حضرت [illegible] کا ادب	۲۶۳	حضرت عبدالرحمٰنؓ [illegible]	//
حضرت صہیبؓ کی روایت	۲۵۸	حضرت [illegible] کا ادب	//	حضرت [illegible] کی تقریر	.
[illegible]	//	حضرت [illegible] کی بیعت	//	[illegible]	۲۶۸
حضرت [illegible]	//	حضرت [illegible] کا اعتراف	//	[illegible]	//
[illegible]	//	حضرت [illegible] کا ادب	//	حضرت عبدالرحمٰنؓ کی [illegible]	//
حضرت عبدالرحمٰنؓ کی [illegible]	//	حضرت [illegible] کی [illegible]	//	[illegible] کے [illegible]	//
[illegible]	۲۵۹	[illegible]	۲۶۴	[illegible]	..
[illegible]	//	حضرت [illegible]	//	[illegible]	//
حضرت علیؓ سے [illegible]	.	[illegible]	.	[illegible]	۲۶۹
حضرت [illegible]	//	[illegible]	..	[illegible]	//
[illegible]	//	حضرت [illegible]	//	حضرت [illegible]	//
حضرت [illegible] حضرت علیؓ	۲۶۰	حضرت [illegible] کی بیعت	//	حضرت [illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	حضرت عبدالرحمٰنؓ کی [illegible]	//

حضرت علیؓ سے [illegible]	٢٧٠	[illegible]	″	[illegible]	٢٨٠
حضرت عثمانؓ [illegible]	″	[illegible]	٢٧٦	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
حضرت عبداللہ [illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
حضرت علیؓ [illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
حضرت عثمانؓ [illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
حضرت عثمانؓ [illegible]	″	[illegible]	٢٧٧	[illegible]	٢٨٢
حضرت عبداللہ کی [illegible]	٢٧١	[illegible]	″	[illegible]	″
حضرت علیؓ [illegible] کی بیعت	″	حضرت [illegible]	″	[illegible] واقعات	″
[illegible]	″	[illegible]	″	افریقہ پر حملہ	″
[illegible]	″	چند ہدایات [illegible]	″	[illegible] واقعات	″
حضرت [illegible] کا تقرر	″	[illegible]	″	[illegible] واقعات	٢٨٣
عبیداللہ بن عمرؓ [illegible]	″	[illegible]	٢٧٨	[illegible]	″
[illegible]	٢٧٢	[illegible] قرات کے نام	″	[illegible]	″
عبیداللہ کے [illegible]	″	عوام کے نام	″	حضرت سعد [illegible] کی معزولی	″
[illegible]	″	حضرت عثمان غنیؓ کی [illegible]	″	حضرت سعد [illegible] کی معزولی کے	
[illegible]	″	[illegible]	٢٧٩	اسباب	″
[illegible]	٢٧٣	جنگ [illegible]	″	[illegible]	٢٨٤
عبیداللہ کا [illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	ولید بن عقبہ [illegible]	″	حضرت سعد [illegible] سے جھگڑا	″
عبیداللہ کی گرفتاری	″	[illegible]	″	حضرت عثمان [illegible] کی [illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	ولید بن عقبہ کا تقرر	″
[illegible]	٢٧٤	[illegible]	٢٨٠	حضرت [illegible] کی [illegible]	٢٨٥
حضرت معاویہؓ کے حملے	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	حضرت عثمانؓ [illegible]	″	[illegible]	″
باب ١٦		فوجی امداد [illegible]	″	[illegible] واقعات	٢٨٦
حضرت عثمان غنیؓ کی [illegible]	٢٧٥	ولید بن عقبہ کی [illegible]	″	عبداللہ بن سعد کا تقرر	″
[illegible]	″	[illegible]	″	افریقیہ کی فوجی مہم	″

[illegible]	،	[illegible]	،،	[illegible]	،،
[illegible]	،	[illegible]	،	[illegible]	،،
[illegible]	،	[illegible]	۲۹۱	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]		[illegible]	۲۹۷
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۹۲	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	،	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	،،	باب [illegible]	
[illegible]	،،	[illegible]	،	[illegible]	۲۹۸
[illegible]	،،	[illegible]	،،	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	،،	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	۲۹۳	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	،،	[illegible]	،،
[illegible]	۲۸۸	[illegible]	،،	[illegible]	،،
[illegible]	،	[illegible]	،،	[illegible]	۲۹۹
[illegible]	،،	پانی کی اہمیت	،،	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	۲۹۴	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	،	[illegible]	،،
[illegible]	،	[illegible]	،	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	،،	[illegible]	۳۰۰
[illegible]	۲۸۹	[illegible]	،،	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	،،	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	،،	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	،،	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	۲۹۵	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	،،	[illegible]	،،
[illegible]	،	[illegible]	،،	[illegible]	،،
[illegible]	۲۹۰	[illegible]	۲۹۶	[illegible]	۳۰۱
[illegible]	،،	[illegible]	،،	[illegible]	،،

فتح فارس	〃	فتنہ پرداز افراد	〃	سازش کا واقعہ	〃
مسجد نبوی کی توسیع	〃	قصاص کی سزا	۳۰۷	انگوٹھی غائب	〃
منیٰ میں خیمے	〃	اشعار	〃	مجرم کی تحقیق	〃
منیٰ میں قصر نماز	〃	ابو شریح خزاعی کی ہجرت	〃	سازش کی تکمیل	۳۱۲
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اعتراض	۳۰۲	قرآن کا قانون	〃	مخالف گواہ	〃
حضرت عبدالرحمٰن کی گفتگو	〃	قسامت کی تشریح	〃	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ	〃
خلاف سنت عمل	〃	مہمان خانے میں قیام	〃	کوڑے کی سزا	〃
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دلائل	〃	ابو زبید کا مہمان خانہ	۳۰۸	اصل واقعہ	〃
پہلی بات کا جواب	〃	ابو زبید سے تعلقات	〃	گورنری کی منتقلی	〃
دوسری بات کا جواب	۳۰۳	ولید کی وضاحت	〃	مجرم کا تعاقب	〃
مخالفت سے پرہیز	〃	ابو زبید کی آمد و رفت	〃	دورِ خلافت میں	۳۱۳
خلیفہ کی اطاعت	〃	ولید کا مہمان	〃	کوڑے کی سزا	〃
سنہ ۳۰ھ کے مشہور واقعات	۳۰۴	ولید کے خلاف سازش	〃	ولید کے بارے میں اختلاف	〃
جنگ طبرستان	〃	شراب نوشی کا الزام	۳۰۹	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب	〃
ابن عامر کی روانگی	〃	علم بیان پر مباحث	〃	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول	〃
اہل جرجان سے مصالحت	〃	ابو زینب پر چشم پوشی	〃	ابو زینب کی توبہ	〃
طمیسہ کی جنگ	〃	جھگڑے کا ذکر	〃	سعید بن العاص کا تقرر	〃
دشمن کا فدیہ	〃	ولید سے تنگی کرتے	〃	ابتدائی حالات	۳۱۴
اکابر صحابہ کی شرکت	۳۰۵	حضرت ابن مسعودؓ کا جواب	〃	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سرپرستی	〃
محمد بن الحکم کی شہادت	〃	ولید کی ملامت	〃	بیکسوں اور یتیموں سے ہمدردی	〃
کعب بن جعیل کے اشعار	〃	جادوگر کا معاملہ	۳۱۰	دوسرے خاندان میں نکاح	〃
اہل جرجان کی عہد شکنی	〃	اس امر کی تحقیق	〃	سعید کی آمد	〃
خراج کی ادائیگی بند	〃	جادوگری کا ثبوت	〃	سعید کا خطبہ	۳۱۵
سعید بن العاص کا تقرر	۳۰۶	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ	〃	تحقیقات کا نتیجہ	〃
معزولی کے اسباب	〃	ولید کے خلاف شکایت	〃	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب	〃
ولید بن عقبہ کا تقرر	〃	سازش پر عمل	〃	مردم شناسی کی علامت	〃
محبوب شخصیت	〃	مخالفانہ شہادتیں	۳۱۱	شرفاء سے خطاب	〃
کوفہ کا آنا	〃	ظاہری شہادت پر عمل	〃	تقریر کے اثرات	〃

ہدایات پر عمل درآمد	۳۱۶	حضرت [illegible] سے گفتگو	/	[illegible]	/
قادسیہ کی [illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۳۲۷
[illegible]	:	[illegible]	/	[illegible]	//
[illegible]	۳۱۷	[illegible]	۳۲۲	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	/	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible] کی تعریف	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible] سے مقابلہ	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۳۲۸
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible] کی گفتگو	۳۱۸	[illegible]	۳۲۳	[illegible] کی شکست	//
[illegible] کی ضرورت	//	[illegible]	//	[illegible] کی شکست	//
اتمام حجت	/	حضرت [illegible] کے لیے [illegible]	//	[illegible]	//
[illegible] کی گفتگو	//	حضرت [illegible]	//	[illegible]	۳۲۹
[illegible]	//	[illegible]	/	[illegible]	//
دربار کا حال	//	[illegible]	۳۲۴	[illegible]	//
[illegible] دعوت اسلام	۳۱۹	[illegible]	/	مسلمانوں کی صف بندی	//
[illegible]	//	[illegible]	/	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۳۳۰
دوسری گفتگو	//	[illegible]	/	[illegible]	//
حضرت [illegible] غفاری [illegible] کے		[illegible]	۳۲۵	[illegible]	//
[illegible]	۳۲۰	[illegible]	//	جماعت [illegible]	//
[illegible]	//	باب ۱۸		[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۳۲۶	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible] کی [illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۳۳۱
حضرت [illegible] کی [illegible]	۳۲۱	[illegible]	//	[illegible]	//
حضرت [illegible] کا جواب	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	حضرت [illegible]	/	[illegible]	//

[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	۳۳۲	[illegible]	۳۳۷	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	۳۴۲
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	۳۳۳	[illegible]	۳۳۸	[illegible]	۳۴۳
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	عبد الرحمن [illegible]	〃
[illegible]	۳۳۴	[illegible]	〃	[illegible]	۳۴۵
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	۳۳۹	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	۳۴۰	[illegible]	〃
[illegible]	۳۳۵	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	۳۴	[illegible]	۳۴۶
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	۳۳۶	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	۳۴۱	[illegible]	۳۴۷
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃

[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۳۵۹
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	۳۴۸	[illegible]	۳۵۴	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۳۶۰
[illegible]	//	[illegible]	۳۵۵	[illegible]	//
حضرت عبداللہ بن مسعود کی وفات	//	[illegible]	//	[illegible]	//
حضرت ابوذر [illegible] کی وفات	۳۴۹	[illegible]	//	[illegible]	//
سواروں کی آمد	//	[illegible]	//	[illegible]	//
وفات کی خبر	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۳۵۶	[illegible]	۳۶۱
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	۳۵۰	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۳۵۷	[illegible]	۳۶۲
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	۳۵۱	[illegible]	//	[illegible]	//
باب ۱۹		[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	۳۵۲	[illegible]	//	[illegible]	۳۶۳
[illegible]	//	[illegible]	۳۵۸	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
خط کا جواب	۳۵۳	[illegible]	//	معافی کی درخواست	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۳۶۴
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//

[illegible]

باغیوں کی اصل مراد	″	اشتعال کے نتائج	″	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہدایت نامہ	″
سعید کا مشورہ	٣٧٩	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب	″	خوارج کا تذکرہ	″
عمرو بن العاص کی معزولی	″	الزامات کی تردید	″	بغاوت کا عروج	″
مصریوں کے عزائم	″	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشورہ	٣٨٤	سبائیوں کا فریب	″
تینوں علاقوں کے سردار	″	امیر معاویہ کا تبصرہ	″	اہل مصر کی جوابی تدبیر	٣٨٩
لوگ بحثوں میں مشغول	″	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خوف	″	اقتدار کی کشمکش کا نقصان	″
عمرو بن العاص کی نکتہ چینی	″	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خیر خواہی	″	شام کے پر امن حالات	″
نکتہ چینی کی توجیہ	٣٨٠	نکتہ چینوں کی مذمت	″	عمرو بن العاص کی نکتہ چینی	″
اشتر کی مراجعت	″	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تبصرہ	″	زبیر کو سفر کی ہدایت	″
سعید کے خلاف بغاوت	″	نرمی کا نتیجہ	٣٨٥	کھلے فساد کی پیش رفت	″
اشتر کی دھمکی	″	حسن سلوک کا وعدہ	″	آخری خطبہ کا تذکرہ	٣٩٠
باغیوں کا اقدام	″	مروان کی دھمکی	″	خلافت کا حق	″
تحقیقاتی وفد	″	بدری صحابی جبلہ کی وفات	″	سبائیوں کی طرف اشارہ	″
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی	″	ذوالحجہ کے واقعات	٣٨٦	معاویہ کی روانگی	″
مستقبل کا خوف	٣٨١	اہل سبا کی خفیہ کتاب	″	امیر کا طریقہ انتخاب	٣٩١
حضرت ابو موسیٰ کا تقرر	″	فریب کاری کی وضاحت	″	نیا انتظام	″
فتنہ کی آگ	″	ہجوم کا منظر	″	تعاون کی ضرورت	″
سعید کے خلاف سازش	″	[illegible]	″	تقریر پر تنقید	″
مطالبات کی منظوری	″	خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت	″	دوسری روایت	″
عوامی اجتماع	″	شرانگیز تحریک	″	حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تقریر	″
جہاد کی ترغیب	٣٨٢	کوفہ اور بصرہ کا مشورہ	٣٨٧	قتل کی غلط افواہ	٣٩٢
مخالفت میں شدت	″	خفیہ اقدامات	″	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اعتراض	″
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نصیحت	″	تحریک کے اثرات	″	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب	″
شکایات کا اقرار	″	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اطلاع	″	مصالحت	″
تدبیر کی ہدایت	″	تحقیقاتی سفر	″	شکایت کا ازالہ	″
بیعت وعدے میں تجدید	″	ملک کی نئی حالت	″	امیر معاویہ کی فوجی پیشکش	″
عمرو بن عاص کی مذمت	٣٨٣	حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی تبدیلی	٣٨٨	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انکار	″
زعماء کا ہجوم	″	مصر کے لوگوں کا حال	″	فوری امداد سے انکار	٣٩٣

اقدام بغاوت ۳۴۳
سازش کی ناکامی ؍؍
کوفہ میں شورش ؍؍
سعید کی مخالفت ؍؍
سعید کا اخراج ؍؍
مدینہ پہنچنے کی سازش ؍؍
تحقیقاتی وفد ۳۴۴
اصل حقیقت کا اظہار ؍؍
مخالفوں پر الزام تراشی ؍؍
عام اجتماع ؍؍
بغاوت کی سزا ؍؍
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ۳۴۵
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صفائی ؍؍
اعتراضات کے جوابات ؍؍
حمٰی کا چراگاہ ؍؍
منیٰ کی نماز ؍؍
تدوین قرآن ؍؍
حکم کا معاملہ ؍؍
نوعمر حکام پر اعتراض ۳۴۶
صلہ رحمی پر اعتراض کا جواب ؍؍
قرابتداروں کی حمایت ؍؍
دیانت داری ؍؍
اراضی کی منتقلی ؍؍
اراضی کی منصفانہ تقسیم ۳۴۷
نرم سلوک ؍؍
مدنیوں کے لئے بھی ؍؍
اچھا مردوں کی قیادت ؍؍
باغیوں کے سردار ؍؍
امیرالمومنین سے گستاخی ؍؍
شیخین کا تذکرہ ؍؍
کوفی سردار ۳۴۸
بصرہ کے مرکز ؍؍
مختلف خیالات کے گروہ ؍؍
باغیوں کے مراکز ؍؍
اہل مدینہ سے اندیشہ ؍؍
ہر گروہ کی حضرات سے ملاقات ؍؍
صحابہ رسول سے ملاقات ۳۴۹
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ؍؍
الٹی مراد ؍؍
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گفتگو ؍؍
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا انکار ؍؍
اچانک محاصرہ ؍؍
واپس آنے کی وجہ ۳۵۰
ایک جعلی تحریر کا جواب ؍؍
تنگی کی آزردگی ؍؍
امداد کے لئے تقاضا ؍؍
امور خلافت کی انجام دہی ؍؍
ناجائز مطالبات ۳۵۱
جنگ احزاب کا نمونہ ؍؍
امدادی فوجیں ؍؍
حضرات صحابہ کی تدابیر ؍؍
باغیوں کی مذمت ؍؍
پرجوش تقریر ؍؍
اہل العروہ کی خدمات ؍؍
شام سے کمک ۳۵۲
حضرت عثمان کی تحریر ؍؍
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر سنگ باری ؍؍
تیسری مرتبہ ؍؍
باغیوں کے مخالفین ؍؍
صحابہ کی حمایت ؍؍
مسجد کے قریب ہنگامہ ۳۵۳
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زد ؍؍
آپ کی بے ہوشی ؍؍
امامت معمولی ؍؍
باغیوں کی امامت ؍؍
قتل کی دھمکی ؍؍
بلوائیوں کی ملاقات ؍؍
سورۃ یونس کی آیت ۳۵۴
محفوظ چراگاہوں پر اعتراض ؍؍
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب ؍؍
شرائط کی پابندی ؍؍
مطالبات اہل مدینہ کی بندش ؍؍
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ ۳۵۵
مطالبات کے بارے میں حکم ؍؍
معاہدہ کی ترتیب ؍؍
سربمہر خط ؍؍
حضرت علی سے شکایت ؍؍
خط لکھنے سے انکار ؍؍
جعلی خط ۳۵۶
ناشائستہ روایت ؍؍
عمرو بن العاص کی معزولی ؍؍
عمرو بن العاص کے اعتراضات ؍؍
عمرو بن العاص کا کارنامہ ؍؍
دور فاروقی کے حاکم ؍؍

[illegible]		[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	۲۰۷	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]		[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۲۱۲	[illegible]	۲۱۷
[illegible]	//	[illegible]		[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	باب ۲۱	
[illegible]	۲۰۸	[illegible]	//	[illegible]	۲۱۸
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۲۱۳	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۲۱۹
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	۲۰۹	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۲۱۴	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۲۲۰
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	۲۱۰	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۲۱۵	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۲۲۱
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	۲۱۱	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۲۱۶	[illegible]	//

[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	۳۲۲	حضرت عثمانؓ [illegible] سے [illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	آپ کی [illegible]	//	[illegible]	//
حضرت [illegible]	//	[illegible] کے [illegible]	//	[illegible]	//
[illegible] کے لیے [illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۳۲۷	[illegible]	۳۳۲
حضرت [illegible] سے [illegible]	//	آپ کی رضامندی	//	[illegible]	//
[illegible]	۳۲۳	آپ کی قسم	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible] کا [illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible] کے [illegible]	۳۲۸	[illegible]	۳۳۳
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible] کی طاقت	//
حضرت [illegible] کا [illegible]	//	حضرت علیؓ [illegible] کا [illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	۳۲۴	حضرت عثمانؓ [illegible] سے گفتگو	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	خلافت کا سوال	//
[illegible]	//	[illegible]	۳۲۹	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۳۳۴
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	۳۲۵	[illegible]	//	[illegible]	//
حضرت [illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۳۳۰	[illegible]	//
باغیوں کی گستاخی	//	[illegible]	//	[illegible]	۳۳۵
[illegible]	//	آپ کی شہادت	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
حضرت عثمانؓ کا جواب	۳۲۶	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۳۳۱	[illegible]	//

دوسرا بیان	۴۲۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیغام	〃	قتل سے گریز	〃
شہر بدری	〃	سواروں کا فرار	〃	دوسرے شخص کی واپسی	〃
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آخری خطبہ	〃	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملامت	〃	تیسرے شخص کا لوٹ جانا	〃
مروان کی جنگ	〃	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بدسلوکی	〃	عبداللہ بن سلام کی نصیحت	〃
مروان سے مطالبہ	۴۲۷	قتل کی کوشش	〃	برے نتائج	〃
مروان کا زخمی ہونا	〃	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سواری	۴۳۲	محمد بن ابی بکر کی واپسی	۴۳۷
نیار کا قتل	〃	محمد بن ابی بکر کو نصیحت	〃	قاتلین کی آخری کوشش	〃
قصاص کا مطالبہ	〃	برے نتائج	〃	خلیفہ سوم کی شہادت	〃
محاصرین کی جنگ	〃	ناکام قتل	〃	غلام کی فدا کاری	〃
شہید اور زخمی افراد	۴۲۸	امیر حج کا تقرر	〃	لوٹ مار	〃
گھر کے اندر جنگ	〃	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ہدایات	۴۳۳	قاتل کا قتل	〃
آخری گفتگو	〃	آیت کی تلاوت	〃	بیت المال پر قبضہ	۴۳۸
مسجد نبوی کی توسیع کا ذکر	〃	آخری نصیحت	〃	ظلم اور زیادتی	〃
بے اثر نصیحت	〃	انتہائی جذبہ	〃	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اظہار افسوس	〃
سچا خواب	〃	مخالفت کا اندیشہ	〃	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذمت	〃
محمد بن ابی بکر کی دھمکی	۴۲۹	گھر کے دروازے پر جنگ	〃	حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا	〃
خونی قاتل	〃	لڑنے کی ممانعت	۴۳۴	مغیرہ کا مشورہ	〃
قاتلوں کی آمد	〃	مغیرہ بن اخنس	〃	جنگ کی ممانعت	۴۳۹
قرآن اور مصحف	〃	تلاوت قرآن	〃	قسمت پر صبر	〃
حضرت نائلہ کا ہاتھ	〃	آتش زدگی	〃	قرآن کی تلاوت	〃
آخری خطبہ	〃	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی		بیت المال کی حفاظت	〃
اتحاد کی نصیحت	۴۳۰	وصیت	۴۳۵	محمد بن ابی بکر کی گستاخی	〃
قسمت پر صبر و شکر	〃	نماز اور تلاوت	〃	ہاتھ کی ضرب	〃
اہل مدینہ کو الوداع	〃	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ممانعت	〃	آپ کی شہادت	〃
واپس جانے کا حکم	〃	مروان کا مقابلہ	〃	بیت المال کی لوٹ	۴۴۰
انصار کی جنگ کی ممانعت	〃	مغیرہ بن اخنس کی شہادت	〃	گھر میں گھسنا	〃
پانی بند	〃	گھر میں گھسنا	〃	نازیبا الفاظ	〃
سنگ باری	۴۳۱	اپنے موقف پر اصرار	۴۳۶	محمد بن ابی بکر کی بدکلامی	〃

[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	۴۶۰
دوسری روایت	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	۴۵۰	[illegible] کی ملاقات	〃	[illegible]	〃
گھر کا محاصرہ	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	ابن سبا کا ذکر	〃	[illegible]	〃
مروان پر حملہ	〃	[illegible]	〃	[illegible]	۴۶۱
محاصرے کا دن	〃	[illegible]	۴۵۵	[illegible] کا قتل	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	دوسری روایت	〃
[illegible] تحریر	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
محاصرہ کے وقت تقریر	۴۵۱	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی [illegible]	〃	[illegible] کی گفتگو	۴۶۲
باغیوں سے مذاکرات	〃	[illegible] پر اعتراض	〃	[illegible]	〃
خلافت کا ذکر	〃	آپ کا جواب	۴۵۶	[illegible]	〃
گذشتہ [illegible]	〃	[illegible] کی روایت	〃	[illegible] سے درخواست	〃
قتل کے متعلق اقرار	〃	ابن ابی حذیفہ کے بارے میں سوال	〃	[illegible]	〃
قتل کے بعد ندامت	〃	[illegible]	〃	[illegible] کی تقریر	۴۶۳
باغیوں کا جواب	〃	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراضگی	〃	محاصرہ کی مدت	〃
[illegible] کا اعتراف	۴۵۲	مخالفت کی [illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف گفتگو	〃
قتل کی دوسری صورتوں کا ذکر	〃	[illegible]	۴۵۸	[illegible]	〃
[illegible] بغاوت کا الزام	〃	[illegible] کی تقسیم	〃	بے جا الزام	〃
باب ۲۲		حضرت علی رضی اللہ عنہ کا احترام	〃	[illegible]	۴۶۴
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی [illegible]		[illegible] کی درخواست	〃	خلافت سے خوف	〃
حمایتی	۴۵۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت	〃	[illegible]	〃
[illegible] کی مخالفت	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	۴۵۹	[illegible]	〃
جھوٹی گواہی	〃	[illegible]	〃	[illegible] سے گفتگو	۴۶۵
[illegible] کے بیٹے [illegible]	〃	[illegible] اصلاحات	〃	[illegible] کا جواب	〃
[illegible] کی بیعت	۴۵۴	[illegible]	〃	[illegible]	〃

[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	باب ۳۳		[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اہل عراق کے نام	//	آخری خطبہ	//	حضرت حسان بن ثابت کے مراثی	//
عامل مصر	//	تقویٰ اور شعار کی تلقین	//	پہلا مرثیہ	//
علاقۂ شام کے حکام	//	نماز کی امامت	۲۸۲	دوسرا مرثیہ	//
عراق و یمن کے حکام	//	حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی امامت	//	حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا مرثیہ	//
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشہور خطبات	۲۸۱	سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی امامت	//	حضرت حسان بن ثابت کا تیسرا مرثیہ	۲۸۴
پہلا خطبہ	//	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت	//	اہل شام کی دعوت	//
دنیا کی کشش	//	شہادت عثمان رضی اللہ عنہ پر مراثی	۲۸۳	حباب بن یزید کا مرثیہ	//

باب ۱

سلطنت کسریٰ کا خاتمہ

محمد، طلحہ، عمرو، سعید اور مہلب روایت کرتے ہیں: جب حضرت سعد مدائن کی فتح کو مکمل کر چکے تو مشرکین کے تعاقب میں (زہرہ کو) روانہ کیا تو وہ تعاقب کرتے ہوئے نہروان تک پہنچ گئے۔ پھر وہ سب واپس آ گئے۔ مشرکین حلوان کی طرف چلے گئے تھے۔ حضرت سعد نے خمس نکالنے کے بعد مال غنیمت کو مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ ان میں کوئی مسلمان سواری کے بغیر نہیں تھا اس لیے ہر سوار کو بارہ ہزار ملے تھے۔ مدائن میں (مسلمانوں) کو بہت سے سواری کے جانور ملے۔

حضرت سعد نے مدائن کے گھروں اور زمین کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا تھا اور وہ ان گھروں میں رہنے لگے تھے۔ عمرو بن عمرو بن مقرن مال غنیمت جمع کرنے اور اس پر قبضہ کرنے کے ذمہ دار تھے اور اس کی تقسیم سلمان بن ربیعہ نے کی۔ مدائن کی فتح ماہ صفر ۱۶ھ میں ہوئی۔

ایوان کسریٰ میں نماز:

جب حضرت سعد بہرسیر میں آئے تو وہ مکمل نماز ادا کرتے تھے اور جب مقیم ہو گئے تھے انہوں نے سفر کو ختم کر دیا اور ایوان کسریٰ میں نماز پڑھنے کے لیے آئے تو انہوں نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور وہاں ایک منبر بھی نصب کر دیا۔ یہ قصر تھا اور جمعہ کی نماز وہیں پڑھتے تھے۔ ایوان میں مجسمے بھی تھے بلکہ مسلمان نماز انہی کے قریب پڑھتے تھے۔

جب عید الفطر کا دن آیا تو آپ سے کہا گیا کہ باہر نکل کر نماز پڑھی جائے کیونکہ باہر نکل کر پڑھنا سنت ہے مگر حضرت سعد نے فرمایا: ہم یہیں نماز پڑھیں گے کیونکہ بستی کے اندر نماز پڑھنا یا باہر پڑھنا یکساں ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایوان کسریٰ ہی میں نماز پڑھائی۔

مدائن میں قیام:

حضرت شعبی کی روایت ہے کہ جب حضرت سعد مدائن میں ٹھہرے اور وہاں کے گھر لوگوں میں تقسیم کیا تو انہوں نے اپنے اہل و عیال کو بلا لیا اور انہیں گھروں میں ٹھہرا دیا۔ وہ مدائن میں اس وقت تک رہے جب تک کہ مسلمان جلولا، تکریت اور موصل کی فتحوں سے فارغ نہیں ہوئے۔ پھر وہ کوفہ کی طرف منتقل ہو گئے۔

بہار کسریٰ:

محمد، طلحہ، عمرو، مہلب اور سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد نے خمس (مرکزی حکومت کا حصہ) بھیجنے کے لیے پانچواں حصہ میں ہر قسم کے مال غنیمت کو شامل کر لیا تھا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسریٰ کے کپڑوں اور زیورات کو دیکھ کر خوش ہو جائیں اور اہل عرب بھی انہیں دیکھ کر خوش ہوں۔ ان کے ہاتھ ایک بہت بڑا قالین بھی لگا تھا۔ اس کی تقسیم صحیح طریقے سے نہیں ہو سکتی تھی۔ تو حضرت سعد نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا: کیا تم اپنی خوشی اور رضامندی کے ساتھ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نعمان اور اس کی تلوار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عمال کا تقرر

[illegible]

[illegible]

* * *

جنگ جلولاء

قیس بن حازم بیان کرتے ہیں: "جب ہم مدائن پہنچے تو ہم نے وہاں قیام کیا اور جو کچھ وہاں تھا اسے ہم نے تقسیم کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پانچواں حصہ بھیجوایا۔ اس کے بعد ہم نے مدائن کو اپنا وطن بنا لیا۔ اتنے میں یہ خبر ملی کہ مہران نے جلولاء میں بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے اور وہاں خندق بھی کھودی ہے۔ نیز اہل موصل نے بھی لشکر جمع کر لیا ہے۔

جنگی ہدایات:

عبداللہ بن ابی طیبہ بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں اور مزید یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں تحریر کیا تو انہوں نے جواب میں یہ لکھا۔

"ہاشم بن عتبہ کو بارہ ہزار سپاہیوں کے لشکر کے ساتھ بھیجنا اور ان کے ہراول دستے پر قعقاع بن عمرو کو مقرر کرنا اور ان کے میمنہ پر مسعر بن مالک ہو اور میسرہ پر عمرو بن مالک بن عتبہ ہو اور ان کے پچھلے حصہ پر عمرو بن مرہ جہنی کو مقرر کیا جائے۔

سیف کی دوسری روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اگر اللہ مہران کے لشکر اور انطاق دونوں کو شکست دے دے تو تم قعقاع بن عمرو کو آگے بھیجنا کہ وہ سواد عراق اور جبل کے درمیان سرحدی علاقے پر رہیں۔"

جنگ کی وجہ:

جنگ جلولاء کی اصل وجہ یہ ہے کہ اہل عجم مدائن سے بھاگ کر جلولاء پہنچے۔ یہاں سے اہل آذربائیجان، باب، اہل جبال اور فارس کے راستے الگ الگ ہو جاتے ہیں لہٰذا انہوں نے متفق ہو کر کہا

"اگر تم یہاں سے جدا ہو گئے تو پھر کبھی اکٹھے نہیں ہو سکو گے کیونکہ یہ مقام ہمیں ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے اس لیے ہم سب کو اہل عرب کے خلاف جنگ کرنی چاہیے اگر جنگ ہمارے حق میں رہی تو یہ ہماری تمنا ہے اور اگر دوسری صورت ہوئی تو ہم اپنا فرض ادا کر چکیں گے اور دنیا کے سامنے اپنی معذرت پیش کر سکیں گے۔"

(یہ فیصلہ کر کے) انہوں نے خندق کھودی اور وہاں مہران رازی کے زیر قیادت اکٹھے ہو گئے۔ شاہ یزدگرد حلوان کی طرف چلا گیا اور وہاں رہنے لگا اور اپنے آدمی چھوڑ گیا اور ان کی امداد کرتا رہا۔ وہ خندقوں میں رہنے لگے اور انہوں نے چاروں طرف خاردار لکڑی کی باڑ لگا دی تھی۔ صرف چند راستے انہوں نے چھوڑ رکھے تھے۔

سابق مرتدوں کا معاملہ:

حضرت عامر شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جنگوں میں سابق مرتد مسلمانوں سے مدد نہیں لیتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں جنگ میں شریک کرنے لگے تھے تاہم وہ انہیں بہت چھوٹے رتبے کے علاوہ اور کسی فوجی عہدہ پر مقرر نہیں کرتے تھے آپ یہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ صحابہ کے ہوتے ہوئے کسی کو فوج کا سردار مقرر کیا جائے اگر ان میں سے کوئی قابل تھا تو

نہایت تیز رفتار تھا جس میں سے کسی کو گزرنے نہ دیتے تھے جو پہلے مرتد ہو چکے تھے ان میں سے کسی پر اعتبار نہیں کرتے تھے۔

جلولاء کا محاصرہ

حضرت ہاشم بن عتبہ مسلمانوں کو لے کر مدائن سے جلولاء کی طرف بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے ان میں جلیل القدر صحابہ، تابعین و انصار اور عرب کے مشہور سردار شامل تھے ان میں بڑی تعداد ان کی شامل تھی جو پہلے مرتد ہو چکے تھے۔ اور وہ بھی شامل تھے جو پہلے مرتد نہیں ہوئے تھے۔

دو ماہ تک یہ محاصرہ رہا۔ پیچھے تو دشمن کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور خندق کی وجہ سے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا مسلمانوں نے ان کا محاصرہ طول دیا وہ صرف ضرورت کے وقت باہر نکلتے تھے۔

اسی حملے

مسلمانوں نے جلولاء میں اسی دفعہ حملے کیے اور ہر موقع پر اللہ نے مسلمانوں کو دشمن کے خلاف فتح و نصرت عطا فرمائی تھی۔ وہ مشرکین کی لکڑی کی خاردار باڑ پر بھی غالب آ گئے تھے اور انہوں نے لوہے کی باڑیں لگائی تھیں۔

ترغیب جہاد

بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ہاشم جلولاء میں ایرانیوں کے مقابلے کے لیے آئے تو انہوں نے ان کی خندق کا محاصرہ کر لیا۔ دشمن مسلمانوں کا نہایت خوف و دہشت کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے۔ حضرت ہاشم صفوں کے درمیان گھوم کر یہ فرماتے تھے۔ "یہ وہ مقام ہے جس کے بعد ایک اور مقام آئے گا" حضرت سعد بھی سواروں کو کمک بھیج کر ان کی مدد کر رہے تھے۔ آخر کار دشمن مسلمانوں سے مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے اور جنگ کے لیے نکلے حضرت ہاشم نے کھڑے ہو کر یہ فرمایا "تم اللہ کے لیے بہادری کے ساتھ جنگ کرو تمہیں ثواب بھی ملے گا اور مال غنیمت بھی حاصل ہو گا تم اللہ کے لیے کام کرو"۔

آندھی کی تباہی:

جب مقابلہ ہوا تو جنگ ہونے لگی آخر کار اللہ نے ان پر ایک آندھی بھیجی جس سے فضا ان پر تاریک ہو گئی اور ان کے لیے پیچھے ہٹنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا ایسی صورت میں جب سوار خندق میں گرنے لگے تو انہوں نے اپنے قریب اپنا راستہ بنا لیا وہاں سے گھوڑے بآسانی گزر جاتے تھے اس طریقے سے ان کی صف بندی میں رخنے پڑ گئے۔ مسلمانوں کو بھی اس بات کی خبر ہو گئی تو وہ مسلمانوں کی طرف یہ پکار کر کہتے تھے "ہم دوبارہ ان کی طرف جائیں گے اور یہ قلعوں کے اندر گھس نہ سکیں گے باہر رہ جائیں گے۔"

دوبارہ حملہ

جب مسلمان دوبارہ حملہ کرنے کے لیے آئے تو ایرانیوں نے [illegible] کے قریبی حصے میں خندق کے اندر [illegible] لگا دی [illegible] گھوڑوں پر سوار ہو کر قعقاع [illegible] انہوں نے [illegible] ایک راستہ چھوڑ رکھا تھا ان کے جو مسلمانوں کے مقابلے کے لیے نکلے اور بہت سخت جنگ کرنے لگے۔ ویسی لڑائی [illegible] لیلۃ الہریر کے سوا اور کسی جنگ

[illegible] تھی۔

خندق پر حملہ

حضرت قعقاعؓ اس بات سے بخوبی واقف تھے [illegible] قرآن [illegible] کے [illegible] تھے [illegible]

[illegible]

> [illegible]
>
> [illegible]
>
> [illegible]
>
> [illegible] وہاں (حضرت) قعقاعؓ بن عمرو تھے۔"

ایک لاکھ آدمیوں کا قتل

مشرکین اب دائیں بائیں بھاگ نکلے تو [illegible] کے تھے ان کے گھوڑے زخمی ہو گئے [illegible] مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا [illegible] گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن ان کے ایک لاکھ آدمی قتل کروا دیے [illegible] ہوا تھا۔

فتح حلوان:

[illegible] مسلمان [illegible]

بارہ ہزار کا لشکر:

[illegible] خندق [illegible]

[illegible] مسلمان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جلولاء میں خانقین تک پہنچ گئے جب رات کے وقت یزدگرد کو شکست کی خبر معلوم ہوئی تو وہ حلوان سے نکل کر پہاڑوں کی طرف روانہ ہوا۔

حلوان میں قیام:

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ حلوان میں آ گئے ان کے ساتھ مختلف قبائل کا لشکر تھا وہ وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ سواد عراق اور پہاڑوں کے درمیان سرحدی فوجی فاصلے پر تھیں۔ اور وہیں مقیم رہے تا آنکہ مسلمان مدائن سے کوفہ کی طرف منتقل ہوئے جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ مدائن سے کوفہ آ گئے تو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور حلوان کا حاکم قباذ کو مقرر کیا گیا جو کہ اصل خراسان کا تھا۔

تعاقب کی ممانعت:

مسلمانوں نے جلولاء کی فتح کا حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا اور یہ بھی لکھا کہ حضرت قعقاع حلوان میں مقیم ہیں اور انہوں نے حضرت عمرؓ سے اہل عجم کا تعاقب کرنے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے یہ بات منظور نہیں کی اور فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ سواد عراق اور ان کے پہاڑوں کے درمیان دیوار حائل ہو جائے نہ وہ ہماری طرف آ سکیں اور نہ ہم ان کی طرف جا سکیں ہمارے لئے سواد عراق کا دیہاتی علاقہ کافی ہے میں مال غنیمت حاصل کرنے کے بجائے مسلمانوں کی سلامتی کو ترجیح دیتا ہوں۔

مہران کی گرفتاری:

جب حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ نے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کو دشمن کے تعاقب کے لیے روانہ کیا تو انہوں نے خانقین میں مہران رازی مردود کو جا لیا انہوں نے فیرزان کو بھی پکڑنا چاہا مگر وہ پہاڑ میں گھس کر نکل گیا اور اپنا گھوڑا چھوڑ گیا۔

جنگی قیدی:

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کو اس تعاقب میں جو گرفتار شدہ لونڈیاں ملی تھیں ان کو حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ چنانچہ جب مال غنیمت تقسیم کیا گیا تو ان قیدیوں میں لونڈیاں بھی تقسیم ہو گئیں ان سے اولاد ہوئی یہ قیدی جلولاء کے قیدی کہلاتے ہوئے۔ ان لونڈیوں میں سے حضرت شعبی کی والدہ بھی تھیں جو قبیلہ عبس کے ایک شخص کے ہاتھ لگی تھیں اس کے مرنے کے بعد عامر شعبی ان کے بطن سے پیدا ہوئے اور قبیلہ عبس میں انہوں نے نشوونما پائی۔

مال غنیمت کی تقسیم:

محمد، طلحہ اور مہلب روایت کرتے ہیں کہ جب جلولاء کا مال غنیمت تقسیم کیا گیا تو ہر سوار کو نو ہزار کی رقم اور نو مویشی بھی ملے [illegible]۔ حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ خمس کا مال لے کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آ گئے۔

حضرت شعبی روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جلولاء کا مال غنیمت اور دشمن کی دولت دی اور دشمن بہت کم مال لے کر بھاگے اس مال کی تقسیم کے نگران حضرت سلمان بن ربیعہ تھے۔ انہوں نے یہ مال جمع اور تقسیم کیا اور وہی اس کی تقسیم کے ذمہ دار تھے۔ اسی لئے عرب سلمان الخیل کہتے تھے کیونکہ وہ گھوڑوں کی تقسیم کرتے تھے جو عربی گھوڑا ہوتا اس کا پورا حصہ دیتے اور [illegible] مدائن میں تھے۔

پہلے دوسری [illegible] روایت کے مطابق حضرت عمرؓ کی فرمائش میں [illegible] جلولاء میں [illegible] مال غنیمت [illegible] تقسیم [illegible] کر دیا [illegible] مال غنیمت [illegible] تھے۔

بہادری کے انعامات

سیف کی روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جنگ قادسیہ کے بعد [illegible] انعامات [illegible] بہادری [illegible] اس جنگ میں سب سے زیادہ [illegible] بہادری کے جوہر دکھائے تھے [illegible] ان میں سب سے [illegible] بہادری کا کارنامہ انجام دیا تھا۔ حضرت سعدؓ نے [illegible] قعقاع ابن عمرو الدوئی کے ہاتھ بھجوائے تھے اور [illegible] بہادر [illegible] نے تھے۔

زیاد کی گفتگو

زہرہ اور محمد بن عمرو دونوں روایت کرتے ہیں کہ [illegible] (مال غنیمت کا خمس) [illegible] کے ہاتھ بھیجا گیا تھا اور اس کا حساب زیاد بن ابی سفیان کے ہاتھ بھیجا گیا تھا کیونکہ وہی (صاحب) لکھتے اور [illegible] تھے۔

جب یہ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو زیاد نے مال غنیمت کے بارے میں حضرت عمرؓ سے گفتگو کی اور ان کا تمام حال بیان کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: "کیا تم مسلمانوں کے سامنے کھڑے ہو کر اسی طرح بیان کر سکتے ہو جس طرح تم نے میرے سامنے بیان کیا ہے؟" زیاد نے جواب دیا:

"روئے زمین پر آپ سے زیادہ مجھ پر کسی کی ہیبت نہیں ہے۔ پھر بھلا میں دوسروں کے سامنے کیسے بیان نہ کر سکوں گا۔"

فصیح تقریر

چنانچہ زیاد نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر تمام واقعات بیان کئے اور مسلمانوں نے جو کارنامے انجام دیئے تھے ان کا بھی ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ مسلمان اب یہ چاہتے ہیں کہ وہ (آگے) علاقے میں آگے بڑھیں۔ حضرت عمرؓ نے ان کی تقریر سن کر فرمایا: "یہ بہت فصیح خطیب ہے۔" اس پر زیاد نے کہا: (شعر)

"ہمارے لشکر نے ہمارے کارناموں کے ذریعے ہماری زبانوں کو کھول دیا ہے۔"

جلد تقسیم

زہرہ اور محمد بن طلحہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خمس (یعنی پانچواں حصہ مال) لایا گیا تو آپ نے فرمایا: "اس (مال غنیمت) کو کوئی چھت پوشیدہ نہیں رکھے گی۔ یعنی میں جلد ہی اسے تقسیم کر دوں گا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن ارقم مسجد کے صحن میں اس کی رات بھر حفاظت کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت عمرؓ لوگوں کے ساتھ مسجد میں آئے اور مال غنیمت پر سے چادریں اٹھائی گئیں تو آپ نے یاقوت، زبرجد اور جواہرات دیکھے۔ اس پر آپ رونے لگے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "اے امیر المومنین! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ یہ تو شکر کا مقام ہے۔"

عدم تقسیم:

مسلمانوں نے ان اراضی کو تقسیم نہیں کیا کیونکہ ان کی تقسیم ممکن نہیں تھی ان میں جنگل دلدل زمین آتش کدے اور کسریٰ کی زمینیں بھی تھیں اور ان لوگوں کی اراضی بھی تھی اور ان کی اراضی بھی تھی جو مقتول ہو گئے تھے یا جو ان کے رشتہ دار تھے چنانچہ جب کبھی حکام ان کی تقسیم کے بارے میں دریافت کرتے تھے تو جمہور مسلمان تقسیم کرنے سے انکار کر دیتے تھے لہٰذا ان کی رائے کے مطابق فیصلہ ہوتا تھا وہ کہتے تھے اگر فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم تقسیم کر دیتے۔

ماہان روایت کرتے ہیں کہ اہل سواد و عراق میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا سوائے ان کے جن میں سے ہر ایک نے عہد شکنی کی بجز ان چند بانقیا والوں کے جن پر بعد میں شمشیر قبضہ کیا گیا تھا جب انہیں واپس آنے کی دعوت دی گئی تو ان پر جزیہ عائد کیا گیا تھا اور وہ ذمی بن گئے تھے البتہ کسریٰ کے خاندان اور اس کے ساتھیوں کی اراضی جو حلوان اور عراق کے درمیان تھیں وہ خالص سرکاری زمینیں تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سواد و عراق کے دیہاتی علاقے پر قابض ہو گئے تھے۔

سرکاری زمینیں:

ماہان کی دوسری روایت ہے کہ مسلمانوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسریٰ کی سرکاری زمینوں کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ تحریر کیا:

"وہ خالص سرکاری زمینیں جو اللہ نے تمہیں عطا کی ہیں ان میں سے چار حصے فوج میں تقسیم کر دو اور اس کا پانچواں حصہ میرے پاس رہے گا اور اگر وہ فوج سکونت اختیار کرنا چاہے تو وہ وہاں قیام کرے گی اور یہی ان کی زمین ہو گی"۔

جب مسلمانوں کو اس بات کا اختیار دیا گیا تو ان کی یہ رائے ہوئی کہ وہ عجم میں منتشر ہو کر رہ جائیں گے چنانچہ انہوں نے اسے انہی کے لیے برقرار رکھا وہ جس پر رضامند ہوتے تھے اس کو حاکم بناتے تھے پھر ہر سال (اس کی پیداوار) تقسیم کر لیتے تھے وہ اس کو حاکم بناتے تھے جس پر وہ خوشی اور رضامندی سے متفق ہوتے تھے وہ امراء اسی پر متفق ہوتے تھے ان کی یہ حالت مدائن میں رہی اور جب وہ کوفہ کی طرف منتقل ہوئے تو اس وقت بھی ان کا یہی طریقہ رہا۔

ابو طیبہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر فرمایا:

"تم اپنا مال غنیمت حاصل کرو کیونکہ اگر تم نے اس پر قبضہ نہیں کیا اور دیر ہو گئی تو معاملہ خراب ہو جائے گا میں نے اپنے فرائض ادا کر دیے ہیں اے اللہ! تو اس بات پر گواہ ہے"۔

کسانوں کے فرائض:

کسانوں کا یہ کام تھا کہ وہ راستوں، پلوں، بازاروں اور کھیتوں کی حفاظت کریں اور مسلمانوں کو راستہ بتائیں اور حسب حیثیت اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔ زمینداروں کے لیے بھی یہ ضروری تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ ادا کریں اور تعمیر کا کام برقرار رکھیں۔ ان تمام لوگوں کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ راستہ بتائیں اور مہمان بننے والے مسافروں کی ضیافت کریں۔ قادسیہ کی ضیافت خاص میعاد تک ادا کی گئی تھی۔

جلولاء کی فتح ذوالقعدہ ۱۶ھ میں ہوئی مدائن کی فتح اور جلولاء کی فتح کے درمیان نو مہینے کا فرق ہے۔

ذمیوں کا صلح نامہ

تمام راویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے ذمیوں کے لیے جو صلح نامہ لکھوایا تھا اس میں یہ (مضمون شامل) تھا کہ اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ وفاداری کریں گے، جن سے ملیں گے تو ان کی ذمہ داری باقی رہے گی اور اگر انہوں نے کسی مسلمان کو قید کر لیا تو وہ مارے جائیں گے اور اگر انہوں نے کسی مسلمان سے جنگ کی تو انہیں قتل کیا جائے گا۔ پھر حضرت عمر بن خطاب ان تمام حالات میں ان کی حفاظت کریں گے اور وہ لشکروں کی نافرمانی سے بری الذمہ ہے۔

اہل رے کا صفایا:

ماہان کی روایت ہے کہ جنگ جلولاء میں اہل فارس میں سب سے زیادہ جو فوج رے کے باشندے تھے وہ اسی جنگ میں شہزادوں کے سب سے زیادہ حامی تھے۔ مگر جنگ جلولاء میں ان سب کا صفایا ہو گیا۔

سواد عراق کی اراضی:

جنگ جلولاء کے (بعد) مسلمان (سپاہی) جب مدائن واپس آئے تو وہ اپنے گھروں میں مقیم ہو گئے اور تمام اہل سواد ان کے ذمی (زیر حفاظت رعایا) بن گئے بجز اس علاقے کے جو شاہی خاندان اور ان کے ساتھیوں کی خصوصی ملکیت میں تھا (اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا)

جب اہل ذمہ کو حضرت عمر بن خطاب کی رائے کا علم ہوا تو وہ کہنے لگے: "ہم بھی اس چیز پر رضامند ہیں جس پر وہ رضامند ہیں"۔

ابراہیم بن یزید اور حضرت شعبی بیان فرماتے ہیں "حلوان اور قادسیہ کے درمیان کی اراضی کو خرید لینا ناجائز ہے اور قادسیہ بھی خصوصی علاقہ ہے اور یہ سب علاقہ حق کا عطا کردہ مال غنیمت ہے۔

فروخت ممنوع ہے:

مغیرہ بن شبل روایت کرتے ہیں کہ حضرت جریر نے سواد عراق کی دریائے فرات کے کنارے پر خصوصی زمین (صافی) خرید لی اور حضرت عمر بن خطاب کے پاس آ کر انہیں اس بات کی اطلاع دی تو انہوں نے اس خرید و فروخت کے معاملے کو مسترد کر دیا اور اس کو ناپسند فرمایا کیونکہ آپ نے اس اراضی کے فروخت سے منع کر رکھا تھا جو تقسیم نہیں کی گئی ہو۔

اہل سواد کا معاملہ.

محمد بن قیس روایت کرتے ہیں کہ میں نے شعبی سے دریافت کیا کیا سواد عراق بزور شمشیر مفتوح ہوا تھا؟ وہ کہنے لگے ہاں اس کی تمام اراضی ایسی ہے البتہ چند قلعوں کے باشندوں نے مصالحت کی تھی اور بعض مغلوب ہو گئے ہیں۔ محمد بن قیس نے دریافت کیا کیا اہل سواد نے بھاگنے سے پیشتر ذمی بننے کا معاہدہ کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا نہیں البتہ جب انہیں اس بات کی دعوت دی گئی اور وہ خراج ادا کرنے پر رضامند ہو گئے اور ان سے خراج وصول کیا گیا تو وہ ذمی بن گئے۔

حبیب بن ابی ثابت بیان کرتے ہیں اہل سواد نے پہلے معاہدہ نہیں کیا البتہ بنو صلوبا، اہل حیرہ، اہل کلواذی اور دریائے

[illegible] کے دہقانوں [illegible] تھا [illegible] پچاس [illegible] بنا لی تھی۔

دشمن کا تعاقب

> جب [illegible]
> اللہ تعالیٰ [illegible] حلوان
> تک جائیں وہ مسلمانوں کے پشت پناہ [illegible]

جب [illegible] اہل جلولاء کو شکست ہوئی تو حضرت ہاشم [illegible] حضرت قعقاع [illegible] کے تعاقب [illegible] خانقین [illegible]

خسرو شنوم

جب شاہ یزدگرد کو اہل جلولاء کی شکست کی خبر موصول ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مہران مارا گیا ہے تو وہ حلوان سے نکل کر رے کی طرف روانہ ہوا اور حلوان میں اپنے سواروں کو خسرو شنوم کی قیادت میں چھوڑ گیا۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ ان کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے جب وہ حلوان سے ایک فرسخ پہلے قصر شیریں میں پہنچے تو خسرو شنوم ان کے مقابلے کے لیے نکلا اور حلوان کا انتظام زینبی [illegible] کو سونپ گیا۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان کا مقابلہ کیا جنگ میں زینبی مارا گیا اس کے قتل کو عمیرہ بن طارق اور عبداللہ دونوں نے اپنا دعویٰ پیش کیا تو ان دونوں کے درمیان اس کا سامان برابر تقسیم کیا گیا۔

حلوان کی فتح

خسرو شنوم بھاگ گیا اور مسلمان حلوان پر غالب آ گئے حضرت قعقاع بن عمرو نے وہاں چند قبیلوں کو بسایا اور ان پر قباذ کو حاکم بنایا تو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بھی سرحد پر رہے اور وہاں کے باشندوں کو جزیہ دینے کی دعوت دیتے رہے تاکہ وہ لوگ واپس آ جائے اور انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کوفہ سے مدائن کی طرف منتقل ہو گئے تو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بھی وہیں چلے گئے اور سرحد پر قباذ رہ گیا جو اصل میں خراسانی تھا۔

* * *

فتح تکریت

۱۶ھ میں جلولاء کی فتح کے بعد ایک روایت کے مطابق تکریت فتح ہوا حضرت سعد بن وقاصؓ نے تمام صورتحال کی اطلاع سے بارگاہ خلافت کو آگاہ کیا۔ تحقیق کیا جب ان کی تفصیل یہ ہے کہ ان کی خلافت کے بارے میں ان کی خلافت کے پاس پہنچ رہے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا حکم:

حضرت عمر فاروقؓ نے موصل کے بارے میں ان کا حال جس کا حال ہم بیان کر چکے ہیں تکریت اور اہل موصل کے اجتماع کے بارے میں انہوں نے لکھا:

> "عبداللہ بن المعتمؓ کو ان کے مقابلے کے لیے بھیجو اور ان کے ہراول دستے پر ربعی بن افکل عنزی کو مقرر کرو اور اس کے میمنہ پر حارث بن حسان ذہلی کو اور اس کے میسرہ پر فرات بن حیان عجلی کو اور اس کے پچھلے حصے پر ہانی بن قیس کو اور گھوڑ سواروں پر عرفجہ بن ہرثمہ کو مقرر کرو۔"

تکریت کا محاصرہ:

حضرت عبداللہ بن المعتمؓ پانچ ہزار مجاہدین کے ساتھ مدائن سے روانہ ہوئے اور تکریت کی طرف روانہ ہو کر یہاں تک کہ وہ تکریت کے پاس ان لوگوں کے مقابلے کے لیے پہنچ گئے۔ ان کے ساتھ رومی فوجیں اور قبائل تغلب ایاد نمر اور شہارجہ کے افراد تھے انہوں نے خندق کھود رکھی تھی۔ حضرت عبداللہ نے ان کا چالیس دن تک محاصرہ کیا اور چوبیس دفعہ حملہ کیا لوگ جب بھی ان سے لڑے تو شکست کھائی اور عرب قبائل حضرت عبداللہ بن المعتمؓ کو (رومی لشکر کی) اپنی طرف سے اطلاع دیتے تھے۔ تاکہ رومیوں کے خلاف ان کی مدد کریں چنانچہ وہ ان سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھتے تھے۔

رومیوں کا فرار:

جب رومیوں نے یہ دیکھا کہ جب بھی وہ باہر نکلتے ہیں تو وہ مغلوب ہو جاتے ہیں اور ہر لڑائی میں شکست کھا جاتے ہیں تو انہوں نے اپنے سامان کو چھوڑ دیا اور کشتیوں میں سوار ہو گئے۔

عرب قبائل کا قبول اسلام:

قبائل تغلب، ایاد اور نمر کے جاسوس عبداللہ بن المعتمؓ کو تمام خبریں پہنچاتے تھے انہوں نے عربوں کے لیے صلح کا مطالبہ کیا اور یہ بتایا کہ انہوں نے ان کی بات مان لی ہے حضرت عبداللہ بن المعتمؓ نے انہیں کہلا بھیجا کہ اگر تم سچے ہو تو گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو کچھ وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں اس کا اقرار کرو پھر ہمیں اپنی رائے بتاؤ۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو ان کو کہلا بھیجا کہ جب تم ہماری تکبیر سنو تو اپنے مقابل دروازوں پر قبضہ کر کے ان پر حملہ کر دینا۔

مسلمانوں کی امداد

جب [illegible] [illegible] [illegible]

دشمن کی چال

[illegible] [illegible] مسلمانوں کے پیچھے [illegible] [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] تعاقب کیا اور [illegible] مسلمان ہو گئے تھے۔

[illegible] کا خطرہ

حضرت [illegible] [illegible] دونوں قلعوں [illegible] [illegible]

قلعہ پر قبضہ

جب ایک دوسرے کے [illegible] قلعوں [illegible] [illegible] قلعوں میں گھس آئے [illegible] قابض ہو گئے۔

مصالحت

[illegible] جب حضرت [illegible] آئے تو انہوں نے بھاگ جانے والے [illegible] واپس آ گئے اور [illegible] [illegible]

مال کی تقسیم

مسلمانوں نے [illegible] مال غنیمت [illegible] حضرت [illegible] کے پاس بھیج دیا۔

[illegible] کی جنگ کے [illegible]

فتح ماسبذان

۱۶ھ میں ماسبذان فتح ہوا اس کے بارے میں سیف کی یہ روایت ہے کہ جب حضرت ہاشم بن عتبہ جلولاء سے مدائن کی طرف واپس آ گئے تو حضرت سعد کو یہ اطلاع ملی کہ آذین بن ہرمزان نے ایک بڑی فوج جمع کر لی ہے اور لشکر لے کر میدانی علاقے میں آ گیا ہے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع تحریر کی اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے لکھا: ان کے مقابلے کے لیے ضرار بن الخطاب کو بھیجو اور ایک لشکر ان کے ساتھ کر دو اور ان کے مقدمہ پر ابن الہذیل الاسدی کو مقرر کرو اور ان کے دائیں بائیں بازو پر عبداللہ بن وہب راسبی حلیف بجیلہ اور مضارب العجلی کو مقرر کرو۔

آذین کا قتل

حضرت ضرار بن الخطاب اپنی فوج لے کر روانہ ہوئے اور ابن الہذیل ان کے آگے آگے تھے یہاں تک کہ وہ ماسبذان کے میدانی علاقے میں پہنچ گئے اور فریقین کا بہندف کے مقام پر مقابلہ ہوا اور جنگ ہوئی۔ پھر مسلمانوں نے مشرکوں کا بہت صفایا کر دیا۔ حضرت ضرار نے آذین کو گرفتار کر لیا۔ جب اسے شکست ہو گئی تو اس کی گردن اڑا دی۔

ماسبذان پر قبضہ

پھر وہ تعاقب کرتے ہوئے سیروان تک پہنچ گئے اور ماسبذان پر جو شہر تھا قبضہ کر لیا اس کے باشندے پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ حضرت ضرار نے انہیں بلایا تو وہ واپس آ کر اپنے اپنے مکانوں میں رہنے لگے۔

جب حضرت سعد کوفہ منتقل ہوئے تو ضرار کو بلا لیا اور وہ کوفہ میں رہنے لگے۔ ماسبذان پر انہوں نے ابن الہذیل الاسدی کو مقرر کیا یہ شہر کوفہ کا ایک سرحدی مقام ہے۔ یہ واقعہ ماہ ذی قعدہ ۱۶ھ میں ہوا۔

* * *

فتح قرقیسیاء

سیف کی روایت ہے کہ جب حضرت ہاشمؓ جلولاء سے مدائن واپس آئے تو ان کو جزیرہ کی قومیں اکٹھی ہوئی تھیں انہوں نے ہرقل کی اہل حمص کے خلاف امداد کی اور ایک لشکر اہل ہیت کی طرف بھیجا۔

حضرت عمرؓ کی ہدایات

حضرت سعدؓ نے ان واقعات کی اطلاع حضرت عمرؓ کے پاس بھیجی۔ حضرت عمرؓ نے یہ تحریر فرمایا "تم ان کی طرف عمر بن مالک کی زیر قیادت ایک لشکر بھیجو۔ ان کے ہراول دستے پر حارث بن یزید عامری کو مقرر کرو اور ان کے دائیں بائیں بازوؤں پر ربعی بن عامر اور مالک بن حبیب کو مقرر کرو۔"

اچانک حملہ:

چنانچہ حضرت عمر بن مالکؓ اپنے لشکر لے کر ہیت کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حارث بن یزید ہیت پہنچے تو دشمن نے مسلمانوں کے خلاف خندق کھود لی تھی۔ جب حضرت عمر بن مالکؓ نے یہ دیکھا کہ دشمن نے خندق کے ذریعہ اپنی حفاظت کر لی ہے اور اس میں پناہ حاصل کی ہے تو انہوں نے محاصرہ کو طول کھینچتے ہوئے دیکھ کر ان کو اپنی حالت پر چھوڑا اور محاصرہ کرنے کے لئے حارث بن یزید کو چھوڑ گئے اور خود نصف فوج لے کر قرقیسیا کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں اچانک پہنچ کر قرقیسیا پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ آخر کار وہاں کے باشندے جزیہ ادا کرنے پر رضامند ہو گئے۔

اہل ہیت سے مصالحت:

انہوں نے حارث بن یزید کو تحریر کیا "اگر وہ (جزیہ ادا کرنے پر) رضامند ہو جائیں تو انہیں چھوڑ دو ورنہ ان کے قریب ان کی خندق کے مقابلے پر ایک خندق کھودو اس میں کے دروازے تمہاری طرف ہوں تا آنکہ میری دوسری تحریر پہنچے۔"

(اس کے جواب میں) وہ (جزیہ ادا کرنے پر) رضامند ہو گئے اس کے بعد ان کا لشکر حضرت عمر بن مالکؓ کے لشکر میں شامل ہو گیا اور اہل عجم اپنے ملک کی طرف چلے گئے۔

متفرق واقعات:

اس سال حضرت عمرؓ نے ابو محجن ثقفیؓ کو باضع کی طرف جلاوطن کیا۔ اسی سال حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے صفیہ بنت ابی عبید سے نکاح کیا (جو کہ مختار ثقفی کی ہمشیرہ تھیں) اسی سال حضرت ماریہؓ جو رسول اللہ ﷺ کی ام ولد اور ام ابراہیم تھیں وفات ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی ہے اور ان کی وفات محرم میں ہوئی۔

سن ہجری کا آغاز:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایران کی فتح

[illegible]

عہد فاروقی کے کارنامے

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۳

۱۷ھ کے واقعات

کوفہ کی تعمیر:

اس سال کوفہ کی تعمیر ہوئی اور سیف بن عمر کے قول و روایت کے مطابق حضرت سعد نے مسلمانوں کو مدائن سے کوفہ کی طرف منتقل کیا۔

جب جلولاء اور حلوان پر (مسلمانوں کا) قبضہ ہو گیا تو حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حلوان میں مقیم ہو گئے (اسی اثناء میں) تکریت اور دونوں قلعے (حصنین) فتح ہو گئے اور وہاں عبداللہ بن معتم مع اپنے ساتھیوں کے ساتھ دونوں قلعوں میں مقیم ہوئے اس کے بعد ان لوگوں کے وفد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ جب آپ نے ان وفود کو دیکھا تو فرمانے لگے۔

تمہاری وضع قطع اور صحت اور کیفیت ایسی نہیں ہے جیسی شہروں میں تھی پھر جب تم ہم سے الگ ہوئے تھے تو ان کی حالت تو اسی طرح تھی جیسی شہروں میں تھی مگر تم میں کیسے تبدیلی ہوئی ہے؟ وہ بولے "اس علاقے کی آب و ہوا ناموافق ہے" لہٰذا آپ نے ان کی ضروریات پر غور و فکر کر کے انہیں جلد لوٹا دیا۔ ان وفود میں حسب ذیل (معزز حضرات) شامل تھے۔

۱۔ عبداللہ بن معتم ۲۔ ربعی بن الافکل ۳۔ ذوالقرط اور ابن ذی السنینہ ۴۔ ابن الحجیر ۵۔ جب انہوں نے قبیلہ تغلب کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے معاہدہ کرنا چاہا تو آپ نے ان کے لیے یہ معاہدہ لکھا۔

قبیلہ تغلب کا معاہدہ:

اس قبیلہ تغلب میں سے جو کوئی اسلام قبول کرے گا تو اسے مسلمانوں جیسے حقوق و فرائض حاصل ہوں گے اور جو اسلام سے انکار کرے تو اس پر جزیہ عائد ہو گا وہ لوگ کہنے لگے "اس صورت میں یہ لوگ بھاگ جائیں گے اور اہل عجم ہو جائیں گے۔ لہٰذا آپ "ان پر صدقہ کا دگنا لیجیے" آپ نے فرمایا ان پر جزیہ ہی مقرر رہے گا وہ بولے "آپ ان پر بھی مسلمانوں کے صدقے کے برابر مقرر کر دیں" آپ اس پر رضامند ہو گئے بشرطیکہ وہ مسلمان والدین کے لڑکے کو (زبردستی) عیسائی نہ بنائیں۔ وہ بولے "ہم اس بات پر رضامند ہیں"۔

(اس معاہدہ کے بعد) قبیلہ تغلب اور ان کے فرمانبردار قبیلے ایاد، نمر کے افراد حضرت سعد کے پاس مدائن کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے اور اس کے ساتھ بعد میں کوفہ آباد ہو گئے ان میں سے بعض افراد اپنے شہروں میں رہے جیسا کہ حضرت عمر نے ان کے مسلمانوں اور ذمیوں کے ساتھ معاہدہ کیا تھا۔

ناموافق آب و ہوا کی شکایت:

حضرت شعبی وغیرہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ عربوں کے پیٹ لاغر ہو گئے ہیں اور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کوفہ میں قیام:

[illegible]

[illegible]

روایات میں اختلاف

[illegible]

اہل کوفہ کو مراعات:

[illegible]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع:

مغیرہ اسدی کی روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص کوفہ میں آئے تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحریر فرمایا:

"میں حیرہ اور فرات کے درمیان ایک خشکی اور تری کے مقام کوفہ میں فروکش ہو گیا ہوں جس سے مدائن کے مسلمانوں کو اختیار دیا ہے کہ جو وہاں رہنا چاہے وہ وہیں رہے اور جو یہاں آنا چاہے وہ یہاں آ جائے"۔

یہ تمام قبیلوں کے لوگ آباد ہو گئے جن میں اکثریت قبیلہ عبس کی تھی۔

مکانات کی تعمیر:

سیف کی روایت ہے کہ جب اہل کوفہ نے کوفہ میں اور اہل بصرہ نے بصرہ میں اختیار کی اور اہل بصرہ بھی اپنے مقام پر رہنے لگے تو اس وقت ان کے ذہن درست ہوئے اور ان کی زائل شدہ طاقت بحال ہوئی پھر اہل کوفہ اور اہل بصرہ دونوں نے سرکنڈوں کے بجائے مکانات تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"فوجی چھاؤنی تمہاری جنگی ضروریات اور لشکری دوڑ دھوپ کے لیے زیادہ موزوں ہے تاہم میں تمہاری مخالفت کرنا بھی پسند نہیں کرتا ہوں جو چاہو کرو"۔

لہٰذا دونوں شہروں کے لوگوں نے بانسوں اور سرکنڈوں سے مکانات تعمیر کر لیے۔

پختہ مکانات کی اجازت:

پھر اتفاق سے دونوں شہروں میں آگ لگ گئی اور بصرہ سے زیادہ خاص طور پر کوفہ میں بہت سخت آگ لگی اس میں اسی مکان جل گئے یہاں تک کہ وہاں ایک بانس بھی نہ رہا جب لوگوں میں اس کا چرچا ہوا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے چند افراد کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان سے مکانات تعمیر کرنے کی اجازت حاصل کریں چنانچہ وہ لوگ آتش زدگی کی اطلاع دینے اور اس کے نقصانات کا حال بتانے کے لیے پہنچے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تم یہ کر سکتے ہو مگر تم میں سے کوئی تین کمروں سے زیادہ نہ بنائے تم کوئی اونچی عمارت نہ بناؤ اگر تم مسنون طریقہ اختیار کرو گے تو تمہاری سلطنت باقی رہے گی"۔

وہ لوگ یہ حکم لے کر کوفہ گئے۔

تعمیر میں اعتدال:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہ اہل بصرہ کو بھی یہی حکم دیا تھا اہل کوفہ کو بسانے کا کام ابو الہیاج بن مالک کے سپرد تھا اور اہل بصرہ کو بسانے کا کام ابو الجرباء عاصم بن الدلف کے سپرد تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفد اور مسلمانوں کو یہ ہدایت دی تھی کہ وہ حسب اندازہ تعمیرات کریں بعد ازاں لوگوں نے پوچھا کہ اندازہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تمہارا اندازہ یہ ہے کہ وہ تمہیں فضول خرچی کے قریب نہ لے جائے اور تمہیں اعتدال سے باہر نہ نکالے۔

سڑکیں اور گلیاں:

سیف کی روایت ہے کہ جب مسلمانوں کا کوفہ کی تعمیر پر اتفاق ہو گیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ابو الہیاج کو بلا بھیجا اور

انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کی ہدایت تھی کہ شاہراہیں چالیس ہاتھ کی ہوں اور ان سے کم تیس ہاتھ، ان سے کم بیس ہاتھ کی ہوں اور گلیاں سات ہاتھ چوڑی ہوں ان سے کم کوئی نہ ہو، رہائش کے قطعات ساٹھ ساٹھ ہاتھ کے ہوں۔

کوفہ کی مسجد:

اس کے بعد لوگ [illegible] اندازہ کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے جب وہ اس بات پر متفق ہو گئے تو ابو ہیاج نے اس کے مطابق تقسیم کر دیے تھے۔ کوفہ میں جس چیز کا سب سے پہلے خط کھینچا گیا تھا وہ مسجد تھی اور جب تعمیر کا ارادہ کیا گیا تھا تو مسجد کی تعمیر کی گئی۔ یہ بازار کے اندر تھی اس کے بعد ایک بہت بڑا تیرانداز جس کو [illegible] تھا وہ درمیان میں کھڑا ہو گیا اس نے دائیں طرف تیر پھینکا اور پھر حکم دیا گیا کہ جہاں تیر گرے وہاں تک تعمیر کی جائے پھر اس نے سامنے اور پیچھے تیر پھینکے اور حکم دیا گیا کہ ان مقاموں پر جہاں تیر گرے تھے نشان لگا دیے جائیں اس طرح [illegible] مسجد سے آگے ایک سائبان تعمیر کیا گیا جو دو سو گز کا تھا [illegible] مسجد حرام کے [illegible] کے سوا باقی تمام مساجد اسی طرح باقی تھیں۔ خانہ کعبہ کے احترام کی وجہ سے دیگر مساجد اس کی مسجد کے مشابہ نہیں بنائی گئی تھیں۔

مسجد کا سائبان دو سو گز تھا اس کے ستون سنگ مرمر کے تھے جو ایرانی بادشاہوں کے تھے اس کی چھت کا حصہ رومی گرجوں کی طرح تھا۔ صحن کے پاس ایک خندق کھودی گئی تھی تاکہ یہاں کوئی شخص عمارت نہ تعمیر کرے۔

کوفہ کا محل

مسجد کے سامنے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا محل تعمیر کیا گیا تھا ان دونوں کے درمیان دو سو گز کی جگہ تھی جو بیت المال بنا دیا گیا تھا جو آج کل کوفہ کا محل ہے اسے روزبہ نے جو ہمدان کا [illegible] تھا [illegible] اینٹوں سے تعمیر کرایا تھا

مکانات کی تعمیر:

صحن کے قریب پانچ راستے نکالے گئے تھے اور [illegible] گلیاں تھیں۔ شمالی حصہ میں تین گلیاں تھیں اور مغربی حصہ میں بھی تین گلیاں تھیں صحن کی مشرقی طرف قبیلہ سلیم و ثقیف دو گلیوں میں آباد کیا گیا تھا اور قبیلہ ہمدان کو ایک گلی میں بسایا گیا تھا قبیلہ بجیلہ کو دوسری گلی میں آباد کیا گیا تھا قبیلہ تیم اللات ان کے آخر میں تھا اسی طرح آخری گلی میں قبیلہ تغلب تھے۔

قبلہ رخ قبیلہ اسد ایک گلی میں آباد تھا قبیلہ اسد اور قبیلہ نخع کے درمیان دوسرا راستہ تھا اور قبیلہ نخع اور قبیلہ کندہ کے درمیان دوسری گلی تھی۔ کندہ اور ازد کے درمیان دوسرا راستہ تھا۔

صحن کے مشرقی حصے میں انصار اور قبیلہ مزینہ ایک گلی میں تھے۔ اور تمیم و محارب دوسری گلی میں تھے اسد اور عامر دوسرے راستے پر تھے۔ مغربی صحن میں بجالہ اور بجلہ ایک جگہ تھے قبیلہ جدیلہ اور [illegible] دوسری گلی میں تھے قبیلہ جہینہ اور ان کے ملے جلے لوگ ساتھ میں تھے۔

یہ وہ لوگ تھے جو صحن کے قریب تھے۔ باقی لوگ ان کے درمیان اور ان کے پیچھے (؟) ہوئے یہ لوگ پوری منزلوں پر آباد ہوئے ان کے مقابلہ میں [illegible] آباد [illegible] ان کے بعد [illegible] اور [illegible] پر [illegible]

تمام گروہ باہر کی جانب سے [illegible] تھے ان سے پیچھے اور درمیان میں [illegible] ان کی گلیاں [illegible] گیا [illegible] تھا۔ اہل عرب اور [illegible] کے لیے [illegible] تھے [illegible] جب ان کا قافلہ آتا تو وہاں [illegible] جب [illegible] آتے تھے تو [illegible] کی گنجائش کرتے تھے [illegible] تھے تو وہ [illegible] چھوڑ کر وہاں چلے جاتے تھے اور جن سے متعلقین [illegible] ہوتے تھے ان کو [illegible] سب [illegible] تھے۔

بہرحال [illegible] حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانے میں اسی حالت میں رہا۔ [illegible] تھے [illegible] مسجد اور محل تھا۔

بازار:

بازاروں میں کوئی عمارت نہیں تھی اور نشانات مقرر تھے حضرت عمر بن خطابؓ کی ہدایت تھی کہ بازار مسجدوں کی طرح ہیں جو سب سے پہلے کسی جگہ پہنچ جائے اس کا وہی حق ہے [illegible] یہاں تک کہ وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر چلا جائے یا اپنی خرید و فروخت سے فارغ ہو جائے وہاں سوداگروں کو ٹھہرانے کے لیے بھی [illegible] مقامات مقرر تھے [illegible] سب لوگ برابر تھے۔

بیت المال:

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اس مقام پر جو محل کے لیے مقرر تھا مسجد کی محراب کے سامنے ایک محل تعمیر کرایا اور مستحکم طریقہ سے تعمیر کروایا اور اسی کے اندر بیت المال تھا [illegible] رہتے تھے۔

یہ واقعہ پیش آیا کہ چوروں نے نقب لگا کر بیت المال سے مال نکال لیا حضرت سعدؓ نے اس کے بارے میں حضرت عمر بن خطابؓ کو لکھا اور انہیں [illegible] بیت المال کا [illegible] تو حضرت عمر بن خطابؓ نے تحریر فرمایا:

"تم مسجد کو اس طرح منتقل کر دو کہ وہ محل کے پہلو میں ہو [illegible] کیونکہ مسجد رات دن آباد رہتی ہے اور ان لوگوں کی بدولت بیت المال محفوظ رہے گا"۔

مسجد و محل کی تعمیر:

چنانچہ انہوں نے مسجد کو تبدیل کیا اور اس کی عمارت تبدیل کرائی۔ ان سے ایک زمیندار نے جس کا نام روزبہ بن بزرجمہر [illegible] کہا میں اسے بھی تعمیر کر دوں گا اور آپ کا محل بھی تعمیر کر دوں گا اور ان دونوں عمارتوں کو اس طرح ملا دوں گا کہ وہ ایک ہی عمارت معلوم ہوگی چنانچہ اس نے کوفہ کے محل کو اسی بنیاد پر قائم کیا [illegible] اور ان کے ایک شاہی محل کے کھنڈر کی اینٹوں سے اس محل کو تعمیر کرایا اس نے بیت المال کے سامنے سے مسجد کی تعمیر شروع کرائی [illegible] دائیں طرف [illegible] دائیں طرف سے لے جا کر [illegible] ختم کیا [illegible] اس کا قبلہ [illegible] کر کے مسجد کے قبلہ [illegible] کی طرف کر دیا [illegible] کے دائیں طرف محل تھا۔

اس کی عمارت [illegible] کے ان ستونوں پر قائم کی گئی جو کسریٰ کے گرجوں سے تھے اس کے دائیں بائیں [illegible] نہیں تھے یہی تعمیر حضرت [illegible] کے عہد خلافت تک قائم رہی۔

مسجد کی دوبارہ تعمیر:

حضرت معاویہ [illegible] کے عہد خلافت میں زیاد کے ہاتھوں اس کی تعمیر [illegible] اضافہ ہوا [illegible] زیادہ [illegible] اس کی [illegible]

[illegible]

کہ "کاش [illegible] زبان سے [illegible] تھا"

محل کا دروازہ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے محل [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کانوں تک [illegible] فوراً لوٹ آؤ۔"

دروازہ جلانا:

چنانچہ [illegible] دروازے [illegible] حضرت سعد رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] معروف ہے)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط

"مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ نے ایک محل تعمیر کرایا ہے [illegible] حضرت سعد رضی اللہ عنہ [illegible]

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی برأت

محمد بن مسلمہ [illegible] مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو ان کا زاد راہ ختم ہو گیا تھا [illegible] درختوں کی چھال

ہو چکی پائی تو جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہیں تمام حال سنایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تم نے (حضرت) سعد رضی اللہ عنہ کو (قابو میں) کیوں قبول نہیں کیا جو بھیجے گئے" اگر آپ کا یہ منشا ہے تو آپ مجھے ان کے بارے میں بھی لکھ دیجئے۔ ان کی یہ بات سن کر اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"وہ ایسا انسان ہے کہ جب اسے کوئی اہم کام سپرد کیا جاتا ہے تو وہ قول و عمل میں دور اندیشی اختیار کرتا ہے۔" اس کے بعد انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے متعلق قول دہرایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق کی اور فرمایا "وہ ان سب لوگوں سے زیادہ سچے ہیں جنہوں نے مجھے یہ اطلاع پہنچائی ہے۔"

ابو محمد عطاء مولیٰ اسحاق بن طلحہ بیان کرتے ہیں "میں کوفہ کی مسجد اعظم میں اس وقت بیٹھا کرتا تھا جب کہ ابھی زیاد نے اس کی توسیع نہیں کی تھی تو اس کے برآمدے تھے اور اس کا پچھلا حصہ تھا اس وقت وہاں سے دیر ہند اور باب الجسر نظر آتے تھے۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ جو کوئی مسجد میں بیٹھتا تھا اسے وہاں سے باب الجسر نظر آتا تھا۔

روزبہ بن بزرجمہر:

ابو کثیر روایت کرتے ہیں کہ روزبہ بن بزرجمہر جو ساسان ہمدان کا بیٹا تھا وہ کسی رومی سرحد پر تھا وہاں اس نے ہتھیار استعمال کیے اور برا برتاؤ کیا اس سے ڈر گئے تو وہ رومیوں کے ساتھ مل گیا وہاں بھی وہ مطمئن نہیں تھا حتیٰ کہ وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان کے لیے محل اور مسجد تعمیر کرائی پھر اسے خط دے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور انہیں اس کے حالات سے آگاہ کیا وہاں وہ اسلام لے آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے وظیفہ مقرر کیا اور عطیات دیے اور اس کے اکرین (ساتھیوں) کے ساتھ اسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف واپس بھیج دیا جب وہ اس مقام پر پہنچا جسے قبر العبادی کہا جاتا ہے تو وہ مر گیا لوگوں نے اس کے لیے قبر کھودی اور انتظار کرتے رہے کہ کوئی وہاں سے گزرے اور وہ اس کی موت کا گواہ بنے چنانچہ بدوؤں کی ایک جماعت وہاں سے گزری اس وقت راستے میں انہوں نے (قبر) کھودی تھی انہوں نے ان لوگوں کو گواہ بنایا کہ وہ اس کے قتل کے الزام سے بری ہو جائیں اس طرح یہ مقام قبر العبادی کے نام سے موسوم ہو گیا۔

ابو کثیر کہتے ہیں:

"روزبہ میرے والد تھے۔"

تقسیم میں تبدیلی:

سیف کی روایت ہے کہ قبائل کے دس حصوں کی تقسیم میں بہت خرابی پیدا ہو گئی تھی اس لیے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کو درست کرنے کے بارے میں لکھا انہوں نے لکھا کہ وہ خود اس میں تبدیلی کر لیں لہٰذا انہوں نے ماہر انساب اور دانشوروں کو بلا بھیجا جن میں سعید بن نمران اور مشعلہ بن نعیم بھی شامل تھے۔ انہوں نے (قبائل کے) سات حصے بنا دیے چنانچہ قبیلہ کنانہ اور ان کے حلفاء احابیش وغیرہ اور جدیلہ بن قیس بن عیلان سات حصوں میں شامل ہو گئے اور قضاعہ جن میں غسان بجیلہ

[illegible] حضرت [illegible] بھی [illegible] شامل ہو گئے [illegible] شامل ہو گئے [illegible]

[illegible] ہو گیا۔ [illegible]

[illegible] حصوں میں تقسیم [illegible]

جداگانہ گورنری:

[illegible] سے جداگانہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہو گئے۔

[illegible]

[illegible] (وفات کی تقسیم) [illegible]۔

[illegible] بن حارث کہتے ہیں:

"میں نے ایک [illegible]"۔

[illegible] اہل بصرہ کے لیے بھی (یہی انتظام) تھا۔

[illegible]

[illegible] کئے گئے۔

* * *

کوفہ سے پہلے کی فتوحات

سیف کی روایت ہے کہ مدائن کی فتوحات میں سے حلوان، ماسبذان اور قرقیسیاء کی فتوحات شامل ہیں اسی طرح کوفہ کے سرحدی مقامات یہ چار تھے، ان کے افسر یہ لوگ تھے: ۱۔ حلوان کے حاکم قعقاع بن عمرو تھے۔ ۲۔ ماسبذان ضرار بن الخطاب الفہری کی زیر نگرانی تھا۔ ۳۔ قرقیسیاء کے حاکم عمر بن مالک یا عمرو بن عتبہ بن نوفل تھے۔ ۴۔ موصل عبداللہ بن المعتم کی زیر نگرانی تھا۔ یہ حضرات ان علاقوں میں مقیم تھے اور یہ علاقے مدائن کے تھے جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا شہر آباد کیا تو ان لوگوں کو بھی کوفہ میں بلا لیا۔

(ان مذکورہ بالا) حضرات نے ان سرحدوں پر ان لوگوں کو جانشین بنایا جو ان کی خدمت واکرام کے فرائض کو خوبی انجام دیتے تھے، چنانچہ قعقاع کا جانشین حلوان میں قباء بن عبداللہ تھا اور موصل میں عبداللہ بن المعتم کے جانشین مسلم بن عبداللہ تھے۔ اور ضرار کے جانشین رافع بن عبداللہ تھے اور عمرو کے جانشین عشنق بن عبداللہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا تھا کہ تم امدادیوں میں سے جس کسی کی انہیں ضرورت ہو ان کی مدد حاصل کریں اور ان سے کام لیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

جب کوفہ آباد ہو گیا اور لوگوں کو اجازت مل گئی کہ انہوں نے مدائن کے گھروں سے ان کے دروازے کوفہ کی طرف منتقل کر لیے اور انہیں اپنے گھروں پر (کوفہ میں) لگا لیا۔ یہی ان کی سرحدیں تھیں اور ان کے لیے یہی اس وقت کے علاقے تھے۔

کوفہ کے سرحدی علاقے:

عامر کی روایت ہے کہ کوفہ کے علاقے کی سرحدیں یہ تھیں حلوان، موصل، ماسبذان اور قرقیسیاء تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے آگے بڑھنے سے منع کر دیا تھا اور پیش قدمی کی اجازت نہیں دی تھی۔

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کوفہ کی تعمیر کے بعد ساڑھے تین سال تک یہاں کے حاکم رہے اس سے پہلے وہ مدائن میں بھی امیر رہ چکے تھے۔ ان کی عملداری میں کوفہ، حلوان، موصل، ماسبذان اور قرقیسیاء شامل تھے ان کی حدود بصرہ تک تھیں۔

بصرہ کے حکام:

حضرت عتبہ بن غزوان بصرہ کے حاکم تھے وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے دور امارت میں فوت ہو گئے تھے اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو سبرہ کو حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی جگہ پر حاکم بنایا پھر ابو سبرہ کو بصرہ کی امارت سے معزول کر کے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو حاکم بصرہ مقرر کیا اس کے بعد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو بھی معزول کر کے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کیا۔

* * *

باب ۳

رومیوں کے حملے

اسی سال رومیوں نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ پر جبکہ وہ ان سے علیحدہ ہو کر حمص میں تھے حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور واقدی کی روایت کے مطابق جب کہ اہل روم نے ان جزیرہ والوں کو اپنی مدد دینے کے لیے خط و کتابت کر کے اپنے ساتھ ملا لیا تو وہ ان کے لشکر (حضرت) ابوعبیدہؓ اور ان کے مسلمان لشکر پر حملہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ لہٰذا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام فوجی دستوں کو سمیٹ لیا اور ان کا تمام لشکر شہر حمص کے سامنے میدان میں صف آرا ہو گیا۔

(حضرت) خالد بن الولیدؓ بھی قنسرین سے آ گئے تھے جب کہ مسلمانوں کو رومیوں نے گھیر لیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس معاملہ میں سب سے مشورہ طلب کیا کہ آیا وہ باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کریں یا قلعہ بند ہو کر رہیں یہاں تک کہ مدد آ جائے۔ حضرت خالد بن الولیدؓ نے مشورہ دیا کہ مقابلہ کیا جائے مگر دوسرے لوگوں (یعنی دوسرے سرداروں) نے یہ مشورہ دیا کہ قلعہ بند ہو کر رہیں اور حضرت عمرؓ کو اس کے متعلق لکھا جائے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے ان دوسرے لوگوں کا مشورہ قبول کر لیا اور حضرت خالد بن الولیدؓ کے مشورے کو تسلیم نہیں کیا۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کو تحریر کیا کہ اہل روم مسلمانوں کے خلاف روانہ ہو گئے ہیں۔

گھوڑوں کے ذخیرے:

حضرت عمرؓ نے ہر شہر میں مقررہ تعداد میں مسلمانوں کی ہنگامی امداد کے لیے گھوڑے رکھے ہوئے تھے تاکہ وہ کسی حادثہ میں کام آ سکیں چنانچہ کوفہ میں بھی ایسے چار ہزار گھوڑے رکھے ہوئے تھے۔ جب حضرت عمرؓ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت سعدؓ کو لکھا۔

حضرت عمرؓ کے احکام

تم لوگوں (اہل کوفہ) کو (حضرت) قعقاع بن عمروؓ کے ساتھ تیار کر دو اور جب میرا یہ خط تمہیں موصول ہو تو فوراً انہیں حمص روانہ کر دو کیونکہ (حضرت) ابوعبیدہؓ کا محاصرہ کر لیا گیا ہے اس لیے نہایت سرگرمی اور جوش و خروش کے ساتھ ان کی طرف پیش قدمی کرنی چاہیے۔ تم سہیل بن عدی کو لشکر دے کر جزیرہ کی طرف روانہ کر دو۔ وہ رقہ پہنچیں کیونکہ اہل جزیرہ ہی نے رومیوں کو اہل حمص کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ اور اہل قرقیسیا ان سے آگے ہیں۔ عبداللہ بن عتبان کو نصیبین کی طرف روانہ کر دو یہاں بھی اہل قرقیسیا ان سے آگے ہیں ان کے بعد یہ دونوں (لشکر) حران اور رہا جائیں۔ تم ولید بن عقبہ کو جزیرہ کے عرب قبائل ربیعہ اور تنوخ پر روانہ کرو۔ اور عیاض بن غنم کو بھی روانہ کرو۔ اور اگر جنگ شروع ہو جائے تو ان سب فوجوں کی قیادت عیاض بن غنم کے سپرد کی جائے۔

فوجی نقل و حرکت

حضرت عیاض (بن غنمؓ) ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت خالد اور ابوعبیدہؓ کے ساتھ اہل شام (کی امداد کے لیے) آئے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اہل جزیرہ کا فرار

[illegible]

مسلمانوں کی فتح

[illegible]

حضرت عمرؓ کی آمد

[illegible]

اہل کوفہ کی امداد

[illegible]

" ان کی بھی یہی حالت تھی اگر پہلے ان کو تیار کیا جاتا تو ان کی امداد کے لیے روانہ ہو سکتے تھے ورنہ پھر جہاں ان کی ضرورت ہوتی منتظر رہتا تھا۔"

گھوڑوں کی تربیت

راوی کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چار ہزار گھوڑے تھے جنہیں ہنگامی اوقات کے لیے تیار رکھا جاتا تھا یہ گھوڑے موسم سرما میں قصر کوفہ کے سامنے اس کی مغربی طرف رکھے جاتے تھے اور اسی وجہ سے آج تک اس جگہ کو گھوڑوں کا اصطبل کہا جاتا ہے۔ موسم بہار میں یہ گھوڑے دریائے فرات اور کوفہ کی آبادی کے درمیانی مقام پر چرنے کے لیے بھیجے جاتے تھے جو ماقول کے قریب ہے یہ مقام اس وقت آخر شہ یعنی نشیب کہلاتا تھا لوگ اسے اس کے نام سے موسوم کرتے تھے ان گھوڑوں کے نگران ربائے (کوفہ میں) سلمان بن ربیعہ باہلی تھے جو اپنی قوم کے چند افراد کے ساتھ ان کی نگرانی اور دیکھ بھال کرتے تھے اور ہر سال ان کی گھوڑ دوڑ کراتے تھے۔

بصرہ میں بھی اسی قسم کا انتظام تھا وہاں ان کے نگران جزء بن معاویہ ہوتے تھے اور مسلمانوں کے آٹھ فوجی شہروں میں سے ہر شہر میں اسی قدر تعداد میں گھوڑوں کی نگہداشت کی جاتی تھی اگر کوئی حادثہ پیش آجاتا تو ایک جماعت (ان گھوڑوں پر) سوار ہو کے آگے بڑھتی تھی تاکہ لوگوں (مقابلہ کے لیے) اکٹھا ہونے تک تیار ہو جاتے تھے۔ یہ لوگ اس جنگ سے فارغ ہونے کے بعد واپس آگئے۔

فتح جزیرہ

۱۷ھ میں جزیرہ فتح ہوا یہ سیف کی روایت کے مطابق ہے۔ محمد بن اسحاق کی روایت یہ ہے کہ جزیرہ ۱۹ھ میں فتح ہوا انہوں نے فتح کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے "سعد کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ "اللہ نے مسلمانوں کو تمام عراق کی حکومت عطا کر دی ہے اب تم اپنی طرف سے ایک لشکر جزیرہ کی طرف بھیجو اور ان کا سپہ سالار ان تین آدمیوں میں سے کسی ایک کو مقرر کرو۔ ۱۔ خالد بن عرفطہ ۲۔ ہاشم بن عتبہ ۳۔ عیاض بن غنم۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نامہ مبارک پہنچا تو انہوں نے فرمایا:

"حضرت امیر المومنین نے عیاض بن غنم کا نام آخر میں اسی لیے لکھا ہے کہ وہ ان کو ترجیح دیتے ہیں میں انہی کو مقرر کروں گا اور ان کی پوری مدد کروں گا۔"

انہوں نے عیاض بن غنم کو بھیجا ان کے ساتھ جو لشکر بھیجا اس میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، عثمان بن ابی العاص ثقفی اور (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے) عمر بن سعد بھی شامل تھے جو ابھی نو عمر تھے اس لیے انہیں کوئی عہدہ نہیں دیا گیا تھا۔

حضرت عیاض رضی اللہ عنہ کی فتوحات:

حضرت عیاض رضی اللہ عنہ جزیرہ کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے لشکر کے ساتھ رہا پہنچے وہاں کے باشندوں نے جزیہ دینے پر صلح

کر لی۔ جب اس بات سے مسلمان فارغ ہو گئے تو اہل حران نے بھی جزیہ ادا کرنا منظور کر لیا۔ پھر انہوں نے (حضرت) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نصیبین کی طرف بھیجا اور عمر بن سعد رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا تاکہ وہ مسلمانوں کی فوج کی امداد کے لیے جائیں انہیں بھیجا اور خود بھی گئے۔ فوج کو لے کر [illegible] کی طرف گئے اور اس کو فتح کر لیا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بھی نصیبین کو فتح کر لیا اس طرح یہ علاقے بھی [illegible] عراق کا الحاق ہو گیا۔

پھر حضرت عیاض رضی اللہ عنہ نے عثمان بن ابی العاص کو آرمینیہ کی طرف بھیجا وہاں کچھ جنگ ہوئی جس میں حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ پھر وہاں کے باشندوں نے حضرت عثمان بن ابی العاص سے اس شرط پر صلح کر لی کہ ہر ایک دینار جزیہ ادا کرے گا اس کے بعد فلسطین کا شہر قیساریہ فتح ہوا اور ہرقل بھاگ گیا۔ (یہ محمد بن اسحاق کی روایت ہے)

اہل جزیرہ کی مصالحت:

سیف کی روایت یہ ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو حمص میں اہل روم کے خلاف مدد دینے کے لیے قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کو چار ہزار کی فوج کے ساتھ بھیجا تو حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ (حضرت) قعقاع رضی اللہ عنہ کے بعد روانہ ہو گئے تھے اور دوسرے سپہ سالار بھی جزیرہ کی طرف [illegible] سے روانہ ہو گئے تھے چنانچہ سہیل بن عدی اور ان کے لشکر دریائی راستے سے رقہ پہنچ گئے۔

جب اہل جزیرہ نے یہ سنا کہ اہل کوفہ روانہ ہو گئے ہیں تو وہ حمص سے اپنے علاقے میں چلے گئے تھے حضرت عیاض رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا تھا حتیٰ کہ انہوں نے مصالحت کر لی اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے آپس میں یہ کہا: "تم اہل عراق اور اہل شام کے درمیان ہو اس لیے تمہیں ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ جنگ میں شامل ہونے کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ انہوں نے حضرت عیاض رضی اللہ عنہ کو جب کہ وہ جزیرہ کے درمیانی حصہ میں تھے پیغام (صلح) بھیجا انہوں نے بھی یہ فیصلہ کیا کہ ان کی مصالحت قبول کر لیں چنانچہ ان کی مصالحت تسلیم کر لی گئی۔ مصالحت کے بعد سہیل بن عدی نے (حضرت) عیاض کے حکم سے [illegible] کی جماعت رہا ان کے۔

دیگر علاقوں کی مصالحت:

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان دریائے دجلہ کے راستے سے موصل پہنچے وہاں سے ایک [illegible] کو عبور کرنے کے بعد وہ نصیبین آئے۔ یہاں کے باشندوں نے صلح کر لی اور وہی طریقہ اختیار کیا جو اہل رقہ نے اختیار کیا تھا اور انہی کی طرح انہیں بھی خطرات لاحق ہو گئے اس لیے انہوں نے بھی مصالحت کے لیے حضرت عیاض کو لکھا انہوں نے ان کی مصالحت کو تسلیم کرنے کا فیصلہ کیا اور عبداللہ بن عبداللہ نے صلح نامہ لکھا جو [illegible] قرار رکھا اس کے بعد یہ لوگ بھی ذمی بن گئے۔

ولید بن عقبہ قبیلہ بنو تغلب اور جزیرہ کے عرب قبائل کے پاس آئے وہاں کے مسلم اور غیر مسلم افراد نے ان کا ساتھ دیا جب قبیلہ ایاد بن نزار وہاں سے کوچ کر کے روم کی سرزمین میں چلا گیا۔ ولید بن عقبہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔

[illegible]

(اپنے مذہب پر رہنے کی) اجازت دی جاتی ہے کہ وہ کسی بچے کو عیسائی نہ بنائیں۔ اور ان میں جو مسلمان ہو چکے ہیں ان کے اسلام کو تسلیم کیا جاتا ہے۔

لہٰذا (ان کا معاہدہ) اس شرط پر تسلیم کیا گیا کہ وہ کسی بچے کو عیسائی نہ بنائیں اور ان سے کئی گنا لگان لے سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے یہ شرائط قبول کیں ان ہی کے مطابق عمل کیا گیا بعض لوگوں نے ان کو تسلیم نہیں کیا چنانچہ ان سے قبیلہ ایاد اور نمر کی شرائط کے مطابق معاہدہ کیا گیا۔

تغلب کا معاہدہ:

ابو سیف تغلبی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے وفد کے ساتھ یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ کسی بچے کو عیسائی نہ بنائیں گے۔ یہ شرط اس وفد والے لوگوں کے لیے تھی جن کی نمائندگی اس وفد نے کی تھی۔ دوسرے لوگوں کے لیے نہیں تھی۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو ان مسلمانوں نے کہا

’’تم انہیں خراج کے لفظ سے نفرت ہے لہٰذا تم دوگنا صدقہ وصول کرو جو ان کے مال سے لیا جائے (ایک حصہ) جزیہ ہوگا تاکہ وہ جزیہ کے لفظ سے ناراض نہ ہوں۔ یہ شرط لگا دو کہ وہ کسی بچے کو عیسائی نہ بنائیں جب کہ ان کے والدین مسلمان ہو چکے ہوں‘‘۔

جزیہ کے لفظ سے انکار:

پھر تغلبیوں کا وفد یہ بات لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ’’تم جزیہ ادا کرو‘‘ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ’’آپ ہمیں امن کی جگہ پہنچا دیں۔ خدا کی قسم! اگر ہم پر جزیہ مقرر کیا جائے گا تو ہم رومیوں کے علاقے میں چلے جائیں گے کیا آپ ہمیں عربوں کے درمیان ذلیل و رسوا کرنا چاہتے ہیں؟‘‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ’’تم نے خود اپنے آپ کو ذلیل و رسوا کیا ہے اور اپنی قوم کی (سلامتی اور) مخالفت کی ہے تمہیں جزیہ ادا کرنا ہوگا اگر تم رومی علاقے میں بھاگ گئے تو میں تمہارے بارے میں لکھ کر (بلا لوں گا) اور پھر تم سب کو قیدی اور اسیر بنا لیا جائے گا‘‘۔

وہ بولے ’’آپ ہم سے جو چاہیں لے لیں مگر اس کو جزیہ نہ کہا جائے‘‘ آپ نے فرمایا ’’ہم تو اسے جزیہ ہی کہیں گے تم جو چاہو اس کا نام رکھو‘‘ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ’’اے امیر المؤمنین! کیا سعد بن مالک (ابو وقاص) نے ان پر دوگنا صدقہ مقرر نہیں کیا تھا؟‘‘ آپ نے فرمایا ’’کیوں نہیں مقرر کیا تھا‘‘ اس کے بعد وہ اس بات پر رضامند ہو گئے اور ان کا وفد واپس چلا گیا۔

ولید کی معزولی:

قبیلہ تغلب میں تغیر رونما ہو گیا تھا اور وہ ولید بن عقبہ سے ہمیشہ جھگڑتے رہتے ولید نے انہیں قابو میں رکھنا چاہا۔ یہ خبریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچیں تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ مخالفت نہ کر بیٹھیں اس لیے آپ نے ان کو معزول کر دیا اور فرات بن حیان کو ان کا حاکم بنایا ان کے خراج کا انتظام ہند بن عمرو الجملی کو دیا گیا تھا جزیرہ اسی طرح بلا جنگ فتح ہوا۔

* * *

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سفر شام

محمد بن اسحاق (صاحب المغازی) کا قول ہے کہ ۱۷ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ سے سفر شام کے لیے روانہ ہوئے تاکہ جہاد کریں جب آپ سرغ کے مقام پر پہنچے تو مسلمان سپہ سالاروں نے آپ سے ملاقات کی اور آپ کو اس بات کی اطلاع دی کہ اس سرزمین میں بیماری پھیلی ہوئی ہے لہٰذا آپ مسلمانوں کو لے کر واپس چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جہاد کی نیت سے روانہ ہوئے آپ کے ساتھ مہاجرین و انصار کی بڑی تعداد تھی اور لوگ مکمل طور پر تیار ہو کے نکلے تھے۔ جب آپ سرغ کے مقام پر خیمہ زن ہوئے تو وہاں کے سپہ سالار (حضرت) ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ، یزید بن ابی سفیان اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ ملاقات کے لیے آئے انہوں نے یہ اطلاع دی کہ اس سرزمین میں بیماری پھیلی ہوئی ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم قدیم مہاجرین کو جمع کرو"۔ جب میں نے انہیں اکٹھا کر لیا تو آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے مختلف خیالات کا اظہار کیا کسی نے یہ کہا:

عجیب اختلاف:

"آپ اس لیے روانہ ہوئے ہیں کہ آپ اللہ کی رضامندی اور اس کا ثواب حاصل کریں اس لیے ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ کوئی آنے والی مصیبت آپ کو اس مقصد سے روکے"۔ دوسرے شخص نے یہ کہا: "یہ تباہ کن مصیبت ہے اس لیے ہماری رائے یہ ہے کہ آپ پیش قدمی نہ کریں"۔ جب ان میں بہت اختلاف ہوا تو آپ نے انہیں منتشر کر دیا اور فرمایا: "انصار کو جمع کرو"۔ جب میں نے انہیں بھی اکٹھا کر لیا تو آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا وہ بھی مہاجرین کے طریقے پر چلے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے پہلے گروہ کی باتیں سن لی تھیں اور اسی طرح کہتے رہے جب ان میں بھی اختلاف پیدا ہوا تو آپ نے فرمایا: "تم میرے پاس سے چلے جاؤ"۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: "فتح مکہ کے مہاجر قریشیوں کو بلاؤ"۔ چنانچہ میں انہیں بلا لایا آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا تو ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا بلکہ سب نے کہا:

"آپ مسلمانوں کو لے کر واپس چلے جائیں کیونکہ اس میں مصیبت اور تباہی ہے"۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا: "اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! تم لوگوں میں اعلان کر دو اور بتاؤ کہ امیر المومنین تمہیں بلا رہے ہیں"۔ جب سب مسلمان جمع ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

لوٹنے کا فیصلہ:

"اے لوگو! میں واپس جا رہا ہوں تم بھی واپس چلو"۔ اس پر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: "کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر جا رہے ہیں؟"۔

اعتراض کا جواب

آپ نے فرمایا ہاں! اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر اللہ کی تقدیر کی طرف ہم جا رہے ہیں (آپ ذرا غور سے دیکھیں) کہ اگر کوئی شخص اپنی وادی میں اترے جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز ہو اور دوسرا خشک ہو تو جو شخص سرسبز کنارے پر چراتا ہے وہ بھی اللہ کی تقدیر ہے اور جو بنجر میں چراتا ہے وہ بھی تقدیر ہے وہ بھی اللہ کی تقدیر کے مطابق ہی عمل کرتا ہے پھر آپ نے فرمایا "اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کاش کہ تمہارے علاوہ کوئی اور شخص یہ بات کہتا بعد ازاں آپ ان (حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ) کو لوگوں سے الگ ایک کونے کی طرف لے گئے اسی اثناء میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی آ گئے وہ مسلمانوں سے پیچھے رہ گئے تھے اور گزشتہ دن کے مشورے میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ آپ نے تمام حال بتایا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا "مجھے اس کے بارے میں علم ہے" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہمارے نزدیک تم امین و صدوق ہو"۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث

"کیا تمہیں یہ بات معلوم ہے؟" انہوں نے کہا "میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے "جب تم یہ سنو کہ وبا کسی شہر میں ہے تو تم وہاں مت جاؤ اور جب تم وہاں موجود ہو اور وہاں یہ وبا نازل ہو تو تم وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو اور تمہارے نکلنے کا سبب یہ سبب نہ ہو" اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اللہ کا شکر ہے (کہ یہ حدیث میرے عزم کے مطابق ثابت ہوئی) اے لوگو! واپس چلو" چنانچہ وہ لوگوں کو لے کر واپس چلے گئے۔

حضرت زہری کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث سن کر واپس ہو گئے تھے اور جب وہ واپس چلے گئے تو سپہ سالار بھی اپنی عمل داری کی طرف واپس چلے گئے۔

طاعون کی وبا

سیف کی روایت ہے کہ طاعون شام، مصر اور عراق میں پھیلا اور شام میں برقرار رہا اور اسی طاعون کی وجہ سے جو محرم اور صفر کے مہینوں میں نازل ہوا تھا ان شہروں کے بہت سے لوگ مر گئے۔ اس کے بعد شام کے علاوہ تمام شہروں سے یہ طاعون رخصت ہو گیا اور اس بات کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی لہٰذا وہ (حضرت عمر) شام کے لیے روانہ ہوئے جب وہ شام کے قریب پہنچے تو انہیں یہ اطلاع ملی کہ (یہ وبا) پہلے سے بھی زیادہ شدید ہے تو انہوں نے اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"جب کسی سرزمین میں وبا ہو تو تم وہاں نہ جاؤ اور جب کسی سرزمین میں یہ وبا نازل ہو جائے اور تم وہاں ہو تو وہاں سے مت نکلو"۔

اسلامی شہروں کے بارے میں رائے

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے لوٹ آئے لوگوں نے اس بارے میں لکھا اور یہ بھی لکھا کہ ان کے قبضے میں موروثی مال ہے چنانچہ آپ نے جمادی الاولیٰ ۱۷ھ کے مہینے میں لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان سے شہروں کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا:

"میں مسلمانوں کے شہروں کی سیاحت کرنا چاہتا ہوں تاکہ ان کے حالات معلوم کروں اور جو کچھ ان پر گزرتا ہے اس سے واقف ہو جاؤں۔"

اس مجلس میں کعب الاحبار بھی موجود تھے اور اسی روز وہ مسلمان ہوئے تھے وہ بولے:

"اے امیر المومنین! آپ پہلے کس علاقے سے شروع کرنا چاہتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا: "عراق سے" وہ بولے: "آپ ایسا نہ کریں کیونکہ برائی کے دس حصے ہیں اور بھلائی کے بھی دس حصے ہیں بھلائی کا ایک حصہ مغرب میں ہے اور نو حصے مشرق میں ہیں اسی طرح برائی کا صرف ایک حصہ مشرق میں اور نو حصے مغرب میں ہیں مشرق ہی میں شیطان کا سینگ اور ہر مہلک بیماری ہے۔"

کوفہ کی فضیلت:

سیف کی دوسری روایت ہے کہ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: اے امیر المومنین! اللہ کی قسم! کوفہ ہجرت کے بعد دوسری ہجرت کا مقام ہے یہ اسلام کا قبہ ہے ایک دن ایسا آئے گا کہ ہر مومن (وہاں آنے) کا مشتاق ہوگا۔

ابوالمعلیٰ کی روایت ہے کہ اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر المومنین! مغرب شر (برائی) کی زمین ہے۔ برائی کے سو حصے ہیں ان میں سے صرف ایک حصہ تمام دنیا کے لوگوں میں ہے اور باقی تمام (ننانوے) حصے وہاں ہیں۔

ابو ماجد کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"کوفہ اللہ کا نیزہ اور ایمان کا خزانہ ہے اور عربوں کا مغز ہے اس لئے کہ یہ لوگ اپنی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ دوسرے شہروں کی امداد بھی کرتے ہیں اہل عمواس جو عمواس میں ہلاک ہوئے تھے ان کا موروثی مال ضائع ہو گیا ہے اس لیے میں وہیں سے آغاز کرتا ہوں۔"

شام کا سفر:

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "شام میں مسلمانوں کے مرنے کی وجہ سے مال ضائع ہو رہے ہیں لہٰذا میں وہیں سے (سفر کا) آغاز کرتا ہوں ان کے ورثاء میں ترکہ تقسیم کروں گا پھر میں واپس آ کر دوسرے شہروں میں گھوموں گا اور انہیں اپنے احکام سناؤں گا" چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام چار مرتبہ تشریف لے گئے دو مرتبہ ۱۶ھ میں گئے اور دو مرتبہ ۱۷ھ میں روانہ ہوئے مگر اس سال (۱۷ھ میں) پہلی مرتبہ شام میں داخل نہیں ہوئے۔

بعض ممالک کے بارے میں حدیث:

محمد بن طلحہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خباثت (خلق) کے دس حصے ہیں ان کے نو حصے ترکوں میں ہیں اور ایک حصہ باقی لوگوں میں ہے، بخل کے دس حصے ہیں ان کے نو حصے فارس میں ہیں اور ایک حصہ (دنیا کے) باقی لوگوں میں ہے۔ سخاوت کے دس حصے ہیں ان کے نو حصے سوڈان میں اور ایک حصہ باقی لوگوں میں، شرم و حیا کے دس حصے ہیں ان کے نو حصے عورتوں میں ہیں اور ایک حصہ باقی لوگوں میں ہے، حسد کے دس حصے ہیں ان کے نو حصے عرب میں ہیں اور ایک حصہ (دنیا کے) باقی لوگوں میں ہے، تکبر کے دس حصے ہیں ان کے نو حصے روم میں اور ایک حصہ (دنیا کے) باقی لوگوں میں ہے۔

طاعون عمواس

عمواس کے طاعون کی خبر میں بھی اختلاف ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ کون سے سن میں نمودار ہوا۔ محمد بن اسحاق (صاحب المغازی) سلمہ کی روایت سے بیان کرتے ہیں: "۱۸ھ شروع ہوا تو اسی سال عمواس کا طاعون پھیلا جس میں بہت سے لوگ فنا ہو گئے (اسی مرض میں) حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے وفات پائی جب کہ وہ مسلمانوں کی فوج کے سپہ سالار تھے۔ نیز حضرات معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، یزید بن ابی سفیان، حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو، عتبہ بن سہیل رضی اللہ عنہم اور دیگر معزز مسلمانوں نے (اس مرض میں) وفات پائی۔

ابو معشر روایت کرتے ہیں کہ عمواس اور جابیہ کا طاعون ۱۸ھ میں ہوا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی وضاحت:

محمد بن اسحاق کی روایت میں طارق بن شہاب بجلی بیان کرتے ہیں: "ہم حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جب کہ وہ اپنے کوفے کے گھر میں تھے تاکہ ہم ان سے باتیں کریں جب ہم بیٹھ گئے تو انہوں نے فرمایا:

"تمہارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ تم (اس بات کا) احتیاط کرو کیونکہ گھر میں ایک انسان اس مرض میں مبتلا ہے اور تمہارے لیے (اس بات میں) کوئی حرج نہیں ہے کہ تم اس بستی سے چلے جاؤ اور اپنے ملک کے کھلے اور پاکیزہ مقام میں رہو تاکہ یہ وبا دور ہو جائے۔ دو باتیں حاصل کرو اور پرہیز کے قابل یہ بات ہے کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اگر وہ یہاں سے گیا تو وہ بچ جائے گا اور جو کوئی یہاں قیام کرے اور اس کو یہ مرض لگ جائے تو وہ یہ خیال کرے کہ اگر وہ چلا جاتا تو اسے یہ بیماری نہ لگتی لیکن اگر کوئی مرد مسلمان اس قسم کا عقیدہ نہ رکھے تو اس کے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط:

میں عمواس کے طاعون کے موقع پر (حضرت) ابو عبیدہ بن الجراح کے ساتھ شام میں تھا جب یہ بیماری عام ہوگئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے انہیں نکالنے کے لیے یہ خط تحریر کیا:

"مجھے تمہارے ساتھ ایک ضروری کام درپیش ہے میں چاہتا ہوں کہ اس معاملے میں تم سے بالمشافہ بات کروں لہٰذا جب تم میرا خط مطالعہ کرو تو فوراً میرے پاس آنے کے لیے روانہ ہو جاؤ۔"

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ وہ انہیں اس وبا سے نکالنا چاہتے ہیں اس لیے انہوں نے فرمایا "اللہ امیر المومنین کی مغفرت فرمائے" پھر انہوں نے یہ تحریر کیا:

"اے امیر المومنین! مجھے آپ کے مقصد کا علم ہو گیا ہے مگر میں مسلمانوں کے لشکر میں ایسی حالت میں ہوں کہ میں یہاں

سے نکل نہیں سکتا۔ بلکہ میں انہیں چھوڑنا نہیں چاہتا ہوں تاآنکہ اللہ ان کے اور میرے بارے میں اپنا فیصلہ صادر نہ کرے۔ لہٰذا آپ مجھے اس بات سے معاف فرمائیں اور مجھے اپنے لشکر میں رہنے دیں۔"

دوبارہ خط

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خط پڑھا تو آپ رونے لگے لوگوں نے پوچھا "اے امیر المومنین! کیا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "نہیں مگر انہوں نے گویا وفات پا لی ہے"۔ پھر آپ نے یہ خط لکھا:

"السلام علیک! اما بعد! تم نے لوگوں کو گہرے اور نشیبی علاقے میں اتار رکھا ہے۔ انہیں بلند اور پاکیزہ مقام پر منتقل کر دو"۔

وبا کا آغاز

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مکتوب مبارک حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا: "اے ابو موسیٰ! امیر المومنین کا یہ خط میرے پاس آیا ہے جیسا کہ تم نے دیکھا ہے لہٰذا تم نکل کر مسلمانوں کے لیے (رہنے کی) جگہ منتخب کرو تاکہ میں تمہارے پیچھے ہی نکل آؤں"۔ میں روانہ ہونے کے لیے اپنے گھر آیا تو میں نے دیکھا کہ میری بیوی بیمار ہو گئی ہے میں لوٹ کر ان کے پاس گیا اور ان سے کہا میرے گھر بھی بیماری آ گئی ہے تو وہ بولے شاید تمہاری بیوی کو یہ مرض لگ گیا ہے میں نے کہا "جی ہاں" اس پر انہوں نے اپنا اونٹ تیار کرنے کا حکم دیا اس کے بعد جونہی انہوں نے رکاب میں پاؤں رکھا کہ انہیں طاعون کا مرض لاحق ہو گیا۔ آپ نے فرمایا "بخدا مجھے بھی طاعون ہو گیا ہے"۔ پھر وہ لوگوں کو ساتھ لے کر جابیہ میں آ گئے اور وبا دور ہو گئی۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی تقریر

محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ جب یہ طاعون عام ہوا تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر یوں مخاطب ہوئے:

"اے لوگو! (وبائی) یہ تکلیف تمہارے پروردگار کی طرف سے رحمت اور تمہارے پیغمبر کی دعا ہے۔ یہ ان نیک بندوں جیسی موت ہے جو تم سے پہلے گزرے ہیں۔ اس لیے ابو عبیدہ اللہ سے دعا کرتا ہے کہ وہ اسے اس (تکلیف) سے بہرہ ور کرے"۔

اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ انہیں طاعون ہو گیا اور وہ وفات پا گئے۔ ان کے بعد ان کے جانشین حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہوئے انہوں نے بھی (اسی طرح) یہ تقریر کی:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا خطاب:

اے لوگو! یہ تکلیف تمہارے رب کی رحمت اور تمہارے پیغمبر کی طرف سے بلاوا ہے یہ ان نیک بندوں جیسی موت ہے جو تم سے پہلے گزرے تھے اس لیے معاذ اللہ سے دعا کرتا ہے کہ وہ معاذ کی آل کو اس (تکلیف) سے بہرہ ور کرے۔ چنانچہ ان کے فرزند عبدالرحمن بن معاذ طاعون میں مبتلا ہوئے اور وفات پا گئے پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اپنے لیے دعا کی تو وہ بھی طاعون میں مبتلا ہو گئے طاعون کا اثر ان کی ہتھیلی سے شروع ہوا تھا اور میں نے دیکھا کہ وہ اسے دیکھ کر چومتے تھے اور یہ فرماتے تھے: "میں نہیں چاہتا ہوں کہ مجھے اس کے بدلے تمہاری دنیا کا کوئی حصہ ملے"۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا مشورہ

جب اس کی شدت ہوئی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان کے جانشین ہوئے تو انہوں نے کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے یہ تقریر کی:

"اے لوگو! یہ بیماری جب نازل ہوتی ہے تو آگ کی طرح بھڑکتی ہے لہٰذا تم جلدی کر کے پہاڑوں کی طرف منتقل ہو جاؤ"۔

ابو واثلہ ہذلی رضی اللہ عنہ نے کہا:

"خدا کی قسم! تم جھوٹ بولتے ہو۔ خدا کی قسم! میں بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہا ہوں تم میرے اس گدھے سے بھی بدتر ہو"۔

وہ بولے

"میں تمہاری بات کی تردید نہیں کروں گا تاہم ہم یہاں نہیں رہیں گے"۔

اس کے بعد وہ مسلمانوں کو لے کر روانہ ہو گئے۔ لوگ الگ الگ ہو گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ وبا دور کر دی۔

جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی اس تدبیر کا علم ہوا تو بخدا انہوں نے اس فعل کو ناپسند نہیں فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا:

ابو قلابہ عبداللہ بن زید بیان فرماتے ہیں کہ جب طاعون پھیلا تو (حضرت) ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور (حضرت) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"یہ تکلیف تمہارے لیے رحمت ہے اور تمہارے نبی ﷺ کی دعا ہے اور تم سے پہلے نیک بندوں کی موت ہے"۔

(یہ بات مجھے عجیب لگتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے کیسے اپنی امت کے لیے یہ دعا کی تھی؟ مگر ایک معتبر راوی نے یہ بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے کہ آپ کے پاس (حضرت) جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ تمہاری امت طاعون سے فنا ہو گی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ یہ دعا کرتے تھے:

"اے اللہ! وہ طاعون سے فنا ہو"۔

اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ حضرت ابو عبیدہ و معاذ رضی اللہ عنہما کا اشارہ اس (حدیث) کی طرف تھا۔

نئے حکام:

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو عبیدہ اور یزید بن ابی سفیان کی موت کی خبر موصول ہوئی تو انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو دمشق کا سپہ سالار اور وہاں کے خراج کا نگران مقرر کیا اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو اردن کا سپہ سالار اور حاکم خراج مقرر فرمایا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

غیبی آواز:

[illegible] پڑھا:

"[illegible]"

* * *

آخری سفر شام

علامہ شبلی حضرت عمرؓ سے روایت بیان [illegible] آخری سفر [illegible] اور اس کے بعد [illegible]
[illegible] بھی بیان کرتے ہیں۔

سیف کی روایت ہے کہ جب (حضرت) عمرؓ (شام) گئے تو [illegible] (حضرت) علیؓ [illegible] [illegible] کہ [illegible] آپ [illegible] آپ کے پیچھے [illegible] آپ نے [illegible] آپ اپنے [illegible] آگے [illegible] تو انہوں نے پوچھا "امیرالمومنین کہاں ہیں؟" [illegible] آگے [illegible] امیرالمومنین [illegible] گیا۔

حضرت عمرؓ کی بیماری

حضرت [illegible] فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ [illegible] اس وقت آپ [illegible] آپ نے فرمایا:

"[illegible]"

[illegible] حضرت ابو بکرؓ کے پاس [illegible] آپ نے [illegible]

[illegible] آپ کی [illegible] طرف سے [illegible]

حضرت عمرؓ نے [illegible] آپ نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت عمرؓ [illegible]

[illegible]

[illegible]

شام کے انتظامات:

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عمر [illegible]

نے ان سے کہا:

"[illegible]"

آپ نے فرمایا:

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شام میں آخری تقریر:

[illegible]

[illegible]

"[illegible] تمام اختیار اللہ ہی کو حاصل ہے۔"

اذانِ بلال [illegible]:

(اس اثنا میں) [illegible]

کے مطابق انہوں نے اذان دی جب وہ اذان دے رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ رو رہے تھے یہاں تک کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی سب صحابیوں سے زیادہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو رہے تھے ان کی ہچکی بندھ گئی تھی ان کو دیکھ کر دوسرے مسلمان بھی رونے لگے کیونکہ انہیں عہد رسالت یاد آ گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایت

ابو عثمان اور ابو حارثہ کی روایت ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ قنسرین کے حاکم رہے تو انہوں نے ایک جنگی مہم میں حصہ لیا وہاں مال غنیمت ملا اور اپنے حصے میں تقسیم کیا۔

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع دی گئی کہ (حضرت) خالد رضی اللہ عنہ حمام میں گئے اور وہاں انہوں نے ایسی چیز سے جسم کی مالش کی۔ جس میں شراب ملی ہوئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو یہ لکھا:

> "مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم نے شراب کو جسم پر ملا ہے حالانکہ اللہ نے شراب کا ظاہر و باطن سب کچھ حرام کیا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کی ظاہری و باطنی دونوں صورتیں حرام کی ہیں اللہ نے جس طرح شراب کا پینا حرام کیا ہے اسی طرح اس کا چھونا بھی حرام کیا ہے لہٰذا یہ تمہارے جسم کو مس نہ کرے کیونکہ یہ نجس اور ناپاک ہے اور اگر تم نے ایسا کوئی کام کیا ہے تو اس کا اعادہ مت کرو"۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے (جواب میں) انہیں لکھا "ہم نے اسے تبدیل کر دیا ہے وہ شراب نہیں رہی ہے بلکہ دھونے والی اور پاک و صاف کرنے والی چیز بنا دی گئی ہے"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر تحریر فرمایا:

> "میرا خیال ہے کہ مغیرہ کا خاندان (جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خاندان ہے) جفاکاری میں مبتلا ہے۔ اللہ تمہیں اس پر موت نہ دے"۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی

۱۷ھ میں حضرات خالد بن الولید رضی اللہ عنہ اور عیاض بن غنم سیف کی روایت کے مطابق دشمن کی سرحد میں داخل ہوئے اور وہاں گھس کر انہوں نے مال غنیمت حاصل کیا وہ جابیہ سے اس طرف روانہ ہوئے تھے۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچ گئے تو اس وقت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ حمص کے حاکم تھے حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان کے ماتحت قنسرین کے حاکم تھے دمشق کے حاکم یزید بن ابی سفیان تھے اردن کے حاکم معاویہ تھے فلسطین کے حاکم علقمہ بن مجزز تھے۔ اہواء کے حاکم عمرو بن عبسہ تھے۔ سواحل کے حاکم عبداللہ بن قیس تھے ہر علاقہ پر ایک حاکم مقرر تھا چنانچہ فتح تک شام و مصر و عراق کی چھاؤنیاں اور فوجی مراکز اسی طرح قائم ہیں کوئی فوج ایک دوسرے کی حدود سے آگے نہیں بڑھتی تھی۔ بجز اس صورت کے کہ کوئی کفر اختیار کرنے کے بعد دوبارہ مسلمان ہو جائے۔ بہرحال اس قسم کی (انتقالی صورت) ۱۷ھ میں اختیار کی گئی۔

[illegible] کی شکایت

جب حضرت خالد [illegible]

معزولی کا حکم

[illegible]

> [illegible]

[illegible] جواب ملا

حضرت ابوعبیدہ [illegible] حضرت خالد [illegible]

[illegible]

حضرت خالد بن ولیدؓ کی صفائی

[illegible]

خلیفہ کا حکم

جب حضرت عمر [illegible] حضرت خالد [illegible]

پہچان گئی ہے۔ لہٰذا انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس آنے کے لیے کہا۔ اس موقع پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ (حضرت) ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمانے لگے: "اللہ آپ پر رحم کرے، آپ کا اس کام سے کیا مقصد تھا؟ آپ نے وہ بات مجھ سے چھپائی جسے میں آج سے پہلے جاننا چاہتا تھا۔" حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نہیں چاہتا تھا کہ جب تک ممکن ہو میں تمہیں خوف زدہ کروں کیونکہ مجھے یہ معلوم تھا کہ تمہیں اس بات سے رنج ہوگا۔"

الوداعی تقریر:

اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ قنسرین گئے اور اپنی رعایا کے سامنے تقریر کی اور انہیں الوداع کہا پھر وہاں سے روانہ ہو کر حمص آ گئے۔ یہاں بھی انہوں نے عوام کو خطاب کیا اور انہیں الوداع کہا۔ پھر وہ مدینہ (منورہ) کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت:

جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ان سے شکایت کی اور کہا: "میں نے آپ کی یہ شکایت مسلمانوں کے سامنے بھی بیان کی تھی۔ خدا کی قسم! آپ نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مال کا حساب:

(تمہارے پاس) "یہ دولت کہاں سے آئی؟" وہ بولے: "مال غنیمت اور میرے مقررہ حصوں سے (آئی ہے)۔ جو ساٹھ ہزار سے زائد ہوگی وہ آپ کی ہے۔" اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے سامان کی قیمت لگائی تو ان کی طرف بیس ہزار (زائد) نکلے۔ جنہیں انہوں نے بیت المال میں داخل کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا:

> "اے خالد! خدا کی قسم! تم میرے نزدیک بہت شریف ہو اور میں تمہیں بہت پسند کرتا ہوں اور آج کے بعد تمہیں مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔"

معذرت نامہ:

عدی بن سہیل کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام شہر والوں کو یہ تحریر فرمایا: "میں نے خالد رضی اللہ عنہ کو ناراضگی یا بددیانتی کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان ان پر فریفتہ ہو گئے تھے اس لیے مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ وہ ان پر بے حد بھروسا اور اعتماد کریں۔ اور دھوکے میں آ جائیں۔ اس لیے میں نے چاہا کہ انہیں یہ حقیقت معلوم ہو جائے کہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے اس لیے انہیں کسی فتنے میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔"

خراجِ تحسین:

حضرت سالم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب (حضرت) خالد رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا:

> "تم نے جو شاندار کارنامے انجام دیے ہیں کسی نے تمہارے جیسے کام نہیں کیا۔ تم لوگ کام کرتے ہو مگر لوگوں میں ان کا حقیقی صانع تو اللہ ہی ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے ان پر کچھ تاوان عائد کیا، پھر ان کا حق واپس دے دیا۔ بعد ازاں انہوں نے مسلمانوں کے سامنے تذکرہ کیا۔ لہٰذا

لکھا تھا کہ انہیں بھی عذر دو اور جب معلوم ہو جائے اور وہ حقیقت سے واقف ہو جائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمرہ:

۱۷ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرہ ادا کیا اور خانہ کعبہ کی مسجد کی تعمیر کی اور جیسا کہ واقدی کہتے ہیں یہ رجب میں کی گئی۔ آپ نے مکہ معظمہ میں بیس دن تک قیام فرمایا۔ آپ نے ان لوگوں کی عمارتوں کو گرا دیا جنہوں نے فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کے گھروں کی قیمتیں بیت المال میں محفوظ رکھیں تاکہ وہ اسے وصول کر لیں۔ آپ نے ماہ رجب میں عمرہ ادا فرمایا تھا۔ اس وقت آپ نے مدینہ منورہ پر حضرت زید بن ثابت کو جانشین بنایا تھا۔

تعمیر حرم:

واقدی کی روایت ہے کہ آپ نے اس عمرہ کے موقع پر حرم شریف کے نشانوں کی از سر نو تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ اس کام پر آپ نے مخرمہ بن نوفل، ازہر بن عبد عوف، حویطب بن عبدالعزیٰ اور سعید بن یربوع کو مقرر کیا۔

واقدی ابو عبداللہ مزنی کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۱۷ھ میں عمرہ ادا کرنے کو مکہ معظمہ آئے جب آپ راستے پر سے گزرے تو پانی والوں نے درخواست کی کہ وہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مکانات تعمیر کرنا چاہتے ہیں اس سے پہلے کوئی عمارت نہ بنائی گئی تھی۔ آپ نے اس شرط پر انہیں اجازت دی کہ مسافر سایہ اور پانی حاصل کرنے کا زیادہ حق دار ہوگا۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح:

اس سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھیں ان کے ساتھ رخصتی ذوالقعدہ میں ہوئی۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی معزولی

اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا حاکم بنایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو ماہ ربیع الاول میں روانہ کریں۔

حضرت سعید بن المسیب کی روایت کے مطابق ابوبکرہ، شبل بن معبد بجلی، نافع بن کلدہ اور زیاد نے مغیرہ کے خلاف گواہی دی تھی۔

یعقوب بن عتبہ بیان کرتے ہیں کہ مغیرہ کی قبیلہ بنو ہلال کی ایک عورت ام جمیل کے ہاں آمد و رفت تھی اس کا شوہر قبیلہ ثقیف سے تھا جس کا نام حجاج بن عبید تھا وہ فوت ہو چکا تھا۔ جب اس عورت کے ہاں ان کے آمد و رفت کی خبر اہل بصرہ کو ملی تو ان پر یہ بات بہت شاق گزری۔ ایک دن مغیرہ اس عورت کے گھر گئے تو لوگوں نے ان پر نگران بٹھا دیے تھے اور وہ لوگ جنہوں نے گواہی دی تھی وہاں پہنچ گئے انہوں نے پردہ کھولا تو وہ اس کے ساتھ مشغول کار تھے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے خلاف شہادت:

ابوبکرہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا (اور وہ قریب ہی آ گئے) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: "تم نے اس کی آواز سنی تھی۔ حالانکہ تمہارے اور اس کے درمیان پردہ تھا؟" انہوں نے کہا: "ہاں"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم [illegible] سے پیچھے آئے ہو تو وہ تجھے" "مغیرہ رضی اللہ عنہ تجھے بیان سے [illegible]" اس کے بعد انہوں نے تو معزول کر دیا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا تقرر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو (بصرہ کا) حاکم بنا کر بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیں۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو) ایک ولادہ لونڈی پیش کی جس کا نام عقیلہ تھا اور کہا: "میں نے اسے آپ کے لیے پسند کیا ہے"۔ اس کے بعد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیا۔

واقدی کی روایت کے مطابق مالک بن اوس بن حدثان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا۔ جب مغیرہ رضی اللہ عنہ وہاں آئے تھے انہوں نے قبیلہ مرہ کی ایک عورت سے نکاح کر لیا تھا۔ آپ نے ان سے فرمایا: "تم بہت فارغ البال اور شوقین انسان ہو"۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے عورت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا: "اسے رقطاء کہا جاتا ہے اور اس کا شوہر قبیلہ ثقیف کے خاندان ہلال سے تھا"۔

اصل واقعہ

ابو جعفر طبری تحریر فرماتے ہیں کہ ابوبکرہ کی گواہی (شہادت) کی وجہ یہ تھی کہ ابوبکرہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ ایک دوسرے کے کام کو ناپسند کرتے تھے۔ دونوں بصرہ میں پڑوسی تھے۔ ان کے گھروں کے درمیان راستہ (سڑک) تھی۔ یہ دونوں اپنے گھروں کے آمنے سامنے بالا خانوں میں رہتے تھے اور ہر ایک میں ایک روشن دان (کھڑکی) تھی۔ ایک دفعہ ابوبکرہ کے بالا خانے میں ان کے ساتھ چند افراد باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ہوا چلی اور اس نے کھڑکی کا دروازہ کھول دیا۔ ابوبکرہ اسے بند کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو انہوں نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کیونکہ ان کی کھڑکی کا دروازہ بھی کھل گیا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک عورت پر دراز ہیں۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "کھڑے ہو جاؤ اور دیکھو"۔ وہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگے تو وہ بولے: "یہ کون ہے؟" ابوبکرہ نے جواب دیا: "یہ ام جمیل بنت افقم ہے جو قبیلہ عامر بن صعصعہ کی ہے۔ وہ مغیرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر امراء و اشراف کے پاس آتی جاتی ہے اور اس زمانے میں کچھ عورتوں کا یہی طریقہ ہے"۔ وہ بولے: "ہم نے نچلا حصہ دیکھا ہے چہرہ تو ہم پہچان نہیں سکے"۔ جب وہ کھڑی ہوئی تو ان کا (شک رفع) یقین ہو گیا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ہدایات

جب مغیرہ رضی اللہ عنہ نماز کے لیے نکلے تو ابوبکرہ ان کی نماز پڑھانے میں حائل ہو گئے اور کہنے لگے: "آپ نماز نہ پڑھائیے"۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور (طرفین) خط و کتابت کرتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور فرمایا:

> "اے ابو موسیٰ! میں تمہیں عامل بنا کر اس سرزمین کی طرف بھیج رہا ہوں جہاں شیطان نے انڈے بچے دیے ہیں اور ان میں سے بچے بھی نکل آئے ہیں اس لیے جو طریقہ (سنت نبوی ﷺ) تمہیں معلوم ہے اس کی پابندی کرنا اور تبدیلی

ہے تو جو ان کے ساتھ بھی پیش آئے وہ تمہارے ساتھ بھی پیش آئے گا۔

صحابہ کرامؓ کا مطالبہ

وہ بولے "آپ میری معاونت کے لئے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت بھی میرے ساتھ کر دیں کیونکہ یہ صحابہ کرامؓ اس امت (مسلمانوں) میں ایسے ہی ہیں جیسے کھانے میں نمک"۔ آپ نے فرمایا "جو صحابی تمہیں پسند ہوں انہیں لے لو"۔ انہوں نے انتیس صحابہ کرامؓ کا انتخاب کیا۔ ان میں حضرت انس بن مالک، عمران بن حصین اور ہشام بن عامر رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ حضرت ابو موسیٰؓ ان سب کو لے کر روانہ ہوئے اور مربد میں قیام کیا۔

معزولی کا حکم

حضرت مغیرہؓ کو خبر ملی کہ حضرت ابو موسیٰؓ بصرہ مربد میں آ کر ٹھہرے ہوئے ہیں تو بولے "حضرت ابو موسیٰؓ کسی سے ملاقات کرنے آئے ہیں اور نہ تجارت کی غرض سے آئے ہیں، بلکہ وہ امیر یا حاکم کی حیثیت سے آئے ہیں"۔ ابھی وہ یہ گفتگو کر رہے تھے۔ اتنے میں حضرت ابو موسیٰؓ آ گئے۔ اور انہوں نے ان کو حضرت عمرؓ کا نامہ مبارک دیا جو سب سے مختصر خط تھا۔ اس میں چار جملے تھے جس میں معزولی کا حکم تھا، عتاب تھا اور جلد پہنچنے کا حکم تھا۔ وہ خط یہ تھا:

> "مجھے ایک اطلاع ملی ہے جو بہت بڑی بات ہے اس لیے میں نے (حضرت) ابو موسیٰؓ کو امیر مقرر کر دیا ہے جو کچھ تمہارے قبضے میں ہے وہ سب انہیں سپرد کر کے جلدی واپس آ جاؤ"۔

اہل بصرہ کو خط

آپ نے اہل بصرہ کو یہ خط تحریر فرمایا:

> "میں نے (حضرت) ابو موسیٰؓ کو تم پر حاکم بنا کر بھیجا ہے تاکہ وہ تمہارے کمزور انسان کو طاقتور انسان سے حق دلائے اور تمہیں ساتھ لے کر تمہارے دشمنوں کے خلاف جنگ کرے اور تمہارے راستوں کو پاک صاف کرے"۔

(حضرت) مغیرہؓ نے انہیں طائف کی رہنے والی ایک لونڈی پیش کی جو عقیلہ کے نام سے موسوم تھی۔ اور کہا "میں نے آپ کے لیے اس کا انتخاب کیا ہے"۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے خلاف شہادت:

مغیرہ بن شعبہؓ، ابوبکرہؓ، نافع بن کلدہ، زیاد اور شبل بن معبد بجلی یہ سب حاضر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے ان سب کو جمع کیا تو مغیرہ بن شعبہؓ بولے "آپ ان غلاموں سے پوچھیں کہ انہوں نے مجھے کس طرح دیکھا۔ آیا سامنے سے دیکھا یا پیچھے سے (دیکھا) نیز انہوں نے عورت کو کس طرح دیکھا یا اسے کیسے پہچان گئے؟ اگر وہ میرے سامنے تھے تو پھر میں نے کوئی پردہ نہیں کیا۔ اگر وہ میرے پیچھے تھے تو کس قاعدے کے مطابق انہیں میرے گھر میں میری عورت کو دیکھنا جائز ہوا؟ اللہ کی قسم! میں نے بیشک اپنی بیوی کے ساتھ کیا اور وہ ام جمیل کے مشابہ تھی"۔

سب سے پہلے ابوبکرہؓ نے شہادت کا آغاز کیا۔ انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے انہیں (مغیرہؓ) کو ام جمیل کے ساتھ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فرمایا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ نے فرمایا

[illegible]

* * *

باب ۴

فتح اہواز و مناذر

۱۷ھ میں سوق الاہواز، مناذر اور نہر تیری ایک روایت کے مطابق فتح ہوئے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ یہ علاقے ۱۶ھ میں فتح ہوئے۔

سیف کی روایت ہے کہ ہرمزان اہل فارس کے سات بڑے خاندانوں میں سے ایک خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی مملکت داری میں مہرجان قذق اور اہواز (خوزستان) کے علاقے شامل تھے جب ہرمزان کو جنگ قادسیہ میں شکست ہوئی تو اس نے اپنے علاقے کا رخ کیا اور وہاں پہنچ کر اس نے ان علاقوں کے لوگوں کے ذریعے عربوں سے جنگ کرنا شروع کی۔ ہرمزان کی میسان اور دستمیسان پر حملہ اور نہر تیری دونوں راستوں سے ہوتے تھے۔ یہ علاقے اہل بصرہ کی سرحد میں تھے (حضرت عتبہ بن غزوان) نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے امداد طلب کی انہوں نے ان کی امداد کے لیے نعیم بن مقرن اور نعیم بن مسعود کو بھیجا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ دونوں میسان اور دستمیسان کے بالائی حصے کی طرف جائیں تاکہ وہ ان کے اور نہر تیری کے درمیان حائل ہو جائیں۔

حضرت عتبہ بن غزوان نے سلمیٰ بن القین اور حرملہ بن مریطہ کو بھیجا جو دونوں قدیم مہاجر اور صحابی تھے۔ یہ دونوں حنظلہ کی ذیلی قبیلہ عدویہ سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ دونوں میسان اور دستمیسان کی سرحد پر مناذر اور نہر تیری کے درمیان مقیم ہو گئے۔

انہوں نے بنو العم کو بلایا تو غالب وائلی اور کلیب بن وائل کلیبی ان کے پاس آئے۔ انہوں نے دونوں کو چھوڑ دیا تھا اور وہاں سے الگ ہو گئے تھے اور وہ دونوں سلمیٰ اور حرملہ کے پاس آ گئے تھے اور کہنے لگے

”تم دونوں اپنے خاندان کے ہو تمہیں چھوڑا نہیں جا سکتا۔ جب فلاں دن آ جائے تو تم دونوں ہرمزان سے مقابلے کے لیے اٹھ کھڑے ہونا۔ اس وقت ہم میں سے ایک مناذر پر حملہ کرے گا اور دوسرا نہر تیری پر حملہ کرے گا جب ہم ان سے جنگ کریں گے پھر ہم دونوں تمہاری طرف ہوں گے۔ اس وقت ہرمزان کو کوئی چیز ان شاء اللہ نہیں بچا سکے گی۔“

بنو العم کی حمایت:

(یہ کہہ کر) وہ دونوں واپس چلے گئے اور صرف ان دونوں نے (مسلمانوں کی) حمایت کی بلکہ ان دونوں کی قوم بنو العم بن مالک نے بھی حمایت کی کیونکہ انہیں بنو العم اب تک بھی کہتے ہیں۔ یہ ان کے سرپرست تھے۔ وہ ابتداء سے اہل فارس کی مدد کرتی تھی (یہ لوگ اسلام سے پہلے خوزستان میں رہتے تھے)

ہرمزان سے مقابلہ:

جب مقررہ رات آئی تو اس وقت ہرمزان نہر تیری اور دلث کے درمیان تھا کیونکہ وہ دونوں ان سے صف آرا ہو گئے اور ان دونوں نے نعیم و دلث کے مقابلے کا ارادہ کیا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں کا ہرمزان سے نہر تیری اور دلث کے درمیان مقابلہ ہوا۔ سلمیٰ بن القین اہل بصرہ کی قیادت کر رہے تھے اور نعیم بن مقرن اہل کوفہ کے سردار تھے۔ جب جنگ ہو رہی تھی تو اس وقت غالب اور کلیب کی

طرف سے کمک پہنچ گئی۔

ہرمزان کو شکست:

ہرمزان کو یہ اطلاع مل گئی کہ مناذر اور نہر تیری پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ہے اس طرح اس کا اور اس کے ساتھیوں کا دل توڑ دیا اور ہرمزان اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ مسلمانوں نے جس قدر چاہا ان کو قتل کیا اور جس قدر چاہا مال غنیمت حاصل کیا بلکہ وہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے نہر تیری تک پہنچ گئے۔ اور وہیں تک کے سارے علاقے پر قابض ہو گئے۔ اور سوق الاہواز کے سامنے خیمہ زن ہو گئے ہرمزان نے سوق الاہواز کے پل کو عبور کر لیا تھا اور دوسرے کنارے پر مقیم ہو گیا۔ اب حد فاصل نہر تیری ہرمزان اور (مسلمانوں کے سپہ سالاروں) سلمیٰ، حرملہ، نعیم، نعیم اور غالب وکلیب کے درمیان تھی۔

ہرم بن حیان کی کھجوریں:

قبیلہ عبد القیس کا ایک شخص صحار بیان کرتا ہے کہ میں ہرم بن حیان کے پاس کھجوروں کے ٹوکرے لے کر آیا جب کہ وہ بلات اور دلث کے درمیان مقیم تھا وہ کھجوروں کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا اس کا بہترین طعام کھجوریں تھیں جب وہ ختم ہو جاتی تھیں تو اسے تازہ کھجوریں مہیا کی جاتی تھیں جنہیں وہ ہر حالت میں تناول کرتا تھا وہ کوچ کرنے کی حالت میں ہو یا پہاڑ پر ہو یا میدان میں ہر جگہ کھجوریں ساتھ جاتی تھیں اور وہ جتنی چاہتا کھایا کرتا تھا۔

صلح کی درخواست:

جب مسلمان ہرمزان کے قریب اہواز کے مقام پر اس کے سامنے پہنچ گئے تو اس نے جب مقابلہ کی تاب نہ دیکھی تو اس نے ان سے صلح کے لیے درخواست کی۔ مسلمانوں نے صلح کے بارے میں حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کو لکھا اور ان سے مشورہ طلب کیا ہرمزان نے بھی ان سے خط و کتابت کی تو حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں منظور کر لیا کہ نہر تیری، مناذر اور سوق الاہواز کا علاقہ چھوڑ کر جس پر مسلمان غالب آ گئے تھے باقی تمام اہواز کے تمام علاقے اور مہرجان قذق کے بارے میں صلح کر لی جائے البتہ قیدی رہا۔ (مفتوحہ علاقے) انہیں لوٹانا نہیں پڑے گا۔

بصرہ کی سرحدی چوکیاں:

سلمیٰ بن القین نے مناذر پر ایک فوجی چوکی بنائی اور اس کا انتظام غالب کے سپرد کیا۔ حرملہ نے بھی نہر تیری پر ایک فوجی چھاؤنی بنائی اور اس کا انتظام کلیب کے سپرد کیا اس طرح یہ دونوں بصرہ کی سرحدی چوکیوں پر مقرر رہ گئے۔

بصرہ کا وفد

قبیلہ بنو العم کے بہت سے افراد اور خاندان ہجرت کر کے بصرہ کے شہروں میں آباد ہو گئے اور لگاتار وہاں پہنچتے تھے۔ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا اور ایک وفد بھی بھیجا۔ جس میں سلمیٰ، حرملہ جو صحابی تھے۔ نیز غالب اور کلیب بھی شامل تھے۔ بصرہ سے کئی وفد پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ وہ سب اپنی ضروریات پیش کریں۔

احنف بن قیس کی تقریر:

اس موقع پر احنف بن قیس نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کی رعایا کی حیثیت سے جیسا کہ انہوں نے بیان کی ہے اس کی کیفیت تم

آپ جو خبریں مجھے بھیجتے ہیں وہ پڑھا کرو۔ روایت ہے کہ اس وقت عالم لوگوں سے انہیں باتوں پر پوچھتے تھے جن کے متعلق ان کے ہی غور کرنا ہے اور جو باتیں دیکھتے ہیں ان کے مطابق اسے عمل حاصل ہوتا ہے۔

اضافہ کی درخواست

ہم لوگ عراق کی سرحد پر رہتے رہے یہاں تک کہ ہم ایک تنگی کے خطے میں مقیم ہو گئے۔ ہمارے بھائی اہل کوفہ ایک نہایت ہی عمدہ مقام پر مقیم ہیں جہاں میٹھے پانی اور سرسبز باغات ہیں اور ہر قسم کے پھل ہیں۔ لیکن ہم اہل بصرہ ویران خراب اور دلدلی زمین میں آباد ہیں اس کا ایک حصہ جنگل میں ہے اور ایک حصہ کھاری سمندر کے قریب ہے ہمارے ہاں ... سے گھرے ہوئے ہیں اور ہماری تعداد زیادہ ہے مگر ہمارا وظیفہ بہت کم ہے۔ ہمارے اندر فقراء کی تعداد کم ہے اور مصیبت زدہ لوگ زیادہ ہیں ہمارا ملک (درہم) ... ہے ... اللہ نے آپ کو وسعت دی ہے اور ہماری اراضی میں اضافہ کیا ہے لہٰذا اے امیرالمومنین! آپ ہمارے وظائف میں اضافہ کریں اور ہمیں مزید اراضی دیں تاکہ ہم بسر اوقات کر سکیں"۔

مزید اراضی:

اس پر حضرت عمرؓ نے ان کے گھروں اور بستیوں کے بارے میں تحقیقات کیں اور انہیں مزید اراضی اور جاگیریں دیں یہ اراضی کسریٰ کے خاندان کی تھی۔ جو دریائے دجلہ اور ... کے درمیان تھی۔ اسے انہوں نے تقسیم کر دیا تھا۔ باقی شوریٰ زمینیں اسی حال پر رہیں۔ جس حال میں اہل کوفہ کے قریب کی شاہی اراضی تھی لوگ اہل بصرہ کی جاگیروں کے وارث ہو گئے تھے۔ ان کا نصف حصہ لوگوں میں تقسیم ہو گیا تھا اور نصف لشکر کے لیے رہ جاتا تھا جب کے لیے چھوڑ دیا گیا تھا۔

بصرہ کی آبادی:

پہلے (بصرہ میں) وہ دو ہزار سپاہی آباد ہوئے جو عتبہ کا ساتھ دیتے تھے پھر ۱۸ھ میں حضرت عتبہ بن غزوان کے ساتھ پانچ ہزار افراد ... ہزار افراد تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کی تعداد اہل بصرہ کے دو ہزار جنگجوؤں کے ساتھ ملا دیا تھا۔ یہاں تک کہ انہیں ان کے مساوی قرار دے دیا۔

آپ نے ان لوگوں کو جو عراق کی جنگ میں شریک ہوئے تھے ان کے ساتھ ملا دیا پھر آپ نے فرمایا: "یہ جو ان اہل بصرہ کا سردار ہے"۔ ان کے بارے میں حضرت عتبہ ... ان سے مشورہ لیا اور ان کی رائے پر عمل کیا گیا۔ آپ نے سلمیٰ ... اور کلیب کو ... کی طرف واپس بھیج دیا تاکہ ... کی ضروریات کے لیے ... اور وہاں کے خراج کی نگرانی کریں۔

ہرمزان کی بغاوت:

سیف کی روایت ہے کہ جب اہل بصرہ پہنچے ان کا امیر عتبہ بن غزوان تھے اس وقت غالب اور کلیب کا ہرمزان سے اراضی کی حدود کے بارے میں اختلاف ہو گیا اس لیے سلمیٰ اور حرملہ تو ان کے اختلافات کے بارے میں غور کرنے کے لیے پہنچے اور ان دونوں نے غالب اور کلیب کا حق دیا اور ہرمزان کو ناراضی ہوئی اس لیے انہوں نے ہرمزان کی مخالفت کی اس پر ہرمزان باغی ہو گیا اور اس نے کردوں سے امداد طلب کی۔ اس طرح اس کے لشکر میں بہت اضافہ ہو گیا۔

حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible]

رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے [illegible] [illegible]

ہرمزان سے دوبارہ جنگ

ہرمزان اپنے ساتھیوں کے ساتھ [illegible] [illegible] کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گیا جب یہ لوگ سوق الاہواز کے نزدیک پہنچے تو مسلمانوں نے ہرمزان کو پیغام بھیجا

"یا تو تم دریا عبور کر کے ہماری طرف آؤ یا ہم تمہاری طرف عبور کر کے آتے ہیں۔"

اس نے کہا

"تم عبور کر کے ہماری طرف آؤ۔"

چنانچہ مسلمان پل پر سے گزر کر وہاں پہنچے اور سوق الاہواز کے قریب پل پر جنگ ہوئی یہاں تک کہ ہرمزان کو شکست ہوئی اور وہ رامہرمز کی طرف بھاگ گیا۔ [illegible] قنطرہ [illegible] کے قریب اربک [illegible] قبضہ کر لیا [illegible] ہو گیا۔

سوق الاہواز کی فتح

حضرت حرقوص بن زہیر نے سوق الاہواز فتح کر لیا اور وہاں قیام کیا [illegible] [illegible] تمام علاقہ [illegible] ان کے زیر نگیں ہو گیا۔ انہوں نے [illegible] حضرت عتبہ کو فتح کی اطلاع [illegible] اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ (خمس) بھی بھیجا [illegible] حضرت عتبہ نے [illegible] [illegible]

فتح تستر

سیف کی روایت کے مطابق ۱۷ھ میں تستر فتح ہوا۔ بقول بعض یہ ۱۶ھ یا ۱۹ھ میں فتح ہوا۔ اس کی فتح کا واقعہ بروایت سیف یہ ہے کہ جب سوق الاہواز کی جنگ میں ہرمزان کو شکست ہوئی اور حضرت حرقوص رضی اللہ عنہ نے سوق الاہواز فتح کر لیا تو خود وہاں مقیم ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق انہوں نے جزء بن معاویہ کو ہرمزان کے تعاقب میں بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ حکم دیا تھا کہ فتح کے بعد وہ جزء بن معاویہ کو سرق کی طرف روانہ کریں چنانچہ جزء بن معاویہ ہرمزان کے تعاقب میں نکلے۔ ہرمزان بھاگ کر رامہرمز کی طرف جا رہا تھا۔

حضرت جزء بن معاویہ راستے میں دشمنوں کا صفایا کرتے رہے تا آنکہ وہ شغر کے گاؤں میں پہنچے ہرمزان نے وہاں ان کا سخت مقابلہ کیا تو شغر سے حضرت جزء دورق گئے جو سرق کا شہر تھا وہ آدمیوں سے خالی ہو گیا تھا کیونکہ وہاں کے لوگ اس کی حفاظت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس پر آسانی سے قبضہ کر لیا انہوں نے اس کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کو بھی دی نیز جو لوگ بھاگ گئے تھے انہیں جزیہ دینے کی دعوت دی اور ان کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ تو وہ لوگ واپس آ گئے اور انہوں نے جزیہ دینا تسلیم کر لیا۔

پیش قدمی کی ممانعت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جزء بن معاویہ اور حرقوص بن زہیر دونوں کو یہ تحریر کیا کہ وہ اپنے مفتوحہ علاقوں میں قیام کریں اور آگے نہ بڑھیں تا آنکہ ان کے پاس ان کا دوسرا حکم آئے۔ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کو بھی انہوں نے اسی قسم کی تحریر بھیجی چنانچہ ان دونوں نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت جزء بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنے علاقے آباد کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی اجازت دے دی۔ چنانچہ انہوں نے نہریں کھدوائیں اور بنجر افتادہ زمینوں کو سیراب کیا۔

صلح کی درخواست:

جب ہرمزان رامہرمز میں رہنے لگا تو اہواز کی سرزمین اس کو تنگ نظر آئی کیونکہ مسلمان اس کے قریب اس کا احاطہ کیے ہوئے تھے (اس لیے لاچار ہو کر) اس نے صلح طلب کی اور حرقوص و جزء بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کی۔ حضرت حرقوص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس معاملے کے بارے میں تحریر کیا۔

غیر مفتوحہ علاقوں پر صلح:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اور عتبہ کو یہ تحریر فرمایا کہ اس سے ان علاقوں کی طرف سے صلح کر لیں جو مفتوح نہیں ہوئے ہیں ان میں رامہرمز تستر سوس جندی سابور اور مہرجان قذق شامل تھے ان پر ہرمزان نے صلح کر لی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہواز کے (مسلم) حکام

پنے مالوں پر حکومت کرتے رہے اور [illegible] جزیہ ادا کرتے رہے [illegible] مسلمان ان کی حفاظت کرتے رہے اور جب [illegible] کے [illegible] حملہ [illegible] تو مسلمان ان کی مدد کے لیے اور ان کی طرف سے ان کا مقابلہ کرتے تھے۔

حضرت احنف بن قیس کی نصیحت

حضرت احنف بن قیس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] ایک وفد بھیجا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف ایک وفد روانہ ہوا جس میں احنف بن قیس بھی [illegible] تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے ملاقات کی اور انہوں نے کہا: "لوگ [illegible] جو کہ آپ چاہتے ہیں"۔ آپ نے فرمایا: "تم اپنے ٹھکانوں پر جاؤ"۔ چنانچہ وہ اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے۔ آپ نے ان کے [illegible] تو آپ نے ایک [illegible] دیکھا۔ آپ نے [illegible] فرمایا: "یہ کس کا ہے؟" حضرت احنف بن قیس نے کہا: "میرا ہے"۔ آپ نے فرمایا: "تم نے یہ کتنے میں خریدا؟" انہوں نے کہا: "آٹھ درہم"۔ [illegible] اس کی قیمت [illegible] انہوں نے [illegible] آپ نے فرمایا:

"تم نے [illegible] جو کہ مسلمانوں [illegible] تم فضول خرچی سے بچو [illegible] اور [illegible] دونوں صورتوں میں [illegible] ہوگا"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہدایات

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی:

"تم [illegible] اور [illegible] تمہاری [illegible] کی وجہ سے [illegible] آ جائے [illegible] وقت تک تمہارے [illegible] جب تک کہ تم [illegible] کے بعد [illegible] کے لیے [illegible] اور [illegible] اور [illegible] کرے گا"۔

عمرو بن معدیکرب کا وظیفہ

حضرت عمرو بن معدیکرب [illegible] کے پاس آ [illegible] وقت [illegible] ہے [illegible] بہت [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں [illegible]

"مجھے [illegible] آپ [illegible] ایک بہت [illegible] کے بعد [illegible] لیے آپ [illegible] میں آ [illegible] مسلمان [illegible] کے لیے [illegible] تم اپنے [illegible] کی [illegible] جو [illegible] جاتی ہے"۔

وہ [illegible] جنگ [illegible] میں شامل ہوئے تھے [illegible] کے ساتھ جنگ نہاوند میں بھی شریک ہوئے۔

فارس پر بحری حملہ

سیف کی روایت ہے کہ مسلمان [illegible] تھے [illegible] کا [illegible] لیا تھا اور وہ ان کے قبضے میں [illegible] ان کے پاس تھے [illegible] تھے اور [illegible] آگے بڑھے تھے مگر (ان [illegible]) [illegible] لیے ان کا [illegible] تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بارے میں یہی فرماتے تھے

"ہمارے اور بصرہ کے لیے [illegible] کا علاقہ اور اہواز کافی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے اور اہل فارس کے درمیان آگ کا پہاڑ حائل ہو جائے نہ وہ ہماری طرف آ سکیں اور نہ ہم ان کے پاس جا سکیں۔"

اسی طرح آپ نے اہل کوفہ کے لیے بھی یہ فرمایا:

"کاش کہ ہمارے اور ان کے درمیان آگ کا پہاڑ حائل ہوتا کہ نہ وہ ہماری طرف آ سکتے اور نہ ہم ان کے پاس جا سکتے۔"

علاء بن حضرمی کی مہم:

علاء بن الحضرمی جو کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بحرین کے گورنر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کیا اور ان کی جگہ قدامہ بن مظعون کو مقرر کیا پھر قدامہ کو معزول کر کے علاء بن الحضرمی کو بحال کر دیا۔

حضرت علاء رضی اللہ عنہ کی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے رقابت چلی آ رہی تھی۔ مرتدین کے ساتھ جنگ کرنے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر فضیلت حاصل کر چکے تھے۔ مگر جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جنگ قادسیہ میں فتح حاصل کی اور ایرانیوں کے بادشاہ کو ان کے قصر سے نکال دیا اور [illegible] کے علاقے پر قبضہ کر لیا تو [illegible] بڑھ گئے اور [illegible] مسلمانوں [illegible] بڑھ گیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مقابلہ

اس موقع پر علاء نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اہل فارس کے مقابلے پر ایسا کارنامہ انجام دیں جس کی بدولت وہ [illegible] شہرت حاصل کریں۔ اس معاملے میں وہ اطاعت اور فرمان کے فرق کو ملحوظ رکھنے کے لیے بھی تیار نہ تھے۔

فوج کا بحری سفر

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں حاکم (بحرین) مقرر کیا تھا اور انہیں مرتدوں سے جنگ کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں حاکم مقرر کیا مگر بحری جنگ سے منع کر دیا تھا۔ مگر وہ اطاعت نہیں کرتے اور فرمان کے انجام پر غور نہیں

[illegible] کشتیوں سے اس جزیرے [illegible] مسلمانوں [illegible] سب [illegible] نے آپ [illegible] [illegible] [illegible] تھے [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] کر دیئے۔

بحری کشتیوں کی ممانعت:

حضرت عمر بحری کشتیوں کے لیے کسی کو اجازت نہیں دیتے تھے اس معاملے میں وہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر کی پیروی کرتے تھے۔ کیونکہ نہ تو رسول اللہ ﷺ نے بحری حملہ کیا اور نہ حضرت ابوبکر نے بحری جنگ کے لیے کوئی کوشش کی۔

حضرت خلید رضی اللہ عنہ کا خطاب:

بہرحال ان فوجوں نے جزیرہ سے فارس کے لیے سمندر کو عبور کیا اور اصطخر پہنچ کر [illegible] ان کے مقابلے کے لیے ایرانی فوجیں ہربذ کی زیر قیادت جمع ہو گئے تھے۔ اس فوج نے مسلمانوں اور کشتیوں کے درمیان حائل ہو گئے لہٰذا حضرت خلید رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر مسلمانوں سے یوں خطاب کیا:

> "اللہ جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو تقدیر اس کے مطابق کام کرتی ہے ان لوگوں نے تمہیں اپنی طرف سے جنگ کی دعوت دی ہے [illegible] جنگ کرنے کے لیے آئے ہو [illegible] صورت میں یہ کشتیاں اور یہ زمین اس کے لیے ہے جو غالب آئے گا۔ لہٰذا تم صبر اور نماز کے ذریعے نصرت الٰہی کے خواہاں ہو بے شک یہ اللہ کے عاجز اور نیک بندوں کے لیے مشکل نہیں ہے۔"

طاؤس کی جنگ:

مسلمانوں نے (ان کے امام جارود بن معلی اور [illegible] تھے) ظہر کی نماز پڑھی۔ جنگ کے لیے تیار ہو گئے چنانچہ طاؤس کے مقام پر گھمسان کی جنگ ہوئی اس جنگ میں حضرت سوار رجز کے اشعار پڑھتے تھے اور اپنی قوم (کے بہادروں) کا تذکرہ کرتے رہے تھے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

دو سرداروں کی شہادت:

جارود نے بھی اسی طرح [illegible] شہادت کا درجہ حاصل کیا ان دونوں سرداروں کی شہادت سے قبل ان کے [illegible] [illegible] دونوں کے قائم مقام مقرر ہو گئے تھے۔

پیادہ جنگ میں کامیابی:

اس موقع پر حضرت خلید رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ گھوڑوں سے اتر کر جنگ کریں چنانچہ انہوں نے اتر کر (پیادہ ہو کر) جنگ کی اس معرکہ میں اہل فارس کے اس قدر سپاہی مارے گئے کہ اس سے پہلے ان کے اتنے زیادہ سپاہی نہیں مارے گئے تھے پھر مسلمان لشکر بصرہ جانے کے ارادے سے [illegible] کی کشتیاں [illegible] [illegible] طرف جانے کا راستہ [illegible] پھر انہیں یہ معلوم ہوا کہ دشمن نے مسلمانوں کا راستہ بند کر دیا ہے اس لیے وہ رک گئے اور [illegible]

حضرت علاء رضی اللہ عنہ کی معزولی

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ علاء نے سمندر کے راستے فوجیں بھیجی ہیں تو ان کے دل میں وہی خیال آیا جو حقیقت میں رونما ہوا اور علاء پر سخت ناراض ہوئے اور ان کی معزولی کا حکم لکھا اور ان کے لیے وہ بات مقرر کی جو ان کے لیے سب سے گراں اور زیادہ ناگوار تھی۔ یعنی انہیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ماتحت کر دیا اور حکم دیا کہ "تم اپنے ساتھیوں کو لے کر (حضرت) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ"۔ چنانچہ وہ انہیں لے کر (حضرت) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔

امدادی فوج اور اس کے سردار

(دوسری طرف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت) عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کو یہ تحریر کیا: "علاء ابن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے ایک لشکر کو اہل فارس کی طرف بھیج دیا ہے اور اس نے میری نافرمانی کی ہے اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر ان کے لیے امدادی فوج نہ بھیجی تو وہ مغلوب ہو جائیں گے۔ تم لوگوں کو ان کے پاس (امداد کے لیے) بھیجو اور اس سے پہلے کہ وہ تباہ و برباد ہو جائیں انہیں اپنے ساتھ شامل کر لو"۔ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بلایا اور انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط سے مطلع فرمایا۔ اس پر مندرجہ ذیل (ممتاز) حضرات (امدادی فوج میں شامل ہونے کے لیے) تیار ہو گئے (۱) عاصم بن عمرو (۲) عرفجہ بن ہرثمہ (۳) حذیفہ بن محصن (۴) مجزاۃ بن ثور (۵) نہار بن حارث (۶) حصین بن ابو الحر (۷) احنف بن قیس (۸) سعد بن ابی العرجاء (۹) عبدالرحمن بن سہل (۱۰) صعصعہ بن معاویہ (۱۱) ترجمان۔

یہ (معزز) حضرات بارہ ہزار کا لشکر لے کر نکلے۔ یہ لوگ خچروں پر سوار تھے اور ان کے جلو میں گھوڑے بھی تھے ان کے سپہ سالار ابو سبرہ بن ابی رہم تھے جو عامر بن لوی کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور اہواز کے علاقے میں فوجی چھاؤنیاں برقرار تھیں اور زیر حفاظت علاقہ بھی تھا جو مجاہدین اور مقیم مسلمانوں کا مددگار تھا۔

دونوں فوجوں کی ملاقات:

حضرت ابو سبرہ مسلمانوں کو لے کر ساحلی مقامات پر سے گذرے مگر کوئی ان کے مقابلے کے لیے نہیں آیا۔ آخر کار ابو سبرہ اور خلید دونوں کی ملاقات اس مقام پر ہوئی جہاں طاؤس کی جنگ کے بعد مسلمانوں کا راستہ روک لیا گیا تھا۔ پہلے صرف اہل اصطخر مسلمانوں سے جنگ کے لیے تیار ہوئے تھے۔ مگر جب اہل اصطخر نے مسلمانوں کا راستہ روک لیا تو انہوں نے تمام اہل فارس کو امداد کے لیے بلا لیا۔ اور وہ ہر علاقے اور ہر ضلع سے آ کر وہاں جمع ہو گئے۔

نئی پود کے کارنامے

طاؤس کی جنگ کے بعد اہل فارس کا مقابلہ ابو سبرہ سے ہوا۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس امدادی فوج (کمک) پہنچ گئی تھی۔ اور مشرکوں کو بھی امداد حاصل ہو گئی تھی مشرکوں کا سپہ سالار شہرک تھا۔ جب جنگ ہوئی تو اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی اور مشرکین مارے گئے۔ اور مسلمانوں نے ان کو قتل کر کے انہیں نقصان پہنچایا یہ وہ جنگ تھی جس میں بصرہ کی نئی پود نے اپنے جوہر دکھائے۔ اور تمام اسلامی شہروں کی نئی پود (نوجوانوں) میں بہترین ثابت ہوئی۔

فوجوں کی واپسی

پھر وہ وہاں غنیمت حاصل کرنے کے بعد لوٹ آئے کیونکہ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا تھا کہ وہ وہاں نہ ٹھہریں اور جلد واپس آ جائیں۔ چنانچہ وہ ان کے پاس واپس بصرہ آ گئے اور [illegible] اپنے گھر چلے گئے اور جو اہل ہجر تھے وہ اپنے قبیلے کی طرف چلے گئے اور جو قبیلہ تمیم کے تھے وہ موقع اخوبہ پر مقیم ہو گئے۔ جب حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے اہواز کو فتح کر لیا اور اس کی فوج کو شکست دے دی تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حج کرنے کی اجازت مانگی۔ اجازت ملنے پر انہوں نے فریضہ حج ادا کیا۔ حج سے فارغ ہو کر انہوں نے اپنے عہدے سے استعفا پیش کیا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا استعفا منظور نہیں کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی ولایت کی طرف لوٹ جائیں۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

جس وقت انہوں نے امارت سے [illegible] اور واپس چلے گئے (۱۷ھ میں) بطن نخلہ کے مقام پر رحلت فرمائی اور وہیں مدفون ہوئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی تو وہ ان کے مزار کی زیارت کے لیے گئے اور فرمانے لگے: "اگر مقررہ وقت اجل اور لکھی ہوئی قسمت کا فیصلہ نہ ہوتا تو میں یہ کہتا کہ میں نے تمہیں قتل کیا ہے۔" پھر آپ نے ان کی خوبیوں کی بہت تعریف کی۔

[illegible]:

انہوں نے [illegible] اپنے لیے [illegible] حاصل کی تھیں اس لیے ان کے [illegible] (ابی بکرہ کی) ازدہ بنت حارث ان کی طرف سے ماتحت حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے رشتہ زوجیت میں تھیں [illegible] نے بھی [illegible] طریقہ اختیار کیا ان سے پہلے کوئی امر حاصل نہیں کیا۔

اہل طاؤس:

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے علیحدگی کے تین سال بعد وفات پائی ان کے جانشین (حاکم بصرہ) حضرت ابو سبرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ ہوئے ان کے عمال اپنی حالت پر برقرار رہے اور ان کی فوجی چوکیاں نہر تیری کی مناذر سوق الاہواز اور سرق پر برقرار رہیں ہرمزان بھی رامہرمز میں [illegible] کی طرف سے [illegible] مہرجان قذق کی طرف سے مصالحت کا نگران تھا [illegible] کے بعد [illegible] آئے تھے وہ جنگ طاؤس سے تعلق رکھنے کی بنا پر اہل طاؤس کہلاتے تھے۔

بصرہ کے حکام:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو سبرہ بن ابی رہم کو سال کے باقی حصے میں بصرہ کا حاکم بنا رکھا۔ پھر حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کی وفات کے دوسرے سال حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کیا وہ دو سال تک کام کرتے رہے کسی نے ان کے کام کی مخالفت نہیں کی۔ اور وہ وہاں حاکم کی حیثیت سے رہے یہاں تک کہ ان کے اور ابو بکرہ کے درمیان (جو مخالفت پیدا ہوئی) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا حاکم بنایا پھر انہیں کوفہ تبدیل کر دیا گیا اور عمر بن سراقہ کو بصرہ کا حاکم بنایا گیا پھر ان کا تبادلہ بصرہ سے کوفہ کی طرف ہو گیا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو دوبارہ بصرہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔

فتح رامہرمز و سوس

سیف کی روایت کے مطابق [illegible] رامہرمز [illegible] سوس اور تستر کی فتح [illegible] ہوئی [illegible] جب یزدگرد [illegible] اہل فارس [illegible] جب وہ مرو میں قیام پذیر تھا اس وقت اس نے ان کو اکسانے کے لیے ایک خط تحریر کیا:

"اے اہل فارس! کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ اہل عرب سواد عراق اور اہواز کے علاقوں پر غالب آ گئے ہیں اور وہ تمہارے اصل وطن اور مرکز تک [illegible]"

اس (خط) سے ان میں جوش پیدا ہو گیا اور انہوں نے ایک دوسرے سے خط و کتابت کی اور اہل فارس نے اہل اہواز [illegible] عہد و پیمان کیا اور انہوں نے فتح و نصرت حاصل کرنے کا عزم کر لیا۔

نعمان کا تقرر

یہ خبریں حرقوص، جزء اور زر کو ملیں اور غالب اور کلیب کی طرف سے حضرت سلمیٰ اور حرملہ کو بھی یہ خبریں موصول ہوئیں۔ سلمیٰ اور حرملہ نے اس کی تحریری اطلاع حضرت عمرؓ اور اہل بصرہ کے مسلمانوں کو دی۔ سب سے پہلے سلمیٰ اور حرملہ کا خط پہنچا تو حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو تحریر فرمایا:

"تم نعمان بن مقرن کے ذریعے سے ایک بھاری لشکر اہواز بھیجو اور سوید بن مقرن، عبداللہ بن ذی السہمین، جریر بن عبداللہ الحمیری اور جریر بن عبداللہ البجلی کو [illegible] ہرمزان کے مقابلے پر [illegible] یہاں تک کہ [illegible] معلوم ہو جائے۔"

حضرت ابو موسیٰ اشعری کو خط

آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو تحریر فرمایا:

"تم اہل بصرہ کا ایک بھاری لشکر روانہ کرو اور سہل بن عدی کے بھائی سہیل بن عدی کو اس کا سپہ سالار بناؤ اور ان کی مدد کے لیے مندرجہ ذیل حضرات کو شامل کرو:

(۱) براء بن مالک (۲) عاصم بن عمرو (۳) مجزاۃ بن ثور (۴) کعب بن سور (۵) عرفجہ بن ہرثمہ (۶) حذیفہ بن محصن
(۷) عبدالرحمن بن سہل (۸) حصین بن معبد۔"

کوفہ اور بصرہ کی فوج

اہل بصرہ اور اہل کوفہ [illegible] نعمان بن مقرن نے [illegible] ہرمزان کا مقابلہ کیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قیام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دونوں لشکروں کے [illegible] آخر حضرت [illegible] مسلمانوں نے [illegible] [illegible]
میں ان کے بہت سے افراد قتل ہوئے۔

اہل کوفہ و بصرہ کے [illegible]

حضرت [illegible] [illegible] [illegible]

ایک حملہ۔

مشرکوں نے تستر کے محاصرہ میں اسی [illegible] [illegible]

[illegible] مسلمانوں نے [illegible]
مسلمان [illegible]

شہر کا خفیہ راستہ

جب مسلمان ان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے [illegible] [illegible]
حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

مسلمانوں نے بھی [illegible] [illegible] پانی کے [illegible]
[illegible]

جانے والے حضرات:

[illegible]
(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible]
حضرت [illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible]
(۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible]
[illegible]
[illegible]

شہر میں داخلہ:

جب وہ اندر پہنچ گئے تو انہوں نے باہر والوں سے جب اندر سے مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا تو باہر کے مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر کہا یہ ہوتے ہی دروازے کھول دیے گئے تو مسلمانوں نے دشمن کے تمام جنگجو سپاہیوں کو موت کی نیند سلا دیا۔

ہرمزان کی شرط

ہرمزان قلعہ کے اندر گھس گیا اور ان مسلمانوں نے جو اندر گھس آئے تھے اس کو گھیر لیا جب انہوں نے اس پر حملہ کیا تو مسلمانوں سے کہنے لگا تم دیکھ رہے ہو کہ میں تنگ جگہ میں ہوں میری ترکش میں سو تیر ہیں خدا کی قسم جب تک میرے پاس ایک تیر بھی باقی رہے گا تم مجھے گرفتار نہیں کر سکو گے اور کیا فائدہ ہے جب تک میں تم میں سے سو آدمیوں کو نقصان نہ پہنچا دوں ان میں سے کوئی مقتول ہوگا اور کوئی زخمی ہوگا مسلمانوں نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں اس شرط پر اپنا ہاتھ آپ لوگوں کے ہاتھ میں دیتا ہوں کہ میرے بارے میں فیصلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کریں۔

مال غنیمت کی تقسیم

مسلمانوں نے کہا "تمہاری یہ شرط منظور ہے" اس پر اس نے اپنی کمان پھینک دی اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا مسلمانوں نے اس کو مضبوطی سے باندھ دیا اور جو مال غنیمت ملا وہ تقسیم کیا چنانچہ سوار کا حصہ تین ہزار تھا اور پیدل کا حصہ ایک ہزار دیا گیا۔

رہنما کو تحفہ:

اس شخص کو جس نے تیر کے ذریعے مسلمانوں کو پیغام بھیجا تھا بلایا گیا چنانچہ وہ شخص اور وہ جو اس کے ساتھ نکلا تھا دونوں آئے اور کہنے لگے "ہمیں اور ہمارے ساتھیوں کو امان دی جائے" مسلمانوں نے پوچھا "تمہارے ساتھی کون ہیں" وہ بولے "جس نے دروازہ کھولا تھا جہاں سے آپ لوگ داخل ہوئے" چنانچہ ان کو امان دے دی گئی۔

مسلمانوں کی شہادت:

اس جنگ میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور جن مسلمانوں کو ہرمزان نے بذات خود شہید کیا تھا ان میں مجزاۃ بن ثور اور براء بن مالک شامل تھے۔

تعاقب اور روانگی:

حضرت ابو سبرہ نے شکست خوردہ لوگوں کے تعاقب میں سوس کی طرف روانگی کی ان کے ساتھ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ہرمزان بھی ساتھ تھا یہ لوگ سوس کے قریب پہنچ گئے تھے اور مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صورت حال سے مطلع کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابو سبرہ کو تحریر فرمایا کہ وہ سوس کی طرف روانہ ہو جائیں اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی طرف واپس بھیج دیں اس کے بعد حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے عہدے پر بصرہ کی حکومت پر آ گئے آپ نے زر بن عبداللہ فقیمی کو تحریر کیا کہ وہ جندی سابور چلے جائیں چنانچہ وہ وہاں چلے گئے اور پھر بعد میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے جو انہیں ملا تھا اس کے بعد بصرہ واپس آ گئے۔

حضرت [illegible]

حضرت [illegible]

حضرت [illegible] کے لیے دعا

حضرت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس [illegible] آپ نے فرمایا [illegible]

ہرمزان کا لباس:

حضرت ابو موسیٰ نے ایک وفد [illegible] حضرت انس بن مالک [illegible] ان کے ساتھ ہرمزان کو بھی بھیجا [illegible] کے ساتھ [illegible] جب وہ وہاں پہنچے تو انہوں نے ہرمزان کو اس کا اصلی لباس [illegible] اس کے سر پر تاج رکھا [illegible] حضرت عمر [illegible] مسلمان اسے اصلی حالت میں دیکھیں پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے [illegible]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلاش

حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر پر نہیں تھے جب ان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو بتایا گیا کہ وہ مسجد میں ایک وفد کے ساتھ جو کوفہ سے آیا ہے بیٹھے ہوئے ہیں [illegible] وہ ان کی تلاش میں مسجد کے [illegible] جب وہ لوٹے تو مدینہ کے لڑکوں کے پاس سے گزرے جو کھیل رہے تھے لڑکوں نے کہا "کیا تم امیر المومنین کو تلاش کر رہے ہو؟" وہ تو مسجد کے [illegible] سوئے ہوئے ہیں اور اپنی ٹوپی کا تکیہ بنایا ہوا ہے۔"

مسجد میں آرام

(واقعہ یہ تھا) کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوفہ کے ایک وفد سے ملاقات کرنے کے لیے اپنی ٹوپی پہنے ہوئے بیٹھے تھے جب آپ ان کی گفتگو سے فارغ ہوئے اور وہ چلے گئے اور آپ تنہا رہ گئے تو آپ نے ٹوپی اتاری [illegible] سو گئے تھے جب یہ لوگ [illegible] ان کے ساتھ [illegible] تھے وہ سب آپ کے قریب بیٹھ گئے [illegible] آپ کے سوا کوئی [illegible] آپ کے ہاتھ میں درہ (کوڑا) تھا۔

ہرمزان کے سوالات:

اس موقع پر ہرمزان نے پوچھا "حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟" لوگوں نے کہا "یہ رہے" [illegible] ہرمزان نے وفد سے پوچھا "ان کے محافظ اور دربان کہاں ہیں؟" مسلمانوں نے کہا "ان کا کوئی محافظ ہے اور نہ دربان ہے نہ کوئی سیکرٹری ہے نہ دفتر ہے" وہ بولا "پھر تو وہ نبی ہیں"۔ وہ بولے "وہ نبی نہیں بلکہ نبیوں جیسے کام

پناہ لینے کا حیلہ:

اس نے کہا: "آپ نے مجھے پناہ دی ہے" آپ نے فرمایا: "تم جھوٹ بول رہے ہو" اس پر حضرت انس ؓ نے کہا: "اے امیر المومنین! وہ سچ کہتا ہے آپ نے اسے پناہ دی ہے" آپ نے فرمایا: "اے انس ؓ! کیا میں مجزاۃ بن ثور اور براء بن مالک کے قاتل کو پناہ دے سکتا ہوں؟ خدا کی قسم! تم ثبوت لاؤ ورنہ میں تمہیں سزا دوں گا" وہ بولے: "آپ نے فرمایا تھا تم پر کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ تم مجھ سے بات نہ کرو اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا جب تک کہ تم پانی نہ پی لو" اس قول کی تائید ان لوگوں نے بھی کی جو آپ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے اس پر آپ ہرمزان سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔

ہرمزان کا مسلمان ہونا:

"تم نے مجھے فریب دیا ہے خدا کی قسم! میں صرف ایک مسلمان کے فریب میں آ سکتا ہوں" اس پر وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کا دو ہزار وظیفہ مقرر کیا اور اسے مدینہ منورہ میں آباد کیا۔

ترجمان:

ابن عثمان کی روایت ہے کہ ہرمزان سے ملاقات کے وقت اس کے ترجمان حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ تھے تا آنکہ اصل ترجمان آ گیا۔ حضرت مغیرہ ؓ تھوڑی بہت فارسی جانتے تھے حضرت عمر ؓ نے حضرت مغیرہ ؓ سے فرمایا: "ان سے پوچھو تم کہاں کے رہنے والے ہو" حضرت مغیرہ ؓ نے (فارسی میں) کہا: "از کدام ارضی" (تم کون سی سرزمین کے ہو؟) اس نے کہا کہ "مہرجان کا ہوں" آپ نے فرمایا کہ "تم اپنا ثبوت لاؤ" وہ بولا:

زندہ کلام:

"کیا زندہ کا کلام بولوں یا مردہ کا کلام؟" آپ نے فرمایا: "زندہ کا کلام (کہو)" اس پر اس نے کہا: "آپ نے مجھے پناہ دی ہے" آپ نے فرمایا: "تم نے مجھے دھوکا دیا ہے جنگ میں دھوکے کا کوئی اعتبار نہیں ہے خدا کی قسم! میں تمہیں پناہ نہیں دے سکتا۔ جب تک کہ تم اسلام نہ لاؤ" اس وقت اسے یقین ہو گیا کہ یا تو قتل ہوتا ہے یا اسلام ہے لہٰذا وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کا دو ہزار وظیفہ مقرر کیا اور اسے مدینے میں آباد کیا۔

حضرت مغیرہ ؓ کو نصیحت:

آپ نے حضرت مغیرہ ؓ سے فرمایا: "میں تمہیں اس میں ماہر نہیں دیکھتا ہوں جو شخص اس (زبان) کو اچھی طرح نہیں جانتا ہے وہ دھوکے میں آ جاتا ہے اور جو فریب میں آ جائے وہ مارا جاتا ہے تم اس سے بچو اور پرہیز کرو۔ کیونکہ یہ اعراب کو خراب کر دیتی ہے" اس کے بعد زید آئے تو انہوں نے گفتگو کی۔ وہ حضرت عمر ؓ کو اس (ہرمزان) کے قول کی ترجمانی کرتے تھے اور ہرمزان کو حضرت عمر ؓ کی باتیں سمجھاتے تھے۔

عہد شکنی کی تحقیق:

حضرت حسن ؓ کی روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: "شاید مسلمان ذمی افراد کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور اسی کی وجہ سے وہ تمہارے ساتھ عہد شکنی کرتے ہیں" وہ بولے جہاں تک ہمیں علم ہے ایفائے عہد اور حسن سلوک ہوتا ہے" آپ نے

فرمایا: "پھر اس قسم کے واقعات کیوں رونما ہوتے ہیں؟" اس سوال کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکا۔ البتہ حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے یہ کہا:

حضرت احنف رضی اللہ عنہ کی توضیح:

"اے امیر المومنین! میں (اس کا سبب) آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ نے ہمیں (ان کے ملک میں) پیش قدمی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور یہ حکم دیا ہے کہ ہم اپنے مفتوحہ علاقے کے اندر رہیں۔ حالانکہ ان کا بادشاہ ان کے ملک میں زندہ و سلامت موجود ہے اس وجہ سے جب تک ان کا بادشاہ زندہ رہے گا۔ وہ ہم سے جنگ کرتے رہیں گے۔ کیونکہ دو بادشاہ ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے جب تک کہ وہ ایک دوسرے کو نکال نہ دے اس لیے میرا خیال ہے کہ اسی وجہ سے یہ واقعات رونما ہو رہے ہیں۔

بادشاہت ختم کرنے کی ضرورت:

یہ بادشاہی ہے جو انہیں (غداری کے لیے) مجبور کرتا رہتا ہے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ آپ ہمیں اجازت نہ دیں کہ ہم ان کے ملک میں گھس جائیں۔ اس صورت میں ہم اس کی بادشاہت کا فارس سے خاتمہ کر سکتے ہیں۔ اور اسے اس کے ملک سے نکال کر ان کی قومی عزت و وقار کو ختم کر سکتے ہیں۔ اس وقت اہل فارس کی توقعات منقطع ہو جائیں گی اور ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) فرمایا: "تم سچی بات کہتے ہو اور تم نے معاملہ کی پوری تشریح اور توضیح کی ہے۔" پھر آپ نے ان کی ضروریات پوری کیں اور انہیں رخصت کیا۔

پیش قدمی کی اجازت:

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خط موصول ہوا کہ اہل نہاوند جمع ہو رہے ہیں۔ اور اہل مہرجانقذق اور اہل اہواز ہرمزان کی رائے اور فیصلہ کو تسلیم کرنے پر تیار ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو ایران کے علاقے میں گھس جانے اور پیش قدمی کرنے کی اجازت دے دی۔

* * *

[illegible]

فتح سوس

سوس کی فتح کے بارے میں ابن اسحاق [illegible] واقعہ [illegible] ہے

جب جلولاء کی شکست کی خبر [illegible] یزدگرد [illegible] تو اس نے اپنے [illegible] سیاہ [illegible] کو [illegible] اصطخر میں قیام [illegible] سیاہ [illegible] اصطخر [illegible] کے [illegible] بادشاہ نے [illegible] کا [illegible] کرے۔

کلبانیہ میں قیام

سیاہ [illegible] اور اس کے [illegible] حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سوس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے [illegible] کلبانیہ میں مقیم [illegible] اس وقت [illegible] ابو موسیٰ اشعریؓ [illegible] سیاہ کلبانیہ میں مقیم [illegible] حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ [illegible] سیاہ [illegible]

مسلمان ہونے کا ارادہ

اس وقت سیاہ نے ان سرداروں کو جو اس کے ساتھ اصفہان سے [illegible] آئے تھے اور ان سے کہا:

"تم جانتے ہو کہ ہم یہ کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ [illegible] اس مملکت پر غالب آ جائیں گے اور ان کے جانور اصطخر کے محلوں اور بادشاہوں کے [illegible] میں لید کریں گے اور اپنے گھوڑوں کو اس کے درختوں سے باندھیں گے [illegible] بالآخر [illegible] غالب آ گئے [illegible] اپنے [illegible]"

انہوں نے کہا:

"ہماری رائے وہی ہے جو تمہاری رائے ہے۔"

اس نے کہا:

"میری رائے یہ ہے کہ [illegible] ان کے دین میں داخل ہو جائیں [illegible]"

آخر کار انہوں نے شیرویہ کو اساورہ کے وفد کے ہمراہ دس افراد کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا کہ وہ چند شرطوں کے ساتھ اسلام قبول کرنے کے معاہدے کو طے کرا دیں۔

شیرویہ کی شرائط:

شیرویہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا:

> "ہم آپ کا مذہب قبول کرنے پر آمادہ ہیں اور اس شرط پر مسلمان ہوتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر اہل عجم سے جنگ کریں گے مگر آپ کے ساتھ مل کر اہل عرب سے جنگ نہیں کریں گے اور اگر اہل عرب میں سے کوئی ہم سے جنگ کرے تو آپ ان کے خلاف ہماری مدد کریں گے۔ ہم جہاں چاہیں گے رہیں گے آپ ہمیں بہترین عطیات دیں گے اور یہ معاہدہ وہ حاکم انجام دے گا جو آپ سے بڑا ہے"۔

مطالبات کی منظوری:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تمہیں وہ حقوق حاصل ہوں گے جو ہمیں حاصل ہیں اور تمہارے بھی وہی فرائض ہوں گے جو ہمارے فرائض ہیں"۔ انہوں نے کہا: "ہم اس پر رضامند نہیں ہیں"۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے بارے میں تحریر کیا تو انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا: "وہ جو مطالبہ کرتے ہیں اسے منظور کر لو"۔ اس پر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے معاہدہ تحریر کیا اور وہ مسلمان ہو گئے وہ ان کے ساتھ محاصرہ میں شریک ہوئے۔ مگر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ان میں سرگرمی اور جوش و خروش نہیں دیکھا۔ اس پر انہوں نے سیاہ سے کہا:

بہترین عطیات کا مطالبہ:

"تم اور تمہارے ساتھی ویسے ثابت نہیں ہوئے جیسا کہ ہم توقع رکھتے تھے"۔ وہ بولے: "ہم اس مذہب میں تمہاری طرح نہیں ہیں اور نہ ہماری عقل و بصیرت تمہاری طرح ہے اور نہ ہمارے پاس کوئی حرم ہے جس کی ہم حفاظت کریں تم نے ہمیں بہترین عطیات نہیں دیئے ہیں ہمارے پاس ہتھیار و ساز و سامان ہے اور تم نہتے ہو"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں لکھا تو انہوں نے جواب میں لکھا: "تم ان کے بہادرانہ کارناموں کے مطابق ان کے لیے بہترین وظائف مقرر کرو اور انہیں زیادہ سے زیادہ حصہ جو کسی اہل عرب کو دیا جاتا ہے عطا کرو۔ ان کے سو افراد کو دو دو ہزار کے وظائف دو اور ان کے حسب ذیل چھ افراد میں سے ہر ایک کو ڈھائی ہزار کا عطیہ دو وہ اشخاص یہ ہیں: (۱) سیاہ (۲) خسرو جس کا لقب مقلاص ہے (۳) شہریار (۴) شہرویہ (۵) شیرویہ (۶) افرودین"۔

سیاہ کا کارنامہ:

انہوں نے فارس کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا رات کے آخری حصے میں سیاہ چپکے سے قلعے کے دروازے کے قریب اہل عجم کے لباس میں پہنچ گیا اور اپنے کپڑوں پر خون چھڑک کر لیٹ گیا۔

صبح کے وقت اہل قلعہ نے ان کے پاس اپنے لباس میں ایک آدمی کو پڑا ہوا دیکھا انہوں نے خیال کیا کہ کوئی ہمارا زخمی آدمی

ہے انہوں نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ کیونکہ وہ اکیلا ہی جب جاتے تھے ان پر ہاتھ کھڑا ہوا اور ان سے جنگ کرنے لگا وہ قلعہ کے دروازے سے بھاگ گئے تھے۔ انہی نے تن تنہا شہر کا دروازہ کھولا جس میں تمام مسلمان داخل ہو گئے۔

ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ کام سیاہ نے تستر کی جنگ میں کیا۔ انہوں نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا تو سیاہ قلعہ کی طرف گیا وہاں گرا اور یوں ظاہر کرنے لگا جیسے یہ بھاگا تھا تو قلعہ والوں نے ایک تیر چلا کر اسے مار ڈالا۔

دجال کی فتح کی روایت:

سیف کی روایت یہ ہے کہ جب حضرت ابو سبرہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو لے کر سوس کے قریب پہنچے اور مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کیا تو اس وقت ہرمزان کا بھائی شہریار اہل سوس کی قیادت کر رہا تھا انہوں نے کئی مرتبہ جنگ کی اور ہر موقع پر انہی کی طرف سے مسلمانوں کو نقصان پہنچا۔ ایک دن ان کے راہبوں اور مذہبی پیشواؤں نے ان کو دیکھا تو (وہ مسلمانوں سے مخاطب ہو کر) کہنے لگے:

"اے اہل عرب! ہمارے اہل علم اور بزرگوں نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ سوس کو دجال یا کوئی قوم فتح کرے گی جس میں دجال شامل ہوگا اگر تمہارے ساتھ دجال ہے تو تم عنقریب اسے فتح کر لو گے اور اگر نہیں ہے تو ہمارے محاصرہ کا قصد نہ کرو۔"

حکام کے تبادلے:

بصرے میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی شکل بصرہ واپسی کی اور مقترب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بجائے جو سوس میں تھے۔ اہل بصرہ کے حاکم بنائے گئے اہل عجم نہاوند میں جمع ہو گئے نعمان جو اہل کوفہ پر مقرر تھے وہ اہل بصرہ کے ساتھ سوس کا محاصرہ کر رہے تھے حضرت زر اہل نہاوند کا محاصرہ کر رہے تھے۔ اس لیے اہل کوفہ کی فوج کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجنے کا حکم دیا گیا کہ وہ نہاوند پہنچ جائیں حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نہاوند جانے کے لیے تیار ہو گئے مگر جانے سے پیشتر انہوں نے حملہ کیا تو وہاں راہب اور مذہبی پیشوا آ کر کہنے لگے

"اے عرب کی جماعت! تم حملہ کرنے کا ارادہ نہ کرو۔ کیونکہ اسے یا تو دجال فتح کرے گا یا وہ قوم فتح کرے گی جس کے ساتھ دجال ہوگا"۔

صاف کا قصہ:

وہ مسلمانوں پر چیخے اور چلائے۔ اس زمانے میں نعمان کے سواروں میں صاف بن صیاد بھی تھا بہرحال مسلمان حملہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور کہنے لگے "ہم جانے سے پہلے ان سے جنگ کریں گے"۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ابھی روانہ نہیں ہوئے تھے۔ صاف غیظ و غضب کی حالت میں سوس کے دروازے تک پہنچ گیا اور اس کو لات مار کر کہنے لگا "کھل جا" اس وقت زنجیریں اور کنڈیاں ٹوٹ گئے اور دروازے ٹوٹ گئے اور مسلمان اس کے اندر داخل ہو گئے۔

اہل سوس کی مصالحت:

مشرکوں نے اسی وقت ہتھیار ڈال دیے اور "صلح، صلح" پکارنے لگے اس وقت مسلمان بزور شمشیر داخل ہو چکے تھے۔ اور مال غنیمت آپس میں تقسیم کر چکے تھے بہرحال جب اہل سوس نے مصالحت کی درخواست کی تو مصالحت قبول کی گئی اس کے بعد مسلمان وہاں سے روانہ ہو گئے۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی واپسی:

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ اہل کوفہ کو لے کر بصرہ سے روانہ ہوئے تھے مگر وہ راستے ہی میں مقیم ہو گئے حضرت ابو سبرہ رضی اللہ عنہ نے مقبوضہ علاقہ کو بھیج دیا اور حضرت ہرمزان کے ساتھ وفد بھی مدینہ میں بھیج دیا گیا۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ وہیں رہے تھے کہ اہل کوفہ کا لشکر وہاں پہنچ گیا۔ جو انہیں سے مذاکرات کر رہا تھا جب صلح ہوئی تو مصالحت کو منظور کیا۔ وہ وہیں رہے یہاں تک کہ مدینہ ہی میں انہوں نے وفات پائی۔

حضرت دانیال علیہ السلام کا واقعہ:

عطیہ کی روایت ہے اور تیس سال کے بعد حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا ''حضرت دانیال علیہ السلام کی لاش اسی شہر میں ہے۔'' انہوں نے کہا: ''ہمیں اس کا کوئی علم نہیں ہے'' اسی طرح انہوں نے (ان کی لاش کو) اہل سوس کے لیے چھوڑ دیا۔

حضرت دانیال علیہ السلام بخت نصر کے بعد سوس کے علاقے میں رہنے لگے تھے جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے کسی کو اس مذہب پر نہیں پایا اس لیے انہوں نے اللہ کی کتاب ان لوگوں سے محفوظ رکھی۔ بلکہ چونکہ وہ لوگ ایمان نہ لائے تھے اور چاہتے تھے کہ اسے اپنے پاس رکھیں، اس لیے انہوں نے اپنے فرزند سے کہا: ''تم ساحل سمندر کی طرف جاؤ اور یہ کتاب سمندر میں پھینک دو۔'' وہ کتاب لے گئے مگر اسے اپنے پاس رکھ کر واپس آ گئے اور پھر واپس آ کر اس نے کہا میں نے یہ کام کر دیا ہے آپ نے فرمایا جب یہ کتاب سمندر میں پھینکی تو سمندر میں کیا ہوا تو انہوں نے کوئی بات نہیں بتائی۔ تب آپ غضب ناک ہو گئے اور فرمانے لگے: ''خدا کی قسم تم نے میرے حکم کی تعمیل نہیں کی'' اس پر وہ دوبارہ گئے اور پہلے کی طرح واپس آ کر کہنے لگے: ''میں نے یہ کام کر دیا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''جب سمندر میں یہ کتاب گری تو سمندر کی کیا کیفیت ہوئی؟'' وہ بولا: ''سمندر میں لہریں اٹھیں اور طلاطم برپا ہو گیا۔'' اس پر وہ پہلے سے بھی زیادہ غضب ناک ہوئے اور کہنے لگے: ''میں نے جو کچھ کہا تھا تم نے اس کی تعمیل نہیں کی۔''

کتاب اللہ کی حفاظت:

تیسری مرتبہ ان کے فرزند نے اسے لیا اور سمندر میں پھینکنے کا عزم کیا اور وہ سمندر کے ساحل پر پہنچا وہاں اس نے سمندر میں اس کتاب کو پھینک دیا (اس کے نتیجے میں) فوراً سمندر پھٹ گیا اور زمین نمودار ہو گئی۔ پھر پھٹ کر اس سے ایک نور کا ستون بلند ہوا اور کتاب اس زمین میں چلی گئی پھر وہ زمین پیوست ہو گئی اور اس پر پانی پھیل گیا جب تیسری مرتبہ وہ واپس آیا تو حضرت دانیال علیہ السلام نے پھر سوال کیا تو اس نے تمام کیفیت بیان کی اس وقت وہ فرمانے لگے: ''اب تم نے سچی بات کہی ہے''۔ اس کے بعد وہ سوس میں وفات پا گئے۔ تو آسمان سے ان کے جسم مبارک کے ذریعے بارش طلب کی جانے لگی تھی۔

جب مسلمانوں نے سوس کو فتح کیا تو وہ آپ کے (جسم مبارک) کو لائے تو آپ نے اسے ان کے پاس ہی رہنے دیا۔

جسم مبارک کی تدفین:

جب حضرت ابو سبرہ رضی اللہ عنہ اہل سوس سے جنگ سے فارغ ہو کر جندی سابور چلے گئے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں خط لکھ کر دریافت کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا کہ ان کے جسم مبارک کو دفن کر دیا جائے چنانچہ ان کو دفن کر دیا گیا اور مسلمانوں نے اسے دفن کر دیا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا:

''ان کی ایک انگوٹھی تھی جو ان کے پاس ہے''۔ انہوں نے جواب میں تحریر کیا کہ ''اسی کو اپنے لیے استعمال کرو''۔

اہل جندی سابور کی مصالحت

سیف کی روایت ہے کہ ۱۷ھ میں اہل جندی سابور سے مسلمانوں نے مصالحت کی۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب حضرت ابو سبرہ رضی اللہ عنہ سوس کی فتح سے فارغ ہوئے تو وہ اپنی فوجوں کو لے کر وہاں سے روانہ ہوئے اور جندی سابور کے قریب پہنچے وہاں حضرت زر بن عبداللہ بن کلیب ان کا محاصرہ کر رہے تھے حضرت ابو سبرہ رضی اللہ عنہ بھی (اپنے لشکر کے ساتھ) وہاں مقیم ہو گئے اور صبح و شام ان سے جنگ ہوتی رہی اور محاصرہ جاری رہا تا آنکہ مسلمانوں کے لشکر میں سے کسی نے ان کو پناہ دے دی جس کی اطلاع تیر پھینک کر دی گئی تھی (اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) مسلمانوں نے اچانک یہ دیکھا کہ شہر کے دروازے کھل گئے ہیں اور لوگ باہر نکل آئے ہیں۔ اس پر مسلمانوں نے پیغام بھیجا۔ "تمہیں کیا ہو گیا ہے؟" وہ بولے:

پیغام امن:

"آپ لوگوں نے تیر اندازی کے ذریعے ہمیں امن و امان کا پیغام دیا ہے۔ جسے ہم نے قبول کر لیا ہے ہم جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں بشرطیکہ آپ ہماری حفاظت کریں"۔ مسلمانوں نے کہا: "ہم نے ایسا کوئی پیغام نہیں دیا ہے" وہ بولے: "ہم جھوٹ نہیں بول رہے ہیں" آخر کار مسلمانوں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ایک غلام نے جو یہاں کا باشندہ تھا اور جس کا نام مکنف تھا انہیں امن و امان کا پیغام لکھ کر بھیجا تھا۔ مسلمانوں نے کہا: "وہ تو غلام ہے" وہ بولے: "ہم آزاد اور غلام کے درمیان تفریق نہیں کرتے ہیں ہمارے پاس امن و امان کا پیغام آیا ہم نے اسے قبول کر لیا ہے۔ اور اس پر قائم ہیں اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی ہے اگر تمہاری مرضی ہے تو غداری کرو۔"

غلام کی بات کی منظوری:

مسلمانوں نے اس معاملے میں توقف کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صورت حال سے مطلع کیا انہوں نے یہ تحریر کیا:

> "اللہ نے ایفائے عہد کو بہت اہمیت دی ہے تم اس وقت تک باوفا نہیں بن سکتے جب تک کہ تم وفائے عہد کرو۔ تم انہیں مصالحت کی اجازت دے دو۔ اور ان کے معاہدہ کو قائم رکھو اور وہاں سے لوٹ آؤ۔"

پیش قدمی کی اجازت

سیف کی دوسری روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۷ھ میں مسلمانوں کو فارس کے شہروں کی طرف پیش قدمی کی اجازت دے دی تھی۔ آپ نے یہ فیصلہ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر کیا تھا کیونکہ آپ ان کی صداقت اور فضیلت سے واقف تھے۔

سپہ سالاروں کا تقرر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے الگ الگ لشکر اور سپہ سالار مقرر کر دیے تھے اہل بصرہ کے سپہ سالار جداگانہ تھے اور اہل کوفہ کے

سپہ سالار روانہ ہو سکے تھے اور ان لوگوں کو اپنے ارادے سے منع کر دیا تھا۔ [illegible] پیش قدمی کا حکم دیا تو [illegible] روانہ ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو حکم دیا تھا کہ وہ بصرہ سے روانہ ہو کر اہواز کی انتہائی [illegible] پہنچیں اور وہاں [illegible] ٹھہریں۔

سپہ سالاروں کے مقامات:

حضرت عمرؓ نے سپہ سالاروں کے لیے جھنڈے حضرت سہیل بن عدیؓ کے ہاتھ روانہ کیے۔ [illegible] انہوں نے خراسان کی جنگ کا جھنڈا حضرت احنف بن قیس کو دیا اور اردشیر خرہ اور سابور (کی جنگ) کا جھنڈا حضرت مجاشع بن مسعود سلمیؓ کو دیا۔ اصطخر (کی جنگ) کا جھنڈا حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفیؓ کو دیا اور فسا اور دارابجرد (کی جنگ) کا جھنڈا حضرت ساریہ بن زنیم کنانی کو دیا۔ کرمان کی جنگ کا علم حضرت سہیل بن عدیؓ کے پاس تھا اور سجستان (کی جنگ) کا علم حضرت عاصم بن عمروؓ کے پاس تھا۔ یہ حضرت عاصمؓ صحابی تھے۔ مکران کا علم حضرت حکم بن عمیر تغلبی کے پاس تھا۔

سالِ روانگی:

یہ لوگ ۱۷ھ میں روانہ ہوئے تھے مگر انہیں (مذکورہ) علاقوں تک پہنچنے کے لیے [illegible] جب یہ مکمل طور پر روانہ ہوئے تو اس وقت ۱۸ ہجری کا سال شروع ہو گیا تھا۔

ان کے معاونین:

حضرت عمرؓ نے ان (سپہ سالاروں) کی امداد کے لیے کوفہ والوں کو بھیجا۔ چنانچہ حضرت سہیل بن عدیؓ کی امداد کے لیے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبانؓ کو مقرر فرمایا اور حضرت احنف بن قیسؓ کی امداد کے لیے حضرت علقمہ بن نضرؓ کا تقرر کیا نیز عبداللہ بن ابی عقیل، ربعی بن عامر اور ابن ام غزال کو بھی بھیجا۔ حضرت عاصم بن عمروؓ کی مدد کے لیے عبداللہ بن عمیر اشجعی کو روانہ فرمایا۔ حضرت حکم بن عمیر تغلبی کی مدد کے لیے شہاب بن مخارق مازنی کا تقرر فرمایا۔

بعض (مؤرخین) کا قول ہے کہ [illegible] ۲۱ھ میں ہوئی۔

اس سال کے حکام:

حضرت عمر بن خطاب نے اس سال میں مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔ اس وقت مکہ معظمہ کے حاکم عتاب بن اسید تھے، یمن کے حاکم یعلیٰ بن امیہ تھے، یمامہ اور بحرین کے حاکم حضرت عثمان بن ابی العاص تھے، عمان کے حاکم حذیفہ بن محصن تھے، شام کے حکام [illegible] کوفہ اور اس کے علاقے کے حاکم حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تھے، ان کے قاضی ابو قرہ تھے۔ بصرہ اور اس کے علاقے کے حاکم حضرت ابو موسیٰ اشعری تھے [illegible] اس کا ذکر کیا گیا ہے جب کہ وہ وہاں سے معزول کیے گئے تھے اور اس وقت کا تذکرہ کیا گیا ہے جب [illegible] جزیرہ [illegible] کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔

* * *

۱۸ھ کے واقعات

ابو جعفر طبری تحریر کرتے ہیں کہ اس سال طاعون کی آفت، قحط اور خشک سالی ہوئی اور اسی بنا پر اس سال کو عام الرمادہ کہا جاتا ہے۔

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ۱۸ھ میں قحط سالی اور لوگوں کی ہلاکت ہوئی اور اسی سال طاعون عمواس ہوا جس میں بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔

ابو معشر بھی یہی بیان کرتے ہیں کہ ۱۸ھ میں قحط سالی اور عمواس کا طاعون آیا۔

شرابیوں کے بارے میں حکم:

سیف کی روایت ہے کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ "چند مسلمانوں نے شراب پی ہے جن میں ضرار اور ابوجندل بھی ہیں ہم نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے اس کی تاویل کی اور کہا: ہمیں اختیار دیا گیا تھا ہم نے اسے اختیار کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ "کیا تم باز آنے والے ہو؟"

(وہ کہتے ہیں) "اس میں عزم (قطعی بات) نہیں ہے۔"

حضرت عمرؓ نے (جواب میں) تحریر فرمایا

"(فہل انتم منتہون) ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کن ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم شراب پینے سے باز آجاؤ" اسی کو کہا ہے:

ان چند مسلمانوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انہیں اسی کوڑے مارے جائیں اور جو شخص اس کو حلال سمجھے اور مقرر ہو اسے قتل کر دیا جائے اس معاملہ میں حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو یہ تحریر فرمایا

"تم ان شرابیوں کو بلاؤ اگر ان کا یہ عقیدہ ہے کہ شراب حلال ہے تو انہیں قتل کر دو اور اگر وہ یہ مانتے ہیں کہ یہ حرام ہے تو انہیں اسی کوڑے مارو۔"

حضرت ابوعبیدہؓ نے انہیں بلا بھیجا اور ان سے سب کے سامنے پوچھا تو وہ کہنے لگے "یہ حرام ہے" اس پر ان میں سے ہر ایک کو اسی کوڑے مارے گئے اور وہ اپنے اس فعل پر بہت پشیمان ہوئے آپ نے ان سے کہا

"اے اہل شام! تمہارے ملک میں بہت بڑا حادثہ رونما ہو گا۔" چنانچہ اسی سال قحط رونما ہوا۔

حضرت عمرؓ کا فیصلہ

حضرت شعبیؒ بیان فرماتے ہیں جب حضرت عمرؓ کو ضرار، یزید اور ابوجندل کی شراب خوری کے بارے میں حضرت ابوعبیدہؓ کا خط موصول ہوا تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو اس کا جواب تحریر فرمایا جس میں تحریر کیا کہ انہیں سب مسلمانوں کے

حاضر ہوا تو انہیں ان سے پوچھیں کہ آیا شراب حلال ہے یا حرام، اگر وہ یہ کہیں کہ حرام ہے تو انہیں اسی کوڑے لگائے۔ دوبارہ ان سے توبہ کرا لو اور اگر وہ یہ کہیں کہ شراب حلال ہے تو ان کی گردن اڑا دو۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا اور ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا "شراب حرام ہے" اس پر ان کو کوڑے لگائے گئے۔

مجرموں کی پشیمانی:

وہ لوگ اس قدر شرمندہ ہوئے کہ اپنے گھروں میں بیٹھ گئے (باہر نہیں نکلتے تھے) پھر ابو جندل رضی اللہ عنہ کے دل میں بہت سے وسوسے اور شکوک پیدا ہو گئے۔ اس پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ لکھا:

"ابو جندل کے دل میں بہت سے وسوسے و شکوک پیدا ہو گئے ہیں لہٰذا آپ ہی کے ذریعے ان کے دل سے یہ اوہام و شکوک نکل سکتے ہیں آپ ان کو خط لکھیے اور نصیحت کیجئے"۔

شرابیوں کو نصیحت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو جندل رضی اللہ عنہ کو یہ خط تحریر فرمایا:

"یہ حقیقت ہے کہ اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا ہے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اس کے علاوہ دوسرے (گناہوں) کو جس کے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ تم توبہ کرو اور اپنا سر اٹھا کر باہر نکلو اور (اللہ کی رحمت سے) مایوس مت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو، کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔

سکون قلب:

جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہ خط پڑھ کر سنایا تو ان کے دل میں سکون ہوا اور ان کی پریشانی دور ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوسرے لوگوں کو بھی اسی قسم کے خطوط لکھے (ان کی ہدایت اور تسلی کے لیے) اور عمر نے یہ حکم دیا تھا آپ نے عام مسلمانوں کو یہ لکھا

"تم اپنے آپ میں ان کی خبر گیری رکھو اور معاملات کی تحقیق کرو اور ان کی اصلاح کرو، کسی کو برا بھلا نہ کہو ورنہ یہ مصیبت پھیل جائے گی۔ خطاء نے بھی اسی قسم کی روایت کی ہے مگر انہوں نے یہ بیان نہیں کیا ہے کہ حضرت عمر نے لوگوں کو یہ لکھا تھا کسی کو برا بھلا نہ کہیں"۔ مزید روایت یہ ہے:

جہاد کی درخواست:

ان لوگوں نے یہ کہا اہل روم نے جنگ شروع کر دی ہے آپ ہمیں ان سے جہاد کرنے کی اجازت دیں اگر اللہ نے ہماری قسمت میں شہادت لکھی ہے تو یہی مراد ہے ورنہ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق عمل کریں۔ چنانچہ اس کے بعد ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ شہید ہو گئے اور دوسرے لوگوں پر حد شرعی جاری کی گئی۔

قحط سالی:

سیف کی دوسری روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ اور اطراف مدینہ میں قحط پڑا جب ہوا چلتی تھی تو

کسی طرح بھی کمی نہ ہوتی تھی اس وجہ سے یہ سال رمادہ (کے نام سے) پکارا جانے لگا اس دوران میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ گھی دودھ اور گوشت نہ کھائیں گے اس وقت تک نہیں چکھیں گے جب تک کہ عام مسلمان پہلے کی طرح خوشحال نہ ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایثار:

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی حالت پر رہے تا آنکہ لوگ پھر بارش سے سیراب ہوئے اس دوران میں ایک دفعہ بازار میں گھی کا کپا اور دودھ کا مشکیزہ آیا انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نے چالیس (درہم) میں خرید لیا پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا اے امیر المومنین! اللہ نے آپ کی قسم پوری کی اور آپ کو اجر دیا بازار میں دودھ کا مشکیزہ اور گھی کا کپا آیا ہے اور میں نے اسے چالیس (درہم) میں خرید لیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے ان دونوں چیزوں کو مہنگا خریدا انہیں خیرات کر دو۔ کیونکہ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں اسراف سے کام لوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا مجھے رعایا کا حال کیسے معلوم ہوگا اگر مجھے وہ تکلیف نہ پہنچے جو تکلیف انہیں پہنچ رہی ہے۔

شدید قحط:

عبدالرحمن بن کعب بن مالک روایت کرتے ہیں کہ ۱۷ھ کا آخر اور ۱۸ھ کا آغاز تھا جب رمادہ کا قحط رونما ہوا تو اس وقت اور اس کے اطراف کے لوگوں کو بھوک نے ہلاک کر دیا تھا اور یہ حالت ہو گئی تھی کہ وحشی جانور انسان کے پاس پناہ لینے آتے تھے اور اس وقت یہ حال تھا کہ ایک آدمی جب بکری کو ذبح کیا کرتا تھا تو وہ اس قدر خشک اور بدبودار ہوتی تھی کہ اس سے کراہت آنے لگتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کا قاصد:

اس وقت اہل مدینہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی قحط سے متاثر ہو رہے تھے اور اسی حالت میں تھے تا آنکہ بلال بن حارث مزنی آئے اور انہوں نے اندر آنے کی آپ سے اجازت طلب کی۔ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں اور رسول اللہ ﷺ آپ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں:

”میں نے تمہیں دانشمند دیکھا ہے تمہارے پاس ایک آدمی بھی موجود ہے تمہارا یہ حال کیوں ہو گیا ہے؟“۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

تم نے یہ خواب کب دیکھا؟ وہ بولے گزشتہ رات کو اس پر آپ نکلے اور لوگوں سے اعلان کرایا کہ نماز ہونے والی ہے آپ نے انہیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ اور فرمایا:

”اے لوگو! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آیا تم نے میرے کاموں میں بجز اچھی بات کے کوئی بات ملاحظہ کی ہے؟“ لوگ بولے ”نہیں“۔

اس پر آپ نے فرمایا:

”بلال بن حارث یہ خبر بیان کرتا ہے۔“ وہ بولے ”وہ سچ کہتا ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں اور مسلمانوں کے لیے بھی دعا مانگیں“۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دوسری روایت

[illegible]

حضرت عمر ؓ کو پیغام نبوی:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نہیں سمجھے تھے وہ بولے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز استسقاء کی طرف اشارہ کیا ہے آپ نہیں سمجھے۔ استسقاء کے لیے جائیے۔ چنانچہ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور یہ دعا کی:

دعا:

اللھم عجزت عنا انصارنا و عجز عنا حولنا و قوتنا و عجزت عنا انفسنا و لا حول و لا قوة الا بك اللھم واسقنا واحی العباد والبلاد.

"اے اللہ! ہمارے مددگار ہم سے عاجز ہو گئے ہیں اور ہماری قوت و طاقت نے کام چھوڑ دیا ہے اور خود ہم عاجز ہو گئے ہیں طاقت اور قوت تیرے ہی اختیار میں ہے۔ اے اللہ تو ہمیں سیراب کر اور بندوں اور شہروں کو زندگی سے فیض یاب کر"۔

خارجی امداد:

واقدی کی روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ نے اطراف کے شہروں کے حکام کو لکھا کہ وہ اہل مدینہ اور اس کے اردگرد کے علاقوں کی امداد کریں چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح ؓ چار ہزار اونٹوں پر غلہ لاد کر لائے۔ آپ نے انہی کو اس کام پر مقرر فرمایا کہ وہ اسے اہل مدینہ اور اس کے اردگرد کے لوگوں میں تقسیم کریں۔ جب وہ اس کام سے فارغ ہو گئے اور واپس جانے لگے تو آپ نے انہیں چار ہزار درہم دیئے (تو) انہوں نے فرمایا: "مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اے امیر المومنین! میں نے اللہ کی رضامندی طلب کی تھی۔ آپ مجھے (دنیا) اس میں شامل نہ کریں"۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: "تم اسے قبول کر لو چونکہ تم نے اسے طلب نہیں کیا تھا اس لیے لینے میں کوئی حرج نہیں"۔ انہوں نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا: "تم اسے قبول کرو کیونکہ ایسا کام رسول اللہ ﷺ نے بھی میرے لیے مقرر فرمایا تھا اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے بھی یہی ارشاد فرمایا تھا جو میں کہہ رہا ہوں۔ اس موقع پر میں نے بھی آپ کی خدمت میں وہی عرض کیا تھا جو تم کہتے ہو اس کے باوجود آپ نے وہ رقم عطا فرمائی"۔ اس پر حضرت ابو عبیدہ ؓ نے وہ رقم قبول کر لی اور پھر اپنے علاقے کی طرف چلے گئے۔

بعد ازاں مسلسل قافلے آنے لگے (اور امداد) پہنچی اور اس سے اہل حجاز خوش حال ہو گئے اور پہلی بارش کے بعد ان کا علاقہ سرسبز و شاداب ہو گیا۔

بحری راستہ:

حضرت عمر ؓ کے خط کے جواب میں حضرت عمرو بن العاص ؓ نے یہ تحریر کیا: "رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے زمانے میں شام کا سمندر (بحیرہ قلزم) کو کھود کر بحر عرب کے ساتھ ملا دیا گیا تھا مگر رومیوں اور قبطیوں نے اس راستے کو بند کر دیا اگر آپ چاہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں غلہ کا بھاؤ مصر میں غلے کے بھاؤ کے مطابق رہے تو میں نہر کھود کر اس پر پل بنانے کی اجازت چاہتا ہوں"۔

حضرت عمر ؓ نے انہیں تحریر فرمایا: "تم یہ کام جلد انجام دو"۔

اہل مصر نے ان سے کہا: "تمہارا خراج کافی ہے اور اس کی وجہ سے تمہارا امیر تم سے خوش ہے اگر یہ کام مکمل ہو جائے تو خراج کم ہو جائے گا۔"

اس پر انہوں نے حضرت عمر ؓ کو یہ تحریر کیا کہ اس کام سے مصر کا خراج کم ہو جائے گا۔ اور اس کی ویرانی ہو گی۔ ان سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

۱۹ھ کے واقعات

ابو معشر کی روایت ہے کہ [illegible]

ابو معشر کہتے ہیں [illegible]

سیف کی روایت ہے کہ [illegible]

واقدی کے بیانات:

ابو معشر کہتے ہیں [illegible]

واقدی نے یہ بھی بیان کیا ہے [illegible]

اس سال بھی حضرت عمر بن الخطابؓ نے لوگوں کو حج کرایا [illegible]

* * *

باب ۲

۲۰ھ کے واقعات

ابن اسحاق اور ابو معشر کی روایت کے مطابق ۲۰ھ میں مصر فتح ہوا، جس کے فاتح حضرت عمرو بن العاص تھے۔ (اسکندریہ کی فتح کے بارے میں اختلاف ہے) ابو معشر کا قول ہے کہ اسکندریہ ۲۵ھ میں فتح ہوا اور واقدی نے یہ روایت بیان کیا ہے کہ مصر و اسکندریہ ۲۰ھ میں فتح ہوئے ہیں سیف کی روایت ہے کہ مصر اور اسکندریہ ۱۶ھ میں فتح ہوئے۔

فتح مصر و اسکندریہ

ہم نے مصر و اسکندریہ کی فتح کے سال میں اہل سیر و تاریخ کا اختلاف اوپر بیان کیا ہے۔ اب ہم ان کی فتح کے واقعات بیان کرتے ہیں اس کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔

محمد بن اسحاق کی روایت یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی تمام فتوحات سے فارغ ہو گئے تو انھوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو تحریر فرمایا کہ وہ اپنی فوج لے کر مصر کی طرف روانہ ہو جائیں چنانچہ انھوں نے فوج کشی کی اور ۲۰ھ میں ([illegible]) باب الیون فتح کیا۔

فتح اسکندریہ میں اختلاف

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ فتح اسکندریہ میں اختلاف ہے بعض راوی یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۲۵ھ میں فتح ہوا اور اس کے سپہ سالار بھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تھے۔

زیاد بن جزء زبیدی کا بیان ہے کہ وہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل تھے جب مصر اور اسکندریہ فتح ہوئے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسکندریہ کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ۲۱ھ یا ۲۲ھ میں فتح کیا۔

جب ہم نے باب الیون کو فتح کیا تو ہم ریف اور اسکندریہ کے درمیان کے دیہات ایک ایک گاؤں کر کے فتح کرتے گئے یہاں تک کہ ہم ایک ایسی بستی میں پہنچے جو ریف کے ایک گاؤں بلہیب کے قریب تھی جسے قریۃ الریش کہا جاتا ہے اس وقت ہمارے جنگی قیدی مکہ، مدینہ اور یمن تک پہنچ گئے تھے۔

صلح کا پیغام:

جب ہم بلہیب پہنچے تو اس وقت اسکندریہ کے حاکم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام بھیجا:

"اے قوم عرب! میں تم سے زیادہ ناپسندیدہ لوگوں فارس اور روم کو جزیہ ادا کرتا تھا۔ اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ آپ میرے علاقے کے جنگی قیدیوں کو واپس کر دیں۔"

پیغام کا جواب

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ جواب دیا:

”[illegible] تصور کرو تو میں اس شرط کو قبول کر لوں تو اس وقت تک تم کو توقف کرنا ہو گا اور میں بھی انتظار کروں گا۔“

اس خط کے آنے پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو لکھا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تمام دنوں سے کوئی کام جو لکھتے تھے پوشیدہ نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے انہوں نے حاکم اسکندریہ کے خط کا تذکرہ بھی کیا۔ اس وقت ان کے پاس جو جنگی قیدی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جواب کے انتظار میں تمام موضع بلہیب میں ٹھہرے رہے۔ تا آنکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب آ گیا جسے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سب کو پڑھ کر سنایا وہ جواب یہ تھا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب

”مجھے تمہارا خط موصول ہوا جس میں تم نے یہ تحریر کیا ہے کہ حاکم اسکندریہ نے جزیہ دینا منظور کر لیا ہے بشرطیکہ تم اس کے علاقے کے جنگی قیدیوں کو لوٹا دو۔ حقیقت یہ ہے کہ جزیہ وہ مستقل آمدنی ہے جو ہمارے لیے اور ہمارے بعد آنے والے مسلمانوں کے کام میں آتی ہے پس جزیہ مجھے اس مال غنیمت سے زیادہ پسند ہے جو تقسیم کر دیا جاتا ہے پھر وہ مال ختم ہو جاتا ہے۔

تم حاکم اسکندریہ کے سامنے یہ بات پیش کرو کہ وہ جزیہ ادا کرے مگر جو جنگی قیدی تمہارے قبضے میں ہیں انہیں اختیار دیا جائے گا کہ وہ اسلام قبول کریں یا اپنی قوم کے مذہب پر برقرار رہیں جو مسلمان ہو جائے گا وہ مسلمانوں میں شامل ہو گا اس کے حقوق و فرائض انہی جیسے ہوں گے مگر جو اپنی قوم کے مذہب پر برقرار رہے گا اس پر وہی جزیہ مقرر کیا جائے گا جو اس کے ہم مذہبوں پر مقرر ہو گا۔

البتہ وہ جنگی قیدی جو سرزمین عرب میں پہنچ گئے ہیں اور مکہ، مدینہ اور یمن کے علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے ہیں ان کو واپس کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے اس لیے ہم ایسے معاملے پر مصالحت نہیں کریں گے جس کو ہم پورا نہ کر سکیں۔

مذہبی آزادی:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حاکم اسکندریہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط کے مضمون سے مطلع کیا اس نے یہ بات تسلیم کر لی۔ چنانچہ جو جنگی قیدی ہمارے قبضے میں تھے ہم نے انہیں اکٹھا کیا اور عیسائی تمام افراد جمع ہو گئے ہم ان میں سے ایک ایک آدمی کو لاتے تھے اور اسے اسلام اور عیسائیت میں سے کسی ایک مذہب کو اختیار کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ جب کوئی اسلام قبول کرتا تھا تو ہم اس وقت ایسا نعرۂ تکبیر بلند کرتے تھے جو اس نعرے سے زیادہ زور دار ہوتا تھا جب کہ ہم کوئی گاؤں فتح کرتے تھے اور اسلام قبول کرنے کے بعد ہم اسے اپنے حلقے میں شامل کر لیتے تھے۔ جب کوئی عیسائیت اختیار کر لیتا تو عیسائی بہت خوش ہوتے تھے اور اسے اپنے حلقے میں شامل کر لیتے تھے۔ اور ہم اسی وقت اس پر جزیہ عائد کر دیتے تھے اور اس موقع پر ہمیں بہت رنج ہوتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ہمارا کوئی آدمی نکل کر ان کی طرف چلا گیا ہو۔

ابو مریم کا اسلام:

بہر حال یہ طریقہ جاری رہا تا آنکہ ہم ان سے فارغ ہو گئے اس سلسلے میں جو قیدی (مسلمان ہو کر) ابو مریم کی طرف آ گئے تھے ان میں ابو مریم عبداللہ بن عبدالرحمن بھی شامل تھے۔ جب ہم نے کو آزاد کر کے ان پر اسلام پیش کیا۔ جیسا کہ سب کا فیصلہ کیا گیا تو انہوں نے اسلام کو ترجیح دی چنانچہ ہم نے انہیں اپنی جماعت میں شامل کر لیا اور ان کے اہل و عیال نے ہم سے چھیننے کے لیے دوڑے یہاں تک کہ انہوں نے ان کے کپڑے پھاڑ دیے (مگر وہ اسلام پر قائم رہے) آج کل وہ ابو مریم ہی ہے جو بنی قبیلہ زبید کا نگران ہے۔

فتح اسکندریہ:

پھر اسکندریہ کا شہر ہمارے لیے کھول دیا گیا اور ہم وہاں داخل ہو گئے۔ یہ مقام ہم دو بار فتح کر رہا ہے جس کے چاروں طرف پتھر ہیں وہ (فتح اسکندریہ کے موقع پر) اسی طرح تھا اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔

غلط بات کی تردید:

جو لوگ کہتے ہیں کہ اسکندریہ اور اس کے ماحول کے دیہات پر جزیہ نہیں مقرر کیا گیا تھا اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہے وہ جھوٹ بولتے ہیں اس واقعہ کے راوی قاسم بیان کرتے ہیں کہ یہ (تردید کی) گفتگو اس لیے کی گئی ہے کہ بنو امیہ کے سلاطین مصر کے حکام کو یہ لکھا کرتے تھے کہ مصر بزور شمشیر فتح ہوا ہے اور اہل مصر ہمارے غلام ہیں ہم ان پر جس قدر چاہیں (ٹیکس کا) اضافہ کر سکتے ہیں اور جو چاہیں کر سکتے ہیں۔

سیف کی روایت:

سیف کی روایت یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایلیاء پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے صلح کر لینے کے بعد چند دن قیام کیا تو انہوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر روانہ کیا اور اگر اللہ مصر کی فتح عطا فرمائے تو اس صورت میں وہاں کا حاکم بھی مقرر کر دیا تھا ان کے پیچھے آپ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو امدادی فوج دے کر بھیجا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو رمادہ بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ اگر اللہ انہیں فتح عطا کرے تو وہ اپنی عمل داری کی طرف لوٹ جائیں۔

معذرت کا موقع:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ واپس چلے گئے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ باب الیون تک پہنچ گئے ان کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے اور وہ دونوں وہاں اکٹھے ہو گئے وہاں انہیں ابو مریم اور مصر کا بشپ ملے جنہیں مقوقس (شاہ مصر) نے اپنے ملک کی حفاظت کے لیے بھیجا تھا جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو انہوں نے ان سے جنگ شروع کر دی انہوں نے اہل مصر کو پیغام بھیجا: "تم ہمارے ساتھ (جنگ کرنے میں) جلدی نہ کرو تاکہ ہم تمہیں معذرت کا موقع دیں اور تم (ہماری بات پر) کوئی فیصلہ کر سکو۔"

اہل مصر نے اپنے ساتھیوں کو لڑائی سے باز رکھا۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیجا کہ میں (بات چیت کے لیے) نکل رہا ہوں اس لیے ابو مریم اور ابو مریام آ جائیں چنانچہ وہ لوگ وہاں پہنچ گئے اور ہر ایک نے دوسرے کو پناہ دی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان وفود سے یوں مخاطب ہوئے:

دعوتِ اسلام:

تم دونوں اس شہر کے راہب ہو تو سنو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق و صداقت کا پیغام دے کر بھیجا ہے اللہ نے انہیں حکم دیا اور ہمیں محمد ﷺ نے احکام دیئے جو اللہ کے احکام ہم تک پہنچائے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے اور جو ان پر فرض تھا اس کی تکمیل فرما گئے اور ہمیں اس روشن طریق پر چھوڑ گئے۔ انہوں نے ہمیں یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہم لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچاتے رہیں۔

ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں جو ہماری دعوت قبول کرے گا وہ ہماری طرح کا ہو جائے گا اور جو ہماری دعوت قبول نہیں کرے گا ہم اس پر جزیہ پیش کریں گے اور اس صورت میں ہم اس کی حفاظت کریں گے انہوں نے (آنحضرت ﷺ نے) ہمیں پیشین گوئی کی ہے کہ ہم تمہیں فتح کر لیں گے اور انہوں نے از راہ ہمدردی تمہاری حفاظت کی ہدایت کی ہے لہذا اگر تم نے ہماری بات مان لی تو ہم پر تمہاری حفاظت کی ذمہ داری ہے۔

حسن سلوک کی ہدایت:

ہمارے امیر المومنین نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے کہ ہم قبطیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی ہدایت کی ہے کیونکہ ان کے ساتھ آپ کی رشتہ داری کے تعلقات ہیں۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا خاندان:

اہل مصر کہنے لگے "یہ بہت دور کی رشتہ داری ہے جس کو انبیاء کرام ہی قبول کر سکتے ہیں وہ (ہاجرہ رضی اللہ عنہا) بہت مشہور معروف اور شریف خاتون تھیں وہ ہمارے بادشاہ کی شہزادی تھیں اور منف کی رہنے والی تھیں ان کے خاندان میں بادشاہت رہی تا آنکہ انقلاب آگیا اور اہل عین شمس نے ان کے خاندان کو قتل کر دیا اور ان کی سلطنت چھین لی اور وہ جلاوطن ہو گئے اور اسی وجہ سے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلی گئیں ہم ان کا خیر مقدم کرتے ہیں"۔

مزید مہلت:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مجھ جیسا شخص فریب میں نہیں آ سکتا ہے ہم تمہیں تین دن کی مہلت دیتے ہیں تاکہ تم خوب غور کر لو اور اپنی قوم سے بھی مشورہ کر لو ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے"۔ ان دونوں نے کہا: "آپ ہمیں مزید مہلت دیں" اس پر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ایک دن کا اضافہ کیا اس کے بعد بھی انہوں نے مزید مہلت کا مطالبہ کیا تو انہوں نے ایک دن اور بڑھا دیا (یہاں سے اٹھ کر) وہ مقوقس (شاہ مصر) کے پاس گئے تو ارطبون نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور جنگ کرنے کا حکم دیا اس کے بعد وہ دونوں راہب اہل مصر کے پاس پہنچے اور کہنے لگے:

"ہم کوشش کریں گے کہ تمہاری حفاظت کریں اور ان کی طرف سے بھی اب چار دن باقی رہ گئے ہیں اس عرصے میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا بلکہ ہمیں توقع ہے کہ امن و امان رہے گا"۔

فرقب کا حملہ:

(ابھی مہلت گزری نہ تھی کہ) فرقب کی طرف سے رات کے وقت حملہ شروع ہو گیا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

> [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

> [illegible]

[illegible]

صلح کر لی اور جس طرح [illegible] معاہدہ کیا تھا ویسا ہی معاہدہ صلح کی شرائط پر یہاں [illegible] مسلمانوں کی اطاعت میں آ گئے۔ ان کا صلح نامہ حسب ذیل تھا۔

صلح نامہ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اہل مصر کو ان کی جان و مال اور مذہب کی پناہ دی ہے۔ ان کے گرجے، صلیبیں، خشکی اور تری کے تمام مقامات محفوظ رہیں گے۔ [illegible] نہ ان میں کمی کی جائے گی [illegible] جب نیل کا پانی اتر جائے گا تو [illegible] قریب وصول کی جائے گی۔ اگر ان میں سے کوئی [illegible] تو [illegible] کی مقدار کم کر دی جائے گی [illegible] اس کی حفاظت کی ذمہ داری سے ہم بری ہوں گے۔ اگر ان کی آمدنی کم ہو جائے تو [illegible] جنگ کے [illegible] ان کے حقوق [illegible] ہوں گے۔ [illegible] ہماری سلطنت سے نکل جائے۔

جو کچھ اس معاہدے میں تحریر ہے اس کی ذمہ داری اللہ کی، اس کے رسول ﷺ کی، خلیفہ امیر المومنین کی اور تمام مسلمانوں کی ہے۔ نوبہ کے جو لوگ اس معاہدہ کو قبول کر لیں ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اتنے غلام اور گھوڑوں سے مدد کریں نیز وہ جنگ نہ کریں اور نہ آمد و رفت کی تجارت کو روکیں۔

اس معاہدے کے گواہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے دونوں فرزند حضرت عبداللہ بن عمرو اور محمد بن عمرو تھے۔ اس کے کاتب وردان تھے۔ اس معاہدہ میں تمام اہل مصر شامل ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے اس صلح نامہ کو قبول کر لیا تھا۔

فسطاط کی تعمیر:

مصر میں چونکہ بہت سے مسلمان آباد ہو گئے تھے اس لیے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فسطاط شہر تعمیر کرایا اور وہاں مسلمان رہنے لگے۔

جنگی قیدیوں کا معاملہ:

اہل مصر میں سے دو آدمی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان دونوں نے ان جنگی قیدیوں کے بارے میں گفتگو کی جو جنگ کے بعد گرفتار ہوئے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا ان کے بارے میں بھی کوئی عہد و پیمان ہے؟ اس وقت ہم پر تمہاری طرف سے حملے ہو رہے تھے۔" لیکن آپ نے ان دونوں کو رخصت کر دیا۔ وہ دونوں جب واپس آنے لگے تو کہنے لگے:

"جب ہم آپ سے الگ ہوئے تھے اس وقت سے جو کچھ ہم لوگوں نے کیا ہے وہ ہماری ذمہ داری میں تھا۔"

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا:

"کیا تم مجھ سے لڑتے وقت بھی ہماری امان میں تھے؟"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عمرؓ کا فیصلہ:

[illegible]

شان و شوکت کا اظہار:

[illegible]

اہل مصر کے پاس بھی:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وہاں کے حالات سے ناواقف تھے۔ بعد ازاں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی تقریر:

"مجھے جب [illegible] کا علم ہوا تو [illegible] اس وقت مجھے اندیشہ ہوا کہ (محاصرے میں) [illegible] پاس جا [illegible] پھر تمہارا [illegible] جنگ کی صورت میں ان [illegible] ہوتی ہے انہوں نے اپنی [illegible] ہمارے [illegible] حملہ کرنے سے پہلے قبضہ کر لیا تھا لہٰذا میں نے یہ مناسب سمجھا کہ [illegible] اس بات سے مطلع کیا جائے کہ [illegible] دشمن [illegible] حالت میں [illegible] دیکھ [illegible] کی طرف [illegible] اور پیچھے [illegible] کی طرف [illegible] گئے۔"

یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئے [illegible] "تمہیں [illegible] نے اپنے [illegible] سے [illegible] ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:

"خدا کی قسم! اس کی جنگ نرم ہوتی ہے [illegible] ہوتی ہے مگر اس کی [illegible] بہت سخت ہوتی ہے۔"

پھر آپ نے [illegible] کو [illegible] پر قائم رکھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیش قدمی:

ابن شعیب کی روایت ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور [illegible] عین شمس میں جنگ ہوئی تو دونوں کے سواروں کا مقابلہ ہوا اور مسلمان دور ہٹ گئے تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کو ملامت کی تو یمن کے ایک شخص نے کہا "ہم پتھر اور لوہے کے بنے ہوئے نہیں ہیں" وہ بولے "تم خاموش رہو تم کتے ہو" تو وہ بولا "آپ کتوں کے سردار ہیں" جب یہ صورت ہوئی تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ پکار کر کہنے لگے "رسول اللہ ﷺ کے صحابی کہاں ہیں؟" تو جو صحابی وہاں تھے وہ آگے آئے۔ اس وقت انہوں نے کہا "آپ لوگ آگے بڑھیں آپ کی برکت سے اللہ مسلمانوں کو فتح عطا کرے گا۔" چنانچہ وہ [illegible] آگے بڑھے ان میں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے دوسرے مسلمان بھی ان کے پیچھے جنگ میں مشغول ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی اور [illegible] حاصل ہوئی [illegible] اسلامی ممالک صرف ایک شخص (خلیفہ) کے زیر نگیں آ گئے اور مختلف اقوام اور ملتیں ان سے فیضیاب ہونے لگے (اس سے پہلے) اہل مصر کا ایک بادشاہ ہوتا تھا [illegible] (یہ بادشاہ) [illegible] تھا۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو [illegible] آگے بڑھنے سے [illegible] اور [illegible] چھوڑ دیا جاتا [illegible]

ان کے ہاتھ پر فتح ہو جائے۔

نوبہ پر حملہ:

یزید بن ابی حبیب کی روایت ہے کہ [illegible] جب [illegible] تو انہوں نے [illegible] نوبہ کے علاقے پر بھی حملہ کیا [illegible] زمین [illegible] آنکھیں [illegible] وہاں کے لوگ تیر اندازی میں بہت ماہر تھے اور وہ آنکھوں پر تیر اندازی کی مہارت سے موسوم تھے۔

نوبہ کا صلح نامہ

جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا حاکم مقرر کیا تو انہوں نے اہل نوبہ کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ وہ سالانہ مقررہ تعداد میں غلام دیں گے اور مسلمان ان کو اسی قدر غلہ دیں گے۔ یزید بن ابی حبیب کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد کے خلفاء اور امراء نے اس صلح نامہ کو برقرار رکھا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مسلمانوں کے مفاد کے پیش نظر اس صلح نامہ کو قائم رکھا۔

فوجی مراکز کا قیام:

سیف کی روایت ہے کہ ماہ ذی القعدہ ۱۷ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصر کی چھاؤنی [illegible] فوجی مراکز قائم کر کے مستقل طور پر قائم کیے اس کی وجہ یہ تھی کہ [illegible] تمام امصار [illegible] فوجی دستے [illegible] تھا اور [illegible] کی امداد کے لیے بہت ضروری تھا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا تھا جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے تین سال گزر چکے تھے۔

متفرق واقعات:

۲۰ھ میں ابو بحریہ عبداللہ بن قیس کندی نے روم پر فوج کشی کی اور وہی سب سے پہلے اس علاقے میں داخل ہوئے تھے۔ بعض یہ روایت بھی کرتے ہیں کہ سب سے پہلے رومی علاقے میں میسرہ بن مسروق عبسی داخل ہوئے تھے انہوں نے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔

واقدی کی روایت ہے اس سال (۲۰ھ) آپ نے قدامہ بن مظعون کو بحرین کی حکومت سے معزول کیا اور شراب خوری کے الزام میں حد شرعی جاری کی۔

اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بحرین اور یمامہ کا حاکم مقرر کیا۔ اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بنت الولید ام عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے نکاح کیا۔

اسی سال حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ مؤذن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور دمشق کے مقبرہ میں مدفون ہوئے اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ کی شکایت پر معزول کیا انہوں نے یہ شکایت کی تھی کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے۔

اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر کے علاقے کو مسلمانوں میں تقسیم کیا اور یہودیوں کو وہاں سے جلاوطن کر دیا تھا اور [illegible] فدک بھیجا اور انہوں نے وہاں [illegible] اور ان کو کوئی تکلیف نہیں۔ واقدی کی روایت ہے کہ ۲۰ھ میں حضرت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دیگر واقعات

واقدی کی روایت ہے [illegible] نجات پائی۔

حضرت [illegible] تھے۔

* * *

باب [illegible]

۲۱ھ کے واقعات جنگ نہاوند

[illegible]

[illegible]

> [illegible]

[illegible]

حضرت نعمان ؓ کا خطبہ:

> [illegible]

ممتاز صحابہ ؓ کی شرکت:

[illegible]

جنگ کا آغاز

[illegible]

پاس آ گیا اور انہیں عالی جا پایا اس وقت حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا

"تمہاری کیا رائے ہے؟"۔

وہ بولے

"آپ اس مقام سے دوسری جگہ منتقل ہو جائیں تاکہ وہ یہ خیال کریں کہ آپ ان سے بھاگ کر پیچھے ہٹ رہے ہیں اس طرح وہ آپ کے تعاقب میں باہر نکل آئیں گے۔"

چنانچہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ اس مقام سے دوسری جگہ منتقل ہو گئے جب ان کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے لوہے کی باڑ اور کانٹوں کو صاف کر کے پھینک دیا پھر وہ ان کے تعاقب میں نکل آئے تھی پر حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے بڑی خوش تدبیری سے صف آرائی کر کے مسلمانوں کو یہ خطاب کیا:

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی ہدایات

"اگر میں شہید ہو جاؤں تو تم حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو اپنا سالار بنا لینا اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو تم جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اپنا افسر بنا لینا اور اگر جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو قیس بن مکشوح کو اپنا سردار مقرر کرنا۔"

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو غصہ ہوا کیونکہ انہیں بالکل نظر انداز کیا گیا تھا وہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے:

"آپ (اس جنگ میں) کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

وہ بولے:

"جب ہم ظہر کی نماز پڑھ لیں گے تو اس کے بعد ہم جنگ کریں گے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ اسی طرح پسند فرماتے تھے۔"

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

"اگر میں تمہاری جگہ پر ہوتا تو میں دن چڑھے مسلمانوں کو جنگ کرنے کا حکم دیتا۔"

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تم نے بہت سی جنگیں کی ہوں گی مگر تمہیں شرمندگی کا سامنا نہیں ہوا ہو گا۔"

اس دن جمعہ تھا اس لیے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اگر اللہ نے چاہا تو ہم نماز (جمعہ) پڑھیں گے پھر نماز کے بعد ہم اپنے دشمن کا مقابلہ کریں گے۔"

جب صف بندی ہو گئی تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے کہا

تین تکبیریں

"میں تین دفعہ نعرہ تکبیر بلند کروں گا جب میں پہلی تکبیر کہوں تو ہر شخص اپنے کپڑے وغیرہ سنبھال لے اور اپنی حالت درست کر لے

جب میں دوسری مرتبہ جھنڈا ہلاؤں تو ہتھیار درست کر لو اور حملہ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جب میں تیسری مرتبہ ہلاؤں تو تم حملہ کر دینا کیونکہ اس وقت میں بھی حملہ کروں گا۔

الغرض انہوں نے اپنا جھنڈا تیسری مرتبہ ہلایا تو مسلمانوں نے حملہ کر دیا اور تھوڑی سی مدت میں دونوں لشکر ملنے لگے۔

حضرت نعمان بن مقرن کی شہادت

جب مسلمانوں نے حملہ کیا تو جس نے سب سے پہلے جنگ کی ابتدا کی وہ ایک تیر سے حضرت نعمان بن مقرن تھے وہ گر پڑے اور وہ شہید ہو گئے ان کے بھائی سوید بن مقرن آگے بڑھے انہوں نے انہیں اپنے کپڑے میں لپیٹ لیا اور ان کی شہادت کی خبر کو چھپائے رکھا تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اس کے بعد اسلامی علم حضرت حذیفہ بن الیمان کو دیا گیا [illegible] نہاوند جب فتح کر لیا [illegible]

مال غنیمت کی تقسیم

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سائب بن اقرع کو جو ثقیف کے حلیف اور حساب دان اور کاتب تھے۔ آپ نے فرمایا اس لشکر میں شامل رہو اگر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو فتح عنایت فرمائے تو تم مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دینا اور اس میں سے پانچواں حصہ (خمس) مجھے روانہ کر دینا اور اگر یہ لشکر تباہ ہو جائے (خدانخواستہ) تو تم زمین کی وسعت میں چلے جانا کیونکہ اب زمین کا اندرونی حصہ اس کے اوپر والے حصے سے بہتر ہوگا۔

سائب کہتے ہیں جب اللہ نے مسلمانوں کو نہاوند میں فتح عطا فرمائی تو مجھے بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا جب میں مسلمانوں میں مال غنیمت تقسیم کر رہا تھا اس وقت اہل عجم میں سے ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

جواہرات کا خزانہ

”کیا تم مجھے جان و مال اور اہل و عیال کی امان دو گے اگر میں تمہیں نخیرجان کے خزانوں کا پتہ دوں جو شاہی خاندان کا ہے اور اس کے خزانے بھی ہیں جو تمہارے اور تمہارے ساتھی کے لیے مخصوص رہیں گے اور اس میں کوئی شریک نہیں ہوگا۔“

میں نے کہا: ہاں (ٹھیک ہے)

”تم میرے ساتھ کسی کو بھیجو تاکہ میں اسے خزانہ کا پتہ بتا دوں۔“

میں نے اس کے ساتھ (ایک آدمی) بھیجا وہ دو بہت بڑے صندوق لایا جن میں صرف موتی، زبرجد اور یاقوت تھے جب میں مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہوا تو میں ان دونوں صندوقوں کو اپنے ساتھ لے گیا اور انہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا:

”تم کیا خبر لائے ہو؟“

میں نے کہا:

”اے امیر المومنین خیر ہے اللہ نے آپ کو سب سے بڑی فتح عطا فرمائی مگر حضرت نعمان بن مقرن شہید ہو گئے۔“

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible]"

مختلف فوجوں کی روانگی

[illegible]

لشکر کا سپہ سالار

[illegible]

"[illegible]"

مسلمانوں کا قاصد

[illegible]

حضرت مغیرہ کا بیان:

"میں نے یہ کہا کہ اس پیمانہ سے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا؟ تم کس طریقے سے اس عرب شخص کو دوڑنے کی اجازت دیتے؟ یا ہم اس کے سامنے اپنی عقل و تدبیر اور حکومت کا مظاہرہ کریں اور اس کا اقرار کریں تاکہ اسے ہم سے بے رغبتی پیدا ہو۔"

وہ سب کہنے لگے:

"آپ بہترین معاملہ داں ہیں۔ آپ اسے تو ہمیں اور نہایت عزت و شوکت کے ساتھ اس سے ملاقات کریں۔"

شان و شوکت کا اظہار:

جب یہ لوگ ان کے پاس گئے تو ان کے خیمے اور بچھونے اس قدر چمک رہے تھے کہ آنکھیں ان سے چکاچوند ہو گئیں اور ان کے سروں پر ٹوپیاں تاجوں کی طرح لگی ہوئی تھیں۔ اور ان کا سردار سونے کے تخت پر بیٹھا تھا اور اس کے سر پر تاج تھا۔ حضرت مغیرہ بیان فرماتے ہیں: "میں حسب معمول چلتا رہا مگر مجھے روکا گیا تو میں نے کہا قاصدوں کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا جاتا ہے۔" وہ کہنے لگے: "تم کتے ہو۔" میں نے کہا: "معاذ اللہ میں اپنی قوم میں ان لوگوں سے زیادہ شریف ہوں۔" اس پر انہوں نے مجھے دھکا دیا اور کہا: "تم بیٹھ جاؤ" پھر انہوں نے مجھے بٹھایا اس کے بعد اس (سردار) کی اس گفتگو کا ترجمہ کیا گیا۔

ایرانی سردار کی تقریر:

"اے گروہ عرب! تم سب لوگوں سے زیادہ بدحالی میں رہتے تھے اور سب لوگوں سے زیادہ بھوکے رہتے تھے اور سب سے زیادہ بدنصیب اور کھوئے ہوئے افراد تھے تم گھروں سے بھی دور رہتے تھے۔ میں نے اپنے سرداروں کی ساری قوم کو تمہارے برخلاف تیر اندازی کرنے سے صرف اس وجہ سے روک رکھا ہے کہ تم ناپاک اور مردار ہو اور تم گندگی اور نجاست کا نمونہ ہو اگر تم چلے جاؤ گے تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے اور اگر تم انکار کرو گے تو ہم تمہیں ٹھکانے لگا دیں گے۔"

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہا:

"خدا! آپ نے ہمارا حال بیان کرنے میں کوئی غلطی نہیں کی ہے۔ ہم لوگ خانہ بدوش تھے۔ سب سے زیادہ بھوکے اور بدنصیب تھے ہم خیر و برکت سے بھی محروم تھے۔ تاآنکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہماری طرف پیغمبر رسول بھیجا انہوں نے ہمارے ساتھ دنیا میں فتح و نصرت اور آخرت میں جنت کا وعدہ کیا خدا کی قسم! جب سے اللہ کے رسول آئے ہیں ہمیں اپنے پروردگار کی طرف سے فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی یہاں تک کہ ہم تمہارے پاس آ گئے ہیں۔ خدا کی قسم ہمیں دوبارہ کبھی بدحالی ہرگز حاصل نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ ہم تمہارے ان علاقوں پر غالب آ جائیں گے یا تمہاری سرزمین میں شہید ہو جائیں گے۔"

[illegible]

"خدا! ایک شخص اپنے خیالات کو سچے طریقے سے بیان کرتا ہے۔"

تب کے بعد ظہر کا انتظار کیا جاتا تھا، پھر اپنا کام شروع کر دیا جاتا تھا"۔

جنگ کا فیصلہ

وہ کہتے ہیں: "اس کے بعد انہوں نے ہم سے مشورہ لیتے ہوئے پوچھا:

"کیا تم دیکھتے ہو کہ دشمن [illegible] قلعہ بند ہو گیا ہے [illegible] کی طرف سے نہیں نکلتے"۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تم نے جو کہا ہے وہی درست ہے"۔

جب وہ مجلس برخاست کرنے لگے تو ابن جبیر کی روایت [illegible] ثابت ہوتا ہے کہ [illegible] گھوڑے پر بیٹھ کر [illegible] ایک دوسرے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] ان کے ساتھ افراد [illegible] تھے انہوں نے اپنے پیچھے [illegible] تھے [illegible] ان کے پاس سے بھاگنے کا [illegible] دستے کو بالکل نئی [illegible] کر دی"۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا اعتراض

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جب ان کا انتظار زیادہ ہوتے دیکھا تو وہ کہنے لگے:

"مجھے آج سے پہلے کبھی کوئی انتظار نہیں ہوا ہے کیونکہ ہمارے دشمنوں کو پورے طور پر تیار ہونے کی مہلت دی جا رہی ہے۔ اور ان پر حملہ کرنے میں جلدی کرنی کی ضرورت ہے۔ اگر یہ معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں جلد حملہ کرتا"۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نرم دل انسان تھے انہوں نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہیں ایسے مواقع دکھلائے گا [illegible] پریشان نہ ہو جانے اور ان [illegible] ہم سے [illegible] کوئی تنگ [illegible] کی بات نہیں ہے [illegible] کے ساتھ مقابلہ [illegible] یہ بات دیکھی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ جب دن کے شروع حصے میں جنگ نہیں کرتے تھے تو آپ جلد بازی سے کام نہیں لیتے تھے بلکہ آپ اس وقت جنگ کرتے تھے جب نماز (ظہر) کا وقت ہو جاتا تھا اور ہوائیں چلنے لگتی تھیں اور جنگ کرنے کا عمدہ وقت ہو جاتا تھا مجھے صرف اسی بات نے روکا ہے"۔

شہادت کی تمنا

"اے اللہ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ آج میری آنکھوں کو ایسی فتح سے ٹھنڈا کر دے جس سے اسلام کو عزت اور کافروں کو ذلت نصیب ہو اور مجھے شہادت عطا کرتے ہوئے اپنے پاس بلا لے، سب آمین کہو، اللہ تم پر رحم کرے"۔

فوج کو ہدایات

تم نے آمین کی اور سب رونے لگے پھر انہوں نے فرمایا:

''میں جب پہلی مرتبہ جھنڈا ہلاؤں تو تم تیار ہو جانا، جب دوسری مرتبہ ہلاؤں تو تم ہتھیار سنبھال کر حملے کے لیے تیار ہو جانا اور جب میں تیسری مرتبہ جھنڈا ہلاؤں تو پھر ہر شخص اپنے قریب کے دشمن پر پوری طاقت سے حملہ کر دے۔''

تکبیر اور جھنڈا لہرانا:

حضرت نعمان بن مقرنؓ قوم سے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ جب دوپہر ڈھل گئی (ظہر کا وقت ہو گیا) اور ہوائیں چلنے لگیں تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ان کے ساتھ تمام نے بھی تکبیر کہی، پھر آپ نے فرمایا:

''مجھے توقع ہے کہ اللہ میری دعا قبول کرے گا اور مجھے فتح عطا فرمائے گا۔ پھر آپ نے جھنڈا لہرایا تو لوگ حملے کے لیے تیار ہو گئے جب آپ نے اسے جنبش دی تو ہر شخص دشمن کے مقابلے پر آ گیا۔ پھر آپ نے (اسلامی علم) تیسری مرتبہ لہرایا اور نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا ''ہمیں فتح حاصل ہو جس کے ذریعے اللہ اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا کرے گا''۔

جانشینوں کا تقرر:

بعد ازاں حضرت نعمان بن مقرنؓ نے فرمایا:

''اگر میں شہید ہو جاؤں تو حذیفہ بن الیمانؓ تمام مسلمانوں کے سپہ سالار ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو گئے تو فلاں مرد ہوں گے''۔ اس طرح آپ نے سات افراد کو (یکے بعد دیگرے) جانشین مقرر کیا۔ ان میں آخری جانشین مغیرہ بن شعبہؓ تھے۔ پھر تیسری مرتبہ جھنڈا لہرانے کے بعد ہر مسلمان نے اپنے قریب کے دشمن پر حملہ کیا۔

گھمسان کی لڑائی:

راوی کا بیان ہے کہ اس دن کوئی مسلمان ایسا نہ تھا جو فتح و نصرت یا شہادت کے بغیر اپنے گھر واپس جانا چاہتا ہو۔ مسلمانوں نے مل کر یک دم حملہ کیا مگر دشمن ہمارے مقابلے پر ثابت قدم رہے ہم لوہے پر لوہے کے ٹکرانے کی آواز ہی سنتے رہے یہاں تک کہ مسلمان بہت سے مصائب میں مبتلا ہو گئے۔

دشمن کا فرار:

جب دشمن نے مسلمانوں کا صبر و استقلال دیکھا اور یہ بھی ملاحظہ کیا کہ وہ میدانِ جنگ میں ڈٹے ہوئے ہیں اور ثابت قدم ہیں تو وہ شکست کھا کر بھاگنے لگے جب ایک آدمی گرتا تھا تو زنجیروں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے سات افراد گر جاتے تھے اور سب کے سب مارے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنے پیچھے لوہے کی باڑیں بچھا رکھی تھیں وہ انہیں زخمی کر دیتی تھیں۔

حضرت نعمان بن مقرنؓ نے فرمایا ''تم جھنڈے کو آگے لے جاؤ'' چنانچہ مسلمان جھنڈے کو آگے بڑھا کر دشمن کو قتل کرتے رہے اور انہیں شکست دیتے رہے۔

فتح اور شہادت:

جب حضرت نعمان بن مقرنؓ نے یہ دیکھا کہ اللہ نے ان کی دعا قبول کر لی ہے اور فتح و نصرت کا پیغام آ گیا ہے تو ان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible]"

اس وقت حضرت معقل [illegible] نے کہا

"[illegible]"

اس کے بعد مسلمانوں نے [illegible] حضرت [illegible]

[illegible]

شہادت کی خبر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک آدمی کے ہاتھ فتح کا حال لکھ کر بھیجا گیا۔ جب وہ پہنچا تو آپ نے کہا:

"اے امیر المؤمنین! آپ کو فتح کی بشارت ہو [illegible] اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کو عزت [illegible] اور کفر کو ذلیل کیا۔"

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خدا کا شکر ادا کیا [illegible] "نعمان [illegible] نے تمہیں بھیجا ہے" [illegible] "امیر المؤمنین (حضرت) نعمان شہید ہو گئے (شہادت کا) [illegible]" اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو دیے اور آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا [illegible]

[illegible]

"[illegible]" حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

جنگ کی وجوہات

[illegible]

[illegible]

دے دی تھی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی مخالفت:

اس اثناء میں ایک جماعت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے خلاف ہوگئی اور ان کے برخلاف سازشیں کرنے لگی حالانکہ اس زمانے میں دشمن بھی اکٹھا ہو کر مقابلہ کر رہے تھے اور نہاوند میں جمع ہو رہے تھے۔ مگر ان فسادی لوگوں کو اس مصیبت کا کوئی خیال نہیں تھا جو ان پر نازل ہونے والی تھی۔ ان مخالفت کرنے والوں میں جراح بن سنان اور ان کے ساتھی پیش پیش تھے اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت لے کر گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب:

"تمہاری شرارت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ تم اس وقت اس معاملے کو لے کر آئے ہو جب کہ دشمن تمہارے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیار ہے تاہم خدا کی قسم مجھے تمہارے معاملے پر غور کرنے سے کوئی نہیں روک سکتی"۔

آپ نے محمد بن مسلمہ کو اس وقت بھیجا جب کہ مسلمان اہل فارس سے جنگ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے اور اہل عجم جنگ کرنے کے لیے جمع ہو رہے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے خلاف تحقیقات:

محمد بن مسلمہ حضرت عمر کے دور خلافت میں حکام کے برخلاف شکایات کی تحقیقات کرنے پر مقرر تھے وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تاکہ انہیں لے کر تمام اہل کوفہ کی مساجد کا گشت کریں وہ پوشیدہ طور پر ان کے برخلاف کوئی بات دریافت نہیں کرتے تھے کیونکہ پوشیدہ طور پر سوالات کرنے کا اس زمانے میں کوئی دستور نہ تھا وہ جس مسجد میں جاتے تھے وہاں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کرتے تو سب لوگ یہی کہتے

"ہم لوگ سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہیں اور انہیں تبدیل کرانا نہیں چاہتے ہیں اور نہ ان کے برخلاف ہمیں کوئی شکایت ہے"۔

جراح بن سنان اور ان کے ساتھی خاموش رہتے تھے تو انہوں نے نہ برائی کی اور نہ تعریف کی۔ جب یہ لوگ قبیلہ عبس کے محلے میں پہنچے تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کوئی حق بات ہو تو بیان کرے"۔

مخالف کا بیان:

اسامہ بن قتادہ نے کہا "چونکہ تم نے خدا کا واسطہ دیا ہے اس لیے میں کہتا ہوں وہ (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) مساوی طور پر تقسیم نہیں کرتے ہیں اور رعایا کے درمیان عدل و انصاف کرتے ہیں اور نہ ہی جنگ میں شریک ہوتے ہیں"۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) بد دعا کے طور پر یہ کہا:

"اے اللہ! اگر اس نے یہ بات جھوٹ کہی اور ریاکاری اور بدنامی اس کا مقصد ہو تو اس کی عمر دراز کر اس کی محتاجی اور ناداری میں اضافہ کر ..... اور اسے فتنوں اور آزمائشوں میں مبتلا کر"۔

بددعا کا اثر:

چنانچہ وہ اندھا ہو گیا۔ اس کی دس بیٹیاں ہوئیں وہ کہا کرتا تھا کہ اسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ جیسے مبارک شخص کی بددعا لگی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دوسرے لوگوں کے لیے بھی بددعا کی آپ نے فرمایا

"اے اللہ! اگر وہ غرور تکبر جھوٹ اور ریاکاری کرنے کے لیے نکلے ہوں تو انہیں مصیبت میں مبتلا کر"۔

چنانچہ وہ مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ جراح تلواروں کے حملوں سے مقتول ہوا جب کہ اس نے ساباط کے مقام پر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تاکہ وہ انہیں اچانک قتل کر دے۔

قبیصہ بھی سنگسار ہوا اور اربد بھی تلواروں کے وار سے مارا گیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"میں پہلا شخص ہوں جس نے مشرکوں کا خون بہایا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے اپنے والدین کو جمع کیا تھا کسی دوسرے کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہوئی میں اسلام لانے میں پانچواں ہوں اور یہ ہے کہ بنو اسد یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں اچھی نماز نہیں پڑھاتا ہوں اور میں شکار میں مشغول رہتا ہوں"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحقیقات:

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور ان کے مخالفوں کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہاں آ کر انہوں نے (خلیفہ فاروق اعظم کو) صورتحال سے مطلع کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا:

"اے سعد رضی اللہ عنہ! تم کیسے نماز پڑھتے ہو؟"۔

وہ بولے

"میں پہلی دو رکعتوں کو طویل پڑھتا ہوں اور آخری دو رکعتوں کو مختصر کرتا ہوں"۔

آپ نے فرمایا

"تمہارے بارے میں یہی گمان تھا" پھر آپ نے فرمایا: "اگر احتیاط نہ ہوتی تو ان کا راستہ واضح تھا"۔ پھر آپ نے فرمایا: "کوفہ میں تمہارا جانشین کون ہے؟"۔

وہ بولے:

"عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان ہے"۔

آپ نے انہیں برقرار رکھا بلکہ حاکم مقرر کیا۔

جنگ نہاوند کی تیاری:

جنگ نہاوند کے اسباب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے عہد میں پیدا ہو گئے تھے اور ان کے بارے میں مشورے اور فوجوں کی روانگی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شروع ہو گئی تھی مگر جنگ کا اصل واقعہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا۔

اصل اسباب

اس جنگ کا اصل سبب یہ [illegible]

[illegible]

اہل عجم کے خیالات

[illegible] بیان کرتے ہیں کہ اہل عجم یہ سمجھتے تھے

[illegible]

اس کے بعد حضرت عمر [illegible] خلیفہ ہوئے [illegible]

[illegible]

پیش قدمی کی اجازت

[illegible]

"اگر آپ [illegible] پیش قدمی کی اجازت [illegible]"

اس سے پہلے حضرت عمر [illegible] پیش قدمی کرنے سے منع کر رکھا تھا۔

عہد شکنی کرنے کا مشورہ

حضرت [illegible] نے یہ تقریر کی:

"[illegible]"

نیک شگون

[illegible] قریب بن ظفر العبدی [illegible] حضرت عمر [illegible] آپ نے [illegible] پوچھا [illegible] قریب [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] ظفر [illegible] قریب ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] حضرت عمر [illegible] سے مشورہ کیا۔

مسلمانوں سے مشورہ

آپ نے فرمایا [illegible] یہ وہ دن ہے [illegible] تمہارے سامنے [illegible] میں [illegible] اور [illegible] مناسب [illegible] فیصلہ کرے [illegible] تو [illegible] فتح [illegible] ان [illegible] کے [illegible] میں [illegible] گا۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم کا جواب

اس پر حضرات عثمان بن عفان، طلحہ [illegible] صحابہ کرام کے ساتھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی تقریروں میں کہا

"ہم اس معاملے [illegible] آپ کی رائے [illegible] کے مقابلے کے لیے [illegible] حضرات [illegible] آپ سے [illegible] اجازت طلب کی [illegible] آپ [illegible] طرف [illegible] تھا۔"

[illegible] حضرت عباس [illegible] کی [illegible] تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر

الاعمش کی روایت ہے [illegible] حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے [illegible] اور انہوں نے فرمایا

"اے امیر المومنین! ان لوگوں [illegible] آپ نے [illegible] اسے [illegible] نے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کی [illegible] یہاں تک

کہ یہ اسلامی لشکر اس حالت پر پہنچ گیا ہے اللہ نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدے کو پورا کرے گا اور اپنے لشکر کی مدد فرمائے گا۔

مسلمانوں میں آپ کے مقام کو وہی حیثیت حاصل ہے جو ہار کی لڑی میں مرکزی دانے کو حاصل ہوتی ہے کہ وہی اس کے نظام کو قائم رکھتا ہے اور تمام دانوں کو تھامے رکھتا ہے اگر وہ منتشر ہو گیا تو ہر چیز منتشر ہو جائے گی اور سارا انتظام درہم برہم ہو جائے گا پھر کبھی اس کی شیرازہ بندی نہیں ہو سکے گی۔

تو اہل عرب آج قلیل تعداد میں ہیں مگر اسلام کا شرف حاصل کرنے کے بعد ان کی (یہ تعداد) بہت ہے اس لیے آپ یہیں قیام فرمائیں اور اہل کوفہ کو (جنگ کرنے کے لیے) تحریر کریں۔ کیونکہ وہ عرب کے سردار اور ممتاز افراد ہیں ان سے زیادہ سرگرم عمل اور پرجوش کوئی نہیں ہے ان (اہل کوفہ) کا ایک تہائی حصہ وہیں قیام کرے اور دو تہائی حصے (جنگ کے لیے) روانہ ہو جائیں۔

آپ اہل بصرہ کو بھی تحریر فرمائیں کہ وہ اپنا ایک حصہ امدادی فوج کے طور پر روانہ کریں"۔

مزید مشورہ:

حضرت عمرؓ مسلمانوں کی ہمدردانہ اور مشوروں سے بہت خوش ہوئے اور ان کی تدبیروں کو آپ نے بہت پسند کیا اس کے بعد حضرت سعدؓ کھڑے ہو کر کہنے لگے:

"اے امیر المومنین! آپ مطمئن رہیں یہ (اہل عجم) بھی انتقام لینے کے لیے تیار ہوئے ہیں"۔

ابوبکر ہذلی روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو تمام حالات بتائے تو ان سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا:

"تم مختصر بات کرو اور لمبی گفتگو نہ کرو ورنہ تمہارے کام خراب ہو جائیں گے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ آج کے بعد بھی کئی ایام آئیں گے"۔ (اس کے مطابق گفتگو کرو)

حضرت طلحہؓ کی تقریر:

اس پر حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ کھڑے ہوئے جو رسول اللہ ﷺ کے منتخب صحابی تھے انہوں نے کلمہ شہادت پڑھنے اور حمد و ثنا کرنے کے بعد یوں خطاب کیا:

"اے امیر المومنین! ان معاملات نے آپ کو مستحکم کر دیا ہے اور مصائب کی آزمائش میں آپ ثابت قدم ہیں جبکہ ان تجربوں نے آپ کو زیرک و کار آزمودہ بنا دیا ہے آپ اپنی رائے پر عمل کریں کیونکہ آپ کی رائے صائب ہوتی ہے آپ کو اس معاملے کا پورا اختیار حاصل ہے آپ حکم دیجیے ہم آپ کی اطاعت کریں گے آپ ہمیں بلائیں گے تو ہم لبیک کہیں گے۔ آپ ہمیں سوار کرائیں گے تو ہم سوار ہو جائیں گے۔ ہمیں وفد کے طور پر بھیجیں گے تو ہم وہاں چلے جائیں گے اگر آپ قیادت فرمائیں گے تو ہم آپ کی قیادت کو قبول کریں گے کیونکہ آپ بااختیار حاکم ہیں آپ نے بارہا آزمایا ہے اور تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ اللہ نے انجام کار آپ کو کامیابی عطا کی ہے"۔ یہ کہہ کر وہ بیٹھ گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے

بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر ان الفاظ کا اعادہ کیا: "آج کے بعد تو دن اور بھی آگئے ہیں۔ اس لیے پوری طرح غور کرو۔ اس پر حضرت عثمان بن عفان کھڑے ہوئے اور یوں فرمانے لگے کہ اے امیر المؤمنین! میری یہ رائے ہے کہ آپ اہل شام کو لکھیں کہ وہ شام سے روانہ ہوں اور اہل یمن کو بھی تحریر فرمائیں تاکہ وہ بھی فوج لے کر کوچ کریں۔ اور آپ ان حرمین کے لوگوں کو لے کر کوفہ اور بصرہ کی طرف روانہ ہو جائیں اور وہاں مسلمانوں کی فوج جمع کر کے مشرکوں کی فوج سے مقابلہ کیجئے کیونکہ جب آپ اپنے ساتھیوں اور دوسرے لوگوں کو لے کر خود روانہ ہوں گے تو دشمنوں کی کثیر تعداد بھی آپ کو کم معلوم ہوگی بلکہ اے امیر المؤمنین! آپ تو غالب رہیں گے اور ان پر بھاری رہیں گے۔ آپ کے بعد عرب میں آپ جیسا کوئی شخص نہیں ہے چونکہ یہ دن (ایام اہم) ہے کہ اس کے بعد دوسرا ایسا اہم ایام نہیں آئیں گے اس لیے آپ بنفس نفیس جائیں اور اپنے مددگاروں کے ساتھ شریک ہوں اور اس جنگ سے غیر حاضر نہ رہیں۔" یہ سن کر وہ بیٹھ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر وہی الفاظ دہرائے تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر یوں مخاطب ہوئے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جوابی تقریر:

> اے امیر المؤمنین! اگر آپ شام سے اہل شام کو روانہ کریں گے تو اہل شام کے اہل و عیال پر روم ٹوٹ پڑیں گے۔ اور اگر اہل یمن کو یمن سے روانہ ہونے کا حکم دیں گے تو اہل حبشہ ان کے بال بچوں پر حملہ کر دیں گے اور اگر آپ (بنفس نفیس) اس سرزمین سے روانہ ہوں گے تو چاروں طرف سے اہل عرب اس علاقے پر ٹوٹ پڑیں گے اس صورت میں آپ کے لیے بیرونی مسائل کے بجائے اندرون ملک کی سرحدوں اور اہل و عیال کا مسئلہ اہم ہوگا۔ لہٰذا آپ ان لوگوں کو ان کے شہروں میں برقرار رکھیے اور اہل بصرہ کو تحریر کیجیے کہ وہ تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں ایک گروہ اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرے اور دوسرا گروہ (غیر مسلم) ذمیوں کی نگرانی کرے تاکہ وہ ان پر حملہ نہ کریں اور تیسرا گروہ اپنے بھائیوں یعنی اہل کوفہ کی مدد کے لیے روانہ ہو جائے"۔

خود جانے کے نقصانات:

اہل عجم آئندہ جب وہ آپ کو دیکھیں تو وہ یہ کہیں گے کہ یہ عربوں کا حاکم ہے ان کی اصل جڑ ہے۔ اس طرح آپ کا وجود آپ کی مخالفت پر انہیں زیادہ آمادہ کرے گا۔

> "آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ دشمن کی فوجیں روانہ ہو گئی ہیں تو یہ ان کا روانہ ہونا اللہ کو آپ سے زیادہ ناپسند ہے اور جس بات کو اللہ ناپسند کرے تو وہ اسے دور کرنے پر سب سے زیادہ قدرت رکھتا ہے۔ جہاں تک ان کی تعداد کی کثرت کا تعلق ہے تو ہم گزشتہ زمانے میں کثرت کے بل بوتے پر جنگ نہیں کرتے تھے بلکہ نصرت خداوندی کے بھروسے پر مجاہدانہ جنگ کرتے تھے"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"بے شک اگر میں اس شہر سے روانہ ہو جاؤں تو اس کے اطراف و اکناف سے لوگ اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور اگر اہل

تم نے مجھے لکھا [illegible] جنگ کے لیے [illegible]
تھے [illegible]"۔

جواب کی اصل [illegible]

سپہ سالار کا انتخاب۔

اب تم مجھے مشورہ دو کہ میں اس جنگ کا سپہ سالار کسے بناؤں؟ مسلمانوں نے کہا

"آپ بہترین رائے اور صلاحیت کے مالک ہیں"۔

آپ نے فرمایا: "مجھے تو عراقی شخص چاہئے"۔

وہ بولے: "اے امیر المومنین! آپ اہل عراق اور اپنے لشکر کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ وہ آپ کے پاس وفد بنا کر آتے ہیں آپ انہیں دیکھتے ہیں اور ان سے گفتگو بھی کرتے ہیں"۔

آپ نے فرمایا: "خدا کی قسم میں ایسے شخص کو سپہ سالار مقرر کروں گا جو کل جنگ شروع ہوتے ہی سب سے پہلے نیزہ سنبھالے گا"۔

لوگوں نے پوچھا: "وہ کون ہے؟"

آپ نے فرمایا: "وہ نعمان بن مقرن مزنیؓ ہیں"۔

لوگ کہنے لگے: "بے شک وہ اس جنگ کے لیے موزوں ترین شخص ہیں"۔

حضرت نعمان بن مقرنؓ کا تقرر:

حضرت نعمان بن مقرنؓ اس زمانے میں بصرہ میں تھے ان کے ساتھ قوم کے کچھ لوگ بھی تھے جنہیں حضرت عمرؓ نے ہرمزان کی عہد شکنی کے موقع پر امداد کے لیے بھیجا تھا اور انہوں نے رامہرمز اور ایذج کے مقامات کو فتح کر لیا تھا۔ اور تستر، جندی سابور اور سوس کی لڑائیوں میں مسلمانوں کی مدد کی تھی۔

حضرت عمرؓ نے انہیں زر بن کلیب اور مقترب اسود بن ربیعہ کے ذریعے جنگ کی اطلاع بھیجی اور یہ بھی تحریر کیا

"میں نے تمہیں اہل عجم کی جنگ کا سپہ سالار بنا دیا ہے۔ اس لیے تم اپنے مقام سے روانہ ہو جاؤ اور ماہ کے مقام پر پہنچ جاؤ کیونکہ میں نے اہل کوفہ کو لکھ دیا ہے کہ وہ تم سے وہاں ملیں۔ جب تمہاری فوجیں مکمل ہو جائیں تو تم فیرزان اور اہل عجم کی ان فوجوں کے مقابلے کے لیے روانہ ہو جو وہاں تمہارے پاس جمع ہو گئی ہیں۔

تم اللہ سے مدد طلب کرو اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللہ ہی کو اختیار حاصل ہے [illegible]"۔

جہاد کا شوق۔

ابو وائل کی روایت ہے کہ حضرت نعمان بن مقرنؓ کسکر کے عامل تھے انہوں نے حضرت عمرؓ کو تحریر کیا

"میری اور کسکر کی مثال ایسی ہے جیسے ایک نوجوان مرد کے پہلو میں بدکار عورت ہو جو اپنے رنگ روپ سے اسے لبھا رہی ہو میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے کسکر سے معزول کر کے مسلمانوں کے کسی لشکر میں (جہاد کے لیے) بھیج دیں"۔

درمیانی مورچے:

مجاشع بن مسعود سلمی کو اہواز بھیجا گیا اور انہیں ہدایت کی گئی کہ وہ وہاں سے ماہ کے مقام پر جائیں چنانچہ وہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب وہ غضی کے درخت کے قریب پہنچے تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ وہیں جگہ ٹھیرے رہیں۔ وہ غضی درخت اور مرج القلعہ کے درمیان ٹھیرے رہے۔

سلمی، حرملہ، زر، اور مقترب پیچھے سے اصفہان اور فارس کی سرحدوں پر پہنچ گئے اس طرح انہوں نے اہل نہاوند کے لیے فارس سے امداد روک دی۔

نامور بہادروں کی شرکت:

جب اہل کوفہ طرز کے مقام پر حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان کو قریب کے ذریعے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ نامہ مبارک موصول ہوا۔

> "تمہارے ساتھ عرب کے بڑے گرامی سردار ہیں جو عہد جاہلیت میں بہادرانہ کارنامے انجام دے چکے ہیں اس لیے جنگی امور میں ان سے کم تر ماہرین کے بجائے انہیں اپنے ساتھ رکھو اور ان کی خدمات حاصل کرو اور ان کی رائے اور مشورہ پر عمل کرو۔ تم طلیحہ، عمرو اور عمرو سے خدمت لو اور انہیں کسی خاص کام کا حاکم مقرر نہ کرو"۔

خبر رسانی کی مہم:

چنانچہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے طرز کے مقام سے (حضرات) طلیحہ، عمرو اور عمرو کو خبر رسانی کے لیے بھیجا تاکہ وہ دشمن کی (نقل و حرکت) کی خبریں لے کر آئیں اور اس میں مبالغہ آمیزی نہ کریں۔ چنانچہ طلیحہ، عمرو بن ابی سلمی العنزی اور عمرو بن معدی کرب زبیدی روانہ ہوئے وہ دن میں رات تک چلتے رہے اس کے بعد عمرو بن ابی سلمی واپس آ گئے لوگوں نے پوچھا: "تم کیوں جلد واپس آ گئے؟" وہ بولے: "میں اہل عجم کے علاقے میں گیا تھا یہ زمین ناواقف شخص کو تباہ کر دیتی ہے اور جو (اس کے راستوں سے) واقف ہوتا ہے وہ اس زمین کو تباہ کر دیتا ہے"۔

طلیحہ اور عمرو بن معدی کرب چلتے رہے جب رات کا آخری حصہ ختم ہوا تو عمرو بن معدی کرب بھی واپس آ گئے لوگوں نے پوچھا: "تم کیسے واپس آ گئے؟" وہ بولے: "ہم ایک دن اور ایک رات چلے ہیں اور ہم نے کچھ نہیں دیکھا آخر کار ہمیں اندیشہ ہوا کہ ہم رستے سے نہ بھٹک جائیں"۔

حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ کی کامیابی:

حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ چلتے رہے یہاں تک کہ وہ نہاوند تک پہنچ گئے طرز اور نہاوند کے درمیان تقریباً پچیس فرسخ کا فاصلہ تھا انہیں دشمن کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں اور بہت سی باتیں معلوم ہوئیں انہوں نے اپنے دونوں ساتھیوں کی پروا نہیں کی تھی (بلکہ آگے نکل گئے تھے) اس وجہ سے مسلمان یہ سمجھنے لگے تھے کہ (طلیحہ) دوبارہ مرتد ہو گئے ہیں۔

جب وہ واپس آئے اور مسلمانوں کے لشکر میں پہنچے تو مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا انہوں نے پوچھا "کیا بات ہے؟" لوگوں نے ان کے بارے میں بدگمانی اور اندیشہ کا ذکر کیا اس پر وہ بولے اگر دین نہ ہوتا صرف عرب قومیت ہی ہوتی تو اس صورت میں بھی میں اہل عجم کے پاس جا کر پناہ نہ لیتا بعد ازاں وہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں حالات سے مطلع کیا اور بتایا

کہ ان کے امراء نہاوند گئے۔ یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے اور مقدمہ (ہراول دستہ حائل) ہے۔

صف آرائی

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے اب آگے بڑھنے کا اعلان کیا اور صف بندی کرنے کا حکم دیا انہوں نے مجاشع بن مسعود کو پیچھے بٹھا دیا کہ وہ مسلمانوں کی نگرانی کرے۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ صفیں درست کرتے رہے ان کے ہراول دستے پر نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ تھے ان کے دونوں پہلوؤں پر حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ تھے ایک حصے پر قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور پچھلے حصے پر مجاشع رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ منورہ کی امدادی فوج بھی آگئی تھی جس میں حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حذیفہ جیسے جنگجو بھی شامل تھے غرض وہ اسفیذہان کے مقام پر پہنچ گئے۔

دشمن کی تیاری

دشمن نے بھی صف بندی کر لی تھی ان کا سپہ سالار فیرزان تھا اور اس کے دائیں بائیں زردق اور بہمن جاذویہ تھے جو ذوالحاجب کی جگہ مقرر ہوا تھا۔ نہاوند کی جنگ میں وہ لوگ بھی شریک تھے جو قادسیہ اور دوسری جنگوں میں شریک نہیں تھے وہ دوسرے مقامات پر رہے تھے ان میں ان کے امراء اور معزز افراد شامل ہوئے ان کے سوار دستے کا سردار انوشق تھا۔

نعرۂ تکبیر کا اثر:

جب حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا ان کے ساتھ مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا اس سے ایرانیوں کی صفوں میں کھلبلی پیدا ہو گئی پھر حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے ٹھہر کر سامان اتارنے اور خیمے نصب کرنے کا حکم دیا کوفہ کے شرفاء نے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے لیے خیمہ نصب کیا پھر چودہ ممتاز سرداروں کے خیمے نصب کیے گئے جن کے نام درج ذیل ہیں:

ممتاز سردار:

۱۔ حذیفہ بن الیمان ۲۔ عقبہ بن عمرو ۳۔ مغیرہ بن شعبہ ۴۔ بشیر بن الخصاصیہ ۵۔ حنظلہ الکاتب بن ربیع ۶۔ ابن الہوبر ۷۔ ربعی بن عامر ۸۔ عامر بن مطر ۹۔ جریر بن عبداللہ حمیری ۱۰۔ اقرع بن عبداللہ حمیری ۱۱۔ جریر بن عبداللہ بجلی ۱۲۔ اشعث بن قیس کندی ۱۳۔ سعید بن قیس ہمدانی ۱۴۔ وائل بن حجر غرض ان لوگوں جیسے (معزز) خیمے عراق میں نہیں دیکھے گئے۔

گھمسان کی جنگ

سامان اتارنے کے بعد حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے جنگ چھیڑ دی یہ جنگ چہار شنبہ اور پنج شنبہ دونوں دن ہوتی رہی۔ یہ جنگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ساتویں سال ۱۹ھ میں ہوئی یہ گھمسان کی لڑائی تھی جس میں ایرانیوں کو ہزیمت ہوئی جمعہ کے دن وہ اپنی خندقوں میں گھس گئے اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور جب تک اللہ نے چاہا ان کا محاصرہ کرتے رہے ایرانیوں کو یہ آزادی حاصل تھی کہ جب وہ چاہتے نکل آتے مسلمانوں کو یہ بات شاق گذری اور انہیں اندیشہ ہوا کہ اس طرح یہ معاملہ طول اختیار کرے گا لہٰذا جمعہ کے دن مسلمانوں کا اجتماع ہوا اور لوگ باہمی مشورہ کرنے لگے۔ وہ کہنے لگے

باہمی مشورہ:

'' ایرانی (مجوسی) اپنے قلعوں میں بند ہیں ''

آخر کار وہ خندقوں میں قلعہ بند ہو کر رہ گئے اور جب انہوں نے یہ بات دیکھی تو حضرت نعمان بن مقرن نے اپنے ہم خیال لوگوں کو اکٹھا کیا کہ کس بات پر وہ غور و فکر کریں، جبکہ وہ مسلمان کے ساتھ جنگ نہیں کرتے۔ '' تم دیکھ رہے ہو'' یہ بات انہوں نے کہی اور انہوں نے بزرگ و دانشمند لوگوں سے مشورہ لیا کہ جب سب پہنچ گئے تو حضرت نعمان بن مقرن نے فرمایا

'' تم مشرکوں کو دیکھ رہے ہو کہ وہ قلعوں اور شہروں میں بند ہو گئے ہیں اور جب وہ چاہتے ہیں نکل آتے ہیں مسلمان ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے ہیں اور وہ لوگ نکلتے ہیں اس بات سے مسلمان بہت پریشان ہیں۔ اب کیا کوئی ایسا طریقہ ہو سکتا ہے جس سے انہیں باہر نکالا جا سکے تاکہ ان سے جنگ کی جائے اور جس سے یہ معاملہ طول نہ پکڑ سکے۔''

جنگی ماہروں کی رائے:

ان لوگوں میں جو سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھے وہ سب سے پہلے بولے، عمرو بن ثبی جو سب سے زیادہ عمر رسیدہ سمجھے جاتے تھے

'' دشمن کے لیے قلعہ بند ہونا آپ کے ساتھ جنگ کرنے سے زیادہ سخت ہے لہذا انہیں آپ اپنی حالت پر چھوڑ دیں اور انہیں تنگ کریں جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان سے جنگ کیجیے۔''

سب مسلمانوں نے ان کی رائے کی مخالفت کی اور کہا

'' ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنی مراد ہمارے مقابلے پر وقت سے پورا کر سکیں گے۔''

حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بولے:

'' آپ ان کا محاصرہ کریں اور ان سے جنگ کریں اور ان سے بالکل نہ ڈریں۔''

سب لوگوں نے ان کی رائے بھی رد کر دی اور کہا:

'' صرف دیواریں ہمارے ساتھ مقابلہ کر رہی ہیں اور یہی دشمن کے بر خلاف ہماری مددگار ہیں۔''

حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ کی رائے:

حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ نے کہا

'' ان دونوں نے گفتگو کی مگر انہیں وہ بات نہیں سوجھی۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ گھوڑ سواروں کا ایک دستہ بھیجیں تاکہ وہ انہیں گھیرے میں لے کر ان پر تیر اندازی کریں تاکہ وہ جنگ چھیڑ دیں۔ جب جنگ شروع ہو جائے اور وہ نکل کر ان سے مقابلہ کریں تو وہ دستہ ہماری طرف پلٹ آئے اور چونکہ تمام ایرانی تمام جنگوں میں پیچھے ہٹتے رہے تھے اور اب پیچھے ہٹ رہے ہیں تو انہیں ہماری شکست کی توقع ہے اور وہ اس میں شک نہ کریں گے اور ہماری طرف آ جائیں گے اور ہم ان سے جنگ کریں گے اور ہم ان سے جنگ اس وقت تک کرتے رہیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کے مطابق ہمارے اور

ان کے درمیان فیصلہ نہ ہو سکا تھا۔

جنگی تدبیر:

لہٰذا حضرت نعمان بن مقرن نے حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ وہ گئے اور انہوں نے جنگ چھیڑ دی دشمن جب ان پر حملہ کرنے کے لیے خندقوں سے نکل آئے تو وہ پیچھے ہٹنے لگے ایرانیوں نے اس بات کو غنیمت سمجھا اور وہ بھی یہی سمجھے جو ان کا خیال تھا چنانچہ وہ نکلے اور ان کی فوج سے دروازوں پر پہرہ دینے والوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا جب وہ سب نکل آئے تو سب سوار پیچھے ہٹنے لگے اس وقت حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ گئے اور ایرانی فوج بھی ایک حد تک اپنے قلعوں سے نکل آئی۔

دشمن کی تیر اندازی:

اس وقت حضرت نعمان رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کی فوجیں صف بستہ تھیں اور جمعہ کے دن کا آغاز تھا حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنے مقامات پر ڈٹے رہیں اور اس وقت تک جنگ نہ کریں جب تک کہ وہ انہیں اجازت نہ دیں چنانچہ مسلمانوں نے تعمیل حکم کی انہوں نے تیر اندازی سے بچنے کی کوشش کی۔ مگر مشرکین مسلمانوں پر تیر اندازی کرتے رہے یہاں تک کہ مسلمان بہت زخمی ہو گئے اور وہ ایک دوسرے سے اس کی شکایت کرنے لگے پھر وہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہنے لگے:

> "کیا آپ ہماری حالت نہیں دیکھ رہے ہیں اور کیا مسلمانوں پر جو مصیبت نازل ہو رہی ہے اس کا آپ کو علم نہیں ہے آپ کس بات کا انتظار کر رہے ہیں؟ آپ مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت دیں۔"

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کا توقف:

حضرت نعمان بن مقرن نے فرمایا: "تم تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ" مسلمان بار بار ان کے پاس گئے اور وہ ہر موقع پر یہی جواب دیتے رہے: "تم تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ اور توقف کرو۔"

اس پر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

> "اگر یہ کام (سپہ سالاری) میرے سپرد ہوتا تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ میں کیا کرتا ہوں۔"

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> "تم ٹھہر جاؤ تمہیں بھی کام کرنے کا موقع ملے گا جب تم سپہ سالار تھے تو تم بھی اچھا کام کرتے تھے اللہ تمہیں ذلیل و رسوا نہیں کرے گا ہمیں توقف کرنے میں بھی اسی قسم کی توقع ہے جس قسم کی توقع ترغیب جنگ (سے جلدی کرنے) میں ہو سکتی ہے۔"

سنت نبوی کا اتباع:

دراصل حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ جنگ کرنے میں اس مبارک گھڑی کا انتظار کر رہے تھے جو رسول اللہ ﷺ کو جہاد کا آغاز کرنے میں زیادہ پسند تھی یہ وقت زوال کے بعد کا تھا جب کہ سایہ ڈھل چکا ہو اور ہوائیں چل رہی ہوں جب یہ وقت قریب آیا تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سواری پر گشت کرنے لگے۔ وہ ہر جھنڈے والے کے قریب جا کر اللہ کی حمد و ثنا کرتے اور فرماتے

ترغیب جہاد:

"تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے تمہیں اس دین و مذہب کی بدولت عزت بخشی ہے اور تم سے غالب آنے کا وعدہ کیا ہے اللہ نے اپنے وعدے کا ابتدائی حصہ مکمل کر دیا ہے اور اب اس کا آخری حصہ باقی رہ گیا ہے اللہ ضرور اپنا وعدہ پورا کرے گا اور آخری دور کو بھی پہلے دور کی طرح کامیاب کرے گا تم اپنے گزشتہ زمانے کو یاد کرو جب کہ تم ذلیل و حقیر تھے اور جب تم نے اس دین و مذہب کو قبول کیا تو تم معزز و محترم ہو گئے۔ تم آج اللہ کے سچے بندے ہو اور اس کے دوست ہو۔

اعلیٰ مقصد کے لیے جنگ:

"تمہیں معلوم ہے کہ تم اپنے عربی بھائیوں سے الگ ہو گئے ہو، اس لیے تمہاری فتح و نصرت میں ان کا فائدہ ہے اور تمہاری شکست اور ذلت میں ان کا نقصان ہے تمہیں معلوم ہے کہ اپنے دشمن کے مقابلے میں تم کون ہو؟ اور ان کے پیش نظر کیا ہے اور تمہارے پیش نظر کیا ہے؟ وہ اپنے ملک و وطن اور اپنی دنیا کی حفاظت کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ مگر تم اپنے دین و مذہب اور اپنے مرکز کی حفاظت کے لیے جہاد کر رہے ہو تم اور وہ اپنے مقاصد میں برابر نہیں ہو اس لیے وہ اپنی دنیا کی حفاظت و حمایت میں زیادہ سرگرم ہیں بہ نسبت اس کے کہ تم اپنے دین و مذہب کی حفاظت و حمایت میں جوش و خروش کا مظاہرہ کرو۔

وہ بندہ سب سے زیادہ دین پرہیزگار اور متقی ہے جو اللہ کے کاموں میں خلوص و صداقت کا مظاہرہ کرے لہٰذا اس مقصد کے لیے بہترین کارنامہ انجام دے۔

شہادت یا فتح:

تم دو قسم کی بھلائیوں کے درمیان ہو اور دو نیکیوں میں سے کسی ایک نیکی کی تمہیں توقع ہے یا تو تم شہید ہو کر زندہ جاوید ہو جاؤ گے اور اللہ کے پاس سے تمہیں رزق دیا جائے گا، یا تم جلد فتح اور کامیابی حاصل کرو گے تم میں سے ہر ایک اپنے قریب (کے دشمن) کے لیے کافی ہے بلکہ تم میں سے ہر ایک اپنے قریب کے لوگوں پر غالب آئے گا۔

جنگی ہدایات:

جب میں تکبیر کہوں تو تم تیار ہو جاؤ میں تین تکبیریں کہوں گا جب میں پہلی تکبیر کہوں تو جو شخص تیار نہ ہو وہ جنگ کے لیے تیار ہو جائے جب میں دوسری تکبیر کہوں تو ہر ایک ہتھیار بند ہو جائے اور حملہ کرنے کے لیے تیار ہو جائے اور جب تیسری مرتبہ نعرہ تکبیر بلند کروں تو اس وقت میں خود حملہ کروں گا تم بھی ان پر حملہ کر دو۔

فتح و شہادت کے لیے دعا:

اے اللہ تو اپنے دین و مذہب کو غالب کر اور اپنے بندوں کو فتح و نصرت عطا کر اور اپنے دین کی عزت و مدد اپنے بندوں کی فتح و نصرت کے ساتھ نعمان کو آج کا شہید اول بنا۔"

شدید جنگ:

جب حضرت نعمان رضی اللہ عنہ فوج کے مختلف دستوں کے پاس جا کر انہیں ہدایات دے چکے اور انہیں اپنے احکام بتا چکے تو آپ نے

مورچوں پر واپس آ گئے اس کے بعد انہوں نے (حسب ہدایت) تین بار نعرہ تکبیر بلند کیا مسلمان تیار رہے اور تعمیل کرتے رہے اور مقابلے کے لیے اچھی طرح تیار ہو گئے اس کے بعد حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے جنگ شروع کی اور ان کے ساتھ تمام مسلمانوں نے حملہ کر دیا حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کا علم ان پر عقاب کی طرح جھپٹ رہا تھا اس وقت حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سفید قبا اور سفید ٹوپی پہنے ہوئے ممتاز شان رکھتے تھے اس وقت شمشیر زنی کے ساتھ ایسی گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی کہ اس سے پہلے سننے والوں نے ایسی شدید جنگ کے واقعات نہیں سنے تھے۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی شہادت:

زوال کے بعد سے لے کر شام تک اہل فارس کے اس قدر آدمی مارے گئے کہ تمام میدان جنگ ان کی لاشوں سے پٹا ہوا تھا کہ گھوڑے اور (سواروں کے) پاؤں (اس خون کی وجہ سے) پھسل رہے تھے اور مسلمانوں کے بہت سے شہسواروں نے اس جولان گاہ میں نقصان اٹھایا چنانچہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کا گھوڑا بھی پھسل گیا اور جب ان کا گھوڑا پھسلا تو وہ گر کر شہید ہو گئے ان کے گرنے سے پہلے حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ نے ان کا جھنڈا سنبھال لیا اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہ (کی لاش) کو ایک کپڑے سے ڈھانک دیا اس کے بعد جھنڈا لے کر حذیفہ کے پاس آئے اور (یہ بتا کے) جھنڈا ان کے حوالے کر دیا وہ ان کے مقام پر پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ متعین کر دیا اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی موت چھپا کر ان کا علم بلند کر دیا اس وقت حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

> "تم اپنے امیر کی شہادت کی خبر کو اس وقت تک پوشیدہ رکھو جب تک کہ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اللہ ان کے اور ہمارے درمیان کیا فیصلہ کرتا ہے اس واقعہ سے مسلمانوں کے اندر کمزوری نہیں آنی چاہیے"۔

مشرکوں کی شکست:

جب رات کی تاریکی چھا گئی تو مشرکوں کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا مگر وہ اندھیرے کی وجہ سے راہ راست بھٹک گئے اس لیے انہوں نے ان کا تعاقب کرنا چھوڑ دیا ایرانی فوج بھاگ کر اسپیدہان کے قریب اترے تو وہ آگ میں گر گئے جب ان میں سے کوئی آگ میں گرتا تھا تو وہ کہتا تھا۔ (وائے خرد) اس وجہ سے آج تک اس مقام کو "وای خرد" کہتے ہیں اس طرح ان میں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ افراد (آگ میں گر کر) مر گئے یہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں جو میدان جنگ میں مقتول ہوئے اور صرف وہی بچ سکے جو (صحیح سالم) بھاگ سکے تھے۔

فیروزان کا قتل:

(ایرانی سردار) فیروزان بھی جنگ سے بچ نکلا تھا وہ بھگوڑوں کی فوج کے ساتھ ہمدان کی طرف بھاگ گیا حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ نے اس کا تعاقب کیا اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ہمدان کی گھاٹی میں جا پکڑا اس وقت وہ گھاٹی ان خچروں اور گدھوں کی (آمد و رفت) کی وجہ سے مسدود ہو گئی تھی جن پر شہد لدا ہوا تھا۔ اس کی وجہ سے وہ اس گھاٹی میں رک گیا تو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ کر اسی گھاٹی پر اسے مار ڈالا اس وقت مسلمان کہنے لگے "اللہ نے شہد کی شکل میں (اپنا بھی) لشکر بھیجا تھا"۔ اس کے بعد وہ شہد اور اس کے ساتھ کے تمام ساز و سامان کو اپنے ساتھ لے آئے اس واقعہ کی بدولت یہ گھاٹی ثنیۃ العسل کہلانے لگی۔

غرض اس کے قریب جب حضرت نعمان بن مقرنؓ گر گئے تھے۔ تو وہ (نعیم) سب سے اول آگے بڑھا اور جھنڈے پر پہنچ گیا تھا حضرت حذیفہؓ بھی ان کے پیچھے پیچھے پہنچ گئے اور اسے پکڑ لیا۔

دشمن کا تعاقب:

شکست خوردہ لشکر جبل کی طرف بھاگا اور نعیمؓ گھڑسواروں کے ساتھ ان کے تعاقب میں تھے جب وہ ہمدان کے شہر میں داخل ہو گئے تو مسلمان بھی شہر تک آ پہنچے اور انہوں نے اس کی چیزوں پر قبضہ کر لیا جب خسرو شنوم نے یہ حالت دیکھی تو اس نے صلح کی درخواست کی اور ان سے یہ تسلیم کرایا کہ وہ ہمدان اور دستبیٰ کے مقامات کا (جزیہ وصول کرتے رہیں) وہ ذمہ دار ہے چنانچہ مسلمانوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور انہیں پناہ دی اور جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ بھی واپس آ گئے۔

شہر میں داخلہ:

جنگ نہاوند میں مشرکین کی شکست کے بعد مسلمان نہاوند کے شہر میں داخل ہو گئے اور جو کچھ اس کے اندر تھا اور جو اس کے اردگرد تھا سب پر قبضہ کر لیا انہوں نے سازوسامان جمع کیا اور سب سائب بن الاقرعؓ کے پاس جمع کرا دیا۔

جواہرات کا خزانہ:

اس کے بعد سب اہل لشکر انتظار کرنے لگے کہ ان کے بھائی جو تعاقب کے لیے ہمدان گئے تھے کیا خبر لے کر آتے ہیں اتنے میں آتش کدہ کا منتظم پناہ کے ارادے سے آیا۔ اسے حضرت حذیفہؓ کے پاس پہنچایا گیا تو وہ بولا "کیا آپ مجھے اس شرط پر پناہ دیں گے کہ میں آپ کو اہم معلومات سے مطلع کروں؟" وہ بولے (ضرور ہم پناہ دیں گے) اس نے بتایا:

> "نخیرجان نے میرے پاس کسریٰ (شاہ ایران) کا خزانہ رکھوایا تھا میں اسے نکال کر آپ کو دوں گا بشرطیکہ آپ مجھے پناہ دیں اور ان لوگوں کو بھی پناہ دیں جنہیں میں بتا دوں"۔

حضرت حذیفہؓ نے انہیں پناہ دی۔ اس پر اس نے کسریٰ کا خزانہ نکال کر دیا جو ان جواہرات پر مشتمل تھا جو حوادث زمانہ کے موقع کے لیے جمع کیے گئے تھے جب مسلمانوں نے اسے دیکھا تو سب کا اس امر پر اتفاق ہوا کہ اسے حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیا جائے ان کے خمس میں شامل کر لیا گیا چنانچہ جب مسلمان (مال غنیمت کی تقسیم سے) فارغ ہو گئے تو پانچویں حصے کے ساتھ یہ (جواہرات) بھی بھیجے گئے۔

مال غنیمت کی تقسیم:

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے لوگوں میں مال غنیمت کو تقسیم کرایا چنانچہ جنگ نہاوند میں ایک سوار کا حصہ چھ ہزار تھا اور پیادے کا حصہ دو ہزار تھا حضرت حذیفہؓ نے پانچویں حصے میں سے جنگ نہاوند میں بہادری کے کارنامے انجام دینے والوں کو مزید انعام اپنی مرضی کے مطابق دیے اس کے بعد جو پانچواں حصہ باقی رہ گیا تو وہ صاحب الاقباض کے حوالے کیا گیا۔ حضرت سائب بن اقرعؓ وہ پانچواں حصہ (خمس) اور کسریٰ کا ذخیرہ (جواہرات) لے کر حضرت عمرؓ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت حذیفہؓ نے جب حضرت عمرؓ کو جنگ نہاوند کی فتح کا خط لکھا اور وہ جواب کے انتظار میں رہے انہوں نے نہاوند میں ہی قیام کیا اور مزید حکم کے منتظر رہے۔ فتح کی خبر کا قاصد طریف بن سہم تھا جس کا قبیلہ بنی ربیعہ بن مالک سے تعلق تھا۔

اہل ماہین کی درخواست

جب اہل ماہین کو یہ اطلاع ملی کہ ہمدان پر قبضہ ہو گیا ہے۔ اور نعیم بن مقرن اور قعقاع [illegible] تب [illegible] خسرو شنوم [illegible] حضرت حذیفہ سے خط و کتابت کی۔ انہوں نے ان کی درخواست قبول کر لی۔ سب نے متفقہ طور پر صلح کی تجویز کو مان لیا اور حضرت حذیفہ کے پاس آنے کا ارادہ کیا لیکن دینار نے انہیں دھوکا دیا۔ وہ ان بادشاہوں سے کم درجہ کا بادشاہ تھا۔ دوسرے بادشاہ اس سے اونچے درجے کے تھے۔ اور ان میں سب سے زیادہ شریف قارن تھا۔

دینار کی مصالحت

دینار نے اپنے لوگوں سے یہ کہا: "تم ان سے حسن و جمال (کے ساتھ) مت ملنا بلکہ معمولی لباس میں جانا۔" لوگوں نے اس پر عمل کیا مگر وہ ان کے برخلاف ریشمی کپڑوں اور زیورات سے آراستہ ہو کر گیا اس سے جو مطالبہ کیا گیا وہ ادا کر دیا اور مسلمانوں کی تمام باتیں تسلیم کر لیں اس لیے مسلمانوں نے اس سے معاہدہ کر لیا اور دوسرے لوگوں کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ وہ اس کی اطاعت کریں اور اس کا حکم مانیں اسی لیے اس مقام کا نام "ماہ دینار" ہو گیا اور [illegible] کی وجہ سے اس کا نام [illegible] ان کی وجہ سے تھا۔

قلعہ نسیر

نسیر بن ثور ایک قلعہ پر متعین تھے وہاں ایک جماعت پناہ گزین تھی۔ انہوں نے ان سے جہاد کر کے اس قلعہ کو فتح کر لیا تھا۔ اس لیے یہ قلعہ نسیر کی طرف منسوب ہو گیا تھا۔

امدادی فوج کی شرکت

حضرت حذیفہ نے نہاوند کی جنگ میں حاصل شدہ مال غنیمت تقسیم کیا جو [illegible] ایک شخص [illegible] قریب تھے [illegible] غنیمت میں [illegible] شریک کیا [illegible] جنگ [illegible] شریک کیا [illegible] مسلمانوں کی امداد کے طور پر بھیجے گئے تھے [illegible]

فتح کا مژدہ

جو دن جنگ کے لیے مقرر تھا اس رات حضرت عمر [illegible] کے لیے خود معلوم کرنے کے لیے باہر نکلے۔ ان دنوں ایک مسلمان شخص مدینہ سے باہر گیا تھا تو [illegible] سے گیا تھا جب رات کے وقت وہ مدینہ واپس آ رہا تھا تو اسے جنگ نہاوند کی تیسری رات کو ایک سوار ملا جو مدینہ جا رہا تھا اس نے اس سے دریافت کیا "کہاں سے آ رہے ہو؟" اس نے کہا "نہاوند سے" پوچھا "کیا خبر ہے؟" جواب دیا "اچھی خبر ہے اللہ نے نعمان کو فتح دی اور شہادت بھی دی۔ ان کے بعد [illegible] مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا ہے" اور سوار [illegible] مدینہ میں غائب ہو گیا۔

جواہرات کا ذخیرہ

اس شخص نے یہ خبر [illegible] یہ بات حضرت عمر تک بھی پہنچی تو حضرت عمر نے

لیے بہت بے چین تھے اس لیے انہوں نے اس کو یاد کر کے وقت کیا تو اس شخص نے یہ خبر سنائی آپ نے فرمایا یہ جو بتاتا ہے یہ عثیم ہے جو جنات کا ہرکارہ ہے۔ وہ یہاں انسانوں کے قاصد کو دیکھ لیا تھا۔

فتح و شہادت کی خبر:

پھر طریف فتح کی خبر لے کر آئے تو پوچھا "کیا خبر ہے؟" وہ بولے "میرے پاس فتح کے سوا زیادہ خبر نہیں" جب آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلے اور دور تک چلے گئے تو انہیں ایک سوار دکھائی دیا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یہی قاصد ہے" جب وہ قریب آئے تو پوچھا "کیا خبر ہے؟" وہ بولے "بشارت ہے، فتح ہو گئی" آپ نے فرمایا "حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟" وہ بولے "دشمن کے خون میں گھوڑا پھسل گیا۔ اس سے وہ گر پڑے اور شہید ہو گئے" پھر آپ چلے گئے تو سب ان کے ساتھ چل رہے تھے آپ نے ان سے مسلمان شہیدوں کی تعداد دریافت کی انہوں نے تھوڑی تعداد بتائی اور یہ بھی بتایا کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ اس "فتح الفتوح" میں سب سے پہلے شہید ہونے والے تھے جیسا کہ ابو وائل وغیرہ دیگر مسلمان بیان کرتے ہیں جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو سامان اتارا گیا اور مسجد میں رکھا گیا اور آپ نے اپنے چند صحابیوں کو جن میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے پہرہ پر لگایا کہ وہ یہاں رات بھر (حفاظت کرتے) رہیں۔

جواہرات کی واپسی:

جب آپ اپنے گھر واپس آنے لگے تو سائب نے ان دونوں صندوقچوں کو (جن میں کسریٰ کے جواہرات تھے) پیش کیا اور ان کا حال بتایا اور لوگوں کے فیصلے سے مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا

> "اے ابن ملیکہ! خدا کی قسم نہ لوگ اس بات کو جانتے ہیں اور نہ تم جانتے ہو۔ تم بہت جلد انہیں لے کر واپس جاؤ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر وہ مال غنیمت کی طرح انہیں بھی تقسیم کر دیں۔"

چنانچہ وہ فوراً واپس گئے اور ماہ کے مقام پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے انہوں نے دونوں صندوقچے لے لیے اور انہیں فروخت کیا تو اس کی قیمت چالیس لاکھ ملی۔

طلیحہ کی کرامات:

محمد بن قیس اسدی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جس کا نام جعفر بن راشد بتایا جاتا ہے طلیحہ سے اس وقت کہا جب کہ وہ لوگ نہاوند میں مقیم تھے:

> "ہمیں بھوک لگی ہے۔ کیا تمہارے عجیب و غریب کاموں میں سے کوئی ایسی چیز باقی ہے جس سے ہمیں فائدہ پہنچے؟"

وہ بولے:

> "جیسا تم چاہو"

انہوں نے ایک چادر اوڑھ کر نقاب کی طرح اوڑھ لی اور یہ پڑھ کر فرمایا:

> "اس کا بیان یہ ہے کہ مویشی اور ان کی بکریاں باغات میں ہیں۔"

چنانچہ جب وہ باغات میں داخل ہوئے تو انہوں نے وہاں موٹی تازی بکریاں پائیں۔

دینار کی مصالحت:

قبیلہ عبس کا ایک شخص روایت کرتا ہے: "جب ہم اہل نہاوند کا محاصرہ کر رہے تھے تو وہ نکل کر ہم سے جنگ کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم نے ان کو شکست دے دی۔ اس وقت سماک بن عبید عبسی نے ان میں سے ایک آدمی کا تعاقب کیا جن کے ساتھ آٹھ آدمی گھوڑوں پر سوار تھے۔ انہوں نے کسی مبارز (فردانی جنگ) کے لیے بلایا جو کوئی مقابلے کے لیے نکلا اسے قتل کر دیا یہاں تک کہ ان تمام افراد کو قتل کر دیا پھر انہوں نے اس عجمی آدمی پر حملہ کیا جس کے ساتھ یہ (آٹھ شخص) سوار تھے۔ اور اسے قیدی بنا لیا اور اس کے ہتھیار چھین لیے اور اس کی نگرانی کے لیے ایک آدمی مقرر کر دیا۔ جس کا نام عبد تھا۔ اس پر وہ بولا "تم مجھے اپنے امیر کے پاس لے چلو تاکہ میں اس سرزمین کی طرف سے ان سے مصالحت کروں اور تمہیں جزیہ ادا کروں۔ تم نے مجھ پر بہت احسان کیا ہے کیونکہ تم نے مجھے قتل نہیں کیا ہے میں اس وقت سے تمہارا غلام ہوں۔ اگر تم مجھے اپنے بادشاہ کے پاس لے جاؤ گے اور میرے تعلقات ان سے درست کرا دو گے تو میں تمہارا بہت ممنون ہوں گا۔ اور تم میرے بھائی بن جاؤ گے" اس پر انہوں نے اس شخص کو چھوڑ دیا اور اسے پناہ دی اور پوچھا "تم کون ہو؟" اس نے کہا "میں دینار ہوں" چنانچہ اسے حذیفہؓ کے پاس لے جایا گیا۔ دینار نے سماک کی بہادری کی بہت تعریف کی۔ کہ انہوں نے کتنے افراد کو قتل کیا اور مسلمانوں کی کس قدر حمایت کی۔ حضرت حذیفہؓ نے اس سے خراج ادا کرنے پر صلح کر لی اور اس سبب سے ماہ کا علاقہ اس کی طرف منسوب کیا گیا۔ وہ سماک سے بہت دوستی رکھتا تھا اور اسے تحفے بھیجتا رہتا تھا۔ اور جب بھی اسے حاکم کوفہ سے کوئی کام ہوتا تو وہ کوفہ آیا کرتا تھا۔

دینار کا خطاب:

ایک دفعہ وہ امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں کوفہ آیا تو اس وقت کوفہ میں مسلمانوں سے یوں مخاطب ہوا:

"اے اہل کوفہ! تم سب سے پہلے ہمارے علاقے میں آئے تھے۔ اس وقت تم بہترین انسان تھے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بھی اسی حالت پر قائم رہے۔ اس کے بعد تم تبدیل ہو گئے اور تم میں چار خصلتیں پیدا ہو گئیں: ۱۔ بخل ۲۔ فریب ۳۔ غداری ۴۔ تنگی۔ اس سے پیشتر تمہارے اندر ان میں سے کوئی چیز نہ تھی۔ جب میں نے غور کیا تو پتہ چلا کہ یہ چیزیں تمہارے ہاں پیدا ہونے سے آتی ہیں۔ فریب دہی نبطیوں کی طرف سے آئی۔ بخل فارس سے آیا۔ غداری خراسان سے آئی اور تنگ دلی اہواز کی طرف سے آئی۔"

ابولؤلؤہ کا افسوس:

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں: "جب نہاوند کے قیدی مدینہ میں لائے گئے تو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا غلام ابولؤلؤہ فیروز جب کسی بچے کو دیکھتا تو اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا تھا اور روتا تھا" وہ کہتا تھا "حضرت عمرؓ نے میرا کلیجہ کھا لیا ہے"۔

مقتولوں کی تعداد:

وہ دراصل نہاوند کا رہنے والا تھا۔ اہل روم نے اہل فارس کے ساتھ جنگ میں اس کو قیدی بنا لیا تھا اس کے بعد مسلمانوں نے اسے گرفتار کر کے قیدی بنا لیا تھا اس لیے وہ اس مقام سے منسوب ہو گیا جہاں سے وہ گرفتار کر کے اسیر بنایا گیا تھا۔

حضرت شعبیؒ کی روایت ہے کہ (شکست کے بعد) ایک سو اسی ہزار (۱۸۰۰۰۰) مارے گئے تھے اور میدان جنگ میں تیس ہزار

(۳۰۰۰۰) مارے گئے۔ یہ سب ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ جو لوگ تعاقب میں مارے گئے ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ مسلمانوں کی کل تعداد تیس ہزار (۳۰۰۰۰) تھی۔ نہاوند کا شہر ۱۹ھ کے شروع میں فتح ہوا تھا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے سات سال پورے ہو گئے تھے۔ اور ۱۸ھ ختم ہو چکا تھا۔

اہل ماہین کے لیے معاہدہ:

سیف رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اہل ماہین کے لیے یہ معاہدہ تحریر کیا: نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے اہل ماہ بہراذان کو یہ معاہدہ لکھ کر دیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"وہ ان کی جان و مال اور اراضی کو محفوظ رکھنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ وہ کسی قوم پر حملہ نہیں کریں گے ان کے مذہب اور قوانین میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی وہ جب تک سالانہ جزیہ مسلمانوں کو ادا کرتے رہیں گے تو ان کی حفاظت کی جائے گی۔ ہر بالغ پر اس کی حیثیت کے مطابق اس کے جان و مال کا (جزیہ) ہے۔ ان کے ذمہ یہ ہے کہ وہ مسافر کی رہنمائی کریں اور راستوں کو درست کریں اور مسلمانوں کی فوج میں سے جو کوئی ان کے پاس سے گزرے تو وہ اسے ایک رات دن کے لیے ٹھہرائیں اور خیر خواہ رہیں۔ اگر انہوں نے دھوکہ دیا اور معاہدہ کی خلاف ورزی کی تو ہم ان سے بری الذمہ ہیں"۔

اس پر عبداللہ بن ذی السہمین، قعقاع بن عمرو اور جریر بن عبداللہ گواہ ہیں اور یہ ماہ محرم ۱۹ھ میں لکھا گیا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا معاہدہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے یہ معاہدہ لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ (معاہدہ) حذیفہ بن الیمان نے اہل ماہ دینار کے لیے لکھ کر دیا ہے

"وہ انہیں جان و مال اور اراضی پر پناہ دیتے ہیں۔ وہ ان کی قوم پر قبضہ نہیں کریں گے ان کے مذہب و قوانین میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی مسلمانوں پر ان کی حفاظت اسی وقت تک (فرض) ہے جب تک کہ وہ سالانہ جزیہ مسلمان حاکم کو ادا کرتے رہیں گے۔ جو ہر بالغ پر اس کی حیثیت اور طاقت کے مطابق اس کے جان و مال پر ہے وہ مسافر کو راستہ بتائیں اور راستوں کو درست رکھیں اور مسلمان سپاہیوں میں سے جو کوئی ان کے پاس سے گزرے تو اسے ایک دن اور ایک رات ٹھہرائیں وہ (مسلمانوں کے) خیر خواہ رہیں اگر وہ تبدیل ہو گئے اور دھوکہ دینے کی کوشش کریں گے تو (ان کی حفاظت کی) ہماری ذمہ داری ان پر سے ساقط ہو جائے گی۔

اس کے گواہ قعقاع بن عمرو، نعیم بن مقرن اور سوید بن مقرن ہیں اور یہ ماہ محرم میں لکھا گیا"۔

کارناموں پر انعام:

کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو جو جنگ نہاوند میں شریک ہوئے اور خاص کارناموں میں سے جنہوں نے عمدہ بہادری کے کارنامے انجام دیے۔ دو دو ہزار کے عطیات دیے اور انہیں اہل قادسیہ کے برابر تسلیم کیا۔

باب ۸

پیش قدمی کی اجازت

اسی سال حضرت عمرؓ نے [illegible] تو جہاں تک [illegible] آپ نے یہ حکم دیا کہ مسلمانوں کی فوجیں [illegible] اور اصفہان کی طرف [illegible] ہو جائیں [illegible] کا حکم دیا۔

شاہ ایران کو نکالنے کا فیصلہ:

سیف کی روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے یہ دیکھا کہ یزدجرد ہر سال ایک نئی فوج مسلمانوں کے خلاف جمع کر کے آمادۂ جنگ ہو جاتا ہے اور انہیں [illegible] کہ جب تک اسے اس کی سلطنت سے نکالا نہیں جائے گا وہ کسی طرح باز نہیں آئے گا تو انہوں نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ [illegible] اور کسریٰ کے مقبوضات پر قبضہ کر لیں۔ اس مقصد کے لیے آپ نے کوفہ اور بصرہ کے سرداروں کو جنگ کے جھنڈے دے کر روانہ کیا۔

حکام کوفہ:

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کی حکومت کے درمیانی عرصے میں دو حاکم کوفہ مقرر ہوئے تھے پہلے حاکم عبداللہ بن عبداللہ بن عتبانؓ تھے ان کے زمانے میں جنگ نہاوند ہوئی۔ دوسرے حاکم زیاد بن حنظلہؓ تھے جو بنی عبد بن قصی کے حلیف تھے اور ان کے زمانے میں پیش قدمی کا حکم دیا گیا تھا۔

(پہلے حاکم) عبداللہ بن عبداللہؓ کو معزول کر کے انہیں [illegible] بھیجا گیا اور ان کی جگہ زیاد بن حنظلہؓ کو مقرر کیا گیا جو [illegible] تھے انہوں نے بہت کم عرصہ [illegible] پر اصرار کرنے لگے اس لیے انہیں سبکدوش کر کے حضرت عمار بن یاسرؓ کو ان کے بعد حاکم (کوفہ) مقرر کیا گیا۔

آپ نے اس حاکم کی امداد کے لیے عبداللہ بن عبداللہؓ کو مقرر کیا اور اہل کوفہ کی امداد کے لیے حضرت ابو موسیٰؓ کو مقرر کیا اور ان کی جگہ عمر بن سراقہؓ کو متعین کیا

جنگوں کے سپہ سالار

زیاد بن حنظلہؓ کے عہد حکومت ہی میں حضرت عمرؓ کی طرف سے عہد نامے اس وقت کے امیروں کے لیے آ گئے تھے چنانچہ ایک خط نعیم بن مقرنؓ کو بھیجا گیا چونکہ اہل ہمدان نے صلح کرنے کے بعد سرکشی کی تھی اس لیے انہیں اہل ہمدان (کی سرکوبی) کے لیے بھیجا گیا آپ نے ان کو لکھا تھا کہ

"(ہمدان) تمہارے [illegible] آگے [illegible] راستے پر [illegible] بھیج دیا۔"

آپ نے [illegible] (مقدمہ) [illegible] تھی۔ آپ

نے ان دونوں میں سے ایک کو یہ تحریر کیا کہ وہ صحرا سے دائیں سمت اختیار کرے اور دوسرے کو یہ تحریر کیا کہ وہ موصل سے بائیں سمت کو اختیار کرے۔ چنانچہ وہ چلے اور پہنچ گیا کہ دائیں سمت ہو اور ادھر پہنچ گئی کے بائیں سمت سے روانہ ہو۔

اصفہان کے سپہ سالار:

آپ نے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ کو ایک علم دیا اور انہیں تحریر کیا کہ وہ اصفہان جائیں۔ وہ بڑے بہادر لوگوں میں سے تھے۔ وہ انصار کے سرداروں میں سے تھے اور بنو اسد کے حلیف تھے ان کی مدد کے لیے بصرہ سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا اور عمر بن سراقہ رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا حاکم مقرر فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (کے تقرر) کا واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہاوند کی فتح کی اطلاع ملی تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ پیش قدمی کریں۔ انہوں نے اس بارے میں اجازت دے دی تو آپ نے انہیں لکھا:

"تم کوفہ سے روانہ ہو کر ان میں ... اور ... (حضرت) کے بیچ ... اور ان کا انتخاب ... قبل اصفہان جاؤ جب تک کہ تم۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں اصفہان بھیجنا چاہتے تھے لہٰذا دوسرے لوگوں کے ساتھ عبداللہ بن ورقاء ریاحی اور عبداللہ بن الحارث بن ورقاء اسدی بھی (جانے کے لیے) تیار ہوئے۔

غلط فہمی کا ازالہ:

جن (مؤرخین) کا خیال ہے کہ ان دونوں میں سے ایک عبداللہ بن ورقاء ریاحی رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ (اس روایت میں) ورقاء کا ذکر ہے۔ ان کو یہ خیال ہے کہ انہیں ان کے دادا کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ حالانکہ عبداللہ بن بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ جب جنگ صفین میں مقتول ہوئے تو اس وقت ان کی عمر چوبیس سال کی تھی۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بچے تھے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا تقرر:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے ہیں اور (اسلامی) افواج جنگ کی تیاری کر رہی ہیں تو آپ نے زیاد بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کے بعد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا۔ آپ نے اس وقت یہ آیت پڑھی:

﴿ونريد ان نمن على الذين استضعفوا في الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثين﴾

"ہم چاہتے ہیں کہ ہم ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور سمجھے گئے ہیں اور انہیں امام بنائیں اور (زمین کا) وارث بنائیں۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کے زمانے میں جب سلمان بن ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن ربیعہ نے (قاضی کے عہدے سے) استعفاء دے دیا تو زیاد کو اس وقت تک کے لیے قاضی بنایا گیا جب تک کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حمص سے آ نہ گئے۔

عراق کے حکام:

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ اور سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دریائے فرات اور دجلہ کے محاصل کی وصولی کا کام کیا تھا مگر ان دونوں نے استعفیٰ پیش کیا تھا

" انہیں اس کام سے معزول کر دیجئے جو ایک بڑا کام حکومت کی طرف سے ان کے ذمہ ہے۔ یہ تجاوز کر رہے ہیں۔ آپ نے ان دونوں کو علیحدہ بھی کر دیا۔ ان کے بجائے حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ اور جعفر بن عمرو البارقی رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا پھر ان دونوں نے بھی استعفیٰ دیا تو ان کا استعفیٰ قبول کر کے ان دونوں کے بجائے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ دریائے دجلہ کے سیراب کردہ علاقے پر مقرر تھے اور عثمان بن حنیف دریائے فرات کے سیراب کردہ علاقے پر مقرر تھے۔

تقرر کا حکم:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو تحریر فرمایا

" میں نے تمہاری طرف عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو امیر (حاکم) بنا کر بھیجا ہے اور میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے میں نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو دریائے دجلہ کے سیراب کردہ علاقے اور اس کے پیچھے کے علاقے پر مقرر کیا ہے اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو دریائے فرات اور اس کے سیراب شدہ علاقے پر مقرر کیا ہے۔"

فتح اصفہان

جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ امیر ہو کر مقرر ہو کر آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ خط حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو موصول ہوا:

" تم اصفہان کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ زیادہ تر فوج تمہارے ساتھ ہوں گے اور تمہارے دستے پر عبداللہ بن ورقاء ریاحی اور عصمہ بن عبداللہ جیسے ہوں گے۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فوج لے کر روانہ ہوئے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنے کام کی طرف لوٹ گئے اور عبداللہ نہاوند سے اپنے ساتھیوں اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی فوج لے کر نکلے اور اس لشکر کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے جو اہل اصفہان پر مشتمل استندار کی زیر قیادت تھا۔ اس کے ہراول لشکر پر ایک بوڑھا شخص قیادت کر رہا تھا جس کا نام شہر براز جاذویہ تھا اس کے ساتھ بہت بڑی جمعیت تھی۔

اہل اصفہان کی شکست:

مسلمان اس آگے کے لشکر سے اصفہان کے ایک مقام پر برسرپیکار ہوئے اور گھمسان کی لڑائی ہوئی بوڑھے سردار نے مسلمانوں کو مبارزت (انفرادی جنگ) کی دعوت دی تو اس کے مقابلے کے لیے عبداللہ بن ورقاء رضی اللہ عنہ مقابل ہوئے اور اسے مار ڈالا اس کے بعد اہل اصفہان شکست کھا کر بھاگ گئے چنانچہ مسلمانوں نے اس علاقے کا نام رستاق الشیخ رکھا۔ جو آج تک اسی نام سے موسوم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کے حاکم کو دعوت دی تو استندار نے صلح کی درخواست کی۔ چنانچہ ان سے صلح کر لی گئی یہ اصفہان کا پہلا شہر تھا جو فتح ہوا۔ پھر حضرت عبداللہ رستاق الشیخ سے جی کے مقام کی طرف روانہ ہوئے۔

شاہ اصفہان سے مقابلہ:

اس زمانے میں اصفہان کا بادشاہ فاذوسفان تھا۔ مسلمان لوگوں کو لے کر جی کے مقام پر آ گئے اور جی کا محاصرہ کر لیا۔ تو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مصالحت کی درخواست

[illegible]

[illegible]

حضرت ابو موسیٰ اشعری کی آمد

[illegible]

[illegible]

کوچ کا حکم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

معاہدہ اصفہان:

سیف کی روایت ہے کہ معاہدہ کا مضمون یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ معاہدہ عبداللہ کی طرف سے فاذوسفان اور اہل اصفہان اور اس کے گردونواح کے لوگوں کے لیے ہے جب تک تم جزیہ ادا کرتے رہو گے تم امن و امان میں رہو گے تم پر جو جزیہ ہے وہ تمہاری حیثیت اور طاقت کے مطابق ہوگا وہ ہر سال تم ہر بالغ انسان کی طرف سے جزیہ ادا کرتے رہو گے تم مسلمانوں کی راہنمائی کرو گے اور راستے درست رکھو گے اور ایک دن رات ان کی مہمان نوازی کرو گے تم مسلمانوں کی پیدل فوج کو سواری دو گے اس وقت تک تمہاری حفاظت کی جائے گی جب تک تم اپنے فرائض ادا کرتے رہو گے جب تک معاہدہ کے مطابق عمل کرتے رہو گے اگر تم نے اس میں کوئی تبدیلی پیدا کی یا کسی اور نے تمہاری طرف سے ایسا کیا تو پھر تمہاری ذمہ داری نہیں ہے جو کوئی کسی مسلمان کو گالی دے گا اس کو سزا دی جائے گی جو کوئی کسی مسلمان کو زدوکوب کرے گا تو ہم اسے قتل کر دیں گے اسے لکھا گیا اور اس کے گواہ عبداللہ بن قیس عبداللہ بن ورقاء اور عصمہ بن عبداللہ تھے۔"

جب حضرت عمرؓ کی طرف سے حضرت عبداللہ بن عبداللہؓ کو خط موصول ہوا جس میں انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ کرمان میں سہیل بن عدی کے لشکر میں شامل ہو جائیں تو وہ سواروں کے ایک دستے کے ساتھ نکلے اور انہوں نے سائب کو خلیفہ بنایا اور اس سے پہلے کہ سہیل کرمان پہنچیں وہ سہیل کے لشکر میں شامل ہو گئے۔

ہرمزان سے مشورہ:

معقل بن یسارؓ کی روایت یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے اصفہان پر حملہ کیا تھا تو ان کے سپہ سالار نعمان بن مقرنؓ تھے وہ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ہرمزان سے مشورہ کے طور پر دریافت کیا:

"تمہاری کیا رائے ہے میں جنگ کا آغاز فارس سے کروں یا آذربائیجان یا اصفہان سے ابتداء کروں؟"

اس نے:

اصفہان کی اہمیت:

"فارس اور آذربائیجان بازو ہیں اور اصفہان (ایران کا) سر ہے اگر آپ ایک بازو کو کاٹ دیں گے تو دوسرا بازو کھڑا رہ جائے گا لیکن اگر آپ سر کاٹ دیں گے تو دونوں بازو گر جائیں گے اس لیے آپ سر سے جنگ کا آغاز کریں۔"

اسی پر حضرت عمرؓ مسجد میں داخل ہوئے جہاں نعمان بن مقرنؓ نماز پڑھ رہے تھے وہ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے جب انہوں نے اپنی نماز پڑھ لی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"میں چاہتا ہوں کہ تمہیں حاکم مقرر کر دوں۔"

وہ بولے: "میں محصول وصول کرنے والا نہیں البتہ مجاہد ہوں گا۔"

آپ نے فرمایا: "تم غازی ہو گے۔"

چنانچہ آپ نے ان کو اصفہان بھیجا اور اہل کوفہ کو ساتھ کر دیا [illegible]۔

شاہ اصفہان کی شان و شوکت:

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ اصفہان پہنچ گئے تو فریقین کے درمیان دریا حائل ہو گیا تو انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ ان کے پاس گئے تو ان کے بادشاہ کو جسے ذوالحاجبین کہا جاتا تھا خبر دی گئی کہ عرب کا قاصد دروازے پر ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور پوچھا ”کیا میں اس کے سامنے بادشاہی شان و شوکت سے بیٹھوں؟“ انہوں نے کہا ”ہاں“۔ چنانچہ وہ اپنے سریر پر تاج رکھ کر بیٹھ گیا اور شہزادے اس کے چاروں طرف سونے کے کنگن، بالیاں اور ریشمی لباس میں ملبوس تھے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا داخلہ:

پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو داخل ہونے کی اجازت دی گئی جب وہ داخل ہوئے تو اپنے ساتھ نیزہ اور ڈھال لیے ہوئے تھے۔ اور وہ اپنے نیزے سے ان کے قالین اور پردوں کو چھیدتے ہوئے بڑھتے چلے جا رہے تھے تاکہ وہ اس کو بدشگونی سمجھیں یہاں تک کہ وہ بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو گئے ان سے بادشاہ نے ترجمان کے ذریعے اس طرح گفتگو کی:

”اے عرب قوم! تمہیں بہت زیادہ بھوک لاحق ہے اگر تم چاہو تو ہم تمہیں غلہ دے دیتے ہیں تاکہ تم اپنے علاقے کو واپس چلے جاؤ“۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر یوں تقریر کی کہ پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا:

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی تقریر:

”ہم عرب قوم ہیں گندے اور مردار جانوروں کا گوشت کھاتے تھے لوگ ہمیں روندتے تھے اور ہم کسی کو نہیں روند سکتے تھے تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ہم میں سے اعلیٰ نسب کے تھے اور سب سے زیادہ راستی اور صداقت کی خوبی رکھتے تھے“۔

اس کے بعد انہوں نے آنحضرت ﷺ کا مناسب طریقہ پر ذکر کیا پھر مزید فرمایا:

”انہوں نے ہم سے چند باتوں کا وعدہ کیا تھا ہم نے آپ کے ارشاد کے مطابق پایا۔ آپ نے ہم سے یہ پیشگوئی کی تھی کہ ہم تم پر غالب آئیں گے اور یہاں کے علاقوں پر قابض ہو جائیں گے میں تم پر ایسا لباس، وضع اور زینت دیکھ رہا ہوں جو پیچھے کے لوگوں میں نہیں دیکھی تھی“۔

تخت پر بیٹھنا:

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں اگر اس ایرانی بادشاہ کے ساتھ اس کے تخت پر بیٹھ جاؤں شاید اس بات کو وہ بدشگونی سمجھے چنانچہ میں چھلانگ مار کر اس کے تخت پر بیٹھ گیا اس پر وہ مجھے دھکے دینے اور ہٹانے لگے تو میں نے کہا:

”کیا تم سفیروں کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہو۔ ہم ایسا نہیں کرتے ہیں اور نہ تمہارے سفیروں کے ساتھ ایسا سلوک کیا کرتے ہیں“۔

بادشاہ نے کہا

"اگر تم یہ چاہو تو ہم دریا عبور کر کے تمہاری طرف آ جائیں اور اگر تمہاری مرضی ہو تو تم دریا عبور کر کے ہماری طرف آ جائیں۔"

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے

"ہم تمہاری طرف دریا پار کر کے پہنچیں گے۔"

چنانچہ مسلمان دریا پار کر کے ان سے جنگ کرنے کے لیے پہنچے۔

دشمن کی تیر اندازی:

دشمن نے اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا ایک ایک زنجیر میں سات سات، پانچ پانچ (آدمی) بندھے ہوئے تھے (تاکہ بھاگ نہ سکیں) انہوں نے مسلمانوں پر تیر برسانے شروع کر دیے اور ہماری طرف تیر اندازی کرتے گئے۔ مسلمان بہت زخمی ہو گئے۔ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا

"اللہ آپ پر رحم کرے دشمن بہت جلدی ہم پر تیر برسا رہا ہے آپ بھی حملہ کیجیے۔"

حضرت نعمان بن مقرنؓ کی ہدایات:

حضرت نعمان بن مقرنؓ نے فرمایا

"میں بہت سی لڑائیوں میں حضور ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا تھا جب آپ دن کے شروع حصہ میں جنگ نہیں کرتے تھے تو آپ جنگ کرنے میں تاخیر فرماتے تھے تاکہ سورج ڈھل جائے اور ہوائیں چلنے لگیں۔ اس وقت اللہ کی مدد اور نصرت نازل ہوتی ہے۔

میں اپنا جھنڈا تین مرتبہ ہلاؤں گا جب میں پہلی مرتبہ جھنڈا ہلاؤں تو ہر آدمی اپنی ضروریات پوری کر لے اور وضو کر لے دوسری مرتبہ ہر آدمی اپنا ہتھیار دیکھ لے اور بالکل تیار ہو جائے پھر تیسری مرتبہ جب جھنڈا ہلایا جائے تو تم دشمن پر حملہ کر دینا اور کوئی کسی کی طرف پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اگر نعمان قتل ہو جائے تو کوئی اس کی طرف متوجہ نہ ہو میں اللہ سے ایک دعا کرنے لگا ہوں تم میں سے ہر ایک اس پر آمین کہے وہ دعا یہ ہے: اے اللہ آج نعمان کو شہادت اور مسلمانوں کو فتح و نصرت کے ساتھ فتوحات عطا فرما۔"

حضرت نعمان بن مقرنؓ کا قصہ

حضرت نعمان بن مقرنؓ نے تین مرتبہ جھنڈا ہلایا اس کے بعد انہوں نے زرہ کا بٹن کھول دیا اور سب سے پہلے (گھوڑے سے یہ) گرے۔

معقل راوی کہتے ہیں میں ان کے پاس آیا تو مجھے ان کا عزم اور شہادت یاد آ گئی تو میں نے ان پر اپنا جھنڈا ڈال دیا۔ جب ہم کسی شخص کو قتل کرتے تھے تو اس کے ساتھی اس سے الگ ہو جاتے تھے اتنے میں وہ بے چین ہو کر ہوش میں آئے اور حال پوچھا کیا ہوا میں نے کہا اللہ نے فتح و نصرت سے نوازا۔

نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کی شہادت:

پھر جب مسلمانوں کو فتح ہو گئی تو معقل نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ انہوں نے ان کے چہرے کو دھویا۔ [illegible] تو انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟" انہوں نے کہا: "معقل بن یسار ہوں" پوچھا: "مسلمانوں کا کیا حال ہے؟" انہوں نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کی" انہوں نے حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے کہا: "الحمد للہ، تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع کر دینا"۔ پھر ان کی روح پرواز کر گئی۔

جانشین کا تقرر

مسلمان اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے ان میں حضرت عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور عمرو بن معدی کرب اور طلیحہ بن خویلد بھی شامل تھے انہوں نے ان کی ام ولد (لونڈی) کے پاس یہ پیغام بھیجا "وہ تمہارے ساتھ کیا معاہدہ کر کے گئے ہیں؟" وہ بولی: "یہاں ایک ٹوکری ہے جس میں [illegible] ہے جو انہوں نے [illegible] اس میں یہ تحریر تھا:

"اگر نعمان شہید ہو جائے تو فلاں (حاکم ہے) اور اگر وہ بھی شہید ہو جائے تو فلاں حاکم مقرر کیا جائے۔"

متفرق واقعات:

واقدی کی روایت ہے کہ اسی سال یعنی ۲۱ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بمقام حمص وفات پائی اور اسی سال عبداللہ اور عبدالرحمٰن فرزندان عمر رضی اللہ عنہ اور ابوسروعہ نے جہاد کیا۔ پھر وہ مصر آئے اور عبدالرحمٰن نے شراب پی۔ اس کا نتیجہ جو ہوا اس کا حال پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

اسی سال حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ طرابلس تک بڑھتے چلے گئے اور اسے فتح کر لیا۔ [illegible] سے [illegible] کر لیا۔ [illegible] یہ بھی کہا جاتا ہے کہ [illegible] اپنے فرزندوں [illegible] کے

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایت:

اسی سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بیت المال کا نگران اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو زمین کی پیمائش کا افسر مقرر کیا۔ اہل کوفہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایت کی تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے استعفیٰ پیش کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ تنہائی میں ملے اور انہوں نے ان کو کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ اور فرمایا تم اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرنا۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا تقرر

جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے تنہائی میں ملے تھے۔ اس لیے وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور ان سے کہا "تم جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی بیوی کے پاس جاؤ اور انہیں سفر کے کھانے کی پیشکش کرو" چنانچہ وہ ان کے پاس گئیں اور سفر کے کھانے کا تحفہ پیش کیا۔ پہلے وہ اس بات کو نہ سمجھ سکیں پھر کہنے لگیں ہاں وہ [illegible]۔ جب حضرت مغیرہ کو اس بات کا یقین ہو گیا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: "آپ نے جس کو حاکم مقرر کیا ہے وہ آپ کو مبارک ہو۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ "کس کو مقرر کیا ہے؟" انہوں نے بتایا کہ انہوں نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا ہے۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ”میں نہیں جانتا ہوں کہ اب میں کیا کروں“ پھر انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم بنایا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات تک وہاں کے حاکم رہے۔

دیگر واقعات:

۲۱ھ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عقبہ بن نافع فہری کو روانہ کیا انہوں نے زویلہ کے علاقے کو صلح کر کے فتح کر لیا چنانچہ زویلہ اور برقہ کے درمیانی علاقوں میں مسلمانوں کا صلح کا معاہدہ تھا۔

محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ ۲۱ھ میں امیر معاویہ بن ابی سفیان اور عمیر بن سعید انصاری نے دمشق، حمص، حوران، حمص، قنسرین اور جزیرہ پر حملہ کیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بلقاء، اردن، فلسطین، سواحل، انطاکیہ، معرۃ مصرین اور قلقیہ پر مقرر تھے۔ اس موقع پر ابو ہاشم بن عتبہ نے قلقیہ فتح کیا اور معرۃ مصرین کے علاقوں پر صلح کر لیا۔

۲۱ھ میں حسن بصری اور عامر شعبی پیدا ہوئے۔

واقدی کہتے ہیں اس سال بھی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور مدینہ میں اپنا جانشین حضرت زید بن ثابت کو بنایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکام:

ان کے حکام مکہ، طائف، یمن، یمامہ، بحرین، شام، مصر اور بصرہ پر وہی تھے جو ۲۰ھ میں تھے۔ البتہ کوفہ کے حاکم عمار بن یاسر تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذمہ بیت المال کی نگرانی تھی اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ خراج کے نگران اور حضرت شریح رضی اللہ عنہ قاضی تھے۔

* * *

باب ۹

۲۲ھ کے واقعات

فتح آذربائیجان

[illegible]

[illegible]

فوجی مراکز کا قیام

[illegible]

فوجی مقامات کے نام

[illegible]

مصالحت و عہد شکنی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہمدان کا محاصرہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فوجی مراکز کے نگران

[illegible]

روایات میں اختلاف

واقدی کی روایت [illegible] ۲۲ھ [illegible]

کعب نے فتح کیا۔ یہ واقدی اور مدائنی کی روایت ہے کہ ہمدان کی فتح ماہ جمادی الاولیٰ میں ہوئی جب کہ حضرت عمرؓ کی شہادت کو چھ ماہ ہو چکے تھے۔ ان کے سپہ سالار مغیرہ بن شعبہؓ تھے۔ ایک روایت یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ شہید ہوئے تو فوجیں وہاں لڑ رہی تھیں۔

سیف کی روایت:

سیف کی روایت کے مطابق یہ ۲۲ھ کا واقعہ ہے کہ جب حضرت نعیمؓ ہمدان میں بارہ ہزار فوجوں کے ساتھ مقیم تھے تو اہل دیلم اور رے اور آذربائیجان نے بھی خط و کتابت کی جس کے بعد ان کا سردار موتا دیلم کی فوج لے کر نکلا اور واج روذ کے مقام پر صف آرا ہوا۔ ابوالفرخان زینبی بھی اہل رے کو لے کر نکلا اور وہ اس لشکر میں شامل ہو گیا اور ادھر سے رستم کا بھائی اسفندیار بھی اہل آذربائیجان کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔

شدید جنگ:

جب یہ تینوں فوجیں آ گئیں (مسلمان) مرد رقبہ بند ہو گئے اور انہوں نے حضرت نعیمؓ کو ان کی اطلاع دی۔ تو انہوں نے یزید بن قیس کو اپنا جانشین بنایا اور فوج لے کر روانہ ہو گئے اور واج روذ کے مقام پر پہنچ گئے۔ وہاں فریقین میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ یہ نہاوند کے نام لیوا تھی اور اس سے کسی صورت کم نہ تھی۔ اور بہت آدمی مارے گئے جن کا کوئی شمار نہ تھا۔ یہ بہت بڑے معرکوں میں سے ایک معرکہ تھا۔

فتح کی بشارت:

مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کو دشمنوں کے اکٹھا ہونے کی خبر بھیجی تھی اور وہ اس سے بہت پریشان تھے۔ اس لیے جنگ کی بہت فکر تھی اور اس کے نتیجہ کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک قاصد ان کے پاس فتح و نصرت کی بشارت لے کر آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا "کیا تم بشیر (خوشخبری دینے والے) ہو؟" وہ بولا "نہیں میں عروہ ہوں"۔ جب آپ نے دوبارہ یہ فرمایا کیا تم بشیر ہو؟ تو وہ بات کو سمجھ گیا اور کہنے لگا "ہاں میں بشیر ہوں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "کیا نعیم کے قاصد ہو؟" وہ بولا "ہاں نعیم کا قاصد ہوں"۔ آپ نے فرمایا "کیا خبر ہے؟" وہ بولا "فتح و نصرت کی بشارت ہے"۔ پھر اس نے تمام واقعہ سنایا۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور خط کے پڑھنے کا حکم دیا جب مسلمانوں کے سامنے خط پڑھا گیا تو سب نے اللہ کی حمد و ثنا کی۔

پھر سماک بن مخرمہ، سماک بن عبید اور سماک بن خرشہ (تینوں کے نام سماک ہیں) اہل کوفہ کے ایک وفد کے ساتھ مال غنیمت کا پانچواں حصہ لے کر حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ ان سب سے ان کے نسب پوچھے گئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"اللہ تمہیں مبارک کرے۔ اے اللہ ان کے ذریعہ اسلام کو مستحکم کر اور ان کے ذریعہ اسلام کی مدد فرما۔"

ہمدان سے واپسی:

جب دیلم اور اس کے فوجی مراکز ہمدان سے متعلق ہو گئے تو حضرت نعیم بن مقرنؓ کا ایلچی حضرت عمرؓ کا یہ خط لے کر واپس آیا:

"تم ہمدان میں اپنا جانشین مقرر کرو اور بکیر بن عبداللہ سے سماک بن خرشہ کے ذریعہ امداد بہم کرو۔ پھر وہاں سے رے تک

کر کے۔ مقام واج روذ میں دشمن کی فوج سے مقابلہ کرو جو ایسی جگہ ہے، کیونکہ یہ شہر ان کے تمام شہروں کے درمیان ہے اور ان سب پر حاوی ہے اور یہی تمہارے مقصد کے مطابق ہے۔"

(اس حکم کے مطابق) حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے یزید بن قیس ہمدانی کو ہمدان میں اپنا جانشین (مقرر) کیا اور فوجوں کو لے کر واج روذ سے رے کی طرف روانہ ہوئے۔

سماک بن خرشہ انصاری ان کے ساتھ تھے۔ حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے وہاں سے صلح نامہ لکھ کر دیا اور یزید بن قیس ہمدانی کو اپنا جانشین بنایا۔ پھر آپ واج روذ سے روانہ ہوئے اور وہاں سے کوچ کر کے رے پہنچ گئے۔

فتح رے:

حضرت نعیم رضی اللہ عنہ بن مقرن ۲۲ھ میں ہمدان سے روانہ ہوئے۔ اس اثناء میں انہوں نے دستبی (وہ رے کا علاقہ) ویران کر دیا تو وہاں سے دوسرے شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ دشمن کی فوجیں ان سے مقابلے کے لیے نکلیں جن میں زینبی ابوالفرخان بھی تھا اور اس نے حضرت نعیم رضی اللہ عنہ سے قباء کے مقام پر ملاقات کی وہ مصالحت کا خواہاں تھا اور رے کے بادشاہ کا مخالف تھا اور مسلمانوں کے کارناموں کا مشاہدہ کر چکا تھا جو وہ سیاوخش اور اس کے اہل خاندان سے بھی حسد رکھتا تھا۔ اس لیے وہ حضرت نعیم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گیا۔

دشمن کا مقابلہ

اس وقت رے کا بادشاہ سیاوخش بن مہران بن بہرام چوبین تھا۔ اس نے دنباوند، طبرستان، قومس اور جرجان سے امداد طلب کی تھی اور کہا تھا:

"تمہیں معلوم ہے کہ یہ لوگ رے میں آ گئے ہیں، اب تمہارے لیے کوئی مقام نہیں جہاں تم ٹھہر سکو۔"

بہرحال سیاوخش نے (مسلمانوں کا) مقابلہ کیا اور رے کے شہر کی پہاڑی کے دامن میں (فریقین میں) لڑائی کا آغاز ہوا اور لڑائی ہوتی رہی۔

پوشیدہ راستہ

زینبی نے نعیم سے کہا: "ان لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور آپ کی تعداد کم ہے، تم میرے ساتھ سواروں کا ایک دستہ بھیجو، میں انہیں شہر میں ایک ایسے (پوشیدہ) راستے سے داخل کراؤں گا جس کا انہیں کوئی علم نہیں ہے۔ آپ ان سے مقابلہ کرتے رہیں کیونکہ جب وہ ان پر حملہ کریں گے تو وہ آپ کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں گے۔"

دشمن کو شکست

حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت ایک سواروں کا دستہ اپنے بھتیجے منذر بن عمرو کی سرکردگی میں روانہ کیا۔ زینبی نے انہیں شہر میں داخل کر دیا اس کا دشمن کو علم نہیں ہوا۔ پھر حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے شب خون مارا جس کی وجہ سے وہ اپنے شہر کا خیال چھوڑ کر ... اور جنگ کرتے رہے اور جنگ میں ڈٹے رہے مگر جب انہوں نے پیچھے سے نعرہ تکبیر سنا تو شکست کھا کر بھاگ گئے اور بری طرح سے مارے گئے۔

آل زینبی کی حکومت

زینبی نے مسلمانوں کی جنگ میں مدد کی تھی اور فتح کے بعد یہ زینبی تھا جس کی طرف سے تعلق تھا اس لیے حضرت نعیم بن مقرن نے انہیں رے کا حاکم مقرر کر دیا یہ زینبی تھا اور اسی کی حکومت رہی اور اس کا خاندان معزز اور ممتاز تھے بہرام اور فرخان اسی خاندان کے تھے۔

حضرت نعیم بن مقرن نے ان کے شہر کو جو ان کا پرانا شہر تھا ویران کر دیا۔ جدید شہر زینبی کے حکم سے آباد ہوا تھا۔

حضرت نعیم بن مقرن نے فتح کی خوشخبری مضارب عجلی کے ذریعے اور مال غنیمت کا خمس عتیبہ بن نہاس اور ابو مفزر کے ہاتھ کوفہ کے عمائد و سرداروں کے وفد کے ساتھ روانہ کیا۔ جب انہوں نے رے فتح کر لیا تو انہوں نے سماک بن خرشہ انصاری کو جو ابو دجانہ نہیں تھے بکیر بن عبداللہ کی مدد کے لیے آذربیجان روانہ کیا۔

رے کا صلح نامہ

حضرت نعیم بن مقرن نے اہل رے کو یہ تحریر لکھ دی تھی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعیم بن مقرن نے زینبی بن قولہ کو یہ صلح نامہ دیا:

"میں اہل رے کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں ان کو امان دیتا ہوں بشرطیکہ وہ جزیہ ادا کریں جو ہر بالغ کی حیثیت کے مطابق ہر سال ادا کرنا ہوگا انہیں چاہیے کہ وہ وفادار اور خیرخواہ ہوں، خیانت اور چوری نہ کریں اور مسلمانوں کی ایک رات اور ایک دن مہمانی کریں اور ان کی عزت کریں جو کوئی کسی مسلمان کو برا کہے گا یا اس کی بے عزتی کرے گا وہ سزا کا مستحق ہوگا اور جو کوئی کسی مسلمان کو مارے گا وہ قتل کیا جائے گا اور جو کوئی بدل جائے گا اور اپنی مخالفت کرے گا تو سمجھو کہ اس نے تمہاری جماعت کو بدل دیا (وہ مسلمانوں کی حفاظت میں نہیں رہے گا) انہوں (نعیم) نے خود لکھا اور اس کی شہادت دی۔"

دوسرا صلح نامہ

مصمغان نے بھی ان سے صلح کے متعلق خط و کتابت کی کہ وہ کچھ فدیہ دے کر صلح کر لے گا۔ اس نے مدد اور حفاظت کی درخواست نہیں کی تھی۔ اس کی یہ درخواست بھی قبول کر لی گئی۔ اس کے لیے بھی ایک تحریر لکھ دی گئی جس میں معاہدہ کا ذکر تھا وہ حسب ذیل تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعیم بن مقرن نے مردان شاہ مصمغان دنباوند اور اہل دنباوند خوار لارز اور شرز کے لیے یہ صلح نامہ لکھا تھا:

"تم کو اور جو تمہارے ساتھ اس معاہدے میں شریک ہوں امان دی جاتی ہے بشرطیکہ تم اپنے علاقہ کے لوگوں کو باز رکھو اور سرحد کے حاکم کو سالانہ دو لاکھ درہم ادا کیا کرو جب تک تم اس معاہدے پر قائم رہو گے تمہارے علاقہ پر کوئی حملہ نہیں ہوگا اور کوئی تمہاری اجازت کے بغیر داخل نہیں ہو سکے گا جب تک تم

[illegible]

فتح قومس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

فتح جرجان

[illegible]

جرجان کا معاہدہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

'' سوید بن مقرن نے رزبان صول بن رزبان، اہل دہستان اور تمام اہل جرجان کے لیے یہ (معاہدہ) لکھا کہ تم ہمارے زیر حفاظت ہو اور ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔ بشرطیکہ تم جزیہ ادا کرو۔ جو ہر بالغ سالانہ اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق ادا کرے گا۔ اگر ہم تم میں سے کسی سے کوئی خدمت لیں گے تو اس کے جزیے کے بدلے اسے معاوضہ دیا جائے گا ان کی جان، مال، مذہب، اور قوانین محفوظ رہیں گے اور اس معاہدہ میں اس وقت تک تبدیلی نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ جزیہ ادا کرتے رہیں گے۔ مسافروں کو راستہ بتائیں گے اور خیر خواہ رہیں گے نیز وہ مسلمانوں کی ضیافت بھی کریں اور کسی قسم کی چوری اور دغابازی نہ کریں جو کوئی یہاں آکر رہے گا اسے بھی یہ حقوق حاصل ہوں گے اور جو یہاں سے نکلنا چاہے تو اسے پناہ دی جائے گی تا آنکہ وہ پناہ کی جگہ پر پہنچ جائے۔

جو کوئی کسی مسلمان کو گالی دے گا تو اس کو سزا دی جائے گی۔ اور جو اسے زدوکوب کرے گا تو اس کی جان خطرہ میں ہو گی''۔

معاہدہ کے گواہ:

مندرجہ ذیل اس معاہدہ کے گواہ ہیں: ''۱۔ سواد ابن قطبہ ۲۔ ہند بن عمرو ۳۔ سماک بن مخرمہ ۴۔ عتیبہ بن النہاس یہ ۱۸ھ میں لکھا گیا''۔

مدائنی کی روایت یہ ہے کہ جرجان حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں ۳۰ھ میں فتح ہوا۔

فتح طبرستان:

اصبہبذ (حاکم طبرستان) نے بھی حضرت سوید سے صلح کے بارے میں خط و کتابت کی کہ فریقین صلح کر لیں اور باہمی امداد کے قرار کے بغیر وہ کچھ (فدیہ) بھیجے گا۔ حضرت سوید نے آپ کی یہ بات منظور کر لی اور اس کی منظوری دے دی۔ اور اسے ایک تحریری معاہدہ بھی لکھ کر دیا (وہ یہ ہے)۔

معاہدہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ تحریر سوید بن مقرن نے فرخان اصبہبذ خراسان کو طبرستان اور اہل جیلان کے لیے لکھی ہے:

''تم اللہ بزرگ و برتر کی امان میں ہو اس شرط پر کہ تم ہمارے برخلاف بغاوت نہیں کرو گے اور جو تمہارے سرحدی علاقہ پر (ہمارا) حاکم ہوگا اسے اپنے ملک کے محاصل کے حساب سے پانچ لاکھ درہم دو گے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ہم میں سے کوئی تم پر حملہ نہیں کرے گا اور نہ تمہارے علاقے میں کوئی تمہاری اجازت کے بغیر داخل ہوگا۔ ہمارا طریقہ تمہارے یہاں امن کے ساتھ با اجازت ہوگا اور اسی طرح تمہارا راستہ ہوگا تم ہمارے باغیوں کو پناہ نہیں دو گے اور نہ ہمارے دشمن کی حمایت کرو گے اور نہ خیانت و غداری کرو گے اگر تم ایسا کرو گے تو ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں رہے

گواہ (اس معاہدے کے) گواہ یہ ہیں۔ سواد بن قطبہ تمیمی، ہند بن عمرو المرادی، سماک بن مخرمہ اسدی، سماک بن عبید عبسی، عتیبہ بن النہاس بکری۔ یہ معاہدہ ۱۸ھ میں لکھا گیا۔

فتح آذربائیجان:

جب حضرت نعیم بن مقرن نے ہمدان کو دوبارہ فتح کر لیا اور واج روذ سے رے کی طرف گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ وہ آذربائیجان میں حضرت بکیر بن عبداللہ کی مدد کے لیے سماک بن خرشہ انصاری کو بھیجیں انہوں نے اس موقع کو اس وقت تک ملتوی رکھا جب تک کہ انہوں نے رے کو فتح نہیں کیا۔ رے کی فتح کے بعد انہوں نے سماک کو اپنے پاس سے روانہ کیا چنانچہ سماک بکیر کی طرف آذربائیجان روانہ ہو گئے۔

سماک بن خرشہ اور عتبہ بن فرقد عرب کے دولت مند افراد تھے۔ وہ اپنی خوشحالی کے ساتھ کوفہ آئے تھے۔

اسفندیار کی گرفتاری:

حضرت بکیر کو جب بھیجا گیا تو وہ روانہ ہو گئے جب وہ جرمیذان کے سامنے پہنچے تو یہاں اسفندیار بن فرخزاد واج روذ سے شکست کھا کر پہنچا تھا۔ چنانچہ آذربائیجان میں مسلمانوں کی سب سے پہلی جنگ اسی سے ہوئی جنگ میں اللہ نے اس کے لشکر کو شکست دی اور حضرت بکیر نے اسفندیار کو گرفتار کر کے قیدی بنا لیا۔ اسفندیار نے ان سے پوچھا کیا آپ کو صلح زیادہ پسند ہے یا جنگ؟ وہ بولے "صلح زیادہ پسند ہے" اس پر وہ بولا "آپ مجھے اپنے پاس رکھیے کیونکہ اہل آذربائیجان آپ کے پاس نہیں آئیں گے جب تک کہ میں ان کی طرف سے صلح نہ کروں یا ان کے پاس نہ جاؤں"۔

علاقہ پر قبضہ:

اہل آذربائیجان اس کے ارد گرد کے پہاڑوں میں چلے گئے جو قبق اور ارمینیوں کے تھے (اور وہاں قلعہ بند ہو گئے) اور جو کوئی قلعہ بند ہو جائے تو وہ کچھ دنوں تک قلعہ بند رہتا ہے بہرحال حضرت بکیر نے اسفندیار کو اپنے پاس مقید رکھا۔ اس کے بعد قلعوں کے علاوہ سارے علاقے پر ان کا قبضہ ہو گیا۔

سماک بن خرشہ اس وقت پہنچے جب اسفندیار ان کی قید میں تھا اور انہوں نے مضافات کا علاقہ فتح کر لیا تھا۔ عتبہ بن فرقد نے بھی اپنے قریب کا علاقہ فتح کر لیا تھا۔

جب سماک وہاں پہنچے تو حضرت بکیر نے از راہ ظرافت یہ کہا:

"میں اب تمہارا اور عتبہ کا کیا کروں۔ تم دونوں دولت مند ہو اگر میں اپنی مرضی کے مطابق کام کروں تو میں آگے بڑھوں گا اور تم دونوں کو چھوڑ دوں گا۔ اگر تم چاہو تو میرے ساتھ رہو اور اگر چاہو تو تم سب کے پاس جاؤ میں نے تمہیں اجازت دے دی ہے میری رائے یہ ہے کہ میں تم دونوں کو چھوڑ کر ایسا طریقہ اختیار کروں جو اس سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔"

انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے علیحدہ ہونے کی درخواست کی۔ انہوں نے اس بات کو منظور کر لیا۔ بشرطیکہ وہ باب کے علاقے کی طرف پیش قدمی کریں۔ نیز یہ بھی تحریر کیا کہ وہ اپنے کام پر کسی کو جانشین بنا دیں۔

عتبہ کی پیش قدمی:

جب انہوں نے عتبہ کو اپنا مفتوحہ علاقہ کا باقی حصہ دے دیا اور آگے روانہ ہو گئے انہوں نے اسفندیار کو عتبہ کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے پاس رکھا اور انہوں نے ماتحت عتبہ بن فرقد کے سپرد وہ علاقہ کیا جو حضرت بکیر نے فتح کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام آذربائیجان کو حضرت عتبہ بن فرقد کے زیر انتظام دے دیا تھا۔

بہرام کی شکست:

بہرام بن فرخزاد نے آکر حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کا راستہ روک لیا تھا اور مقابلے کے لیے لشکر لے آیا تھا اس لیے حضرت عتبہ بھی مقابلے پر آ گئے اور فریقین میں جنگ ہونے لگی۔ آخر کار حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے اس کو شکست دے دی اور بہرام بھاگ گیا۔ جب اسفندیار کو بہرام کی شکست اور فرار کی خبر ملی تو وہ اس وقت حضرت بکیر کی قید میں تھا۔ اس نے کہا

صلح کی تکمیل:

"اب صلح مکمل ہو گئی ہے اور آتش جنگ بجھ گئی ہے۔" اس کے بعد اس نے صلح کا سلسلہ جاری کیا اور تمام مسلمانوں نے اسے تسلیم کر لیا اور آذربائیجان میں امن و امان ہو گیا۔ حضرت بکیر اور عتبہ رضی اللہ عنہما نے اس کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھجوائی۔ نیز مال غنیمت میں سے مال خمس ایک وفد کے ساتھ بھجوایا۔۔۔۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت بکیر رضی اللہ عنہ اپنے علاقوں کو فتح کر چکے تھے مگر صلح اس وقت مکمل ہوئی جب حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے بہرام کو شکست دی۔ انہوں نے اسی وقت اہل آذربائیجان کے ساتھ تحریری معاہدہ کیا جب کہ حضرت بکیر رضی اللہ عنہ کا علاقہ ان کے زیر انتظام آ گیا تھا۔ (معاہدہ یہ تھا)

> "یہ معاہدہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حاکم عتبہ بن فرقد نے اہل آذربائیجان کے ساتھ ان کے تمام میدانوں، پہاڑوں، مضافات اور تمام اقوام کے لیے کیا ہے ان سب کے جان و مال، مذہب و ملت اور رسوم و قوانین کی حفاظت کا ذمہ لیا جاتا ہے بشرطیکہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق جزیہ ادا کریں۔ البتہ بچے، عورت اور ایسے معذور اپاہج پر نہ تنگدست پر جس کے پاس دنیاوی مال و متاع کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ ایسے عبادت گزار راہب پر جس کے پاس کچھ دنیاوی مال و متاع نہ ہو اور جو ان کے ساتھ رہتے ہیں ان کے بارے میں بھی یہی حکم ہے مگر عوام کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اسلامی لشکر کے کسی شخص کی ایک دن اور ایک رات مہمان داری کریں اور اسے راستہ بتائیں جو شخص سال کا فوجی ہو گا تو اس سے اس سال کا جزیہ نہیں لیا جائے گا۔
>
> جو شخص یہاں آ کر رہے گا تو اس کو بھی یہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس سے پہلے کے باشندوں کو حاصل تھے اور جو یہاں سے نکلنا چاہے تو اسے پناہ دی جائے گی تا آنکہ وہ محفوظ مقام پر پہنچ جائے۔
>
> اسے جندب نے لکھا اور بکیر بن عبداللہ لیثی اور سماک بن خرشہ انصاری اس کے گواہ ہیں۔"

اس سال حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ حلوہ لے کر آئے اور اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحفہ کے طور پر پیش کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ہدایت کر دی تھی کہ ان کے حکام ہر سال حج کے موقع پر حاضر ہوا کریں تاکہ رعیت کی شکایت سنی جا سکے اور ان کی تحقیق کی جائے۔

فتح باب:

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ واپس کر دیا اور سراقہ بن عمرو کو جو ذوالنور کے لقب سے مشہور تھے باب کی طرف بھیجا ان کے ہراول دستے پر حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا وہ بھی ذوالنور کے لقب سے مشہور تھے۔ اس لشکر کے ایک بازو کا امیر حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور دوسرے بازو کا امیر حضرت بکیر بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا جو باب کے مقابلے پر تھے۔ اس سے پہلے کہ وہاں حضرت سراقہ بن عمرو رضی اللہ عنہ جائیں آپ نے انہیں لکھا تھا کہ وہ ان کے لشکر میں شامل ہو جائیں۔ تقسیم مال پر آپ نے حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔

صف آرائی:

حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو آگے بھیجا اور خود ان کے پیچھے روانہ ہوئے جب وہ آذربائیجان سے باب کی طرف روانہ ہوئے تو وہ باب کے قریب حضرت بکیر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور باب کے علاقے میں اس صف آرائی کے ساتھ داخل ہوئے جس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہدایات بھیجی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی امداد کے لیے حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بھی جزیرہ سے تبدیل کر کے بھیجا اور ان کی جگہ حضرت زیاد بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔

شہربراز کی ملاقات:

جب عبدالرحمن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ باب کے بادشاہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے اس سے رجوع کیا اس زمانے میں باب کا بادشاہ شہربراز تھا جو اہل فارس سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اس سرحد پر مقرر تھا۔ وہ قدیم بادشاہ شہربراز کی نسل سے تھا جس نے بنی اسرائیل کو تباہ کیا اور شام کو ان سے خالی کروا دیا تھا۔

شہربراز نے ان سے خط و کتابت کی اور آنے کے لیے پناہ طلب کی۔ انہوں نے پناہ دے دی تو وہ ان کے پاس آیا اور کہنے لگا:

شاہ باب کی گفتگو:

"میں ایک بہت ذلیل دشمن کے مقابلے پر ہوں میرے علاقے میں مختلف قومیں آباد ہیں۔ جن کا کوئی حسب نسب نہیں ہے اس لیے ایک شریف اصل عقل مند انسان کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ ان جیسے لوگوں کی مدد کرے اور ان سے شریف اصل لوگوں کے خلاف مدد طلب کرے کیونکہ شریف خاندان والا انسان دوسرے شریف خاندان کے انسان کا قریبی رشتہ دار ہے خواہ وہ کہیں کا ہو۔

میرا نہ قبج قوم سے تعلق ہے اور نہ ہی ارمن قوم سے ہے۔ تم ہمارے ملک و قوم پر غالب آ گئے ہو۔ اس لیے آج سے میرا تعلق بھی تم سے ہے اور میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میری دوستی آپ کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو برکت دے۔ ہمارا جزیہ یہ ہے کہ ہم آپ کی جنگی مدد کریں۔ پس حضرت آپ کے قدم جم رہے ہیں اور جو آپ چاہیں گے وہ پورا ہوگا مگر جزیہ عائد کر کے ہمیں

---

[۱] یہ شہر باب (داغستان) کے قریب بہت بڑا شہر تھا اور بحر خزر کے کنارے واقع تھا ملاحظہ ہو حاشیہ ص ۲ کتاب الفتوحات الاسلامیہ حصہ اول از علامہ دحلان مطبوعہ مصر۔

ذلیل نہ کریں اس طرح آپ اپنے دشمن کے سامنے ہماری توہین کریں گے"۔

جنگی خدمات کی منظوری:

حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میرے اوپر ایک اور شخص ہے تم اس کے پاس جاؤ اور ان سے منظوری حاصل کرو" چنانچہ وہ حضرت سراقہ کے پاس گیا اور ان کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا۔ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

> "میں نے یہ بات تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لیے منظور کر لی، بشرطیکہ وہ اس پر قائم رہیں (ہماری جنگی مدد کرتے رہیں) مگر جو (جنگی خدمت کے لیے) روانہ نہیں ہوگا اور (اپنے وطن میں) رہے گا اسے جزیہ ادا کرنا ہوگا"۔

اس نے یہ بات تسلیم کرلی چنانچہ اس کے بعد یہ دستور قائم ہوگیا کہ مشرکین میں سے جو لوگ (مسلمانوں کے) دشمنوں سے جنگ کرتے تھے تو ان کا اس سال کا جزیہ معاف ہوتا تھا اور ان کا جزیہ جنگی کمک کا کام تھا کیونکہ مسلمانوں کو ان کی ضرورت تھی۔[1] جب حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں تحریر کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس معاملے کی منظوری دے دی اور اس تجویز کو مستحسن سمجھا۔

فوجی چھاؤنی:

اس علاقے کے پہاڑوں میں آبادی بکھری ہوئی تھی۔ یہاں کے ارمنی باشندے گرد و نواح کے مقامات میں رہتے تھے۔ مسلسل غارت گری کی وجہ سے اس کی آبادی ویران ہوگئی تھی اور یہاں کے لوگ دوسرے مقامات کی طرف چلے گئے تھے۔ اس لیے یہاں صرف فوج رہتی تھی یا وہ لوگ مقیم تھے جو ان کے مددگار تھے اور ان کے ساتھ کاروبار کرتے تھے۔ ان لوگوں نے حضرت سراقہ سے ایک تحریری معاہدہ لکھوایا جو حسب ذیل تھا:

اہل آرمینیہ کا معاہدہ:

> "امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حاکم سراقہ بن عمرو نے شہر براز اور باشندگان آرمینیہ کو امان دی ہے کہ ان کے جان و مال اور مذہب و ملت کی حفاظت کی جاتی ہے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ یہ معاہدہ کیا گیا ہے کہ یہ لوگ جنگ میں شریک ہوں گے اور ہر اہم اور غیر اہم مہم کے موقع پر (مسلمان) حاکم کی جیسی رائے ہو یا وہ مناسب سمجھیں جنگی مدد دیں گے اور جو لوگ جنگ میں شریک ہوں گے ان پر سے جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔ یہ جنگی خدمات ان کے جزیہ کا معاوضہ ہیں اور جو یہ خدمات انجام نہیں دے گا اور (گھر) بیٹھا رہے گا وہ اہل آذربیجان کی طرح جزیہ ادا کرے گا اور مسلمانوں کو راستہ بتائے گا اور پورے دن کی مہمان نوازی کرے گا۔
>
> اگر یہ لوگ جنگ میں شریک ہوں گے تو ان پر جزیہ نہیں لگایا جائے گا اور اگر شریک نہ ہوئے تو جزیہ ادا کرنا ہوگا"۔

---

[1] اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جزیہ فوجی خدمت سے معافی کا ٹیکس ہے اور اگر غیر مسلم بھی فوجی خدمت کریں تو ان پر سے جزیہ ساقط ہو جاتا ہے

اس معاہدہ کے گواہ یہ ہیں: ۱۔ عبدالرحمن ۲۔ سلمان بن ربیعہ ۳۔ بکیر بن عبداللہ مرضی بن مقرن نے اس معاہدہ کو لکھا اور وہ بھی اس کا گواہ ہے۔

کوہستانی مہمیں

حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد بکیر بن عبداللہ، حبیب بن مسلمہ، حذیفہ بن اسید اور سلیمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہم کو ان پہاڑوں کے باشندوں کی طرف بھیجا جو آرمینیہ کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ بکیر کو موقان کی طرف بھیجا گیا اور حبیب کو تفلیس کی طرف روانہ کیا گیا۔ اور حذیفہ بن اسید کو ان لوگوں کے مقابلے بھیجا گیا جو کوہ لان میں رہتے تھے سلمان بن ربیعہ کو دوسری طرف بھیجا گیا۔

مشکل مہم

حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے فتح کا حال اور ان مہموں کی خبر جن پر ان لوگوں کو انہوں نے بھیجا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچائی اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایسا معاملہ درپیش ہوا جس کے متعلق ان کی یہ رائے تھی کہ وہ تکالیف و مصائب کے بغیر انجام پذیر نہیں ہوگا کیونکہ یہ بہت بڑی سرحد تھی۔ جہاں بہت بڑا لشکر متعین تھا۔ یہ فارس اور ان کے کارناموں (کے نتائج) کے منتظر تھے تاکہ ان کے مطابق جنگ روک دیں یا جاری رکھیں۔

جب مسلمانوں کا انتظام پختہ ہوگیا اور اسلامی عدل و انصاف جاری ہوگیا تو حضرت سراقہ نے وفات پائی عبدالرحمن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ان کے جانشین ہوئے۔

حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے جن سپہ سالاروں کو (آگے کی مہم کے لیے) بھیجا تھا ان میں سے کسی نے کوئی علاقہ فتح نہیں کیا البتہ حضرت بکیر رضی اللہ عنہ نے موقان کو فتح کرلیا تھا اور وہاں کے لوگ جزیہ ادا کرنے پر رضامند ہوگئے تھے ان کے لیے یہ معاہدہ لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یہ معاہدہ بکیر بن عبداللہ نے کوہ قبخ کے باشندوں کو (لکھ کر) دیا ہے ان کے جان و مال مذہب ملت اور رسوم و قوانین کی حفاظت کی جاتی ہے۔ بشرطیکہ ہر بالغ ایک دینار یا اس کے برابر کی قیمت جزیہ کے طور پر ادا کرے اور خیر خواہی کرے۔ نیز مسلمانوں کو راستہ بتائے اور ایک دن اور ایک رات کا کھانا کھلائیں۔ انہیں امن دیا جائے گا جب تک وہ اس (معاہدہ) کے پابند رہیں گے۔ اور خدا سے مدد حاصل کریں گے۔ اگر ان لوگوں نے (معاہدہ کی) خلاف ورزی کی اور ان کی طرف سے فریب ظاہر ہوا تو انہیں کوئی امان نہیں دی جائے گی۔ بجز اس صورت کے کہ وہ غداروں کو ہمارے حوالے کردیں ورنہ وہ بھی غدار سمجھے جائیں گے۔

شماخ بن ضرار، رسارس بن جناب اور حملہ بن جویہ اس کے گواہ ہیں اور یہ ۲۱ھ میں لکھا گیا"۔

ترکوں سے جنگ

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبدالرحمن ان کے جانشین ہوئے ہیں تو انہوں نے حضرت عبدالرحمن کو باب کی سرحدی حکومت پر بحال رکھا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ترکوں سے جنگ کریں۔

عبدالرحمٰن کی پیش قدمی

حضرت عبدالرحمٰن [illegible]

صحابہ ؓ کی برکات

[illegible]

[illegible]

انہوں نے غازی کی حیثیت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں [illegible]

حضرت عبدالرحمٰن [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں [illegible]

ترکوں پر رعب

[illegible] کرتے تھے

"ایک شخص نے [illegible] ان کے ساتھ فرشتے ہیں جو انہیں موت سے بچاتے [illegible]

[illegible] یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی کئی مجاہدانہ حملے کیے اور سب معرکوں میں نصرت حاصل کرتے رہے۔

[illegible]

[illegible]

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کی شہادت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عبدالرحمن کی تعریف:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یاقوت کی قیمت:

[illegible]

[illegible]

متفرق واقعات:

واقدی کی روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سال روم میں جنگ کی تھی۔ وہ دو ہزار مسلمانوں کو لے کر روم کے علاقے میں داخل ہو گئے تھے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سال حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔

اسی سال یزید بن معاویہ اور عبدالملک بن مروان پیدا ہوئے۔

اس سال بھی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو حج کرایا۔ مکہ معظمہ میں ان کے حاکم عتاب بن اسید تھے۔ یمن کے حاکم یعلیٰ بن امیہ تھے۔ باقی شہروں کے حکام وہی تھے جو اس سے پہلے کے سال میں تھے جن کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں۔

* * *

باب ۲۰

مفتوحہ علاقوں کی تقسیم

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک سال سے زیادہ کوفہ کے حاکم رہے۔ اسی زمانے میں اہلِ بصرہ کے حاکم حضرت عمر بن سراقہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک خط تحریر کیا جس میں یہ تحریر تھا کہ اہلِ بصرہ کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے اور ان کے علاقہ کا خراج ان کے لیے کافی نہیں ہے۔ انہوں نے درخواست کی تھی کہ ماہین کا ایک علاقہ یا ماسبذان کا علاقہ ان سے متعلق کر دیا جائے۔

اس بات کی اطلاع اہلِ کوفہ کو ہو گئی تھی انہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا

> ”آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحریر کریں کہ رامہرمز اور ایذج ہمارے ہیں اہلِ بصرہ کے نہیں ہیں انہوں نے اس معاملے میں ہماری مدد نہیں کی اور نہ وہ ہمارے ساتھ شامل ہوئے تھے۔ بلکہ ہم نے تن تنہا ان دونوں علاقوں کو فتح کر لیا تھا۔“

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی مخالفت:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“ اس پر ایک شخص نے جس کا نام عطارد ہے کہا: ”اے ذلیل غلام ہم کس لیے اپنا مالِ غنیمت چھوڑ دیں؟“ وہ بولے: ”تم نے مجھے گالی دی ہے۔“ بہرحال انہوں نے اس بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ اسی وجہ سے اہلِ کوفہ ان سے نفرت کرنے لگے تھے۔

اہلِ کوفہ و بصرہ کے تنازعات:

جب اہلِ کوفہ نے ان دونوں علاقوں کے معاملے میں زیادہ جھگڑا شروع کیا تو کچھ لوگوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کے سامنے یہ شہادت دی کہ رامہرمز اور ایذج کے باشندوں نے صلح کر لی تھی۔ اور جب انہیں امان مل چکی تھی۔ اس وقت حضرت نعمان رضی اللہ عنہ اور اہلِ کوفہ نے ان سے خط و کتابت کی تھی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی منظوری دے دی اور دو گواہوں کی شہادت سے اہلِ بصرہ کے حق میں فیصلہ کیا۔

اصفہان کے دیہات:

اہلِ بصرہ نے اصفہان کے چند دیہات کے بارے میں بھی دعویٰ کیا جو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس وقت فتح کیے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہلِ بصرہ کو حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کی امداد کے لیے بھیجا تھا۔ یہ مختلف دیہات جی کے مقام کے قریب تھے اہلِ کوفہ نے اس بارے میں کہا: ”تم ہماری امداد کے لیے اس وقت آئے تھے جب ہم نے تمام علاقہ فتح کر لیا تھا اس وقت ہم نے مالِ غنیمت دے کر تمہاری حوصلہ افزائی کی تھی مگر ذمہ داری ہماری تھی اور یہ سرزمین ہماری تھی۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”یہ سچ کہتے ہیں۔“

مزید علاقوں کا مطالبہ:

پھر اہل بصرہ میں سے جو قادسیہ اور دوسری جنگوں میں شریک ہوئے تھے ایک دوسرا معاملہ پیش کیا اور کہنے لگے "ہمیں ان علاقوں میں سے حصہ ملنا چاہیے جن کی فتح میں ہم شریک تھے" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا تم ماہ کا علاقہ لینے پر رضامند ہو؟"

پھر اہل کوفہ سے آپ نے فرمایا:

"کیا تم رضامند ہو کہ ہم تمہیں ماہین کے دو علاقوں میں سے ایک علاقہ دے دیں"۔

اہل کوفہ نے کہا آپ جو مناسب سمجھیں اس پر عمل کریں

الغرض آپ نے بصرہ کے ان لوگوں کو جو جلولاء اور نہاوند کی جنگوں میں شریک ہوئے تھے ان کے حصے کے طور پر ماہ دینار سے لے کر ہمدان تک اور بصرہ کے مقبوضات کا علاقہ دے دیا"۔

اہل عراق کی منتقلی

جب امیر معاویہ بن ابی سفیان خلیفہ ہوئے تو انہوں نے عراق سے آنے والے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں قنسرین میں آباد کر دیا حالانکہ قنسرین حمص کے علاقے کا ایک شہر تھا۔ مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے ان لوگوں سے آباد کر دیا جو بصرہ اور کوفہ والوں کے زمانے میں پیچھے آئے تھے۔ اس لیے ان کے حصے میں عراق کی فتوحات میں سے آذربیجان، موصل اور باب کے علاقے شامل آئے تھے۔ اس زمانے میں اہل جزیرہ اور اہل موصل بھی منتقل ہوتے رہتے تھے وہ بھی ان دونوں شہروں کے لوگوں کے ساتھ منتقل ہوتے رہتے تھے۔

باب، آذربیجان، جزیرہ اور موصل ان کی فتوحات میں شامل تھے۔ اس لیے وہ سب بھی ان کی طرف منتقل ہو گئے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام منتقل ہو گئے تھے۔

اہل تفلیس کا معاہدہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس حبیب نے عبد شمس کی۔ اس وقت انہوں نے حبیب بن مسلمہ کو باب کا حاکم مقرر کر رکھا تھا۔ اس وقت حبیب جرزان میں تھے۔ انہوں نے اہل تفلیس اور اس سے متعلقہ پہاڑی علاقوں کے لوگوں سے خط و کتابت کی پھر انہوں نے ان سے مقابلہ کیا تاکہ انہوں نے صلح قبول کر لی اور حضرت حبیب نے ان سے معاہدہ کر لیا جو خط و کتابت کے بعد منظور ہوا۔ حضرت حبیب نے پہلے انہیں یہ خط لکھا

حضرت حبیب کا خط:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ خط حبیب بن مسلمہ کی جانب سے اہل تفلیس کے نام ہے جو جرزان ہرمز سے متعلق ہیں" سب سے پہلے میں تمہارے سامنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے (پھر یہ تحریر کیا جاتا ہے کہ) تمہارا قاصد تقفل ہمارے پاس آیا تھا اس نے تمہارا خط پہنچایا۔ اور جو پیغام تم نے دیا تھا وہ بھی ادا کر دیا۔ تقفل نے تمہارے بارے میں بیان کر دیا ہے ہم ویسا ہی تمہیں پاتے ہیں جیسا کہ تم خیال کرتے ہو۔ ہم پہلے ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ

کے زیر نگیں ہو جانے کی اور ذلت برداشت کی۔ چنانچہ اس کے بعد یہ اسلام کے زیر نگیں چلے آ رہے ہیں۔

تفلیس کا معاہدہ بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔ [illegible]

معاہدہ تفلیس:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر حبیب بن مسلمہ کی طرف سے جرزان قرب الہرمز کے اہل تفلیس کے نام ہے

"تمہارے جانوں، مالوں، گرجاؤں، عبادت خانوں اور نمازوں کی حفاظت کا وعدہ کیا جاتا ہے بشرطیکہ تم جزیہ ادا کرنے کا اقرار کرو۔ ہر گھرانے پر ایک مکمل دینار ہے۔ تم ہمارے ساتھ خیر خواہی کرو اور ہمارے اور اللہ کے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد کرو اور اہل کتاب کے حلال کھانے پینے کی چیزوں سے مسلمان مسافر کی ایک رات مہمان نوازی کرو اور راستہ دکھاؤ جس سے تمہارے کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچے گا۔

اگر تم اسلام قبول کر لو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو تو تم ہمارے دینی بھائی اور ہمارے دوست ہو اور جو اللہ، اس کے رسول، اس کی کتابوں اور اس کی جماعت سے دشمنی کرے گا تو ہم اس کے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔ یہ تمہارے حق میں ہے اور یہ تمہارے خلاف تحریر ہے۔ میں اللہ، اس کے فرشتوں اور ایمان والوں کو شہادت کے لیے پیش کرتا ہوں۔ اور اللہ گواہی کے لیے کافی ہے۔"

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی معزولی

اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی حکومت سے معزول کیا اور ان کی جگہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا۔ یہ قول ایک روایت کے مطابق ہے۔ اس سے پہلے ہم نے واقدی کا قول نقل کیا تھا۔

ہم نے پہلے بھی ان کی معزولی کی تفصیل اور وجوہات کا تذکرہ کیا تھا۔ اس کی [illegible] وجوہات سیف کی روایت کے مطابق یہ ہیں۔

اہل کوفہ کی مخالفت

اہل کوفہ میں سے عطارد اور ان کے ساتھیوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ انہوں نے یہ کہا کہ (صحیح معنوں میں) امیر نہیں ہیں اور ان کے اندر ایک حاکم کی خصوصیات نہیں پائی جاتیں۔ اہل کوفہ ان کے خلاف ہو گئے تھے اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا: "تم میرے پاس آؤ۔" چنانچہ وہ کوفہ کا ایک وفد لے کر روانہ ہوئے اور انہوں نے اپنے لوگوں کو وفد کے طور پر منتخب کیا جن کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ وہ ان کے حامی ہیں مگر وہ ان سے زیادہ مخالف نکلے جو پیچھے چھوڑ آئے تھے اس لیے وہ بہت پریشان ہوئے۔ کسی نے ان سے پوچھا: "اے ابوالیقظان! یہ گھبراہٹ کیسی ہے؟" وہ بولے: "خدا کی قسم! میں اپنی اس بات کی تعریف نہیں کرتا اور میں اس میں مبتلا ہوں۔"

معزولی:

محمد، طلحہ، مہلب، عمرو اور سعید [illegible] کی روایت ہے کہ اہل کوفہ نے ان کی امارت کے بارے میں [illegible] اس لیے حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کر دیا۔ مجالد، شعبی [illegible] کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے عمارؓ سے دریافت کیا:

"کیا معزولی نے تمہیں کچھ رنجیدہ کیا؟"

وہ بولے:

"خدا کی قسم! جب مجھے حاکم بنایا گیا تھا تو اس وقت مجھے خوشی حاصل نہیں ہوئی تھی مگر جب مجھے معزول کیا گیا تو مجھے اس کا رنج ہوا۔"

کوفہ و مدائن کا مقابلہ:

حضرت شعبی رحمۃ اللہ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہل کوفہ سے دریافت کیا:

"تمہیں کوفہ و مدائن میں سے کون سا مقام زیادہ پسند ہے؟ اگرچہ میں ایک جگہ کی فضیلت کو جانتا ہوں مگر میں تم سے تمہاری رائے معلوم کرنے کے لیے یہ سوال کر رہا ہوں۔"

کسی نے کہا:

"ہمارا یہ کوفہ کا مقام (کوفہ) سواد عراق کا ایسا مقام ہے جو خشکی سے زیادہ قریب ہے۔ مگر دوسرا مقام (مدائن) سمندر کے قریب ہے، مرطوب مقام ہے اور مچھروں سے بھرا ہوا ہے۔"

اس پر حضرت عمرؓ [illegible] نے کہا:

"[illegible] آپ سے پوچھا۔"

نااتفاقی کی شکایت:

"تم نے اپنے امیر کے بارے میں کیا باتیں کی ہیں؟"

خدا کی قسم! [illegible] سیاست [illegible] اختلاف [illegible] ہے۔

کسی نے کہا: ہشام بن عبدالرحمٰن ثقفی رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا:

"خدا کی قسم! [illegible] جاتے ہوں کہ [illegible] حاکم بنائے گئے ہو۔"

اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے پوچھا:

[illegible] حکام علاقے

"اے ابو [illegible] تمہیں کس کو [illegible] پر حاکم مقرر کیا ہے؟"

وہ بولے: "مدائن کے [illegible]۔"

آپ نے کہا: "ہم نے سنا ہے کہ [illegible] وہاں [illegible] جاتے رہتے ہیں۔"

[illegible]

معزولی [illegible]

[illegible] (قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی) [illegible]

کمزوروں کی حکومت

﴿ وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ﴾

اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور سمجھے جاتے ہیں اور ان کو امام (پیشوا) اور وارث بنائیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا تقرر

[illegible]

ان کے خلاف شکایت

[illegible]

طاقتور یا کمزور حاکم

[illegible]

اہل کوفہ سے پوچھ گچھ

[illegible]

سے پوچھا: "کیا آپ کو اہم معاملات درپیش ہیں یا کوئی عظیم واقعہ رونما ہوا ہے؟" آپ نے فرمایا: "اس سے بڑھ کر عظیم واقعہ کیا ہو گا کہ ایک لاکھ افراد کی رعیت سے کوئی خوش نہیں ہے، جو نہ امیر سے اور نہ حاکم ہی سے خوش ہوتا ہے۔" آپ اس معاملے میں کس قدر الجھے ہوئے رہے۔

جب لوگ زیادہ ہو گئے تو اس وقت بھی ایک شخص وہاں رہ جاتا تھا، اس عرصے میں حضرت مغیرہؓ آ گئے اور پوچھنے لگے: "اے امیر المومنین! کیا معاملہ ہے؟" آپ نے فرمایا: "میں اہل کوفہ کی الجھن میں پھنسا ہوا ہوں، انہوں نے مجھے بہت تنگ کر رکھا ہے۔" اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا سوال مشورے کے طور پر دہرایا۔ اس پر حضرت مغیرہؓ نے جواب دیا۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا جواب:

کمزور مسلمان کی کمزوری سے آپ کا اور مسلمانوں کا نقصان ہے اور اس کی خوبیوں سے صرف اس کا ذاتی فائدہ ہے مگر طاقتور اور سخت قسم کی طاقت سے آپ اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچے گا اور اس کی سخت مزاجی سے اس کی ذات کو نقصان پہنچ سکتا ہے وہ فائدہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے انہیں حاکم مقرر کیا۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا تقرر:

سعید بن مرہ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو مقرر کرنے سے پہلے (لوگوں سے) یہ پوچھا

"تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا کمزور مسلمان کو مقرر کیا جائے یا طاقتور سخت انسان کو؟"

حضرت مغیرہؓ سے اس پر پوچھا:

"کمزور مسلمان کا اسلام اس کے ذاتی فائدے کے لیے ہے جبکہ اس کی کمزوری سے آپ کا نقصان ہے مگر طاقتور اور سخت انسان کی سختی کا تعلق اس کی ذات سے ہے اور اس کی قوت مسلمانوں کے فائدے کے لیے ہو گی۔"

اس پر آپ نے فرمایا: "اے مغیرہؓ! ہم تمہیں ہی مقرر کرتے ہیں۔"

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

چنانچہ حضرت مغیرہؓ کوفہ کے حاکم رہے، آخر حضرت عمرؓ شہید ہوئے۔ ان کی مدت تقریباً دو سال ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت مغیرہؓ کوفہ جانے کے لیے آئے۔ وہ رخصت ہونے کے لیے آئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا: "اے مغیرہؓ! شریف لوگ تمہاری طرف سے مطمئن رہنے چاہئیں اور بدکاروں کو تم سے ڈرنا چاہیے۔" پھر حضرت عمرؓ نے یہ ارادہ کیا کہ حضرت مغیرہؓ کے بجائے سعدؓ کو مقرر کریں مگر اس سے پہلے آپ شہید ہو گئے تاہم آپ نے ان کے بارے میں وصیت فرما دی تھی۔

حکام سے بازپرس:

حضرت عمرؓ کا یہ دستور بلاناغہ باقی تھا کہ آپ نے اپنے حکام پر یہ پابندی عائد کر رکھی تھی کہ وہ ہر سال حج کے موقع پر حاضر ہوا کریں تاکہ ان کے ظلم کا جائزہ لے سکیں اور وہ (حکام) اپنی رعایا سے الگ رہیں اور انہیں ان کے خلاف شکایت پہنچانے کا کافی وقت اور موقع مل سکے۔

فتح خراسان

[illegible]

[illegible]

یزدگرد کا خواب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خراسان کی مہم:

حضرت احنف بن قیس [illegible]

امداد کی درخواست:

[illegible]

سلطان سپہ سالار

[illegible]

ترکی لشکر سے مقابلہ

جب یہ واقعہ ختم ہو گیا تو حضرت احنف بن قیس مرو شاہجہاں سے روانہ ہوئے اور مرو روذ کی طرف پیش قدمی کی۔ جب شاہ یزدگرد کو یہ خبر ملی تو وہ بلخ کی طرف روانہ ہو گیا۔ حضرت احنف مرو روذ میں ٹھہرے رہے [illegible] ترکوں کی فوجیں آگئیں [illegible] بلخ روانہ ہوئیں تو حضرت احنف بن قیس بھی ان کے پیچھے روانہ ہو گئے۔

یزدگرد کو شکست

بلخ میں اہل کوفہ اور شاہ یزدگرد کی فوجوں کا مقابلہ ہوا [illegible] یزدگرد کو شکست [illegible] اپنے ساتھیوں کو لے کر دریا کی طرف روانہ ہوا اور دریا پار کر کے چلا گیا۔

بلخ کی فتح

اس کے بعد حضرت احنف بن قیس بھی اہل کوفہ کے ساتھ آ کر مل گئے [illegible] اس لیے بلخ اہل کوفہ کی فتوحات میں شامل تھا۔

اہل خراسان کی مصالحت:

اس کے بعد اہل خراسان میں سے جو بھاگ گئے تھے یا قلعہ بند ہو گئے تھے سب صلح کے لیے آنے لگے ان میں [illegible] سے طخارستان [illegible] ان کے علاقے تک جتنے [illegible] تھے سب شامل تھے۔

حضرت احنف بن قیس مرو روذ واپس چلے گئے اور وہاں [illegible] انہوں نے طخارستان کے علاقے پر ربعی بن عامر کو [illegible] عرب کے شرفاء میں سے تھے۔

فتح کی خبر:

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فتح خراسان کی خبر لکھ کر بھیجی تو اس وقت آپ نے فرمایا:

"میں چاہتا تھا کہ ان کے متعلق کوئی لشکر نہ بھیجوں اور میری تمنا تھی کہ ہمارے اور ان کے درمیان آگ کا سمندر ہوتا۔"

عہد شکنی کا اندیشہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"اے امیر المومنین! یہ بات آپ کیوں فرماتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا:

"اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کے باشندے تین مرتبہ عہد شکنی کریں گے اور تیسری مرتبہ انہیں [illegible] کرنے کی ضرورت ہوگی [illegible] یہ بات [illegible] کے مسلمان [illegible] کا موجب ہوں۔"

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فتح خراسان کی خبر پہنچی تو آپ فرمانے لگے

''میں چاہتا ہوں کہ ہمارے اور ان کے درمیان آگ کا سمندر حائل ہوتا''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''فتح خراسان سے آپ کو کیوں تکلیف ہے یہ تو خوشی کا مقام ہے''۔

آپ نے فرمایا

''ہاں (یہ خوشی کی) بات ہے (مگر وہ) تین مرتبہ عہد شکنی کریں گے''۔

حضرت احنف رضی اللہ عنہ کو ہدایت:

وائل بن زید کی روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ مرو کے دونوں شہروں پر قابض ہو گئے اور بلخ بھی فتح کر لیا ہے تو آپ نے فرمایا ''احنف اہل مشرق کے سردار ہیں''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت احنف رضی اللہ عنہ کو یہ تحریر کیا:

''تم دریا کو عبور نہ کرو بلکہ اس سے پہلے کے علاقے میں ٹھہر رہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ تم کن خصوصیات کے ساتھ خراسان میں داخل ہوئے تھے۔ اس لیے آئندہ بھی تم ان عادات پر قائم رہو اس طرح تمہیں ہمیشہ فتح و نصرت حاصل ہو گی تم دریا کو عبور کرنے سے پرہیز کرو ورنہ تم نقصان اٹھاؤ گے''۔

ترکوں کی امداد:

جب شاہ یزدگرد کے دونوں قاصد خاقان اور غوزک کے پاس پہنچے تو وہ دونوں اس وقت تک اس کی فوجی امداد نہیں کر سکے جب تک وہ شکست کھا کر دریا عبور کر کے خود ان دونوں کے پاس نہیں پہنچ گیا اس وقت ان کی فوجی امداد کی تکمیل ہوئی۔ ترک اور اہل فرغانہ وسغد اس کی مدد کے لیے جمع ہو گئے کیونکہ وہ سلاطین کی امداد کو ضروری سمجھتے تھے۔

امدادی لشکر:

شاہ یزدگرد یہ امدادی لشکر لے کر خراسان کی طرف روانہ ہوا خاقان بھی اپنی ترک فوج کے ساتھ خراسان روانہ ہوا اور دونوں لشکروں نے دریا عبور کیا اور وہ بلخ پہنچ گئے اس وقت اہل کوفہ احنف رضی اللہ عنہ کے پاس مرو روذ پہنچ گئے تھے۔ اس لیے مشرکین کا لشکر بلخ سے کوچ کر کے احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کے لشکر کے پاس مرو روذ پہنچ گیا۔

سپاہی کا مشورہ:

جب حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ خاقان اور سغد نے دریا کو عبور کر لیا ہے اور وہ لوگ ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آ رہے ہیں تو انہوں نے اپنے لشکر کا گشت لگایا تا کہ وہ کوئی ایسا رائے مشورہ سن سکیں جس سے ان کو (جنگی) فائدہ ہو تو وہ دو شخصوں کے پاس سے گزرے جو چارہ صاف کر رہے تھے۔ وہ چارہ یا تو بھوسا تھا یا جو تھے۔ ان دونوں میں سے ایک آدمی دوسرے شخص سے کہہ رہا تھا:

''اگر ہمارا امیر ہمیں اس پہاڑ کے پاس لے آئے تو بہتر رہتا۔ اور ہمارے دشمنوں کے درمیان خندق کا کام دیتا اس وقت یہ پہاڑ ہماری پشت پر ہوتا اس وجہ سے ہمارے پیچھے کی طرف سے کوئی حملہ آور دشمن نہ ہوتا اور ہماری جنگ صرف

ایک طرف دریا کی جانب تھی اور [illegible] پہاڑ کی طرف تھا۔

پہاڑ کے دامن میں

(یہ بات سن کر) حضرت احنف بن قیس [illegible] آگئے [illegible] ان کے دل میں [illegible] ہوا۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا:

"تمہاری تعداد کم ہے اور دشمن کی تعداد زیادہ ہے، تم [illegible] گھبراؤ نہیں [illegible] کتنی ہی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آ جاتی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ تم اس مقام سے کوچ کر کے اس پہاڑ کے دامن میں [illegible] پہاڑ کو اپنی پشت کی طرف کر دو اور دریا کو [illegible] اور تمہارے دشمنوں کے درمیان رہے اور تم صرف ایک سمت سے جنگ کرو۔"

مسلمانوں کی تعداد:

انہوں نے ان ہدایات پر عمل کیا اور [illegible] بصرہ والوں کی تعداد دس ہزار تھی اور کوفہ والوں کی تعداد بھی تقریباً اتنی ہی تھی۔ [illegible] مسلمانوں سے مقابلہ کرنے لگے [illegible] تمام دن [illegible] رات کے وقت [illegible] ہو جاتے تھے۔

خبر رسانی:

حضرت احنف بن قیس [illegible] چاہتے تھے کہ ان دشمنوں کے [illegible] معلومات حاصل کرنے کے لیے [illegible] جب وہ ترکوں کے لشکر کے قریب پہنچے تو [illegible] ترک سوار اپنی صف سے نکلا۔

ترک سواروں کا قتل

وہ طبل بجاتا [illegible] اپنے لشکر سے ایک [illegible] حضرت احنفؓ نے [illegible] دونوں نے [illegible] آخر کار حضرت احنفؓ نے اسے قتل کر دیا [illegible] ترکی [illegible] طوق [illegible] وہاں [illegible] حضرت احنفؓ نے [illegible] قتل کر دیا [illegible] کے بعد [illegible] پھر حضرت احنف بن قیس [illegible] حضرت احنفؓ [illegible] تیسرا سوار [illegible]۔

قتل کی بدشگونی:

ترکوں کا یہ دستور تھا کہ [illegible] جب تک [illegible] تین سوار [illegible] نکل [illegible] چنانچہ اس رات بھی [illegible] کے بعد بھی جب انہوں نے

پہنچے اور ان [illegible] سے پوچھا تو ان سے اس واقعہ [illegible] بات کا کوئی جواب نہ دے سکا۔

خاقان کی واپسی:

[illegible] کی [illegible] مسلمانوں [illegible] [illegible] تو [illegible] [illegible] بات پایا [illegible] واپس چلے گئے۔ جب [illegible] [illegible] کی طرف لوٹ گیا ہے۔

خزانہ نکالنا:

یزدگرد مرو سے خاقان کے ہمراہ [illegible] تھا [illegible] کی طرف [illegible] حارثہ بن نعمان [illegible] ان کا محاصرہ کیا [illegible] خزانہ [illegible] سے نکال لیا [illegible] ہو گیا تھا۔

تعاقب کی ممانعت:

اس وقت مسلمانوں نے احنف سے کہا آپ کا ان کا تعاقب کرنے کا کیا خیال ہے [illegible] "تم اپنی جگہ [illegible] ان کا تعاقب چھوڑ دو"۔

اہل فارس کی مزاحمت:

جب یزدگرد نے [illegible] خزانہ جمع کر لیا [illegible] کہ اسے [illegible] لے جائے [illegible] مستقل طور پر [illegible] تھا۔ کیونکہ یہ ایران کا بہت بڑا خزانہ تھا [illegible] خاقان کے پاس جانا چاہتا تھا تو اہل فارس نے ان سے دریافت کیا

یزدگرد کا ارادہ:

"اب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟" [illegible] خاقان کے پاس چلا جاؤں گا اور ان کے ساتھ [illegible] چلا جاؤں۔ ایرانیوں نے اس سے کہا

ایرانیوں کی تجویز:

"آپ [illegible] آپ [illegible] قوم (مسلمانوں) کے پاس لے جائیں [illegible] اور ایمان [illegible] بات نہیں مانی تو وہ کہنے لگے "آپ ہمارے خزانے چھوڑ جائیں [illegible] نہیں لے جا سکتے۔"

مخالفت اور جنگ:

جب یزدگرد نے ان کی بات نہ مانی [illegible]

ساتھ ہو گئے تھے۔ ان ترکوں نے مرو سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو اہل مرو نے ان کے خلاف یزدگرد پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے اس کی اطلاع حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کو بھیج دی۔ چنانچہ وہ آئے تو مسلمانوں اور مشرکوں دونوں نے اس سے جنگ کی۔

یزدگرد کا فرار:

یزدگرد کے پاس جو مال و دولت اور جواہرات وغیرہ تھے وہ لے کر وہ بھاگ گیا اور ترکوں کے بادشاہ خاقان کے پاس چلا گیا۔ اہل مرو نے حضرت احنف رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور یزدگرد کا مال و اسباب ان کے حوالے کر دیا اور وہ مسلمانوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے رہے۔ ۳۱ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں اہل خراسان نے عہد شکنی کی۔

ترکوں کا معاہدہ:

یزدگرد کے بھاگ جانے کے بعد ایرانی حضرت احنف رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے ذریعے صلح کا معاہدہ کیا اور مال و دولت حضرت احنف رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی اور خود اپنے وطن کی طرف چلے گئے۔ اور جو ترک ان کے عہد سے زیادہ خوش ہوئے کیونکہ مسلمانوں نے ان کے ساتھ انصاف کا سلوک کیا تھا۔ اور وہ خوش و خرم ہو کر مدتوں یہ کہتے رہے۔

یہ جنگ جس میں یزدگرد کی قوت ختم ہو گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوئی تھی۔

اہل خراسان کی عہد شکنی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اہل خراسان نے عہد شکنی کی تو ان کی سرکوبی کے لیے حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ یزدگرد نے اپنے ساتھیوں کو لے کر خراسان سے نکل جانے کا ارادہ کیا اور وہ ایک چکی کے پیچھے روپوش ہو گیا تو اس نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی مگر وہ بھی پکڑا گیا۔

یزدگرد کا انجام:

شاہ یزدگرد جب مرو پہنچا تو اس وقت وہ ایک پن چکی میں پوشیدہ تھا وہاں اسے قتل کر دیا گیا اور اس کے مال پر مسلمانوں اور ترکوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

بلخ کی طرف روانگی:

اس سے پہلے جب حضرت احنف رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی تو وہ مسلمانوں کی فوج لے کر بلخ کی طرف روانہ ہو گئے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ خاقان اور یزدگرد کے ساتھیوں کا تعاقب کریں کیونکہ خاقان اور ترک بلخ میں تھے۔

خاقان کا فرار:

خاقان کو جب یزدگرد کا حال معلوم ہوا تو یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمان فوجیں اس کی طرف روانہ ہو چکی ہیں تو اس نے بلخ کو چھوڑ دیا اور دریا کو عبور کر کے چلا گیا۔

بلخ کی فتح

جب احنف بن قیس رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو بلخ میں داخل ہو گئے اور اسلامی فوجیں اس کے چاروں طرف پھیل گئیں۔

گئیں پھر حضرت احنف بن قیس مرو روذ واپس آ گئے اور خاقان اور یزدگرد پر فتح حاصل کرنے کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کی نیز مال خمس بھی ایک وفد کے ساتھ بھیجا۔

سفیر چین سے ملاقات:

جب خاقان نے دریا کو عبور کیا اور اس کے ساتھ شاہ ایران کے ملازمین اور سب قیمتی چیزیں جو بلخ میں موجود تھے چلے گئے انہوں نے (راستے میں) شاہ یزدگرد کے اس سفیر سے ملاقات کی جو شہنشاہ چین کے پاس بھیجا گیا تھا اور وہ شہنشاہ کے لیے تحائف لے کر گیا تھا، وہ شہنشاہ چین کا جوابی خط لے کر واپس آ رہا تھا۔ انہوں نے اس سفیر سے دریافت کیا "کیا خبر ہے؟" وہ بولا:

شاہ چین سے گفتگو:

جب میں خط اور تحائف لے کر اس کے پاس پہنچا تو اس نے اچھا بدلہ دیا اور تحائف دیے پھر اس نے شاہ یزدگرد کے خط کا جواب دیا اس سے پہلے اس نے مجھ سے یہ گفتگو کی: "مجھے یہ معلوم ہے کہ بادشاہوں پر دشمن کے مقابلے میں دوسرے بادشاہوں کی مدد کرنا ضروری ہے تاہم تم مجھے اس قوم کے حالات بتاؤ جس نے تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیا ہے کیونکہ تم یہ بیان کرتے ہو کہ ان کی تعداد قلیل اور تمہاری تعداد کثیر ہے۔ لہٰذا یہ قلیل تعداد تم پر اور تمہاری کثرت تعداد کے باوجود اس لیے غالب آئی ہو گی کہ ان میں خوبیاں موجود ہیں اور تم میں برائیاں موجود ہوں گی۔" میں نے کہا "جو آپ مناسب سمجھیں دریافت کر لیں۔"

عربوں کا حال:

شہنشاہ چین نے دریافت کیا "کیا یہ لوگ عہد و پیمان کی پابندی کرتے ہیں؟" میں نے کہا "ہاں" پھر پوچھا "وہ تم سے جنگ کرنے سے پہلے کیا کہتے ہیں؟" میں نے کہا "وہ ہمیں تین چیزوں میں سے ایک چیز کی دعوت دیتے ہیں: ۱۔ یا تو ہم ان کا دین و مذہب قبول کر لیں اگر ہم ان کا دین قبول کر لیں گے تو وہ ہمیں اپنے جیسا سمجھیں گے۔ ۲۔ یا جزیہ ادا کریں تو وہ ہماری حفاظت کریں گے۔ ۳۔ یا وہ ہم سے جنگ کریں گے۔"

دیگر حالات:

اس نے پھر دریافت کیا "یہ لوگ اپنے حکام کی کیسی اطاعت کرتے ہیں؟" میں نے کہا "وہ ان کی اس قوم سے زیادہ اطاعت کرتے ہیں جو قوم کسی مرشد کی اطاعت کرتی ہے" اس نے پھر پوچھا "وہ کن چیزوں کو حلال سمجھتے ہیں اور کن چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں" اسے میں نے ان کی تفصیلات بتائیں پھر پوچھا "کیا وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال میں تبدیل کرتے ہیں؟" میں نے کہا "نہیں" اس پر وہ بولا "یہ قوم کبھی تباہ نہیں ہو گی۔ جب تک کہ وہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہ قرار دیں۔ پھر پوچھا "مجھے ان کا لباس بتاؤ" اس پر میں نے ان کا لباس بتایا"۔

گھوڑے اور اونٹ:

اس نے ان کی سواریوں کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا "وہ عربی گھوڑے ہیں" پھر میں نے ان کا حال بیان کیا اس پر اس نے کہا "وہ بہت عمدہ قلعے ہیں" پھر میں نے اونٹوں اور ان کے بیٹھنے اور ان کے چلنے کا حال بیان کیا۔ اس پر اس نے کہا "یہ لمبی گردن والے مویشیوں کی خصوصیات ہیں"۔ اس کے بعد اس نے (شاہ) یزدگرد کو یہ خط لکھا۔

یزدگرد کو شکست:

[illegible] ایک بہت عظیم الشان لشکر [illegible]

[illegible]

[illegible]

ان میں یہ تصویریں بھی [illegible]

[illegible] ان سے مصالحت [illegible]

[illegible]

فرغانہ میں قیام:

چنانچہ یزدگرد اور شاہی خاندان خاقان کے ساتھ [illegible] رہنے لگا۔

مسلمانوں کا اجتماع:

جب مسلمانوں کا قاصد فتح کی خوشخبری لے کر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا [illegible] آپ نے مسلمانوں کو جمع کر کے انہیں مخاطب کیا پھر فتح نامہ کے پڑھنے کا حکم دیا گیا اور وہ پڑھ لیا تو آپ نے اپنے خطبے میں فرمایا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطاب

"اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا ہے کہ اس نے انہیں ہدایت دے کر بھیجا ہے اور حق و صداقت والا دین عطا فرمایا ہے تاکہ اسے تمام ادیان و مذاہب پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار گزرے اس نے پیروان اسلام کو دنیوی معاوضہ (مال و دولت) اور آخرت کی بھلائی اور کامیابی دونوں چیزیں عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے وہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اسے تمام مذاہب پر غالب کر دے خواہ مشرکین اس بات کو کتنا ہی ناپسند کریں۔"

خدا ہی تمام تعریفوں اور حمد و ثنا کا سزاوار ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے لشکر کی [illegible] نصرت فرمائی آگے چل کر آپ نے یہ ارشاد فرمایا

مجوسیت کا خاتمہ:

"آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ نے مجوسیت کی بادشاہت کا خاتمہ کر دیا ہے اور ان کا شیرازہ منتشر کر دیا ہے اب وہ اپنے ملک کی ایک بالشت زمین پر بھی [illegible] جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کی زمین ان کے علاقے ان کے اموال و دولت اور ان کے فرزندوں کا وارث بنا دیا ہے تاکہ وہ معلوم کرے کہ تم کیا اعمال انجام دیتے ہو۔

مسلمانوں کو تنبیہ:

آگاہ ہو جاؤ کہ تمہاری طرح بہت سی شہری فوجی طاقتیں تھیں۔ ایک تم ہو اور گذشتہ زمانے کی بہت سی مہذب قومیں دور دراز کے ملک تک پہنچ چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کر کے رہے گا اور اپنا وعدہ پورا کرے گا اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو نمودار کرے گا۔

حق کی اطاعت:

تم اس کے احکام کو نافذ کرانے کے لیے ایسے شخص کی پیروی کرو جو اس کے معاہدہ کی پابندی کرے اور تمہارے لیے خدائی وعدہ کو پورا کر دکھائے۔ دیکھو اگر تم اپنی حالت میں تغیر و تبدیل نہ کرو تو وہ دوسری قوم کو تم پر مسلط کر دے گا مجھے اس امت مسلمہ کی تباہی و بربادی کا صرف تمہی سے اندیشہ ہے۔''

عہد شکنی

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں خراسان کے دو رؤسا ایک شخص۔ اس نے جب کہ ان کے عہد خلافت کے دو سال گذرے تھے۔ عہد شکنی کی ان کی اس عہد شکنی کے تفصیلی حالات ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر شاہ یزدگرد کے قتل کے واقعات کے ضمن میں بیان کیے جائیں گے۔

اس سال کے حکام:

اس سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حج کیا ان کے حکام اس سال بھی وہی تھے جو ۲۱ھ میں مقرر تھے۔ البتہ کوفے کے حاکم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے تھے اور بصرہ کے حاکم حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مقرر رہے

* * *

باب ۱۲

۲۳ھ کے واقعات

ابو معشر کے قول کے مطابق اس سال اصطخر فتح ہوا اور اس کے ساتھ ہمدان کی فتح ہوا۔ واقدی نے بھی یہی کہا ہے مگر سیف کی روایت یہ ہے کہ اصطخر توج کے بعد فتح ہوا۔

فتح توج:

سیف کی روایت یہ ہے کہ بصرہ کے مرابطہ فوجوں کے مختلف علاقوں میں اپنی مہموں پر روانہ ہو گئے تھے ان میں ساریہ ابن زنیم بھی شامل تھے۔ وہ لوگ اپنی فوجیں لے کر مختلف علاقوں کے لیے روانہ ہوئے۔ اہل فارس توج کے مقام پر اکٹھے ہو گئے تھے مگر مسلمانوں کی فوجوں نے ان کا قصد نہیں کیا بلکہ ہر مسلمان سپہ سالار اپنے اپنے علاقے کی طرف روانہ ہوا جس پر وہ مقرر تھا۔ جب ایرانیوں کو اس بات کا علم ہوا تو وہ اپنے اپنے علاقوں کی مدافعت کرنے کے لیے منتشر ہو گئے۔ اس طرح انہیں جنگ کے بغیر شکست ہو گئی اور ان کا شیرازہ بکھر گیا اور ان کی اجتماعی طاقت منتشر ہو گئی۔ مشرکوں نے اس بات کو بدشگونی پر محمول کیا اور انہیں اپنا انجام نظر آ گیا۔

اہل توج کو شکست:

حضرت مجاشع بن مسعود نے سابور اور اردشیر خرہ کے مقامات کا قصد کیا۔ ان کے ساتھ مسلمانوں کی فوج تھی۔ مسلمانوں کا توج کے مقام پر اہل فارس سے مقابلہ ہوا، وہ جب تک اللہ نے چاہا جنگ کرتے رہے پھر خدائے بزرگ و برتر نے مسلمانوں کے مقابلے میں اہل توج کو شکست دی اور مسلمانوں کو ان پر مسلط کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے کافروں کا صفایا کر دیا اور انہیں بے دریغ قتل کیا اور ان کے لشکر کا تمام مال و اسباب اپنے قبضہ میں کر لیا۔

توج کی آخری جنگ:

یہ توج کی آخری جنگ ہے اس کے بعد وہ سر نہیں اٹھا سکے۔ پہلی جنگ وہ تھی جس میں حضرت علاء کے لشکر نے طاؤس کی جنگ لڑی تھی۔ اس طرح پہلی اور دوسری جنگیں ایک ہی نوعیت کی تھیں۔

اہل توج کا معاہدہ:

پھر اہل توج کو جزیہ ادا کرنے اور ذمی رعایا بننے کی دعوت دی گئی تو وہ اپنے علاقے میں لوٹ آئے اور وہاں معاہدہ کر کے رہنے لگے۔

قاصد اور وفد کو انعام:

حضرت مجاشع نے مال غنیمت کا خمس (پانچواں حصہ) مدینہ بھیجا اور ایک وفد بھی بھیجا۔

[illegible]

خیانت کی ممانعت:

[illegible]

"اے لوگو! مال غنیمت کی چوری نہ کرو [illegible] قیامت کے دن [illegible]"

جب میں نے یہ تقریر [illegible] مال غنیمت میں ڈال دیا۔

فتح اصطخر:

حضرت عثمان بن ابی العاص نے اصطخر کے مقام کا قصد کیا۔ [illegible]

تجدید معاہدہ:

پھر حضرت عثمان بن ابی العاص [illegible] جو لوگ بھاگ گئے تھے [illegible] وہ سب واپس آ گئے اور انہوں نے جزیہ ادا کرنے کا اقرار کیا۔

دیانتداری کی ہدایت

جب دشمن کو شکست ہو گئی تو اس وقت حضرت عثمان بن ابی العاص نے مال غنیمت کو جمع کیا [illegible] حضرت عمر [illegible] کی خدمت میں روانہ کیا [illegible]

[illegible]

کرتے تھے۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے انھیں اکٹھا کر کے یہ تقریر ارشاد فرمائی:

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی تقریر:

"ہمارا معاملہ بلند، ترقی پذیر ہے اور لوگ مصیبت سے محفوظ رہیں گے جب تک کہ وہ چوری اور خیانت نہ کریں جب وہ (مال غنیمت) میں خیانت کرنے لگیں گے تو وہ ناپسندیدہ باتیں دیکھیں گے اور تھوڑے لوگوں کے (برے) کام اکثریت کو نہیں بچا سکیں گے۔"

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے فتح اصطخر کے دن یہ ارشاد فرمایا:

بد دیانتی کے اثرات:

"اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو انھیں برائیوں سے بچاتا ہے اور ان میں امانت اور دیانت داری کا اضافہ کرتا ہے اس لیے تم امانتوں کی حفاظت کرو کیونکہ تم سب سے پہلے جو چیز اپنے دین و مذہب کی چھوڑو گے وہ امانت ہوگی جب تمہارے اندر سے دیانت داری جاتی رہے گی تو روزانہ تمہاری کوئی نہ کوئی نیکی جاتی رہے گی"۔

شہرک کی بغاوت:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخری زمانے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے سال میں شہرک نے بغاوت کی اس نے اہل فارس کو بھڑکایا اور انھیں عہد شکنی کی دعوت دی تو حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو دوبارہ بھیجا گیا اور ان کی امداد کے لیے مندرجہ ذیل حضرات کی سرکردگی میں فوجیں روانہ کی گئیں: ۱۔ عبداللہ بن معمر ۲۔ شبل بن معبد بجلی۔ ان کا فارس کے مقام پر دشمن سے مقابلہ ہوا۔ اس وقت جب کہ معرکہ ہونے والا تھا شہرک نے اپنے فرزند سے جو معرکہ میں موجود تھا یہ پوچھا:

فرزند سے گفتگو:

"اے میرے فرزند! ہم دن کا کھانا کہاں کھائیں گے۔ یہاں یا شہرک میں"۔

شہرک ایک مقام تھا جو وہاں سے تین فرسخ دور تھا اور دوسرے لوگوں کے گاؤں کے درمیان بارہ فرسخ کا فاصلہ تھا۔

فرزند کا جواب:

اس کے فرزند نے یہ جواب دیا:

"ابا جان! اگر وہ ہمیں چھوڑ دیں تو دن کا کھانا ہم یہاں نہ کھائیں گے اور نہ شہرک میں کھائیں گے بلکہ ہم گھر میں کھانا تناول کریں گے مگر بخدا میرے خیال میں وہ ہمیں چھوڑنے والے نہیں ہیں"۔

شہرک کا قتل:

ان دونوں کی یہ گفتگو ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ مسلمانوں نے جنگ چھیڑ دی اور گھمسان کی جنگ شروع ہوئی جس میں شہرک اور اس کا فرزند مارے گئے۔ ان کے علاوہ بہت سے لوگوں کو بھی قتل کیا گیا۔ شہرک کو حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے بھائی حکم بن ابی العاص بن دہمان نے قتل کیا تھا۔

روایت میں اختلاف:

ابو معشر کی روایت ہے کہ فارس کی پہلی جنگ اور اصطخر کی دوسری جنگ ۲۸ھ میں ہوئی اور فارس کی دوسری جنگ اور جور کی جنگ ۲۹ھ میں ہوئی۔

حضرت حکم رضی اللہ عنہ کی روایت:

دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا گیا تھا تو انہوں نے اپنے بھائی حکم بن ابی العاص کو دو ہزار کی فوج دے کر توج بھیجا۔ اس وقت بادشاہ ایران مدائن سے بھاگ گیا تھا اور فارس کے مقام جور چلا گیا تھا اس نے شہرک کو مقابلے کے لیے بھیجا تھا۔ حضرت حکم کہتے ہیں۔ وہ (شہرک) اپنی فوج کو لے کر جو لوہے کے ہتھیاروں سے مسلح تھی ایک گھاٹی پر سے اترا۔ اس وقت مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں مسلمان سپاہیوں کی آنکھیں (لوہے کے ہتھیاروں کی چمک سے) خیرہ نہ ہو جائیں اس لیے میں نے یہ اعلان کرا دیا: "جس کے سر پر عمامہ ہو وہ اپنی آنکھیں عمامے سے لپیٹ لے اور جس کے سر پر عمامہ نہ ہو وہ اپنی آنکھیں بند کر لے"۔ میں نے یہ بھی اعلان کرا دیا

"تم اپنی سواریوں پر سے اتر آؤ"۔ شہرک نے جب دیکھا تو وہ بھی اتر گیا۔

صف آرائی:

پھر میں نے یہ اعلان کرایا: "تم سوار ہو جاؤ" پھر ہم نے صف آرائی کی اور وہ سوار ہو گئے۔ میں نے جارود عبدی کو دائیں بازو (میمنہ) پر مقرر کیا اور ابو صفرہ (مہلب کے باپ) کو بائیں بازو (میسرہ) پر سردار مقرر کیا۔

زبردست شکست:

دشمنوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمانوں نے ان کو شکست دے کر بھگا دیا یہاں تک کہ ان کی کوئی آواز بھی سنائی نہیں دی۔ جارود نے مجھ سے کہا: "اے امیر! لشکر چلا گیا ہے"۔ میں نے کہا: "عنقریب تمہیں حقیقت حال معلوم ہو جائے گی"۔ تھوڑی دیر گزرنے نہیں پائی تھی کہ ان کے گھوڑے واپس آ گئے جو سواروں سے خالی تھے۔ مسلمان ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کر رہے تھے اور ان کے سر ہمارے سامنے لڑھک رہے تھے۔ اس وقت میرے ساتھ ان کا ایک بادشاہ بھی تھا جسے مکعبر کہتے ہیں وہ کسریٰ کو چھوڑ کر میرے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔

شہرک کا سر:

اتنے میں میرے پاس ایک بہت بڑا سر لایا گیا۔ مکعبر نے کہا یہ ازدہاق یعنی شہرک کا سر ہے۔

آذربائیجان سے مصالحت:

وہ شہر سابور میں محصور ہو گئے۔ ان کے بادشاہ آذربائیجان نے صلح کر لی اس لیے حضرت حکم نے آذربائیجان سے اہل اصطخر کے برخلاف جنگ کرنے میں مدد حاصل کی۔

غداری کی خبر:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے بجائے عبید اللہ بن معمر رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر بھیجا۔ حضرت

سماک کو یہ اطلاع ملی کہ دہقان مسلمان ہو گیا ہے تب انہوں نے اس سے یہ کہا:

لیاقت کی قدر دانی:

> "میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھیوں کی لیاقت کا اندازہ کرو [illegible] تاکہ تم کو ان کی خوبیاں معلوم ہوں
> قریب ہے کہ [illegible] میں [illegible] میں چاہتا ہوں کہ میں یہ کام کروں"

طاقت کا مظاہرہ:

دہقان نے ایسا ہی کیا۔ حضرت سماک نے بڑی بڑی مونچھوں والے [illegible] کی طرف [illegible] سختی سے اپنے ہاتھ میں لے کر تلوار چلانا شروع کیا اور وہ ان کے گھوڑے پر ہو گئے۔ وہ بہت بڑے طاقتور انسان تھے (یہ دیکھ کر) اس بادشاہ نے ان کے بازو پکڑ لیے اور بولا:

معاہدہ کی تجدید:

> "یہ ایک بہادر جنگجو شخص ہے۔"

اس لیے انہوں نے اسے (بادشاہ کو) معاہدہ لکھ دیا۔ حضرت سماک رضی اللہ عنہ [illegible] کی جنگ کا شکار ہو گئے تھے اس لیے انہوں نے یہ وصیت کی:

دشمنوں کا قتل:

"تم ان میں سے جس کو قریب دیکھو اسے قتل کر دینا جس وقت تم میرے انتقام میں انہیں قتل کرو گے۔" چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ان کی بہت بڑی تعداد کو مار ڈالا۔

امداد کی درخواست:

(محمد، طلحہ کی روایت کے مطابق واقعات کا آخری حصہ یہ ہے) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ حضرت عمر کے پاس اس وقت پہنچے جب شہرک کو شکست ہو چکی تھی۔ انہوں نے حضرت عمر کو یہ خط تحریر کیا:

> "میرے اور کوفہ کے درمیان ایک دشمن [illegible] ہے جس کی وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ یہاں سے امداد نہ حاصل کر لیں۔ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ ابھی تک ان کا کچھ حصہ باقی ہے۔ اتفاق سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ خیال تھا۔ اس لیے انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ پانچوں کی فوج سے ان کی امداد کریں اور انہیں بھی حکم دیا۔"

فتح فسا اور دارابجرد:

سیف کی روایت ہے کہ حضرت ساریہ بن زنیم رضی اللہ عنہ نے فسا اور دارابجرد کا قصد کیا یہاں تک کہ وہ دشمن کے لشکر کے قریب پہنچ گئے اور وہاں فروکش ہو گئے اور جب تک اللہ نے چاہا ان کا محاصرہ کرتے رہے۔

دشمن کی بڑی تعداد:

اس کے بعد دشمن نے امداد حاصل کی اور ان کی بڑی تعداد جمع ہو گئی اور فارس کے کرد بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے خطرہ پیدا ہو گیا اور ایک بہت بڑا لشکر (جنگ کے لیے) آ گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خواب:

اسی رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں ان کا معرکہ دیکھا اور ان کی تعداد بھی انھیں معلوم ہو گئی۔ اس لیے دوسرے دن آپ نے لوگوں کو جمع کیا کہ سب لوگ نماز میں شریک ہوں یہاں تک کہ جب وہ گھڑی آئی جب کہ آپ کو وہاں کا حال دکھایا گیا تو آپ مسلمانوں کے ساتھ تشریف لے گئے۔ آپ کو یہ منظر دکھایا گیا تھا کہ مسلمان صحرا میں ہیں اگر وہ وہیں قیام کریں تو ان کا چاروں طرف سے محاصرہ کیا جا سکتا ہے اور اگر وہ اپنے پیچھے کی طرف سے پہاڑ کا سہارا لیں تو صرف ایک طرف سے حملہ ہو سکتا ہے۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔

حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو حکم:

"اے لوگو! میں نے یہ منظر دیکھا ہے۔" اس کے بعد آپ نے دونوں لشکروں کا حال بیان کیا۔ پھر آپ نے فرمایا (اور آپ خطبہ دے رہے تھے) اے ساریہ! پہاڑ کی طرف چلے جاؤ (یا ساریۃ الجبل الجبل) پھر آپ نے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: "اللہ کے بہت سے لشکر ہیں اور شاید ان میں سے کوئی ان تک یہ چیز پہنچا دے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت:

(یہ آپ کی کرامت ہے کہ) اسی وقت حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمان پہاڑ کا سہارا لینے پر متفق ہو گئے چنانچہ انھوں نے (اس منصوبے پر) عمل کیا اور ایک سمت سے دشمن سے جنگ کر کے خدا کی مدد سے انھیں شکست دی۔ اس کے بعد انھوں نے شہر کے فتح ہونے کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحریری طور پر دی۔

پہاڑ کے دامن میں

سیف کی دوسری روایت ہے کہ ساریہ بن زنیم الدئلی رضی اللہ عنہ کو فسا اور دارابجرد کے علاقے کی طرف روانہ کیا۔ انھوں نے وہاں جا کر ان کا محاصرہ کر لیا۔ پھر انھوں نے ایک دوسرے کو جنگ کی دعوت دی اور کثیر تعداد میں جمع ہو کر جنگل میں آ کر انھیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔

خطبہ میں حکم

آپ نے (خطبہ کے دوران فوراً) یہ الفاظ کہے (یا ساریۃ بن زنیم الجبل الجبل) "اے ساریہ بن زنیم رضی اللہ عنہ پہاڑ کے دامن میں (چلے جاؤ)" اس وقت مسلمانوں کے لشکر کے قریب ایک پہاڑ تھا اگر وہ اس کی پناہ لیتے تو صرف ایک طرف سے حملہ ہو سکتا تھا اس لیے وہ پہاڑ کے دامن میں چلے گئے۔ اس کے بعد انھوں نے جنگ کی اور دشمن کو شکست دی اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔

جواہرات کا صندوقچہ:

اس مال غنیمت میں جواہرات کا ایک صندوقچہ بھی تھا جسے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی رضامندی سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص کیا تھا اور فتح کی خوشخبری کے ساتھ اسے ایک شخص کے ہاتھ روانہ کیا۔ اس زمانے میں قاصدوں اور وفود کو انعام دیا جاتا تھا اور ان کی ضرورت پوری کی جاتی تھی۔ اس لیے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا

قاصد کی روانگی:

''تم اپنا انعام لو تاکہ اپنے اہل و عیال کی ضروریات کے لیے خرچ کرلو''۔

چنانچہ وہ شخص پہلے بصرہ گیا اور وہاں سے (اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد) اونٹ پر سوار ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ اس وقت وہ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے اور ان کے ساتھ ان کا عصا بھی تھا جس سے وہ اپنے اونٹ ہانکتے تھے۔

کھانے کا وقت:

اس شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قصد کیا تو آپ نے اس سے فرمایا (تم کھانے کے لیے) بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانے لگے۔ وہ شخص بھی کھڑے ہو کر ان کے پیچھے پیچھے جانے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ اس کا پیٹ نہیں بھرا ہے۔ لہٰذا جب آپ اپنے گھر پہنچے تو اسے اپنے گھر کے اندر لے گئے۔ وہاں انہوں نے کھانا لانے کا حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے تمام مطبخ کی طرف خوان لے کر جاتے۔ جب وہ گھر میں بیٹھ گئے تو ان کے سامنے کھانا لایا گیا جو روٹی، روغن زیتون اور نمک پر مشتمل تھا۔ اس کے بعد آپ نے (اپنی بیوی سے) فرمایا: ''تم باہر نکل کر کیوں نہیں کھا رہی ہو؟'' وہ بولیں ''میں ایک مرد کی آواز سن رہی ہوں''۔ آپ نے فرمایا ''ہاں'' اس پر وہ بولیں۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی گفتگو:

''اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں مردوں کے سامنے نکلوں تو آپ میرے لیے اس سے مختلف لباس خرید لیتے''۔

آپ نے فرمایا:

''کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہیں یہ کہا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی ہو''۔

وہ بولیں:

''اس بات سے مجھ کو کوئی خوشی نہیں ہوگی''

اس کے بعد آپ نے اس شخص سے کہا

کھانے کی دعوت:

''قریب آ کر کھاؤ۔ اگر وہ خوش ہوتیں تو تم اس سے زیادہ عمدہ کھانا کھاتے جو تم دیکھ رہے ہو''۔

پھر دونوں نے مل کر کھانا کھایا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو اس نے کہا

جنگ کا حال:

''میں ساریہ بن زنیم رضی اللہ عنہ کا قاصد ہوں''۔

آپ نے اس کو خیر مقدم کہا اور اسے قریب بٹھایا۔ یہاں تک کہ آپ کے گھٹنے اس کے گھٹنوں سے چھو رہے تھے۔ پھر آپ نے مسلمانوں کا حال دریافت کیا۔ پھر آپ نے حضرت ساریہ بن زنیم رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا۔ اس نے انہیں حال بتایا۔ پھر اس نے جواہرات کے صندوقچے کا حال بتایا۔ آپ نے اسے ملاحظہ کیا۔ پھر آپ چلا کر فرمانے لگے:

جواہرات کو لوٹانا:

''میں ہرگز قبول نہیں کروں گا اور میں تم سے نہیں ملوں گا۔ یہاں تک کہ تم اسے لشکر کی طرف واپس جا کر اسے وہاں کے لوگوں میں تقسیم نہ کر دو۔''

یہ کہہ کر اسے نکال دیا

قاصد کی محرومی:

وہ قاصد بولا: ''اے امیر المومنین! میرا اونٹ تھک کر لاغر ہو گیا ہے۔ نیز میں نے انعام کی توقع پر قرض لیا ہے۔ آپ مجھے اتنا عطیہ دیجیے جس کے ذریعے میں وہاں پہنچ سکوں''۔ وہ اس بات پر اصرار کرتا رہا تا آنکہ آپ نے اس کا اونٹ لے کر صدقہ کا اونٹ دے دیا اور اس کے اونٹ کو صدقات کے اونٹوں میں شامل کر لیا۔ اس طرح یہ قاصد (اللہ کے عطیہ سے) محروم ہو کر اور معتوب بن کر لوٹا یہاں تک کہ بصرہ پہنچا۔ وہاں اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز:

اہل مدینہ نے اس قاصد سے پوچھا ''کہ جنگ کے دن اس نے کوئی آواز سنی تھی''۔ وہ بولا ''ہاں ہم نے یہ سنا تھا: یا ساریہ الجبل۔ اس وقت ہم تباہی کے قریب پہنچے ہوئے تھے۔ پھر (یہ سن کر) ہم پہاڑ کے دامن میں چلے گئے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتح عطا فرمائی۔''

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔

فتح کرمان:

سیف کی روایت ہے کہ حضرت سہیل بن عدی رضی اللہ عنہ نے کرمان کا قصد کیا۔ ان کے ساتھ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بھی شامل ہو گئے۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مقدمۃ الجیش پر نسیر بن عمرو عجلی تھے۔ ان کے مقابلے کے لیے اہل کرمان جمع ہو گئے۔ انھوں نے قفص سے بھی مدد لی اور وہ اپنی سرحد میں سے قریبی علاقے میں جنگ کرتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے انھیں منتشر کر دیا اور مسلمانوں نے ان کا راستہ روک دیا اور حضرت نسیر نے ان کے بڑے زمیندار کو قتل کر دیا۔ اس طرح حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے دیہاتیوں کے راستے سے دشمن کے راستوں کو جیرفت تک روک لیا اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ شیر کے راستے سے وہاں پہنچے۔ اس مقام پر انھیں بہت سے اونٹ اور بھیڑ بکریاں ملیں۔ انھوں نے اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کی قیمت لگائی تو ان کی قیمت میں اختلاف پیدا ہوا کیونکہ بخت (اونٹوں کی ایک قسم ہے) کے اونٹ عرب کے اونٹوں سے بڑے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان کی قیمت میں اضافہ کرنا پسند نہیں کیا۔ لیکن اس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ انھوں نے جواب دیا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب:

''عربی اونٹ کی گوشت کے مطابق قیمت لگائی جاتی ہے اور یہ اسی کے مانند ہے۔ اگر تمہاری رائے میں یہ زیادہ ہے تو ان میں اضافہ کر دو کیونکہ اس کی قیمت اس کے مطابق ہے۔''

مدائنی کی روایت ہے کہ کرمان کے قاضی مفضل بن ابی جعیدہ سجستان کے ایک زمیندار کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ''حضرت عمر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فتح جرجان:

[illegible]

جرجان کا علاقہ

[illegible]

بادشاہ کی اطاعت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جس کے اور دریائے سندھ کے درمیان جو علاقہ ہے وہ اسی میں شامل ہے۔ اس پر قبضہ ہو جانے کے بعد مسلمانوں نے ان سے اس بات پر صلح کر لی کہ وہ اپنی زمین کے ... اور ... ان کے تمام علاقے پر قابض ہو گئے۔ جب یہاں انہوں نے شرائط کے مطابق ادا

کیا۔

عہد شکنی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد جب مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہوا تو شاہ ... عہد شکنی کر کے آ ملے۔ ان کے علاقے پر حملہ آور ہو گئے اور انہیں بادشاہ کا خوف ... ہوا تو انہوں نے اس مقام پر پناہ لی جب وہ ... کیا جانے لگا۔

زرنج پر حملہ

اس نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ دوسرے کاموں میں مشغول ہیں تو انہوں نے زرنج پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا اور اس پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار مدد پہنچنے پر ان لوگوں کے بیچ فیصلہ ہوا۔ اس زمانے سے ترکی اور اس کے ساتھی اس ملک کے لیے مصیبت کا سبب بنے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات تک یہ علاقہ بالکل مطیع رہا اور پرامن رہا تھا۔

فتح مکران

حضرت حکم بن عمرو تغلبی رضی اللہ عنہ نے مکران کا قصد کیا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو حضرت شہاب بن المخارق بن شہاب بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت سہیل بن عدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ بھی ان حضرات میں بذات خود فوج لے کر ان کی امداد کے لیے پہنچے۔ وہ سب دریا کے قریب پہنچ گئے۔ مکران والے بھی دریا کے کنارے پر جمع ہو گئے تھے اور وہاں صف آرا تھے۔ ان کے بادشاہ راسل نے شاہ سندھ سے مدد طلب کر کے امداد طلب کی تھی۔ اس نے مقابلے کے لیے فوج بھیجی۔ چنانچہ ان دونوں کے آمنے سامنے کئی دن بعد جب آخری لڑائی ہوئی تو مسلمانوں اور ان میں جنگ ہوئی۔ یہ معرکہ مکران کے ایک مقام پر ہوا جو دریا سے کئی دن کی مسافت پر تھا۔

شاہ مکران کی شکست

آخر کار اللہ نے راسل (شاہ مکران) کو شکست دی اور مسلمانوں نے ان کے لشکر کو شکست دی اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور کئی دن تک انہیں قتل کرتے رہے یہاں تک کہ وہ دریا تک پہنچ گئے۔ پھر وہ واپس آ کر مکران میں مقیم ہو گئے۔

فتح کی خوشخبری

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فتح کی خوشخبری اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ صحار عبدی کے ہاتھ روانہ کیا اور انہوں نے ہاتھیوں کے بارے میں جو مال غنیمت میں حاصل ہوئے تھے ہدایات طلب کی۔

صحار عبدی کی روداد

صحار عبدی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فتح کی خوشخبری اور مال غنیمت لے کر آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مکران کے

بارے میں دریافت کیا تو آپ ہر آدمی سے اس کے علاقے کے حالات دریافت کیا کرتے تھے۔ لہٰذا صحار نے (آپ کے سوال کے جواب میں) یوں گفتگو کی:

مکران کا حال:

"اے امیر المومنین! اس کے نرم میدانوں کی زمین بھی پہاڑ کی طرح ہے۔ وہاں پانی کمیاب ہے۔ اس کے پھل خراب ہیں۔ وہاں کے دشمن دلیر ہیں۔ وہاں بھلائی تھوڑی ہے اور برائی بہت زیادہ ہے۔ وہاں کثیر التعداد بھی تھوڑی معلوم ہوتی ہے اور قلیل تعداد ضائع ہو جاتی ہے۔ اس کا پچھلا حصہ اس سے بھی بدتر ہے"۔

صحیح خبر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اس کی اس مسجع اور مقفٰی گفتگو پر) یہ ارشاد فرمایا:

"کیا تم قافیہ پیمائی کر رہے ہو یا (صحیح) خبر دے رہے ہو"۔ وہ بولا:

"میں صحیح خبر پہنچا رہا ہوں"۔ اس پر آپ نے فرمایا:

(اگر یہ بات صحیح ہے تو) "میرا لشکر تو وہاں کبھی حملہ نہیں کرے گا"۔

پیش قدمی کی ممانعت:

آپ نے حضرت حکم ابن عمرو اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کو یہ حکم لکھ کر بھیجا:

"تم دونوں کے لشکر میں سے کوئی بھی مکران سے آگے نہیں بڑھے گا اور دریا سے ورے کے علاقوں میں محدود رہو"۔

آپ نے یہ بھی حکم دیا کہ:

"ہاتھیوں کو اسلامی سرزمین میں فروخت کیا جائے اور ان کی قیمت مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دی جائے"۔

فتح بیروذ:

جس زمانے میں مسلمانوں کے سواروں کے دستے (ایران کے) مختلف علاقوں کے لیے روانہ ہوئے تو (اہواز کے ایک مقام) بیروذ میں کردوں اور دیگر افراد کا ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ اس زمانے میں جب کہ مسلمانوں کے لشکر مختلف جنگی مہموں پر جا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی تھی کہ وہ بصرہ کی جانب کی سرحد تک جائیں تاکہ پیچھے سے کوئی مسلمانوں پر حملہ نہ کر سکے۔ آپ کو اندیشہ تھا کہ کہیں اسلامی لشکر کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے یا ان کا کوئی حصہ اصل لشکر سے منقطع نہ ہو جائے یا پیچھے نہ رہ جائے۔ چنانچہ آپ کو جس بات کا خطرہ تھا وہ پیش آیا کیونکہ بیروذ کے مقام پر دشمن کی فوجیں اکٹھی ہو گئیں۔

دشمن سے مقابلہ:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وہاں تاخیر سے پہنچے اس وقت تک ان کا بہت بڑا اجتماع ہو گیا تھا۔ آخر کار حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ماہ رمضان المبارک میں بیروذ کے مقام پر پہنچے اور نہر تیری اور مناذر کے درمیان ان کا دشمنوں سے مقابلہ ہوا۔ وہاں فارس کے بہت سے سورما سپاہی اور کرد قوم کے بہادر افراد آ پہنچے تھے تاکہ وہ مسلمانوں کو اپنی جنگی چالوں میں گھیر لیں اور ان کی

صفوں میں انتشار پیدا کر دیں۔ انھیں یقین تھا کہ ان کی کوئی نہ کوئی چال کامیاب ہوگی۔

حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت مہاجر بن زیاد رضی اللہ عنہ جنگ کے لیے کمربستہ تھے۔ انھوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے کہا:

"میں روزہ دار ہوں قسم دلاتا ہوں کہ ہلاکت ہی سے اور روزہ افطار کرے"۔

پھر روزہ داروں کی طرح ان کے بھائی بھی ان کی قسم کو پورا کرنے کے لیے لوٹ گئے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ان کے بھائی کے پاس سے چلے جائیں تاکہ وہ انھیں جنگجوئی سے منع نہ کریں، چنانچہ وہ پیش قدمی کرکے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔

دشمنوں کی محصوری:

ان کے بعد اللہ نے مشرکوں کو کمزور کر دیا یہاں تک کہ ان کی تعداد کم ہو گئی اور وہ قلیل تعداد میں ہونے کے بعد ذلت کے ساتھ قلعہ بند ہو کر محصور ہو گئے۔

ربیع کی جانشینی:

حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت ربیع بن زیاد رضی اللہ عنہ آگے آئے اور کہنے لگے: "اے دنیا دارو! آگے بڑھو!" انھیں اپنے بھائی کی شہادت کا بڑا رنج تھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ان کے دل پر ان کے بھائی کے صدمے کا بہت برا اثر ہے تو ان پر ترس کھا کر انھیں فوج پر اپنا جانشین (سردار) بنا دیا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی واپسی:

پھر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے وہاں سے کوچ کیا یہاں تک کہ وہ اصفہان پہنچ گئے۔ وہاں وہ کوفہ کی فوجوں سے ملے جو جی کے مقام کا محاصرہ کر رہی تھیں۔ ان فوجوں کی فتح و ظفر کے بعد وہ بصرہ کی طرف لوٹ آئے۔

اہل بیروذ پر فتح:

اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے ربیع بن زیاد کے ہاتھوں نہر تیری کے اہل بیروذ پر فتح عطا فرمائی۔ انھوں نے ان گرفتار شدہ قیدیوں کو حاصل کیا جو ان کے ساتھ تھے اور ان میں سے ان اشخاص کا انتخاب کیا جن کا فدیہ دیا جا سکتا ہو کیونکہ فدیہ حاصل کرنا مسلمانوں کے لیے زیادہ مفید تھا کیونکہ ان کی قیمتیں مسلمانوں کے درمیان تقسیم ہو جاتی تھیں۔

ایک شخص کی شکایت:

اس کے بعد وفد تیار کیے گئے اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ (خمس) نکالا گیا۔ اس دوران قبیلہ عنزہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے وفد میں شامل ہونے کا مطالبہ کیا مگر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اسے شریک کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ وہاں سے چلا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان کی شکایت کی۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی برأت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور دونوں کو اکٹھا کیا: پھر آپ نے ذکر کے معاملے کے علاوہ دیگر

بات میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو معذور پایا، اس لیے اس شخص کی شکایت رد کر دی۔ وہ اسے قابل ملامت قرار دے کر اسے تنبیہ کی کہ وہ آئندہ ایسی شکایت نہ کرے۔ پھر آپ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کی عملداری کی طرف لوٹا دیا۔

جنگی قیدی:

سیف کی روایت ہے کہ جب (مسلمانوں کی) مختلف فوجیں ایران کے مختلف علاقوں کی طرف روانہ ہوئیں اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اصفہان سے واپس آئے تو اس وقت حضرت ربیع رضی اللہ عنہ نے اہل بیروذ کو شکست دے دی تھی اور مال غنیمت اور جنگی قیدیوں کو اکٹھا کر لیا تھا تو اس وقت حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے وہاں کے بڑے بڑے زمینداروں کے فرزندوں میں سے ساٹھ لوگوں کا انتخاب کیا اور انہیں الگ کر دیا۔ انہوں نے فتح کی خبر بھیجنے کے علاوہ ایک وفد تیار کیا تھا تو قبیلہ عنزہ کا ایک شخص آیا اور اس نے کہا "آپ میرا نام وفد میں لکھ لیں"۔ انہوں نے کہا: "ہم نے تم سے زیادہ حقدار افراد کا نام لکھا ہے"۔ یہ شخص ناراض ہو کر چلا گیا۔

عنزی شخص کی آمد:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا "قبیلہ عنزہ کے ایک شخص کا نام ضبہ بن محصن ہے ایسا ایسا معاملہ ہے"۔ اس کے بعد انہوں نے اس کا واقعہ تحریر کیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کا خط آیا اور فتح کی خوشخبری کی اطلاع ملی، جو وفد بھی آیا تو اس کے ساتھ ساتھ وہ عنزی شخص بھی آ پہنچا۔

عنزی سے بے رخی:

وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے پوچھا "تم کون ہو؟" اس نے اپنا حال بتایا تو فرمایا: "تمہارے لیے مرحبا نہیں ہے (تمہارا خیر مقدم نہیں کیا جائے گا)"

اس پر اس نے کہا:

"مرحبا تو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور اہل کا سوال نہیں کیونکہ میرے اہل و عیال نہیں ہیں"۔

بہرحال وہ شخص جب آپ کے پاس آیا ہر مرتبہ آپ اس کو یہی جواب دیتے تھے۔

ناقابل شکایات:

جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا: "تم اپنے حاکم سے کس بات پر ناراض ہو؟" وہ بولا: "انہوں نے صرف اپنی ذات کے لیے زمینداروں کے فرزندوں میں سے ساٹھ غلام انتخاب کیے ہیں، نیز ان کے پاس ایک لونڈی ہے جس کا نام عقیلہ ہے۔ وہ صبح و شام اچھا کھانا کھاتی ہے حالانکہ ہم میں سے کوئی شخص اس قدر کھانا کھانے کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔ ان کے پاس دو قفیز (ناپ کے پیمانے) اور دو انگوٹھیاں ہیں۔

زیاد پر اعتماد:

انہوں نے اپنی حکومت کا تمام کام زیاد بن ابی سفیان کے سپرد کر رکھا ہے اور وہی بصرہ کی حکومت کے تمام کام انجام دیتا ہے۔ نیز انہوں نے حطیہ (شاعر) کو ایک ہزار کا انعام دیا۔

[illegible]

زیاد کی آمد

حضرت ابوموسیٰ ؓ نے زیاد کو کچھ چیزیں دے کر (حضرت عمر ؓ کے پاس) زیاد سے پہلے فتح کی خبر لے کر آیا۔ جب آئے تو دروازے پر کھڑے رہے۔ جب حضرت عمر ؓ باہر نکلے تو دروازے پر زیاد کھڑے ہوئے تھے اور وہ قبا کتان کی پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: "یہ بات کیسی ہے؟" زیاد نے اس کی تفصیل بتائی تو آپ نے پوچھا: "اس کی کیا قیمت ہے؟" انہوں نے کم طریقے سے اس کی معمولی قیمت بتائی۔ پھر آپ نے پوچھا:

زیاد سے گفتگو

"تمہارا وظیفہ کیا ہے؟" وہ بولے: "دو ہزار درہم"۔ "تم نے پہلے وظیفہ کیسے خرچ کیا؟" وہ بولے: "میں نے پہلے وظیفہ سے اپنی والدہ کو خرید کر آزاد کر دیا اور جب دوسرا وظیفہ ملا تو میں نے اپنے سوتیلے باپ عبید کو خرید کر آزاد کیا۔" آپ نے فرمایا: "تم نے ٹھیک کیا"۔

زیاد سے متاثر

آپ نے ان سے فرائض، سنن اور قرآن کے بارے میں دریافت کیے تو انہیں فقیہ و عالم پایا۔ چنانچہ آپ نے انہیں بصرہ واپس بھیج دیا اور بصرہ کے حکام کو ہدایت بھیجی کہ وہ ان کی رائے پر عمل کریں۔

جھوٹ کی مذمت:

آپ نے ضبہ (العنزی) کو مدینہ ہی میں روک لیا۔ پھر آپ نے فرمایا:

"ضبہ عنزی نے ابوموسیٰ اشعری ؓ کی شکایت میں مخالفت کی حد کر دی، تھوڑی سی بات میں وہ ان سے ناخوش ہو گئے تھے۔ انہوں نے سچ بات بھی کی تھی اور جھوٹ بھی بولا تھا۔ جس نے ان کی سچی بات [illegible]۔ اس لیے جھوٹ سے پرہیز کرو کیونکہ جھوٹ آدمی کو دوزخ کی طرف لے جاتا ہے۔"

بیروذ میں دوبارہ آمد

حصین (شاعر) ان کے ساتھ تھا اور لوگوں نے جنگ بیروذ میں [illegible] دیا تھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے بیروذ کا محاصرہ شروع کیا تو ایرانیوں سے جنگ کی گئی یہاں تک کہ انہیں شکست دے دی گئی پھر وہاں سے چلے گئے اور وہاں لوگوں پر ربیع کو حاکم مقرر کیا۔ یہ مکمل فتح کے بعد حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ واپس آئے اور مال غنیمت تقسیم کر دیا۔

اصفہان کی جنگ:

حضرت احنف ؓ کے بھتیجے اسید بن متشمس بیان کرتے ہیں:

"میں اصفہان کی جنگ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کے ساتھ شریک تھا۔ جب حضرت عبداللہ بن ورقاء ریاحی ؓ اور حضرت عبداللہ بن ورقاء اسدی ؓ کی سرکردگی میں وہاں کے دیہات فتح ہو گئے۔"

حکام کے تبادلے:

پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کوفہ تبدیل کر دیے گئے اور بصرہ پر حضرت عمر بن سراقہ ؓ کو حاکم بنایا گیا۔ دوبارہ حضرت

ابو موسیٰ اشعری کو بصرہ [illegible] جب حضرت عمرؓ کی خدمت [illegible] ابو موسیٰ اشعری [illegible] حضرت [illegible] ابو موسیٰ اشعری [illegible] کے لیے [illegible] 14

کردوں سے جنگ

سلیمان بن بریدہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس اہل ایمان کا لشکر جمع ہو جاتا تو آپ ان میں سے کسی اہل علم و فقہ کو ان کا امیر مقرر کرتے تھے۔ چنانچہ جب ایک دفعہ لشکر جمع ہوا تو آپ نے حضرت سلمہ بن قیس اشجعیؓ کو ان کا امیر مقرر فرما کر انہیں یہ ہدایات دیں۔

حضرت سلمہ کو ہدایات

"اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو ان لوگوں کے خلاف جو اللہ کا انکار کرتے ہیں۔ جب تم مشرک دشمنوں سے ملو تو انہیں اسلام کی دعوت دو۔ اگر وہ قبول کر لیں اور اپنے گھروں میں رہنا پسند کریں تو ان کے مال و دولت پر زکوٰۃ مقرر ہو جائے گی مگر انہیں مال غنیمت میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ البتہ اگر وہ تمہارے ساتھ جہاد پر جانا چاہیں تو انہیں تمہارے جیسے حقوق حاصل ہوں گے اور ان پر تمہارے جیسے فرائض بھی عائد ہوں گے۔

خراج کی دعوت:

اگر وہ مسلمان ہونے سے انکار کریں تو ان کو خراج دینے کی دعوت دو اگر وہ خراج دینا قبول کر لیں تو انہیں ان کے دشمن سے بچاؤ اور انہیں خراج ادا کرنے کے لیے فارغ چھوڑ دو اور انہیں ان کی حیثیت اور طاقت سے زیادہ خرچ کرنے پر مجبور نہ کرو۔

ذاتی ذمہ داری پر معاہدہ:

اگر وہ (خراج ادا کرنے سے بھی) انکار کریں تو ان سے جنگ کرو۔ اگر وہ تمہارے مقابلے میں قلعہ بند ہو جائیں اور تم سے درخواست کریں کہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے مطابق ان کا فیصلہ کیا جائے تو اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے پر رضامند نہ ہو جاؤ کیونکہ تم کو یہ علم نہیں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ان کے بارے میں کیا ہے؟ اور اگر وہ تم سے یہ درخواست کریں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں آنے کے لیے تیار ہیں تو تم اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری کو قبول نہ کرو بلکہ اپنی ذمہ داری کے مطابق ان کا فیصلہ کرو۔

دیگر ہدایات:

اگر وہ تم سے جنگ کریں تو مال غنیمت میں خیانت نہ کرو اور بدعہدی نہ کرو اور کسی کے اعضا کاٹ کر اس کی شکل نہ بگاڑو اور کسی بچے کو قتل نہ کرو۔

فتح و نصرت

حضرت سلمہؓ بیان فرماتے ہیں "ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہماری ملاقات اپنے مشرک دشمنوں سے ہوئی۔ ہم نے

امیر المومنین کے احکام و ہدایات کے مطابق انہیں دعوت اسلام دی۔ انہوں نے اس سے انکار کیا۔ پھر ہم نے انہیں خراج ادا کرنے کی دعوت دی تو جب انہوں نے اس سے بھی انکار کیا تو ہم نے ان کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ اللہ نے ہمیں ان پر فتح و نصرت عطا فرمائی۔ ہم نے جنگجو سپاہیوں کو قتل کیا اور ان کے اہل و عیال کو قیدی بنا لیا"۔

زیورات کا صندوقچہ:

ہم نے مال غنیمت جمع کیا تو حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے کچھ زیورات اور جواہرات دیکھے تو انہوں نے فرمایا: "تمہیں اس میں سے کوئی حصہ نہیں پہنچے گا۔ تم خوشی سے اس بات کی اجازت دو کہ ہم سے امیر المومنین کے پاس بھجوا دیں۔ کیونکہ وہ بھی بہت محنت و مشقت برداشت کر رہے ہیں"۔ تمام مسلمان اس کے بھجوانے پر راضی ہو گئے تو حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے ان زیورات کو ایک صندوقچہ میں رکھا۔ پھر انہوں نے اپنے قبیلے کے ایک شخص کے ہاتھ سے روانہ کیا اور یہ ہدایات دیں

قاصد کو ہدایت:

"اسے لے کر سوار ہو جاؤ۔ جب بصرہ پہنچو تو امیر المومنین کے اخراجات کی توقع پر دو سواریاں خرید لو اور ان پر اپنا اور اپنے غلام کا توشہ دان لادلو اور پھر امیر المومنین کی طرف روانہ ہو جاؤ"۔

کھانا کھلانا:

قاصد کہتا ہے: "میں نے حسب ہدایت کام کیا۔ جب میں حضرت عمر امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو آپ مسلمانوں کو دن کا کھانا کھلا رہے تھے اور آپ عصا پر اسی طرح ٹیک لگائے ہوئے تھے جس طرح ایک چرواہا ٹیک لگاتا ہے۔ آپ کھانے کے پیالوں کے درمیان گشت لگا رہے تھے اور فرما رہے تھے:

کھلانے کی نگرانی:

"اے یرفا! ان لوگوں کو اور گوشت دو اور ان لوگوں کو اور روٹی دو اور انہیں اور شوربہ دو"۔

جب میں پہنچا تو آپ نے فرمایا: "بیٹھ جاؤ"۔

معمولی کھانا:

میں قریب کے لوگوں میں بیٹھ گیا تو دیکھا کہ وہ لوگ موٹا اور سخت کھانا کھا رہے ہیں۔ بلکہ وہ کھانا جو میرے ساتھ زاد راہ کے طور پر تھا وہ اس سے عمدہ تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گھر:

جب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا: "اے یرفا! برتن اٹھالو"۔

پھر آپ واپس جانے لگے تو میں آپ کے پیچھے ہو لیا۔ آپ گھر میں آ گئے پھر کمرے میں داخل ہو گئے تو میں نے (اندر آنے کی اجازت) طلب کی اور سلام کیا تو آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ جب میں اندر گیا تو آپ دو گدوں کے ایک بچھونے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جو چمڑے کے تھے اور ان میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ آپ نے مجھے ایک گدا دیا جس پر میں بیٹھ گیا۔ وہاں ایک کمرے پر پردہ پڑا ہوا تھا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی غذا:

آپ نے فرمایا: "اے ام کلثوم رضی اللہ عنہا! تم ہمارا کھانا لاؤ"۔ انھوں نے روغن زیتون کے ساتھ ایک روٹی بھیجی جس میں درمیان بغیر پسے نمک کی ایک ڈلی رکھی ہوئی تھی۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے گفتگو:

آپ نے فرمایا: "اے ام کلثوم رضی اللہ عنہا! تم باہر نکل کر کیوں نہیں آ رہی ہو کہ تم ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ؟" وہ بولیں: "میں آپ کے پاس ایک اجنبی مرد کی آواز سن رہی ہوں"۔ آپ نے فرمایا: "ہاں! وہ میرے خیال میں اس شہر کا باشندہ نہیں ہے"۔

قاصد کہتا ہے: "اس وقت مجھے اندازہ ہوا کہ آپ مجھے نہیں پہچانتے ہیں"۔

ان کا جواب:

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں مردوں کے سامنے نکلوں تو آپ مجھے ویسا ہی لباس پہنائیں جیسا کہ ابن جعفر نے اپنی بیوی کو پہنایا ہے"۔ آپ نے فرمایا: "کیا تمہارے لیے یہ (اعزاز) کافی نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ ام کلثوم (حضرت) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں اور امیر المؤمنین (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں"۔

خلیفہ کا کھانا:

پھر آپ نے فرمایا: "تم کھاؤ اگر یہ خوش ہوتیں تو تمہیں اس سے زیادہ عمدہ کھانا کھلاتیں"۔ وہ قاصد بولا: "میں نے تھوڑا کھانا کھایا کیونکہ جو کھانا میرے پاس تھا وہ اس سے زیادہ عمدہ تھا۔ تاہم جس طرح آپ کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے کسی کو اس سے بہتر کھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ کا ہاتھ اور منہ کھانے سے آلودہ نہیں ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا: "پینے کی کوئی چیز لاؤ" چنانچہ آپ کے پاس ستو لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: "اس آدمی کو بھی دو" چنانچہ مجھے بھی دیا گیا۔ میں نے اس سے تھوڑی مقدار میں پیا کیونکہ جو ستو میرے پاس تھا وہ اس سے عمدہ تھا۔ پھر آپ نے پیا اور یہ دعا پڑھی:

کھانے کے بعد دعا:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا فَأَشْبَعَنَا وَسَقَانَا فَأَرْوَانَا.

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور اس نے پلایا تو ہمیں سیراب کر دیا"۔

میں نے کہا: "امیر المؤمنین نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور سیراب ہو کر پیا۔ اے امیر المؤمنین! میرا ایک ضروری کام ہے"۔

آپ نے فرمایا:

اصل گفتگو:

"تمہارا کیا کام ہے؟" میں نے کہا: "میں سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کا قاصد ہوں"۔ آپ نے فرمایا: "سلمہ بن قیس کا اور اس کے قاصد کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں۔ تم مجھے مہاجرین کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کیسے ہیں؟" میں نے کہا: "اے امیر المؤمنین! وہ جیسا کہ آپ چاہتے ہیں خیریت سے ہیں اور دشمن پر انھوں نے فتح و نصرت حاصل کر لی ہے"۔

آپ نے پوچھا:

گوشت کا بھاؤ:

''اس نے بھاؤ پوچھے تو میں نے کہا: ''ہاں سب سستے ہیں۔'' آپ نے پوچھا: ''گوشت کا بھاؤ کیا ہے؟ کیونکہ یہ عربوں کا درخت ہے اور عرب اپنے درخت کے بغیر ٹھیک نہیں رہ سکتے'' میں نے کہا: [illegible]۔''

جنگ کا حال:

''اے امیر المومنین! ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم اپنے مشرک دشمنوں سے ملے۔ ہم نے سب سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے انکار کیا تو ہم نے انہیں خراج ادا کرنے کی دعوت دی۔ جب انہوں نے اسے بھی قبول نہیں کیا تو ہم نے ان کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ اللہ نے ہمیں ان پر فتح عطا کی۔ تو ہم نے جنگجو جوانوں کو مار ڈالا اور ان کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا۔

زیورات کا تحفہ:

جب ہم نے مال غنیمت کو اکٹھا کیا تو حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت میں زیورات دیکھے۔ اس پر انہوں نے مسلمانوں سے کہا: ''یہ چیز تمہیں پوری نہیں ملے گی۔ کیا تم اس بات پر رضامند ہو کہ میں یہ زیورات امیر المومنین کے پاس بھیج دوں؟'' تو وہ بولے: ''ہاں'' قاصد کہتا ہے: ''پھر میں نے انہیں ایک صندوقچے میں ڈالا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان زیورات کے نگینوں کی طرف نظر ڈالی تو وہ سرخ، زرد اور سبز رنگ کے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں دیکھ کر اپنی جگہ سے اچھل پڑے اور کوکھ پر ہاتھ رکھ کر فرمانے لگے:

''اگر میں یہ زیورات قبول کر لوں تو اللہ عمر کا پیٹ نہ بھرے۔''

تحفے سے انکار:

عورتوں نے یہ خیال کیا کہ میں آپ کو (قتل کرنا چاہتا ہوں) اس لیے وہ سب پردے کے پاس آ گئیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم جو لائے ہو وہ واپس لے جاؤ۔'' میں نے کہا: ''اے امیر المومنین! مجھے سواری عطا فرمائیں۔'' آپ نے فرمایا

سواری کی اونٹنیاں:

''اے یرفا! اسے صدقہ کی دو اونٹنیاں دے دو۔ جب تم اپنے سے زیادہ کسی اور کو ان کا ضرورت مند دیکھو تو اسے یہ دونوں اونٹنیاں دے دو۔''

میں نے کہا: ''اے امیر المومنین! میں ایسا ہی کروں گا۔'' آپ نے فرمایا

جلد واپسی کی ہدایت:

''اگر مسلمان ان (زیورات) کے تقسیم ہونے سے پہلے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے تو میں تمہارے اور تمہارے حاکم کے ساتھ بہت برا سلوک کروں گا۔''

زیورات کی تقسیم:

قاصد کہتا ہے: ''میں وہاں سے جلد روانہ ہو کر (حضرت) سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور کہا: آپ نے مجھے جس کام کے لیے بھیجا تھا اللہ نے اس میں برکت نہیں عطا فرمائی۔ آپ ان زیورات کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیں اس سے پہلے کہ مجھ پر اور آپ پر کوئی مصیبت نازل ہو۔'' چنانچہ انہوں نے یہ (زیورات) وہیں تقسیم کر دیے۔ اس وقت ایک نگینہ پانچ یا چھ درہم میں

فروخت ہوا اس لئے ہر ایک نگینہ بیس ہزار کی قیمت سے فروخت ہوا تھا۔

روایت میں اختلاف:

سیف کی دوسری روایت میں (مذکورہ بالا واقعات کے بارے میں تھوڑا سا اختلاف) ہے۔ اس کے مطابق راوی کا بیان ہے: "جب جمع شدہ مال غنیمت تقسیم کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو جواہرات کے ذخیرے باقی بچے تھے انہوں نے ایک صندوق میں رکھ دیا"۔

مختلف الفاظ:

(آگے کے واقعات میں) جب حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ لوگ یہ کہیں: (حضرت) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا عمر بن الخطاب کی بیوی ہے؟"۔

اس کا جواب انہوں نے یہ دیا:

"یہ بات میرے لیے مفید نہیں ہے"۔

(آگے چل کر) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حلوا) پینے کے لیے (ذرا سا) کہا تو وہ کہتے ہیں: "میں نے بہت تھوڑا پیا کیونکہ جو چیز میرے سامنے تھی وہ اس سے زیادہ عمدہ تھی۔ پھر آپ نے پیالہ ان کی پیشانی سے ہٹا لیا۔ آپ نے فرمایا: "تم خود کم خور ہو"۔

قاصد کو ملامت:

(آگے کے واقعہ میں) جو یہ مذکور ہے: "جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اسے قبول کر لو) تو قاصد نے گھر کا پہلو چھوڑے۔ اس وقت قاصد نے یہ خیال کیا کہ میں نے ان پر کھانا حرام کر دیا ہے اس لیے انہوں نے پردہ اٹھایا" آپ نے فرمایا "اسے پکڑو اس کی گردن مار دو" چنانچہ اس نے میری گردن دبائی اور میں بچ رہا تھا۔ اس وقت آپ نے فرمایا:

دھمکی:

بہت جلد یہ بات ظاہر ہو جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ تم دیر کر رہے ہو۔ مجھے خدا کی قسم! اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اگر مسلمان اپنے موسم بہار کے گھاس کی طرف منتشر ہو گئے تو (میں مصیبت نازل کروں گا)۔

دعوت جہاد:

شعیب بن طلحہ سعدی کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان مسلمانوں کو جو حیرہ کے مقام پر تھے حضرت سلمہ بن قیس اشجعی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کرنے کی دعوت دی تھی اور فرمایا تھا "اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ"۔

آخری حج

اس سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ حج کیا۔ یہ آپ کا آخری حج تھا جو آپ نے مسلمانوں کے ساتھ ادا کیا۔

باب ۴:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت

مسور بن مخرمہ کی روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازار میں گشت کر رہے تھے کہ آپ کو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام ابولولوۃ ملا۔ وہ عیسائی تھا۔ وہ بولا: "اے امیر المومنین! آپ (حضرت) مغیرہ بن شعبہ سے میری سفارش کر دیں کیونکہ مجھ پر بہت زیادہ خراج لگا ہوا ہے۔" آپ نے پوچھا "تم پر کتنا خراج ہے؟" وہ بولا

ابولولوۃ کا جواب

"روزانہ دو درہم۔" آپ نے پوچھا "تمہارا کیا پیشہ ہے؟" وہ بولا "(میں) بڑھئی ہوں اور نقاش اور لوہار بھی ہوں۔" آپ نے فرمایا: "چونکہ تم کئی کام کرتے ہو اس لیے تمہارا خراج زیادہ نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کہتے ہو کہ میں ایک ایسی پن چکی بنا سکتا ہوں جو ہوا کے زور سے چلا کرے؟" اس نے کہا "ہاں (میں یہ کام کر سکتا ہوں)۔" آپ نے فرمایا "تم میرے لیے بھی پن چکی بنا دو۔" وہ بولا "اگر میں زندہ رہا تو میں آپ کے لیے ایسی پن چکی بناؤں گا جس کا شہرہ مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا۔"

غلام کی دھمکی

یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ آپ نے فرمایا: "اس غلام نے مجھے دھمکی دی ہے۔" پھر آپ اپنے گھر واپس چلے گئے۔

کعب کی پیش گوئی:

جب دوسرا دن ہوا تو کعب الاحبار آپ کے پاس آ کر کہنے لگا: "اے امیر المومنین! میرا خیال ہے کہ آپ تین دن میں وفات پا جائیں گے۔" آپ نے پوچھا "تمہیں کیسے معلوم ہوا؟" وہ بولے: "مجھے اللہ بزرگ و برتر کی کتاب تورات میں یہ بات نظر آئی ہے۔" آپ نے فرمایا: "کیا تمہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا نام بھی تورات میں ملا ہے؟" وہ کہنے لگے "آپ کا نام تو نہیں ہے لیکن آپ کا حلیہ اور صفت موجود ہے۔ اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کی زندگی ختم ہو گئی ہے۔"

دنوں کا شمار:

راوی کا بیان ہے کہ اس زمانے میں آپ کو کوئی بیماری اور تکلیف لاحق نہ تھی۔ دوسرے دن پھر کعب آئے اور کہنے لگے: "آپ کا ایک دن گزر گیا ہے اور دو دن باقی ہیں۔" اگلے دن آ کر وہ کہنے لگے "آپ کے دو دن گزر گئے اور صرف ایک دن باقی رہ گیا ہے۔ اب آپ کی زندگی کل تک ہے۔"

ابولولوۃ کا وار:

جب اگلی صبح ہوئی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ صبح کے وقت نماز کے لیے نکلے۔ آپ نے صف بندی کے لیے آدمی مقرر کر رکھے تھے۔ چنانچہ جب صف بندی ہو گئی تو آپ نے تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی۔ عین اسی وقت ابولولوۃ نمازیوں کی صفوں میں گھس گیا جس کے ہاتھ میں خنجر تھا۔

چھ دفعہ حملہ:

اس کے دونوں طرف تیز دھاروں کے پھل تھے۔ اس کا دستہ درمیان میں تھا۔ اس نے آپ پر چھ دفعہ حملہ کیا۔ اس کا ایک وار آپ کی ناف کے نیچے پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ اسی وقت اس نے کلیب بن ابی البکیر لیثی کو بھی شہید کیا جو آپ کے پیچھے تھے۔ جب آپ نے ہتھیار کی تپش اور اس کا اثر محسوس کیا تو آپ گر پڑے اور فرمایا

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی امامت:

"کیا نماز یہاں میں (حضرت) عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں؟" لوگوں نے کہا "ہاں یہ ہیں" آپ نے فرمایا: "تم آگے بڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھاؤ" چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی جب کہ آپ گر گئے تھے۔

اہم مشورہ:

پھر مسلمان آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر لے گئے۔ جہاں آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا: "میں تم سے ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں" وہ بولے "ہاں اگر آپ مشورہ کریں گے تو میں آپ کا مشورہ قبول کروں گا" آپ نے فرمایا "تم کیا کہہ رہے ہو؟" وہ بولے: "کیا آپ اس (خلافت) کی طرف اشارہ کر رہے ہیں؟" آپ نے فرمایا "نہیں" اس پر انہوں نے کہا "بخدا میں اس میں شامل نہیں ہوں گا" آپ نے فرمایا "تم خاموش رہو۔ تاکہ میں ان لوگوں سے مشورہ کر لوں جن سے تاحین حیات رسول اللہ ﷺ خوش رہے"۔

مجلس شوریٰ کا تقرر:

"تم (حضرات) علی، عثمان، زبیر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو بلواؤ" (جب وہ آ گئے) تو آپ نے فرمایا: "تم تین دن تک اپنے بھائی طلحہ کا انتظار کرو اگر وہ آ جائیں (تو بہتر ہے) ورنہ اپنے معاملے کا خود فیصلہ کر لو"۔

ارکان شوریٰ کو ہدایت:

> "اے علی رضی اللہ عنہ! میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو بنو ہاشم کو لوگوں کے سروں پر مسلط نہ کر دینا۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ! برائے خدا اگر تم حاکم بن جاؤ تو تم بنو ابو معیط کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط نہ کر دینا۔ اے سعد رضی اللہ عنہ! اگر تمہیں حکومت ملے تو تم اپنے رشتہ داروں کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کرنا۔ تم کھڑے ہو جاؤ اور باہمی مشورے سے اپنے معاملے کا تصفیہ کر لو۔ اس وقت مسلمانوں کو صہیب رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں گے"۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا پہرہ:

پھر آپ نے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: "تم ان کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور کسی کو ان کے پاس نہ آنے دو"۔

جانشین کو ہدایات:

پھر آپ نے فرمایا:

> "میں اپنے بعد کے آنے والے خلیفہ کو یہ ہدایت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے ساتھ حسن سلوک کریں جنہوں نے نہ صرف

[illegible]

طبیب کی آمد:

لوگوں نے کہا: "اے امیر المؤمنین! آپ کسی طبیب کو دکھائیے۔" چنانچہ بنی حارث بن کعب میں سے ایک طبیب بلایا گیا۔ آپ نے نبیذ پی۔ وہ اسی طرح نکل گئی۔ پھر آپ نے کہا: "مجھے دودھ پلاؤ" تو وہ بھی سفید رنگ کی حالت میں نکل گیا۔ پھر لوگوں نے کہا: "اے امیر المؤمنین! آپ وصیت کیجیے" آپ نے فرمایا: "میں اس سے فارغ ہو چکا ہوں۔"

وفات و تدفین:

آپ نے چہار شنبہ کی شب کو ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ کو وفات پائی اور پنجشنبہ کی صبح کو آپ کا جنازہ اٹھایا گیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مزارات کے پاس آپ دفن کیے گئے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی امامت:

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھائی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تھے۔ ان میں سے ایک نے سرہانے کی طرف سے پیش قدمی کی اور دوسرے نے پائنتی کی طرف سے پیش قدمی کی۔ اس پر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لا الہ الا اللہ! تم دونوں خلافت کے لیے کتنے حریص ہو گئے ہو؟ کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں ہے کہ حضرت امیر المؤمنین نے یہ کہا تھا کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں گے۔" اس پر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ آپ کی قبر میں پانچوں حضرات اترے۔

تاریخ وفات میں اختلاف:

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ کی وفات یکم محرم ۲۴ھ میں ہوئی۔

مدت خلافت:

ہشام بن محمد کلبی کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بروز چہار شنبہ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ میں زخمی ہوئے اور بروز یکشنبہ یکم محرم ۲۴ھ کی صبح کو دفن ہوئے۔ اس طرح آپ کی مدت خلافت دس سال پانچ مہینے اور اکیس دن رہی۔ پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت دوشنبہ ۳ محرم ۲۴ھ کو ہوئی۔

راویوں کا اختلاف:

راوی کہتے ہیں: "میں نے یہ بات عثمان اخنسی کو بتائی تو وہ کہنے لگے: "میرے خیال میں اس میں کچھ سہو ہوا ہے۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ کو وفات پائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت ۲۹ ذوالحجہ بروز دوشنبہ ہوئی اور آپ نے اپنی خلافت کا آغاز یکم محرم ۲۴ھ سے کیا۔"

ابو معشر کی روایت:

ابو معشر کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بروز چہار شنبہ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ کو شہید ہوئے۔ ان کی مدت خلافت دس سال چھ مہینے اور چار دن رہی۔ پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت ہوئی۔

حضرت زہری ؒ کا قول:

مدائنی حضرت شہاب زہری ؒ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ ۲۳ ذوالحجہ کو زخمی ہوئے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق یہ حادثہ ۲۶ ذوالحجہ کو پیش آیا۔

سیف کی روایت:

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان ؓ ۳ محرم ۲۴ھ کو خلیفہ مقرر ہوئے اور انہوں نے (خلافت کے بعد) مسلمانوں کو عصر کی نماز پڑھائی۔

مجلس شوریٰ کا اجتماع:

حضرت شعبی ؒ فرماتے ہیں کہ اہل شوریٰ حضرت عثمان ؓ کے پاس ۳ محرم ۲۴ھ کو جمع ہوئے اس وقت نماز عصر کا وقت ہو گیا تھا اور حضرت صہیب ؓ کے مؤذن نے اذان دے دی تھی۔ یہ لوگ اذان اور اقامت کے درمیانی عرصہ میں اکٹھے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے نکل کر نماز عصر پڑھائی اس وقت اسلامی شہروں کے وفد آئے ہوئے تھے۔

ہشام بن محمد کی روایت:

ہشام بن محمد کی روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ کو شہید ہوئے۔ ان کی مدت خلافت دس سال چھ مہینے اور چار دن رہی۔

نام و نسب:

مؤرخین نے متفقہ طور پر آپ کا نسب نامہ اسی طرح بیان کیا ہے:

عمر بن الخطاب ؓ بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی آپ کی کنیت ابو حفص ہے اور آپ کی والدہ کا اسم مبارک اور نسب یہ ہے حنتمہ بنت ہاشم بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

فاروق ؓ کا لقب:

آپ فاروق کے لقب سے بھی مشہور تھے۔ بزرگان سلف کا اس میں اختلاف ہے کہ کس نے آپ کو یہ لقب دیا۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کا یہ نام رکھا۔

حضرت عائشہ ؓ کا قول:

ذکوان کہتے ہیں: "میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا (حضرت) عمر ؓ کا نام "فاروق" کس نے رکھا"۔ انہوں نے فرمایا: "نبی کریم ﷺ نے (یہ نام رکھا)" بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اہل کتاب نے آپ کا یہ نام تجویز کیا۔ اس کے بارے میں یہ روایت حضرت ابن شہاب زہری کی طرف منسوب ہے کہ اہل کتاب نے سب سے پہلے حضرت عمر ؓ کا نام فاروق رکھا مسلمان ان کے اس لقب کو پسند کرنے لگے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہمیں یہ روایت نہیں ملی۔

حلیہ اور صفات:

حضرت زر بن حبیش فرماتے ہیں: "حضرت عمر ؓ عید کے دن یا حضرت زینب ؓ کے جنازہ میں جب نمودار ہوئے تو وہ

گندم گوں اور دراز قد تھے۔ ان کے سر پر بال نہیں تھے۔ وہ پیدل چلتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے وہ سواری پر سوار ہوں۔ ایک دوسری روایت میں حضرت زر بن حبیش فرماتے ہیں

دراز قد:

میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ عید (کی نماز) پڑھنے پیدل اور برہنہ پا آ رہے تھے۔ آپ چادر اوڑھے ہوئے تھے (آپ اس قدر دراز قد تھے کہ) جب آپ لوگوں کو دیکھتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ کسی سواری پر ہوں۔

گورا رنگ:

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں "میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت گورا دیکھا جس پر سرخی غالب تھی۔ آپ دراز قد تھے اور آپ کے سر کے بال نہیں تھے"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں "(حضرت عمر رضی اللہ عنہ) سفید رنگ کے تھے جس پر سرخی غالب تھی۔ دراز قد تھے بڑھاپے کی وجہ سے سر پر بال نہیں تھے"۔

زندگی میں خضاب:

خالد بن ابی بکر فرماتے ہیں "حضرت عمر رضی اللہ عنہ زردی میں خضاب لگاتے تھے اور سر میں کنگھی کرتے تھے"۔

پیدائش و عمر:

حضرت اسلم فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا

"میں قریش کی سب سے بڑی اور آخری جنگ سے چار سال پہلے پیدا ہوا تھا"۔

عمر میں اختلاف:

بزرگانِ سلف کا آپ کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ پچپن سال کے تھے۔ حضرت ابن عمر کا دوسرے سلسلہ روایت میں بھی یہی قول ہے حضرت ابن شہاب زہری بھی یہی فرماتے ہیں کہ جب آپ نے وفات پائی تو آپ کی عمر پچپن سال کی تھی۔

عامر و قتادہ کا قول:

عامر کا قول ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ان کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔ حضرت قتادہ کا قول ہے کہ آپ کی عمر اکسٹھ سال کی تھی۔ حضرت اسلم کا قول ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو اس وقت ان کی عمر شریف ساٹھ سال کی تھی۔

صحیح روایت:

محمد ابن عمر کہتے ہیں یہ روایت ہمارے نزدیک سب سے زیادہ معتبر ہے۔ مدائنی کی روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو اس وقت ان کی عمر ستاون سال کی تھی۔

اہل و عیال:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عہد جاہلیت میں زینب بنت مظعون بن حبیب سے نکاح کیا تھا۔ ان کے بطن سے حضرت عبداللہ بن

اور عبدالرحمٰن اکبر اور حضرت حفصہ انہی سے پیدا ہوئی تھیں۔

ملیکہ بنت جرول:

علی بن محمد کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے [illegible] ملیکہ بنت جرول [illegible] سے حضرت عبیداللہ [illegible] پیدا ہوئے [illegible] آپ نے [illegible] ابوالجہم بن حذیفہ نے ان سے نکاح کیا۔

زید اصغر کی والدہ:

مدائنی کی روایت ہے کہ زید اصغر اور عبیداللہ جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ کی طرف سے مقتول ہوئے تھے ان کی والدہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ تھیں۔ اسلام نہ لانے کی وجہ سے حضرت نے انہیں چھوڑ دیا۔

قریبہ بنت ابی امیہ:

علی بن محمد کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے قریبہ بنت ابی امیہ مخزومی سے بھی نکاح کیا تھا آپ نے انہیں بھی [illegible] میں چھوڑا تھا آپ کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ نے ان سے نکاح کر لیا تھا۔

ام حکیم:

روایت ہے کہ آپ نے اسلامی عہد میں ام حکیم بنت حارث [illegible] مخزومی سے شادی کی تھی ان کے بطن سے فاطمہ پیدا ہوئی تھیں۔ اس کے بعد آپ نے انہیں طلاق دے دی۔ مدائنی کا قول ہے کہ آپ نے انہیں طلاق نہیں دی۔

جمیلہ بنت ثابت

آپ نے جمیلہ بنت ثابت انصاری کی جو قبیلہ اوس کی تھیں نکاح کیا تھا۔ یہ نکاح بھی اسلامی عہد میں ہوا تھا۔ ان کے بطن سے حضرت عاصم پیدا ہوئے۔ پھر آپ نے انہیں طلاق دے دی۔

حضرت ام کلثوم [illegible]:

آپ نے حضرت ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب سے [illegible] کی تھی ان کی والدہ حضرت فاطمہ [illegible] تھیں [illegible] جاتا ہے کہ آپ نے ان کے لیے چالیس ہزار درہم مہر مقرر کیا۔ ان سے زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔

لہیہ:

آپ نے ایک یمنی خاتون لہیہ سے بھی نکاح کیا تھا جن کے بطن سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

ام ولد

مدائنی کا قول ہے کہ ان کے بطن سے عبدالرحمٰن اصغر پیدا ہوئے تھے کہا جاتا ہے کہ وہ ام ولد تھیں واقدی کہتے ہیں کہ ان کے بطن سے عبدالرحمٰن اوسط پیدا ہوئے تھے۔ عبدالرحمٰن اصغر کی والدہ ام ولد تھیں۔

فکیہہ:

آپ کی ایک لونڈی فکیہہ تھیں یہ بھی ام ولد تھیں۔ ان کے بطن سے زینب پیدا ہوئیں۔ واقدی کا قول ہے کہ زینب حضرت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سے خود گفتگو کروں گا۔ میں ان سے بہتر رشتہ آپ کو بتاتا ہوں۔ وہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب ہیں۔ ان کی وجہ سے آپ کا رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے بھی تعلق قائم ہو جائے گا۔

ام ابان کا انکار:

مدائنی کی روایت ہے کہ آپ نے ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ کی طرف بھی پیغام نکاح بھیجا۔ مگر انہوں نے آپ کو پسند نہیں کیا وہ کہنے لگیں:

> "وہ اپنے دروازے کو بند رکھتے ہیں۔ بھلائی تقسیم نہیں کرتے ہیں۔ تیوری چڑھائے آتے جاتے ہیں ہر وقت ان کا چہرہ بگڑا رہتا ہے"۔

عبداللہ بن ثعلبہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چھبیس برس کے تھے اور انتالیس کے بعد مسلمان ہوئے۔

سیرت و خصائل:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

> "اہل عرب ایک فرمانبردار اونٹ کی مانند ہیں جو اپنے قائد کی پیروی کرتا ہے۔ اس لیے اس کے قائد کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ وہ انہیں کہاں لے جا رہا ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں کعبہ کے پروردگار کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں انہیں (ٹھیک) راستے پر لے جاؤں گا"۔

حسن کی روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عوام کی اہمیت:

> "اگر میں ایسے مقام پر پہنچ جاؤں جہاں صرف میرے لیے گنجائش ہو اور دوسرے لوگ وہاں نہ آ سکتے ہوں تو خدا کی قسم وہ میرا صحیح مقام نہیں ہے۔ تا آنکہ میں عام لوگوں کے برابر نہ ہو جاؤں"۔

قوی اور امین:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ایک غلام بیان کرتے ہیں: "میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا۔ آخر کار ہم صدقات کے ایک باڑے میں گئے۔ اس وقت سخت گرمی تھی اور بادسموم چل رہی تھی۔ وہ صدقات کے اونٹوں کا باڑہ تھا۔ وہاں ایک شخص تہبند باندھے ہوئے اور سر پر بھی ایک چادر لپیٹے ہوئے تھے۔ وہ اونٹوں کو نکال رہے تھے جو وہاں داخل ہوئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم کس کو دیکھ رہے ہو۔" جب ہم وہاں پہنچے تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا (قرآن کریم کے معیار کے مطابق) قوی اور امین آپ ہی ہیں"۔

قومی کاموں میں انہماک

ابو بکر عبسی بیان کرتے ہیں: "میں حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ صدقات (کے جانوروں) کے باڑے میں گیا۔ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سایہ میں بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دھوپ میں کھڑے ہوئے جب کہ سخت گرمی پڑ رہی تھی انہیں لکھوا رہے تھے۔ ان کے بدن پر دو سیاہ چادریں تھیں۔ ایک چادر تہبند کی طرح باندھے ہوئے تھے اور دوسری چادر سے سر کو لپیٹ رکھا تھا۔ آپ صدقات کے اونٹ گن رہے تھے اور ان کے رنگ اور دانت کے

پرسے گزارے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: "حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے کتاب اللہ سے یہ کہا تھا:

"ابا جان! انھیں (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو اجرت پر ملازم رکھ لو۔ کیونکہ جن سے آپ اجرت پر کام لوائیں ان میں سے وہ بہتر ہے جو قوی اور امین (امانت دار) ہو"۔

پھر انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "یہ قوی اور امین آپ ہیں"۔

اسلامی شہروں کا دورہ:

حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ میں ایک سال تک رعایا (کے علاقوں) کا دورہ کروں گا کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگوں کے بہت سے اہم کام مجھے بتائے نہیں جاتے ہیں کیونکہ ان کے حکام وہ ضروری باتیں مجھ تک نہیں پہنچاتے ہیں اور وہ لوگ مجھ تک پہنچ نہیں سکتے ہیں۔ اس لیے میں شام جاؤں گا اور وہاں دو مہینے قیام کروں گا۔ پھر میں جزیرے جاؤں گا اور وہاں بھی دو مہینے رہوں گا۔ پھر میں مصر جاؤں گا۔ وہاں بھی دو مہینے قیام کروں گا۔ پھر بحرین کا سفر کروں گا اور وہاں بھی دو مہینے رہوں گا۔ پھر میں کوفہ آؤں گا۔ وہاں بھی میرا قیام دو مہینے کا ہوگا۔ سب سے آخر میں بصرہ جاؤں گا اور وہاں بھی دو مہینے رہوں گا۔ خدا کی قسم یہ سال بہت عمدہ سال ہوگا"۔

ملاقات کی عام اجازت:

کعب الاحبار کہتے ہیں "میں ایک شخص کا جس کا نام مالک تھا مہمان ہوا۔ وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا پڑوسی تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: "امیر المؤمنین سے ملاقات کرنے کا طریقہ کیا ہے؟" وہ بولا:

"(ان سے ملنے میں) نہ کسی دروازے اور نہ پردے کی رکاوٹ ہے۔ وہ نماز پڑھاتے ہیں پھر وہ بیٹھ جاتے ہیں تو جو چاہے ان سے گفتگو کر سکتا ہے"۔

قومی مال کی حفاظت:

حضرت اسلم بیان کرتے ہیں "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بھیجا کہ میں صدقات کے اونٹوں کو چراگاہوں کی طرف لے جاؤں۔ چنانچہ میں نے اپنا سامان ان میں سے ایک عمدہ اونٹنی پر رکھا۔ جب میں نے اسے واپس لانے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا:

"اسے میرے پاس لاؤ"۔ اس لیے میں اسے آپ کے پاس لے گیا۔ آپ نے دیکھا کہ میرا سامان ایک عمدہ اونٹنی پر ہے تو آپ نے فرمایا: "تم نے کیوں ایسی عمدہ اونٹنی کا انتخاب کیا جو مسلمانوں کے گھر والوں کے کام آ سکتی تھی۔ تم نے کیوں کسی نر اونٹ یا بوڑھی اونٹنی کا انتخاب نہیں کیا"۔

غیر مسلم سے احتیاط:

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ شہر انبار میں وہاں کا ایک باشندہ بتایا جاتا ہے جو تحریر و حساب کتاب میں بہت مہارت

حاصل کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "کیا پورے مسلمانوں کے معاملات [illegible]

اور اس نے [illegible]۔

ذمہ داری کا شدید احساس:

ایک دفعہ آپ نے [illegible] سے فرمایا: "اگر [illegible]

فرات کے کنارے [illegible] تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ [illegible] اس کے بارے میں [illegible]

(اس) خطاب سے مراد صرف آپ کی ذات ہے۔

انصاف کی ہدایت:

ابو فراس [illegible] روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے [illegible] فرمایا:

"اے لوگو! [illegible] اپنی ضروریات پیش کرتے رہیں گے۔ [illegible] حاجت [illegible]

آئے تو اس کا [illegible] مسلمان کے لیے عدل و انصاف کے لیے [illegible]

کرنے میں اس کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔"

عوام سے ہمدردی:

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا: "میرے اونٹ کی پشت پر زخم ہے اور کئی مقامات پر بھی زخم ہیں اس لیے آپ مجھے دوسرا اونٹ دیں۔" حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: "تمہارے اونٹ کے جسم میں کوئی زخم نہیں ہے۔" چنانچہ وہ اعرابی چیخ مار کر بھاگ گیا اور وہ یہ شعر پڑھتا جا رہا تھا:

"ابو حفص عمر نے قسم کھائی ہے [illegible] کوئی زخم نہیں [illegible] ہے۔ اے اللہ! [illegible]

[illegible] معاف کر دے۔"

یہ سن کر آپ نے فرمایا:

"اے اللہ! مجھے معاف کر دے۔"

پھر آپ نے اعرابی کو بلا کر [illegible] سوار کرا دیا۔

سختی:

ایک دفعہ حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس ایک مرد آیا [illegible] اس نے کوئی چیز مانگی۔ آپ نے [illegible]

کی وجہ سے نکال دیا۔ لوگوں نے کہا:

"اے امیر المومنین! فلاں آدمی نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے [illegible]"

آپ نے فرمایا:

"اس نے مجھ سے بیت المال میں سے مانگا تھا تو اس وقت [illegible] اگر وہ [illegible]

[illegible]۔"

اس کے بعد آپ نے اسے (اپنے پاس میں سے) اس چیز (کی) قیمت دی۔

ظلم کرنے کی ممانعت:

حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی علاقے پر کسی حاکم کو مقرر کر کے بھیجتے تھے تو آپ ان کے بارے میں یہ فرماتے تھے: "اے اللہ! میں نے انہیں اس لیے نہیں مقرر کیا ہے کہ وہ لوگوں کا مال چھینیں یا انہیں زدوکوب کریں۔ جو حاکم کسی پر ظلم کرے تو وہ میرے نزدیک حکومت کے لائق نہیں ہے"۔

منصفانہ تقسیم کی ہدایت:

معدان بن ابی طلحہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا اور فرمایا:

> "اے اللہ! میں تجھے شہروں کے حکام پر گواہ کرتا ہوں کہ میں نے انہیں صرف اس کام کے لیے مقرر کیا ہے کہ وہ لوگوں کو دین و مذہب کی تعلیم دیں اور سنت نبوی کی اشاعت کریں اور ان کے مال غنیمت کو ان کے درمیان منصفانہ طور پر تقسیم کریں اور اگر کوئی دقت پیش آئے تو وہ مجھے مطلع کریں"۔

دینی تعلیم کی نصیحت:

وہ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حکام کا تقرر کرتے تھے تو ان کے ساتھ نکل کر انہیں رخصت کرتے تھے اور انہیں یہ نصیحت فرماتے تھے:

> "میں نے تمہیں لوگوں پر اس لیے حاکم نہیں بنایا ہے کہ تم ان کی جانوں اور عزتوں کے مالک بن جاؤ بلکہ میں نے تمہیں ان پر اس لیے حاکم بنایا ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو اور ان کے درمیان (مال غنیمت) انصاف سے تقسیم کرو۔ میں نے تمہیں ان کے جسموں کا مالک نہیں بنایا ہے۔ تم اہل عرب کو کوڑے نہ مارو ورنہ تم انہیں ذلیل بنا دو گے اور نہ ان کی بے جا تعریف کرو تاکہ وہ فریب میں مبتلا نہ ہو جائیں اور نہ تم ان سے غافل رہو ورنہ وہ محروم رہ جائیں گے۔ تم انہیں خالص قرآن کریم کی تعلیم دو اور محمد ﷺ سے کم روایت کرو۔ میں (ہر حالت میں) تمہارے ساتھ شریک ہوں"۔

حکام سے مواخذہ

رسول اللہ ﷺ اپنے حکام سے قصاص لیا کرتے تھے اور جب کوئی حاکم کی ان کے پاس شکایت کی جاتی تھی تو آپ اس حاکم اور شکایت کرنے والے کو اکٹھا کرتے تھے اور اگر کوئی ایسی بات ثابت ہو جاتی تھی جو قابل مواخذہ ہوتی تھی تو آپ اس سے مواخذہ فرماتے تھے۔

زدوکوب کی ممانعت:

ابو فراس روایت کرتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت عمر بن الخطاب نے خطبہ دیا اور فرمایا: "اے لوگو! خدا کی قسم میں تمہاری طرف حکام اس لیے نہیں بھیجتا ہوں کہ وہ تمہاری پٹائیاں کریں اور تمہارا مال چھینیں۔ بلکہ میں انہیں اس لیے بھیجتا ہوں کہ وہ تمہیں دین اور سنت نبوی کی تعلیم دیں اور جو کوئی ان ہدایتوں کے علاوہ اور کوئی (برا) کام کرے تو اسے میرے پاس بھیج دو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں اس سے ضرور قصاص لوں گا"۔

[illegible]

آٹے کی بوری:

چنانچہ میں نے (وہ بوری) آپ کی پشت پر لاد دی۔ حضرت عمرؓ روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ آپ نہایت تیز رفتاری کے ساتھ چل رہے تھے یہاں تک کہ اس عورت کے گھر پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے (وہ بوری) اتار دی اور اس میں سے تھوڑا سا آٹا نکالا۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا: "تم (آٹا) یہ کام پکانے کا مجھ پر چھوڑ دو۔ میں تمہارے لیے یہ کام کر دیتا ہوں۔"

کھانا پکانا:

پھر آپ ہنڈیا کے نیچے (آگ جلانے کے لیے) پھونک مارنے لگے۔ آپ کی داڑھی بہت بڑی اور گھنی تھی۔ اس لیے میں نے آپ کی ریش مبارک میں سے (آگ کا) دھواں نکلتا دیکھا۔

بچوں کو کھلانا:

جب کھانا پک گیا اور تیار ہو گیا تو آپ نے فرمایا: "(کوئی) برتن لے آؤ۔" وہ عورت بڑا پیالہ لے آئی تو آپ نے اس میں کھانا ڈالا۔ اور فرمایا: "اسے ٹھنڈا کر کے ان بچوں کو کھانا کھلاؤ۔" آپ وہاں بیٹھے رہے یہاں تک کہ انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا۔ جو کھانا بچ گیا وہ آپ ان کے پاس چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ میں بھی کھڑا ہو گیا۔ اس وقت اس عورت نے کہا:

عورت کی تعریف:

"خدا آپ کا بھلا کرے۔ آپ امیر المومنین سے زیادہ اس کام (خلافت) کے حقدار تھے۔" آپ نے فرمایا: "تم اچھی بات کہا کرو۔ جب تم امیر المومنین کے پاس آؤ گی تو مجھے ان شاء اللہ وہیں پاؤ گی۔" پھر آپ اس عورت سے ہٹ کر ایک کونے میں چلے گئے۔

بچوں کا سونا:

وہاں آپ بالکل خاموش ہو گئے۔ میں آپ سے بات کر رہا تھا مگر آپ مجھے کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ حتیٰ کہ میں نے بچوں کو دیکھا کہ وہ آپس میں کشتی کر رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں۔ جب وہ سو گئے اور خاموشی کا عالم چھا گیا تو آپ کھڑے ہو گئے اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمانے لگے:

قلبی اطمینان:

"اے اسلم! بھوک نے انہیں بیدار رکھا تھا اور رلا دیا تھا۔ اس لیے میں نے یہ بات پسند کی کہ اس وقت تک یہاں سے نہ جاؤں جب تک کہ میں ان کی وہ حالت نہ دیکھ لوں جس کا میں نے ابھی مشاہدہ کیا ہے۔"

نصیحت کا آغاز:

حضرت عمرؓ جب مسلمانوں کو کسی چیز سے روکنے کا حکم دیا کرتے تھے یا کسی مصلحت کی وجہ سے انہیں کسی کام سے روکتے تھے تو نصیحت کا آغاز اپنے اہل و عیال سے کرتے تھے اور حکم کی خلاف ورزی پر انہیں سزا دیتے تھے۔ جیسا کہ حضرت سالمؒ نے یوں بیان کیا ہے:

رشتہ داروں کو تنبیہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب منبر پر چڑھتے تھے اور لوگوں کو کسی بات سے منع کرتے تھے تو اس وقت اپنے اہل و عیال کو جمع کر کے فرماتے تھے:

"میں نے لوگوں کو ان باتوں سے منع کیا ہے اور سب لوگ تمہاری طرف نظریں لگائے ہوئے ہیں جس طرح پرندہ گوشت کی طرف اپنی نظریں جماتا ہے۔ میں خدا کی قسم! کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں نے تم میں سے کسی کو ایسا کام کرتے ہوئے دیکھا تو میں اس کو دوگنی سزا دوں گا۔"

مشتبہ اشیاء سے پرہیز:

آپ مشتبہ اشیاء سے بہت بچتے تھے اور اللہ کا حق وصول کرنے میں بہت سخت تھے تاکہ اللہ کا حق حاصل کر کے رہیں۔ آپ کمزوروں پر مہربان اور شفیق تھے۔

حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "چند مسلمان حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے۔

سختی کی شکایت:

تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے (ہمارے بارے میں) گفتگو کرو۔ کیونکہ ہم ان سے اس قدر ڈرتے ہیں کہ ہم ان کی طرف نظریں نہیں اٹھا سکتے" حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتائی تو فرمانے لگے:

نرمی و سختی:

"کیا انہوں نے ایسی بات کہی ہے۔ خدا کی قسم! میں ان کے ساتھ اس قدر نرم ہوں کہ مجھے اس بارے میں اللہ کا خوف لاحق ہوتا ہے اور ان کے ساتھ اس قدر سخت بھی ہوں کہ اس صورت میں بھی مجھے خوف خدا لاحق رہتا ہے۔ خدا کی قسم! وہ جس قدر مجھ سے ڈرتے ہیں اس سے زیادہ میں ان سے ڈرتا ہوں"۔

حاکم کی شکایت:

حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصر پر ایک شخص کو حاکم مقرر کیا۔ اس کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی کسی سڑک پر سے گزر رہے تھے کہ اچانک انہوں نے کسی آدمی کو یہ کہتے سنا: "اے عمر! خدا سے (ڈرو) تم اس کو حاکم مقرر کرتے ہو۔ وہ خیانت کرتا ہے اور پھر تم یہ کہتے ہو کہ "مجھ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے"۔ حالانکہ تمہارا حاکم یہ کام کر رہا ہے"۔

شکایت دور کرنا:

آپ نے اس کو بلا بھیجا۔ جب وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے صوف کا جبہ اور بکریاں دیں اور فرمایا: "تم بکریاں چرایا کرو کیونکہ تمہارا باپ بھی چرواہا تھا"۔ اس کا نام بھی عیاض بن غنم تھا۔ پھر آپ نے اسے بلا کر اس کے سامنے مذکورہ بالا گفتگو کا تذکرہ کیا۔ (اس نے معذرت کی) پھر آپ نے اس کو اس کی پہلی ذمہ داری کی طرف لوٹا دیا اور یہ نصیحت کی کہ وہ باریک لباس نہ پہنے اور عمدہ سواری پر سواری نہ کرے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

اولین کارنامے

ہجری سنہ کا اجراء

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے خلیفہ تھے جنہوں نے تاریخی سنہ (ہجری) کو جاری کیا اور ابن سعد کی روایت کے مطابق اس کو تحریری شکل میں ۱۶ھ کے ماہ ربیع الاول سے رائج کیا۔ اس کو تحریری شکل میں جاری کرنے کے اسباب کا پہلے تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

تراویح باجماعت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے خطوط میں تاریخ لکھنے کا طریقہ رائج کیا اور آپ ہی کی مہریں بنوائیں اور سب سے پہلے ماہ رمضان المبارک میں تراویح کی نماز باجماعت مقرر فرمائی اور ۱۴ھ میں اس کے بارے میں تمام شہروں میں تحریری احکام جاری فرمائے لوگوں کے لیے دو قاری (حافظ) مقرر فرمائے، ایک مردوں کو تراویح کی نماز پڑھاتا تھا اور دوسرا عورتوں کو (تراویح کی) نماز پڑھاتا تھا۔

درہ کا استعمال:

آپ ہی نے سب سے پہلے درہ (کوڑے) کا استعمال جاری کیا اور اس کے ذریعے لوگوں کو سزائیں دیں۔

دفاتر کا قیام:

آپ نے سب سے پہلے اسلامی دور میں رجسٹر اور دفاتر قائم کیے اور لوگوں کے نام ان کے قبائل کے لحاظ سے (رجسٹروں میں) لکھے اور ان کے وظائف مقرر کیے۔

وظائف کے بارے میں مشورہ

ہم سے محمد بن شہاب نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رجسٹروں کے تیار کرنے اور دفاتر قائم کرنے کے بارے میں مسلمانوں سے مشورہ کیا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”آپ کے پاس ہر سال جو مال و دولت جمع ہوا کرے آپ اسے تقسیم کر دیا کریں اور اس میں سے کچھ باقی نہ رکھیں۔“

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا

”میں دیکھتا ہوں کہ بہت سا مال آتا ہے جو سب لوگوں کے لیے کافی ہوتا ہے اگر ان کا حساب نہیں رکھا جائے گا تو یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ کس نے مال لیا اور کس نے نہیں لیا اس طرح مجھے بدانتظامی کا اندیشہ ہے۔“

ولید بن ہشام کا مشاہدہ

ولید بن ہشام بن مغیرہ نے کہا:

"اے امیر المومنین! میں شام گیا ہوں۔ وہاں میں نے دیکھا کہ وہاں کے بادشاہوں نے دفتر قائم کیے ہیں اور فوج کی بھی باقاعدہ انتظام ہے۔"

نام لکھنے کی ترتیب:

آپ نے ان کے قول کو پسند کرتے ہوئے دفتر قائم کیا اور فوج کا نظام بھی قائم کیا۔ اس مقصد کے لیے آپ نے حضرت عقیل بن ابی طالب، مخرمہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم کو بلوایا جو قریش کے بڑے نساب تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: "تم لوگوں کے ناموں کو ان کے مراتب کے مطابق لکھو" چنانچہ انہوں نے بنو ہاشم کے افراد کے نام لکھنے سے اس کام کا آغاز کیا۔ پھر حضرت ابوبکر ؓ اور ان کے قبیلے کے نام لکھے۔ پھر خلیفہ ہونے کی وجہ سے حضرت عمر ؓ اور ان کے قبیلے کے افراد کے نام لکھے۔ جب حضرت عمر ؓ نے اسے ملاحظہ فرمایا تو آپ نے فرمایا:

اعزۂ نبوی سے ابتدا:

"میں ایسا ہی چاہتا ہوں مگر تم رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں سے اس کا آغاز کرو۔ پہلے قریب ترین رشتہ داروں کے نام لکھو پھر درجہ بدرجہ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں کے نام لکھتے جاؤ۔ عمر کا نام وہاں تک لکھو جہاں اللہ نے اس کا مقام اپنے ہاں مقرر کر رکھا ہے۔"

بے جا رعایت سے پرہیز:

حضرت عمر ؓ کی تواضع اور کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ حضرت عمر ؓ کے قبیلے کی فہرست جس میں قبیلہ بنو عدی بنو تیم کے بعد درج کیا گیا تھا اور بنو عدی کو تیم سے پہلے رکھا گیا تھا۔ جب آپ کو یہ نام سنائے گئے تو آپ نے فرمایا: "عمر کو اس کے صحیح مقام پر لکھو اور رسول اللہ ﷺ کے قریبی رشتہ داروں کے نام درجہ بدرجہ لکھتے رہو۔"

یہ بات سن کر بنو عدی حضرت عمر فاروق ؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے:

اقربا پروری کی مخالفت:

"آپ حضرت ابوبکر ؓ کے جانشین ہیں اور حضرت ابوبکر ؓ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تھے اس لیے آپ اپنے آپ کو بھی وہیں رکھیں جہاں پر ان لوگوں نے آپ کا نام لکھا ہے۔" آپ نے فرمایا: "خوب! تم یہ چاہتے ہو کہ میری پشت پر سوار ہو کر فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو اور اپنے خاندان کے لیے میری تمام نیکیاں تباہ کرنا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم! ایسا نہیں ہوگا۔ تمہارا نام اپنے درجے کے مطابق آئے گا خواہ رجسٹر ختم ہو جائے اور تمہارا نام سب سے بعد میں آئے۔ میرے دو ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ) نے ایک راستہ متعین کر دیا ہے اگر میں اس سے روگردانی کروں گا تو میری بات بھی نہیں مانی جائے گی۔"

اسلام کے ذریعہ فضیلت

خدا کی قسم! ہمیں دنیا میں کوئی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ آخرت میں اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نیک اعمال کا ثواب عطا نہ فرماتا تو سب کچھ

حضرت محمد ﷺ کے طفیل اور ان کی بدولت ہوگا۔ انہیں کے ذریعہ ہمیں عزت و شرافت حاصل ہوتی ہے۔ ان کی قوم عرب میں افضل ہے ان کے بعد آپ کے قریبی رشتہ داروں کا مرتبہ ہے۔ عرب کو رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ عزت و شرافت حاصل ہوئی ہے۔

اعمال کی نسبت برتری:

اگر اہل عجم نیک اعمال کر کے آئیں گے اور ہم کوئی نیک عمل نہ پیش کر سکیں تو وہ ہم سے زیادہ محمد ﷺ کے قریب قیامت کے دن ہوں گے۔ کسی شخص کو اللہ کے نیک کام کرنے کے لیے قرابت و رشتہ داری کا لحاظ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جس کے اعمال کوتاہ ہوں گے اس کا نسب اس کے کام نہیں آئے گا"۔

تقسیم عطیات:

ہشام کلبی بیان کرتے ہیں: "میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قبیلہ خزاعہ کے (وظائف) کا رجسٹر لیے ہوئے جا رہے تھے۔ جب وہ ان کے مقام پر پہنچے تو آپ نے ایک ایک کر کے ہر کنواری اور شادی شدہ عورت کے وظائف ان کے ہاتھوں میں دیے۔ پھر وہاں سے واپس آ کر عسفان گئے۔ وہاں بھی آپ نے خود (وظائف) تقسیم کیے" آپ کا یہ طریقہ آپ کی وفات تک جاری رہا۔

مالی مساوات:

مالک بن اوس بن حدثان کہتے ہیں: "میں نے حضرت عمر بن الخطاب کو یہ فرماتے سنا "اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے (آپ نے قسم کے یہ الفاظ تین دفعہ دہرائے) ہر ایک کا اس بیت المال میں حق ہے اور اس معاملے میں کسی کو دوسرے پر ترجیح حاصل نہیں ہے۔ بلکہ میں بھی عوام کا ایک معمولی فرد ہوں۔ البتہ ہمیں کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی تقسیم کے مطابق چلنا ہوگا۔ ہر ایک کے اسلام کا درجہ اس کی دولت مندی اور ضرورت اور قدیم اسلام لانے کے تعلقات کا لحاظ کرنا ہوگا۔ خدا کی قسم اگر میں زندہ رہا تو صنعاء کے ایک چرواہے کو اس کا حصہ یہیں بیٹھے بیٹھے ملے گا"۔

جہاد کے گھوڑے:

مالک بن اوس بن حدثان بیان کرتے ہیں: "میں نے حضرت عمر بن الخطاب کے پاس گھوڑے دیکھے جن کی رانوں پر داغ لگے ہوئے تھے اور وہ جہاد کے لیے وقف تھے"۔

بادشاہ اور خلیفہ کا فرق:

حضرت سلمان کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ایک دن) ان سے کہا: "میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ ہوں؟" حضرت سلمان نے ان سے کہا: "اگر آپ مسلمانوں کی سرزمین سے کم و بیش دس درہم وصول کر کے ان کا ناجائز استعمال کرتے ہیں تو آپ بادشاہ ہیں مگر خلیفہ نہیں ہیں"۔ اس بات سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبرت حاصل کی۔

رعایا کے لیے بار برداری:

نافع مولیٰ زبیر روایت کرتے ہیں: "میں نے (حضرت) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا۔ اللہ ابن حنتمہ (فاروق اعظم کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک حنتمہ تھا) پر رحم کرے۔ میں نے رمادہ کے سال (قحط سالی) میں انہیں اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنی کمر پر

دو بوریاں آٹے سے بھری ہوئی تھیں اور ان کے ساتھ روغن زیتون کا ایک ڈبہ تھا (حضرت عمرؓ) بوری پیٹھ پر لاد کر لے جا رہے تھے۔

غریبوں کی امداد:

جب آپ نے دیکھا تو فرمایا: "اے ابو [illegible] آپ سے ہیں۔" قریب سے (آ رہے) ہیں آپ کے پیچھے چلتا رہا اور بھی ساری سامان اٹھائے رہے یہاں تک کہ ہم ایک بستی میں پہنچے جہاں قبیلہ والوں کے خیمے لگے تھے (وہ آپ کے پاس آئے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "تم کیسے آئے؟" وہ بولے: "بھوک (ہمیں یہاں لائی ہے)" پھر انہوں نے کسی مردار کی ہڈی کو نکال کر دکھایا جسے وہ کھا رہے تھے۔ وہ ہڈیوں کو پیس کر انہیں پانی میں ڈال کر پی رہے تھے۔

قحط سالی کا انسداد:

عیاض نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی چادر اتاری اور آپ نے اپنے چہرے کو مضبوطی کے ساتھ باندھ لیا۔ پھر آپ نے ان کے لیے کھانا پکوایا اور پیٹ بھر کر کھلایا۔ پھر آپ نے (حضرت) اسلم رضی اللہ عنہ کو مدینہ کی طرف بھیجا۔ وہ بہت سے اونٹ لے کر آئے جن پر آپ نے ان (بھوکے) لوگوں کو سوار کیا اور انہیں جبانہ میں ٹھہرایا۔ پھر انہیں پہننے کے لیے کپڑے دیے۔ آپ ان لوگوں اور دوسرے (بھوکے) لوگوں کے پاس آمد و رفت کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے قحط سالی دور کر دی۔

غرباء عوام کی حمایت:

راشد ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مال لایا گیا۔ آپ اسے مسلمانوں میں تقسیم کرنے لگے۔ لوگوں نے آپ کے چاروں طرف بھیڑ لگا دی۔ اتنے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ لوگوں کو ہٹاتے ہوئے آپ کے پاس پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے درہ (کوڑا) اٹھایا اور فرمایا: "تم آگے بڑھ آئے ہو اور زمین پر خدا کے سلطان سے نہیں ڈرتے ہو؟ میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ کا سلطان تم سے نہیں ڈرتا ہے۔"

چستی اور تیز روی:

شفا بنت عبداللہ بیان کرتی ہیں: "میں نے کچھ نوجوانوں کو دیکھا کہ وہ میانہ چال چل رہے تھے اور آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟" لوگوں نے کہا: "یہ عابد و زاہد ہیں۔" میں نے کہا: "خدا کی قسم! (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ جب گفتگو کرتے تھے تو ان کی آواز لوگوں کے کانوں تک پہنچ جاتی تھی اور جب چلتے تھے تو تیز چلتے تھے اور جب کسی کو مارتے تھے تو سخت مارتے تھے۔ ان کے باوجود سچے معنوں میں عبادت گزار تھے۔"

دنیا سے بے نیازی:

عبداللہ ابن عامر کی روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص کو [illegible] کوئی چیز کے گرنے میں مدد دی تو اس شخص نے آپ کو دعا دیتے ہوئے کہا: "اے امیر المومنین [illegible] آپ کے لیے [illegible] بچا ہے۔" آپ نے فرمایا:

"اللہ نے اس سے مجھے بے نیاز کر دیا ہے۔"

زریں اصول:

ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"قوت عمل یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑا جائے۔ امانت (دیانت داری) یہ ہے کہ ظاہر باطن کے خلاف نہ ہو۔ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، کیونکہ تقویٰ ہی کا دوسرا نام خوف خدا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کو محفوظ رکھے گا۔"

فوری انصاف:

حضرت شعبی کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں گشت کرتے تھے اور قرآن کریم پڑھتے رہتے تھے اور جہاں کوئی جھگڑا ہوتا وہاں جا کر لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا کرتے تھے۔

ناانصافی کی سزا:

موسیٰ بن عقبہ کی روایت ہے کہ ایک جماعت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی:

"ہمارا عیال بہت ہے اور خرچ زیادہ ہے، آپ ہمارے وظائف میں اضافہ کیجئے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"تم نے ایسا کام کیا ہے کہ تمام وظیفہ کو جمع کر لیا ہے اور اب اللہ کے مال کے ذریعے کام چلانا چاہتے ہو۔ بخدا میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اور تم سمندر کی کشتی میں ہوں جو مشرق و مغرب میں چلتی ہو، پھر جب وہ مشرق یا مغرب کی طرف جائے۔ اس وقت وہ لوگ اپنی جماعت میں سے کسی کو امیر بنا لیں گے، اگر وہ سیدھا چلتا رہا تو وہ اس کی پیروی کریں گے اور اگر اس نے ناانصافی کی تو اس کو قتل کر دیں گے۔"

ناجائز مال کی مذمت

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر سے کہا گیا کہ آپ پر تنگی ہے، آپ بیت المال سے معمولی روزینہ لے لیں تو آپ نے فرمایا

"تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے ان لوگوں کے بارے میں جو خبر دی ہے کہ جو قریش کے غریب لوگ ہیں ان کو خوشی اور تنگی کی حالت میں جو ملا اور کیا غضب ہے کہ جو پہلے ملتا ہو اور بچے کی طرح اس پر قبضے سے حاصل کر رہے۔"

جماعت بندی کی ممانعت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قریش کے لوگوں سے فرمایا:

"مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ تم نے (آپس میں) مجلسیں قائم کر لی ہیں۔ یہاں تک کہ جب دو شخص ایک جگہ بیٹھتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ وہ فلاں کے ساتھیوں میں سے ہیں اور وہ فلاں کے ساتھیوں میں سے ہیں، یہاں تک کہ ہر طرف یہی مجلسیں ہو گئی ہیں۔ خدا کی قسم یہ چیز تمہارے دین میں تمہاری عزت کو بہت تیزی سے ختم کر دے گی۔"

[illegible] اور [illegible] میں [illegible] ہو رہی ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] سے بیزاری

[illegible] [illegible] [illegible] کہا گئے ہیں اور [illegible] ان سے بیزار ہو گیا ہوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کے [illegible] [illegible] ہیں۔ مجھے نہیں معلوم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] معلوم [illegible] [illegible] اپنے [illegible] سے [illegible] ہے۔ [illegible] [illegible] اپنی طرف [illegible] [illegible]

قومی مفادات کو ترجیح

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں گھوڑے پال رکھے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو پوچھا [illegible] لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ نے اس بات کی اجازت دی ہے۔ آپ نے فرمایا "عمر نے اس صورت میں اجازت دی ہے کہ [illegible] ان کے لیے [illegible] [illegible] سے لایا جائے" چنانچہ انہوں نے گھوڑے اس طرح سے رکھے کہ ان کے لیے ان کی اپنی زمین سے چارہ لایا جاتا تھا۔

سادہ لوحی کا خطرہ

مجاہد بیان کرتے ہیں "حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی محفل میں ایک شخص کا ذکر ہوا تو کہنے لگے "امیر المومنین وہ شخص [illegible] اور فاضل انسان ہے برائی سے تو بالکل ناواقف ہے" آپ نے فرمایا "اس میں بھلائی کیا ہے۔ اسے تو برائی میں پھنسنے کا زیادہ احتمال ہے۔"

❖ ❖ ❖

باب ۳

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خطبات

پہلا خطبہ

حضرت عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ حمد و ثنا کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت کا ذکر کیا۔ نیز اس امت کی فضیلت کا ذکر کیا۔ پھر آپ نے فرمایا:

> اے لوگو! میں تمہارا خلیفہ بنا ہوں۔ اگر یہ توقع نہ ہوتی کہ میں تمہارے لیے تم سب سے زیادہ بہتر اور طاقتور ہوں اور تمہارے اہم کاموں کو انجام دینے کی زیادہ صلاحیت رکھنے والا ہوں تو میں یہ ذمہ داری قبول نہ کرتا۔

تائید الٰہی پر اعتماد:

عمر (میرے) لیے یہ تشویش کا ایک غم کافی ہے کہ وہ اس بات کا انتظار کرے کہ وہ کس طرح تمہارے حقوق کی حفاظت کرے اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ ہم کو صرف اپنے پروردگار ہی سے مدد طلب کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ عمر کو اپنی قوت اور تدبیر پر کوئی اعتماد نہیں ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تائید و نصرت اس کے شامل حال نہ ہو۔

خدائی مدد کی ضرورت:

اللہ بزرگ و برتر نے مجھے تمہارے کاموں کو انجام دینے کی ذمہ داری سونپی ہے اس لیے میں اسی سے اس کام کی تکمیل کے لیے امداد کا خواہاں ہوں تاکہ وہ اس کام کی تکمیل میں میری مدد کرے اور اس کی حفاظت کرے جیسی اس نے دوسرے کاموں میں میری حفاظت اور مدد فرمائی ہے اور اپنے احکام کے مطابق مجھے (تمہارے مال غنیمت کی) تقسیم میں عدل و انصاف کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ میں بہت ہی کمزور مسلمان بندہ ہوں جسے اللہ کی مدد درکار ہے۔

تبدیلی نہیں ہوئی

خلافت کا منصب ملنے سے میرے اخلاق و عادات میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی ہے، کیونکہ عظمت اور بڑائی تو صرف اللہ بزرگ و برتر کو حاصل ہے، بندوں کے لیے اس میں سے کوئی حصہ حاصل نہیں ہے۔ اس لیے تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ خلیفہ بننے کے بعد عمر تبدیل ہو گیا ہے۔

تقویٰ اور صداقت۔

میں بذات خود حق و صداقت کو تمہارے لیے اور اپنے لیے پیش کروں گا اور اپنا معاملہ سب کے سامنے پیش کروں گا۔ جو تم میں سے کسی کو کوئی ضرورت درپیش ہو یا اس پر ظلم ہو رہا ہو یا ہمارے خلاف اسے کوئی شکایت ہو تو وہ مجھ سے بدلہ لے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ذمہ داری کا احساس:

[illegible]

دوسرا خطبہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

زمانے میں تمہاری مملکت میں برابر حاصل ہیں اور یہ نعمتیں ایسی ہیں کہ اگر صرف ایک شخص کی نعمتیں تمام لوگوں میں تقسیم کر دی جائیں تو وہ اس کا صحیح طور پر شکر نہیں بجا لائیں گے اور ان نعمتوں کا حق نہیں ادا کر سکیں گے سوائے اس کے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد اللہ کی مدد اس کے شامل حال ہو۔

دو مغلوب قومیں:

اب تم روئے زمین میں اس کے جانشین ہو۔ تم اہل زمین پر غالب آ گئے ہو۔ اللہ نے تمہارے دین کو فتح و نصرت عطا کی ہے۔ اب دو قسم کی قوموں کے سوا تمہارے دین کا کوئی مخالف نہیں ہے۔ ایک قوم کے افراد وہ ہیں جو اسلام کے مطیع ہیں وہ محنت اور خون پسینہ ایک کر کے تمہیں جزیہ ادا کرتے ہیں اور تمہیں ان سے فائدہ پہنچتا ہے۔

خائف دشمن:

دوسری قوم وہ ہے جو رات دن اللہ کے انتقام اور عذاب کی منتظر ہے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر (مسلمانوں کا) خوف و رعب طاری کر رکھا ہے۔ ان کے لیے کوئی ٹھکانہ اور پناہ کی جگہ نہیں ہے جہاں وہ بھاگ کر پناہ لے سکیں۔ اللہ بزرگ و برتر کی فوجوں نے انہیں خوف زدہ کر رکھا ہے اور وہ ان کے گھروں تک میں اتر آئی ہیں۔

خوش حالی اور زوال:

یہ قوم بہت خوش حال ہے۔ ان کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے اور یہ اپنی فوجی طاقت کا بھی دعویٰ کرتی ہے اور انہیں بہت بڑی معیشت حاصل ہے۔ مگر ان تمام چیزوں کے باوجود اسلام کے مقابلہ ہونے پر یہ قوم اچھی حالت پر نہیں ہے۔

عظیم فتوحات کا شکر:

ہر شہر میں ان عظیم فتوحات کے حاصل ہونے پر اللہ کی مدد شامل رہی ہے۔ یہ فتوحات اتنی ہیں کہ اگر شکر کرنے والے (ان فتوحات کا) شکر ادا کریں اور ذکر کرنے والے اللہ کا کثرت سے ذکر کریں مگر وہ ان کا پورا پورا حق ادا نہیں کر سکیں گے۔ ان کے علاوہ نعمتیں ایسی ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا اور نہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ کی مدد اور اس کی رحمت کے بغیر ان کا حق بھی ادا ہونا ممکن نہیں۔

عمل کی توفیق:

اس لیے ہم اللہ سے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور جس نے ہمیں اس آزمائش میں مبتلا کیا ہے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی طاعت کے سلسلہ میں عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے تیزی کے ساتھ آگے بڑھیں۔

نعمتوں کی تکمیل:

اے اللہ کے بندو! تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور اس کی نعمتوں کی تکمیل کرو۔ تم خود اپنی محفلوں میں باتیں کیا کرو اور اس کی نعمتوں کو یاد کیا کرو۔ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ سے فرمایا: "اپنی قوم کو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکال کر لے آؤ اور انہیں اللہ کے دن (گزشتہ واقعات) یاد دلاؤ۔"

[illegible] نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

" [illegible] جب [illegible] ہم میں [illegible] تھے [illegible] "

خدا شناسی کی نعمت

جب [illegible]

[illegible]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر گریہ زاری

حضرت [illegible] فرماتے ہیں: "ایک خاتون نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) پر گریہ زاری کرتے ہوئے کہا: " [illegible]

حضرت [illegible] فرماتے ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] کہا:

" (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ [illegible] "

حضرت [illegible] بیان کرتے ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن ہو گئے تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ میں یہ چاہتا تھا کہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے بارے میں [illegible] (خلافت) آپ کے سپرد [illegible] آپ نے فرمایا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین:

" [illegible] (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) [illegible]

[illegible] جن میں آپ کی وفات سے [illegible] ہوتا ہے۔

پانچواں مرثیہ

[illegible] مرثیہ [illegible] ہے

1. [illegible] آپ کی [illegible] تھے۔ [illegible] آپ کی وفات سے [illegible] ہو گئے۔
2. آپ اپنے [illegible] تھے اور [illegible] کے لیے [illegible] آپ [illegible] تھے [illegible] انھوں [illegible] تھے۔

دوسرا مرثیہ

کسی شاعر [illegible] نے یہ اشعار کہے ہیں (ان کا ترجمہ یہ ہے)

1. اے ابو بکر! [illegible] بلکہ [illegible] (رضی اللہ عنہ) [illegible]۔
2. موت نے تجھے اس علم [illegible] میدان جنگ میں [illegible] تھا۔
3. حوادث زمانہ کے مقابلے میں آپ لوگوں کی پناہ گاہ تھے اور مصیبت زدہ [illegible] کے ماروں کے فریاد رس تھے۔
4. تم قریب اور دور والوں سے کہہ دو کہ تمہیں اب مر جانا چاہیے کیونکہ موت نے انھیں فوری [illegible] ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ماتم:

ایک دوسری جگہ آپ نے ان الفاظ میں (یہ اشعار) کہے ہیں

1. قریب ہے کہ قوم [illegible] غم انگیز [illegible] سے اشکبار [illegible]۔
2. [illegible] صاف [illegible] موتیوں کی طرح [illegible]۔
3. [illegible] کریں گی۔

* * *

باب ۱۳

حضرت عمر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دنیا کی بے ثباتی

- ❶ [illegible]
- ❷ [illegible]
- ❸ [illegible]
- ❹ [illegible]
- ❺ [illegible]

بے صبری کی سزا

[illegible]

تعریف کے اشعار:

''نبی کریم (ﷺ) اور صاحب کتاب کے بعد سے ابن الخطاب جیسی کسی طرح کسی نے تم پر حکومت نہیں کی۔ آپ رشتہ داروں اور غیر رشتہ داروں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ نیک سلوک کرتے ہیں۔''

آپ نے اسے چھڑی مار کر فرمایا ''ابو بکر کہاں ہیں؟'' (تم نے ان کا ذکر کیوں نہیں کیا)

عہدے سے استعفٰی کی درخواست۔

عبدالملک بن نوفل کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو کنانہ پر عامل مقرر کیا۔ وہ آپ کے پاس آئے تو ان کے ساتھ مال بھی تھا، آپ نے پوچھا ''یہ کیا ہے؟'' عتبہ نے جواب دیا ''میں اپنے ساتھ مال لے کر گیا تھا (وہاں) میں نے اس کے ذریعے تجارت کی تھی'' آپ نے فرمایا:

''تم اس حالت میں مال لے کر کیوں نکلے تھے؟'' پھر انہوں نے ان کے نفع کا مال بیت المال میں شامل کر دیا۔

ابو سفیان کی نصیحت۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے کہا ''اگر تم چاہو تو میں وہ مال واپس کر دوں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ سے لیا تھا'' ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا ''اگر آپ اپنے پیشرو کی مخالفت کریں گے تو لوگ آپ سے بدگمان ہو جائیں گے، آپ مجھے وہ مال نہ دیں جو آپ سے پہلے لیا گیا تھا، ورنہ آپ کے بعد یہ لوگ بھی لوٹا لیں گے۔''

زوجہ ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا (زوجہ ابو سفیان) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور ان سے بیت المال میں سے چار ہزار کی رقم قرض کے طور پر طلب کی اور شرط یہ کی کہ وہ اس کے ذریعے تجارت کریں گی، وہ رقم واپس کر دیں گی۔ آپ نے یہ رقم قرض کے طور پر دے دی۔ وہ رقم لے کر بنی کلب کے علاقہ میں چلی گئیں اور وہاں خرید و فروخت کا کاروبار کرنے لگیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس:

اس اثنا میں انہیں یہ خبر ملی کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزند عمرو دونوں (حضرت) معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ہوئے ہیں (یہ سن کر) وہ بھی وہاں پہنچ گئیں۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے رکھی تھی (جب وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں تو) انہوں نے پوچھا:

بیٹے کو نصیحت:

''اماں جان! آپ کیسے تشریف لائی ہیں؟'' وہ بولیں ''اے میرے بیٹے! میں تمہیں دیکھنے کے لیے آئی ہوں (دوسری بات یہ ہے) (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ صرف اللہ کے لیے کام کرتے ہیں، جبکہ تمہارے والد تمہارے پاس آئے ہوئے ہیں اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ ہر چیز تم سے مانگیں گے، جو مناسب ہو گا تم انہیں دو گے اور وہ اس کے مستحق بھی ہیں۔ مگر لوگوں کو یہ نہیں معلوم ہوگا کہ تم انہیں کس مد میں سے عطا کر رہے ہو، اس لیے نہ صرف عام مسلمان اس پر اعتراض کریں گے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تمہیں ملامت کریں گے اور وہ بھی

معاف نہیں کریں گے"۔

نصیحت پر عمل:

(اس مشورہ کے مطابق) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد اور بھائی کو دس دینار دیے۔ انھیں ایک پوشاک بھی پہنائی اور ان دونوں کو سوار کر دیا (ان کے بھائی) نے اسے بڑی بات سمجھا مگر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: "تم اسے اہمیت نہ دو یہ وہ بخشش ہے جس کے مشورہ میں ہند شریک تھی" اس کے بعد سب واپس چلے گئے۔

تجارت میں خسارہ:

ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ہند سے کہا: "کیا تمھیں (تجارت میں) فائدہ ہوا؟" وہ بولیں: "خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ میں مدینہ جا کر تجارت کروں گی" جب وہ مدینہ پہنچیں تو انھوں نے مال بیچا تو اس میں انھیں خسارہ ہوا (انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب اس کا اظہار کیا تو)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گرفت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر میرا مال ہوتا تو میں اسے تمہارے حق میں چھوڑ دیتا مگر یہ تمام مسلمانوں کا مال ہے۔ بلکہ اس مشورہ میں ابوسفیان بھی شریک تھے"۔

لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو بلا کر انھیں اس وقت تک قید میں رکھا جب تک کہ ہند نے پوری رقم ادا نہ کر دی۔

آپ نے ابوسفیان سے یہ بھی دریافت کیا: "(حضرت) معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمھیں کس قدر عطیہ دیا" وہ بولے: "ایک سو دینار"۔

عطیات کی تقسیم:

حضرت احنف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جب کہ وہ لوگوں کو عطیات تقسیم کر رہے تھے۔ ان کے والد جنگ حنین میں شہید ہو گئے تھے۔ انھوں نے کہا: "اے امیر المومنین! میرے لیے بھی وظیفہ مقرر کیجیے" اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ جب کام سے فارغ ہوئے تو وہ متوجہ ہو کر کہنے لگے: "تم کون ہو؟" وہ بولے: "عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ" آپ نے فرمایا: "اے یرفا! انھیں چھ سو دو" انھوں نے پانچ سو دیے تو انھوں نے قبول نہیں کیے۔

مستحق کی حوصلہ افزائی:

وہ کہنے لگے: "امیر المومنین نے مجھے چھ سو کی رقم دینے کا حکم دیا ہے" وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انھیں اس سے مطلع کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے یرفا! انھیں چھ سو دو اور ایک جوڑا پوشاک بھی دو" لہٰذا انھوں نے وہ پوشاک پہن لی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہنائی تھی اور جو پوشاک وہ پہنے ہوئے تھے وہ پھینک دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کفایت شعاری کی تلقین:

"اے فرزند! تم اپنے یہ کپڑے بھی لے جاؤ۔ یہ تم اپنے گھر کے کام کاج کے موقع پر پہنو اور یہ (دوسری) پوشاک تمہارے زیب و زینت کے کام آئے گی"۔

[illegible]

[illegible]

1. [illegible]
2. [illegible]

شاعرانہ ذوق

[illegible]

نبوت اور خلافت کا اشارہ

[illegible]

حضرت ابو بکر صدیق کا طریقہ

[illegible]

زہیر کے اشعار

[illegible]

1. [illegible]

[illegible]

[illegible]

نے فرمایا "اے ابن عباس! کہو" تمہیں بولنے کی اجازت ہے" میں نے کہا "آپ نے فرمایا ہے کہ قریش نے اپنے لیے انتخاب کیا اور اس معاملے میں وہ درست تھے اور کامیاب ہوئے (اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ) اگر قریش اپنے لیے وہ انتخاب اس وقت کر لیتے جب اللہ بزرگ و برتر نے انھیں چنا تھا تو اس وقت حق بجانب ہوتے نہ تو کوئی رد ہوتا نہ حسد ہوتا۔

ناپسندیدہ جماعت:

آپ نے جو یہ فرمایا ہے "وہ لوگ یہ نہیں چاہتے تھے کہ نبوت اور خلافت دونوں چیزیں ہمارے اندر جمع ہو جائیں" تو خدائے بزرگ و برتر نے بھی ایک جماعت کی ناپسندیدگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"یہ اس وجہ سے ہوا کہ انھوں نے اس (وحی) کو جو اللہ نے نازل فرمائی تھی پسند نہیں کیا اس لیے اس نے ان کے اعمال اکارت کر دیے"۔

ناگوار خبریں:

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہائے افسوس! خدا کی قسم! اے ابن عباس رضی اللہ عنہ مجھے تمہارے بارے میں ایسی خبریں ملی تھیں جن پر یقین کرنا مجھے پسند نہیں تھا کیونکہ اس سے تمہاری قدر و منزلت میرے دل سے دور ہو جانے کا اندیشہ تھا"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا سوال:

میں نے کہا "اے امیر المومنین! وہ کون سی خبریں ہیں؟ اگر وہ سچی ہیں تو آپ کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ میرا مرتبہ گھٹائیں اور اگر وہ جھوٹی ہیں تو مجھ جیسا انسان اسے دور کر سکتا ہے"۔

حسد اور ظلم کا الزام:

آپ نے فرمایا "مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم یہ کہتے ہو۔ انھوں نے اسے (خلافت کو) ہم سے حسد اور ظلم کی وجہ سے الگ کر رکھا ہے"۔

الزام کا جواب:

میں نے کہا "آپ نے ظلم کا ذکر کیا ہے تو یہ بات ہر جاہل اور عقلمند پر واضح ہے۔ جہاں تک حسد کا ذکر ہے تو حسد تو ابلیس نے حضرت آدم پر بھی کیا تھا۔ انھی کی اولاد ہم ہیں جن پر حسد کیا جا رہا ہے"۔

آزادی رائے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے بنو ہاشم! تمہارے دلوں سے حسد اور کینہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا" میں نے کہا "اے امیر المومنین! ٹھہریے۔ آپ ایسے لوگوں کے دلوں پر الزام نہ لگائیے جن کی آلائش کو اللہ نے دور کر دیا ہے اور ان کے دلوں کو حسد اور فریب کی آلائش سے پاک کر کے صاف کر دیا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا قلب مبارک بھی بنو ہاشم کے قلوب کا ایک حصہ ہے"۔

تعلقات کی استواری:

آپ نے فرمایا "اے ابن عباس! تم میرے پاس سے چلے جاؤ" میں نے کہا "بہت اچھا" جب میں جانے لگا تو آپ کو شرمندگی محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا:

"اے ابن عباس! بیٹا! تم بیٹھے رہو۔ مجھے تمہارے حقوق کا خیال ہے اور مجھے تمہاری خوشی پسند ہے"۔

میں نے کہا:

"اے امیر المومنین! میرے آپ پر اور ہر مسلمان پر کچھ حقوق ہیں۔ جو کوئی ان حقوق کی حفاظت کرے گا تو وہ خوش نصیب ہے اور جس نے حق تلفی کی تو وہ بدبخت ہے"۔

اس کے بعد آپ اٹھ کر چلے گئے۔

قصور کی معافی:

سلمہ ؓ فرماتے ہیں "حضرت عمر بن الخطاب ؓ بازار میں سے گزر رہے تھے۔ آپ کے پاس آپ کا درہ تھا۔ جب آپ نے اسے حرکت دی تو وہ میرے کپڑے کے کنارے پر لگا۔ آپ نے فرمایا" راستہ چھوڑ دو"۔

چھ سو درہم:

جب دوسرا سال آیا تو آپ مجھ سے ملے اور پوچھا "اے سلمہ! کیا تم حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟" میں نے کہا "ہاں!" اسی وقت میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گئے اور مجھے چھ سو درہم دیے اور فرمایا "تم اس سے حج میں کام لو اور یہ اس حرکت کا معاوضہ ہے جب کوڑا ہلا کر میں نے تمہیں تکلیف دی تھی"۔

میں نے کہا "اے امیر المومنین وہ بات تو مجھے یاد بھی نہیں رہی تھی" آپ نے فرمایا "مگر میں اسے نہیں بھولا تھا"۔

حاکم کے فرائض:

حسن بن جبلی کی روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ نے فرمایا:

"اے میری رعایا! ہم پر تمہارا یہ حق ہے کہ ہم غائبانہ طور پر تمہاری خیر خواہی کریں اور نیک کام میں تعاون کریں۔ حاکم کی بردباری اور نرمی سے بڑھ کر کوئی خصلت اللہ کے نزدیک محبوب نہیں ہے۔ عام لوگوں کو بھی اس کا سب سے زیادہ فائدہ پہنچتا ہے"۔

حاکم کی ذمہ داریاں:

"اے میری رعایا! حاکم وقت کی جہالت اور بیوقوفی اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے اور اس کے نقصانات بھی سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔

اے میری رعایا! جسے اپنے ماتحتوں میں عافیت حاصل ہوتی ہے اسے اللہ بھی عالم بالا سے عافیت عطا کرتا ہے"۔

معترض اور ناصح:

عمران بن سوادہ ؓ روایت کرتے ہیں "میں نے صبح کی نماز حضرت عمر ؓ کے پیچھے پڑھی۔ آپ نے سورۃ سبحان اور ایک دوسری سورۃ پڑھی۔ جب آپ لوٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا"۔ آپ نے فرمایا "کیا کوئی ضرورت ہے؟" میں نے کہا "ہاں ایک ضرورت ہے"۔ آپ نے فرمایا "ساتھ چلے آؤ"۔ چنانچہ میں آپ کے ساتھ ہو گیا۔ جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو آپ نے مجھے اندر آنے کی اجازت دی۔ آپ ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے جس پر کچھ (بچھا ہوا) نہیں تھا۔

ایام حج کا عمرہ:

میں نے کہا: "میں [illegible] کی طرف سے [illegible] آیا ہوں" آپ نے فرمایا: "[illegible]" "آپ نے حج کے مہینوں میں عمرہ [illegible] قرار دیا ہے" میں نے کہا "[illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] اور [illegible] نے [illegible] حالانکہ [illegible]" آپ نے فرمایا "[illegible]" [illegible]

جواب اعتراض:

میں نے کہا "لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے [illegible] ہیں [illegible] حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے جائز قرار دیا تھا اور [illegible]" حضرت عمر نے فرمایا "یہ حلال ہے لیکن [illegible] کے [illegible] اللہ کا [illegible] ہے۔ اس معاملے میں درست طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔"

متعہ کی حرمت:

میں نے کہا "لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کو حرام قرار دے دیا ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رعایت تھی۔ ہم تھوڑے سے معاوضے پر متعہ کیا کرتے تھے اور تین دن کے بعد (اس عورت کو) چھوڑ دیتے تھے۔"

متعہ کی منسوخی:

آپ نے فرمایا "رسول اللہ ﷺ نے اسے ضرورت کے زمانے میں حلال قرار دیا تھا۔ پھر لوگوں کی یہ ضرورت رفع ہو گئی کیونکہ اس کے بعد میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے اس (متعہ) پر عمل کیا ہو [illegible] انہوں نے اس [illegible] دیا ہے۔ اب اگر کوئی ضرورت مند ہے تو وہ باقاعدہ نکاح کرے اور اگر تین دن کے بعد چھوڑنا چاہے تو طلاق دے کر چھوڑ دے۔ اس معاملے میں بھی میری رائے درست ہے۔"

ام الولد کی آزادی:

(تیسری بات) میں نے کہی "آپ لونڈی کو آزاد قرار دے دیتے ہیں جب کہ اس کے ہاں بچہ پیدا ہو۔ آپ اسے اس کے آقا کی مرضی کے بغیر آزاد قرار دیتے ہیں" آپ نے فرمایا:

"میں نے رحم کی حرمت کو حرمت سے ملا دیا ہے میرا مقصد تو بھلائی ہے۔ بہرحال میں اللہ سے معافی کا خواستگار ہوں۔"

تشدد کی شکایت

(چوتھا اعتراض) میں نے کہا "رعایا آپ کی سختی اور تند مزاجی کی شکایت کرتی ہے" اس بات پر آپ نے درہ کو ہاتھ لگایا اور اس پر ہاتھ پھیرتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا:

"میں (حضرت) محمد ﷺ کا زمیل (ہم سفر) رہا ہوں (آپ غزوۂ قرقرۃ الکدر میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے بیٹھے تھے)۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اونٹوں کو تیل ملنا

[illegible]

دولت کی منصفانہ تقسیم

[illegible]

[illegible]

حکام کے بارے میں تحقیقات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے۔ ہم نے مرتد خاندان کو نکال نہیں دیا ہے۔ ہمارے قبضہ میں کچھ مال و دولت نہیں ہوگا۔

مہاجرین و انصار:

- وہ مہاجرین جو تمہارے ساتھ ہیں (جنگ کر رہے) انہیں قید نہیں کیے جائیں گے اور انہیں کوئی تکلیف نہیں دی جائے گی۔ نہ تو ان کے اثاثہ جات کو مال غنیمت قرار دے کر تقسیم کیا جائے گا اور جب تک وہ واپس آئیں ہم ان کے اہل و عیال کی نگرانی کرتا رہوں گا۔
- وہ انصار جنہوں نے اللہ کی راہ میں قربانی دی ہے اور دشمنوں سے جنگ کر رہے ہیں۔ ان کے نیک کاموں کو سراہا جائے گا اور ان کی لغزشوں کو معاف کیا جائے گا نیز اہم معاملات میں ان سے مشورہ لیا جائے گا۔

اعراب:

- اعراب (خانہ بدوش بدو) عرب کی اصل آبادی اور اسلام کا سرمایہ ہیں۔ ان سے جنس کی صورت میں صدقہ اور زکوۃ لی جائے گی۔ درہم اور دینار کی شکل میں صدقہ وصول نہیں کیا جائے گا اور انہی کا صدقہ ان کے غریب و محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

* * *

باب ۱۵

مجلس شوریٰ

موت کی تمنا

عمرو بن میمون کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر بن الخطاب زخمی ہوئے تو آپ سے کہا گیا: اے امیر المومنین! آپ کیا کسی کو جانشین مقرر کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

"میں کس کو خلیفہ مقرر کروں؟ اگر (حضرت) ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو میں انہیں خلیفہ مقرر کر دیتا اور میرا پروردگار (قیامت کے دن) مجھ سے باز پرس کرتا تو میں جواب دیتا کہ میں نے تیرے پیغمبر ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح اس امت کے امین ہیں۔

حضرت سالم ؓ

اگر ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم ؓ زندہ ہوتے تو میں انہیں بھی خلیفہ مقرر کر سکتا تھا اور میرا رب اس کے بارے میں سوال کرتا تو میں یہ عرض کرتا کہ میں نے تیرے پیغمبر ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سالم اللہ سے بہت محبت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن عمر ؓ کی مخالفت:

ایک شخص نے کہا: "میں آپ کے سامنے عبداللہ بن عمر ؓ کا نام پیش کرتا ہوں"۔

آپ نے فرمایا:

"خدا تمہیں غارت کرے۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے یہ ارادہ نہیں کیا۔ تم پر افسوس ہے۔ میں کیسے ایسے شخص کو خلیفہ بنا سکتا ہوں جو اپنی بیوی کو (یعنی شرعی طریقے سے) طلاق دینے سے عاجز ہو۔ ہمارے خاندان کو تمہارے (امور) کے معاملے سے دلی تعلق نہیں۔ جب کہ میں نے خود اپنے لیے یہ منصب پسند نہیں کیا تو میں اپنے خاندان کے کسی فرد کے لیے اس کی تمنا کروں۔

خاندان کی بے تعلقی

اگر خلافت اچھی چیز ہے تو ہم نے اس (کی خیر و برکت) کو حاصل کر لیا ہے اور اگر یہ بری چیز ہے تو آل عمر کے لیے تو ان کے یہی کافی ہے کہ ان کے ایک فرد سے اس (کی برائی) کا حساب ہو اور صرف اسی سے امت محمدی کے بارے میں جواب طلب کیا جائے۔

فرض کی ادائیگی:

تمہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہونی چاہیے کہ میں نے (اس خلافت کا بار اٹھانے میں) انتہائی کوشش کی اور اپنے گھر والوں کو اس کی نعمتوں سے محروم رکھا۔

عمرؓ کی تمنا

اس بے ہوشی کی حالت میں آپ پر یہ شعر جاری ہو رہا تھا ... اگر میرے پاس زمین بھر کا سونا ہوتا تو میں [illegible]
[illegible] ہوں گے۔

طریق خلافت میں کمی زیادتی

تمہارے بارے میں [illegible] اگر میں کسی کو خلیفہ نامزد کروں تو مجھ سے بہتر شخص (ابوبکرؓ) نے بھی کسی کو خلیفہ نامزد کیا تھا اور
اگر میں کسی کو نامزد نہ کروں تو مجھ سے بہتر شخص (رسول اللہ ﷺ) نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا۔

خلافت سے متعلق خواب

(اس حالت میں) لوگوں نے آپ کی تعریف کی [illegible]

یہ باتیں سن کر لوگ چلے گئے پھر واپس آ کر کہنے لگے

"اے امیر المومنین! آپ کوئی معاہدہ لکھ دیں۔"

آپ نے فرمایا

"میں نے اس فقرے کے بعد یہ مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ غور و فکر کے بعد تمہارا معاملہ ایسے شخص کے سپرد کر دوں جو تمہیں حق و صداقت کی طرف لے جائے۔ (آپ کا اشارہ حضرت علیؓ کی طرف تھا) مگر اس اثناء میں مجھ پر غشی طاری ہو گئی اور میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک شخص ایک باغ میں داخل ہوا جس نے اسے لگایا تھا، وہ ہر تر و تازہ اور پکے ہوئے پھل توڑنے لگا اور اسے اپنے پاس جمع کرنے لگا۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے اور عمرؓ کو موت آنے والی ہے لہٰذا میں نہیں چاہتا ہوں کہ میں مرنے کے بعد بھی اس بار (خلافت) کا متحمل رہوں۔"

مجلس شوریٰ کا تقرر

تمہارے سامنے وہ جماعت ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بھی انہی میں (عشرہ مبشرہ) میں سے ہیں مگر میں انہیں اس جماعت میں شامل نہیں کروں گا۔ وہ لوگ یہ ہیں: علی اور عثمان جو عبد مناف کی اولاد میں سے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص جو رسول اللہ ﷺ کے ماموں ہیں۔ زبیر بن العوام جو رسول اللہ ﷺ کے حواری اور ان کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اور (اس جماعت میں) طلحۃ الخیر ابن عبیداللہ ہیں۔

نئے خلیفہ کے بارے میں ہدایات

یہ لوگ اپنے میں سے کسی شخص کا انتخاب کر لیں اور جب کسی کو خلیفہ مقرر کر لیں تو اس کی اچھی طرح مدد کریں اور اس کے ساتھ مکمل تعاون کریں۔ اگر وہ تمہارے کسی آدمی کو ولایت کے عہدے پر مقرر کرے تو اسے اس امانت کو پوری طرح ادا کرنا چاہیے۔

حضرت عباسؓ کا مشورہ

اس کے بعد لوگ چلے گئے۔ اس وقت حضرت عباسؓ نے (حضرت) علیؓ سے کہا: "تم ان کے ساتھ شامل نہ ہونا" انہوں نے کہا "میں اختلاف پسند نہیں کرتا ہوں" اس پر حضرت عباسؓ نے فرمایا "تو پھر تم وہ بات دیکھو گے جو تمہیں ناپسند ہوگی

عثمان رضی اللہ عنہما میں سے کوئی خلیفہ ہوگا۔ اگر عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو وہ نرم مزاج انسان ہیں اور اگر علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ان میں ظرافت ہے اور وہ اس قابل ہیں کہ مسلمانوں کو حق و صداقت کی راہ پر قائم رکھیں۔

اگر تم سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناؤ تو وہ بھی اس کے اہل ہیں ورنہ جو خلیفہ وقت ہوگا وہ ان کا تعاون حاصل کرے گا۔ کیونکہ میں نے انہیں کسی خیانت یا نااہلی کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔

عبدالرحمن بن عوف کی عقلمندی کا کیا کہنا! انہیں تائید ایزدی حاصل ہے۔ تم ان کی بات غور سے سنو"۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو خطاب:

آپ نے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اے ابوطلحہ! خدائے بزرگ و برتر نے تمہارے ذریعے طویل مدت تک اسلام کو غالب رکھا تم انصار میں سے پچاس افراد کا انتخاب کرو اور اس (مجلس شوریٰ) کو آمادہ کرو کہ وہ اپنی جماعت میں سے کسی ایک شخص کا (خلیفہ کے لیے) انتخاب کریں"۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

آپ نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "جب تم مجھے قبر میں دفن کر چکو تو اس جماعت (مجلس شوریٰ) کو کسی گھر میں اکٹھا کرو تاکہ وہ اپنی جماعت میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کر سکیں"۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو ہدایات:

آپ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم تین دن تک مسلمانوں کو نماز پڑھاؤ اور (حضرت) علی، عثمان، زبیر، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو نیز طلحہ رضی اللہ عنہ کو اگر وہ آ جائیں تو کسی ایک مقام پر جمع کرو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی شریک کرو مگر انہیں اس معاملہ (انتخاب) کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ تم ان کے سر پر کھڑے ہو جاؤ۔ اگر پانچ متفق ہو کر ایک شخص کا انتخاب کر لیں اور ایک شخص مخالف ہو تو اس کا سر تلوار سے پاش پاش کر دو اور اگر چار متفق ہوں اور دو مخالف ہوں تو ان دونوں کی گردنیں اڑا دو۔

انتخاب کا طریقہ:

اگر تین افراد ایک شخص (کے انتخاب) پر متفق ہوں اور تین افراد دوسرے شخص پر متفق ہوں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ثالث بناؤ اور فریقین میں سے جس کے بارے میں وہ فیصلہ کریں اس کا انتخاب کر لیا جائے۔ اگر وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فیصلے کو تسلیم نہ کریں تو تم ان لوگوں کی حمایت کرو جن کے ساتھ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ہوں اور باقی لوگوں کو قتل کر دو اگر وہ لوگوں کے متفقہ فیصلہ سے انحراف کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول:

اس کے بعد یہ لوگ باہر آ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بنو ہاشم کے ساتھیوں سے کہا:

"اگر میں تمہارے مشورہ پر عمل کروں تو تم کبھی خلیفہ نہیں بن سکو گے"۔

اتنے میں ان کی ملاقات حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خلافت کے بارے میں شبہات

اور خلافت ہمارے پاس سے چلی گئی۔ وہ بولے "مجھے یہ معلوم ہوا [illegible] (حضرت عثمان) [illegible] ساتھ [illegible] ہے۔ اس پر انہوں نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے) فرمایا:

"تم کو [illegible] کہ [illegible] [illegible] [illegible] تمہارے ساتھ [illegible] (حضرت) [illegible] [illegible] (حضرت) [illegible] (حضرت) [illegible] (حضرت) [illegible] حضرت [illegible] [illegible] ہے۔"

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب میں نے تم سے کوئی بات کہی اور تم نے اسے قبول نہیں کیا تو آخر میں وہی بات سامنے آئی جو مجھے ناپسند ہوتی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر [illegible] کہا تھا کہ تم آنحضرت ﷺ سے دریافت کر لو کہ "یہ معاملہ (خلافت) کس کے سپرد ہوگا" مگر تم نے یہ بات نہیں مانی۔"

مشورہ نہ ماننے کی شکایت

پھر آپ کی وفات کے بعد میں نے تمہیں مشورہ دیا تھا کہ تم جلدی سے معاملہ طے کر لو مگر اس وقت بھی تم نے انکار کیا۔ اس کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمہارا نام [illegible] میں شامل کیا تو اس وقت بھی میں نے تم سے کہا کہ تم اس میں شامل نہ ہو مگر اس سے بھی تم نے انکار کیا۔

احتیاط کا مشورہ

اب میری ایک بات ذہن نشین کر لو۔ یہ جماعت جو بات پیش کرے تو تم [illegible] خلافت کے علاوہ اور کسی بات [illegible] [illegible] [illegible] اس (خلافت) کے معاملے میں [illegible] کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ کوئی دوسرا اس پر قابض ہو جائے۔ خدا کی قسم! اس وقت [illegible] [illegible] بھلائی کی توقع نہیں ہوگی۔

آئندہ کا طریقہ کار

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس معاملے [illegible] اپنے [illegible] [illegible] (بنی امیہ) [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] ہیں۔"

(حضرت) علی رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو ابو طلحہ [illegible] آپ نے ان کی [illegible] ناپسند [illegible] حضرت ابو طلحہ نے فرمایا "اے ابوالحسن! آپ خوفزدہ نہ ہوں۔"

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی امامت

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی اور ان کا جنازہ رکھا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دونوں نے کوشش کی کہ وہ نماز جنازہ پڑھائیں۔ مگر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم اس بات سے بلند ہونا چاہتے ہو تم دونوں اس کام سے بے تعلق ہو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین دن تک نماز پڑھانے کے لیے (حضرت) صہیب رضی اللہ عنہ کو چن لیا تھا تو پھر یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایک خلافت کا امیدوار بننے پر پیش ہو جائے"۔ چنانچہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

مجلس شوریٰ کا انعقاد

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن ہو گئے تو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے اہل شوریٰ کو حضرت مسور بن مخرمہ کے گھر میں جمع کیا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق یہ لوگ بیت المال میں یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے ان کے حجرہ میں جمع ہوئے۔

یہ لوگ تعداد میں پانچ تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے انہوں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ان کی دربانی کریں۔

اتنے میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی آ کر دروازے کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنکریاں مار کر انہیں اٹھا دیا اور فرمایا:

"تم چاہتے ہو کہ کہتے پھرو۔ ہم مجلس شوریٰ میں شامل تھے۔"

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی تنبیہ:

اس کے بعد لوگوں میں معاملے میں بہت اختلاف پیدا ہو گیا اور ان کی باتیں بڑھ گئیں تو حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا "مجھے یہ خوف نہیں کہ تم خلافت کے لیے مقابلہ کرو بلکہ خلافت کو ٹالتے ہوئے ایک دوسرے پر ڈالنے کے انجام کا خوف ہے۔ اس ذات کی قسم! جس نے (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی ہے میں ان تین دنوں سے زیادہ مہلت نہیں دوں گا جن کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ پھر اپنے گھر میں بیٹھ کر دیکھوں گا کہ تم کیا کرتے ہو۔"

دست برداری کی تجویز:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم میں سے کون ہے جو خود کو اس سے دستبردار ہوتا ہے اور اس بات کی کوشش کرے کہ وہ تم میں سے بہترین شخص کو خلیفہ بنائے۔" کسی نے اس بات کا جواب نہیں دیا۔ تب انہوں نے فرمایا

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی دست برداری:

"میں تو دست بردار ہوتا ہوں" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "سب سے پہلے میں آپ کی اس تجویز کو پسند کرتا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے "(عبدالرحمن) آسمان و زمین کا امین ہے" تو حاضرین نے کہا "ہم اس کے حامی ہیں" باقی سب لوگوں نے کہا "ہم سب آپ کو اختیار دیتے ہیں اور راضی ہیں" مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ اس پر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا

"اے ابوالحسن! آپ کی کیا رائے ہے؟"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"آپ مجھ سے پختہ عہد کریں کہ آپ حق و صداقت کو ترجیح دیں گے اور نفسانی خواہش کی پیروی نہیں کریں گے اور کسی رشتہ دار کے ساتھ رعایت نہیں کریں گے اور قوم کے ساتھ (خیر خواہی کرنے میں) کوتاہی نہیں کریں گے۔"

باہمی معاہدہ:

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تم سب بھی پختہ عہد کرو کہ تم سب مخالف اور تبدیلی کرنے والے کے مقابلے میں میرا ساتھ دو گے اور تمہارے لیے جس شخص کا (خلیفہ کی حیثیت سے) میں انتخاب کروں اس کو تم تسلیم کرو گے۔"

عہد محکم:

"میں بھی اللہ سے عہد محکم کرتا ہوں کہ میں کسی رشتہ دار سے اس کی رشتہ داری کی وجہ سے رعایت نہیں کروں گا اور مسلمانوں کی خیر خواہی کرنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔"

چنانچہ انہوں نے سب لوگوں سے عہد لیا اور خود بھی ان کے ساتھ اسی قسم کا معاہدہ کیا۔ پھر انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خطاب

"آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ حاضرین میں سب سے زیادہ اس معاملہ (خلافت) کے حقدار ہیں کیونکہ آپ کی (رسول اللہ ﷺ سے) قریبی رشتہ داری ہے اور آپ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ نیز دیندار بھی ہیں، آپ کی اچھی شہرت ہے اور آپ دین میں بھی اچھے ہیں آپ کو اس حق سے الگ نہیں خیال کرتے ہیں تو اگر آپ کو اس کا موقع نہ دیا جائے اور آپ اس مجلس میں شریک نہ ہوں تو اس صورت میں آپ کی رائے میں اس معاملے (خلافت) کا کون زیادہ حقدار ہوگا؟" وہ بولے "عثمان" (زیادہ حقدار ہیں)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سوال:

پھر وہ تنہائی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے اور یہ پوچھا

"تم کہتے ہو کہ تم بنو عبد مناف کے شیخ ہو اور رسول اللہ ﷺ کے داماد اور ان کے چچا زاد بھائی ہو اور تمہیں پہلے اسلام لانے کی فضیلت بھی حاصل ہے اگر تمہیں (اس خلافت کا) موقع نہ ملے اور تم اس مجلس میں شریک نہ ہو سکو تو تم موجودہ حضرات میں سے کس کو اس (خلافت) کا زیادہ مستحق سمجھتے ہو؟"

وہ بولے:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کو۔"

سعد و زبیر رضی اللہ عنہما سے گفتگو:

پھر وہ تنہائی میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے بھی وہی گفتگو کی جس طرح انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی تھی۔ انہوں نے (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا۔ پھر وہ تنہائی میں (حضرت) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

ہے کہ وہ ان کے سسرالی تعلق سے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تائید کی۔

حضرت سعد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا "تم اللہ سے ڈرو اور اس رشتے کے ذریعے جو ہم دونوں کا واسطہ ہے میں تم سے اتنا کہتا ہوں کہ میرے اس بیٹے (حسن یا حسین رضی اللہ عنہ) کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قرابت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم میرے خلاف (حضرت) عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ساتھی بن کر (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کے مددگار نہ بن جانا۔"

رائے عامہ کا اتفاق

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ راتوں میں گشت کرتے رہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے ہم خیالوں اور معزز افراد سے ملاقاتیں کرتے رہے جو اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے اور ان سے خلیفہ کے انتخاب کے بارے میں مشورہ کرتے رہے۔ اور جن آدمیوں سے بھی ملے سب نے (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کی تائید کی۔

آخری رات کی گفتگو:

آخر کار جب وہ رات آئی جس کی صبح کو مدت پوری ہو رہی تھی تو وہ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور انہیں جگا کر فرمایا "تم سو رہے ہو جب کہ میں اس رات بالکل نہیں سویا ہوں تم جاؤ زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ" وہ ان دونوں کو بلا لائے تو انہوں نے سب سے پہلے (حضرت) زبیر رضی اللہ عنہ سے مسجد کے آخری حصہ میں ایک چبوترے پر گفتگو شروع کی جو مروان کے گھر کے قریب تھا اور ان سے کہا

"تم عبد مناف کے ان دونوں فرزندوں کو اس معاملے سے الگ کر دو۔"

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میری رائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ہے۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی رائے:

پھر انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے خطاب کر کے فرمایا "ہم اور تم دونوں اس معاملے سے دستبردار ہو رہے ہیں اس لیے تم اپنا حق مجھے دو کہ میں جس کو چاہوں منتخب کر لوں" وہ بولے

"اگر آپ خود اپنا انتخاب کرتے تو کیا ہی اچھا ہوتا اور اگر تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب کرتے ہو تو (حضرت) علی رضی اللہ عنہ مجھے زیادہ پسند ہیں۔ اے شخص اپنی ذات کے لیے بیعت لے لو اور ہمیں آرام پہنچاؤ اور ہمیں سربلند کرو" حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا جواب:

"میں تو خود دستبردار ہو چکا ہوں اس شرط پر کہ میں کسی دوسرے کا انتخاب کروں گا اور اگر میں ایسا نہ کرتا اور مجھے یہ اختیار دیا جاتا تو میں دوبارہ اس کا امیدوار نہیں بنتا کیونکہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک بہت سرسبز باغ ہے جس میں بہت گھاس اگی ہوئی ہے وہیں ایک ایسا نر اونٹ داخل ہوا کہ میں نے اس سے زیادہ باکمال اور شریف اونٹ نہیں دیکھا

تھا۔ وہ تیری طرح نہ تھا اس لیے کہ [illegible] کے بعد [illegible] واپس [illegible] پیچھا [illegible] [illegible] اور پیچھے [illegible] کے [illegible] پر [illegible]۔

خلیفہ کے لیے ہدایات:

پھر [illegible] حضرت [illegible] حضرت [illegible] کے بعد [illegible] ان سے [illegible]۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے "مجھے ڈر ہے کہ آپ [illegible] ہیں۔ [illegible] آپ اپنے [illegible] کیونکہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے [illegible] کے بعد حضرت [illegible] چلے گئے

حضرات علی و عثمان رضی اللہ عنہما کی طلبی

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کے [illegible] انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ [illegible] کے [illegible] پھر [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ دونوں بات چیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ [illegible]۔

عمدہ فیصلہ

عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں " (حضرت) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا

"اے عمرو! جو شخص تجھ سے [illegible] تمام [illegible] حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما سے [illegible] کیا جانا چاہیے [illegible] فیصلہ (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں ہوا۔"

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا خطاب:

جب مسلمان [illegible] نماز [illegible] جب [illegible] [illegible] جب سب لوگ جمع ہو گئے اور [illegible] تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے) فرمایا:

"اے لوگو! [illegible] اپنے [illegible] کے [illegible] (فیصلہ) کون ہوگا"۔

خلیفہ کے لیے نامزدگیاں:

معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے [illegible] "[illegible] کا [illegible] ہے" انھوں نے فرمایا:

"[illegible]"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: "اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں اختلاف نہ ہو تو آپ (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیجئے۔"

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا: "عمار سچ کہتے ہیں، اگر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے تو ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نامزدگی

ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے کہا: "اگر آپ چاہتے ہیں کہ قریش میں اختلاف نہ ہو تو آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔"

عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "یہ سچ ہے، اگر آپ (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے تو ہم بھی اطاعت و فرمانبرداری کریں گے۔"

بنو ہاشم و بنو امیہ میں تکرار

اس پر (حضرت) عمار رضی اللہ عنہ نے ابن ابی سرح کو برا بھلا کہا اور وہ بولے: "تم کب سے مسلمانوں کے خیر خواہ بن گئے ہو؟" تب بنو ہاشم و بنو امیہ میں تکرار ہونے لگی تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ بولے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی تقریر

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعے اور اپنے دین کے سبب عزت و غلبہ بخشا ہے مگر تم کب تک اس امر (خلافت) کو اپنے نبی کے اہل بیت سے دور رکھو گے؟"

بنی مخزوم کے ایک شخص نے کہا:

تقریر کا جواب:

"اے ابن سمیہ (عمار) تم اپنی حد سے آگے بڑھ گئے ہو، تمہیں اس بات سے کیا تعلق ہے؟ قبیلہ قریش خود اپنے امیر (خلیفہ) کا انتخاب کر لے گا۔"

جلد فیصلہ کی درخواست:

اس پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے عبدالرحمٰن! آپ جلد فیصلہ کر لیں اس سے پہلے کہ لوگ فتنہ و فساد میں مبتلا ہو جائیں۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں نے خوب غور و فکر کیا ہے اور لوگوں سے مشورہ بھی کر لیا ہے، اب اے لوگو تم اپنے اوپر راہ نہ دو۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عہد لینا:

پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا:

"ہم تم سے اللہ کا پختہ عہد و پیمان لے کر دریافت کرتے ہیں کہ کیا تم کتاب اللہ، سنت نبوی اور آپ کے بعد کے دونوں خلفاء کے طریقے پر چلو گے"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "مجھے توقع ہے کہ میں یہ کام اپنے علم اور طاقت کے مطابق عمل کروں گا"۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب

پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کے سامنے بھی یہی تمام باتیں دہرائیں جو (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کے سامنے کہی تھیں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہاں!" (ہم اسی طریقہ پر عمل کریں گے)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت

اس پر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اعتراض:

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یہ پہلا دن نہیں ہے جب کہ تم نے ہم پر غلبہ حاصل کیا ہے۔ بہرحال صبر کرنا بہتر ہے اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس کے مقابلے میں اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ آپ نے (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کو اس لیے خلیفہ مقرر کیا ہے کہ وہ (خلافت) تمہارے ہاتھ میں آ جائے۔ ہر روز اللہ تعالیٰ کے لیے ایک نیا کام ہوتا ہے"۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"اے علی! تم اپنے خلاف کوئی دلیل و حجت نہ پیش کرو۔ میں نے خوب غور و فکر کیا ہے اور لوگوں سے مشورہ بھی لیا ہے۔ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی کی تائید نہیں کی"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے نکل گئے

"بہت جلد ہی کتاب اپنی مقررہ مدت تک پہنچ جائے گی"۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی شکایت

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ! آپ نے ایسے شخص کو نظر انداز کر دیا ہے جو ان لوگوں میں سے ہے جو حق و صداقت کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں اور اسی کے مطابق عدل و انصاف کیا کرتے ہیں"۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے مقداد! واللہ! میں نے مسلمانوں کے لیے مقدور بھر خیر خواہی کی ہے"۔ وہ بولے

"اگر آپ کا ارادہ اللہ (کی خوشنودی) ہے تو اللہ آپ کو ان لوگوں کی مانند ثواب عطا کرے (جو نیک کام) کرتے ہیں"۔

بہترین شخص سے نظر اندازی

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا: "پیغمبر اسلام کی وفات کے بعد اہل بیت پر ایسا وقت کبھی نہیں آیا جیسا کہ اس وقت مشاہدہ کیا۔ مجھے قریش پر تعجب ہے کہ انہوں نے میرے خیال کے مطابق ایسے شخص کو نظر انداز کر دیا جس سے بڑھ کر کوئی عالم، عادل اور منصف نہیں ہے۔ کاش! اگر مجھے اس کے مددگار مل جاتے تو میں ان کی حمایت کرتا۔"

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو تنبیہ

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے مقداد! اللہ سے ڈرو کیونکہ مجھے تم سے فتنہ انگیزی کا اندیشہ ہے۔" ایک شخص نے مقداد رضی اللہ عنہ سے پوچھا

اہل بیت کا مفہوم:

"خدا تم پر رحم کرے۔ اہل بیت سے کون مراد ہیں اور ایسا شخص کون ہے؟" وہ بولے: "اہل بیت سے مراد فرزندان عبدالمطلب ہیں اور یہ شخص (حضرت) علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔"

قریش کا نقطہ نظر:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لوگوں کی نظریں قبیلہ قریش کی طرف لگی ہوئی ہیں اور اہل قریش اپنے گھر میں سوچ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں: "اگر بنو ہاشم خلیفہ ہو گئے تو خلافت ان کے خاندان سے ہرگز نہیں نکلے گی اور اگر قریش کے دوسرے خاندانوں میں رہی تو وہ (خلافت) ان کے خاندانوں میں باری باری گردش کرتی رہے گی۔"

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی آمد:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس دن آئے جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تھی۔ لوگوں نے کہا: "تم بھی (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرو۔" تو وہ پوچھنے لگے: "کیا تمام اہل قریش ان کی حمایت کرتے ہیں؟" وہ بولے: "جی" پھر وہ (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: "تمہیں اس معاملہ کا اختیار ہے۔ اگر تم انکار کرو گے تو میں اس معاملہ کو رد کر دوں گا۔" وہ بولے: "کیا آپ اسے لوٹا دیں گے؟" آپ نے فرمایا: "ہاں" پھر پوچھا: "کیا تمام لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے؟" آپ نے فرمایا: "ہاں" اس پر وہ بولے:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیعت:

"میں بھی بیعت کرنے پر رضامند ہوں۔ میں لوگوں کے متفقہ فیصلے سے الگ رہنا نہیں چاہتا ہوں۔" (یہ کہہ کر) انہوں نے بھی بیعت کر لی۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا:

"اے ابو محمد! (عبدالرحمن) آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ٹھیک فیصلہ کیا۔ پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: "اگر عبدالرحمن رضی اللہ عنہ آپ کے علاوہ کسی دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرتے تو ہم ہرگز اس پر رضامند نہ ہوتے۔"

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا "اے کانے (یہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کو خطاب ہے) تم درست کہہ رہے ہو۔ اگر تم کسی دوسرے شخص کے ہاتھ پر بیعت کرتے تو تم بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے اور اس کے بارے میں بھی یہی گفتگو کرتے"۔

فرزدق کے اشعار:

فرزدق (شاعر) نے اس موقع کی مناسبت سے یہ اشعار کہے ہیں:

❶ (حضرت) صہیب رضی اللہ عنہ نے تین (دن) تک نماز پڑھائی پھر اس غیر محدود ملک کو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) ابن عفان کے سپرد کر دیا۔

❷ یہ وہ خلافت تھی جو (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی کے سپرد کی تھی یہ سب ہدایت یافتہ اور خدا کی طرف سے مامور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا اعلیٰ کردار:

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی مجلس پر اس قدر چھا گیا ہو جس قدر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چھا گئے تھے"۔

مجلس شوریٰ کی کارروائی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی میت کو قبر میں مجلس شوریٰ کے پانچوں ارکان نے اتارا۔ پھر سب اپنے گھروں کو جانے لگے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں پکار کر کہا "کہاں جا رہے ہو؟ آؤ یہاں"۔ اس پر سب ان کے پیچھے ہو گئے۔ وہ فاطمہ بنت قیس فہریہ رضی اللہ عنہا کے گھر لے گئے جو ضحاک بن قیس فہری رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ان کی بیوی تھیں اور بہت عقلمند تھیں۔ وہاں پہنچ کر حضرت عبدالرحمٰن نے گفتگو کا آغاز کیا اور فرمایا:

گفتگو کا آغاز:

"اے لوگو! میری ایک رائے ہے تم اسے سنو اور اس پر غور کر کے جواب دو۔ تم یہ بات سمجھ لو کہ ٹھنڈے پانی کا ایک گھونٹ ناخوشگوار شیریں شربت سے بہتر ہے۔ تم لوگ رہنما اور پیشوا ہو، لوگ تمہارے ذریعے سے ہدایت حاصل کرتے ہیں اور تمہارے علمی مرکزوں میں آتے ہیں۔ تم باہمی اختلاف سے اپنی حالت خراب نہ کرو اور اپنے دشمن کے مقابلے میں اپنی تلوار کو نیام میں نہ رکھو (دشمن سے مقابلہ کرنے کی بجائے باہمی اختلاف میں نہ پڑ جاؤ) ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ ہر جماعت کا ایک سربراہ ہوتا ہے جس کے حکم کو سب تسلیم کرتے ہیں اور اس کے منع کرنے پر کسی کام سے باز آ جاتے ہیں۔

اتحاد کی تلقین:

تم اپنی جماعت میں سے کسی ایک کو اپنا سربراہ بنا لو۔ تم امن و امان میں رہو گے اور اندھا دھند فساد اور حیرانی کی گمراہی سے محفوظ رہو گے۔ کج روی اور اختلاف سے بچے رہو گے۔ تم ذاتی اور نفسانی خواہشات کی رہنمائی سے پرہیز کرو

اور نااتفاقی اور تفرقہ اندازی کی زبان نہ استعمال کرو کیونکہ زبان کا زخم تلوار کے زخم سے زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ تم ہمدردی اور یکجائی اختیار کرو، اس سے آفت و شدائد دور ہوں گے اور باہمی رنجش دور ہوگی۔ یہ جو فیصلہ کرو گے تم کسی تقریر باز کی باتوں سے متاثر نہ ہونا اور کسی شخص رہنمائی کی مخالفت نہ کرنا۔ میں اپنی اس گفتگو کو ختم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے مغفرت کا طالب ہوں۔

حضرت عثمان بن عفان کی تقریر:

ان کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تقریر شروع کی اور فرمایا:

"تمام تعریف اس ذات کے لیے سزاوار ہے جس نے محمد ﷺ کو اپنا پیغمبر اور رسول بنا کر بھیجا اور انھیں اپنا وعدہ پورا کر دکھایا اور آپ کو اپنے قریبی اور دور کے تمام لوگوں کے مقابلے میں فتح و نصرت عطا کی۔

ایک صحابی کا بیان:

اللہ نے ہمیں ان کا تابع اور پیرو بنایا۔ ہم ان کے احکام کے ذریعہ ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ آپ ہمارے لیے نور ہیں اور باہمی اختلافات اور شبہوں سے جھگڑا ہونے کی صورت میں ہم ان کے احکام کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔ اللہ نے ہمیں آپ کے طفیل اور آپ کی اطاعت کی بدولت بھائی بھائی بنا دیا۔ ہم خود اپنا انتظام کرتے ہیں اور دوسرے معاملات میں کوئی دوسرا دخل انداز نہیں ہے۔ جو آپ کے حکم اور حق سے بھٹک گیا ہو اور اختلاف کو پسند کرتا ہو۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف کی تائید:

اے عبدالرحمن بن عوف! اگر تمہارے حکم کی خلاف ورزی ہوئی اور تمہاری دعوت قبول نہیں کی گئی تو میں سب سے پہلے تمہاری بات تسلیم کروں گا اور تمہاری دعوت پر لبیک کہوں گا۔ میں جو بات کہتا ہوں اسے پوری ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں اور اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے مغفرت کا طلبگار ہوں"۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تقریر:

ان کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر میں فرمایا۔

"جو شخص اللہ کی طرف دعوت دے اس سے کوئی ناواقف نہیں رہ سکتا اور جو شخص باہمی اختلاف اور تفرقہ کے موقع پر اس دعوت کو قبول کرے وہ ہرگز ناکام اور رسوا نہیں ہوگا۔ آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے، اس میں ایک گمراہ شخص ہی کوتاہی کر سکتا ہے اور جو آپ کی دعوت کو قبول نہ کرے وہ بدبخت ہے۔

خدائی قوانین پر عمل

اگر اللہ کے حدود و فرائض مقرر نہ ہوتے جن پر عمل کرنا ضروری ہے تو موت حکومت سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ تھی۔ اس طرح حکومت سے گریز کر کے ایک شخص گناہوں سے بچ سکتا تھا۔

مگر خدائی دعوت کو قبول کرنا اور سنت پر عمل کرنا ہمارے لیے ضروری ہے۔ تاکہ ہم اندھی موت نہ مریں اور عہد جاہلیت کی طرح اندھا دھند بھٹکتے رہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی وصیت:

میں آپ کی دعوت پر لبیک کہتا ہوں اور جس کام کی آپ نے دعوت دی ہے اس میں آپ کا مددگار ہوں گا۔ کیونکہ اصل قدرت و اختیار اللہ ہی کو حاصل ہے۔ میں بھی اپنے لیے اور آپ سب کے لیے مغفرت کا طالب ہوں"۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا خطاب:

پھر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس طرح تقریر فرمائی:

"اوّل و آخر حمد و ثنا کا وہی مستحق ہے۔ میں اس کی حمد و ثنا اس لیے کرتا ہوں کہ اس نے مجھے گمراہی سے نجات دی اور راستہ بھٹکنے سے مجھے محفوظ رکھا۔ اللہ کے راستے پر چل کر نجات حاصل کرنے والا کامیاب ہوتا ہے اور اسی کی رحمت سے پاکیزہ انسان فلاح و کامرانی محسوس کرسکتا ہے۔ محمد بن عبداللہ ﷺ کے ذریعہ اللہ نے راہ (ہدایت) روشن کی اور آپ ہی کی بدولت راہیں ہموار ہوگئیں، حق و صداقت کا بول بالا ہوا اور باطل مٹ گیا۔

بداعمالی سے پرہیز:

اے لوگو! دروغ گوئی اور مفسدوں کی (جھوٹی) تمناؤں سے بچو۔ کیونکہ اسی قسم کی تمناؤں نے تم سے پہلے لوگوں کا خاتمہ کیا جو انہیں علاقوں کے وارث تھے جن پر تم قابض ہو اور جو کچھ تم نے حاصل کیا وہ سب انہیں حاصل تھا (ان کی بداعمالی اور سرکشی کی وجہ سے) اللہ نے انہیں اپنا دشمن قرار دیا اور ان پر سخت لعنت بھیجی۔ چنانچہ خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے:

"حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور حضرت داؤد (علیہ السلام) کی زبانی بنو اسرائیل کے کفار پر لعنت بھیجی گئی کیونکہ وہ نافرمان اور سرکش ہوگئے تھے اور حد سے تجاوز کر گئے تھے۔ وہ برے کاموں سے نہیں بچتے تھے اور جو کام وہ کرتے تھے وہ بہت ہی برا ہوتا تھا"۔

خلافت سے دستبرداری:

میں نے اپنے ہتھیار ڈال دیے ہیں اور اس معاملہ (امیدواری سے) دستبردار ہوگیا ہوں اور جو کچھ میں نے اپنے لیے پسند کیا وہی محمد بن عبداللہ کے لیے پسند کیا ہے۔ میں ان کا ساتھی ہوں اور جو قول و اقرار میں نے کیا ہے اس کا پابند ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر اعتماد:

اے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ! یہ معاملہ تمہارے سپرد کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ تم خیر خواہی کی نیت سے اپنی مقدور بھر کوشش کرو، حق راستہ دکھاؤ اللہ کے قرب چاہو اسی کی طرف (ہر معاملہ میں) رجوع کیا جاتا ہے۔

میں بھی اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے مغفرت کا طالب ہوں اور تمہاری مخالفت سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر:

پھر حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یوں ارشاد فرمایا:

[illegible]

[illegible] خلافت

[illegible]

مستقبل کے بارے میں اندیشہ

[illegible]

حضرت عبدالرحمن بن عوف کی دستبرداری:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سب کی بیعت:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مشورہ دو گے؟" انھوں نے فرمایا "علی (کے لیے مشورہ دوں گا)"۔

زبیر و سعد کی رائے

پھر انھوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ پوچھا "اگر میں تم سے بیعت نہ کروں تو تم کس کے لیے مشورہ دو گے؟" وہ بولے "عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے" پھر انھوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا "ہم اور تم تو یہ خلافت نہیں چاہتے تم بتاؤ اب تمہارا مشورہ کس کے لیے ہے" وہ بولے "عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے" (مسور بن مخرمہ روایت کرتے ہیں)

مسور بن مخرمہ کی روایت

جب تیسری رات آئی تو انھوں نے آواز دی "اے مسور!" میں نے کہا لبیک۔ آپ نے فرمایا "تم سو رہے ہو؟ خدا کی قسم تین راتوں سے میری آنکھ بھی نہیں جھپکی ہے۔ تم جا کر حضرات مہاجرین کو بلا لاؤ"۔ میں نے کہا "اے ابو محمد! میں پہلے کس کو بلاؤں؟"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طلبی:

وہ بولے "جس کو تم چاہو" چنانچہ میں (سب سے پہلے) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ کیونکہ میرا میلان طبع ان کی طرف تھا۔ میں نے کہا "تم میرے ماموں (حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ) کے پاس چلو" وہ بولے "کیا انھوں نے تمہیں کسی اور کی طرف بھی بھیجا ہے؟" میں نے کہا "ہاں" وہ بولے "کس کی طرف بھیجا ہے؟" میں نے کہا "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف" انھوں نے مزید دریافت کیا "انھوں نے کس کو پہلے بلانے کا تمہیں حکم دیا تھا" میں نے کہا "میں نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا تھا "جس کو تم چاہو"۔ اس لیے میں پہلے آپ ہی کے پاس آیا۔ کیونکہ میں آپ کا طرفدار ہوں"۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم لوگ نشست گاہ کے قریب آ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں بیٹھ گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بلاوا

پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ فجر کے ساتھ وتر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا "تم میرے ماموں کے پاس چلو" انھوں نے پوچھا "کیا کسی اور کو بھی بلایا ہے؟" میں نے کہا "ہاں" "حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا ہے"۔ پھر پوچھا "تمہیں پہلے کس کو بلانے کا حکم دیا تھا؟" میں نے کہا "میں نے ان سے دریافت کیا تھا تو انھوں نے فرمایا "جس کو تم چاہو (پہلے بلا لاؤ)" لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ اب وہاں بیٹھے ہوئے ہیں"۔ چنانچہ وہ بھی میرے ساتھ نکلے۔ یہاں تک کہ ہم دونوں اکٹھے وہاں پہنچے۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی گفتگو

میرے ماموں (عبدالرحمن) قبلہ رخ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ جب انھوں نے ہمیں دیکھا تو انھوں نے نماز ختم کر دی اور حضرات علی و عثمان رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے:

"میں نے تم دونوں کے بارے میں اور دوسرے لوگوں کے بارے میں (مختلف حضرات سے) دریافت کیا تو وہ تم دونوں سے آگے نہیں بڑھتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال:

"اے علی! کیا تم میرے سامنے کتاب اللہ، سنت نبوی اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے طریقے پر چلنے کا عہد کرتے ہو؟" انھوں نے کہا: "نہیں بلکہ میں اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق عمل کروں گا۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خطاب:

پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا: "کیا تم میرے سامنے کتاب اللہ، سنت نبوی اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے طریقہ پر عمل کرنے کا عہد کرتے ہو؟" انھوں نے فرمایا: "ہاں" اس پر انھوں نے اپنے ہاتھ سے اٹھنے کا اشارہ کیا۔ ہم کھڑے ہو گئے اور مسجد (نبوی) میں داخل ہو گئے۔ اعلان کرنے والے نے اعلان کیا: "جماعت تیار ہے۔"

مسجد نبوی کا اجتماع:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: "میں حیاء و شرم کی وجہ سے پیچھے رہ گیا، کیونکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف جھکے جا رہے تھے۔ اس طرح میں مسجد میں آخری صف میں رہ گیا۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔ وہ اپنے سر پر وہ عمامہ باندھے ہوئے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے انھیں باندھا تھا۔ وہ اپنی تلوار گردن میں ڈالے ہوئے تھے۔ جب وہ منبر پر چڑھ گئے تو وہ طویل عرصہ تک کھڑے رہے۔ پھر انھوں نے دعا مانگی جسے لوگ نہیں سن سکے۔ پھر انھوں نے یہ تقریر ارشاد فرمائی:

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا خطاب

اے لوگو! میں نے پوشیدہ اور اعلانیہ تمہارے خلیفہ کے بارے میں مشورہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ تم صرف ان دونوں میں سے صرف ایک کے حامی ہو، یا تم (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کے طرف دار ہو یا (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کے حامی ہو۔ اے علی! تم کھڑے ہو جاؤ" اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے استفسار:

"کیا تم میرے سامنے کتاب اللہ، سنت نبوی اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے طریقے پر چلنے کا عہد کرتے ہو؟" انھوں نے کہا "نہیں" "بلکہ اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق" (عمل کروں گا)

اس کے بعد انھوں نے ان کا ہاتھ چھوڑ دیا اور پکار کر کہا: "اے عثمان! تم میرے پاس آؤ" (جب وہ آ گئے) تو انھوں نے انھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام پر کھڑا کر کے پوچھا:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اقرار:

"کیا تم میرے سامنے کتاب اللہ، سنت نبوی اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے طریقہ پر چلنے کا عہد کرتے ہو؟" انھوں نے کہا "ہاں" اس پر انھوں نے اپنا سر مسجد نبوی کی چھت کی طرف بلند کیا۔ اس وقت ان کا ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور وہ یہ فرما رہے تھے:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کا فیصلہ:

"اے اللہ! تو سن اور گواہ رہ۔ میں نے وہ (ذمہ داری) جو میری گردن میں تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گردن میں ڈال دی۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قیادت:

اس کے بعد لوگوں نے تکبیر کہی اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ ہر طرف سے آ گئے۔ اس وقت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ منبر پر رسول اللہ ﷺ کی نشست پر بیٹھے ہوئے تھے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو (منبر کی) دوسری سیڑھی پر بٹھا دیا تھا۔ سب لوگوں نے بیعت کی مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت:

"جو عہد شکنی کرے گا۔ اس کی عہد شکنی اس کی ذات کے لیے نقصان دہ ہوگی اور جس نے اللہ سے کیا ہوا معاہدہ پورا کیا تو وہ عنقریب اسے بڑا ثواب عطا کرے گا"۔

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کی صفیں چیرتے ہوئے آئے اور انہوں نے بیعت کرلی مگر یہ فرمایا:

"دھوکا اور فریب کس قدر فریب کیا ہے"۔

قول علی رضی اللہ عنہ کی توضیح:

عبدالعزیز (راوی) توضیح کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دھوکا اور فریب کا لفظ اس لیے استعمال کیا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مجلس شوریٰ کی راتوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور انہوں نے ان سے یہ کہا تھا "حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ محنت و مشقت کرنے والے انسان ہیں اس لیے اگر آپ ان کے سامنے عزیمت (عزم مصمم) کا اظہار کریں گے تو وہ آپ کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے اس لیے آپ طاقت اور استطاعت کے الفاظ استعمال کریں اس طرح وہ آپ کی طرف متوجہ ہوں گے"۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قول:

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مل کر انہوں نے یہ کہا "حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جد و جہد کرنے والے آدمی ہیں۔ خدا کی قسم! وہ آپ کے ہاتھ پر اس وقت تک بیعت نہیں کریں گے جب تک کہ آپ عزیمت (عزم مصمم) کا اظہار نہ کریں گے" انہوں نے یہ بات مان لی۔ لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے "فریب" کا لفظ کہا تھا (اس میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ تھا)۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی تقریر:

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فاطمہ بنت قیس کے گھر گئے اور وہاں بیٹھے۔ لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ وہاں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے تقریر کی اور کہا "اے ابو محمد! الحمد و ثنا کا سزاوار ہے جس نے آپ کو اس کی توفیق دی۔ خدا کی قسم! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ خلافت کا اور کوئی مستحق نہیں تھا" وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے ابن الدباغ! تم کو اس بات سے کیا تعلق ہے۔ خدا کی قسم! میں جس کسی سے بیعت کرتا تم اس کے بارے میں بھی یہی بات کہتے"۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی غلطی

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے ایک کونے میں بیٹھ گئے اور وہاں عبیداللہ بن عمر کو بلایا۔ وہ حضرت [illegible] تھے

وقاص رضی اللہ عنہ کے گھر میں مقید تھے۔ یہ کیونکہ جب عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے والد کا) انتقام لینے کے لیے جفینہ، ہرمزان اور بنت ابی لؤلؤ (قاتل عمرؓ) کو مار ڈالا۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور عبیداللہ یہ کہہ رہے تھے۔ "حتیٰ کہ ان سب افراد کو قتل نہ کر دوں گا جو میرے والد کے خون میں شریک تھے۔" ان باتوں سے ان کا اشارہ مہاجرین و انصار کی طرف بھی تھا۔

گھر میں مقید

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور ان کے بال پکڑ کر انہیں زمین پر گرا دیا تھا۔ اس کے بعد انہیں اپنے گھر میں بند کر دیا تھا اور وہ وہاں مقید رہے یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (بیعت خلافت کے بعد) انہیں نکلوایا اور اپنے پاس بلوایا۔

عبیداللہ بن عمرؓ کے بارے میں مشورہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مہاجرین و انصار کی ایک جماعت سے فرمایا

"مجھے اس شخص کے بارے میں مشورہ دو جس نے اسلام میں (ان اشخاص کو قتل کر کے) رخنہ ڈال دیا ہے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے قتل کر دیں۔"

مہاجرین میں سے کسی نے کہا "کل حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اور آج ان کے فرزند کو قتل کیا جا رہا ہے؟" حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔

دیت بیت المال سے

"اے امیر المومنین! یہ واقعہ اس وقت ہوا تھا جب کہ آپ کی حکومت نہیں تھی۔ لہٰذا آپ کے دور سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس وقت مسلمانوں کا کوئی حاکم نہیں تھا۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"میں مسلمانوں کا ولی ہوں میں نے اس (قتل) کے بدلے دیت مقرر کر دی ہے جسے میں اپنے مال سے ادا کروں گا۔"

بیاضی کے اشعار:

انصار کے ایک شخص زیاد بن لبید بیاضی نے عبیداللہ بن عمرؓ کو دیکھا اور (یہ اشعار) پڑھے

① اے عبیداللہ! تم (قصاص) سے بچ کر نہیں نکل سکتے اور ابن اروی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) سے نجات حاصل کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

② بخدا تم نے جو خون بہایا اور حرام خون کیا اور ہرمزان کے قتل کرنے میں بہت بڑا خطرہ ہے۔

③ یہ ناحق (قتل ہوا) محض اس لیے کہ جب کسی نے تم سے پوچھا "کیا تم ہرمزان کو قتل کرنے کا عزم رکھتے ہو؟"

④ اس بے وقوف (عبیداللہ) نے اس وقت جب کہ حادثات بہت تھے کہا

"میں اسے ملزم سمجھتا ہوں کیونکہ اس نے مشورہ دیا اور حکم دیا تھا۔"

❶ ان قاتلوں (قاتل) کے ہتھیار اس کے گھرانے کے اندر تھے وہ وہاں سے الٹے پلٹ کر جاتا تھا انہوں نے ایک بات کا دوسری بات سے اندازہ لگایا ہے۔

اس پر عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس زیاد بن لبید اور اس کے اشعار کے بارے میں شکایت کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بلا کر اسے منع کیا۔

قتل کی سازش کا الزام

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس شب کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا گیا اس سے ایک دن پہلے شام کو حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ابولؤلؤ کے پاس سے گزر رہے تھے۔ اس کے ساتھ جفینہ اور ہرمزان بھی تھے۔ وہ آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے۔ جب میں نے ان کو دھکا دیا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے پاس سے ایک خنجر گر گیا جس کے دو سرے تھے اور اس کے درمیان میں اس کی دھار تھی۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''تم غور کرو کہ وہ کس چیز سے شہید ہوئے ہیں۔'' چنانچہ جب وہ (قاتل) مسجد میں حملہ کر کے واپس نکلا تو اس کے تعاقب میں بنو تمیم کا ایک شخص گیا۔ اس نے ابولؤلؤ کو واپس جاتے وقت پکڑ لیا اور اسے قتل کر ڈالا۔

عبیداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقام:

وہ شخص اسی خنجر کو لے کر آیا جس کا حال حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا۔ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن لی تھی وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات تک صبر کرتے رہے۔ اس کے بعد وہ تلوار لے کر ہرمزان کے پاس آئے اور اسے قتل کر دیا۔ جب اس پر تلوار کا وار ہوا تو اس نے لا الہ الا اللہ (کا کلمہ) پڑھا اور مر گیا۔

جفینہ کا قتل:

پھر عبیداللہ رضی اللہ عنہ جفینہ کے پاس آئے جو حیرہ کا عیسائی شخص تھا جسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ اہل حیرہ کے ساتھ مصالحت کرانے کے لیے لائے تھے اور ان کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ اہل مدینہ کو کتابت (لکھنا) سکھائے۔ جب عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے تلوار ماری تو اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے صلیب بنائی۔

عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی گرفتاری:

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ وہ انہیں سمجھاتے رہے یہاں تک کہ ان کے ہاتھ سے تلوار لے لی۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان پر برافروختہ ہوئے اور ان کے بال پکڑے ہوئے تھے کہ لوگ انہیں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے۔

آخری سال کے حکام

جس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے یعنی ۲۳ھ میں آپ کے مقرر کردہ حکام یہ تھے۔

۱۔ مکہ معظمہ کے گورنر نافع بن عبدالحارث خزاعی رضی اللہ عنہ تھے۔ ۲۔ طائف کے حاکم سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ تھے۔ ۳۔ صنعاء کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت معاویہ کے حملے

[illegible]

متفرق واقعات

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۱۶

۲۴ھ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بیعت کا وقت:

[illegible]

[illegible]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ

[illegible]

[illegible]

نیک کاموں کی تلقین:

تم قلعہ بند گھر میں (اپنے آپ کو سمجھو) اور عمر کے بقیہ حصے میں ہو اس لیے تم اپنی باقی ماندہ زندگی میں بہت جلد نیک کام کرو اپنی موت سے پہلے اور جو نیک کام تم کر سکتے ہو سب سے زیادہ قدر کرو کیونکہ تمہیں صبح یا شام موت آ سکتی ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا فریب میں لپٹی ہوئی ہے اس لیے تمہیں دنیا کی زندگی فریب میں مبتلا نہ کر دے۔ تم گزرے ہوئے لوگوں سے عبرت حاصل کرو، اور محنت کے ساتھ (نیک) عمل کرو اور غافل نہ ہو کیونکہ (خدا) تم سے غافل نہیں ہے۔

دنیا کی بے ثباتی:

وہ دنیا دار اور اس کے فرزند کہاں ہیں جنہوں نے اسے آباد کیا تھا اور عرصہ دراز تک دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ کیا دنیا نے انہیں چھوڑ نہیں دیا؟ تم بھی دنیا کو وہیں پھینک دو جہاں اللہ نے اسے پھینکا ہوا ہے (اس کے بدلے) آخرت کے طلب گار بنو، کیونکہ اللہ نے دنیا کی اور آخرت کی مثال دی ہے اور فرمایا ہے

"(اے پیغمبر) ان کو دنیا کی زندگی کی مثال بیان کر دو کہ وہ ایسی ہے جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا ہو۔"

اس خطبے کے بعد لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔

ہرمزان کا قتل:

قماذبان اپنے والد (ہرمزان) کے قتل کا حال اس طرح بیان کرتا ہے: عجمی لوگ مدینہ میں ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ فیروز میرے والد کے پاس سے گزرا اس کے ہاتھ میں دو سرے والا خنجر تھا۔ (میرے والد) نے اسے پکڑا اور پوچھا: "تم اس شہر میں اس کو کیا کرو گے؟" وہ بولا: "میں اسے استعمال کروں گا۔" ایک آدمی نے اسے اس حالت میں دیکھا تھا۔

سازش کا الزام

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا تو اس شخص نے کہا: "میں نے اس (قاتل) کو ہرمزان کے ساتھ دیکھا تھا۔ اس نے یہ خنجر فیروز کو دیا تھا۔" چنانچہ عبید اللہ بن عمر نے آ کر اسے قتل کر دیا۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مجھے بلایا اور مجھے اس پر اختیار دے دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا:

قصاص کا حکم:

"اے میرے فرزند! یہ رہا تیرے باپ کا قاتل ہے اور تم ہمارے مقابلہ میں (اس کے قتل کرنے کا) زیادہ حق رکھتے ہو۔ جاؤ اور اسے قتل کر دو۔" (اس کے بعد میں) اسے اپنے ساتھ لے گیا۔ اس وقت ہر شخص میرے ساتھ تھا مگر وہ سب مجھ سے اس کے بارے میں کچھ مطالبہ کر رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا:

"کیا میں اسے قتل کر سکتا ہوں؟"

وہ بولے: "ہاں۔" انہوں نے عبید اللہ کو برا بھلا کہا۔ پھر میں نے ان سے پوچھا: "کیا تم اسے قتل کرنے سے منع کرتے ہو؟" وہ بولے "نہیں۔" انہوں نے پھر اسے برا بھلا کہا۔ میں نے اللہ کی خوشنودی کے واسطے اسے چھوڑ دیا۔ اور ان لوگوں (مسلمانوں) کی خاطر میں نے اسے رہا کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے اوپر اٹھایا۔ خدا کی قسم میں لوگوں کے سروں اور ان کے ہاتھوں پر سوار ہو کر گھر پہنچا۔

کوفہ پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حکومت

۲۴ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کیا۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وہاں کا گورنر مقرر کیا۔

حضرت شعبی کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا

"میں اپنے بعد کے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ (حضرت) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حاکم بنائے کیونکہ میں نے انہیں کسی جرم کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا بلکہ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ کہیں ان کی بدنامی نہ ہو۔"

پہلا حاکم

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو سب سے پہلا حاکم مقرر کیا تھا وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے جنہیں کوفہ پر مقرر کیا تھا۔ انہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو معزول کردیا تھا۔ وہ ان دنوں مدینہ منورہ میں تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وہاں (کوفہ میں) ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک کام کیا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی بحالی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو کئی سال تک ان کے عہدے پر برقرار رکھا۔ واقدی کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی تھی کہ "ان کے حکام ایک سال تک برقرار رکھے جائیں" چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو ایک سال تک برقرار رکھا۔ پھر انہوں نے انہیں معزول کر دیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کیا۔ پھر انہیں بھی معزول کر دیا اور ان کے بجائے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو حاکم بنا دیا۔

واقدی کی روایت یہی ہے۔ اس روایت کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ۲۵ھ میں کوفہ کا حاکم بنایا

حکام کے نام ہدایت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو کرمان کا حاکم مقرر کیا جو ابو موسیٰ کے قبضہ میں تھا۔ سجستان کو ماوراء خراسان کے علاقے سے جو فتح ہوا اس کی بنیاد (ریاست) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات تک برقرار رہی۔

پہلا ہدایت نامہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو پہلا ہدایت نامہ حکام کو لکھ کر بھیجا وہ یہ ہے

"اللہ نے حکام کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ رعایا کے محافظ بنیں۔ صرف محصول وصول کرنے والے نہ بنیں اور اگر اس حیثیت میں رہیں گے تو ان سے حیا، پاکیزگی اور امانت داری کا جذبہ اٹھ جائے گا۔

فرض شناسی

آگاہ ہو جاؤ کہ سب سے عمدہ سیرت یہ ہے کہ تم مسلمانوں کے حقوق و فرائض کا خیال رکھو۔ تم پر ان کا جو حق ہے اسے ادا کرو اور ان سے وہ کام لو جو ان کے ذمہ ہیں۔

تمہاری دوسری ذمہ داری ذمیوں کی ہے۔ تم ان کے حقوق ادا کرو اور ان سے واجبات وصول کرو۔ اس کے بعد

[illegible] اپنے ذہن سے [illegible] امت کے مفاد [illegible]

سپہ سالاروں کو ہدایت

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سرحدوں کے سپہ سالاروں کے نام یہ پہلا ہدایت نامہ لکھا تھا:

"تم مسلمانوں کے محافظ اور نگران ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمہیں جو ہدایت کی تھیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ بلکہ ہمارے مشورے سے جاری کی گئی تھیں۔ لہٰذا تمہاری طرف سے اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہونا چاہیے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی تبدیل کر دے گا اور تمہارے بجائے دوسرا مقرر ہوگا۔ تم دیکھو کہ تم کیا کام کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ذمہ جو کام مقرر کر دیے ہیں میں ان کی دیکھ بھال کر رہا ہوں۔"

محصلین خراج کے نام

آپ نے خراج وصول کرنے والے حکام کے نام حسب ذیل ہدایت نامہ بھیجا:

"اللہ نے حق و صداقت پر مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ کیونکہ اسے حق و صداقت کے علاوہ کوئی چیز پسند نہیں ہے۔ اس لیے حق کے ساتھ کوئی چیز وصول کرو اور حق و صداقت پر قائم رہو۔ تم امانت اور دیانت داری کو قائم رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم سب سے پہلے بددیانتی کرو۔ اس طرح تم مستقبل کے لوگوں کے لیے بددیانتی کی راہ کھول دو گے اور ان کے گناہوں میں تم بھی شریک ہو جاؤ گے۔

تم وفاداری کی راہ پر چلو اور یتیم اور معاہد لوگوں پر ظلم نہ کرو۔ جو ان پر ظلم کرے گا اللہ اس کا دشمن ہوگا۔"

عوام کے نام

عوام کے نام آپ نے یہ ہدایت نامہ تحریر فرمایا:

"تم اپنا بلند مرتبہ اللہ کی اطاعت (پیروی اور اتباع) کی بدولت پہنچے ہو۔ تمہیں تمہارے امر سے دنیا غافل نہ کر دے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس امت (اسلامیہ) میں بدعت پیدا ہوگی جب کہ تمہارے اندر یہ تین باتیں جمع ہو جائیں گی۔ ❶ نعمتوں کی تکمیل ❷ قیدی عورتوں سے اور باندیوں سے تمہاری اولاد پیدا ہوگی۔ ❸ اعراب (عرب بدو) اور عجمی قرآن کریم پڑھنے لگیں گے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"اہل عجم میں کفر (کی باتیں داخل) ہیں جب (شریعت کا کوئی حکم) انہیں مجمل معلوم ہوگا تو وہ تکلف کی باتیں نکالیں گے۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اصلاحات

حضرت عامر شعبی فرماتے ہیں: "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سب سے پہلے خلیفہ تھے جنہوں نے ان کے عطیات میں سو کا اضافہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں ہر شخص کی خدمت کے لیے روزانہ ایک درہم کا اضافہ کرتے تھے۔ انہوں نے ازواج مطہرات کے لیے دو دو درہم مقرر کیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تھا: "آپ ان کے لیے کھانا تیار کر کے انہیں اکٹھا کیا کریں۔" اس کے جواب میں آپ نے

[illegible]

طعام رمضان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے [illegible] طریقہ جاری کیا [illegible] رمضان میں [illegible]
[illegible] مسافروں اور مساکین کے [illegible]

جنگ آذربائیجان و آرمینیہ

۲۴ھ میں اہل آذربائیجان و آرمینیہ نے عہد شکنی کی تو ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ جنگ کی یہ ابو مخنف کی روایت ہے۔ دوسرے (مؤرخین) کی روایت کے مطابق یہ جنگ ۲۶ھ میں ہوئی۔

فوجی مراکز

ابو مخنف کی روایت ہے کہ اہل کوفہ کے فوجی مراکز رے اور آذربائیجان میں تھے۔ دونوں سرحدوں پر کوفہ کے دس ہزار سپاہی متعین تھے۔ ان میں سے چھ ہزار آذربائیجان میں متعین تھے اور چار ہزار رے میں متعین تھے۔ اس زمانے میں کوفہ میں چالیس ہزار سپاہی تھے۔ ان میں سے ہر سال ان دونوں سرحدوں پر دس ہزار سپاہی متعین کئے جاتے تھے۔ اس طرح ہر سپاہی کے لیے چار سال کے بعد فوجی خدمت انجام دینی ضروری تھی۔

ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کی روانگی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کوفہ کے والی مقرر کیے گئے تو انہوں نے آذربائیجان اور آرمینیہ پر حملہ کیا۔ انہوں نے حضرت سلمان بن ربیعہ باہلی رضی اللہ عنہ کو بلوا کر انہیں ہراول دستے پر مقرر کر کے بھیجا۔ اس کے بعد ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ بھی بڑی تعداد لے کر نکلے۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ وہ آرمینیہ کے تمام علاقے کو روند ڈالیں۔

احمسی کا حملہ

دونوں فوجیں روانہ ہو کے پہلے تو آذربائیجان پہنچ گئیں۔ انہوں نے عبداللہ بن شبیل احمسی کو چار ہزار فوج دے کر آذربائیجان بھیجا۔ انہوں نے اہل موقان، ببر اور طیلسان پر حملہ کیا۔ اور انہوں نے مال غنیمت حاصل کیا اور [illegible] سے قیدی گرفتار کیے اور پھر وہ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے۔

صلح نامہ

بعد ازاں ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے آذربائیجان کا رخ کیا تو وہاں کے لوگوں نے ان سے اسی شرط پر صلح کی جس پر جنگ نہاوند کے ایک سال بعد حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے ساتھ آٹھ لاکھ درہم پر کی تھی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پھر انہوں نے ادا نہیں کی۔

صلح نامے پر عمل

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کوفہ کے حاکم مقرر ہو کر آئے تو (اسی طرف) روانہ ہوئے اور ان پر لشکر کشی کی۔ جب انہوں نے یہ بات دیکھی تو وہ ان کے مطیع ہو گئے اور پہلے صلح نامے پر عمل کرنے پر آمادہ ہو گئے

انھوں نے [illegible] مال حاصل کیا۔ اس کے بعد انھوں نے [illegible] طرف اٹھنے کے [illegible] خلاف ان کی مہم پر روانہ کیا ہے۔

ارمینیہ میں جنگ :

جب عبداللہ بن شبیل [illegible] کے علاقوں پر حملہ کیا [illegible] واپس آئے اور [illegible] تو انھوں نے [illegible] سنہ ۲۴ھ میں [illegible] آرمینیہ کے [illegible] انھوں نے [illegible] اور مال غنیمت وصول کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر ولید کے پاس واپس آ گئے۔

اہل روم کا حملہ

اس سال ۲۴ھ میں ابو مخنف کی روایت کے مطابق اہل روم نے حملہ کر دیا تھا یہاں تک کہ شام کے حکام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فوجی امداد طلب کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط

جب ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ آذربائیجان کی جنگ سے واپس آئے تو وہ موصل پہنچے اور حدیثہ کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ وہیں ان کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ مکتوب آیا

فوجی امداد کا حکم

’’معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے مجھے تحریر کیا ہے کہ رومی اہل شام مسلمانوں کے خلاف بہت بڑی فوجوں کے ساتھ حملہ آور ہوئے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ ان کے بھائی کوفہ والے ان کی امداد کریں۔ جب تمہیں میرا یہ خط وصول ہو تو تم ایک ایسے شخص کی سرکردگی میں جس کی دلیری، شجاعت، بہادری اور جنگی خدمات پر تمہیں بھروسہ ہو، آٹھ یا نو یا دس ہزار فوج روانہ کرو جہاں پر تمہارا قاصد تم سے ملاقات کرے گا۔‘‘

والسلام

ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کی تقریر

ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ اس وقت کھڑے ہو کر لوگوں سے یوں مخاطب ہوئے۔

’’حمد و ثنا کے بعد انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس طرف مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ اس نے ان کے وہ شہر لوٹا دیئے جنھوں نے عہد شکنی کی تھی اور وہ علاقے فتح کرائے جو فتح نہیں ہوئے تھے۔ اور مسلمانوں کو صحیح سلامت مال غنیمت کے ساتھ لوٹایا۔ تمام حمد و ثنا اللہ رب العالمین کا حق ہے۔

ترغیب جہاد

امیر المومنین نے مجھے یہ لکھا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں تم میں سے آٹھ ہزار سے دس ہزار تک آدمیوں کو تمہارے بھائی اہل شام کی مدد کے لیے روانہ کروں کیونکہ اہل روم نے ان پر حملہ کر دیا ہے۔ اس میں تمہیں بہت ثواب ملے گا اور تمہیں بہت فضیلت حاصل ہوگی۔

جہاد کا شوق:

اہل قریہ بوجہ ترکے نے سلمان بن ربیعہ باہلی کی مدد کی۔ یہ قوت سے روانہ ہوئے۔

(ان کی اس تقریر پر) لوگ بہت ... لیے تیار ہو گئے اور تیر اندازی کرنے لگے یہاں تک کہ وہ آگے بڑھ کر مجاہدین روانہ ہو گئے اور شام پہنچ کر انہوں نے ... دشمن کی سرزمین میں داخل ہو گئے۔

رومی علاقہ پر حملہ:

شامی فوج کے سردار حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ تھے اور کوفہ کی فوج کے سردار سلمان تھا۔ حبیب رضی اللہ عنہ نے پہلے روم کے علاقہ پر حملہ کیا اور انہیں حسب منشاء شکست دی اور انہوں نے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ انہوں نے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا۔

حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی امداد:

واقدی بیان کرتے ہیں: سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس سلمان بن ربیعہ کو امدادی لشکر دے کر بھیجا تھا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اہل شام کا لشکر آرمینیہ بھیجیں۔ چنانچہ انہوں نے حبیب کو وہاں بھیجا۔ اس اثنا میں حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ موریان رومی اہل روم اور ترک سپاہیوں کا لشکر لے کر ان کے مقابلے کے لئے آ رہا ہے۔ چنانچہ حبیب نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو تحریر فرمایا کہ وہ حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے لشکر بھیجیں۔ چنانچہ انہوں نے سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں چھ ہزار کا لشکر بھیجا۔

حبیب کا شب خون:

حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بہت بڑا بہادر آدمی تھا۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ موریان پر شب خون ماریں۔ ان کی بیوی ام عبداللہ بنت یزید کلبیہ نے ان سے اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تو اس نے پوچھا

"تمہاری ملاقات کہاں ہو گی؟" حبیب نے کہا "موریان کے خیمے تک پہنچیں گے یا جنت (میں پہنچ جائیں گے)۔"

مسلم خاتون کا کارنامہ:

اس کے بعد انہوں نے شب خون مارا اور جو مقابلے پر آیا اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ (موریان) موریان کے خیمے تک پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی بیوی ان سے پہلے وہاں پہنچی ہوئی تھی۔

وہ پہلی عرب خاتون تھیں جن کے لیے خیمے لگائے گئے تھے۔ حبیب کی وفات کے بعد ضحاک بن قیس فہری نے ان سے نکاح کیا اور ان سے ان کی اولاد ہوئی۔

حج کی قیادت:

[illegible]

[illegible]

تاریخ میں اختلاف

[illegible]

٢٥ھ کے مشہور واقعات

ابو معشر کی روایت ہے کہ اس سال اسکندریہ فتح ہوا۔

واقدی کی روایت [illegible]

[illegible]

واقدی کی روایت [illegible]

افریقیہ پر حملہ

اس روایت کے مطابق [illegible]

متفرق واقعات:

اس سال [illegible]

اس سال [illegible]

اس سال [illegible]

۲۶ھ کے مشہور واقعات

ابو جعفر اور واقدی کی روایت کے مطابق ۲۶ھ میں یہ واقعات ہوئے البتہ بعض روایات میں ان کا تذکرہ ۲۵ھ میں بیان ہو چکا ہے۔

حرم کعبہ کی توسیع

واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد حرام کی توسیع کا حکم دیا۔ انہوں نے کچھ لوگوں سے توسیع کرنے کے لیے مکانات خرید لیے۔ مگر کچھ لوگوں نے انکار کیا تو آپ نے ان کے مکانات گرا دیئے اور ان کی قیمتیں بیت المال میں جمع کرا دیں۔ ان لوگوں نے حضرت عثمان کے خلاف آواز بلند کی اور شور مچایا تو آپ نے انہیں قید کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

بردباری سے ناجائز فائدہ

میرے حلم اور بردباری کی وجہ سے تمہیں یہ جرأت ہوئی ہے کہ تم ایسا کہہ رہے ہو۔ یہی سلوک تمہارے ساتھ حضرت عمر فاروق نے بھی کیا تھا تو تم ان کے پیچھے چلے جاتے تھے۔

آخر کار عبداللہ بن خالد بن اسید رضی اللہ عنہ کی سفارش پر انہیں رہا کر دیا گیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی

اسی سال حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی توسیع حرم کی تعمیر کی گئی۔

اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر دیا۔ اور ان کی جگہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

سیف کی روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ۲۵ھ میں معزول ہوئے اور ان کے بعد ولید بن عقبہ حاکم مقرر ہوئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی معزولی کے بعد کوفہ کے حاکم مقرر ہوئے تھے۔ اس وقت یہاں ان کی مدت حکومت ایک سال اور چند مہینے رہی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی کے اسباب

حضرت سعد کی گورنری کے دوران جو چیز پیدا ہوئی یہ تھی کہ شیطان نے مسلمانوں میں جھگڑا پیدا کیا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیت المال سے قرض لیا تو انہوں نے ان کو قرض دے دیا۔ جب انہوں نے ان سے تقاضا کیا تو وہ ادا نہ کر سکے۔ اس پر ان کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی۔ یہاں تک کہ لوگوں میں ان کے لیے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے طرف داری کی اور کچھ لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ معاملہ خلیفہ تک پہنچا۔

چلے گئے۔ دوسرے لوگ منتشر ہو گئے مگر کچھ لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ اور کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ملامت کر رہے تھے۔

قرض کا تقاضا

قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پاس ہاشم بن عتبہ بھی موجود تھا اتنے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے

"آپ وہ قرض ادا کر دیں جو آپ کے ذمہ ہے۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا

تیز کلامی:

"میرے خیال میں تم کسی برائی کا شکار ہو گے۔ تمہاری ہستی کیا ہے؟ تم تو ابن مسعود ہو۔ اور ہذیل کے غلام ہو۔"

وہ بولے

"ہاں، میں ابن مسعود ہوں اور تم ابن حمینہ ہو۔"

ہاشم نے کہا:

"بخدا تم دونوں رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہو۔ لوگ تم پر نظر شفقت رکھتے تھے۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے جھگڑا:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی وہ انہوں نے پھینک کر ماری کیونکہ ان کے مزاج میں بہت تیزی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور یہ بددعا کرنے والے تھے "اے آسمان اور زمین کے پروردگار" کہ اتنے میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا

"تم پر افسوس ہے تم کچھ خیر کہو لعنت نہ بھیجو۔"

اس موقع پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا

"بخدا اگر خدا کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہارے خلاف ایسی بددعا کرتا جو خطا نہ کرتی۔"

اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جلدی سے نکل گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ناراضگی:

عبداللہ بن [illegible] کی روایت ہے کہ جب قرض کے بارے میں حضرت ابن مسعود اور حضرت سعد کے درمیان جھگڑا ہوا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ قرض ادا نہ کر سکے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان دونوں پر ناراض ہوئے اور قرض کی رقم حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے وصول کر لی اور انہیں معزول کر دیا۔

ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا تقرر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر بھی ناراض ہوئے۔ مگر انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو برقرار رکھا اور ولید

بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بجائے) حاکم مقرر کیا۔ وہ جزیرہ میں قبیلہ ربیعہ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم تھے۔ جب وہ کوفہ (حاکم ہو کر) آئے تو انھوں نے جب تک وہ کوفے کے حاکم رہے اپنے گھر کا کوئی دروازہ نہیں بنوایا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بحالی:

سیف کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑے کی خبر ملی تو وہ ان دونوں پر بہت سخت ناراض ہوئے اور انھیں (سزا دینی چاہی) مگر سزا کا ارادہ ترک کر دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان سے قرض کی رقم وصول کی مگر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو (ان کے عہدے پر) برقرار رکھا۔

نیا حاکم:

انھوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے عہدے پر ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے جزیرہ کے عربوں پر حاکم مقرر تھے۔ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسرے سال (کوفہ) آئے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک سال سے کچھ زیادہ کام کیا تھا۔

محبوب ترین شخصیت:

جب (ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ) کوفہ آئے تو وہاں کے لوگوں میں محبوب ترین شخصیت بن گئے۔ وہ سب سے زیادہ نرم حاکم تھے۔ اس عہدے پر وہ پانچ سال تک (حاکم) رہے۔ انھوں نے اپنے گھر کے لیے کوئی دروازہ نہیں رکھا تھا۔

* * *

۲۷ھ کے مشہور واقعات

اس [illegible]

عبداللہ بن سعد کا تقرر:

سیف کی روایت ہے کہ جب [illegible] تو اس وقت مصر کے [illegible] خارجہ تھے۔ جب حضرت [illegible] انہوں نے اپنی خلافت کے [illegible] کیا۔

افریقیہ کی فوج کشی:

سیف کی دوسری روایت ہے کہ جب حضرت عثمان [illegible] عبداللہ بن سعد [illegible] افریقیہ [illegible] عبداللہ بن نافع بن حصین فہری [illegible] عبداللہ بن سعد سے کہا:

خاص انعام:

"اگر خدا نے [illegible] افریقیہ [illegible] خمس کا خمس (پانچواں حصہ) ملے گا۔"

اندلس کی مہم:

انہوں نے [illegible] عبداللہ بن نافع [illegible] اندلس کی طرف [illegible] (اندلس) کی طرف چلے جائیں گے۔

افریقیہ میں جنگ:

[illegible] افریقیہ [illegible] اور ان سے جنگ کرتے رہے۔

افریقیہ کی فتح

عبداللہ بن سعد [illegible] افریقیہ کے [illegible]
مسلمان [illegible] تھے۔

مال غنیمت کی تقسیم:

حضرت عبداللہ بن سعدؓ نے اہل فوج پر مال غنیمت تقسیم کیا۔ انہوں نے خمس کا پانچواں حصہ (۱/۲۵) جو ملا تھا (انعام) لے لیا اور باقی چار حصے ابن وثیمہ نصری کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے پاس بھیج دیئے۔

ابن سعدؓ کے خلاف شکایت

انھوں نے فوج والوں کے کل مال غنیمت میں سے ایک بہت بڑا حصہ غصب کر لیا۔ انھوں نے ایک وفد بھی بھیجا جس نے دربار میں عبداللہ بن سعدؓ کی شکایت کی کہ انھوں نے خاص مال لے لیا۔ حضرت عثمان بن عفانؓ نے فرمایا

"میں نے تمہیں یہ مال انعام کے طور پر دیا تھا اور اس بات کا حکم دیا تھا اب تمہیں اختیار ہے کہ اگر تم اس کی خوشی سے اجازت دو گے تو وہ انعام برقرار رہے گا اور اگر تم اس سے ناخوش ہو تو اسے لوٹا لیا جائے گا"۔

معزولی کی درخواست:

ان لوگوں نے کہا "ہم اس بات سے ناخوش ہیں" آپ نے فرمایا "پھر وہ لوٹا لیا جائے گا" اس کے بعد آپ نے عبداللہ بن سعدؓ کو یہ انعام لوٹانے اور ان سے اچھا سلوک کرنے کی ہدایت کی تحریر بھیج دی۔

"اس واقعہ کے رونما ہونے کے بعد ہم نہیں چاہتے کہ وہ ہمارے حاکم رہیں۔ اس لیے آپ انہیں معزول کر دیں"۔

چنانچہ آپ نے انہیں لکھا

معزولی کا حکم:

"تم افریقہ کے علاقہ پر اپنا جانشین مقرر کر دو جس سے تم بھی مطمئن ہو اور یہ لوگ بھی خوش ہوں اور وہ پانچواں حصہ جو میں نے تمہیں انعام کے طور پر دیا تھا اس کو ان میں تقسیم کر دو کیونکہ یہ لوگ اس انعام سے ناخوش ہیں"۔

ابن سعدؓ کی واپسی:

عبداللہ بن سعدؓ تعمیل کرنے کے بعد مصر لوٹ آئے اس وقت افریقہ کا تمام علاقہ مفتوح ہو چکا تھا اور امن ہو گیا تھا۔

اہل افریقہ کی امن پسندی:

اہل افریقہ ہشام بن عبدالملک کے زمانے تک سب لوگوں سے زیادہ مطیع و فرمانبردار قوم رہی۔ یہ لوگ نہایت امن و امان کے ساتھ زندگی گزارتے رہے تا آنکہ اہل عراق وہاں آئے۔

اہل عراق کی ریشہ دوانیاں۔

جب اہل عراق کے مفتین اور پروپیگنڈا کرنے والے وہاں پہنچے اور ریشہ دوانیاں کرنے لگے تو وہ نافرمان بن گئے اب اور آج تک ان میں نااتفاقی اور انتشار رہے۔

نااتفاقی کا سبب:

ان کی نااتفاقی اور انتشار کا سبب یہ ہوا کہ یہ لوگ ان کے دام فریب میں پھنس گئے حالانکہ پہلے بھی انہوں نے یہ کہا۔ ہم [illegible] کی اس جماعت کی وجہ سے مخالفت نہیں کریں گے اور یہ ہمارے ان کی جماعتوں کا مسئلہ [illegible] گئے۔

ان لوگوں نے کہا

"یہ کام ان (خلفاء) کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں"۔ وہ بولے "ہم اس کی اس وقت تک تصدیق نہیں کریں گے جب تک خود نہ معلوم کر لیں"۔

تحقیقاتی وفد:

میسرہ تقریباً دس افراد کو لے کر ہشام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے باریابی کی اجازت مانگی مگر یہ بات دشوار ہو گئی پھر وہ ابرش کے پاس آئے اور یہ کہا:

حاکم کی بداعمالی:

"تم امیر المومنین کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہمارا حاکم ہمارے اور اپنے لشکر دونوں کو ساتھ لے کر جنگ کرتا ہے جب مال غنیمت حاصل ہوتا ہے تو وہ ان میں تقسیم کر دیتا ہے اور ہمیں نہیں دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ وہ اس مال غنیمت کے زیادہ حقدار ہیں"۔

مخلصانہ جذبہ جہاد:

اس موقع پر (ہم اپنے آپ کو تسلی دے کر) یہ کہتے ہیں کہ یہ صرف جہاد ہے۔ ہمارا خلوص بڑھ جائے گا کیونکہ ہم کچھ حاصل نہیں کر رہے ہیں۔ اگر ہمارا کوئی حق ہے تو ہم انہیں بخش دیتے ہیں اور اگر ہمارا کوئی حق نہیں ہے تو ہم ان سے کوئی چیز نہیں مانگیں گے۔

جنگ میں پیش قدمی:

جب ہم کسی شہر کا محاصرہ کرتے ہیں تو وہ (حاکم) کہتا ہے "آگے بڑھو" مگر اپنی فوج کو پیچھے رکھتا ہے۔ تاہم ہم (اپنے لوگوں کو) یہ بات کہتے ہیں "آگے بڑھو۔ اس سے جہاد کا ثواب زیادہ ہو گا" اس طرح ہم ان لوگوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے بجائے کام کرتے ہیں۔

مظالم کی انتہا:

(انہوں نے انہی باتوں پر اکتفا نہیں کیا) بلکہ وہ ہمارے مویشیوں کو ذبح کر کے اس کی کھال اتارتے ہیں اور امیر المومنین کے لیے سفید پوستین حاصل کرنے کے لیے وہ ایک ہزار بکریوں کو ذبح کرا ڈالتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں: "امیر المومنین کے لیے یہ چیز بھی معمولی ہے"۔ ہم یہ سب باتیں برداشت کرتے رہے تو ہم نے ان سے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ انہوں نے ہم پر یہ ظلم کرنا شروع کیا کہ وہ ہماری ہر خوبصورت لڑکی کو لے جانے لگے۔ اس پر ہم نے کہا "ہم مسلمان ہیں ہم نے کتاب و سنت میں اس کا کوئی جواز نہیں دیکھا ہے"۔

خلیفہ کو اطلاع:

اب ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آیا یہ تمام باتیں امیر المومنین کی رائے اور حکم سے ہم پر یہ ہو رہی ہیں یا نہیں۔

جواب میں ٹال مٹول:

اس نے کہا "ہم یہ اطلاع پہنچا دیں گے" مگر جب بہت عرصہ گزر گیا اور کوئی کام نہیں ہوا اور جو کچھ ان کے پاس تھا وہ سب خرچ ہو گیا تو انہوں نے اپنے نام پرچوں میں لکھ کر وزراء کو دیئے اور کہا "یہ ہمارے نام اور نسب ہیں۔ اگر امیر المومنین تم سے ہمارے

[illegible] میں پہنچ گئیں انھیں تاراج کر دیا جو ان کے ہاتھوں سے نکل گئے تھے۔

مقابلے کا نتیجہ

وہاں پہنچ کر انھوں نے [illegible] کی طرف ہو کر مقابلہ کیا [illegible] کے بعد تمام افریقیہ [illegible] فتح ہو گئے۔ [illegible] سے [illegible] اور اس [illegible] سے [illegible] انھوں نے [illegible] ہوئے تھے وہ [illegible] علاقہ [illegible] انھوں نے یہاں فتح [illegible] کی تھی۔

اندلس کے جانب روانگی:

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع بن عبد القیس کو افریقیہ سے اندلس کی طرف جانے کا حکم دیا۔ وہ دونوں بحری راستے سے پہنچے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے نام جو اندلس کی فتح میں شامل تھے یہ خط تحریر کیا

فتح قسطنطنیہ کا پیش خیمہ

"قسطنطنیہ اندلس ہی کی جانب سے مفتوح ہو گا۔ اس لیے اگر تم نے اندلس کو فتح کر لیا تو تم ان لوگوں میں شریک سمجھے جاؤ گے جو ثواب حاصل کرنے کے لیے اسے (قسطنطنیہ) فتح کر لیں گے۔" والسلام

کعب الاحبار کا قول ہے:

"وہ لوگ جو سمندر کو عبور کر کے اندلس کو فتح کریں گے وہ اپنے نور کی وجہ سے قیامت کے دن پہچانے جائیں گے۔"

فتح اندلس

سیف کی یہ روایت ہے کہ "اندلس کی جانب فوج روانہ ہوئی ان کے ساتھ بربر قوم بھی تھی۔ یہ لوگ بحری اور بری دونوں جانب سے اندلس پہنچے۔ اللہ نے مسلمانوں کے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائی اور افریقیہ کی طرح یہ ملک بھی مسلمانوں کی سلطنت میں داخل ہو گیا۔

ابن سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو معزول کیا تو عبداللہ بن نافع بن عبد القیس رضی اللہ عنہ کو افریقیہ کی سرحد پر مقرر کیا۔ وہ اس سے پہلے وہیں تھے اور عبداللہ بن سعد مصر واپس آ گئے۔

اہل اندلس کی اطاعت:

اندلس کا علاقہ بھی افریقیہ کی طرح (مطیع و فرمانبردار) رہا۔ یہاں تک کہ ہشام بن عبد الملک کے عہد میں بربر نے انھیں اپنی زمین سے روک دیا اور جو لوگ اندلس میں تھے وہ اسی حالت میں برقرار رہے۔

افریقیہ کا جزیہ:

واقدی کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی حکومت سے الگ کر دیا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بہت ناراض ہوئے اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کینہ رکھنے لگے۔ اس لیے انھوں نے عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور حکم دیا کہ وہ افریقیہ کے جہاد کی طرف روانہ ہو جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو افریقیہ کے جہاد کی دعوت دی تو [illegible]

مسلمانوں کو یہاں سے دل خواہ اموال غنیمت حاصل ہو گئے۔

اہلِ افریقہ کی مصالحت:

واقدی کی روایت یہ ہے کہ جب حضرت عثمانؓ کے عہد میں عبداللہ بن سعدؓ نے افریقہ پر چڑھائی کی تو افریقہ کے لاٹ پادری (فرمانروا) کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہاں کے لوگوں نے مصالحت کر لی۔ روم کے بادشاہ نے بھی ان کے پاس قاصد بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ ان سے تین سو قنطار وصول کرے جس طرح عبداللہ بن سعدؓ نے ان سے (فدیہ) کے طور پر تین سو قنطار لیے تھے۔ چنانچہ اس نے افریقہ سے تمام رقم وصول کر لی۔

شاہ روم کا خراج

"بادشاہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم سے اتنے ہی تین سو قنطار وصول کروں جس طرح عبداللہ بن سعدؓ نے تم سے وصول کیے تھے۔"

وہ بولے

"ہمارے پاس کوئی مال باقی نہیں رہا ہے جو ہم ادا کریں جو کچھ ہمارے پاس تھا اس کے ذریعہ ہم نے اپنی جانوں کو بچایا ہے۔ بہرحال بادشاہ ہمارا آقا ہے اس سے وہ خراج لیتا ہے جو ہم ہر سال ادا کیا کرتے ہیں۔"

جب اس نے یہ بات دیکھی تو اس نے انہیں قید کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو اطلاع دی تو وہ آئے اور قید خانے توڑ دیے اور ان کو نکال لائے۔

عبداللہ بن سعدؓ نے ان سے تین سو قنطار زر خالص پر مصالحت کی تھی۔ حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ یہ آل حکم کو دے دیا جائے۔

مصری حکام کا اختلاف:

یزید بن ابی حبیبؒ کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے عمرو بن العاصؓ کو خراج مصر کی وصولی سے الگ کر دیا تھا اور خراج کی وصولی کے کام پر عبداللہ بن سعدؓ کو مقرر کر دیا تھا۔ اس پر دونوں میں بہت اختلاف ہونے لگا۔ چنانچہ عبداللہ بن سعدؓ نے حضرت عثمانؓ کو لکھا

"عمرو بن العاصؓ نے خراج کا انتظام مجھ پر تنگ کر دیا۔"

عمرو بن العاصؓ نے یہ تحریر کیا:

"عبداللہ میری جنگی تدابیر اور انتظام میں خلل اندازی کر رہا ہے۔"

عمرو بن العاصؓ کی معزولی

حضرت عثمانؓ نے عمرو بن العاصؓ کو لکھا:

"تم واپس آ جاؤ۔"

ان کے بجائے انہوں نے عبداللہ بن سعدؓ کو جنگ اور خراج دونوں کا حاکم مقرر کیا۔ عمرو بن العاصؓ اس پر بہت ناراض ہوئے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے جس کا استر روئی سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت عثمان نے ان سے پوچھا

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے گفتگو:

"تمہارے جبہ کے اندر کیا ہے؟"

وہ بولے: "عمرو"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"مجھے معلوم ہے کہ اس کے اندر عمرو ہے مگر میری مراد یہ نہیں ہے بلکہ میرے دریافت کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آیا اس میں روئی ہے یا اور کوئی چیز ہے"۔

واقدی روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے مصر سے جمع شدہ مال بھیجا اسی اثناء میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی آ گئے

تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اے عمرو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے جانے کے بعد وہ دودھ دینے والی اونٹنی زیادہ دودھ دینے لگی ہے"۔

وہ بولے

"ہاں اس کے دودھ پینے والے بچے ہلاک ہو گئے ہیں"۔

مزید فتوحات:

اسی سال حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ واقدی کی روایت ہے کہ اسی سال عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اصطخر دوبارہ فتح ہوا اور اسی سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرص پر حملہ کیا۔

* * *

۲۸ھ کے مشہور واقعات

(بحری جنگیں)

واقدی کے قول کے مطابق ۲۸ھ میں قبرص فتح ہوا۔ اس سال پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق حملہ کیا تھا۔ ابو معشر کا قول ہے کہ قبرص ۳۳ھ میں فتح ہوا۔ ایک روایت ہے کہ قبرص ۲۸ھ میں فتح ہوا۔ قبرص کے جہاد میں متعدد صحابہ کرام نے شرکت کی تھی۔ ان میں ابوذر، عبادہ بن صامت اور ان کی بیوی ام حرام، مقداد، ابو الدرداء اور شداد بن اوس شامل تھے۔

بحری جنگیں

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بہ اصرار ان سے درخواست کی کہ وہ بحری جنگ کی اجازت دیں۔ کیونکہ رومی سمندر حمص کے بہت قریب تھا انہوں نے لکھا تھا:

"حمص کے ایک گاؤں سے اہل روم کے کتوں کے بھونکنے اور مرغیوں کے چیخنے کی آوازیں سنی جاتی ہیں۔"

(اس موثر طریقے سے یہ بات تحریر کی گئی) کہ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں بہت اثر ہوا۔ لیکن انہوں نے عمرو بن العاص کو لکھا:

"تم سمندر اور اس کے مسافروں کا حال بیان کرو کیونکہ میرے دل میں اس کے بارے میں تردد پیدا ہو گیا ہے۔"

عمرو بن العاص نے تحریر کیا

سمندر کا حال:

"میں نے بہت سے لوگوں کو اس پر سوار دیکھا ہے جب وہ کشتی متحرک ہوتی ہے تو دل دہل جاتا ہے اور جب وہ حرکت کرتی ہے تو عقلیں زائل ہو جاتی ہیں (سمندر) میں یقین کم ہو جاتا ہے اور شک زیادہ ہو جاتا ہے۔ لوگ اس میں اس طرح سوار ہوتے ہیں جیسے کیڑا لکڑی پر ہو۔ اور جب وہ الٹ جاتی ہے تو وہ غرقاب ہو جاتے ہیں۔"

بحری سفر کی ممانعت:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خط پڑھا تو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا:

"اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو برحق مبعوث کیا ہے میں کبھی سمندر میں کسی مسلمان کو سوار نہیں کراؤں گا۔"

بحری جنگ کی اجازت:

خالد بن معدان روایت کرتے ہیں کہ (حضرت) معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں بحری جنگ کے لیے اجازت طلب کی تھی اور انہیں اس کی طرف آمادہ کیا تھا۔ انہوں نے لکھا تھا "اے امیر المومنین! شام میں ایک گاؤں ہے

جس کے لوگ رومیوں کے کتوں کے بھونکنے اور ان کی مرغیوں کے چلانے کی آواز سنتے ہیں۔ یہ لوگ (ایک جزیرہ میں) حمص کے ساحل کے بالکل قریب ہیں"۔

بحر روم کی کیفیت کا حال:

حضرت عمرؓ نے ان کے مشورہ کو صحیح سمجھا اس لیے انہوں نے عمرو بن العاصؓ کو لکھا "تم مجھے سمندر کا پورا حال لکھو"۔ انہوں نے لکھا

> "اے امیر المومنین! بہت سے لوگ کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں۔ وہاں تو آسمان اور پانی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ لوگ وہاں اس طرح سوار ہوتے ہیں جیسے لکڑی پر کیڑے (سوار) ہوں۔ اگر الٹ پلٹ ہو گئی تو ڈوب جاتے ہیں اور اگر بچ گئے تو صحیح سالم بچے ہیں"۔

امیر معاویہؓ کو خط:

سیف کی دوسری روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے امیر معاویہؓ کی طرف یہ لکھا:

> "ہم نے سنا ہے کہ بحر شام (بحیرہ روم) خشکی کے طویل ترین حصے کے قریب ہے اور ہر روز و شب اللہ سے اجازت مانگتا ہے کہ وہ زمین میں سیلاب کی صورت میں آ کر اسے غرق کر دے اس لیے میں ایسے کافر اور بحیدہ سمندر پر کیسے (مسلمانوں کی) فوجوں کو سوار کراؤں۔ خدا کی قسم! مجھے ایک مسلمان رومیوں کی تمام سلطنت سے زیادہ عزیز ہے۔ اس لیے تم میرے سامنے ایسی درخواست پھر کبھی نہ پیش کرنا۔ میں نے پہلے بھی تمہیں لکھا ہے تمہیں معلوم ہے کہ علاء (حضرمی) سے میں نے کیا سلوک کیا تھا۔ میں نے پھر کبھی اسے اس قسم کی اجازت نہیں دی"۔

شاہ روم کی خط و کتابت:

بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ روم نے جنگ بندی کر دی تھی اور حضرت عمرؓ سے قربت حاصل کرنے کے لیے ان سے خط و کتابت شروع کر دی تھی۔ اس نے ایک دفعہ یہ دریافت کیا کہ "وہ کیا (مختصر اور جامع) مقولہ تحریر کریں جس میں تمام علم سمٹ کر آ جائے"۔ حضرت عمرؓ نے تحریر کیا:

جامع مقولہ:

> "جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کرو اور جو چیز تمہیں ناپسند ہو وہ دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرو اس میں تمہارے لیے پوری حکمت آ گئی ہے۔ تم اپنے قریب کے لوگوں کا خیال رکھو اس لیے تمہیں کامل معرفت حاصل ہو گی"۔

پانی کی اہمیت:

شاہ روم نے حضرت عمرؓ کے پاس ایک شیشی بھیجی اور یہ لکھا کہ

> "آپ اس شیشی میں ہر چیز کا تھوڑا تھوڑا حصہ بھر دیں"۔

آپ نے اس شیشی کو پانی سے بھر دیا اور یہ لکھ بھیجا "اس کے اندر دنیا کی ہر چیز ہے"۔

حق و باطل کا فرق:

شاہ روم نے یہ لکھا: "حق و باطل کے درمیان فرق کیا ہے؟" آپ نے یہ جواب لکھا: "وہ چار انگشت جو ہے وہ حق کی چار انگلیاں ہیں اور تم باتیں اس سے آنکھ خود دیکھتی ہے حق ہیں بلکہ جو سنی گئی ہیں ان میں باطل بکثرت ہے۔"

مسافت:

شاہ روم نے لکھ کر یہ دریافت کیا: "آسمان و زمین اور مشرق و مغرب کے درمیان کتنی مسافت ہے؟" حضرت عمرؓ نے جواب لکھا: "اگر راستہ درست ہو تو مسافر کے لیے پانچ سو سال کی مسافت ہے۔"

حضرت ام کلثوم بنت علیؓ کے تحائف:

راوی کا بیان ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت علیؓ نے کچھ خوشبوئیں اور درہم سے تحائف ڈاک کے ذریعہ ملکہ روم کے پاس بھیجے اور وہ وہاں پہنچ گئے تو ہرقل کی بیوی (ملکہ روم) نے اپنی خواتین کو جمع کر کے کہا:

ملکہ روم کے تحائف:

"یہ عرب کی ملکہ اور ان کے پیغمبر کی بیٹی کے تحائف ہیں۔"

اس کے بعد ملکہ روم نے ان سے خط و کتابت کی اور اس کے بدلے میں تحائف بھیجے جن میں ایک نہایت قیمتی ہار بھی تھا۔ جب وہ لے کر آیا تو حضرت عمرؓ نے ان کے تحائف کو روک دیا اور لوگوں کو نماز کے لیے بلوایا۔ جب وہ جمع ہو گئے تو آپ نے ان کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر یہ فرمایا:

عوام سے مشورہ:

"کسی بھی کام میں مشورہ کیے بغیر انجام دینا ہو اس میں بھلائی نہیں ہوتی ہے۔ تم مجھے مشورہ دو کہ ام کلثومؓ نے ملکہ روم کو تحائف بھیجے تھے (اس کے جواب میں) ملکہ روم نے تحائف بھیجے ہیں۔"

لوگوں کا مشورہ:

کچھ لوگوں نے کہا: "یہ تحائف ان کے تحائف کے بدلے میں ہیں اس لیے وہی (ام کلثومؓ) اس کی حقدار ہیں۔ ملکہ روم کا آپ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ وہ آپ کے ماتحت ہے کہ آپ سے ڈرے۔" دوسرے لوگوں نے کہا:

"ہم کپڑے تحفے کے طور پر بھیجا کرتے تھے تاکہ ہمیں اس کا بدلہ ملے اور ہم انہیں اس لیے بھیجا کرتے تھے تاکہ وہ فروخت ہوں اور ہمیں ان کی قیمت حاصل ہو۔" آپ نے فرمایا: "لیکن یہ قاصد مسلمانوں کا قاصد ہے اور برید ان کا ہرکارہ ہے۔"

آخر کار آپ نے حکم دیا کہ یہ تحائف بیت المال میں جمع کر دیے جائیں اور انہیں (حضرت ام کلثومؓ) کو ان کے خرچ کے مطابق رقم واپس کی گئی۔

بحری جنگ کا آغاز:

خالد بن معدان روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے عہد میں بحری جنگ کی۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے اجازت طلب کی تھی مگر انہوں نے اجازت نہیں دی تھی۔ جب حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو امیر معاویہ انھیں اس طرف متوجہ کراتے رہے یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آخر کار اس کا ارادہ کرلیا۔ تاہم آپ نے فرمایا: "تم خود (سپاہیوں کا) انتخاب نہ کرو اور نہ قرعہ اندازی کرو بلکہ انھیں اختیار دے دو جو خوشی سے بحری جنگ کے لیے جانا چاہے اسے ساتھ لے جاؤ اور اس کی مدد کرو۔" چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور بحری فوج پر عبداللہ بن قیس حارثی کو سالار بنایا۔

پچاس حملے:

انھوں نے پچاس حملے ان میں سے کچھ موسم سرما میں کیے اور کچھ موسم گرما میں۔ ان تمام حملوں میں نہ تو کوئی غرق ہوا اور نہ کسی کو نقصان پہنچا۔ وہ عبداللہ سے یہ دعا مانگتے تھے کہ "خدا ان کے لشکر کو خیر و عافیت عطا کرے اور انھیں کسی کے صدمے میں مبتلا نہ کرے"۔

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

چنانچہ اللہ نے ایسا ہی کیا جب اللہ نے صرف انھیں مبتلا کرنا چاہا تو وہ خبر رسانی کی ایک کشتی میں سوار ہو گئے اور رومی علاقے کی ایک بندرگاہ پر پہنچ گئے وہاں سائلوں اور محتاجوں کی ایک جماعت موجود تھی انھوں نے ان لوگوں کو خیرات دی ان میں سے ایک مانگنے والی عورت اپنے گاؤں لوٹی اور وہاں کے مردوں سے کہنے لگی: "کیا تم عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کو پکڑنا چاہتے ہو؟" وہ بولے: "وہ کہاں ہے؟"۔

وہ بولی: "وہ اس ساحل پر ہے۔" وہ کہنے لگے: "کم بخت! تجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہے؟ وہ تو ان کا سردار ہے؟" وہ عورت بولی: "کیا تم اتنے نکمے ہو کہ تم عبداللہ کو نہیں پہچان سکتے ہو"۔

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی شہادت:

اس پر وہ مقابلے کے لیے پہنچے اور ان پر حملہ کردیا اور ان سے جنگ کرتے رہے تا آنکہ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ تنہا فوت ہو گئے۔ ملاح بچ کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ وہ وہاں پہنچا اس وقت ان کے جانشین سفیان بن عوف ازدی تھے۔ وہ ان سے جنگ کرتے رہے۔ آخر کار بیزار ہو کر اپنے ساتھیوں کو ملامت کرنے لگے۔

(یہ حال دیکھ کر) عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے کہا: "ہائے عبداللہ! عبداللہ جنگ کے وقت اس طرح باتیں نہیں کرتے تھے"۔ سفیان نے پوچھا:

"وہ کیا کہتے تھے؟"۔

وہ بولی:

"وہ باتیں کرنا چھوڑ کر جنگ کے مشکل مقاموں میں گھس جاتے تھے اور ہماری حفاظت کا فرض ادا کیا کرتے تھے"۔

بہر حال اس وقت مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا۔ یہ عبداللہ بن قیس حارثی کا آخری زمانہ تھا۔

محتاج عورت کی شناخت:

لوگوں نے اس محتاج عورت سے پوچھا: "تم نے کیونکر انھیں (عبداللہ بن قیس کو) پہچان لیا؟" وہ بولی: "اس کے خیرات دینے

[illegible]

[illegible] عبداللہ بن [illegible]

[illegible]

حکام کے نام ہدایت

حضرت عثمان [illegible] حکام کے نام یہ ہدایت [illegible]

[illegible] حضرت عمر [illegible]

[illegible]

عہد شکنی

[illegible] حضرت عمر [illegible] حضرت عثمان [illegible]

[illegible]

اہل نجران سے معاہدہ

[illegible]

[illegible]

قبرص پر حملہ

[illegible] قبرص [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] فرماتے ہیں

[illegible]

آپ اپنے دین کا انتخاب ہوش کر کے کریں جب کہ اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا کی اور کفر اور اہل کفر کو ذلت دی ہے۔

آپ پر عمرو نے اپنی تحریر سے خوب حجت پوری کر دیا

جنگی قیدیوں کا تسلط:

”جب کوئی قوم اللہ کے احکام کو ترک کر دیتی ہے تو وہ اللہ کے نزدیک کس قدر حقیر ہو جاتی ہے۔ یہ قوم بھی کبھی قاہر دوسروں پر غالب اور طاقتور ہوتی ہے جو ملک و سلطنت کی مالک ہوتی ہے۔ مگر جب وہ اللہ کے حکم کو نظر انداز کرتی ہے تو اس کی وہ حالت ہو جاتی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ اس وقت یہ جنگی قیدی ان پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ اور جب یہ قیدی کسی قوم پر مسلط ہو جائیں تو اللہ کو ان کی ضرورت نہیں ہوتی۔“

معاہدہ کی شرائط:

واقدی ابو معبد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل قبرص سے مصالحت کی تھی۔ سب سے پہلے انہوں نے روم پر حملہ کیا تو اس معاہدہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ وہ مسلمانوں کی اجازت کے بغیر ان کے رومی دشمنوں سے کوئی شادی نہیں کریں گے۔

متفرق واقعات:

واقدی کے قول کے مطابق حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے روم کے سوری علاقے پر حملہ کیا۔ اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نائلہ بنت الفرافصہ سے نکاح کیا جو عیسائی تھیں، اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں اپنے مکان کی تعمیر سے فراغت حاصل کی۔

واقدی کے قول کے مطابق اس سال فارس کی پہلی فتح ہوئی اور اصطخر کی آخری جنگ ہوئی اس وقت ان کے سپہ سالار عبداللہ بن عامر تھے۔

اس سال بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔

* * *

باب ۱۵

۲۹ھ کے مشہور واقعات

اس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کی گورنری کے بعد بصرہ سے معزول کر دیا وہ چھ سال تک بصرہ کے حاکم رہے تھے آپ نے (ان کی جگہ) عبداللہ بن عامر بن کریز کو بصرہ کا حاکم بنایا، وہ ان دنوں پچیس سال کے تھے۔

بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے تین سال تک حاکم رہے۔

عبداللہ بن عامر بن کریز کا تقرر:

عوف اعرابی کی روایت ہے کہ غیلان بن خرشہ ضبی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کیا تمہارے ہاں کوئی کم سن نہیں ہے جسے تم بصرہ کا حاکم بنا دو، آپ کب تک اس بوڑھے آدمی (ابو موسیٰ اشعری) کو بصرہ کا حاکم بنائے رکھیں گے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد چھ سال تک وہاں حاکم رہے تھے اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا (اور ان کی جگہ) عبداللہ بن عامر بن کریز کو مقرر کیا ان کی والدہ ام حکیم بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ماموں زاد بھائی تھے جب ۲۵ سال کی عمر میں بصرہ آئے تو اس وقت وہ کم سن ہی تھے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی معزولی:

سیف کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ پر تین سال تک بحال رکھا چوتھے سال انہوں نے انہیں معزول کر دیا۔

دیگر حکام کا تقرر:

انہوں نے عمیر بن عثمان بن سعد رضی اللہ عنہ کو خراسان کا حاکم مقرر کیا اور سجستان کا حاکم انہوں نے عبداللہ بن عمیر لیثی ثعلبی کو مقرر کیا۔ انہوں نے وہاں دشمنوں کو خوب کچلا یہاں تک کہ وہ کابل تک پہنچ گئے اور عمیر نے خراسان میں دشمن کو مغلوب کرتے ہوئے فرغانہ تک پہنچ گئے اور وہاں کے ہر شہر کی اصلاح کی۔

کرمان کی جنگ:

حضرت عثمان نے عبیداللہ بن معمر تیمی رضی اللہ عنہ کو کرمان بھیجا انہوں نے بھی وہاں دشمنوں کو مغلوب کیا یہاں تک کہ وہ قفص تک پہنچ گئے۔

دیگر انتظامات:

عبدالرحمٰن بن غبیس کو مکران بھیجا گیا اور عمران بن فضیل برجمی کو فارس بھیجا گیا تھا جب کہ حصین بن ابی الحر عنبری کو [illegible] مقرر کیا گیا تھا۔

پھر عبداللہ بن عمیر ؓ کو معزول کر دیا گیا تھا۔ جب عبداللہ بن عامر ؓ حاکم مقرر ہوئے تو انھوں نے انھیں ایک سال تک برقرار رکھا پھر انھیں معزول کر دیا۔

عاصم بن عمرو کو حاکم مقرر کیا گیا اور عبدالرحمن بن عبیس کو معزول کر دیا گیا۔ اور عدی بن سہیل بن عدی کو لوٹا دیا۔

کردوں کے خلاف جہاد:

خلافت عثمان ؓ کے تیسرے سال اہل ایذج اور کردوں نے عہد شکنی کی اس موقع پر حضرت ابوموسیٰ ؓ نے (جہاد کا) لوگوں میں اعلان کرا دیا اور انھیں دعوت جہاد دے کر جہاد کی فضیلت بیان کی اور پیدل چل کر جہاد کرنے کو افضل قرار دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے اپنی سواریاں چھوڑ دیں اور عزم مصمم کر لیا کہ وہ پیدل روانہ ہوں گے۔ دوسرے لوگوں نے کہا "نہیں ہم جلدی نہیں کریں گے بلکہ یہ دیکھیں گے کہ وہ خود کیا کرتے ہیں اگر ان کا (ابوموسیٰ اشعری ؓ کا) عمل ان کے قول کے مطابق ہوا تو ہم بھی اپنے ساتھیوں کی پیروی کریں گے۔

پیدل جہاد:

جب ایک دن باقی رہا تو وہ روانہ ہوئے اور اپنے محل سے اپنا سامان چالیس خچروں پر لاد کر نکالا (یہ دیکھ کر) یہ لوگ ان کی باگ سے لپٹ گئے اور کہنے لگے "آپ ہمیں ان فالتو جانوروں پر سوار کرائیں اور ہمیں پیدل نہ تھکائیں" حضرت ابوموسیٰ ؓ نے انھیں بمشکل قائل کر دیا تو انھوں نے ان کی سواری چھوڑ دی اور وہ چلے گئے۔

استعفاء کا مطالبہ:

اس کے بعد یہ لوگ حضرت عثمان ؓ کے پاس آئے اور ان سے (حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کے) استعفاء کا مطالبہ کیا۔ اور کہنے لگے "ہم یہی چاہتے ہیں کہ آپ انھیں تبدیل کر دیں" حضرت عثمان ؓ نے پوچھا "تم کس کو پسند کرتے ہو؟" غیلان بن خرشہ نے کہا:

> "آپ کسی کو ان کے بجائے مقرر کر دیں اگر آپ کسی نوجوان کو بھی مقرر کر دیں گے تو وہ بھی ان سے بہتر ہوگا"۔

نئے حکام:

اس پر حضرت عثمان ؓ نے عبداللہ بن عامر ؓ کو بلایا اور انھیں بصرہ کا حاکم مقرر کیا نیز عبیداللہ بن معمر ؓ کو فارس تبدیل کر دیا اور ان کے بجائے عمیر بن عثمان بن سعد ؓ کو مقرر کیا۔

خراسان و سجستان کے حکام:

اپنی خلافت کے چوتھے سال حضرت عثمان ؓ نے خراسان پر امین بن احمر یشکری کو مقرر کیا اور اسی سال عمران بن فصیل برجمی کو سجستان کا حاکم مقرر کیا اور عاصم بن عمرو کو کرمان کا حاکم مقرر کیا۔ اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

عبیداللہ کی شہادت:

اس کے بعد اہل فارس نے شورش برپا کی اور عبیداللہ بن معمر ؓ کے ساتھ عہد شکنی کی اور ان کے مقابلے کے لیے اصطخر کے مقام پر اکٹھے ہو گئے۔ چنانچہ اصطخر کے دروازے پر جنگ ہوئی جس میں عبیداللہ شہید ہوئے اور ان کے لشکر کو شکست ہوئی۔

اصطخر کی جنگ:

جب اس کی خبر عبداللہ بن عامر کو پہنچی تو انہوں نے اہل بصرہ کو جہاد پر ابھارا تو جہاد پر جانے والے لوگوں کی جنگی تعداد بڑھ گئی۔ ان کے ہراول دستے کے سپہ سالار عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تھے۔ چنانچہ جب ان کا اصطخر میں دشمن سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے دشمن کی قوت کا صفایا کر دیا جس کے بعد وہ پھر نہیں اٹھے۔

اضلاع فارس کے حکام:

اس فتح کی اطلاع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دی گئی تو انہوں نے تحریر فرمایا کہ حسب ذیل حضرات فارس کے اضلاع پر حاکم مقرر کیے جائیں۔ ۱۔ ہرم بن حسان یشکری ۲۔ ہرم بن حیان عبدی ۳۔ خریت بن راشد ۴۔ منجاب بن راشد ۵۔ ترجمان ہجیمی۔

خراسان کے حکام:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خراسان کے علاقوں کو چھ حصوں میں تقسیم کر کے ان پر چھ حکام مقرر کیے۔ ۱۔ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ مرو کے دونوں علاقوں پر مقرر ہوئے۔ ۲۔ حبیب بن قرہ یربوعی بلخ کے حاکم مقرر ہوئے۔ یہ علاقہ اہل کوفہ نے فتح کیا تھا۔ ۳۔ خالد بن عبداللہ بن زہیر ہرات کے حاکم مقرر ہوئے۔ ۴۔ امین بن احمر یشکری طوس کے حاکم مقرر ہوئے۔ ۵۔ قیس بن ہبیرہ سلمی نیشاپور کے حاکم مقرر ہوئے۔ ۶۔ عبداللہ بن خازم جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی وفات پر تمام علاقہ قیس کے ماتحت کر دیا تھا پھر ان کی بھی وفات ہوئی جب کہ قیس خراسان میں تھے۔

سجستان کے حاکم:

عمیر بن احمر کو سجستان پر بھی حاکم مقرر کیا گیا تھا۔ پھر وہاں کا حاکم عبدالرحمٰن بن سمرہ کو مقرر کیا جو قبیلہ عبد شمس سے تعلق رکھتے تھے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو اس وقت بھی وہ وہاں کے حاکم تھے۔

کرمان و فارس کے حکام:

ان کی وفات کے وقت عمران کرمان کے حاکم تھے اور عمیر بن عثمان بن سعد فارس کے حکمران تھے اور ابن کندیر قشیری مکران کے حاکم تھے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی مخالفت:

علی بن مجاہد کی روایت ہے کہ غیلان بن خرشہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: "کیا آپ کے پاس کوئی ایسا لڑکا نہیں ہے جسے آپ ترقی دے کر بلند کر دیں؟ کیا آپ کے پاس کوئی قریب انسان نہیں ہے جسے آپ بنا دیں؟ اے قبیلہ قریش! کب تک یہ بوڑھا اشعری رضی اللہ عنہ اس ملک کو کھاتا رہے گا۔" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ بات پسند آئی تو انہوں نے عبداللہ بن عامر کو حاکم مقرر کر دیا۔

دونوں لشکروں کا سردار:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر کو حاکم مقرر کیا تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تمہارے پاس (حاکم ہو کر) نجابت خرچ کرنے والا انجیب الطرفین نوجوان آئے گا جسے دونوں لشکر کا سردار بنایا جائے گا۔"

چنانچہ جب عبداللہ بن عامر بصرہ آئے تو انہوں نے (حضرت) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ دونوں کی

[illegible] کے تھے۔

ابن عامر کا عہدہ:

بعض کی روایت ہے کہ قیس [illegible] حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں عبداللہ بن عامر نے ان کو [illegible] مقرر کیا۔ عبداللہ [illegible] عبداللہ بن خازم نے ابن عامر سے درخواست کی "آپ مجھے خراسان کی حکومت کا عہد نامہ لکھ دیں کہ جب قیس یہاں سے چلے جائیں تو مجھے حاکم بنایا جائے" انہوں نے ایسا ہی کیا۔

خراسان کی حکومت:

جب حضرت عثمان غنیؓ شہید ہو گئے [illegible] قیس نے پوچھا "تمہارا کیا مشورہ ہے؟" [illegible] آپ مجھے اپنا جانشین بنا دیں۔ چنانچہ انہیں جانشین بنا دیا گیا۔ اس کے بعد ابن خازم نے [illegible] خراسان پر قبضہ کر لیا اور حضرت علیؓ کی خلافت [illegible] والدہ [illegible] تھیں۔

فتح فارس

اس سال واقدی اور ابو معشر کی روایت کے مطابق عبداللہ بن عامر نے فارس کو فتح کر لیا سیف کی روایت ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

مسجد نبوی کی توسیع:

اس سال یعنی ۲۹ھ میں حضرت عثمان غنیؓ نے مسجد نبوی میں اضافہ کیا اور اس کی توسیع کی انہوں نے ماہ ربیع الاول میں مسجد نبوی کی تعمیر کا آغاز کیا۔ انہوں نے منقش پتھروں سے مسجد کی تعمیر کرائی اور ستون ان پتھروں کے بنوائے [illegible] اور چھت ساگوان کی لکڑی کی بنوائی [illegible] کر دی۔ اس کے دروازے [illegible] جیسے حضرت عمرؓ کے عہد میں تھے۔ یعنی چھ دروازے تھے۔

منیٰ میں خیمہ

اس سال بھی حضرت عثمان غنیؓ نے مسلمانوں کو لے کر حج کیا۔ انہوں نے منیٰ کے مقام پر ایک خیمہ نصب کیا۔ حضرت عثمان غنیؓ پہلے شخص تھے جنہوں نے یہاں خیمہ نصب کیا اور منیٰ اور عرفہ میں پوری نماز پڑھائی۔

منیٰ میں مکمل نماز:

واقدی کی روایت کے مطابق صالح بن کیسان کہتے ہیں "میں نے حضرت ابن عباسؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے پہلے لوگوں نے حضرت عثمان غنیؓ کے خلاف جو کھلی بات کہی وہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنے عہد خلافت میں [illegible] جب ان کا چھٹا سال (خلافت) [illegible] تو انہوں نے منیٰ میں پوری نماز پڑھی۔ اس پر بعض صحابہؓ نے ان پر اعتراض کیا اور جو ان کے مخالف تھے انہوں نے [illegible]۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اعتراض:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کے پاس آ کر فرمایا: "ایسی بات پہلے نہیں ہوئی اور نہ زیادہ عرصہ گزرا جب کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ وہ (اس موقع پر) دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ پھر (حضرت) ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور آپ بھی اپنی خلافت کے آغاز میں (دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے) مجھے نہیں معلوم ہے کہ آپ نے کس طرح رجوع کیا" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یہ میرا اتفاقی اجتہاد ہے"۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی گفتگو:

واقدی کی دوسری روایت ہے کہ (اس سال) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ کے قیام پر چار رکعت نماز پڑھائی۔ اس موقع پر ایک شخص حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور کہا "کیا تمہیں اپنے بھائی (عثمانؓ) کے بارے میں اس بات کا علم ہے کہ انہوں نے چار رکعت نماز (منیٰ میں) پڑھائی۔ اس موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو دو رکعت نماز پڑھائی تھی۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا:

خلاف سنت عمل:

"کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس مقام پر دو رکعت نماز نہیں پڑھی تھی؟" وہ بولے "کیوں نہیں (اسی طرح نماز پڑھی تھی)" پھر وہ بولے "کیا تم نے حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں یہاں دو رکعت نماز پڑھی تھی؟" وہ بولے ہاں! پھر انہوں نے پوچھا: "کیا تم نے اپنی خلافت کے ابتدائی زمانے میں یہاں دو رکعت نماز پڑھائی تھی؟" وہ بولے "ہاں!" اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے ابو محمد! (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) اب تم میرا جواب سنو:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دلائل:

> "مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ اہل یمن کے بعض اکھڑ لوگ جو حج کر کے واپس چلے گئے تھے وہ پچھلے سال حج سے فارغ ہو کر یہ کہنے لگے تھے:
>
> "مقیم کی نماز بھی دو رکعتیں ہیں کیونکہ تمہارے یہ خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ بھی دو رکعت نماز پڑھاتے ہیں"۔
>
> اس کے علاوہ میں نے مکہ معظمہ کو اپنا گھر اور وطن بنالیا ہے اس لیے میری یہ رائے ہے کہ میں چار رکعت نماز پڑھاؤں۔ اور مجھے ان لوگوں کے بارے میں یہ اندیشہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ میں نے مکہ میں نکاح کر لیا ہے اور طائف میں میرا مال رکھا ہوا ہے۔ اور میں اس کی خبر گیری کے لیے جاتا ہوں اور وہاں قیام کرتا ہوں"۔

پہلی بات کا جواب:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> "ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے۔ جو تمہارے لیے معقول عذر بن سکے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ نے مکہ معظمہ کو گھر بنالیا ہے مگر آپ کی بیوی مدینہ میں رہتی ہیں۔ آپ جب چاہیں انہیں لے جاتے ہیں اور جب چاہیں انہیں واپس لے آتے ہیں آپ کا مستقل قیام اپنے گھر میں ہے"۔

دوسری بات کا جواب

دوسری بات آپ یہ کہتے ہیں کہ "میرا مال (یا جائداد) طائف میں ہے" تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ آپ کے اور طائف کے درمیان تین دن کی مسافت ہے۔ آپ طائف کے رہنے والے نہیں ہیں۔

آپ نے تیسری بات یہ کہی ہے کہ "تمہارا امام (خلیفہ) جہاں ٹھہرے وہیں مقیم ہوتا ہے" تو رسول اللہ ﷺ پر جب کہ آپ پر وحی نازل ہوتی تھی اور اسلام کمزور تھا، آپ بھی دو رکعت پڑھتے تھے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی خلیفہ بنائے گئے یا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تمام وقت دو رکعت نماز پڑھائی۔

مخالفت سے پرہیز

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"یہ اجتہادی مسئلہ ہے۔"

(پھر جب) حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ چلے آئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے پوچھا کیا آپ کو اس کے علاوہ کوئی اور بات معلوم ہے؟ انہوں نے کہا "نہیں" پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا "پھر میں کیا کروں؟" وہ بولے "تم اپنی معلومات کے مطابق عمل کرو" حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مخالفت میں شر (فساد) ہے (الخلاف شر) جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے چار رکعت نماز پڑھائی ہے تو میں نے بھی اپنے ساتھیوں کو چار رکعت نماز پڑھائی۔"

خلیفہ کی اطاعت

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"جب مجھے خبر ملی کہ انہوں نے چار رکعت نماز پڑھائی تو (اس کے باوجود) میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی مگر اب جیسا وہ کہتے ہیں ہم ویسا کریں گے۔ یعنی ہم ان کے ساتھ چار رکعت نماز پڑھیں گے۔"

* * *

۳۰ھ کے مشہور واقعات

ابو معشر، واقدی اور علی ابن محمد المدائنی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت سعید ابن العاص رضی اللہ عنہ نے ۳۰ھ میں طبرستان پر حملہ کیا مگر سیف بن عمر کی روایت ہے کہ طبرستان کے اصبہند نے سوید بن مقرن کو مال دے کر مصالحت کر لی تھی اور سوید نے یہ مال لے لیا۔ اس واقعہ کا تذکرہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے حالات میں کر چکے ہیں۔ مگر علی بن محمد المدائنی یہ بیان کرتے ہیں کہ طبرستان پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں کوئی حملہ نہیں ہوا، البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے ۳۰ھ میں یہاں حملہ کیا تھا۔

جنگ طبرستان

مدائنی کی روایت کے مطابق اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ۳۰ھ میں کوفہ سے روانہ ہوئے۔ وہ خراسان جانا چاہتے تھے۔ ان کے ساتھ حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ ان کے ساتھ حسن، حسین، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن الخطاب، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن زبیر بھی تھے۔

ابن عامر رضی اللہ عنہ کی روانگی:

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی بصرہ سے (فوج) لے کر روانہ ہوئے۔ ان کی منزل مقصود بھی خراسان تھی اور وہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے پہلے پہنچ گئے تھے اور ابرشہر میں خیمہ زن ہو گئے تھے۔

اہل جرجان سے مصالحت:

جب سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ وہ ابرشہر پہنچ گئے ہیں تو سعید قومس میں خیمہ زن ہوئے یہاں کے لوگوں نے جنگ نہاوند کے بعد حذیفہ سے صلح کر لی تھی۔ اس لیے وہ جرجان آئے۔ وہاں کے لوگوں نے دو لاکھ رقم دے کر صلح کر لی۔ پھر وہ طمیسہ آئے یہ تمام علاقہ طبرستان کا تھا اور جرجان کا سرحدی علاقہ تھا۔ ساحل پر ایک شہر تھا۔

طمیسہ کی جنگ:

یہاں کے لوگوں نے ان سے شدید جنگ کی۔ یہاں تک کہ انہوں نے نماز خوف پڑھی۔ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوۃ الخوف کیسے پڑھائی۔"

سعید رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں ایک مشرک کے کندھے پر تلوار کا وار کیا تو اس کی بغل میں سے تلوار نکل گئی پھر وہاں کے دشمن کا محاصرہ کر لیا۔

دشمن کا مطالبہ:

آخر کار دشمن نے پناہ طلب کی تو انہوں نے اس شرط پر انہیں پناہ دی کہ وہ ان میں سے ایک آدمی کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ جب یہ

امن دیے جانے کی شرط پر ... تو انھوں نے ایک شخص کے سوا باقی سب کو قتل کر دیا اور قلعہ میں جو کچھ (مال و اسباب) تھا

اس سب پر قبضہ کر لیا۔

اکابر صحابہؓ کی شرکت:

25 حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ... حنش بن مالک تغلبی کی روایت ہے کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے ۳۰ھ میں جہاد کیا ... جب وہ جرجان پہنچے تو ان کے ساتھ عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمرو بن العاص بھی تھے۔ ان سے ... ایک ... کا بیان ہے:

"میں ان کے ساتھ تھا ... جب وہ کھانے سے فارغ ہو جاتے تھے تو ان کے ... جو کچھ رہ جاتا تو مجھے ... کر دیا کرتا تھا۔ جب شام ہو جاتی تو وہ مجھے ... ادا کیا کرتے تھے۔"

محمد بن الحکم کی شہادت

کہا جاتا ہے کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ محمد بن الحکم بن ابی عقیل جو یوسف بن عمر ثقفی کے جد امجد تھے، شریک ہوئے۔ یوسف بن عمر نے (ایک دن) قحذم سے کہا:

"اے قحذم! کیا تم جانتے ہو کہ محمد بن الحکم نے کہاں وفات پائی؟"

وہ بولا: "ہاں، وہ طبرستان میں سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے۔" وہ بولے: "نہیں" (وہ سعید رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہاں گئے تھے تو انھوں نے وہیں وفات پائی۔ مگر سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کوفہ واپس آ گئے تھے اور کعب بن جعیل (شاعر) نے ان کی تعریف میں یہ اشعار کہے تھے:

کعب بن جعیل کے اشعار:

❶ وہ نوجوان کتنا اچھا ہے جس کی جولان گاہ بیابان کا علاقہ تھا۔

❷ تم جنگ کے دن ایک پوشیدہ شیر کی مانند تھے جو اپنی جھاڑی سے نکل کر صحرا میں آ گیا ہو۔

❸ تم سے پہلے کسی نے اتنے عظیم لشکر کی قیادت نہیں کی۔ اس لشکر میں اسی ہزار (۸۰۰۰۰) زرہ پوش اور نہتّے سپاہی شامل تھے۔

اہل جرجان کی عہد شکنی:

قلیب بن خلف کی روایت ہے کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے اہل جرجان سے صلح کر لی تھی۔ پھر انھوں نے (خراج دینا) روک دیا اور عہد شکنی کی کہ سعید رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی وہاں نہیں پہنچا۔ انھوں نے وہاں کا راستہ بھی مسدود کر دیا تھا۔ اس لیے جو کوئی قومس کے راستے سے خراسان جاتا تو وہ اہل جرجان سے بہت خوف زدہ رہتا تھا۔ چنانچہ خراسان کا راستہ فارس سے ہو کر کرمان سے مقرر تھا۔ اس کے بعد قتیبہ بن مسلم پہلا (شخص حکمران) تھا جس نے خراسان کا حاکم مقرر ہونے کے بعد قومس سے خراسان کے راستے کو جاری کیا۔

خراج کی ادائیگی بند:

قلیب بن خلف ہی کی دوسری روایت ہے کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے اہل جرجان سے صلح کر لی تھی۔ وہ کبھی ایک لاکھ کی رقم

کرتے تھے۔ رہتے تھے۔ [illegible] ان کی حکومت [illegible] آتے تھے۔ آتی تھی [illegible] بیٹھے تھے [illegible] پر بیٹھے تھے [illegible] اصحاب [illegible] اور [illegible] ان [illegible]۔

سعید بن العاص [illegible] (رضی اللہ عنہ) [illegible] ان کے [illegible] والوں سے [illegible] ان کے ساتھ [illegible] اس [illegible] سعید نے [illegible] کے متعلق [illegible] ہیں

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کا تقرر:

۳۰ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی حکومت سے معزول کیا اور ان کی بجائے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ یہ سیف کی روایت ہے۔

معزولی کے اسباب:

سیف کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جھگڑے کی اطلاع ہوئی تو دونوں پر سخت ناراض ہوئے [illegible] کا [illegible] کیا مگر پھر [illegible] (حضرت) سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور ان سے وہ مال [illegible] وصول کر لیا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بحال رکھا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی جگہ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا۔

ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا تقرر:

ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے [illegible] کے عامل تھے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسرے سال [illegible] کوفہ آئے (ان کے بعد تقرر میں) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک سال سے زیادہ حکومت کی تھی۔

محبوب شخصیت:

جب ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے تو وہ لوگوں کی سب سے زیادہ محبوب شخصیت بن گئے۔ کیونکہ وہ ان سے [illegible] سلوک کرتے رہے۔ پانچ سال تک ان کا [illegible] انہوں نے اپنے گھر پر دروازہ نہیں لگایا تھا [illegible] جو شخص ان کے پاس [illegible] آنے کے لیے آ جاتا۔

کوفہ کا فساد:

کچھ عرصے کے بعد کوفہ کے نوجوان [illegible] کے گھر [illegible] میں گھس کر اس پر حملہ کرنے لگے۔ وہ تلوار لے کر نکلے مگر جب انہوں نے ان کی کثرت دیکھی تو مدد کے لیے پکارنے لگے۔ وہ کہنے لگے [illegible] ایک ہی وار سے اس رات کے خوف سے نجات مل جائے گی۔ اس وقت ابو شریح خزاعی [illegible] دیکھ رہے تھے [illegible] مگر ان (نوجوانوں) نے اسے تلوار [illegible] کر ڈالا۔

[illegible]:

[illegible] نے ان [illegible] کی طرف سے [illegible] ابن الحیسمان [illegible]

اسدی اور شبیل بن ابی ازدی بھی شامل تھے۔ ان کے برخلاف ابوشریح اور ان کے فرزند نے یہ شہادت دی کہ یہ لوگ اس قتل میں شامل ہوئے۔ چنانچہ ولید نے دروازے پر ان کو قتل کروایا اور ان کے اقرار نے انہیں قتل کرا دیا۔

مفسدوں کی سزا

یہ فیصلہ ان کے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ میدان میں محل کے دروازہ کے قریب ان سب کو قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے بارے میں عمرو بن عاصم تمیمی (شاعر) نے یہ اشعار کہے ہیں:

- اے شرارت پسندو! تم اپنے پڑوسیوں کو حضرت ابن عفان (رضی اللہ عنہ) کی خلافت میں اپنے جرائم سے بچاؤ۔
- تم نے ابن عفان (رضی اللہ عنہ) کو آزمایا ہے، انہوں نے قرآن کریم (فرقان) کے حکم کے مطابق چوروں کا ہاتھ کاٹا۔
- وہ ہمیشہ کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں جو ان کے ہر قدم کے لیے روشن ہے۔

ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ کی ہجرت

ابو سعید روایت کرتے ہیں کہ ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے وہ مدینہ منورہ سے کوفہ میں اس لیے منتقل ہوئے تھے کہ وہ جہاد کے مقامات کے قریب رہیں۔ ایک رات جب کہ وہ چھت پر تھے انہوں نے اپنے پڑوسی کی چیخ و پکار کی آواز سنی انہوں نے جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ کوفہ کے نوجوانوں نے ان کو گھیر رکھا ہے۔ انہوں نے ان کے پڑوسی پر رات کے وقت حملہ کیا تھا اور وہ اس سے کہہ رہے تھے:

''حرکت نہ کرو، تلوار کا ایک وار ہے، جو تمہیں ختم کر دے گا''۔ اس کے بعد انہوں نے اسے مار ڈالا۔

اس واقعہ کے بعد ابوشریح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف کوچ کر گئے اور مدینہ واپس آ گئے اور اپنے اہل و عیال کو وہیں منتقل کر لیا۔

قسامت کا قانون:

اس قسم کے واقعات کی وجہ سے قسامت کا قانون جاری ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مقتول کا ولی (وارث) جس پر تہمت لگاتا ہو، تو اس کا مقصود یہ تھا کہ لوگ (آخر کار) قتل کرنے سے باز آ جائیں۔

قسامت کی توضیح:

نافع بن جبیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''قسامت (جماعتی حلف) مدعی علیہ اور اس کے رشتہ داروں پر ہے۔ جب کوئی گواہ دستیاب نہ ہو تو اس کے پچاس افراد حلف اٹھائیں گے اور اگر ان کی تعداد کم ہو یا ان میں سے کسی ایک شخص نے انکار کیا تو ان کی قسامت (حلف) رد کر دی جائے گی پھر مدعی اور اس کے افراد سے حلف لیا جائے گا۔ اگر ان میں سے پچاس افراد حلف اٹھائیں گے تو وہ (قصاص لینے کے) حق دار ہوں گے۔''

مہمان خانے کا قیام

محمد بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں ایک گھر تعمیر کرایا اور اس کے متعلق یہ اعلان کر دیا کہ جو لوگ دور دراز کے قبائل سے یہاں آئیں وہ یہاں ٹھہریں۔ جب کسی قبیلے یا کسی مخصوص قبیلے کا کوئی شخص یہاں قیام کرتا ہے اور ان کے خاندان یا قبیلے کے پاس

[illegible]

[illegible]

مہمان خانوں کی تعمیر

[illegible] مہمان خانے تعمیر کیے۔

ابو زبید سے تعلقات:

[illegible]

ولید کی مصاحبت

[illegible]

ابو زبید کی آمد و رفت:

[illegible]

ولید کا مہمان:

[illegible]

ولید کے خلاف سازش:

[illegible]

ہوتے اور وہ تو شراب نوشی میں مشغول ہیں"۔

شراب نوشی کا الزام:

یہ لوگ ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ولید کا گھر جس میں وہ رہتے تھے مسجد کے ساتھ تھا اس گھر کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ اس لیے وہ مسجد کی طرف سے وہاں گھس گئے۔ ولید بن عقبہ سمجھے کہ جب یہ لوگ آئیں تو انہوں نے کوئی چیز تخت کے نیچے چھپا دی۔ کسی شخص نے اس کے نیچے ہاتھ ڈال کر اسے نکالا تو وہ ایک طباق تھا جس میں انگور کے دانے تھے انہوں نے اسے اس لیے چھپایا تھا کہ اس بات پر ندامت محسوس ہوئی کہ لوگ یہ دیکھیں گے کہ طباق میں انگور کے دانوں کے علاوہ کوئی چیز نہیں۔

غلط بیانی پر ملامت:

یہ حالت دیکھ کر لوگ گھر سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ دوسرے لوگوں نے جب یہ بات سنی تو وہ آ کر انہیں سب و شتم (گالی گلوچ) کرنے لگے اور ان پر لعنت بھیجنے لگے۔ "ان لوگوں پر اللہ کا غضب نازل ہوا ہے"۔

افواہوں پر چشم پوشی

اس کے بعد لوگ اس معاملے پر بحث مباحثہ کرتے رہے (ولید کو اس بحث کی خبر بھی پہنچ گئی) اس نے اس بات کو پوشیدہ رکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع نہیں دی۔ بعض لوگوں کی اس گفتگو میں مداخلت بھی نہیں کی اور اس بات کو پسند نہیں کیا کہ وہ لوگوں کے درمیان فتنہ و فساد برپا کرے اس لیے وہ خاموشی کے ساتھ ان باتوں پر تحمل کرتا رہا۔

جنگ کا تذکرہ:

یحییٰ بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شعبی کو دیکھا کہ وہ عمرو بن ولید عقبی اور ابن عقبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جو عمر بن عبدالملک کے ساتھی تھے۔ عمر نے مسلمہ کی جنگ کا تذکرہ کیا تو وہ کہنے لگے:

ولید کے عمل کا زمانہ

اس کا ولید بن عقبہ کی جنگوں اور اس کی حکومت سے کوئی مقابلہ نہیں ہے جب وہ جہاد کے لیے روانہ ہوتے تھے تو وہ دور دراز کے مقامات تک پہنچ جاتے تھے۔ وہ کسی چیز میں کوتاہی نہیں کرتے تھے اور کسی نے ان سے عہد شکنی نہیں کی تھی۔ ان کا یہ طریقہ اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ وہ معزول ہوئے۔ اس زمانے میں باب کے علاقے میں عبدالرحمن بن ربیعہ باہلی بیٹھتے تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جواب:

عمرو بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: "ولید بن عقبہ شراب نوشی میں مشغول تھا" انہوں نے اس خبر کو اس قدر پھیلایا کہ یہ بات زبان زد عام ہو گئی۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جو ہم سے کوئی (عیب) پوشیدہ رکھے گا تو ہم اس کی ٹوہ میں نہیں لگیں گے اور اس کی پردہ دری نہیں کریں گے"۔

ولید کی ندامت:

یہ سن کر ولید نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ جب وہ آئے تو ولید نے ان کو برا بھلا کہا اور پوچھا "کیا تمہارے

جیسا شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ کوئی دوسرا اس کو اپنا جواب دے جیسا کہ تم نے جواب دیا ہے۔ میں نے تم کو پہچان لیا ہے یہ جواب تو مختصر شخص کے بارے میں دیا جاتا ہے۔''

ان پریشانیوں کا سبب شخص اور اس کا اعتراف تھا یعنی غضب کا اظہار۔ ان کے بعد ولید ایک دوسرے معاملہ کو

جادوگر کا معاملہ

سیف کی روایت ہے کہ ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر لایا گیا تو انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ دریافت کرے جادوگر کے خلاف حد شرعی معلوم کرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا

واقعہ کی تحقیق:

'' تمہیں کس نے بتایا ہے کہ یہ جادوگر ہے؟'' انہوں نے کہا '' یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ عجیب حرکات کرتا ہے۔ یہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ جادوگر ہے۔'' حضرت ابن مسعودؓ نے پوچھا '' تم لوگوں کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ جادوگر ہے؟'' وہ بولے '' یہ خود اس کا اقرار کرتا ہے۔'' آپ نے اس سے پوچھا '' کیا تم جادوگر ہو؟'' وہ بولا '' ہاں۔'' آپ نے فرمایا:

جادوگری کا ثبوت:

'' تم بتاؤ کہ جادو کیا ہے؟'' وہ بولا '' یہ دیکھو'' وہ ایک گدھے کی طرف بڑھا اور اس کی دم کی طرف سے سوار ہوا اور لوگوں کو دکھانے لگا کہ وہ اس کے منہ سے اور اس کے سرین سے نکل رہا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

حضرت ابن مسعودؓ نے (یہ دیکھ کر) فرمایا '' اسے قتل کر دو'' اس کے بعد ولید چلے گئے تو لوگوں نے مسجد میں یہ اعلان کرایا کہ ایک شخص ولید کے پاس جادو کے کھیل دکھا رہا ہے۔ اس طرح لوگ وہاں پہنچے اور جندب بھی اس موقع کو غنیمت جان کر وہاں پہنچا اور کہنے لگا '' وہ کہاں ہے؟ تاکہ میں اسے دیکھوں'' آخر کار حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ولید بن عقبہ کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ اس جادوگر کو قید رکھا جائے تاکہ وہ حضرت عثمانؓ کو اس بارے میں لکھیں۔ حضرت عثمانؓ نے لکھا کہ اس سے حلف لیا جائے اور تم لوگ اسے تعزیر دو اور اسے چھوڑ دو اور لوگوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے خیالات کے مطابق خود عمل نہ کریں اور کسی کو بغیر مشورہ کے تعزیر نہ دیں کیونکہ خطا کار کو تعزیر کرنے اور اسے تادیب کا حق حاکم کو حاصل ہے۔

ولیدؓ کے خلاف شکایت

جندب کے ساتھی اسے اٹھا کر لے گئے۔ یہ لوگ وہاں سے مدینہ پہنچے۔ ان میں ابو خشہ غفاری، جثامہ بن صعب بن جثامہ اور جندب شامل تھے۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ سے ولید کو معزول کرنے کی درخواست کی۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا

'' تم بدگمانی پر عمل کرتے ہو اور مسلمانوں میں غلط باتیں پھیلاتے ہو اور بلا اجازت کے نکل آتے ہو تم واپس چلے جاؤ۔''

اس طرح حضرت عثمانؓ نے انہیں واپس بھیج دیا۔

سازش کی گئی:

جب وہ کوفہ واپس آئے تو تمام مخالفین ان کے پاس پہنچے۔ انہوں نے ایک سازش تیار کی اور اس کے مطابق عمل کیا۔ ولید کے

ہاں کوئی دربان نہیں تھا اور نہ کوئی حاجب مانع تھا اس لیے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ گھر میں غافل پڑے تھے، ابوزینب الازدی اور ابومورع الاسدی ان کے گھر میں گھس گئے اور ان کی انگوٹھی اتار لی۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان دونوں نے ولید بن عقبہ کے خلاف شہادت دی ان کے ساتھ ان کے مددگار دوسرے بھی تھے۔

مخالفانہ شہادتیں:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو بلوایا۔ جب وہ آئے (اور شہادتیں لی گئیں) تو اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا حاکم سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تو وہ بولے:

ظاہری شہادت پر عمل:

"اے امیر المومنین! یہ دونوں مخالف دشمن ہیں۔" آپ نے فرمایا: "تمہیں اس بات سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ہم اس کے مطابق عمل کرتے ہیں جو ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جو ظلم کرے گا اللہ اس سے انتقام لے گا اور جو مظلوم ہوگا اس کو جزا دے گا"۔

سازش کا واقعہ:

سیف کی دوسری روایت ہے کہ کوفہ کے چند افراد اکٹھے ہو گئے اور وہ ولید بن عقبہ کو معزول کرانے کی سازش کرتے رہے۔ آخر کار ابوزینب بن عوف اور ابومورع الاسدی ان کے خلاف شہادت مہیا کرنے کے لیے تیار ہو گئے وہ ولید کے پاس آنے لگے۔ ولید بن عقبہ کی دو بیویاں تھیں ایک ذوالخمار کی بیٹی تھی اور دوسری ابو عقیل کی بیٹی تھیں۔ ان کے زنان خانے اور مردانہ نشست کے درمیان پردہ پڑا رہتا تھا۔ ایک دن وہ لوگ ولید کے پاس بیٹھے ہوئے تھے دوسرے لوگ تو چلے گئے مگر ابوزینب اور ابومورع بیٹھے رہے اتنے میں ولید کو نیند آ گئی (یہ موقع دیکھ کر) ان دونوں میں سے ایک نے ولید کی انگوٹھی اتار لی پھر وہ دونوں نکل آئے۔

انگوٹھی غائب:

جب ولید بیدار ہوئے تو ان کی دونوں بیویاں ان کے سرہانے موجود تھیں مگر ان کی انگوٹھی غائب تھی۔ انہوں نے ان دونوں سے پوچھا مگر انہیں اس کا کوئی علم نہ تھا پھر انہوں نے پوچھا:

"ان لوگوں میں سے آخر میں کون بیٹھا ہوا تھا" وہ بولیں "دو افراد تھے جنہیں ہم نہیں پہچانتے ہیں وہ دونوں آخر میں آپ کے پاس آئے تھے"۔ پھر پوچھا۔

مجرم کی تحقیق:

"ان کا حلیہ کیا تھا" وہ بولیں "ان دونوں میں سے ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھا اور دوسرا چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ چادر والا آپ سے بہت دور تھا" وہ بولے "کیا وہ دراز قد تھا؟" وہ بولیں "ہاں!" "اور کمبل والا آپ سے نزدیک تھا" وہ بولے "کیا وہ پستہ قد تھا" وہ بولیں "ہاں" "ہم نے اس کا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر دیکھا تھا۔ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ بولے:

"وہ ابوزینب تھا اور دوسرا ابومورع تھا وہ کسی سازش کے ماتحت آئے تھے۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ وہ کیا چاہتے ہیں"۔

دربار خلافت میں

[illegible]

کوڑے کی سزا

[illegible]

ولید کے بارے میں ایک واقعہ

[illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب

[illegible]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول

[illegible]

[illegible]

[illegible]

❶ [illegible]

❷ [illegible]

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کا تقرر

[illegible]

[illegible] تھے۔ جب ہم نے [illegible] تو وہ [illegible] ہو چکے تھے اور ہماری [illegible] کے [illegible] ہوئے تھے۔

اجمالی حالات

سعید بن العاص [illegible] تھے انہوں نے حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] قریش کے افراد کو [illegible] اور ان کے بارے میں [illegible] کرتے ہوئے انہوں نے سعید بن [illegible] کے [illegible] میں [illegible] سے [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] سعید بن العاص [illegible] انہوں نے سعید [illegible] ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سرپرستی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے بھتیجے! مجھے تمہاری [illegible] اور [illegible] ہیں۔ [illegible] سے [illegible] کیا" "کہ تمہارے [illegible]" [illegible] "میں نے [illegible] کو قتل نہیں کیا" [illegible] میں نے [illegible] انہوں نے [illegible] ہو تا۔

بے کس خواتین سے ہمدردی

اتفاق یہ ہوا کہ ایک دفعہ سعید [illegible] میں جا رہے تھے وہ ایک [illegible] کے پاس پہنچے وہاں انہیں چار خواتین [illegible] نظر آئیں انہوں نے پوچھا "تم کون ہو اور کس حال میں ہو؟" [illegible] "ہم [illegible]" [illegible] کی [illegible] تھیں۔ [illegible] ہمارے مرد [illegible] ہو گئے ہیں اور [illegible] تو ان کی خواتین [illegible] ہو جاتی ہیں [illegible] سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک لڑکی سے نکاح کر لیا۔ دوسری لڑکی سے [illegible] کا نکاح کیا [illegible] عقبہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] سے [illegible]۔

اس کے بعد [illegible] انہوں نے [illegible] ہمارے [illegible] ہو گئے ہیں [illegible] تم [illegible] اپنے [illegible] کر لو۔

دوسرے خاندان میں نکاح

چنانچہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک لڑکی سے نکاح کیا اور دوسری لڑکی سے [illegible] رضی اللہ عنہ نے [illegible] ان لوگوں سے رشتہ داری قائم ہوگئی۔ [illegible] کے [illegible] نے [illegible] رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے میں [illegible] تھے [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] سے [illegible] سعید بن العاص [illegible] میں ہو گیا تھا۔

سعید جمحی کی آمد

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کوفہ [illegible] کی حیثیت سے [illegible] ولید بن عقبہ [illegible] سے [illegible] تھے [illegible] وہ لوگ تھے [illegible]

ساتھ ان کی شکایت کرنے کے لیے گئے تھے، اب ان کے ساتھ (سعید بن العاص) مدینہ سے ساتھ کوفہ آ گئے۔

سعید رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

سعید بن العاص منبر پر آئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا

"خدا کی قسم! میں یہاں کا والی ہو کر آنا پسند نہیں کرتا تھا، مگر میں مجبور تھا اس لیے کہ مجھے حکم دیا گیا تو میں نے تعمیل حکم کر دی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ (یہاں) فتنہ و فساد نے اپنی جڑیں مضبوط کر لی ہیں۔ خدا کی قسم! میں اس کا قلع قمع کر کے رہوں گا یا اپنی عاجزی کا اعلان کروں گا اور آج ہی سے اس کے لیے کوشش شروع کر دوں گا۔"

یہ کہہ کر وہ منبر سے اتر آئے۔ پھر انہوں نے اس علاقے کے بارے میں تحقیقات کیں اور ان کے حالات سے مطلع ہوئے۔ آخر کار انہوں نے اپنی تحقیقات کے نتائج سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بذریعہ تحریر یوں مطلع فرمایا

تحقیقات کا نتیجہ

"اہل کوفہ کے معاملات خراب ہو گئے ہیں۔ شرفاء اور شریف خاندان مغلوب ہو گئے ہیں، بعد کے آئے ہوئے لوگ اور اعراب یہاں کے معاملات پر غالب ہو گئے ہیں یہاں تک کہ شریفوں اور بہادر اشخاص کو کوئی نہیں پوچھتا ہے۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں تحریر فرمایا "تم قدیم اور سابقہ خدمات کے ان لوگوں کو ترجیح دو جن کے ہاتھوں پر اللہ نے یہ ملک فتح کرایا ہے اور جو ان کی بدولت یہاں مقیم ہوئے ہیں۔ انہیں ان کا تابع قرار دو۔ ہاں اگر وہ اس صورت کے برعکس (اصلی باشندے) حق و صداقت کے کام چھوڑ دیں اور ان میں سستی کریں اور انہیں انجام دینے سے گریز کریں اور دوسرے لوگ یہ کام انجام دے رہے ہوں۔"

مردم شناسی کی ہدایت:

تم ہر ایک کی حیثیت اور مرتبہ کا خیال رکھو اور ہر ایک کے حق کا سب سے زیادہ خیال رکھو کیونکہ مردم شناسی کے ذریعہ عدل و انصاف قائم ہوتا ہے۔

شرفاء سے خطاب:

(اس روایت کے مطابق) سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان معزز حضرات کو بلوایا جنہوں نے اسلامی جنگوں اور بالخصوص جنگ قادسیہ میں حصہ لیا تھا انہیں مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا

"تم اپنی قوم کی شکل و صورت (چہرہ) ہو اور چہرے کے ذریعہ (قوم کے جسم) کا پتہ چلتا ہے۔ تم ہمیں ضرورت مندوں کی ضرورتوں سے مطلع کرو اور حاجت مندوں کی حاجتیں پیش کرو۔ میں ان کے ساتھ ان لوگوں کو بھی شامل کروں گا جو بعد میں آ کر مقیم ہوئے ہیں۔"

تقریر کے اثرات:

(اس تقریر کے بعد) ایسا معلوم ہوا کہ کوفہ خشک (گھاس) تھا جس میں آگ لگ گئی ہو۔ اس کے بعد مختلف اقسام کی افواہیں اور چہ میگوئیاں ہونے لگیں تا آنکہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس صورت حال سے مطلع کیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ذمی حقوق:

[illegible]

فوجی کیمپ:

[illegible]

◆

خاتم مبارک کی گمشدگی

۳۰ھ میں رسول اللہ ﷺ کی خاتم مبارک حضرت عثمان ؓ کے ہاتھ سے بئر اریس (کنویں) میں گر گئی۔ یہ کنواں مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر تھا اس میں سب سے تھوڑا سا پانی تھا۔ مگر اب تک اس کی انگوٹھی کا پتہ نہیں چل سکا۔

انگوٹھی کی ضرورت:

حضرت ابن عباس ؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قصد فرمایا کہ آپ عجمی بادشاہوں کو خطوط لکھیں اور انہیں اللہ (کے مذہب کو قبول کرنے) کی دعوت دیں ایک شخص نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ صرف مہر زدہ خطوط قبول کرتے ہیں"۔

خاتم نبوت:

اس پر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ آپ کے لیے ایک لوہے کی انگوٹھی تیار کی جائے۔ اسے آپ نے اپنی انگلی میں پہن لیا۔ اس کے بعد جبرئیل ؑ آئے اور کہا۔

"آپ اسے اپنی انگلی سے اتار دیں"۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی انگلی سے اتار دیا۔ اور حکم دیا کہ آپ کے لیے دوسری انگوٹھی تیار کی جائے۔ چنانچہ آپ کے لیے تانبے کی ایک انگوٹھی تیار کی گئی اور آپ نے اسے اپنی انگلی میں پہن لیا۔ اس کے بعد پھر حضرت جبرئیل ؑ آئے اور کہنے لگے: "آپ اسے بھی اپنی انگلی سے اتار دیں" چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے بھی اپنی انگلی سے اتار دیا۔

چاندی کی انگوٹھی:

پھر آپ نے حکم دیا کہ آپ کے لیے چاندی کی انگوٹھی بنائی جائے چنانچہ چاندی کی انگوٹھی آپ کے لیے تیار کی گئی۔ اسے آپ نے اپنی انگشت مبارک میں پہن لیا۔ اس انگوٹھی کو حضرت جبرئیل ؑ نے برقرار رکھا۔ اور حکم دیا کہ اس پر (محمد رسول اللہ کے الفاظ) کندہ کرائے جائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ لوگوں میں سے جس کو بھی خطوط لکھتے تھے وہ اس پر اس (انگوٹھی کی) مہر لگاتے تھے۔ انگوٹھی کا نقش تین سطروں پر مشتمل تھا۔

کسریٰ کو دعوت اسلام

آپ نے ایک خط کسریٰ بن ہرمز (شاہ ایران) کی طرف لکھا۔ اس خط کو حضرت عمر بن الخطاب ؓ کے ہاتھ بھیجا۔ حضرت عمر ؓ اسے لے کر وہاں پہنچے تو کسریٰ نے وہ نامہ مبارک پڑھا مگر اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ حضرت عمر ؓ نے واپس آنے کے بعد عرض کیا۔

دربار کا حال:

یا رسول اللہ! آپ کھجور کی چھال کی چٹائی پر بیٹھتے ہیں مگر کسریٰ (شاہ ایران) تخت زریں (سونے کے تخت) پر بیٹھتا ہے اور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خاتم مبارک اور خلفاء

[illegible] بعد حضرت عمر بن الخطاب [illegible] حضرت عثمان [illegible]

دوسری انگوٹھی

[illegible]

* * *

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے واقعات

۳۰ھ میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہوا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں شام سے مدینہ کی طرف بھجوا دیا۔

انہیں شام سے بھجوانے کے بارے میں بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے اکثر باتیں ایسی ہیں جن کو میں یہاں ذکر کرنا پسند نہیں کرتا ہوں۔

ابن سبا کی فتنہ پردازی:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حامی بروایت سیف یہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابن السوداء (ابن سبا) شام آیا تو وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا: "اے ابوذر! کیا تمہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کی حرکت پر تعجب نہیں کہ وہ یہ کہتے ہیں "مال اللہ کا مال ہے۔" جب کہ ہر چیز اللہ کی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر تمام مال اپنے لیے مخصوص کر لیں اور مسلمانوں کا نام تک مٹا دیں۔"

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف:

یہ سن کر حضرت ابوذر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: "کیا وجہ ہے کہ آپ مسلمانوں کے مال کو اللہ کا مال کہتے ہیں؟" حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بولے: "اے ابوذر! کیا ہم اللہ کے بندے نہیں ہیں اور مال اس کا مال نہیں ہے اور یہ مخلوق اس کی مخلوق نہیں ہے اور اصل حکم اس کا حکم نہیں ہے؟" حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"آپ یہ بات نہ کہیں میں اس کا قائل نہیں ہوں کہ یہ تمام چیزیں اللہ کی نہیں ہیں مگر میں ضرور کہوں گا کہ یہ مسلمانوں کا مال ہے۔"

فتنہ کا علم:

ابن السوداء پھر حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو وہ کہنے لگے: "تم کون ہو؟ بخدا میرے خیال میں تم یہودی ہو۔" پھر وہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو وہ اسے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے اور کہنے لگے: "یہی بخدا وہ شخص ہے جس نے (حضرت) ابوذر رضی اللہ عنہ کو آپ کے برخلاف کیا۔"

غریبوں کی حمایت:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام کے قیام کے دوران اس قسم کا وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے:

"اے دولت مند لوگو! تم غریبوں کے ساتھ ہمدردی کرو۔ وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ کے راستے میں صرف نہیں کرتے، تم انہیں آگ کے ٹکڑوں کی خوشخبری سنا دو جہاں ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشت پر داغ لگایا جائے گا۔"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی شکایت:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اسی قسم کی (تقریریں کرتے) رہے یہاں تک کہ غریب طبقے پر ان باتوں کا بہت اثر ہوا اور انہوں نے دولتمندوں کو بھی (ان باتوں پر) مجبور کیا اور دولت مند طبقہ لوگوں سے اس طبقے کی شکایت کرنے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا "حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ میرے لیے مشکلات کا باعث بن گئے ہیں اور ایسی ویسی باتیں کہتے پھرتے ہیں۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا:

"فتنہ نے اپنی جڑیں اور آنکھیں نکال لی ہیں۔ اب وہ پھوٹنا چاہتا ہے تم اس زخم کو مت چھیڑو۔ بلکہ ابوذر رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بھیج دو ان کے ساتھ نرمی کرو۔ ان کے لیے زادراہ مہیا کر کے کسی رہنما کے ساتھ بھیج دو۔ جہاں تک ممکن ہو عوام کو روکے رکھو کیونکہ تمہارا اپنا طرز عمل ہی تمہارے کام آئے گا۔"

فتنہ کی پیشین گوئی:

چنانچہ (حسب ہدایت) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو ایک رہنما کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جب وہ مدینہ آئے تو وہاں انہوں نے مختلف قسم کی تعمیریں اور مجلسیں دیکھیں اس پر انہوں نے پیشین گوئی کی:

"تم اہل مدینہ کو غارت گری اور یادگار جنگ کی خوشخبری سنا دو۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو:

جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: "کیا بات ہے کہ اہل شام تمہاری شکایت کرتے ہیں؟" اس پر انہوں نے جواب دیا:

"(مسلمانوں کے مال کو) اللہ کا مال کہنا مناسب نہیں ہے۔ نیز دولتمندوں کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ مال و دولت جمع کریں۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اے ابوذر! میرا یہ فرض ہے کہ میں اپنے فرائض ادا کروں اور رعایا کے ذمے جو واجبات ہوں انہیں وصول کروں مگر انہیں زاہد بننے پر مجبور نہیں کر سکتا البتہ انہیں محنت کرنے اور کفایت شعار بننے کی تلقین کر سکتا ہوں۔"

مدینے سے باہر قیام:

اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آپ مجھے مدینے سے باہر جانے کی اجازت دیں گے؟ کیونکہ مدینہ اب میرا گھر نہیں رہا ہے"۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خفیہ اڈے:

"کیا تم مدینے کے بجائے اس سے بدتر مقام پر رہنا چاہتے ہو؟" حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "مجھے رسول اللہ ﷺ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خلوت پسندی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

> [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

> [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بھاری تھا۔ اس پر (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا:

تھیلیوں کا تھیلا:

"اس شخص کو دیکھو وہ یہ کہتا ہے کہ وہ کچھ نہیں رکھتا مگر اس کے پاس کتنا مال ہے؟"

اس کی بیوی نے جواب دیا:

"یہ تو ان میں تو چار ہیں (اشرفیاں) اور درہم نہیں بلکہ اس میں پیسے ہیں۔ جب ان (کا روز) وظیفہ آتا تھا تو وہ ہماری ضروریات کے لیے اس کے بدلے میں پیسے خرید لیتے تھے۔"

امیر کی اطاعت:

جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ربذہ کے مقام پر پہنچ گئے تو وہاں نماز باجماعت ہونے لگی تھی۔ وہاں ایک شخص تھا جو صدقات وصول کرتا تھا۔ اس نے (نماز کی) امامت کے لیے کہا: "اے ابوذر رضی اللہ عنہ! آپ آگے بڑھیں۔" ابوذر نے کہا: "تم ہی پیش قدمی کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا: "تم (امیر کی) بات سنو اور اطاعت کرو خواہ تم پر کوئی حبشی غلام ہی (امیر) کیوں نہ ہو۔" "تم غلام ہو مگر نکٹے نہیں ہو۔"

اس شخص کا نام مجاشع تھا وہ صدقات کا سیاہ فام غلام تھا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے لیے روزینہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ دونوں کے لیے روزینہ مقرر کر دیا تھا یہ دونوں (صحابی) مدینہ سے ربذہ پہنچے تھے کیونکہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایسی باتیں سنی تھیں جن کو وہ (شرعی نقطۂ نظر سے) صحیح نہیں سمجھتے تھے)۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا حلیہ:

سلمہ بن نباتہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم عمرہ ادا کرنے کے لیے روانہ ہوئے تو ہم ربذہ بھی آئے۔ وہاں ہم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر تلاش کیا مگر وہ نہیں ملے۔ لوگوں نے کہا: "وہ پانی کی طرف گئے ہوئے ہیں۔" پس ہم ان کے گھر کے قریب انتظار کرتے رہے۔ اتنے میں وہ اونٹ کی چیزیں لے کر اپنے قدم تیز کرتے ہوئے ہمارے قریب سے گزرے۔ انہوں نے سلام کیا پھر وہ اپنے گھر گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے

اطاعت کی ہدایت:

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا:

"تم امیر کی بات سنو اور اطاعت کرو خواہ تم پر کوئی حبشی نکٹا غلام ہی (امیر) کیوں نہ ہو۔"

جب میں اس چشمے کی طرف گیا تو یہاں اللہ کے مال زکوٰۃ و صدقہ کے غلام تھے ان پر ایک حبشی غلام ہے (نگران) اگر وہ نکٹا بھی ہوتا مگر وہ نکٹا نہیں تھا۔ جہاں تک مجھے علم ہے وہ قابل تعریف ہے اس کو روزانہ دو اونٹوں کا گوشت ملتا ہے اور مجھے اس کی بکریاں ملتی ہیں جتنے میں اور میرے اہل و عیال کھاتے ہیں۔"

مال و دولت

راوی کہتا ہے:

میں نے کہا: "آپ کے پاس بہت مال ہے"۔

وہ بولے: "میرے پاس یہی اور یہ اونٹ ہیں۔ ایک میں میرے غلام کا حصہ ہے اور دوسرے پر میری لونڈی کا قبضہ ہے۔ میرا غلام اس سال کے آخر تک آزاد ہو جائے گا"۔

میں نے کہا: "دوسرے لوگ جو آپ کے ساتھی ہیں ان کے پاس سب لوگوں سے زیادہ مال و دولت ہے"۔

آپ نے فرمایا: "مگر اللہ کے مال میں ان کا صرف اتنا ہی حق ہے جتنا میرا ہے"۔

دوسرے لوگوں نے ان واقعات کے اسباب میں بہت سی باتیں بیان کی ہیں جن کا ذکر کرنا میں نے مناسب نہیں سمجھا۔

شاہ ایران کا فرار

واقدی کی روایت ہے کہ ابن عامر بصرہ آئے۔ پھر وہ فارس کی طرف روانہ ہو گئے اور اسے فتح کر لیا اس اثناء میں شاہ یزدگرد (شاہ ایران) جور کے مقام سے نکلے اور شہر خرہ بھی گئے تھے ۳۰ ھ میں بھاگ گیا۔ ابن عامر نے اس کے تعاقب میں مجاشع بن مسعود سلمی کو بھیجا۔ انہوں نے کرمان تک اس کا تعاقب کیا۔ اس کے بعد مجاشع اپنے لشکر کے ساتھ سیرجان میں قیام پذیر ہوئے اور شاہ یزدگرد خراسان کی طرف بھاگ گیا۔

مہم کے سپہ سالار:

(اس مہم کے سپہ سالاروں کے بارے میں اختلاف ہے) ابو عبیدہ کہتا ہے کہ ابن عامرؓ نے ہرم بن حیان عبدی کو روانہ کیا۔ بکر بن وائل کہتا ہے کہ ابن حسان یشکری کو بھیجا گیا مگر صحیح ترین روایت یہی ہے کہ مجاشع بن مسعود سلمی کو (سپہ سالار بنا کر بھیجا گیا)

برف باری:

مجاشع سیرجان سے روانہ ہوئے تاکہ وہ شاہ یزدگرد کا تعاقب کریں۔ جب بیمند کے مقام محل کے قریب پہنچا (جو بعد میں قصر مجاشع کے نام سے مشہور ہوا) تو برف باری شروع ہو گئی برف باری سے سردی زیادہ ہو گئی اور ایک نیزہ کے برابر برف جمع ہو گئی جو تمام لشکر ہلاک ہو گیا۔ لیکن مجاشع اور ایک دوسرا شخص جس کے ساتھ ایک لونڈی تھی بچ سلامت رہے۔ اس دوسرے شخص نے ایک اونٹ کا پیٹ چاک کر کے اس لونڈی کو اس کے اندر بٹھا دیا اس کے بعد اس نے خود راہ فرار اختیار کی دوسرے دن جب وہ وہاں آیا تو وہ لونڈی زندہ پائی اس لیے وہ اسے اٹھا کر محفوظ مقام کی طرف لے گیا۔

قصر مجاشع:

اس محل کا نام قصر مجاشع ہو گیا کیونکہ یہاں اس کا لشکر ہلاک ہوا تھا۔ یہ مقام سیرجان سے پانچ یا چھ فرسخ کے فاصلے پر تھا۔

تیز رفتار گھوڑی:

ابو الحقراء کی روایت ہے کہ کوچ کی بن مسعود اہل بصرہ کا ایک وفد کوفے کے راستے سے روانہ ہوئے ان میں احنف بن قیس بھی موجود تھے اور انہوں نے اپنی گھوڑی پر سفر کیا جو مشہور گھوڑی تھی اور اعلیٰ نسل سے تھی اور اس کا نام صفرا تھا انہوں نے اس پر ایک ہی دن میں ایک دن میں پچاس میل کا فاصلہ طے کیا۔

متفرق واقعات:

۲۹ھ میں حضرت عثمان غنیؓ نے (جمعہ کی نماز کے لیے) تیسری اذان کا اضافہ کیا اور حج کے موقع پر منیٰ کے مقام پر پوری چار رکعت نماز پڑھی۔ نیز اس سال آپ نے مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔

* * *

باب ۱۸

۲۱ھ کے واقعات

رومیوں سے جنگ:

اس سال مسلمانوں نے اہل روم کے ساتھ ایک جنگ کی جسے غزوۂ صوائف کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ واقدی کا قول ہے۔ مگر ابو معشر کا یہ قول ہے کہ غزوۂ صوائف ۲۰ھ میں ہوا تھا جب سارہ کی بڑی جنگ و کسریٰ کے واقعے سے فارغ ہو گئے۔ واقدی کا قول ہے کہ غزوۂ صوائف اور رومیوں کی جنگ یہ دونوں واقعات ۲۱ھ میں ہوئے۔

غزوۂ صوائف:

واقدی کی روایت ہے کہ اس سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قیساریہ روانہ ہوئے اس زمانے میں شام کا تمام علاقہ امیر معاویہ کی زیر حکومت آ گیا تھا۔

پورے شام پر حکومت:

امیر معاویہ کے زیر حکومت تمام علاقہ آنے کا سبب یہ ہوا کہ جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے کام کا جانشین حضرت عیاض بن غنم کو مقرر کیا جو ان کے ماموں زاد تھے اور چچا زاد بھائی بھی تھے۔ انہیں جزیرہ کے ایک حصہ کا حاکم مقرر کیا گیا تھا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس کام سے معزول کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے تھے اور ان کے ساتھ رہے۔

عیاض رضی اللہ عنہ کی سخاوت:

حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ بہت نیک آدمی تھے۔ ان کی فیاضی اور سخاوت بہت مشہور تھی۔ وہ اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے تھے اور کسی کا کوئی سوال رد نہ کرتے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا تھا اور ان کی فیاضی اور سخاوت کو قابل مذمت قرار دیا، مگر عیاض تو عرب کے سب سے بڑے فیاض شخص ہیں۔ جب ان سے کوئی سوال کرتا ہے تو وہ کسی چیز سے دریغ نہیں کرتے ہیں۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا احترام:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ان تمام باتوں کے باوجود میں (حضرت) ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے فیصلے میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا۔"

حاکم حمص کا تقرر:

حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بعد وفات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہ سعید بن حذیم جمحی رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کیا۔ ان کی وفات کے بعد آپ نے عمیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کو ان کے بجائے حاکم مقرر کیا۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق اور اردن کے حاکم تھے اور عمیر بن سعد حمص پر

اور حمص پر یزید تھے پھر عمیر بن سعد الانصاری تھے جنہیں آپ نے ان کے عہدے پر بحال کر دیا تھا۔

عمیر کا استعفاء:

ان لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ کے خلیفہ ہونے کے بعد حضرت عمیر بن سعد بیمار ہو گئے اور جب ان کی بیماری طول پکڑ گئی تو انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔

اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے ان کی عملداری بھی حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دی۔ حضرت معاویہؓ حمص اور قنسرین کے علاقے کے علاوہ اردن اور دمشق دونوں علاقوں کے حاکم مقرر ہو گئے۔

علاقہ شام کے حکام:

آخرکار جب حضرت عمر فاروقؓ کی وفات ہوئی تو عمیر بن سعد حمص اور قنسرین کے حاکم تھے علقمہ بن مجزز فلسطین کے حاکم تھے اور معاویہؓ دمشق اور اردن کے حاکم تھے اور عمرو بن العاص مصر کے حاکم تھے۔

دور عثمانی کے حکام:

واقدی کی روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلا جو کام کیا وہ یہ تھا کہ حضرت عمرؓ کی وصیت کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو (کوفہ کا حاکم) مقرر کیا اس کے بعد حضرت عمیر بن سعد حمص کے علاقے پر مقرر ہوئے تو وہاں بیمار ہو گئے پھر انہوں نے حضرت عثمانؓ کو اپنے کام سے استعفا دے دیا اور ان سے اپنے اہل و عیال کے پاس جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی اور حمص و قنسرین کے علاقے بھی حضرت معاویہؓ کے حوالے کر دیے۔

شام کی متحدہ حکومت:

خالد بن معدان روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے حضرت عمرؓ کے مقرر کیے ہوئے شام میں حاکم تھے جب فلسطین کے حاکم عبدالرحمٰن بن علقمہ کنانی نے وفات پائی تو ان کی عملداری بھی معاویہؓ کی عملداری میں شامل کر دی اور عمیر بن سعد بھی حضرت عثمانؓ کے عہد میں بہت سخت بیمار ہو گئے یہاں تک کہ ان کا مرض طول پکڑ گیا تو انہوں نے اپنے عہدے سے استعفا دے دیا اور گھر لوٹ جانے کی اجازت طلب کی تو انہیں اس بات کی اجازت دے دی گئی اور ان کا علاقہ بھی حضرت معاویہؓ کے ماتحت کر دیا گیا اس طرح خلافت عثمانؓ کے دوسرے سال ہی حضرت معاویہؓ تمام شام کے حاکم مقرر ہو گئے۔

حاکم مصر:

حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت ہی سے مصر کے حاکم تھے حضرت عثمانؓ نے بھی اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں ان کو اسی عہدہ پر بحال رکھا۔

اہل روم سے مقابلہ:

واقدی کی روایت ہے کہ جب اہل شام اور معاویہؓ نے رومیوں پر حملہ کیا تو ان کے خلاف روم سے بڑا لشکر

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ تھے چونکہ مسلمانوں نے افریقہ میں رومی علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا اس لیے قسطنطین بن ہرقل بھی ایک ایسے لشکر جرار کے ساتھ روانہ ہوا جو اس سے پہلے اسلامی دور میں نہیں دیکھا گیا تھا۔

روم کا بحری بیڑہ:

اہل روم پانچ سو کے بیڑے میں روانہ ہوئے اور مسلمانوں سے ان کا مقابلہ ہوا (ابتداء میں) فریقین میں عارضی امن قائم ہوا۔ یہاں تک کہ فرنگیوں اور مسلمانوں کی کشتیاں ایک دوسرے کے قریب لنگر انداز ہو گئیں۔

رومیوں سے بحری جنگ:

مالک بن اوس بن حدثان کہتے ہیں "میں ان کے ساتھ (بحری جنگ میں) تھا۔ سمندر میں ہماری (دشمن سے) مڈبھیڑ ہو گئی۔ (ان کا) ایسا بحری بیڑہ ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ہوا ہمارے مخالف تھی اس لیے ہم تھوڑی دیر لنگر انداز ہو گئے اور پھر وہ بھی ہمارے قریب لنگر انداز ہوئے۔ ہوا پرسکون تھی اس لیے ہم تھوڑی دیر لنگر انداز ہوئے اور ہم نے کہا "تمہارے اور ہمارے درمیان امن و صلح ہونی چاہیے"۔ وہ بولے "تمہیں امن دیا جاتا ہے اور اسی طرح ہمیں بھی امن و صلح ملنی چاہیے"۔

ہم نے کہا "اگر تم پسند کرو تو ساحل پر جنگ ہو تاکہ ہم میں اور تم میں سے جو کوئی زیادہ جلد باز ہو وہ مر جائے اور اگر تم چاہو تو سمندر کے اندر (جنگ کرو)"۔

صواری کی جنگ:

انہوں نے جب زبان ہو کر غرور و نخوت سے کہا "پانی میں (جنگ ہو)" اس پر ہم ان کے قریب پہنچ گئے۔ ہم نے اپنی کشتیوں کو ایک دوسرے سے اس طرح باندھ دیا تھا کہ ہم لوگ ان کی کشتیوں پر حملہ کر سکتے تھے۔ ہم نے گھمسان کی جنگ کی اور فریقین ثابت قدمی سے جنگ کرتے رہے اور کشتیوں پر تلواروں اور خنجروں سے جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ خون کی ندیاں ساحل تک بہنے لگیں اور سمندر کی موجیں خون آلود ہو گئیں۔ اور موجوں کے ذریعے مردوں کے انبار تیرنے لگے۔

رومیوں کو شکست:

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ ایک شریک جنگ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اس رات اس جنگ کی وجہ سے ساحل پر خون کی لہریں گزر رہی تھیں۔ وہاں لاشوں کے انبار تیرتے ہوئے نظر آ رہے تھے اور پانی پر خون غالب آ گیا تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی بڑی تعداد شہید ہوئی اور کافروں کے بے شمار افراد مارے گئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے صبر و استقلال کا بے مثل مظاہرہ کیا۔ یہاں تک کہ خدا نے اہل اسلام پر فتح و نصرت نازل کی اور قسطنطین (شاہ روم) پیٹھ پھیر کر بھاگ گیا اور بچے کھچے لوگوں اور زخمیوں کا دور تک کوئی نظر نہیں دیکھا اور خود قسطنطین بھی بہت زخمی ہوا اور وہ کافی عرصہ تک زخموں میں پڑا رہا۔

ابن ابی حذیفہ کی تکبیر:

عقیل بن عبداللہ صنعانی کہتے ہیں جب مسلمان ۳۱ھ میں بحری جنگ پر روانہ ہوئے اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ (امیر لشکر) نے عصر کی نماز پڑھائی تو محمد بن ابی حذیفہ نے بہت زور سے تکبیر کہی۔ یہ ان کی سب سے پہلی (شر انگیزی کی بات) سامنے آئی۔ جب امام عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے اور لوٹنے لگے تو انہوں نے پوچھا: "یہ کیسی (تکبیر) تھی؟" لوگوں نے

کہ ”محمد بن ابی حذیفہ نے تکبیر کہی تھی۔ عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا اور پوچھا ”تم نے بدعت کے طور پر یہ کیسی بات کہاں نکالی؟“ وہ بولے ”یہ بدعت نہیں ہے۔ تکبیر کہنے میں کوئی حرج نہیں۔“

دوبارہ نافرمانی:

جب حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز پڑھائی تو محمد بن ابی حذیفہ نے پہلی دفعہ سے زیادہ اونچی آواز میں تکبیر کہی۔ اس پر عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے یہ کہلا کر بھیجا:

”حقیقت میں تم بیوقوف نوجوان ہو۔ مجھے یہ تشویش معلوم ہے کہ امیر المومنین کا آپ کے بارے میں کیا رویہ ہوگا ورنہ بخدا میں تمہاری خوب خبر لیتا“۔

اس کے جواب میں محمد بن ابی حذیفہ نے کہا ”خدا کی یہ بات تمہارے امکان میں نہیں ہے اور اگر تم چاہو تو میرے ساتھ مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔“ اس پر انھوں نے کہا ”تم جوان ہو بیوقوفی کی میں تمہارے لیے بہتری ہے۔ تم ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ“ وہ بولے ”میں مسلمانوں کے ساتھ سوار ہو کر جاؤں گا“ وہ بولے ”تم جہاں چاہو چلے جاؤ“ چنانچہ محمد بن ابی حذیفہ تنہا کشتی میں سوار ہوئے ان کے ساتھ صرف قبطی ملاح تھے۔

رومی بحری فوج:

جب مسلمان دشمنوں کے بحری بیڑے کے قریب ہوئے تو وہاں پانچ سو یا چھ سو کشتیاں تھیں۔ رومی فوج تھی ان میں قسطنطین بن ہرقل بھی تھا انھوں نے کہا۔

”تم مجھے مشورہ دو“ وہ بولے ”ہم رات کو غور و فکر کریں گے“۔

بحری جنگ کا عزم:

چنانچہ وہ ساری رات بحری ناقوس بجاتے رہے اور مسلمان نمازیں پڑھتے رہے اور اللہ سے دعائیں مانگتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو قسطنطین نے جنگ کرنے کا عزم مصمم کیا تھا۔ انھوں نے اپنی کشتیوں کو ایک دوسرے کے قریب کر لیا تو اسی طرح مسلمان بھی اپنی کشتیوں کو ایک دوسرے کے قریب لے آئے تھے اور انھیں آپس میں باندھ دیا تھا۔

مسلمانوں کی صف بندی:

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے کشتیوں کے اندر ہی مسلمانوں کی صف بندی کر لی تھی اور انھیں ہدایت کی کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کریں اور صبر و استقلال اختیار کریں۔

فتح و نصرت:

اہل روم نے مسلمانوں کی کشتیوں پر صف بندی کی حالت میں حملہ کر دیا۔ چنانچہ مسلمان صف بندی توڑنے پر مجبور ہو گئے اور صف بندی کے بغیر جنگ کرتے رہے یہ گھمسان کی جنگ تھی آخرکار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا کی اور انھوں نے دشمنوں کا صفایا کر دیا۔ چنانچہ بھاگنے والوں کے علاوہ اہل روم میں سے کوئی نہیں بچ سکا۔

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے ذات الصواری میں چند دنوں تک قیام کیا پھر وہ واپس آ گئے۔

باغیانہ گفتگو:

واپسی کے وقت محمد بن ابی حذیفہ کہتے جاتے تھے: "خدا کی قسم ہم نے اپنے پیچھے اصل جہاد ترک کر دیا ہے۔" تو کوئی بولا: "وہ کون سا جہاد ہے؟" (اس کے جواب میں وہ کہتے) "عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایسے ایسے افعال کیے ہیں۔"

دورانِ جنگ میں محمد بن ابی حذیفہ مسلمانوں (فوجیوں) کو گمراہ کرتا رہا تھا اور جب وہ اپنے وطن واپس آئے تو محمد اور محمد تھے اور وہ ایسی باتیں کرنے لگے تھے جنہیں وہ اپنی زبان سے پہلے نہیں نکال سکتے تھے۔

بغاوت کی ابتداء:

امام زہری فرماتے ہیں: "محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ دونوں اس جنگ میں شامل ہوئے جس سال عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ (بحری) جنگ کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ یہ دونوں افراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عیوب اور ان کی تبدیلیوں کا اظہار کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (حضرات) ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے طریقے کی مخالفت کی ہے اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون حلال ہے۔"

مخالفانہ الزامات:

ان کا یہ قول تھا کہ "انہوں نے ایک ایسے شخص کو حاکم مقرر کیا ہے جس کے خون کو رسول اللہ ﷺ نے مباح قرار دیا تھا اور قرآن کریم نے اس کے کفر کا اعلان کیا تھا۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو نکال دیا تھا مگر انہوں نے ان لوگوں کو واپس بلا لیا اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نکال دیا۔ نیز انہوں نے سعید بن العاص اور عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما کو حاکم مقرر کیا۔"

جماعت سے الگ:

جب عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا: "تم دونوں ہمارے ساتھ سوار نہ ہو۔" چنانچہ وہ ایک کشتی میں سوار ہوئے جس میں کوئی مسلمان نہیں تھا۔ جب دشمن کے ساتھ مقابلہ ہوا تو ان لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ نہیں کی۔ جب ان دونوں سے بازپرس کی گئی تو وہ دونوں بولے۔

باغیانہ اعتراضات:

"ہم اس شخص کے ساتھ مل کر کیسے جنگ کر سکتے ہیں جو ہمارا حاکم بننے کے قابل نہیں ہے؟ عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حاکم مقرر کیا ہے جنہوں نے ایسے ایسے افعال کا ارتکاب کیا ہے۔" چنانچہ یہ دونوں اسی قسم کی باتیں کرتے رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر سخت اعتراضات کرتے رہے۔

تنبیہ:

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں اس بات سے سختی کے ساتھ روکا اور کہا: "مجھے نہیں معلوم ہے کہ امیر المومنین (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ ورنہ میں تم دونوں کو سخت سزا دیتا۔"

فتح ارمینیہ:

اسی سال یعنی ۳۱ھ میں بقول واقدی حبیب بن مسلمہ فہری کے ہاتھوں آرمینیہ فتح ہوا۔

شاہ ایران کا قتل

اسی سال یعنی ۳۱ھ میں شاہ یزدگرد قتل ہوا۔ اس کا واقعہ محمد بن اسحاق نے اس طرح بیان کیا ہے کہ شاہ یزدگرد ایک تھوڑی جماعت کے ساتھ کرمان سے بھاگ کر مرو پہنچا تو اس نے وہاں کے چودھریوں سے مال طلب کیا مگر انہوں نے نہیں دیا۔ اس کے بعد جب مرو والوں کو اپنی جانوں کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے ترکوں سے بادشاہ کے برخلاف مدد کرنے کے لیے امداد طلب کی۔ چنانچہ انہوں نے آکر بادشاہ اور اس کے ساتھیوں پر شبخون مارا اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ مگر یزدگرد بچ نکلا۔ اس نے ایک پن چکی والے کے گھر میں پناہ لی جو نہر مرغاب کے کنارے پر پن چکی چلاتا تھا۔

دوسری روایت:

بعض کے قول کے مطابق ایک دوسری روایت ہے کہ شاہ یزدگرد کرمان سے بھاگ کر مرو آیا تو اس نے وہاں کے چودھریوں اور دیگر باشندوں سے مال طلب کیا مگر انہوں نے مال دینے سے انکار کیا۔ اس کے بعد انہیں (ان کے قتل کا) اندیشہ ہوا تو اہل مرو نے رات کے وقت اس (کے خیمہ) پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے ترکوں سے مدد نہیں طلب کی بلکہ خود ہی اس کے ساتھیوں کو مار ڈالا۔ بادشاہ پیدل بھاگ کر بچ نکلا۔ وہ اپنا (شاہی) پٹکا اور تلوار لگائے ہوئے تھا اور تاج بھی گردن میں لٹکا تھا۔ اس حالت میں وہ مرغاب کے کنارے پر ایک پن چکی والے کے گھر پہنچا۔ جب شاہ یزدگرد غافل ہوا تو پن چکی والے نے اس کو مار ڈالا اور اس کے ساز و سامان پر قبضہ کر لیا اور اس کی لاش نہر مرغاب میں پھینک دی۔

قاتل کی گرفتاری:

جب صبح ہوئی تو اہل مرو نے بادشاہ کے قدموں کے نشانات کا کھوج کیا۔ اس کے نشانات پن چکی والے کے گھر پر جا کر ختم ہو گئے اس لیے انہوں نے اس پن چکی والے کو گرفتار کر لیا۔ آخر کار اس نے بادشاہ کے قتل کا اعتراف کیا اور اس کا ساز و سامان نکال کر دے دیا۔ لوگوں نے پن چکی والے اور اس کے گھر والوں کو مار ڈالا اور اس کے سامان اور شاہ یزدگرد کے سامان پر قبضہ کر لیا۔ نیز اس کی لاش نہر مرغاب سے نکال کر لکڑی کے تابوت میں رکھ دی۔

لاش کی تدفین:

بعض راویوں کا خیال ہے کہ اس کی لاش کو اصطخر لے گئے اور وہاں ۳۱ھ کے شروع میں اس کو دفن کر دیا (اس واقعہ کی وجہ سے) اہل مرو کو "خداہ دشمن" کہا جاتا ہے۔

بادشاہ کی اولاد:

شاہ یزدگرد نے وہاں ایک عورت سے ہمبستری کی تھی۔ اس کے نتیجے میں اس عورت سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا آدھا دھڑ نہیں تھا۔ اس لیے وہ "مخدج" کہا جاتا تھا۔ اس کی نسل سے خراسان میں اولاد ہوئی چنانچہ جب قتیبہ نے سغد یا اور کسی علاقے کو فتح کر

لیے تو اس نے وہاں دو لونڈیاں رکھیں جن کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس "ادحز" ترک کی اولاد میں سے ہیں۔

ماہویہ کی سازش:

خرداذبہ رازی کا بیان ہے کہ جب شاہ یزدگرد خراسان آیا تو اس کے ساتھ فرخزاد بھی تھا جو رستم کا بھائی تھا اور اس کے بھائی نے مرو کے حاکم ماہویہ سے کہا "میں نے (ایران کا) ملک تمہارے سپرد کر دیا ہے" اس کے بعد وہ عراق چلا گیا۔ شاہ یزدگرد نے مرو شہر میں ہی قیام کیا۔ اس نے ماہویہ کو معزول کرنے کا ارادہ کیا تو ماہویہ نے ترکوں کو لکھا کہ شاہ یزدگرد کو شکست ہو گئی ہے اور وہ میرے پاس آ گیا ہے اس نے اس کے برخلاف ترکوں کے ساتھ منصوبہ تیار کیا۔ اور ان کے لیے راستہ خالی کر دیا۔

شاہی لشکر کو شکست:

چنانچہ ترک فوج مرو پہنچی۔ شاہ یزدگرد اور اس کے ساتھی ان کے مقابلے کے لیے نکلے بادشاہ کے ساتھ ماہویہ مرو کی اساورہ فوج کے ساتھ تھا۔ شاہ یزدگرد نے ترکوں کی فوج کا صفایا کر دیا اس وجہ سے ماہویہ کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ ترکوں کو شکست ہو جائے گی اس لیے اس نے مرو کے اساورہ کی فوج کو ترکوں کے لشکر کی طرف منتقل کر دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ یزدگرد کے لشکر کو شکست ہو گئی اور وہ مارے گئے۔

بادشاہ کا فرار:

شام کے وقت شاہ یزدگرد کا گھوڑا بھی زخمی ہو گیا تو بادشاہ پیدل بھاگ نکلا۔ وہ ایک ایسے گھر میں پہنچا جو نہر مرغاب کے کنارے پر تھا اور اس کے اندر چکی تھی وہاں بادشاہ نے دو راتیں گزاریں۔ ماہویہ نے اسے تلاش کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

چکی والے کے گھر پناہ:

دوسرے دن صبح کے وقت چکی والا اپنے گھر آیا تو اس نے شاہ یزدگرد کی شکل و صورت دیکھ کر پوچھا "تو کون ہے؟ آیا تم جن ہو یا انسان؟" بادشاہ نے کہا "میں انسان ہوں۔ کیا تمہارے پاس کھانا ہے؟" وہ بولا "ہاں" پھر وہ کھانا لایا۔ پھر بادشاہ نے کہا "میں گنگنانا چاہتا ہوں۔ تم میرے پاس کوئی ایسی چیز لاؤ جس سے زمزمے میں گنگنا سکوں"۔

چنانچہ چکی والا مرو کے ایک فوجی کے پاس گیا اور اس سے وہ چیز طلب کی جس کے ذریعے گنگناتے تھے (زمزمہ) اس نے پوچھا "تم اس کا کیا کرو گے؟" وہ بولا:

انکشاف راز:

"میرے پاس ایک ایسا شخص آیا ہے کہ اس جیسا شخص میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے مجھ سے یہ چیز طلب کی ہے"۔ اس پر وہ فوجی اسے ماہویہ کے پاس لے گیا۔ وہ بولا "یہ شخص شاہ یزدگرد ہے جاؤ اور میرے پاس اس کا سر کاٹ کر لاؤ"۔

قتل کی مخالفت:

اس پر موبد (ایرانیوں کے مذہبی پیشوا) نے کہا "آپ کے لیے یہ قتل مناسب نہیں ہے آپ کو معلوم ہے کہ مذہب اور بادشاہت دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز دوسرے کے بغیر درست نہیں رہ سکتی۔ اگر آپ ایسا کام کریں گے تو ایسی بے حرمتی کا ارتکاب کریں گے کہ اس سے بڑھ کر (کسی بے حرمتی کا) تصور نہیں ہو سکتا"۔ دوسرے لوگوں نے بھی

[illegible]

بادشاہ کا قتل

اس نے چند لوگوں کو حکم دیا کہ وہ چکی والے کے ساتھ جائیں اور [illegible] قتل کر دیں [illegible] انہوں نے [illegible] قتل کرنا [illegible] آخر انہوں نے چکی والے سے کہا کہ تم [illegible] جب وہ [illegible] بادشاہ [illegible] پہلے اس نے پتھر سے اس کا [illegible] کاٹ کر [illegible] اس کا جسم نہر مرغاب میں پھینک دیا۔

تدفین

اس کے بعد مرو کے عیسائی آئے [illegible] اس نے [illegible] شاہ یزدگرد کی لاش نکالا اور [illegible] تابوت میں رکھ کر اصطخر لے گئے اور وہاں ایک قبرستان میں اسے دفن کر دیا۔

مطیار کی قیادت

ہشام بن محمد کی روایت ہے کہ جب [illegible] یہ ایرانیوں کی آخری جنگ تھی۔ [illegible] اصفہان کی [illegible] وہاں ایک شخص تھا جس کا نام مطیار تھا [illegible] عربوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے [illegible] وقت [illegible] جنگ کرنے سے [illegible] اپنی قیادت کے لیے [illegible] میرے ساتھ [illegible] "ہم آپ کی [illegible] اعتراف کریں گے۔ چنانچہ [illegible] اور اس کے لیے ان سے [illegible] کیا۔

دربان پر برہمی

جب شاہ یزدگرد [illegible] اصفہان [illegible] مطیار اس کی ملاقات کے لیے پہنچا تو اس کے دربان نے اسے [illegible] آپ کی ملاقات کے لیے [illegible]

بادشاہ کا فرار

جب یہ بات شاہ یزدگرد [illegible] بادشاہ [illegible] فوراً [illegible] اصفہان [illegible] دیا۔

اسے [illegible] سلطنت کے [illegible] طرف چلا جائے اور وہاں [illegible] جب اس کی طرف [illegible] میں مشغول رہے۔

قیام طبرستان پر اصرار:

بادشاہ نے رے کی طرف جانے کا قصد کیا اور وہاں پہنچ گیا۔ اس وقت طبرستان کا حاکم اس کے پاس آیا اور اس نے بادشاہ کو اپنے ملک آنے کی پیشکش کی اور یہ بھی واضح کیا کہ اس کا علاقہ بہت محفوظ ہے اس نے اصرار کر کے یہاں تک کہا: ''اگر میرے پاس اس وقت نہیں آئیں گے اور بعد میں آنے کا قصد کریں تو میں آپ کو پناہ نہیں دوں گا اور آپ کے وہاں نہیں ٹھہراؤں گا''۔

منصب میں ترقی:

یزدگرد نے وہاں جانے سے انکار کیا۔ البتہ اسے اصبہبذ کا منصب عطا کیا اور اس کے لیے ایک تحریر بھی لکھ دی۔ اس حاکم کا اس سے پیشتر کمتر درجہ تھا۔

مختلف روایات:

ایک روایت یہ ہے کہ شاہ یزدگرد فوری طور پر سجستان (سیستان) چلا گیا تھا اور وہاں سے ایک ہزار سواروں کی فوج لے کر مرو کی طرف روانہ ہوا۔

مختلف شہروں میں قیام:

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ شاہ یزدگرد فارس کی سرزمین میں پہنچا۔ وہاں وہ چار سال تک مقیم رہا پھر وہ کرمان آیا اور وہاں وہ دو سال یا تین سال تک مقیم رہا۔ اس کے بعد کرمان کے حاکم نے چاہا کہ وہ یہیں قیام کرے مگر بادشاہ نے انکار کیا اور اس سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ یرغمال کے طور پر کچھ آدمی اس کے پاس رہن رکھے مگر اس نے اس کا مطالبہ نہیں مانا۔

عزم خراسان:

بادشاہ وہاں سے سجستان کی طرف گیا اور وہاں اس نے تقریباً پانچ سال قیام کیا پھر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ خراسان جائے اور وہاں لشکر جمع کر کے ان لوگوں کا مقابلہ کرے جو اس کی سلطنت پر قابض ہو گئے ہیں چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مرو گیا۔ اس کے ساتھ بڑے بڑے زمینداروں کی اولاد یرغمال کے طور پر تھی اور امراء میں سے فرخ زاد بھی شامل تھے۔

امداد کے لیے خطوط:

جب بادشاہ مرو میں آیا تو اس نے مختلف بادشاہوں سے امداد طلب کی نیز اس نے چین، فرغانہ، کابل اور خزر کے بادشاہوں کو امداد کے لیے خطوط لکھے۔ اس زمانے میں مرو کا حاکم ماہویہ تھا اور اس کا نائب اس کا فرزند براز شہر مرو پر مقرر تھا۔ شہر کا انتظام اس کے سپرد تھا۔ شاہ یزدگرد نے ارادہ کیا کہ وہ شہر میں داخل ہو کر اس کی فصیل وغیرہ کا معائنہ کرے۔ مگر ماہویہ نے اپنے فرزند کو پہلے سے یہ ہدایت کر رکھی تھی کہ اگر بادشاہ شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو وہ اس کے لیے شہر نہ کھولے کیونکہ اسے اس کی چال بازی اور غداری کا اندیشہ تھا۔

ماہویہ کی غداری:

چنانچہ ایک دن شاہ یزدگرد نے شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ اس نے شہر کے چاروں طرف چکر لگایا اور جب اس نے کی

جب دروازے سے داخل ہونے لگا۔ اور گیا تو ابو براز ماہویہ نے (یا امیر) چلا کر کہا "تم دروازہ کھولو"۔ مگر اپنا ہاتھ ہلاتے ہوئے اس نے اشارے سے یہ کہا کہ دروازہ نہ کھولو شاہ یزدگرد کے ایک ساتھی نے اس کے اشاروں کو بھانپ لیا تھا۔ اس لیے اس نے بادشاہ کو یہ بات بتائی اور اس سے اجازت طلب کی کہ وہ ماہویہ کی گردن اڑا دے۔ اس نے یہ بھی کہا "اگر ایسا کیا جائے تو اس علاقہ میں آپ کے لیے میدان ہموار ہو جائے گا"۔ مگر بادشاہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

مخالفانہ سرگرمیاں:

بعض مورخین نے یہ روایت بیان کی ہے کہ شاہ یزدگرد نے فرخ زاد کو مرو کا حاکم بنایا تھا اور اس نے براز کو حکم دیا تھا کہ وہ فصیل اور شہر کو اس کے حوالے کر دے۔ مگر شہر والوں نے شہر حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ ماہویہ ابو براز نے انہیں پہلے ہی سے یوں سمجھا دیا تھا۔ "یہ تمہارا بادشاہ نہیں ہے کیونکہ یہ تمہارے پاس شکست کھا کر اور زخمی ہو کر آیا ہے۔ چنانچہ مرو اس کا اس طرح بوجھ نہیں برداشت کر سکے گا جس طرح دوسرے علاقوں نے اس کا بوجھ برداشت کیا ہے۔ اس لیے آئندہ جب بھی وہ تمہارے پاس آئے تو تم اس کے لیے دروازہ مت کھولنا۔"

اہل مرو کی سرکشی:

چنانچہ جب بادشاہ وہاں پہنچا تو انہوں نے دروازہ نہیں کھولا۔ اس پر فرخ زاد لوٹ کر آیا اور دو زانو ہو کر اس نے شاہ یزدگرد سے کہا: "اہل مرو آپ کے قابو میں نہیں رہے۔ اور اہل عرب بھی آ پہنچے ہیں۔ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟" بادشاہ نے کہا: "ہماری رائے یہ ہے کہ ہم ترکستان میں چلے جائیں اور وہاں اس وقت تک قیام کریں جب تک کہ ہمیں عربوں کے بارے میں صحیح معلومات حاصل نہ ہو جائیں کیونکہ اہل عرب ہر شہر میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہیں گے۔"

فرخ زاد نے کہا: "میں ایسا نہیں کروں گا بلکہ میں جہاں سے آیا ہوں وہیں لوٹ جاؤں گا۔"

بادشاہ نے اس کے مشورہ پر عمل نہیں کیا اور روانہ ہو کر مرو کے حاکم کے پاس آیا۔ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اسے معزول کر کے اس کے بھتیجے سنجان کو شہر مرو کا حاکم بنا دے۔

قتل کی سازش:

ابو براز ماہویہ کو اس بات کا علم ہو گیا تو اس نے شاہ یزدگرد کو ہلاک کرنے کی سازش کی اور اس نے نیزک طرخان کو یہ خط لکھا۔

نیزک طرخان کو خط:

شاہ یزدگرد میرے پاس شکست کھا کر اور بھاگ کر آیا ہے۔ تم میرے پاس آ جاؤ تاکہ ہم دونوں مل کر اسے گرفتار کر کے قید کر دیں اور پھر اسے قتل کر دیں یا اس کی طرف سے اہل عرب سے صلح کر لیں۔ اگر آپ مجھے اس سے نجات دلائیں گے تو میں آپ کو روزانہ ایک ہزار درہم ادا کرتا رہوں گا۔

آپ شاہ یزدگرد کو دھوکہ دے کر یہ لکھیں کہ وہ عام فوج کو اپنے پاس سے الگ کر دے اور اپنے خاص سپاہیوں کو اپنے پاس رکھے اس طرح اس کی طاقت اور شان و شوکت کم ہو جائے گی۔

"آپ نے ایک شہزادی سے [illegible] آپ کا [illegible] آپ کے [illegible] آپ کے [illegible]"

بادشاہ کی بزرگی

[illegible]

[illegible] کا منصوبہ

[illegible] بادشاہ [illegible]

[illegible]

[illegible] کی ضرورت

[illegible]

بادشاہ کا حلیہ

جب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انکشاف راز

[illegible]

"تم مجھے [illegible] میں تمہیں [illegible] دوں گا۔"

چادر دینے کی طلبی:

شاہ یزدگرد نے کہا [illegible] تمہیں کوئی [illegible] جس کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا تھا مگر اس شخص نے اس کی قیمت لینے سے انکار کیا [illegible] قریب [illegible] چادر [illegible] تم خود [illegible] لے لو۔

جان بخشی کی درخواست:

اس کے بعد اس نے اپنے جیب میں سے (سونے کی) ایک بالی نکال کر دی [illegible] اس کے قریب ہو جیسے کہ وہ کوئی بات کرنا چاہتا ہو۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے اسے مجبور کیا [illegible] آ گئے۔ شاہ یزدگرد نے اس سے جان بخشی کی درخواست کی [illegible] مجھے قتل نہ کرو اور کہا!

"تم پر افسوس ہے ہم اپنی کتابوں میں یہ بات پاتے ہیں کہ جو شخص بادشاہوں کو قتل کرنے کی جرأت کرتا ہے اللہ اسے دنیا میں آگ سے جلنے کا عذاب دیتا ہے۔ تو تم مجھے قتل نہ کرو۔ مجھے اپنے زمیندار کے پاس لے جاؤ۔ مجھے عربوں کی طرف بھیج دو کیونکہ وہ میرے جیسے بادشاہوں کے ساتھ شرم و لحاظ کا برتاؤ کریں گے۔"

لاش دریا میں:

انہوں نے اس کے قتل کے بعد [illegible] اتار لیے اور اسے ایک تھیلے میں رکھ کر [illegible] پھر اس کا گلا گھونٹ کر اس کی لاش دریائے مرو میں پھینک دی۔ [illegible] اس کی لاش کو بہا کر لے آیا۔ وہ ایک شاخ سے اٹک گئی۔ مرو کا [illegible] آیا۔ اس کو اٹھا کر لے گیا اور اسے خوشبو دار کپڑے میں لپیٹ کر تابوت میں رکھ کر ناؤس میں رکھوا دیا۔

گمشدہ بالی:

ابو بکر نے [illegible] سے ایک بالی ملی تھی۔ تو اس نے اس کو پکڑ لیا اور اتنا زدوکوب کیا کہ وہ مر گیا۔ پھر اس نے [illegible] وصول کیا [illegible] زمانے کے بادشاہ (قلعہ) [illegible] گمشدہ بالی کا تاوان ادا [illegible]۔

چار ہزار کی فوج:

[illegible] واقعے کے بارے میں ایک مختلف روایت یہ ہے کہ شاہ یزدگرد اہل عرب کے آنے سے پہلے کرمان سے [illegible] پہنچا تھا۔ وہ طبسین اور قہستان کے راستے سے مرو گیا تو تقریباً چار ہزار فوج لے کر [illegible] تاکہ اہل خراسان میں سے [illegible] اکٹھا کرے اور پھر اہل عرب پر حملہ کرے اور ان سے جنگ کرے۔

مرو کے حکام:

مرو میں اس کی ملاقات دو افسروں سے ہوئی۔ ان میں سے ایک کا نام براز تھا اور دوسرے کا نام سنجان تھا۔ دونوں نے اس کی اطاعت کا اقرار کیا اس لیے وہ بادشاہ مرو میں مقیم ہو گیا۔ براز اس کا خاص آدمی بن گیا۔ اس لیے سنجان اس پر حسد کرنے لگا۔

باہمی سازش:

براز بھی سنجان کو ہلاک کرنے کی سازش میں لگ گیا۔ وہ شاہ یزدگرد کو اس کے خلاف بھڑکانے لگا۔ آخرکار براز نے شاہ

قتل کرنے کی سازش کی۔ جب اسے [illegible] ماہویہ [illegible] کیا [illegible] کی حمایت کرنے [illegible] ترکان کو لے آیا تھا [illegible] کے ساتھ [illegible] اور وہ اس کی طرف [illegible] جب [illegible] نہیں دی گئی۔

یزدگرد کا فرار:

یزدگرد جب ان کی فوج سے اس قدر خوفزدہ ہوا کہ وہ اپنے محل سے آدھی رات کو نکل گیا اور اپنی جان بچانے کے لیے پیدل روانہ ہوا [illegible] چکی والے [illegible] وہ چکی والے کے گھر میں داخل ہو گیا [illegible] چکی والے نے [illegible] اس کے لیے [illegible] کیا [illegible] چکی والے نے اس سے مانگا [illegible] اسے قتل کر کے [illegible]

اور کہا: ''اس [illegible] کے لیے [illegible] چکی کا [illegible]۔''

بادشاہ نے کہا: ''اس کے پاس [illegible] کا [illegible] ہے۔''

قتل اور فرار:

اس کے بعد چکی والا اس کی [illegible] جب وہ سو گیا تو چکی والے نے [illegible] پھر قتل کر کے اس کا سر [illegible] بعد ازاں اس کی پوشاک اور [illegible] کے جو [illegible] ان سب پر قبضہ کر لیا اور اس کی لاش اس دریا میں پھینک دی جس کے پاس سے اس کی چکی [illegible] تھی۔ اس نے اس کا پیٹ چاک کر دیا [illegible] پانی میں [illegible] تاکہ اس کی لاش [illegible] جہاں اس نے [illegible] اس طرح [illegible] پہچانی جا سکے اور اس کے قاتل کا [illegible] کیا جائے گا۔ یہ [illegible] کرنے کے بعد وہ چکی والا بھاگ گیا۔

ایلیا کی تقریر:

شاہ یزدگرد کے قتل کی اطلاع ہوئی تو ایک شخص کو جو مرو میں عیسائیوں کا پادری اور مذہبی پیشوا تھا اس کا نام ایلیا تھا اس نے اپنے قریب کے عیسائیوں کو جمع کر کے کہا:

عیسائیوں پر احسانات:

''ایران کا بادشاہ قتل کر دیا گیا ہے وہ شہریار بن کسریٰ کا فرزند تھا۔ وہ شہریار شیریں کا فرزند تھا جو عیسائی مومنہ تھی۔ تم جانتے ہو کہ اس (ملکہ شیریں) نے اپنے ہم مذہب عیسائیوں پر کتنے احسانات کیے ہیں۔ اس بادشاہ کے اندر بھی عیسائیت کا عنصر پایا جاتا تھا۔ اور اس سے پہلے [illegible] کے ملک میں عیسائیوں کی بڑی قدر و منزلت تھی اور ان سے پہلے کے ایرانی بادشاہوں نے بڑے نیک کام کیے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے عیسائیوں کے لیے گرجے اور عبادت خانے تعمیر کرائے۔ اس لیے اب ہم پر [illegible] کہ ہم اس بادشاہ کے قتل پر [illegible] ان کے الطاف اور ان کی [illegible]

[illegible] ہیں۔ [illegible] ہے کہ [illegible] ایک مقبرہ تعمیر [illegible]
[illegible] دفن [illegible]۔"

جسم کی مقبرہ میں تدفین

سب [illegible] نے کہا [illegible] بادشاہ [illegible] ہم [illegible] قسم [illegible] رائے کی [illegible] اس پر [illegible] (ہمانی) نے حکم دیا [illegible] ایک مقبرہ تعمیر [illegible] جائے۔ اس کے بعد [illegible] بادشاہ [illegible] جائے۔ اس کے بعد [illegible] مقبرہ [illegible] کر دیا گیا۔

آخری بادشاہ

[illegible] سال تک [illegible] کی [illegible] اور [illegible] آخری بادشاہ تھا۔ اس کے بعد [illegible] ہو گیا۔

* * *

فتح خراسان

۳۱ھ میں عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ خراسان کی طرف روانہ ہوئے اور انہوں نے ابرشہر، طوس، بیورد اور نسا کے شہروں کو فتح کر لیا۔ یہاں تک کہ وہ سرخس تک پہنچ گئے۔ اسی سال اہل مرو نے بھی ان سے صلح کر لی۔

واقعات کی تفصیل:

(واقعات کی تفصیل یہ ہے کہ) جب ابن عامر نے فارس کو فتح کیا تو اوس بن حبیب تمیمی نے کھڑے ہو کر کہا "اللہ امیر کا بھلا کرے وہ سرزمین آپ کے سامنے ہے جس کا تھوڑا حصہ فتح ہوا ہے آپ (اس کو فتح کرنے کے لیے) روانہ ہو جائیے اللہ آپ کا مددگار رہے گا"۔ ابن عامر نے کہا "کیا ہم نے روانہ ہونے کا حکم نہیں دیا تھا؟" (انہوں نے یہ بات اس لیے کہی کہ) وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ اس بات کا اظہار کریں کہ انہوں نے اس کے مشورہ کو قبول کر لیا ہے۔

مسجد کی تعمیر:

حصین بن قتادہ اوسی کا بیان ہے کہ ابن عامر نے فارس کو فتح کرنے کے بعد بصرہ کی طرف کوچ کیا اور اصطخر پر شریک بن اعور حارثی کو حاکم مقرر کیا۔ شریک نے اصطخر میں مسجد تعمیر کرائی۔

جہاد کی ترغیب:

ابن عامر کے پاس قبیلہ تمیم کا ایک شخص آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ احنف بن قیس رضی اللہ عنہ تھے اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ اوس بن جابر جشمی تھا۔ (بہرحال) اس نے کہا:

> "تمہارا دشمن تم سے بھاگ رہا ہے اور تم سے خوف زدہ ہے اور ملک بہت وسیع ہے اس لیے آپ (جہاد کے لیے) روانہ ہو جائیں اللہ آپ کی مدد کرے گا اور اپنے دین کو عزت بخشے گا"۔

ابن عامر کی روانگی:

چنانچہ ابن عامر نے کوچ کی تیاری شروع کر دی اور دیگر مسلمانوں کو بھی تیاری کرنے کا حکم دیا اور پھر بصرہ پر زیاد کو جانشین مقرر کرنے کے بعد وہ کرمان کی طرف روانہ ہوا۔ پھر اس نے خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے اصفہان کا راستہ اختیار کیا۔ پھر خراسان کے راستے پر گئے۔

خراسان کی مہم

مفضل کرمانی کی روایت ہے کہ ابن عامر سیرجان کے مقام پر خیمہ زن ہوا۔ پھر وہ خراسان کی طرف گیا اس نے کرمان پر مجاشع بن مسعود سلمی کو حاکم بنایا۔ اور ابن عامر نے رابر کے جنگل کا راستہ اختیار کیا جو اسی فرسخ ہے پھر وہ طبسین کی طرف روانہ ہوئے ان کی منزل مقصود ابرشہر تھا جو نیشاپور کا ایک شہر ہے ان کے ہراول دستے پر احنف بن قیس رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے قہستان کا قصد کیا اور ابرشہر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کناری سے مصالحت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سے مصالحت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بیہق کی فتح:

زہیر بن ہنید عدوی کی روایت ہے کہ عبداللہ بن عامرؓ نے اسود بن کلثوم عدوی کو بیہق کے مقام کی طرف اس وقت بھیجا جب وہ ابرشہر کی مہم پر تھے۔ وہاں سے بیہق کی مسافت سولہ فرسخ ہے اسود بن کلثوم نے بیہق کو فتح کر لیا مگر خود شہید ہو گئے۔

اسود بن کلثوم:

اسود بن کلثوم بہت فاضل اور دیندار تھے۔ وہ عامر بن عبداللہ عنبری کے ساتھیوں میں سے تھے چنانچہ عامر بصرہ چھوڑنے کے بعد یہ فرمایا کرتے تھے۔

"مجھے عراق کی کسی چیز کی حسرت نہیں ہے۔ مگر (یہ چیزیں یاد آتی ہیں) وہاں کی دوپہر کی تشنگی مؤذنوں کی ایک ساتھ اذانوں کی آوازیں اور دو ساتھی جو اسود بن کلثوم جیسے تھے۔"

اہل مرو کی مصالحت:

زہیر بن ہنید کی روایت ہے کہ عبداللہ بن عامر نے نیشاپور کو فتح کر لیا تھا اور سرخس کی طرف روانہ ہوئے تھے انہوں نے حاتم بن نعمان باہلی کو مرو کی طرف بھیجا اہل مرو نے ان سے مصالحت کر لی اور وہاں کے زمینداروں نے بائیس لاکھ کی رقم خراج کے طور پر ادا کرنے کی شرط پر صلح کر لی۔

مقاتل بن حیان کی روایت ہے کہ حاتم بن نعمان باہلی نے اہل مرو سے باسٹھ لاکھ کی رقم پر مصالحت کر لی تھی۔

❖ ❖ ❖

۳۲ھ کے واقعات

اس سال کے واقعات یہ ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان نے قسطنطنیہ کی تنگنائے پر حملہ کیا اس جنگ میں ان کی بیوی [illegible] بنت قرظہ یا بقول دیگر ان کے ساتھ تھیں یہ ابو معشر اور واقدی کی روایت ہے۔

امارت پر اختلاف:

([illegible]) اس سال سعید بن العاص نے سلمان بن ربیعہ [illegible] کو [illegible] مقرر کیا اور [illegible] لشکر [illegible] شام [illegible] اور بقول سیف اس امدادی فوج کے امیر حبیب بن مسلمہ فہری تھے۔ اس طرح امارت کے مسئلہ پر سلمان بن ربیعہ اور حبیب کی فوج کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور اختلاف کی بدولت اہل [illegible] اور اہل [illegible] کے درمیان جھگڑا ہوا۔

پیش قدمی کی ممانعت:

محمد اور طلحہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان [illegible] نے سعید بن العاص [illegible] کو [illegible] باب کی جنگ کے لیے [illegible] انہوں نے عبدالرحمن بن ربیعہ کو لکھا جب کہ وہ باب کے مقام پر تھے کہ:

"[illegible] مسلمانوں کو آگے نہ لے جاؤ [illegible] مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔"

[illegible] کی مہم

عبدالرحمن بن ربیعہ [illegible] کرتے تھے۔

انہوں نے حضرت عمر [illegible] کے دور خلافت [illegible] جب وہ وہاں پہنچے [illegible] رہتے تھے۔ [illegible] مسلمانوں نے بہت سی [illegible]

عبدالرحمن بن ربیعہ [illegible] کی شہادت

[illegible] اس جنگ میں عبدالرحمن بن ربیعہ شہید ہو گئے [illegible] اس جنگ میں مسلمان [illegible] منتشر ہو گئے۔

اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی شرکت:

جن لوگوں نے سلمان بن ربیعہ کا طریقہ اختیار کیا تھا وہ باب سے صحیح سلامت نکل آئے جن حضرات نے خزر کے علاقے کا راستہ اختیار کیا تھا وہ جیلان اور جرجان پہنچے انہیں حضرات میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

دشمنوں کی عقیدت:

دشمن نے حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر قبضہ کر لیا اور اسے ایک صندوق میں رکھا وہ اس سے بخشش طلب اور وہ اس کی برکت سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے اور فتح و نصرت حاصل کرتے تھے۔

سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی مہارت:

حضرت شعبی فرماتے ہیں: ”بخدا! سلمان بن ربیعہ جنگ کے طریقوں سے بہت واقف تھے جس طرح ایک قصائی ذبح کیے ہوئے جانوروں کے جوڑوں سے بہت واقف ہوتا ہے“۔

اہل خزر کی ندامت:

سیف کی روایت ہے کہ جب اہل خزر پر لگاتار حملے ہونے لگے تو وہ بہت شرمندہ ہوئے اور وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ وہ کہتے تھے: ”ہمارا تو کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا یہاں تک کہ کم تعداد کی یہ قوم آئی اور اب ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہم ان کے مقابلے میں نکل نہیں سکتے“۔

غیر فانی انسان:

پھر وہ ایک دوسرے سے یہ کہنے لگے: ”یہ لوگ غیر فانی ہیں اور انہیں موت نہیں آتی ہے۔ اگر یہ مرنے والی قوم ہوتی تو ہمارے ملک میں نہ گھستے“۔ (یہ عجیب بات ہے کہ) کسی مسلمان کو ان جنگوں میں کوئی نقصان نہیں ہوا۔ البتہ حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی آخری جنگ میں (مسلمانوں نے جنگی نقصانات برداشت کیے)۔

دشمن کا تجربہ:

پھر یہ لوگ کہنے لگے کہ ”تم (ان کے غیر فانی ہونے کے بارے میں) تجربہ کیوں نہیں کرتے ہو“۔ چنانچہ (اس قسم کا تجربہ کرنے کے لیے) وہ جنگلوں اور وادی کی زمینوں میں چھپ گئے۔ جب وہاں سے مسلمانوں کے فوجی گزرے تو انہوں نے (اپنی کمین گاہوں میں سے) مسلمانوں پر تیر اندازی کی اور انہیں قتل کر دیا۔

سخت حملہ:

اس پر انہیں اطمینان ہوا اور ایک دوسرے کو جنگ کے لیے بلایا اور ایک دن مقرر کر کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا چنانچہ جنگ میں (حضرت) عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور شدید جنگ میں مسلمان منتشر ہو گئے اور ان کے دو گروہ ہو گئے تھے ایک گروہ باب کی طرف روانہ ہوا جس کی حفاظت سلمان بن ربیعہ نے کی اور وہ انہیں بحفاظت نکال لے آئے۔

خزر کے راستے سے واپسی:

دوسرے گروہ نے خزر کا راستہ اختیار کیا انہیں جیلان اور جرجان کے پہاڑوں پر چڑھنا پڑا اس گروہ میں حضرت سلمان فارسی

اور حضرت ابوہریرہ جیسے شامل تھے۔

شوق شہادت:

قیس بن یزید کی روایت ہے کہ یزید بن معاویہ نخعی، علقمہ بن قیس، معضد شیبانی اور ابو مفزر تمیمی ایک خیمے میں تھے اور عمرو بن عتبہ، خالد بن ربیعہ، خلخال بن ذری اور قرثع دوسرے خیمے میں تھے دونوں خیمے لشکر میں بالکل قریب تھے۔ قرثع کہا کرتے تھے "خون کی چمک دمک کپڑوں پر کتنی اچھی معلوم ہوتی ہے" عمرو بن عتبہ ان کی سفید قبا کو دیکھ کر یہ کہا کرتے تھے

"تمہاری سفید قبا میں خون کی سرخی کتنی اچھی معلوم ہوگی"۔

مجاہد کا خواب:

اہل کوفہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کئی سالوں تک ترکوں سے جنگ کی مگر ان جنگوں میں ان کی کوئی عورت بیوہ ہوئی اور نہ کوئی بچہ یتیم ہوا۔ مگر جب عثمانی دور کا نواں سال شروع ہوا تو لشکر کشی سے دو دن پہلے حضرت یزید بن معاویہ نخعی نے یہ خواب دیکھا کہ ایک ایسا ہرن ان کے خیمے میں لایا گیا کہ اس سے زیادہ خوبصورت ہرن انہوں نے نہیں دیکھا تھا۔ پھر وہ ایک قبر پر (خواب میں) آئے جہاں چار آدمی کھڑے ہوئے تھے انہوں نے ایسی سیدھی اور عمدہ قبر اس سے پہلے نہیں دیکھی تھی۔

خون آلود پوشاک:

جب مسلمانوں نے ترکوں کے ساتھ مڈ بھیڑ کے وقت جنگ کی تو حضرت یزید رضی اللہ عنہ کو ایک پتھر آ کر لگا جس سے ان کا سر پھٹ گیا اس طرح ان کی پوشاک کو خون کے ذریعے زیب و زینت حاصل ہوئی اور (اس کی تعبیر) وہ وحشی ہرن (غزال) تھا جو انہوں نے (خواب میں) دیکھا تھا اور اسی خون سے ان کی قبا کے حسن و رعنائی میں اضافہ ہوا۔

معضد کی شہادت:

لشکر کشی سے ایک دن پہلے صبح کے وقت معضد نے علقمہ بن قیس سے کہا:

"آپ مجھے اپنی چادر عاریتاً دیں تاکہ میں اس سے اپنا سر باندھ لوں" انہوں نے چادر دے دی۔ پھر وہ اس برج کے قریب آئے جہاں یزید رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ وہاں سے انہوں نے تیر چلائے اور دشمن کے کئی آدمی قتل کیے۔ پھر انہیں پتھر پھینکنے والے آلے کا ایک پتھر لگا جس سے ان کی کھوپڑی پھٹ گئی اس وقت ان کے ساتھی انہیں کھینچ کر لے گئے اور انہیں حضرت یزید رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا۔

قبائے لالہ گوں:

حضرت عمرو بن عتبہ رضی اللہ عنہ بھی زخمی ہو گئے انہوں نے بھی اپنی قبا کو اسی طرح (لالہ گوں) دیکھا جیسا کہ وہ چاہتے تھے اور وہ بھی شہید ہو گئے۔

مسلمانوں کو شکست:

جب باقاعدہ جنگ کا دن آیا تو قرثع نے بھی جنگ کی یہاں تک کہ جنگ میں ان کی پوشاک پھٹ گئی اور ان کی قبا اس طرح ہو گئی کہ ان کی زمین سفید تھی اور اس پر سرخ خون کے نقش و نگار تھے (جب تک وہ لڑتے رہے اس وقت تک) مسلمان ثابت قدم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اہل کوفہ کے جوابات

1. اگر حضرت عثمان [illegible] سعید کو [illegible] تو ہم [illegible] سے حبیب ابن مسلمہ [illegible] اور ہم ان [illegible] بلوا لئے تو ہم بھی بلوا لیں گے۔
2. [illegible] دیکھئے تو حقیقت میں [illegible]
3. [illegible] تھے جب [illegible] نماز [illegible] کرتے تھے اور [illegible] دیتے تھے۔

حبیب کے عزائم:

حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] جب [illegible] اپنے ہاتھ [illegible] تھا حکمرانی کرنے کا دعویٰ کرتا تھا۔ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات محسوس کی تو انہوں نے [illegible] اور دوسرے لوگوں نے بھی اسے معاف کر دیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بددعا

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے اسی مقام پر [illegible] تیسری جنگ کے موقع پر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اے اللہ! تو قاتلین عثمان پر لعنت بھیج اور ان لوگوں پر بھی لعنت کر [illegible] جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جنگ کرتے رہے [illegible] اور ان سے عداوت رکھتے تھے۔ اے اللہ! [illegible] شکایت کرتے تھے اور وہ بھی ان کی حمایت کرتے تھے۔ [illegible] ان سے پہلے کے (خلیفہ) کی بھی مذمت کرتے تھے۔ مگر [illegible] اے اللہ! تو ان [illegible] تلواروں [illegible]"

اکابر صحابہ ؓ کی وفات:

اسی سال (۳۲ھ میں) ایک روایت واقدی کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور وفات کے وقت پچھتر سال کے تھے۔

اسی سال حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی فوت ہوئے۔ اس وقت اٹھاسی سال کے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے [illegible] سال بڑے تھے۔

اسی سال حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی یہ وہ صحابی تھے جنہیں خواب میں اذان کا طریقہ بتایا گیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات:

اسی سال حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بمقام مدینہ منورہ وفات پائی اور بقیع کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز

وفات پائی۔

: اسی سال ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی وفات پائی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات:

سیف کی روایت ہے کہ اس سال حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بھی وفات پائی۔ ان کی وفات کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آٹھویں سال ماہ ذوالحجہ میں جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے اپنی بیٹی سے فرمایا:

"اے میری بیٹی، کیا تم کسی کو آتے ہوئے دیکھ رہی ہو؟" وہ بولیں "نہیں" اس پر انہوں نے فرمایا: "ابھی میری موت کا وقت نہیں آیا ہے۔" پھر انہوں نے اپنی بیٹی کو حکم دیا تو انہوں نے بکری ذبح کی پھر اسے پکایا۔ بعد ازاں انہوں نے فرمایا "جب وہ لوگ آجائیں جو مجھے دفن کریں گے تو ان سے یہ کہنا: "ابوذر رضی اللہ عنہ تمہیں قسم دلاتے ہیں کہ تم واپس جانے کے لیے اس وقت تک سوار نہ ہونا جب تک کہ تم کھانا نہ کھاؤ"۔

سواروں کی آمد:

جب انہوں نے کھانا پکایا تو فرمایا "دیکھو! کیا تم کسی کو دیکھ رہی ہو؟" وہ بولیں "ہاں یہ سوار آرہے ہیں" اس پر آپ نے فرمایا "میرا رخ قبلہ کی طرف کر دو"۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: "بسم اللہ و باللہ و علی ملۃ رسول اللہ ﷺ" بعد ازاں ان کی صاحبزادی نے نکل کر ان (سواروں) کا استقبال کیا اور کہا:

وفات کی خبر:

"اللہ تم پر رحم کرے تم ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ" وہ بولے "وہ کہاں ہیں؟" ان کی صاحبزادی نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "وہ فوت ہو گئے ہیں ہم نے انہیں دفن نہیں کیا"۔ وہ بولے "کیا خوب سعادت مندی ہے جو اللہ نے عطا فرمائی ہے" اہل کوفہ کے اس قافلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے وہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رو رہے تھے اور فرما رہے تھے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا "وہ (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ) تن تنہا دنیا سے رخصت ہوں گے اور تن تنہا دوبارہ اٹھیں گے"۔

تجہیز و تکفین:

ان لوگوں نے انہیں غسل دیا اور کفن پہنایا۔ پھر انہوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور انہیں دفن کر دیا۔ جب انہوں نے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی صاحبزادی نے ان سے کہا

واپسی:

بے شک ابوذر رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کہا تھا اور آپ کو قسم دے کر کہا تھا کہ آپ سوار ہونے سے پہلے کھانا تناول فرما لیں۔ چنانچہ انہوں نے کھانا کھایا پھر ان کے اہل و عیال کو سوار کرا کر مکہ معظمہ لے آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو (حضرت) ابوذر رضی اللہ عنہ کی

[illegible]

[illegible]

چرواہا:

[illegible]

[illegible]

حضرت ابوذرؓ کا حال:

[illegible]

[illegible]

"امیر المومنین (حضرت عثمان غنیؓ) [illegible]"

[illegible]

تجہیز و تکفین:

[illegible]

[illegible]

مشک کی خوشبو سے احتیاط:

ان کے پاس مشک [illegible]

"[illegible]"

چنانچہ انہوں نے مشک کو پانی [illegible]

"[illegible]"

[illegible]

چنانچہ جب ہم نے انہیں دفن کر دیا [illegible]

[illegible] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ [illegible]

قافلے کی روانگی:

"امیر المومنین [illegible]"

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

1. [illegible]
2. [illegible]
3. [illegible]

* * *

باب ۱۹

فتوحِ ترکستان

[illegible]

[illegible] حضرت عمر [illegible] احنف بن قیس [illegible]

[illegible]

حاکم مرو کا قاصد

حضرت احنف [illegible] حاکم مرو [illegible] پاس ایک خط لے کر آیا [illegible]

[illegible]

حاکم مرو کا تحفہ

[illegible]

[illegible]

شرائط صلح

[illegible]

خط کا جواب:

حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں یہ تحریر دی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (یہ خط) احنف بن قیس سپہ سالار کی طرف سے مروروذ کے مرزبان باذان اس کی ساتھی اساورہ کی فوج اور دیگر اہل عجم کے نام ہے۔ 23

جو لوگ (اسلامی) ہدایت کی پیروی کریں، ایمان لائیں اور تقویٰ اختیار کریں ان کو سلام پہنچے۔ تمہارا بھتیجا ہمارے پاس آیا ہے اس نے آپ کے لیے خیر خواہانہ کوشش کی ہے اور آپ کا پیغام پہنچایا۔ میں نے آپ کا معاملہ اپنے ساتھی مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ ہم سب آپ کے معاملے کا تصفیہ کرنے کے لیے برابر کے حق دار ہیں۔

شرائط اطاعت:

ہم نے آپ کی شرائط قبول کر لی ہیں بشرطیکہ آپ اپنے کسانوں، مزدوروں کی طرف سے جزیہ ان کی اراضی کے محاصل سمیت جزیہ ادا کریں ہم کو اور میرے بعد کے مسلم حکام کو ادا کرتے رہیں۔ البتہ وہ اراضی مستثنیٰ رہیں گی جن کے بارے میں آپ نے ذکر کیا ہے کہ وہ کسریٰ نے آپ کے پردادا کو اس لیے جاگیر کے طور پر عطا کی تھی کہ انہوں نے اس اژدہے کو مار ڈالا تھا جس نے زمین میں فساد برپا کر رکھا تھا اور راستے بند کر رکھے تھے۔ یہ زمین اللہ کی ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنے بندوں کو عطا کرتا ہے۔

آپ پر مسلمانوں کی مدد کرنا فرض ہے اور اگر مسلمان چاہیں اور آپ سے مطالبہ کریں تو آپ اپنی اساورہ کی فوج کے ساتھ ان کے دشمن کے ساتھ جنگ کریں۔ اگر آپ کی قوم یا جماعت میں سے کوئی پیچھے سے حملہ کرے گا تو مسلمان اس کے خلاف مدد دیں گے۔

شرائط کی منظوری:

یہ تحریر میں نے لکھ دی ہے تاکہ میرے بعد آپ کو مفید ثابت ہو۔ آپ پر اور آپ کے خاندان اور رشتہ داروں سے خراج وصول نہیں کیا جائے گا۔ اگر آپ اسلام قبول کر لیں اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کریں تو آپ کو مسلمانوں کی طرح عطیات، وظائف اور مراتب حاصل ہوں گے اور آپ اسلامی برادری میں شامل ہو جائیں گے۔

اس تحریر کے ذمہ دار میں اور میرے باپ نیز مسلمان اور ان کے آباؤ اجداد ذمہ دار ہیں۔

معاہدہ کے گواہ:

اس معاہدہ کے مندرجہ ذیل حضرات گواہ ہیں: ۱۔ جزء بن معاویہ یا معاویہ بن جزء سعدی ۲۔ حمزہ بن ہرماس مازنی ۳۔ حمید بن الخیار مازنی ۴۔ عیاض بن ورقاء اسدی۔

کاتب معاہدہ:

اس معاہدہ کو کیسان مولیٰ بنو ثعلبہ نے بروز یکشنبہ، محرم الحرام میں تحریر کیا اور سپہ سالار احنف بن قیس رحمہ اللہ نے اس پر مہر لگائی۔ حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا نعبد اللہ۔

بخاری فوج کا اجتماع:

مقاتل بن حیان کی روایت ہے کہ عبداللہ بن عامر نے اہل مرو سے صلح کر لی تھی۔ انہوں نے (حضرت) احنف رحمہ اللہ کو چار

ہزار فوج دے کر اہل طخارستان، اہل جوزجان، خاقان اور ترباب کی طرف روانہ کیا۔ اس وقت ان کی فوجوں کے تین لاکھ تیس ہزار فوج تک اکٹھے ہو گئے تھے۔ جب حضرت احنف کو ان کی فوجوں کے اکٹھے ہونے کا علم ہوا تو انہوں نے مسلمانوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے مختلف خیالات کا اظہار کیا۔ کسی نے کہا: "ہم مرو روذ جائیں"۔ کسی نے کہا "ہم ابرشہر واپس چلے جائیں"۔ ایک شخص نے یہ کہا: "ہم یہاں مقیم ہو کر امداد طلب کریں"۔ دوسرے شخص نے یہ کہا "ہم ان سے مقابلہ کر کے جنگ کریں"۔

سپاہیوں کے خیالات:

جب شام ہوئی تو حضرت احنف رضی اللہ عنہ لشکر کے خیموں میں گشت کرنے کے لیے نکلے تاکہ وہ سپاہیوں کی باتیں سنیں۔ جب وہ خیمہ والوں کے پاس سے گزرے تو ایک (کھانے کے لیے) آگ جلا رہا تھا یا آٹا گوندھ رہا تھا، وہ لوگ باتیں کر رہے تھے اور دشمن کا ذکر کر رہے تھے۔ کسی شخص نے کہا: امیر کے لیے صحیح رائے یہ ہے کہ صبح ہوتے ہی روانہ ہو جائیں اور جہاں دشمن سے دوچار ہوں وہیں جنگ شروع کر دیں۔ اس طرح ان پر رعب پڑے گا۔" وہ شخص جو آٹا گوندھ رہا تھا بولا: "اگر امیر ایسا کریں گے تو وہ سخت غلطی کا ارتکاب کریں گے اور تم بھی اس غلطی کے مرتکب ہو گے۔ کیا تم انہیں یہ مشورہ دے سکتے ہو کہ وہ ان کی سرحد اور ان کے وطن کے اندر جنگ کریں اور قلیل تعداد کے ساتھ جنہیں حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے شکست دی تھی۔ حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے اس لشکر سے جنگ کی ٹھانی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے زوردار حملہ کیا جس میں دشمن کے بہت سے شہسوار مارے گئے۔ پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا کی اور انہوں نے دشمن کو شکست دی اور ان کو قتل کیا۔

فتح بلخ و ہرات

ایاس بن مہلب کی روایت ہے کہ حضرت احنف مرورود سے بلخ کی طرف گئے اور ان کا محاصرہ کیا۔ پھر وہاں کے لوگوں نے ان سے چار لاکھ (درہم) ادا کرنے پر صلح کی درخواست کی۔ چنانچہ انہوں نے (اس شرط پر) صلح منظور کر لی۔ انہوں نے اپنے چچا زاد بھائی اسید بن مشمس کو اس کے لیے بھیجا کہ وہ ان سے مصالحت کی رقم وصول کرے۔ وہ خود خوارزم گئے اور وہاں قیام کیا۔ یہاں تک کہ ان کو موسم سرما نے آ گھیرا۔ اس وقت انہوں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کے لیے پوچھا "تمہاری کیا رائے ہے؟" حصین نے ان سے کہا: "اس کا جواب آپ کو عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ (اشعار میں) دے چکا ہے۔" وہ بولے "وہ کیا ہے؟" انہوں نے کہا: یہ شعر کہا ہے۔

"جب تم کوئی کام نہ کر سکو تو اسے چھوڑ دو اور اس کے بجائے وہ کام کرو جسے تم انجام دے سکو۔"

مہرجان کے تحائف:

اس پر حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے کوچ کرنے کا حکم دیا اور بلخ کی طرف لوٹ آئے۔ اس وقت تک ان کے چچا زاد بھائی نے مصالحت کی رقم وصول کر لی تھی۔ خراج کی وصولی کے موقع پر مہرجان کا تہوار بھی آ گیا تھا، اس لیے اہل بلخ نے انہیں سونے چاندی کے برتن، درہم و دینار، سامان اور کپڑے پیش کیے۔ اس پر حضرت احنف رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی نے پوچھا: "کیا یہ کچھ اس معاہدہ میں

شامل ہیں جن کے مطابق تم نے ان سے صلح کی تھی؟" وہ بولے "نہیں مگر اس دن اپنے امام کو یہ چیزیں ہمدردی حاصل کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں"۔

تحائف پر قبضہ:

وہ بولے "آج کیا دن ہے؟" ان لوگوں نے کہا "آج مہرجان ہے" وہ بولے "مجھے نہیں معلوم ہے کہ یہ دن کیا اہمیت رکھتا ہے؟ مگر مجھے ان چیزوں کا لوٹانا بھی پسند نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ میرا حق ہو۔ اس لیے ان پر قبضہ کر لیتا ہوں، مگر انہیں الگ رکھوں گا تاکہ ان پر غور کر سکوں" چنانچہ وہ (ان تحائف کو) وصول کرنے کے بعد حضرت احنف رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں یہ بات بتائی۔ حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے وہی بات دہرائی جو انہوں نے ان کے چچا زاد بھائی سے کہی تھی۔ اس پر انہوں نے کہا "میں یہ امیر (عبداللہ بن عامر) کے پاس لے جاؤں گا"۔ چنانچہ وہ ان تحائف کو عبداللہ بن عامر کے پاس لے گئے اور انہیں صورت حال سے مطلع کیا، انہوں نے کہا "ابو بحر! تم انہیں قبول کر لو" تو وہ بولے: "مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔" اس پر ابن عامر نے کہا "اے مسمار! تم لے لو" چنانچہ قریشی نے اسے وصول کر لیا۔

ایک دوسری روایت ہے کہ حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے انہیں مستحقین میں تقسیم کر دیا۔

ہرات کی طرف مہم:

صدقہ بن عبید کی روایت ہے کہ جب عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے اہل مرو سے مصالحت کی اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے اہل بلخ سے مصالحت کی تو ابن عامر نے خلید بن عبداللہ حنفی کو ہرات کی طرف روانہ کیا۔ اس مہم میں بادغیس کا علاقہ بھی شامل تھا۔ انہوں نے اس علاقے کو فتح کر لیا۔ پھر انہوں نے بغاوت کی اور قارن کے ساتھ ہو گئے۔

ابن عامر کی وسیع فتوحات:

واقدی کی روایت ہے کہ جب حضرت احنف رضی اللہ عنہ ابن عامر کے پاس واپس آئے تو لوگوں نے ابن عامر سے کہا "کسی کے ہاتھوں سے اتنے علاقے فتح نہیں ہوئے جتنے تمہارے ہاتھوں سے فتح ہوئے ہیں (ان میں) فارس، کرمان، سجستان اور تمام خراسان کا علاقہ شامل ہے" اس پر عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

فتوحات کا شکر:

یہ بات نہایت ضروری ہے کہ میں (ان کامیابیوں پر) اللہ کا شکر اس طرح ادا کروں کہ میں اسی مقام پر احرام باندھ کر عمرہ ادا کروں۔

نیشاپور سے احرام باندھنا:

چنانچہ انہوں نے نیشاپور سے عمرہ کا احرام باندھا۔ جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خراسان سے احرام باندھنے پر ان کو ملامت کی اور فرمایا:

"کاش کہ تم اس کی میقات (احرام باندھنے کی مقررہ جگہ) سے احرام باندھتے جہاں سے مسلمان احرام باندھا کرتے ہیں"۔

دشمن کی فوجوں کا اجتماع

حسن بن رشید جوزجانی کی روایت ہے کہ ابن عامر جب قیس بن الہیثم کو اپنا جانشین بنا کر ۳۲ھ میں وہاں سے چلے گئے اس کے بعد قارن (دشمنوں کے سپہ سالار) نے طبسین، بادغیس، ہرات اور قہستان کے علاقوں سے فوج جمع کی اور چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے آ پہنچا۔

ایک حاکم کی ضرورت:

اس وقت قیس بن الہیثم نے عبداللہ بن خازم سے پوچھا:

"تمہاری کیا رائے ہے؟" وہ بولے "میری رائے یہ ہے کہ تم اس ملک کو چھوڑ دو۔ کیونکہ یہاں کا امیر میں ہوں"۔

اس کے بعد انہوں نے وہ تحریر نکال کر دکھائی جو خود انہوں نے قصداً جعلی طور پر بنائی تھی۔ تاہم قیس نے اس سے جھگڑا کرنا پسند نہیں کیا اور وہ (ملک) چھوڑ کر ابن عامر کے پاس واپس آ گئے۔

قیس اور ابن خازم:

عبداللہ بن عامر نے ان سے ملاقات کی اور کہا "تم نے حالت جنگ میں ملک کو کیوں چھوڑا؟" وہ بولے "انہوں نے مجھے آپ کا تحریری حکم دکھایا تھا" ان کی والدہ نے کہا "میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم ان دونوں کو کسی شہر میں اکٹھے نہ رکھو کیونکہ وہ ایک دوسرے سے جھگڑا کریں گے"۔

ابن خازم کی جنگی تدبیر:

پھر ابن خازم چار ہزار کی فوج لے کر قارن سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوئے جب وہ دشمن کے لشکر کے قریب پہنچے تو انہوں نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ہر ایک اپنے نیزے کی نوک پر کپڑے کی دھجی، روئی یا اون باندھ لے پھر اسے کسی چکنائی یا تیل وغیرہ سے بھگو لے۔

شعلہ بردار فوج:

وہ اس طرح روانہ ہوئے کہ جب شام ہوئی تو انہوں نے چھ سو سواروں کا ہراول دستہ آگے بھیجا پھر وہ ان کے پیچھے روانہ ہوئے۔ انہوں نے مسلمان سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ نیزوں کی نوکوں کی طرف آگ روشن کریں اور ایک دوسرے کی پیروی کریں۔ وہ ہراول دستے کے قریب قارن کے لشکر میں آدھی رات کو پہنچے۔ کچھ وقت گزرا تھا کہ ہراول دستے نے ان کے کچھ فوجیوں پر حملہ کر دیا دشمن دہشت زدہ ہو گیا کیونکہ اسے یقین تھا کہ رات کے وقت حملہ نہیں ہوگا۔ جب ابن خازم ان کے قریب پہنچے تو دشمن کی فوجیں سامنے دائیں بائیں آگے پیچھے اور نیچے ہر طرف آگ کے شعلے دیکھ کر کوئی آدمی نظر نہیں آتا تھا، اس منظر سے وہ بہت خوف زدہ ہو گئے۔

دشمن کو شکست:

ابن خازم کا ہراول دستہ ان سے جنگ کرتا رہا پھر خود ابن خازم بھی مسلمان سپاہیوں کو لے کر آ پہنچے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قارن مارا گیا اور دشمن کو شکست ہوئی۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور جہاں تک ممکن ہوا دشمن کا صفایا کر دیا۔ اس کے علاوہ ان میں سے بہت سے قیدی کر لیے گئے۔

اسیرانِ جنگ:

قبیلہ تمیم کے ایک بڑے شخص کا قول ہے کہ صلت بن حریث کی والدہ بھی قارن ہی کی جنگی قیدی تھیں اور یزید بن الربیع کی والدہ بھی اسی جنگ میں گرفتار ہوئی تھیں۔ اور ابو عبید اللہ بن عون مشہور فقیہ اور عالم کی والدہ ام عون بھی اسی جنگ کی اسیر تھیں۔

خراسان پر مستقل حکومت:

ابن خازم نے قارن کے لشکر کو گرفتار کر لیا اور ان کے ساز و سامان پر قبضہ کرنے کے بعد فتح کا حال ابن عامر کے پاس لکھ کر بھیجا۔ اس پر وہ اس سے خوش ہو گئے اور خراسان کی حکومت پر انہیں بحال رکھا چنانچہ وہ خراسان کے حاکم جنگ جمل کے خاتمے تک رہے اس کے بعد وہ بصرہ آ گئے اور ابن الحضرمی کے واقعہ میں شرکت کی اور دار سنبیل میں ان کے ساتھ رہے۔

قیس بن الہیثم کو روانہ کرنا:

سلیمان بن کثیر خزاعی کی روایت ہے کہ قارن نے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے بڑی فوج جمع کر رکھی تھی۔ مسلمان ان کے مقابلے سے گھبرا گئے چنانچہ قیس بن الہیثم نے عبداللہ بن خازم سے پوچھا: "تمہاری کیا رائے ہے؟" وہ بولے: "میری رائے یہ ہے کہ تم ان کی فوج کی کثرت کو برداشت نہیں کر سکو گے اس لیے تم ابن عامر کے پاس جاؤ اور انہیں مطلع کرو کہ ہمارے مقابلے کے لیے دشمن کی بہت فوج جمع ہو گئی ہے۔ اس اثناء میں ہم ان قلعوں میں مقیم رہیں گے اور جنگ کو طول دیتے رہیں گے تم امدادی کمک لے کر پہنچو۔

ابن خازم کی فتح:

جب قیس بن الہیثم روانہ ہو گئے تو ابن خازم نے تقرر نامہ ظاہر کیا اور کہا "مجھے ابن عامر نے خراسان کا حاکم مقرر کیا ہے" اس کے بعد وہ قارن کے مقابلے کے لیے گیا اور اس پر فتح حاصل کی اور ابن عامر کو فتح کا حال لکھ کر بھیجا تو ابن عامر نے انہیں خراسان کی حکومت پر بحال رکھا۔

اہل خراسان سے جنگ:

اس کے بعد اہل بصرہ خراسان کے لوگوں سے جنگ کرتے رہے جنہوں نے صلح نہیں کی تھی اور جب واپس جاتے تھے تو چار ہزار فوج پیچھے چھوڑ جاتے تھے ان کا یہ طریقہ "فتنہ" کے زمانے تک قائم رہا۔

* * *

۳۳ھ کے واقعات

واقدی کے قول کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ملطیہ کی طرف سے روم کے علاقہ حصن المرأۃ پر حملہ کیا۔ اس سال جب اہل افریقہ نے عہد شکنی کی تو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے دوبارہ حملہ کیا۔

اہل خراسان کی عہد شکنی۔

اس سال عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کو خراسان کی طرف بھیجا کیونکہ اہل خراسان نے عہد شکنی کی تھی۔ انہوں نے مرو شاہجہان کو مصالحت کے ساتھ اور مرو روذ کو شدید جنگ کے بعد فتح کیا۔ ان کے بعد عبداللہ بن عامر بھی روانہ ہوئے اور ابرشہر میں مقیم ہوئے اور بقول واقدی صلح کے ساتھ اسے فتح کیا۔

ابو معشر کی روایت ہے کہ قبرص ۳۳ھ میں فتح ہوا۔ اس سے پہلے ہم اس کی مخالف روایت اور قبرص کے واقعات تحریر کر چکے ہیں۔

مجلس کا واقعہ:

اس سال حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بعض اہل کوفہ کو شام کی طرف بھیجا۔ اس کے بارے میں اہل سیر کا اختلاف ہے۔ سیف کی روایت یہ ہے کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی خلوت خاص میں قدیم۔ مہاجرین، تابعین، قراء، اہل المصر اور معزز حضرات ہی تشریف لایا کرتے تھے۔ ان کی خاص مجلس ہوتی تھی۔ وہ دربار عام کرتا تھا تو اس وقت ہر ایک وہاں آ سکتا تھا۔

حاضرین کی گفتگو:

ایک دن اس کی عام مجلس میں کچھ لوگ باتیں کر رہے تھے کہ ایک شخص خنیس نامی نے کہا: "طلحہ بن عبیداللہ کتنے فیاض ہیں" اس پر سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا "جس شخص کے پاس نشاستج جیسی جاگیریں ہوں گی وہ ضرور بہت سخی اور فیاض ہوگا۔ بخدا اگر میرے پاس اس جیسی اراضی ہوتیں تو اللہ تمہیں بہت خوشحالی کے ساتھ زندگی عطا کرتا" اس پر خنیس کا نوجوان فرزند عبدالرحمن بن خنیس بول اٹھا۔

ابن خنیس کی گفتگو:

بخدا میری خواہش یہ ہے کہ ملطاط کا علاقہ آپ کے پاس ہوتا" اس سے مراد خاندان کسریٰ کی وہ اراضی تھیں جو کوفہ کے قریب دریائے فرات کے کنارے پر تھیں۔

لوگوں کی سخت کلامی:

دوسرے لوگ (بزرگ افراد) کہنے لگے "اللہ تمہارا منہ توڑے" بخدا ہم تمہاری (اس بات کے کہنے پر زدوکوب سے) خبر لیں گے (اس کا باپ) خنیس بولا "یہ بچہ ہے اسے معاف کر دو" وہ بولے "یہ ہمارے علاقہ کی اراضی انہیں دینا چاہتا ہے" او

بولا "کیا آپ لوگوں کے لیے یہ بھی ہو گی اور اسی کی تمنا کرتے ہو"؟ وہ بولے "وہ تمہارے لیے چاہتا ہے اور وہ ان کے لیے چاہتا ہے"۔ وہ بولا "پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے"؟ وہ بولے "بخدا! تم نے ہم سے یہ بات کہنے کو کہہ دیا ہے"۔

محفل میں زدوکوب:

بعد ازاں اشتر، ابن ذی الحبکہ، جندب، صعصعہ، ابن الکواء، کمیل اور عمیر بن ضابی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اس نوجوان کو دبوچ لیا۔ اس کا باپ منع کرنے کے لیے گیا تو ان سب لوگوں نے ان دونوں کو اتنا مارا کہ وہ دونوں بیہوش ہو گئے۔ اس وقت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ انہیں بہت منع کر رہے تھے مگر وہ نہیں مانے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان دونوں کو خوب مارا اور اپنے دل کی بھڑاس نکال لی۔

قبیلہ اسد کا مظاہرہ:

جب قبیلہ اسد کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے آکر محل کو گھیر لیا۔ دوسرے قبائل نے آکر سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے پناہ لینے کی درخواست کی اور کہا "آپ ہمیں ان سے بچائیے"۔ اس پر سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نکل کر لوگوں کے پاس گئے اور کہنے لگے:

"اے لوگو! کچھ لوگوں کا جھگڑا ہوا تھا اور اب اللہ نے انہیں عافیت عطا کی ہے"۔

اس کے بعد لوگ بیٹھ گئے اور گفتگو میں مشغول ہو گئے اور پھر واپس چلے گئے۔

مصالحانہ کوشش:

کچھ عرصے کے بعد جب دونوں افراد ہوش میں آ گئے تو سعید بن العاص نے کہا "تم میں سے کوئی زندہ ہے"؟ وہ بولے "آپ کے مصاحب ہمیں قتل کرنے والے تھے"۔ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا "بخدا! وہ میرے پاس اب کبھی نہیں آئیں گے۔ تم دونوں اپنی زبانوں کو محفوظ رکھو اور لوگوں کے پاس جانے کی جرأت نہ کرو"۔ چنانچہ ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔

شر پسندوں کی افواہیں:

جب ان لوگوں کے شر و فساد کی توقعات پوری نہیں ہو سکیں تو وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر اس قدر افواہیں پھیلانے لگے کہ اہل کوفہ نے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں ملامت کی۔ وہ کہنے لگے:

"یہ تمہارا خلیفہ موجود ہے انہوں نے مجھے (ان کے بارے میں) کوئی قدم اٹھانے سے منع کر رکھا ہے۔ تم میں سے کسی کو کوئی شکایت ہو تو وہ خلیفہ سے مطلب بیان کرے"۔

چنانچہ کوفہ کے معززین اور نیک افراد نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا:

مفسدوں کی جلاوطنی:

"کہ وہ ان لوگوں کو کوفہ سے نکال دیں"۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا: "اگر تمہارے معزز سردار اس پر متفق ہوں تو انہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو"۔ چنانچہ انہوں نے ان لوگوں کو نکال دیا اور وہ ذلیل و مطیع ہو کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ یہ لوگ دس سے کچھ زیادہ افراد تھے انہوں نے اس کی اطلاع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ تحریر کیا:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط:

"اہل کوفہ نے چند افراد کو جنہوں نے فتنہ و فساد برپا کر رکھا تھا نکال کر بھیجا ہے تم ان سے تعلق رکھو اور ان کی نگرانی رکھو۔ اگر تم محسوس کرو کہ وہ درست ہو رہے اور اصلاح پذیر ہو گئے ہیں تو تم ان سے اچھا سلوک کرو۔ اور اگر وہ تمہیں عاجز کر دیں تو انہیں لوٹا دو"۔

چنانچہ جب وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے ان لوگوں کا خیر مقدم کیا اور انہیں کنیسۂ مریم میں ٹھہرایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق عراق میں جو وظائف ان کو دیے جا رہے تھے وہی وظائف ان کے لیے وہاں بھی مقرر کیے۔ نیز صبح شام انہی کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کھانا کھاتے تھے۔ ایک دن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے یہ گفتگو کی۔

اطاعت کی نصیحت:

"تم لوگ عرب قوم میں سے ہو۔ تم نے اسلام کے ذریعے عزت حاصل کی اور اسی کی بدولت دوسری قوموں پر غالب آئے اور ان کے مراتب و میراث پر قبضہ کیا۔ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم قریش سے ناراض ہو۔ اگر قریش کا قبیلہ نہ ہوتا تو تم اسی طرح ذلیل و خوار رہتے جیسا کہ تم پہلے تھے۔ تمہارے یہ مقتدر تمہارے لیے آج تک ڈھال بنے ہوئے ہیں۔ اس لیے تم اپنی ڈھال سے الگ نہ رہو۔ تمہارے حکام آج کل تمہاری زیادتیوں پر صبر کر رہے ہیں اور تمہاری تکالیف کو برداشت کر رہے ہیں۔

سرکشی کا انجام:

خدا کی قسم! تم (اپنی حرکتوں سے) باز آ جاؤ ورنہ اللہ تمہارے اوپر ایسا حاکم مسلط کرے گا جو تم پر ظلم و ستم کرے گا اور اسے صبر و تحمل کا کوئی خیال نہیں ہوگا۔ اس طرح تم اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد دونوں حالتوں میں رعایا پر مظالم کرنے میں ان لوگوں کے شریک کار اور حصہ دار سمجھے جاؤ گے۔

باغیانہ جواب:

ان لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: "آپ نے قریش کا تذکرہ کیا ہے۔ مگر قریش کا قبیلہ عرب کا اکثر حصہ نہیں ہے اور نہ وہ دور جاہلیت میں سب سے زیادہ طاقتور قبیلہ تھا کہ آپ ہمیں اس سے خوفزدہ کر رہے ہیں۔ آپ نے ڈھال کا ذکر کیا ہے تو ڈھال جب ٹوٹ جائے گی تو ہمارے لیے میدان خالی ہو جائے گا"۔

اسلامی دور کی اہمیت:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "اب مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تمہاری بیوقوفی نے تمہیں یہ باتیں کہنے پر آمادہ کیا ہے تم اس گروہ کے خطیب (اور نمائندے) ہو مگر مجھے تمہارے اندر کوئی عقل نظر نہیں آتی۔ میں تم پر اسلام کے دور کی اہمیت کو واضح کر رہا ہوں اور اس دور کا ذکر کر رہا ہوں مگر تم دور جاہلیت کی باتیں کر رہے ہو۔ میں نے تمہیں نصیحت کی ہے مگر تم اپنی کم عقلی کی بنا پر احسان کے ارادے کی نفی کر رہے ہو۔ اللہ ان لوگوں کو رسوا کرے جنہوں نے تمہارے معاملات کو اہمیت دی اور انہیں تمہارے خلیفہ کے سامنے پیش کیا"۔

قریش کی فضیلت:

تم بات کو سمجھو۔ میرے خیال میں تم اس بات کو نہیں سمجھ سکے ہو کہ قریش کو دور جاہلیت اور اسلامی دور میں محض خدا نے بزرگ و

بہتر کی بدولت عزت حاصل ہوئی۔ بلاشبہ قریش کا قبیلہ جاہلیت میں بھی تمام عرب سے زیادہ طاقتور تھا اور نام و نسب میں سب سے زیادہ شریف اور عزت والا تھا۔ ان کا حسب سب سے بلند تھا اور شرافت و مروت میں وہ کامل ترین تھے۔

خانۂ کعبہ کی بدولت:

دور جاہلیت میں جب کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کو کھا جاتا تھا تو وہ اللہ کی مہربانی کی بدولت (جو اس کی اور خدا کی طرف سے تھی) محفوظ رہے۔ کیونکہ اللہ نے عزت والا حرم بنایا ہے اسے زائل نہیں کرتا ہے۔ اور جو اس پر چڑھائی کرتا ہے اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے حرم میں آباد کیا جہاں چاروں طرف سے لوگ زیارت کے لیے آتے تھے۔

قریش پر لطف الٰہی:

کیا تمہیں یہ بات نہیں معلوم ہے کہ اس زمانے میں تمام عرب و عجم کا یہ حال تھا کہ ہر قوم پر کسی اجنبی ملک نے حملہ کر کے اس کے ملک کی عزت و حرمت کو نقصان پہنچایا، مگر قریش کی قوم اس آفت سے محفوظ رہی۔ جس کسی نے ان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا تو اللہ نے اس کا سر نیچا کیا۔

خدا کے انعامات:

پھر اللہ نے چاہا کہ وہ ان لوگوں کو جنہیں اللہ نے عزت بخشی ہے دنیا کی ذلت اور آخرت کے برے انجام سے نجات دلائے۔ اس مقصد کے لیے اس نے اپنی بہترین مخلوق کا انتخاب کیا پھر ان (رسول اکرم ﷺ) کے لیے ساتھیوں کا انتخاب کیا چنانچہ ان کے بہترین صحابہ وہ تھے جو قریش میں سے تھے پھر انہوں نے اس سلطنت کی بنیاد ڈالی اور اس خلیفہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو مقرر کیا۔ وہی ان کے لیے زیادہ موزوں تھے۔

دین اسلام کی حفاظت:

اللہ نے قبیلہ قریش کو دور جاہلیت میں جب کہ وہ دین کے منکر تھے محفوظ رکھا، تو کیا اب جب کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں اور دین کو قبول کر چکے ہیں ان کی حفاظت نہیں کرے گا؟ دور جاہلیت میں اللہ نے انہیں ان بادشاہوں سے محفوظ رکھا جو تم لوگوں پر غالب آ گئے۔ تجھ پر اور تمہارے ساتھیوں پر افسوس ہے کاش تمہارے علاوہ دوسرا کوئی گفتگو کرتا مگر تم ہی نے آغاز کیا۔

بدترین ہستی:

اے صعصعہ! تمہاری بستی عرب کی بدترین آبادی تھی، جس کی پیداوار سب سے زیادہ بدبودار تھی اور اس کی وادی گہری ترین ہے جو شر و فساد میں سب سے زیادہ مشہور ہے، پڑوسیوں کے لیے بہت تکلیف دہ بنا رہا ہے جس کسی نے بھی شریف یا رذیل یہاں قیام کیا ہے تو اس پر گالیوں کی بوچھاڑ ہوتی ہے اور اس پر برائی کا لقب لگ جاتا ہے۔ یہ لوگ تمام عرب کے بہت برے ہیں تمام لوگوں سے جھگڑتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ اہل فارس کی رعایا تھے اور ان کے پڑوسی رہے، پھر جب رسول اکرم ﷺ کی دعوت عام ہوئی تو تم عمان میں رہے اور دور دراز علاقے میں قیام پذیر رہے اس لیے تم نبی کریم ﷺ کی دعوت اسلام میں بھی شریک نہیں ہوئے اور اپنی قوم کے بدترین انسان ہو۔

اسلام کے احسانات:

جب اسلام نے تمہیں شہرت دی اور تم مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو گئے اور ان قوموں پر غالب آ گئے جو تم پر غالب تھیں۔ تو تم اب

کے دین میں کج روی اختیار کرنے لگے۔ اور ذلت و رسوائی کے کاموں کی طرف مائل ہوئے۔ اس طریقے سے قریش کی شان میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ بلکہ کوئی شخص انہیں اپنے فرائض کی ادائیگی سے نہیں روک سکے گا۔

بزدلوں کی رسوائی:

شیطان تم سے غافل نہیں ہے۔ اس نے تمہاری قوم میں سے تمہیں شر و فساد کے لیے منتخب کیا ہے اور تمہارے ذریعہ لوگوں کو فریب دے رہا ہے۔ وہ تم پر غالب آگیا ہے۔ تاہم اسے یہ بات معلوم ہے کہ وہ تمہارے ذریعہ اللہ کے فیصلے کو روک نہیں سکتا ہے اور نہ مشیت ایزدی کو ٹال سکتا ہے۔ تم اپنی شرارتوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ البتہ وہ اس سے بدتر برائی کا دروازہ کھول کر تمہیں ذلیل و رسوا کرے گا"۔

یہ کہہ کر امیر معاویہؓ کھڑے ہو گئے اور انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ وہ آپس میں مشورہ کرتے رہے مگر وہ کچھ نہیں کر سکے۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت معاویہؓ آئے اور کہنے لگے۔

جانے کی اجازت:

میں نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔ تم جہاں چاہو جا سکتے ہو۔ اللہ تمہارے ذریعہ کسی کو فائدہ پہنچائے گا اور نہ نقصان پہنچائے گا۔ تم کام کے آدمی نہیں ہو اور نہ کسی کو نقصان پہنچا سکو گے۔ البتہ تم اس قابل ہو کہ تم سے نفرت کی جائے اور تمہیں دور رکھا جائے۔ اگر تم نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنی جماعت میں شامل رہو اور عوام کے ساتھ رہو۔ انعام و اکرام پر تم آپے سے باہر نہ ہو۔ شیخی مارنا اور اترانا اچھے لوگوں کا کام نہیں ہے۔

"تم جہاں چاہو جا سکتے ہو میں تمہارے بارے میں امیر المؤمنین کو لکھنے والا ہوں"۔ جب وہ باہر چلے گئے تو امیر معاویہؓ نے انہیں بلایا اور کہا۔

دوبارہ نصیحت:

میں تمہارے سامنے یہ بات دہرا رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ معصوم تھے۔ انہوں نے مجھے اپنے کام میں شریک کیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے انہوں نے بھی مجھے حاکم مقرر کیا۔ پھر حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے انہوں نے بھی مجھے حاکم مقرر کیا۔ پھر حضرت عثمانؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے بھی مجھے حاکم مقرر کیا۔ میں نے ان میں سے کسی کے کام میں کوتاہی نہیں کی اور تمام خلفاء مجھ سے خوش اور مطمئن رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کاموں کے لیے قابل اور مستحق مسلمانوں کو تلاش کیا تھا۔ جاہل اور کمزور افراد کو اس مقصد کے لیے پسند نہیں فرمایا۔

سازشوں کی ناکامی:

بہرحال اللہ بہت طاقتور اور انتقام لینے والا ہے جو اس کے ساتھ مکر و فریب کرتا ہے وہ ان کی سازش کو ناکام بنا دیتا ہے اس لیے تم جان بوجھ کر کوئی ایسا کام نہ کرو جسے تم ظاہر نہ کرنا چاہتے ہو کیونکہ اللہ تمہاری خفیہ سازشوں کو ناکام و بے نقاب کر دے گا جیسا کہ خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا ہے۔

"کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ محض ایمان کا ظاہری اقرار کرنے پر وہ چھوڑ دیے جائیں گے اور انہیں کسی عذاب میں

جدا نہیں کیا جائے گا"۔

مفسدوں کے بارے میں رائے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ لکھا:

"میرے پاس ایسے لوگ آئے ہیں جو عقل اور دینداری سے خالی ہیں۔ اسلام انہیں گراں معلوم ہو رہا ہے اور عدل و انصاف سے وہ تنگ آ گئے ہیں۔ کسی بات میں اللہ کی رضا جوئی ان کے مدنظر نہیں ہے اور نہ وہ کسی معقول دلیل کے مطابق گفتگو کرتے ہیں۔ ان کا اصل مقصد فتنہ و فساد برپا کرنا اور اہل ذمہ کے مال پر قبضہ کرنا ہے اللہ انہیں آزمائش میں ڈالے گا اور مصائب میں مبتلا کرے گا۔ یہی ذلیل اور رسوا کرے گا وہ دوسروں کے لئے بھی بڑے نقصان دہ نہیں ہیں ان کا مقصد شور و شغب سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے"۔

جزیرہ کی طرف روانگی:

جب یہ لوگ دمشق سے باہر نکل گئے تو کسی شخص نے کہا "تم کوفہ کی طرف واپس نہ جاؤ۔ کیونکہ وہ تمہاری مصیبت کو دیکھ کر خوش ہوں گے۔ تم ہمیں جزیرہ کے علاقہ کی طرف لے چلو اور عراق اور شام کا خیال چھوڑ دو" لہٰذا وہ جزیرہ پہنچے۔

خالد کی دھمکی:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حمص کا حاکم مقرر کیا اور جزیرہ کا حاکم حران اور رقہ کا حاکم بھی تھا۔ اس لیے انہوں نے ان لوگوں کو بلوا کر یہ کہا "اے آلۂ شیطان! نہ ہم تمہارا خیر مقدم کرتے ہیں اور نہ تمہاری تعظیم و تکریم کریں گے۔ شیطان عاجز اور درماندہ ہو گیا ہے مگر تم ابھی تک چست اور مستعد ہو اگر عبدالرحمن نے تمہیں ادب سکھا کر درست نہیں کیا تو اللہ اس کا بھلا نہ کرے۔ وہ تمہیں عاجز اور درماندہ کر کے چھوڑے گا۔

مفسدوں کو ہدایت:

مجھے نہیں معلوم ہے کہ میں تمہیں کس طرح خطاب کروں آیا تم عرب ہو یا عجمی؟ تم مجھ سے ایسی گفتگو نہ کرنا جیسی تم میری اطلاع کے مطابق معاویہ رضی اللہ عنہ سے کیا کرتے تھے میں ابن خالد بن ولید ہوں۔ میں اس کا فرزند ہوں جسے آزمانے والے نے آزما لیا۔ میں ارتداد کی کمر توڑنے والے کا فرزند ہوں۔ خدا کی قسم! اے کمینے صعصعہ اگر مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے کسی ساتھی نے تمہاری ناک توڑ دی ہے اور پھر تمہارا خون چوس لیا ہے تو میں تمہیں دور تک اڑا دوں گا"۔

معافی کی درخواست:

عبدالرحمن بن خالد نے انہیں اپنی مملکت میں ایک ماہ تک رکھا جب وہ سوار ہوتے تھے تو انہیں پیدل (اپنے ساتھ) چلاتے تھے اور جب گزرتے تھے تو یہ کہتے تھے: "اے ابن الحطیہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ جس کو اچھائی درست نہ کر سکے اسے برائی درست کر دیتی ہے۔ تم اب وہ باتیں کیوں نہیں کرتے جو تم سعید اور معاویہ کے سامنے کیا کرتے تھے" ان کے جواب میں وہ شخص اور اس کے دوسرے ساتھی یہ کہتے تھے: "ہم اللہ کے سامنے توبہ کرتے ہیں۔ آپ ہمیں معاف کریں اللہ آپ کو معاف کرے گا" وہ اسی طرح (معافی مانگتے) رہے تا آنکہ عبدالرحمن بن خالد نے یہ کہا

قبولِ توبہ:

"اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے" انہوں نے اشتر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور دوسرے لوگوں سے کہا "تمہیں اختیار ہے اگر تم یہاں سے جانا چاہو تو جا سکتے ہو اور اگر چاہو تو یہاں قیام کر سکتے ہو"۔

اشتر کی واپسی:

اشتر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر توبہ کی اور ندامت کا اظہار کیا نیز اپنی اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے پوری معذرت کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اللہ تمہیں زندہ و سلامت رکھے"۔ اس زمانے میں سعید بن العاص رضی اللہ عنہ آئے ہوئے تھے اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تم جہاں چاہو قیام کر سکتے ہو"۔ انہوں نے عبدالرحمن بن خالد کے فضائل بیان کرتے ہوئے ان کے ساتھ رہنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تمہاری مرضی ہے"۔ چنانچہ وہ عبدالرحمن بن خالد کے پاس واپس آ گئے۔

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کا تقرر:

عمر بن سعید رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس وقت کوفہ کا حاکم بنا کر بھیجا جب کہ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے خلاف لوگوں نے شراب نوشی کی گواہی دی تھی۔ آپ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس بھیج دیں۔

ولید کی طلبی:

جب سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچ گئے تو انہوں نے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام بھیجا "امیر المومنین آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ ان سے ملاقات کریں" اور چند دن تک ٹھہرے رہے۔ پھر سعید رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا "آپ اپنے بھائی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے پاس جائیں کیونکہ انہوں نے مجھے یہ تاکید کی ہے کہ میں آپ کو ان کے پاس بھیجوں"۔

منبر کو دھونا

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے آتے ہی حکم دیا کہ منبر کو ولید کے بعد دھویا جائے۔ قریش کے وہ لوگ جو ولید سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے ساتھ آئے تھے یہ کہنے لگے "یہ بری بات ہے اگر تمہارے علاوہ کوئی اور اس بات کا ارادہ کرتا تو تمہیں اس کام سے روکنا چاہیے تھا یہ بات تمہارے شایان شان نہیں ہوتی"۔ مگر وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ چنانچہ منبر کو دھویا گیا اور دھونے کے بعد وہ منبر پر چڑھے۔

ولید کی منتقلی:

انہوں نے ولید بن عقبہ کو ہدایت کی کہ وہ دار الامارہ سے منتقل ہو جائیں۔ چنانچہ وہ وہاں سے منتقل ہو کر عمارہ بن عقبہ کے گھر میں مقیم ہو گئے۔

کوڑے مارنے کا فیصلہ:

جب ولید بن عقبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اور ان کے گواہوں کو یکجا جمع کیا اور فرمایا

حضرت عثمان ؓ نے انہیں کوڑے مارنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ انہیں (شراب نوشی کے جرم میں) کوڑے مارنے کی حد شرعی جاری کی گئی۔

محفل آرائی:

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں: "جب سعید بن العاص ؓ کوفہ آئے تو انہوں نے معزز لوگوں کو (اپنی مجالس کے لیے) منتخب کرنا شروع کیا۔ یہ لوگ ان کے پاس آ کر رات کے وقت داستان گوئی کرتے تھے۔ ایک رات کوفہ کے معزز لوگ داستان گوئی کی محفل میں جمع تھے۔ ان میں دیگر افراد کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات بھی شامل تھے:

۱۔ مالک بن کعب ارحبی ۲۔ اسود بن یزید نخعی ۳۔ علقمہ بن قیس نخعی ۴۔ مالک الاشتر۔

اشتر کی مخالفت:

اس موقع پر سعید بن العاص ؓ نے کہا: "یہ سواد کوفہ قریش کا باغ ہے"۔ اس پر اشتر نے کہا: "کیا تمہارا خیال ہے کہ یہ علاقے جسے اللہ نے بزور شمشیر مال غنیمت میں دیا ہے۔ تمہارا اور تمہاری قوم کا باغ ہے؟ خدا کی قسم! تمہارا بڑے سے بڑا حصہ دار بھی ہمارے برابر ہے"۔ اس کی تائید میں دوسرے لوگ بھی بولنے لگے۔

کوتوال کی ملامت:

عبدالرحمٰن اسدی، سعید کا کوتوال تھا۔ اس نے کہا: "کیا تم امیر کی گفتگو کی مخالفت کرتے ہو؟" اس نے انہیں بہت سخت سست کہا۔ اس پر اشتر نے کہا: "دیکھو یہ شخص جانے نہ پائے"۔

کوتوال کی زدوکوب:

اس پر لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے اس قدر زدوکوب کیا کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ پھر اس کی ٹانگ گھسیٹ کر اسے لٹا دیا گیا اور اس پر پانی چھڑکا گیا۔ اس کے بعد جب اسے ہوش آیا تو سعید بن العاص ؓ نے اس سے پوچھا: "کیا تم زندہ ہو؟" اس نے کہا "مجھے آپ کے انتخاب کردہ اسلام کے (رہنماؤں) نے مار ڈالا"۔ اس پر سعیدؓ نے کہا: "بخدا! اب کوئی میری مجلس میں شریک نہیں ہوگا"۔

بغاوت کا آغاز:

اس واقعے کے بعد یہ لوگ اپنی مجلسوں اور گھروں میں بیٹھ کر حضرت عثمان ؓ اور سعید بن العاص ؓ کو سب و شتم کرنے لگے۔ ان لوگوں کے پاس دوسرے لوگ بھی آنے لگے جب یہ تعداد بہت بڑھ گئی تو سعید بن العاص ؓ نے حضرت عثمان ؓ کو ان حالات سے بذریعہ تحریر آگاہ کیا اور لکھا: "کوفہ کے چند لوگ جن کی تعداد دس تک ہے جمع ہو کر آپ کے اور میرے خلاف عیب گوئی کرتے ہیں اور ہماری دینداری پر بھی طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ان لوگوں کا یہ سلسلہ جاری رہا تو (مخالفین کی تعداد) زیادہ ہو جائے گی"۔

مخالفین کی جلاوطنی:

حضرت عثمان ؓ نے سعید بن العاص ؓ کو تحریر کیا: "تم انہیں معاویہ ؓ کے پاس بھیج دو"۔ حضرت معاویہ ؓ ان

زمانہ میں شام کے حاکم تھے چنانچہ نو افراد کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا گیا جن میں یہ لوگ بھی شامل تھے: ۱۔ مالک الاشتر ۲۔ ثابت بن قیس بن منقع ۳۔ کمیل بن زیاد نخعی ۴۔ صعصعہ بن صوحان۔

واقعہ کی مزید تفصیل:

اس روایت کے آگے کے واقعات وہی ہیں جو گزشتہ روایت میں بیان کیے گئے ہیں۔ البتہ اس روایت میں اضافہ ہے کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے گفتگو میں اعمال کا ذکر کیا تو صعصعہ نے اس کے جواب میں یہ کہا "جب زمانہ میں وقفہ ہوگا تو یہ معاملہ غالب ہونے والوں کے لیے ہو جائے گا" اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اعمال ہی کی نوبت ہے اس لیے تم قریش کے معاملے میں اچھی طرح غور کرو"۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو:

اس روایت میں مزید مذکور ہے "جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا" بھائیو! میں جب کسی چیز کے بارے میں اس وقت تک حکم نہیں دیتا ہوں جب تک کہ میں خود اس پر عمل نہیں کرتا ہوں۔ بلکہ میں اپنے گھر والوں اور خاص لوگوں سے تو سب سے پہلے عمل کراتا ہوں۔

ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی تعریف:

قریش کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ معروف قریش کے شریف ترین انسان ہیں بلکہ سب سے شریف انسان کے فرزند بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام شریفانہ اخلاق کو نہایت صاف اور پاکیزہ رکھا ہے اور ہر قسم کی برائی سے پاک و صاف رکھا ہے۔ اس لیے ان کی جو اولاد ہوگی وہ شریف ہوگی۔

صعصعہ کی تردید:

صعصعہ نے اس کے جواب میں کہا "آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ اللہ نے اپنے ہاتھ سے ایک شخص کو (حضرت آدم کو) پیدا کیا اور اپنی روح اس میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے ان کے لیے سجدہ کیا۔ مگر ان کی اولاد میں نیک بھی ہوئے اور بدکار بھی ہوئے ان میں احمق بھی تھے اور عقلمند بھی ہوئے" اس رات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے رخصت ہوئے۔ پھر دوسری رات جب آئے تو انہوں نے طویل عرصہ تک ان سے گفتگو کی اور فرمایا:

اصول زندگی:

اے لوگو! تم مجھے صحیح جواب دو یا خاموش رہو۔ تم غور کرو کہ کیا چیز تمہیں تمہارے اہل و عیال، خاندان اور عام مسلمانوں کے لیے مفید ہو سکتی ہے تم اسی کو حاصل کرو۔ تاکہ تم بھی اچھی زندگی گزار سکو اور تمہارے ساتھ ہم بھی زندگی گزاریں۔

قطع کلام:

صعصعہ نے کہا:

"تم اس حکومت کے حقدار نہیں ہو اور اللہ کی نافرمانی کے لیے تمہاری اطاعت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے"۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

معاویہ رضی اللہ عنہ کی تقریر:

"کیا میں نے آغاز کلام میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اس کی اور اس کے نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرنے کی تلقین نہیں کی تھی؟ اور یہ ہدایت نہیں کی تھی کہ تم اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو اور تفرقہ اندازی نہ کرو۔" وہ بولے:

افتراق کا پہلو:

"آپ نے تفرقہ اندازی کا حکم دیا تھا اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے خلاف بات کی تھی"۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

اتحاد کی تلقین:

"اگر میں نے ایسی کوئی بات کہی تھی تو میں اللہ کے سامنے اس کی توبہ کرتا ہوں اور اب تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور اس کے نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرو، جماعت کے ساتھ رہو، نااتفاقی سے نفرت کرو اپنے حاکموں کی عزت کرو اور جہاں تک ممکن ہو ان کے ساتھ خیر خواہی کرو اور اگر تم ان کے اندر کوئی بری بات دیکھو تو نرمی اور ہمدردی کے ساتھ انہیں سمجھاؤ"۔

صعصعہ کی گستاخی:

صعصعہ نے کہا: "ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اپنے کام سے الگ ہو جاؤ کیونکہ مسلمانوں میں تم سے زیادہ مستحق اور قابل لوگ موجود ہیں" امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

"وہ کون ہیں؟" اس نے کہا: "وہ لوگ ہیں جنہوں نے تمہارے باپ سے زیادہ اچھے اسلامی کارنامے انجام دیے ہیں اور وہ خود بھی تم سے زیادہ پرانے مسلمان ہیں"۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدافعت:

اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "بخدا! میرا اسلامی عہد میں اچھا کارنامہ رہا ہے۔ دوسرے لوگوں نے مجھ سے بہتر اسلامی کارنامے انجام دیے ہوں گے مگر میرے زمانے میں کوئی مجھ سے زیادہ طاقتور اور اس کام کے لیے مجھ سے زیادہ اہل نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ میں یہ صلاحیت دیکھی تھی اور اگر کوئی مجھ سے زیادہ اس کا اہل ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے مقرر نہ کرتے۔ اس کے علاوہ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے جس کی بنا پر میں اپنے عہدے سے الگ ہو جاؤں بلکہ امیر المومنین (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) اور مسلمانوں کی جماعت اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو امیر المومنین اپنے ہاتھ سے مجھے لکھتے تو میں اپنے کام سے استعفا دے دیتا"۔

نیکی کی نصیحت:

"اگر خدا کا یہی فیصلہ ہے تو مجھے یہ امید ہے کہ اس کے بعد کوئی صورت نکل آئے گی۔ تمہاری یہ باتیں شیطانی تمناؤں کے مطابق ہیں اور وہی ان باتوں کا حکم دیتا ہے۔ اگر تمہارے مشوروں اور تمناؤں کے مطابق انتظام جاری ہوتے تو مسلمانوں کے معاملات کبھی درست نہیں رہتے اور ایک دن بھی یہ کام نہ چلتا۔ مگر یہ اللہ کی ذات ہے جو ان معاملات کو سدھار رہی ہے اور وہی انہیں تکمیل تک پہنچائے گا اس لیے تم نیکی کی طرف لوٹو اور خیر خواہی کی بات کہو"۔

نافرمانی کی مذمت:

اس کے بعد بھی انہوں نے یہی بات دہرائی کہ ”ہم اس کام سے باز نہیں آئیں گے“۔ اس پر انہوں نے کہا: ”دیکھو! اللہ کی گرفت بہت سخت ہوتی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تم اسی طرح شیطان کی اطاعت کرتے رہے اور خدائے رحمٰن کی نافرمانی کرتے رہے تو خدا تم پر غضب تمہیں اس دنیا میں ذلیل و خوار کرے گا اور آخرت میں بھی تم ہمیشہ کی ذلت و رسوائی میں رہو گے۔“

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حملہ:

اس پر یہ لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر جھپٹے اور ان کے سر اور داڑھی کو پکڑ لیا۔ اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ٹھہر جاؤ! یہ کوفہ نہیں ہے۔ خدا کی قسم! اگر اہل شام کو پتہ چل جائے کہ تم نے میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے۔ یہ سوچ کر ہی ہے تو میں بھی انہیں تمہیں قتل کرنے سے نہیں بچا سکوں گا۔ میری جان کی قسم! تمہاری باتیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔“ پھر وہ ان کے پاس سے اٹھ گئے اور کہا ”خدا کی قسم! میں اب تمہارے پاس کبھی نہیں آؤں گا۔“ پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”اے امیر المومنین! آپ نے میری طرف ایسے لوگوں کو بھیجا ہے جو شیطان کی زبانوں سے گفتگو کرتے ہیں اور شیطان ہی ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ وہ لوگوں کے پاس آکر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم پیش کرتے ہیں اس طرح یہ مسلمانوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرتے ہیں کیونکہ ہر شخص ان کا اندرونی مقصد نہیں سمجھ سکتا ہے۔ ان کا مقصد تفرقہ پردازی اور انتشار پھیلانا ہے۔ وہ فتنہ و فساد کو قریب لا رہے ہیں۔ اسلام انہیں گراں معلوم ہو رہا ہے اور وہ اس سے بیزار ہیں بلکہ شیطان کی غلامی ان کے دل میں سرایت کر چکی ہے۔

ان لوگوں نے کوفہ میں آپ کے ماتحت بہت سے لوگوں کو خراب کر دیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر یہ اہل شام کے درمیان مقیم رہے تو یہ لوگ انہیں بھی اپنی جادو بیانی اور فسق و فجور سے اسی طرح خراب کر دیں گے۔ آپ انہیں ان کے شہر واپس بھیج دیں تاکہ وہ اسی شہر میں رہیں جہاں سے ان کی منافقت پھوٹی ہے۔“ والسلام

کوفہ کی طرف واپسی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں تحریری حکم بھیجا کہ وہ انہیں سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس واپس کوفہ بھیج دیں۔ یہاں پہنچ کر ان کی زبانیں پھر کھل گئیں چنانچہ سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ ان سے بہت تنگ آگئے ہیں۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سعید رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ انہیں عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس حمص روانہ کر دیں۔ وہ حمص کے امیر تھے۔ نیز اشتر اور ان کے ساتھیوں کو یہ خط تحریر فرمایا:

حمص بھجوانا:

”میں نے تمہیں حمص روانہ کر دیا ہے۔ جب میرا یہ خط ملے تو تم وہاں سے روانہ ہو جاؤ۔ کیونکہ تم اسلام اور اہل اسلام کو نقصان پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کرتے ہو۔“ والسلام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مختار کی گرفتاری

[illegible]

ابن مسور کی آمد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عامر بن عبد قیس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن عامر کی آمد

[illegible]

ابن عامر سے سوالات

ابن عامر نے ان سے پوچھا "آپ [illegible]

[illegible]

"یہ شخص [illegible] (حضرت آدم) [illegible] (حضرت نوح) [illegible] ابراہیم [illegible]"

عامر کی جلا وطنی

[illegible]

ان کے خلاف چغل خوری

[illegible] حمران [illegible] حضرت عثمان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

> [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اہل کوفہ سے گفتگو:

سیف ابو حارثہ اور ابو عثمان یزید کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب اہل کوفہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو ایک جگہ ٹھہرایا [illegible] حضرت [illegible] سے گفتگو کرتے تھے اور وہ [illegible] سے باتیں کرتے تھے۔ جب وہ گفتگو کر چکے تو امیر معاویہؓ نے فرمایا

عصبیت کی مذمت:

"تمہیں عرب ہونے کی عزت کا احساس ہے۔ خدا کی قسم! [illegible] اور [illegible] ظلم [illegible] اور تمہارے کلام میں معقول دلیل ہے [illegible] بیان [illegible] ہو [illegible] اسلام [illegible] حاصل [illegible] ہے اور تمہارے [illegible] بعد [illegible]۔"

نصیحت کا اثر:

چنانچہ اس کے بعد امیر معاویہؓ نے دیکھا کہ بعض لوگ نماز میں شریک ہوتے ہیں اور جماعت کے ساتھ اور ان کی محفل میں بھی شریک ہوتے تھے۔ ایک دن امیر معاویہؓ ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کو [illegible] رہے ہیں۔ اس وقت انہیں فرمایا

جماعت سے وفاداری:

"تم میرے سامنے اور جماعت کے ساتھ شریک رہتے ہو۔ تم جہاں چاہو چلے جاؤ۔ ہم جانتے ہیں کہ تمہیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اگر تم [illegible] جماعت کے ساتھ رہو گے تو تمہیں خوش نصیبی [illegible] وہ لوگ جنہیں [illegible] اور تم نے [illegible] نصیب ہو گی اور [illegible] کو بھی تم ان [illegible] نہ پہنچ سکے۔"

اس پر ان لوگوں نے ان کی تعریف کی اور جزائے خیر کی دعا مانگی۔ پھر امیر معاویہؓ سے کہنے لگے:

"اے امیر! [illegible] کا آدمی ہوں؟" وہ بولا

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف:

"آپ بہت گہرے آدمی ہیں۔ آپ کی عزت و دانائی بہت زیادہ ہے۔ آپ کی حاضر جوابی نہایت عمدہ ہے۔ آپ بڑے علم اور بردباری کے مالک ہیں اور آپ نے ہم کو ایک بہت بڑا [illegible] ہے۔ آپ نے خطرناک مسئلوں کی حفاظت کی ہے۔"

اس کے بعد امیر معاویہؓ نے دریافت کیا

"تم مجھے مختلف شہروں کا حال بتاؤ کیونکہ (مجھے) تم اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ سمجھدار معلوم ہوتے ہو۔"

مختلف شہروں کا حال:

وہ بولے:

"ان شہروں سے میں نے خط و کتابت کی اور میں نے ان کے حالات کی دریافت کی ہے۔ [illegible] ان سب کو پہچان گیا ہوں۔"

اہل مدینہ شر و فساد کے سب سے زیادہ حریص ہیں مگر (عملی طور پر) سب سے زیادہ عاجز ہیں۔

اہل کوفہ و بصرہ کی خامیاں

اہل کوفہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر سب سے زیادہ غور و فکر کرتے ہیں اور بڑی بڑی باتوں پر جلد سوار ہو جاتے ہیں۔ اہل بصرہ اکٹھے ہو کر آتے ہیں اور متفرق ہو کر نکلتے ہیں۔

مصر و شام کے باشندے

اہل مصر پورے شر کا ارتکاب کرتے ہیں مگر جلدی نادم ہو جاتے ہیں اہل شام اپنے رہنما کے سب سے زیادہ فرمانبردار ہیں اور بہکانے والے کے بہکانے میں بہت مشکل سے آتے ہیں۔

متفرق واقعات

اس سال بھی حضرت عثمان بن عفان نے لوگوں کے ساتھ حج کیا ہے۔

ابو معشر کا قول ہے کہ اس سال قبرس فتح ہوا اس کے خلاف روایت کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں۔

⁂

باب ۳۰

۳۴ھ کے واقعات

ابو جعفر (طبری) کا بیان ہے کہ جنگ صواری اسی سال ہوئی۔ دوسرے مؤرخین نے (اس کی تاریخ کے تعین میں) اختلاف کیا ہے جیسا کہ اس اختلاف کا تذکرہ اور جنگ کا حال اپنے مقام پر بیان کیا جا چکا ہے اسی سال اہل کوفہ نے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔

اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالفوں نے باہمی خط و کتابت کی تاکہ وہ سب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سیاسی اور بعض کاموں پر اعتراض کرنے کے لیے جمع ہوں۔

مخالفوں کا اجتماع

قیس بن یزید نخعی کی روایت ہے کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نکالے ہوئے لوگوں کو واپس کر دیا تو انہوں نے کہا "عراق اور شام اب ہمارے گھر نہیں رہے ہیں اس لیے آؤ جزیرہ کی طرف کیوں نہ چلے جائیں" چنانچہ وہ وہاں اپنی مرضی سے آ گئے وہاں عبدالرحمن بن خالد رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ بہت سختیاں کیں یہاں تک کہ وہ ان کے مطیع و فرمانبردار بن گئے۔ انہوں نے اشتر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے بلا کر کہا:

"تم جہاں چاہو جا سکتے ہو۔" انہوں نے کہا "میں عبدالرحمن کے پاس جاؤں گا" چنانچہ وہ وہاں چلا گیا

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے گیارہویں سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے۔

ایرانی علاقوں کے حکام:

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے ان کے اخراج سے ایک سال پہلے اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کو آذربائیجان کا حاکم مقرر کیا تھا اور سعید بن قیس کو رے کا حاکم مقرر کیا۔ سعید بن قیس (پہلے) ہمدان کا حاکم تھا۔ وہاں سے اسے معزول کر دیا گیا اور ہمدان کا حاکم نسیر عجلی کو بنایا گیا۔ اصفہان کا حاکم سائب بن اقرع رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا اور ماہ کا حاکم مالک بن حبیب یربوعی کو مقرر کیا گیا۔ موصل کے حاکم حکیم بن سلامہ حزامی تھے۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قرقیسیاء کے حاکم تھے۔ سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ باب کے نگران تھے اور جنگی حاکم قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے۔ حلوان کے حاکم عتیبہ بن نہاس تھے اس طرح کوفہ قوم کے رؤساء سے خالی ہو گیا تھا اور فتنہ پرداز لوگ باقی رہ گئے تھے۔

سبائیوں کا آغاز:

(ان حالات میں) یزید بن قیس نے (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت سے معزول کرنے کی سازش کی اور مسجد کوفہ میں

۔ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کی گرفتاری

آخر کار [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible]

جلاوطنوں کو دعوت شرکت

[illegible] [illegible] اے لوگو [illegible] [illegible] کے پاس [illegible] [illegible] کر دیں گے۔

اشتر کی پیش قدمی

وہ قادسیہ [illegible] کہ وہاں پہنچ گیا۔ اس وقت [illegible] تو اس نے [illegible] انہوں نے پوچھا "تمہارا کیا نام ہے؟" وہ بولا "اشتر" [illegible] "کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟" اس نے کہا [illegible] [illegible] [illegible] اشتر نے [illegible] [illegible] تو اس نے [illegible] [illegible]

دیگر افراد کی پیروی

اس (سعید بن العاص رضی اللہ عنہ) نے انہیں [illegible] [illegible] عبدالرحمٰن [illegible] [illegible] سب [illegible] کے پیچھے روانہ ہو گئے [illegible] [illegible]

عبدالرحمٰن کا تعاقب

جب عبدالرحمٰن بن [illegible] کو معلوم ہوا کہ وہ [illegible] ہو گئے ہیں تو اس نے اس وقت [illegible] [illegible] [illegible] پہنچ چکے تھے۔

سعید کے خلاف ہنگامہ

بعد کے دن لوگوں نے اچانک اشتر کو مسجد کوفہ کے دروازہ پر دیکھا وہ کہہ رہا تھا "اے لوگو! میں تمہارے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے آ رہا ہوں اور میں نے سعید بن العاص [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سعید [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

مخالف جماعت کی تشکیل

عام لوگوں نے اس کی باتوں [illegible] بہت [illegible] سے منع کرتے رہے مگر اس نے کسی کی ایک نہ سنی۔ [illegible] یزید بن قیس [illegible] ایک شخص کو [illegible] [illegible] سعید بن العاص [illegible]

کے لیے امیر المومنین کے پاس جائے تو وہ یزید بن قیس کی جماعت میں شامل ہو جائے۔" اس اعلان کے بعد اشراف حضرات قراء اور معززین شہر مسجد میں رہ گئے باقی لوگ چلے گئے۔ اس زمانے میں عمرو بن حریث نائب حاکم تھا وہ منبر پر چڑھا اور حمد و ثنا کے بعد اس نے یہ تقریر کی:

بغاوت کی مذمت:

تم اللہ کی نعمت کو یاد کرو، تم (اس سے پہلے) باہمی دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔ تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے اس نے تم کو وہاں سے نجات دلائی۔ اس لیے تم اس برائی اور شر و فساد کی طرف نہ لوٹو جس سے اللہ عزوجل نے بچایا ہے۔ کیا اسلام لانے کے بعد جب کہ تم اس کی ہدایت اور طریقہ پر چل چکے ہو۔ تم حق و صداقت کو نہیں پہچانو گے اور اس کے دروازے سے تم نہیں پہنچو گے۔

کامیابی کا یقین:

اس پر قعقاع بن عمرو نے کہا: "کیا تم سمندر کے سیلاب کو روک سکتے ہو اور دریائے فرات کی موجوں کو روک لو گے یہ بات ناممکن ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اب شمشیر بردار عوام خاموش نہیں رہ سکتے۔ بہت جلد ہی سب عام بھیڑ ایک زبردست ہنگامہ برپا کریں گے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے رہیں گے۔ تمہیں اللہ ہرگز کامیاب نہیں ہونے دے گا تم صبر کرو۔"

عمرو بن حریث (نائب حاکم) نے کہا: "میں صبر کروں گا۔" اس کے بعد وہ اپنے گھر چلے گئے۔

سعید سے ملاقات:

ادھر یزید بن قیس روانہ ہو کر جرعہ کے مقام پر ٹھہرا اس کے ساتھ اشتر بھی تھا۔ سعید وہاں پہنچا جہاں وہ لوگ اترے ہوئے تھے تو وہ کہنے لگے: "ہمیں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔" سعید نے کہا:

سعید کی نصیحت:

"تم نے بلاوجہ اتنا ہنگامہ کیا ہے۔ تمہارے لیے صرف یہی کافی تھا کہ تم امیر المومنین کے پاس ایک شخص بھیج دیتے اور ایک شخص میرے پاس بھیج دیتے۔ ایک ہزار آدمیوں کا جو عقل مند ہوں ایک شخص کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔" اس کے بعد وہ لوٹ گئے۔

غلام کا قتل:

ان لوگوں نے ان کے غلام کو دیکھا جو اونٹ پر سوار تھا۔ اس نے کہا "سعید کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ واپس جائیں" اس پر اشتر نے گردن مار دی۔

تبدیلی کا مطالبہ:

پھر سعید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور انہیں تمام حال بتایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا "وہ کیا چاہتے ہیں کیا انہوں نے اطاعت سے دست کشی کی ہے؟" وہ بولے "وہ (صرف) گورنر کی تبدیلی چاہتے ہیں" آپ نے پوچھا "وہ کس کا تقرر چاہتے ہیں؟" انہوں نے کہا "ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ کو (چاہتے ہیں)"

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا تقرر:

آپ نے فرمایا: ''ہم نے (حضرت) ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو ان پر مقرر کر دیا ہے۔ بخدا اب ہم کسی کا عذر نہیں سنیں گے اور نہ ان کو بحث بازی کا موقع دیا جائے گا اور جیسے ہم نے مناسب سمجھا ہے اس کے بارے میں ہم تمہارا تدارک کریں گے''۔

آپ کی آمد:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچ گئے۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی قرقیسیا سے واپس آ گئے اور حذیفہ بھی حلوان سے (کوفہ) آ گئے اس کے بعد (حضرت) ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے وہاں منبر پر کھڑے ہو کر تقریر کی۔

اطاعت کا اقرار:

''اے لوگو! تم ایسی باتوں کے لیے دوڑ دھوپ نہ کرو، آئندہ ایسی باتیں نہ کرنا بلکہ اپنی جماعت کا ساتھ دو اور اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو۔ جلد بازی کے کاموں سے بچو کیونکہ میرے آ جانے سے تم کو تمہارا امیر مل گیا ہے''۔

لوگوں نے کہا:

''آپ ہمیں نماز پڑھائیے''۔

وہ بولے: ''(میں) اسی وقت تک نماز پڑھاؤں گا جب تک کہ تم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے احکام کو سنتے اور اطاعت کرتے رہو گے (اس پر) سب کہنے لگے: ''(ہم) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں)''۔

مخالف نمائندہ کی روانگی:

محمد بن عبداللہ عمری کی روایت ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت اکٹھی ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اعمال پر تنقید کرنے لگی۔ آخر کار انھوں نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنا ایک نمائندہ بھیجیں، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بات کر کے گفت و شنید کرے اور انھیں ان کے (قابل اعتراض) اعمال سے مطلع کرے چنانچہ انھوں نے عامر بن عبداللہ تمیمی عنبری کو بھیجا جو عامر بن عبد قیس کے نام سے مشہور ہے۔

عامر کی گفتگو:

جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو بولے: ''مسلمانوں کی ایک جماعت اکٹھی ہوئی اور انھوں نے آپ کے اعمال پر غور و فکر کیا تو انھیں معلوم ہوا کہ آپ سنگین کاموں کے مرتکب ہوئے ہیں لہٰذا آپ اللہ بزرگ و برتر سے ڈریں، توبہ کریں اور ان کاموں سے پرہیز کریں''۔

اللہ کہاں ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس شخص کو دیکھو، لوگ کہتے ہیں کہ وہ بڑا قاری (عالم) ہے مگر وہ آ کر مجھ سے حقیر باتوں کے بارے میں گفتگو کر رہا ہے۔ بخدا وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ اللہ کہاں ہے؟'' عامر نے کہا: ''کیا میں نہیں جانتا ہوں کہ اللہ کہاں ہے؟'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہاں! بخدا تم یہ نہیں جانتے ہو کہ اللہ کہاں ہے؟'' عامر نے کہا: ''کیوں نہیں، میں یہ جانتا ہوں کہ اللہ تمہاری گھات میں ہے''۔

[illegible]

[illegible]

مشورہ طلبی:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خطرہ کا انسداد

[illegible]

[illegible] کا فقدان

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی ذمہ داری:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اعتدال کا مشورہ:

پھر آپ عمرو بن العاص کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: "آپ کی کیا رائے ہے؟" انہوں نے کہا: "میری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں پر بنو امیہ کو سوار کر دیتے ہیں [illegible] آپ اعتدال [illegible] اور آپ [illegible] چھوڑ دیجئے [illegible] اگر آپ [illegible] عزم کے ساتھ یہ باتیں کہہ رہے ہیں"۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی صفائی:

اس کے بعد [illegible] جب لوگ منتشر ہو گئے تو حضرت عمرو بن العاص نے کہا: "اے امیر المومنین! یہ بات نہیں ہے آپ مجھے بہت زیادہ عزیز ہیں۔ لیکن یہ بات ہے کہ مجھے یہ معلوم ہے کہ لوگ [illegible] دروازے پر [illegible] تک پہنچے گی اس لیے میں نے یہ چاہا کہ میں اپنی بات کو ان تک پہنچا دوں تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں اور [illegible] آپ کے لیے [illegible] آپ کی طرف سے کسی شر و فساد کو دور کر سکوں"۔

امراء کے نام:

عبدالملک بن عمیر زہری کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل امراء کو جمع کیا (۱) معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (۲) سعید بن العاص رضی اللہ عنہ (۳) عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ (۴) عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ (۵) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ۔

آپ نے فرمایا:

"تم مجھے مشورہ دو کیونکہ لوگ مجھ سے خفا ہو گئے ہیں"۔

اپنے علاقے کے ذمہ دار:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اپنے تمام امراء کو حکم دیں کہ ان میں سے ہر ایک اپنے علاقے کا انتظام کرے۔ میں اہل شام کا انتظام اپنے ذمہ لیتا ہوں"۔

فوجی مہموں میں مشغولی:

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: "میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ انہیں فوجی مہموں میں مشغول رکھیں تاکہ ہر ایک اپنے کام میں لگا رہے اور وہ آپ کے بارے میں غلط افواہیں نہ اڑا سکیں"۔

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: "میں یہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ معلوم کریں کہ وہ کس وجہ سے ناراض ہیں پھر آپ انہیں مطمئن کر دیجئے آپ انہیں مال عطا کریں اور ان میں تقسیم کر دیا جائے"۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تجویز:

پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: "امیر المومنین! آپ نے بنو امیہ کی طرح لوگوں پر سوار کر دیئے ہیں۔ آپ [illegible] کہتے ہیں آپ نے [illegible] دیا ہے اور وہ [illegible] کرتے ہیں۔ آپ اعتدال پیدا کیجئے یا الگ ہو جائیے اور اگر آپ یہ نہیں کر سکتے تو آپ پختہ عزم کر کے آگے بڑھیں"۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سعید بن العاصؓ کے خلاف بغاوت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت حذیفہؓ کی پیشین گوئی

[illegible]

مستقبل کا واقعہ

راوی کہتا ہے "میں نے ابوثور حدانی سے کہا کہ تم یہ واقعہ بتا رہے ہو؟" وہ بولے "نہیں یہ واقعہ ابھی تک رونما نہیں ہوا ہے۔"

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا تقرر

جب سعید بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ کر پہنچے تو انہوں نے (حضرت) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا امیر بنا کر بھیجا۔ اہل کوفہ نے انہیں بحال رکھا۔

باغی کا قتل

عبداللہ بن عمیرہ اشجعی کی روایت ہے کہ مسجد میں ایک فتنہ برپا ہوا تو کسی نے کہا: "اے لوگو! تم خاموش ہو جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جب مسلمانوں پر کوئی حاکم خلیفہ مقرر ہو اس وقت پھر کوئی مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے نکلے اور جماعت میں انتشار پیدا کرے تو تم اس کو مار ڈالو خواہ وہ کوئی شخص ہو۔" راوی حدیث نے کہا "رسول اللہ ﷺ نے (امام) عادل کی قید نہیں لگائی۔"

سعید کے خلاف سازش

محمد اور طلحہ کی روایت ہے کہ جب یزید بن قیس نے لوگوں کو سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے خلاف بھڑکایا تو اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی برا کہا۔ اس پر قعقاع بن عمرو اس کے پاس آیا اور اسے پکڑ لیا اس نے کہا "تمہارا کیا ارادہ ہے؟" کیا کوئی ایسا راستہ ہے کہ ہم اس سے استعفا دلا دیں؟" وہ بولا "نہیں"۔ اس کے بعد یزید نے جواب سے گریز کیا اور اپنے ساتھی جمع کر لیے اور راستہ میں انہوں نے سعید کو واپس لوٹا دیا۔ انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے حاکم مقرر کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ خط لکھا۔

مطالبہ کی منظوری:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"میں نے تم پر وہ حاکم مقرر کیا ہے جسے تم پسند کرتے ہو اور سعید کو الگ کر دیا ہے۔ بخدا! میں تمہارے لیے اپنی عزت قربان کر دوں گا اور تمہارے لیے صبر کروں گا اور مقدور بھر تمہاری بھلائی چاہوں گا۔ تم ہر ایسی بات کا مطالبہ کر سکتے ہو جس میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو اور ہر بات جسے تم ناپسند کرو اس سے تمہیں مستثنیٰ رکھا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس سے اللہ کی معصیت نہ ہوتی ہو۔ میں نے تمہاری پسند کے مطابق کام کیا ہے تاکہ تم میرے خلاف کوئی حجت نہ رکھ سکو۔"

عزم جہاد:

اس خط کے علاوہ آپ نے دوسرے شہروں کے لیے بھی لکھے اس طرح حضرت ابوموسیٰ (اشعری رضی اللہ عنہ کوفہ کے) حاکم مقرر ہوئے اور دوسرے حکام اپنی عملداری کی طرف چلے گئے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جہاد کے لیے باب کی طرف روانہ ہوئے۔

ہے۔ تمہارا یہ [illegible] ہیں [illegible] بھی
[illegible] ۔

بہترین حاکم کی علامت:

یہ حقیقت ہے کہ اللہ کے بندوں میں سب سے افضل وہ امام عادل ہے جو خود بھی ہدایت یافتہ ہو [illegible] سنت کو زندہ کرے اور بدعت کو مٹائے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ارشاد فرماتے تھے

ظالم حاکم کا انجام:

"قیامت کے دن ظالم حاکم کو اس حالت میں لایا جائے گا کہ نہ تو اس کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی معذرت پیش کرنے والا پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا، وہ اس میں اس طرح گھومے گا جس طرح چکی گھومتی ہے اور پھر جہنم کی گہرائی میں جا کر گر جائے گا۔"

نااتفاقی کے نتائج:

میں تمہیں اللہ اور اس کی سطوت اور انتقام کا خوف دلاتا ہوں کیونکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت اور دردناک ہے۔ میں تمہیں اس بات سے بھی ڈراتا ہوں کہ کہیں تم اس امت کے (مقتول) امام نہ بن جاؤ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ [illegible] قیامت تک [illegible] کا دروازہ کھل جائے گا اور [illegible] گروہوں میں بٹ جائیں گے اور باطل کے غلبہ کی وجہ سے حق کو نہ دیکھ سکیں گے اور ان باتوں میں [illegible] کہ ان [illegible] نکلنا مشکل ہو جائے گا۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"خدا کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ لوگ بھی وہی کہتے ہیں جو تم نے کہا ہے لیکن اگر تم میری جگہ (خلافت) پر ہوتے تو میں تمہیں نہ ملامت کرتا نہ تمہیں چھوڑتا نہ اعتراض کرتا اور نہ اس بات پر برا بھلا کہتا کہ تم نے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کیا [illegible] ہم نے [illegible] حاکم بنایا ہے جو اس شخص کے [illegible] (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ حاکم بنایا کرتے تھے۔

الزام کی تردید:

"اے علی! میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ مغیرہ بن شعبہ (حاکم) [illegible] تھے۔ وہ بولے "ہاں"۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تمہیں معلوم ہے کہ (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حاکم مقرر کیا"؟ وہ بولے "ہاں"۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"پھر تم مجھے کیوں ملامت کرتے ہو کہ میں نے [illegible] ابن عامر کو رشتہ داری کی وجہ سے حاکم مقرر کیا۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تشدد

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں تمہیں اس بات سے آگاہ کرتا ہوں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جس کسی کو حاکم مقرر کرتے تھے تو اس سے سختی سے باز پرس کرتے تھے اگر انہیں اس کے خلاف کوئی بات بھی معلوم ہوتی تو اسے بلا کر انتہائی سزا دیتے تھے، لیکن آپ ایسا نہیں کرتے بلکہ اس معاملے میں کمزوری دکھاتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نرمی کرتے ہیں۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "وہ تمہارے بھی رشتہ دار ہیں۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "میری جان کی قسم! وہ میرے بھی قریبی رشتہ دار ہیں لیکن فضیلت دوسرے لوگوں کو حاصل ہے۔"

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تقرر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پورے دور خلافت میں حاکم رکھا تھا میں نے بھی انہیں حاکم بنایا ہے۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف

"میں خدا کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس قدر خوف زدہ رہتے تھے کہ اتنا ان کا غلام یرفا بھی ان سے نہیں ڈرتا تھا؟" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہاں! (مجھے معلوم ہے)"

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خود مختاری

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اب یہ حالت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی اجازت کے بغیر تمام امور و معاملات انجام دیتے ہیں حالانکہ آپ کو بھی یہ معلوم ہے وہ مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں: 'یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا حکم ہے۔' آپ کو یہ اطلاع ملتی ہے مگر آپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کوئی تنبیہ نہیں کرتے ہیں۔"

(اس گفتگو کے بعد) حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے چلے گئے۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نکلے اور منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا۔

نکتہ چینیوں کی مذمت

ہر چیز کے لئے کوئی مصیبت ہوتی ہے اور ہر کام میں کوئی نہ کوئی خرابی ہوتی ہے چنانچہ اس امت (اسلامیہ) کے لئے باعث مصیبت اور اس نعمت کو بھی ختم کرنے والے وہ لوگ ہیں جو تمہارے سامنے بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کی پوشیدہ باتیں تمہیں ناگوار معلوم ہوں گی اور وہ شتر مرغ کی طرح ہر پکارنے والے کے پیچھے لگ جاتے ہیں جو سب سے پہلے پکارے اور چلے گا وہ گدلا پانی پئیں گے اور ہر گھاٹ سے گندہ پانی پئیں گے ان کا کوئی رہنما نہیں ہے اور تمام ذرائع معاش ان کے لئے مسدود ہو چکے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تشدد

دیکھو! بخدا تم نے مجھ پر ان باتوں پر نکتہ چینی کی ہے جن کو تم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تسلیم کر لیا تھا حالانکہ انہوں نے تمہیں اپنے پاؤں سے روندا تھا، اپنے ہاتھ سے مارا تھا اور اپنی زبان سے تمہاری زبان بندی کی تھی تم ان کی خاموشی سے اطاعت کر کے ان کے آگے

[illegible]

نرمی کا نتیجہ:

اس نے تو خوف میں تمہیں دبائے رکھا تھا اور میں نے تمہارے ساتھ نرمی برتی اور اپنا ہاتھ اور زبان تم سے روک لی اس طرح تم مجھ پر دلیر ہوتے گئے۔ دیکھو خدا کی قسم میرے حامیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ میرے قریب ہیں اور ہر وقت میری مدد کے لیے مستعد ہیں۔ میں نے تمہارے مقابل کے آدمی تیار کر رکھے ہیں۔ تم نے مجھے اپنے اخلاق و عادات میں تبدیلی کرنے پر اور اپنے آپ کو بدلنے میں تبدیلی کرنے پر مجبور کیا ہے۔

حسن سلوک کا وعدہ:

تم اپنی زبانوں کو روک رکھو اور اپنے حکام پر طعن و تشنیع اور عیب جوئی ترک کر دو۔ میں نے ان لوگوں کو روک رکھا ہے جو اگر تم سے گفتگو کرتے تو میری اس گفتگو کے بغیر تم سے ایسا سلوک کریں گے جو تمہیں منظور کرنا ہوگا۔ بتاؤ تمہارا کون سا حق تلف کیا گیا ہے؟ خدا کی قسم میں نے لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں اپنے پیشروؤں سے کوئی کمی نہیں کی ہے۔ میں نے اپنا بخشش و صلہ رحمی میں صرف کر دیا ہے کیونکہ میں اس کام کا خلیفہ ہی کیا اگر میں نے زائد مال کو اپنی مرضی سے خرچ نہیں کیا۔

مروان کی دھمکی:

اس کے بعد مروان بن الحکم کھڑے ہو کر کہنے لگے

"اگر تم چاہو تو ہم تمہارے اور اپنے درمیان تلوار کو فیصلہ کن بنا سکتے ہیں۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"تم خاموش رہو۔ تم مجھے اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھوڑ دو تمہیں گفتگو سے کیا مطلب؟ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم نہ بولا کرو"

اس پر مروان خاموش ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے اتر گئے۔

بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کی وفات:

اس سال حضرت عباس بن عبدالمطلب مدینہ منورہ میں فوت ہو گئے۔ اور جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابی مقداد بن الاسود اور عاقل بن ابی البکیر جو بنی سعد بن لیث سے تعلق رکھتے تھے وفات پائی۔ یہ دونوں ہی بدری صحابی تھے۔ اس سال بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔

* * *

۳۵ھ کے واقعات

ابن سبا کی خفیہ تحریک

[illegible]

[illegible] کی مخالفت

[illegible]

رجعت کا مسئلہ

اس لیے حضرت [illegible]

[illegible]

وصی ہونا

[illegible]

خلافت عثمانؓ کی مخالفت

[illegible]

فتنہ انگیز تحریک:

اس طرح اس نے [illegible]

ان سے اس نے خط و کتابت کی اور وہ لوگ ان سے خط و کتابت کرتے رہے یہ لوگ پوشیدہ طور پر اپنی تحریک کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہے مگر بظاہر وہ نیکی کا حکم دیتے اور برے کاموں سے روکتے تھے۔

تحریری پروپیگنڈا:

یہ لوگ مختلف شہروں کے لوگوں کے ساتھ خطوط بھیجتے تھے اور یہ لوگ ان خطوں میں اپنے حکام پر نکتہ چینی کرتے تھے۔ دوسرے ساتھی بھی اسی طرح ان سے خط و کتابت کرتے تھے۔

خفیہ اشتہارات:

اس کے علاوہ (ایک پوشیدہ سازشی جماعت ہونے کی حیثیت سے) ہر شہر کے لوگ دوسرے شہر کے لوگوں کو اپنی کارگزاری سے مطلع کرتے تھے اس طرح ہر ایک شہر دوسرے شہروں کی کارگزاری اور لوگوں کے سامنے پڑھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کی خبریں مدینہ تک پہنچ گئیں۔

خفیہ نشر و اشاعت:

ان لوگوں نے تمام ممالک میں (اس تحریک کی) نشر و اشاعت وسیع کر دی تھی وہ جو کچھ لکھتے تھے اس کے خلاف مراد لیتے تھے ظاہر میں یہ لوگ کچھ اور کرتے تھے ہر شہر کے لوگ یہ کہتے تھے "ہم تو ان مصائب سے محفوظ ہیں جن میں یہ لوگ مبتلا ہیں" سوائے اہل مدینہ کے۔

اس تحریک کی خبریں تمام شہروں سے آتی تھیں "ہم تو ان چیزوں سے محفوظ ہیں جن میں لوگ مبتلا ہیں" یہ خبریں اہل مدینہ کو بھی پہنچیں تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اطلاع:

"اے امیر المومنین! کیا آپ کو بھی وہ اطلاعات مل رہی ہیں جو ہم کو مل رہی ہیں؟" وہ بولے: "نہیں، میرے پاس تو امن و سلامتی کی خبریں آ رہی ہیں" وہ بولے: "ہمارے پاس ایسی خبریں موصول ہوئی ہیں" اس کے بعد انہوں نے وہ سب بیان کیا جو انہیں معلوم ہوا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم میرے شریک کار ہو اور مسلمانوں کے گواہ ہو اس لیے تم مجھے مشورہ دو" وہ بولے: "ہم آپ کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ آپ قابل اعتماد افراد کو مختلف شہروں میں بھیجیں تاکہ وہ صحیح اطلاعات لے کر واپس آ جائیں۔"

تحقیقاتی افسر:

چنانچہ آپ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا انہیں کوفہ کی طرف بھیجا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی طرف بھیجا۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مصر بھیجا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو شام بھیجا۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی دیگر علاقوں کی طرف بھیجا۔

تسلی بخش حالات

یہ سب حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے پہلے واپس آ گئے اور سب نے کہا:

"اے لوگو! ہم نے وہاں کوئی ایسی قابل اعتراض بات نہیں دیکھی اور نہ وہاں کے خواص و عوام کو کسی ناگوار معاملے کا علم ہے مسلمانوں کو اپنے معاملات پر اختیار حاصل ہے نیز ان کے حکام ان کے درمیان عدل و انصاف کرتے ہیں اور ان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عمرو بن العاص کو تنبیہ

[illegible]

نرم سلوک کی ہدایت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نہیں کئے تھے۔

اللہ جانتا ہے کہ میں نے لوگوں اور اپنی ذات کی بھلائی کے لیے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ خدا کی قسم فتنہ و فساد کی چکی گردش میں آ کر رہے گی۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے کیا ہی اچھا ہے کہ وہ اس فتنہ کو برپا کرنے سے پہلے ہی رخصت ہو جائیں۔ تم لوگوں کو (فتنہ و فساد سے) بچاؤ اور ان کے حقوق ادا کرو اور ان سے درگزر کرو البتہ اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں سستی نہ کرنا۔

آئندہ خلیفہ کا تذکرہ:

جب (حج کے زمانے میں) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے حضرت معاویہ اور عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہما کو (پہلے) مدینہ روانہ کیا اور ابن عامر اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہما ان کے ساتھ روانہ ہوئے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے تو ایک حدی خواں نے یہ دو شعر پڑھے:

- ① تمام لاغر سواریاں اور اونٹ یہ بات جانتے ہیں کہ ان کے بعد امیر (خلیفہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔
- ② حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی پسندیدہ جانشین ہیں اور طلحہ رضی اللہ عنہ بھی اس کے حقدار ہیں۔

کعب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے چل رہے تھے انہوں نے کہا: "خدا کی قسم ان کے بعد یہ خچر والے (خلیفہ) ہوں گے"۔ ان کا اشارہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔

خلافت کی توقع:

سیف محمد بن طلحہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے جانے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (خلافت کی) توقع کرنے لگے تھے۔ جب یہ سب لوگ حج کے موسم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اجتماع میں شریک ہوئے تو اس کے بعد جب وہ روانہ ہوئے تو ایک رجز خواں نے یہ شعر پڑھا:

"ان کے بعد امیر (خلیفہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور زبیر پسندیدہ جانشین ہیں"۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ:

اس پر کعب نے کہا: "تم جھوٹ بولتے ہو ان کے بعد (خلیفہ) یہ خچر والے یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں"۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے اس سے پوچھا تو وہ بولے: "ہاں آپ ان کے بعد امیر (خلیفہ) ہوں گے البتہ آپ اسے اس وقت حاصل کریں گے جب کہ آپ میری اس بات کی تکذیب کریں گے"۔ اس وقت سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس (خلافت) کی توقع ہونے لگی۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے تو انہوں نے تمام گورنروں کو ان کی عملداری کی طرف لوٹا دیا اور وہ سب چلے گئے البتہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے بعد (وہاں) مقیم رہے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کی روانگی:

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے رخصت ہوئے تو جب وہ وہاں سے نکلے اس وقت سفری لباس میں ملبوس تھے ان کے گلے میں تلوار لٹک رہی تھی اور وہ تیر کمان سے لیس تھے۔ انہوں نے مہاجرین کے چند لوگوں کو دیکھا جن میں حضرات طلحہ و زبیر

ان کی جیسی بھی شکل تھی انہوں نے ان کو ملامت کرنے کے بعد اپنی زبان کو چلایا یہاں تک کہ ان سے یوں مخاطب ہوئے

اسلامی طریقہ اچھا ہے

"عرب (عہد جاہلیت میں) لوگوں پر تنگی کے وقت غالب آ جاتے تھے۔ دراصل وہ ہر ایک خاندان اور قبیلے میں لڑائی کرتے تھے یہاں تک کہ قوم کے ذریعہ اور حقیقی اسلام کے ذریعہ ان پر حکومت کرتے تھے اور دوسری ہے کیونکہ انہیں بہت تکلیف پہنچی تھی۔ تمہیں عزت و شرف سے نوازا۔ پھر حضرت محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور ان کی پیروی کرنے والوں کو عزت بخشی اس کے بعد وہ دین بھی اور دوسرے کے بعد حاکم مقرر کرتے تھے۔ وہ اس معاملے میں کامیاب ہوئے اور اسی طرح کی خدمت اور اتفاق اور قیامت تک کی ترقی رہے تھے اگر آج تم بھی قوموں نے جو طریقہ اختیار کیا اور اس طریقے پر قائم رہو تو اس کی حکومت برقرار رہے گی اور اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کر دے گا۔

رعایا کا نظام:

اگر یہ (مسلمان) ہم پر زمین کے اور طاقت کے ذریعہ دنیا پر حکمرانی کی ایک کرتے تو ان سے پہلے (خدا کی قسم) تمہیں چھوڑ جاتے گی اور تم تمہاری ہی بستی ہے۔ اسے ہر ایک پر بغیر ناقہ کے قائم رکھا جاتا ہے کہ وہ سب اپنی خیر (کے علاوہ) سے دور جا بیٹھے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کی مدد کرنے پر قادر ہے اور اپنی فضل سے ساتھ ہر فرد کا انتظام کرتا ہے۔

قوموں کی نصیحت:

کیونکہ یہ بزرگ (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) تمہارے لئے بڑے جاہ و حشمت ہیں اگر تم ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ گے اور ... زمانے کی وجہ سے تم زیادہ خوشحال ہو گئے"۔

تقریر پر تنقید:

اس کے بعد وہ لوگ ان کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تمہاری رائے کیا ہے ان میں کوئی بھلائی نہیں ہے"۔ (حضرت) زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "نہیں خدا جیسے تم ظاہر ہو وہ نہیں جو ہمارے اور تمہارے دلوں میں ہے یہ پچھ کر نہیں تھا"۔

دوسری روایت

موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (حضرت) طلحہ رضی اللہ عنہ کو دعوت دی تو وہ آئے اور ان کے ساتھ (حضرت) زبیر ان کے ساتھ تھے اور جب وہ (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو (حضرت) علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حمد و ثنا کے بعد یوں تقریر کی:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تقریر:

"آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اور روئے زمین کے بہترین انسان ہیں آپ لوگ اس امت (امر) کے ارباب حل و عقد ہیں کوئی آپ لوگوں کے علاوہ دوسرا اس (کی نگرانی) کی توقع نہیں رکھتا۔

آپ نے اپنے ساتھی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو بغیر کسی لالچ کے انتخاب کیا ہے۔ اب وہ بوڑھے ہو گئے ہیں اور ان کی عمر گزر چکی ہے اور اگر ان کی اجل (موت) کا انتظار کرتے تو وہ بھی قریب ہے۔ حالانکہ مجھے توقع ہے کہ وہ اللہ کی نظر میں اس قدر عزت کے مستحق ہیں کہ وہ

[illegible] تک نہیں پہنچے ؟

آزادی خلیفہ کی آواز

روز قیامت [illegible] تو [illegible] ہوں [illegible] ہے [illegible]

آپ کا رستے [illegible] ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اعتراض

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا [illegible] ہو گئے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب

[illegible] نے انہوں نے [illegible] کی [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا [illegible] تھے اپنی ذات اور اپنے رشتہ داروں کے لیے تو [illegible] نہیں کی۔

صلہ رحمی:

جب رسول اللہ ﷺ اپنے رشتہ داروں [illegible] کیا کرتے تھے میں بھی اس خاندان سے تعلق رکھتا ہوں [illegible] تمہاری [illegible] ہے۔

شکایت کا ازالہ

لوگوں نے کہا آپ نے [illegible] آپ نے [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] جب ان سے [illegible] ہو گئے اور [illegible] ہو گئے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیشکش

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حج کے وقت رخصت کیا تو چلتے وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا امیر المومنین اس سے پہلے [illegible] آپ سے [illegible] آپ میرے ساتھ شام چلیے [illegible]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انکار

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں رسول اللہ ﷺ [illegible] ہو جائے۔"

اور عوام کے سامنے اسے ظاہر کیا کہ وہ تبلیغ کا صرف کام کر رہے ہیں اور وہ (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھ کر بھی دریافت کرنا چاہتے ہیں جو عوام میں مشہور ہیں اس لیے وہ اصل حقیقت معلوم کرنے کے لیے جا رہے ہیں۔ یہ لوگ مدینہ پہنچ گئے۔

تحقیقاتی وفد:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دو آدمی روانہ کیے۔ ایک شخص کا تعلق قبیلہ مخزوم سے تھا دوسرے کا تعلق قبیلہ زہرہ سے تھا انہیں آپ نے یہ ہدایت دی:

"تم دونوں معلوم کرو کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور ان کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرو یہ دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تنبیہ کی وجہ سے ان کی اطاعت کر چکے تھے تاہم ان دونوں نے حق و صداقت کی پابندی کی اور ان کے پاس گئے۔ جب ان (شورش پسندوں) نے ان دونوں اشخاص کو دیکھا تو انہوں نے دونوں کو اپنے مطالبات سے مطلع کیا۔ ان دونوں نے ان سے پوچھا: "کیا تمہارے ساتھ اہل مدینہ میں سے کوئی ہے؟" وہ بولے "تین افراد ہیں"۔

اصل حقیقت کا اظہار:

انہوں نے پوچھا "تم کیا کرنا چاہتے ہو؟" وہ بولے "ہم چاہتے ہیں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو) وہ باتیں یاد دلانا چاہتے ہیں جنہیں ہم نے لوگوں کے دلوں میں راسخ کر دیا ہے۔ پھر واپس آ کر ہم لوگوں کو بتائیں گے کہ ہم نے انہیں یہ باتیں یاد دلائیں مگر انہوں نے ان کی پرواہ نہیں کی اور نہ توبہ کی۔ اس کے بعد ہم حاجیوں کی حیثیت سے آئیں گے اور انہیں مجبور کر کے معزول کر دیں گے اور اگر وہ اس سے انکار کریں گے تو ہم انہیں قتل کر دیں گے"۔

(ان کا یہ پروگرام سن کر) وہ دونوں واپس آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تمام صورت حال سے مطلع کیا تو آپ ہنسے اور پھر فرمایا:

مخالفوں پر بددعا:

"اے اللہ! ان کی اصلاح فرما اگر تو نے انہیں درست نہیں کیا تو وہ (امت اسلامیہ میں) تفرقہ اندازی اور انتشار پیدا کر دیں گے۔ جہاں تک عمار کا تعلق ہے انہوں نے عباس بن عتبہ بن ابی لہب پر حملہ کیا تھا اور اس سے جنگ کی تھی۔ محمد بن ابی بکر پر تعجب ہے کہ وہ یہ گمان کر رہے ہیں کہ حقوق ان کے لیے لازم نہیں ہیں۔ حالانکہ وہ بھی گناہ اور فتنہ کا شکار ہو رہے ہیں"۔

اتمام حجت:

آپ نے اہل کوفہ اور اہل بصرہ کو خطوط لکھے اور نماز میں شریک ہونے کا اعلان کرایا جب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپ نے حمد و ثنا کے بعد ان لوگوں کے حالات سے انہیں مطلع کیا اور وہ دونوں (مخبر) کھڑے ہو گئے۔ سب نے متفق ہو کر کہا

بغاوت کی سزا:

"آپ ان سب کو قتل کر دیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "جو شخص مسلمانوں پر مستقل خلیفہ (حاکم) ہوتے ہوئے اپنی یا کسی دوسرے کے لیے بیعت (کی دعوت) کرے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے تم اسے قتل کر دو"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے: "میں تمہارے لیے (اپنے نفس کے لیے) کوئی رعایت نہیں دیتا ہوں مگر یہ کہ تم اسے ماردو۔ میں بھی (اس کام میں) تمہارا شریک ہوں"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی معذرت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم انہیں معاف کرتے ہیں اور درگزر کرتے ہیں اور اپنی کوشش کے مطابق غور کرتے رہیں گے، ہم کسی کا سے حد نہیں روکیں گے جب تک کہ وہ کسی حد شرعی کے قابل کام کا مرتکب نہ ہو یا کفر کا اظہار نہ کرے۔

ان لوگوں نے ایسی باتوں کا تذکرہ کیا ہے جنہیں وہ بھی جانتے ہیں جس طرح تم جانتے ہو مگر وہ مجھے اس لیے یاد دلا رہے ہیں تاکہ ناواقف لوگوں کے سامنے ان کی اشاعت کرسکیں۔ وہ یہ کہتے ہیں۔

اعتراضات کے جوابات:

❶ میں نے سفر میں نماز پوری پڑھی حالانکہ اس صورت میں مکمل نہیں پڑھی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے شہر میں تھا جہاں میرے اہل و عیال تھے اس لیے میں نے پوری نماز پڑھائی۔ کیا یہ بات ٹھیک ہے؟" لوگوں نے کہا "ہاں (ٹھیک ہے)"۔

محفوظ چراگاہ:

❷ وہ لوگ کہتے ہیں "میں نے چراگاہ کو محفوظ کیا (اس کا جواب یہ ہے کہ) میں نے تو ایسی ہی چراگاہ کو محفوظ کیا جو پہلے محفوظ کی گئی تھی اور انہوں نے کسی ایک مخصوص آدمی کے لیے (ایسی چراگاہ کو محفوظ نہیں کیا تھا) بلکہ اہل مدینہ غالب آ جاتے تھے پھر انہوں نے وہاں میں سے کسی کو نہیں روکا بلکہ ہمارے مسلمانوں کے صدقات (کے مویشیوں) کے لیے محدود کیا ہے تاکہ کسی کے درمیان کوئی جھگڑا اور تنازعہ پیدا نہ ہو سکے پھر انہوں نے کسی کو نہیں روکا ہے۔

مال کی کمی:

❸ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو دو سواریوں کے علاوہ میرے پاس کوئی مویشی نہیں ہے نہ بکریاں ہیں نہ بکری اور نہ دوسرا جانور ہے۔ جب میں خلیفہ مقرر ہوا تو اس وقت اہل عرب میں سب سے زیادہ میرے پاس بکریاں اور اونٹ تھے مگر اب حج کی سواری کے لیے دو اونٹوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ کیا یہ بات ٹھیک ہے؟ لوگوں نے کہا "ہاں"۔

تدوین قرآن:

❹ یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کئی کتابوں میں تھا میں نے اسے ایک کردیا (اس کا جواب یہ ہے کہ) قرآن کریم ایک ہی چیز ہے واحد کی طرف سے ہے۔ میں اس معاملے میں ان لوگوں (صحابہ) کا تابع ہوں۔ کیا ایسا ہی ہے؟ مسلمانوں نے کہا "ہاں بے شک (یہی بات ہے)" پھر انہوں نے مطالبہ کیا کہ وہ انہیں قتل کردیں۔ آپ نے منع فرمایا۔

حکم کا معاملہ:

❺ یہ لوگ کہتے ہیں "میں نے حکم کو واپس بلا لیا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جلاوطن کردیا تھا۔ حکم مکہ کے باشندے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مکہ سے طائف جلاوطن کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں واپس بلا لیا۔ اس طرح یہ رسول اللہ ﷺ کی

[illegible]

[illegible] پر اعتراض

❶ یہ لوگ کہتے ہیں [illegible] جواب یہ ہے کہ [illegible]

[illegible]

❷ [illegible]

[illegible]

صلہ رحمی پر اعتراض کا جواب:

❶ [illegible]

[illegible]

قومی مال کی حفاظت

[illegible]

[illegible]

[illegible]:

[illegible] اپنے ذاتی مال ہی سے [illegible]

حمیٰ کا مسئلہ:

❸ یہ لوگ کہتے ہیں آپ نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

کوفی سردار:

① زید بن صوحان عبدی ② اشتر نخعی ③ زیاد بن نضر حارثی ④ عبد اللہ بن اصم عامری۔ عامر بن صعصعہ سے تعلق رکھتا تھا۔ ان کی تعداد بھی اہل مصر کی تعداد کے برابر تھی اور ان سب کا سپہ سالار عمرو بن اصم تھا۔

بصرہ کے سرغنہ

اہل بصرہ بھی چار قافلوں میں روانہ ہوئے ان کے سرغنہ یہ تھے ① حکیم بن جبلہ عبدی ② ذریح بن عباد عبدی ③ بشر بن شریح حطم بن ضبیعہ قیسی ④ ابن محرش بن عبد بن عمرو حنفی ان کی تعداد بھی اہل مصر کی تعداد کے برابر تھی اور ان سب کا سپہ سالار حرقوص بن زہیر سعدی تھا۔ ان لوگوں میں چند اور لوگ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔

مختلف خیالات کے گروہ:

اہل مصر حضرت علی کی طرف دار تھے۔ اہل بصرہ حضرت طلحہ کو پسند کرتے تھے اور اہل کوفہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حامی تھے۔ بغاوت پر سب کا اتفاق تھا تاہم یہ لوگ مختلف خیال رکھتے تھے۔ ہر گروہ کو اپنی کامیابی کی امید تھی اور دوسرے گروہ کی ناکامی کا اندیشہ تھا۔

باغیوں کے مراکز:

یہ سب اطراف سے روانہ ہوئے جب مدینہ تین منزل رہ گیا تو اہل بصرہ کے کچھ لوگ ذوخشب کی منزل پر ٹھہر گئے اور اہل کوفہ کے کچھ لوگ اعوص کے مقام پر ٹھہرے ان کے پاس مصر کے کچھ لوگ آئے جنہوں نے اپنے عام لوگوں کو ذوالمروہ کے مقام پر چھوڑ دیا تھا۔ اہل مصر و اہل بصرہ کے پاس زیاد بن نضر اور عبداللہ بن اصم آئے یہ دونوں کہنے لگے۔

اہل مدینہ سے اندیشہ:

تم تو خود جلد بازی سے کام لو ورنہ ہمیں نقصان پہنچے گا، جب ہم مدینہ میں داخل ہو جائیں گے اس وقت ہم تم کو اطلاع دیں گے کیونکہ ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ مدینہ میں لوگ ہمارے لیے بھی لشکر روانہ کر رہے ہیں۔ خدا کی قسم اگر اہل مدینہ کو اس وقت ہم سے خوف پیدا ہو گیا ہے اور انہوں نے ہمارے مقابلے پر جنگ کرنا جائز سمجھ لیا ہے اور ابھی جب کہ انہیں ہمارے بارے میں صحیح خبر نہیں پہنچی ہے تو جب انہیں ہمارے بارے میں پوری معلومات حاصل ہوں گی تو اس وقت وہ ہمارے سخت مخالف ہو جائیں گے اور ہمارا یہ سب منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔

اگر وہ ہم سے جنگ کرنے کے روادار نہیں ہیں اور ہمارا جو خیال ہے وہ غلط ثابت ہوا تو ہم اس کی اطلاع لے کر واپس آ جائیں گے۔

سرکردہ حضرات سے ملاقات:

ان لوگوں نے کہا: "تم دونوں جاؤ" چنانچہ یہ دونوں افراد مدینہ پہنچے اور انہوں نے ازواج مطہرات نبی کریم ﷺ اور حضرات علی، طلحہ اور زبیر سے ملاقات کی اور کہا: "ہم اس خاندان کی اقتدا کرتے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ خلیفہ ہمارے بعض حکام کو معزول کرے۔ ہم صرف اسی مقصد کے لیے آئے ہیں اور مسلمانوں سے ہم نے اس مقصد کے لیے اجازت حاصل کی ہے۔"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سے بعد یہ لوگ واپس رخصت ہو گئے اور پھر یکایک اہل مدینہ بالکل مطمئن ہو گئے اور یہ منتشر ہو گئے اور جب اہل مدینہ اپنے گھروں میں پہنچ گئے تو باغی لوگ واپس آ گئے اور مدینہ پر قابض ہو گئے اور گلیوں میں تکبیریں بلند کیں اہل مدینہ کو تنہا کر دیا اور حضرت عثمان غنیؓ کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اور یہ اعلان کر دیا کہ جو شخص اپنا ہاتھ روکے گا وہ امن میں ہے۔"

واپس آنے کی وجہ:

حضرت عثمان غنیؓ نے چند دوسرے لوگوں کو جن میں حضرت علیؓ اور مسلمان تھے ان کے پاس بھیجا (تاکہ) وہ ان کے مرتکب (لوگوں) سے پوچھیں کہ وہ کس ارادہ سے آئے ہیں چنانچہ چند افراد جن میں حضرت علیؓ بھی تھے ان کے پاس گئے اور ان سے پوچھا "تم اپنے خیالات کو تبدیل کرنے کے بعد واپس چلے گئے تھے پھر یوں لوٹ آئے ہو؟" وہ بولے "ہم نے قاصد کے ہاتھ سے ایک خط پکڑا ہے جس میں ہمیں قتل کرنے کا حکم ہے۔" حضرت طلحہؓ جب ان کے پاس آئے تو اہل بصرہ نے بھی ان سے یہی بات کی۔ حضرت زبیرؓ بھی ان کے پاس آئے تو اہل کوفہ نے بھی یہی کہا۔ اہل کوفہ اور اہل بصرہ سب نے کہا "ہم اپنے بھائیوں کی مدد کریں گے اور ہم سب مل کر ان کی حفاظت کریں گے۔"

ایک ہی قسم کا جواب:

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے پہلے ہی سے یہ منصوبہ تیار کر رکھا تھا اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا "اے اہل کوفہ و بصرہ! تمہیں اہل مصر کی اس بات کا کیسے علم ہو گیا جب کہ تم کئی منزلیں طے کر چکے تھے اور پھر ہماری طرف آ گئے ہو۔ خدا کی قسم یہ منصوبہ مدینہ میں تیار کیا گیا تھا۔"

وہ بولے "آپ جیسے چاہیں خیال کریں ہمیں اس شخص کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ ہم سے علیحدہ ہو جائے۔"

گفتگو کی آزادی:

ان حالات میں حضرت عثمان غنیؓ مسلمانوں کو نماز پڑھاتے رہے اور یہ باغی لوگ بھی ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہے اور جو چاہے حضرت عثمان غنیؓ سے ملاقات کرتا۔ آپ کی نظر میں یہ لوگ خاک سے بھی حقیر تھے۔ یہ لوگ کسی کو گفتگو سے منع نہیں کرتے تھے۔

امداد کے لیے خطوط:

حضرت عثمان غنیؓ نے مختلف شہروں میں امداد کے لیے خطوط بھیجے (جن کا مضمون یہ ہے) "اللہ بزرگ و برتر نے حضرت محمد ﷺ کو حق کا پیغام دے کر بھیجا تاکہ وہ (نیکیوں کی) بشارت دیں اور (برے) اعمال کے عذاب سے ڈرائیں۔ آپ ﷺ نے اللہ کے احکام لوگوں تک پہنچا دیئے اور اپنا فرض ادا کرنے کے بعد دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ نے ہمارے لیے اللہ کی کتاب چھوڑی ہے جس میں حلال و حرام (اور) عجیب امور بیان کیے گئے ہیں اس نے اپنے قدر کا نظام بیان کر دیا ہے خواہ بندوں کو پسند آئے یا ناپسند ہو۔

امور خلافت کی تنہا ذمہ داری:

پہلے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ خلیفہ ہوئے پھر میرے علم و درخواست کے بغیر مجھے مجلس شوریٰ میں شامل کیا گیا جس کی مجھے ذرا بھی خواہش

کے بغیر اہل شوریٰ نے سب لوگوں سے مشورہ کر کے مجھے انتخاب کیا۔ میں نے ان کے اتحاد کو دیکھا، کام تیرے جنہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کا انکار نہیں کر سکتے ہیں میں نے (شریعت کی) پیروی کی اور کسی بدعت کا ارتکاب نہیں کیا۔

ناجائز مطالبات:

جب یہ کام مکمل ہو گئے اور شر و فساد پھیلا تو لوگوں کو کینے اور عداوتیں ظاہر ہوئیں۔ نکتہ چینی اور نفاق کی خواہشیں۔ تو وہ ایسی باتوں کا مطالبہ کرنے لگے جن کے برخلاف کی دلیل و حجت کے بغیر اعلان کرتے تھے وہ میری ان باتوں پر نکتہ چینی کرنے لگے جنہیں وہ خود پسند کرتے تھے میں کئی سال ان تک ان کی باتوں پر صبر کرتا رہا اور ان سے درگزر کرتا رہا حالانکہ میں سب باتیں دیکھتا اور سنتا تھا اس کی وجہ سے ان کی جرأت بڑھتی گئی یہاں تک کہ اب وہ مدینہ رسول اللہ ﷺ کی جو مقام ہجرت اور مرکز نبوی ہے، کو گھیر کر حملہ آور ہو گئے ہیں۔

جنگ احزاب کا نمونہ:

ان کے ساتھ اعراب اور بدو لوگ اس طرح شامل ہو گئے ہیں جس طرح وہ جنگ احزاب میں ہمارے برخلاف شریک ہوئے تھے یا جس طرح احد میں (دشمن) ہمارے برخلاف لڑتے تھے تم ہماری مدد کر سکتے ہو تو یہاں پہنچ جاؤ۔

امدادی فوجیں:

جب مختلف شہروں میں یہ خط پہنچے تو لوگ (امداد کے لیے) پیدل اور سوار ہر راستہ پر روانہ ہو گئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حبیب ابن مسلمہ فہری کو بھیجا۔ عبداللہ بن سعد نے (مصر سے) معاویہ بن خدیج سکونی کو بھیجا۔

ممتاز صحابہ رضی اللہ عنہم کی خدمات:

اہل کوفہ میں سے عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے کوفہ میں جن لوگوں نے اہل مدینہ کی امداد کے لیے کوششیں کیں ان میں ممتاز صحابہ کرام میں سے مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں: (۱) عقبہ بن عمرو (۲) عبداللہ بن ابی اوفیٰ (۳) حنظلہ بن الربیع تمیمی۔

تابعین کی خدمات:

تابعین میں سے (بزرگوں کا گروہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے مندرجہ ذیل حضرات نمایاں تھے (۱) مسروق بن الاجدع (۲) اسود بن یزید (۳) شریح بن الحارث (۴) عبداللہ بن عکیم۔ یہ لوگ کوفہ میں چلتے پھرتے تھے اور مختلف مجلسوں میں شامل ہو کر یہ تقریر کرتے تھے۔

پرجوش تقریر:

"اے لوگو! یہ کام امروز ہے جو دفعتاً فردا میں تبدیل ہو جاتا ہے آج جس کام پر غور کرنا بہتر ہے کل اس پر غور کرنا بدتر ہو جائے گا جنگ کرنا آج روا ہے کل ناروا ہو جائے گا تم (فوراً) اپنے خلیفہ کی امداد کے لیے روانہ ہو جاؤ تو تمہارے امور سلطنت کا محافظ ہے۔"

بصرہ کے اصحاب کی خدمات:

بصرہ میں امدادی فوج بھیجنے کے لیے مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نمایاں کوشش کی (۱) عمران بن حصین (۲) انس بن

مالک (۳) ہشام بن عامر۔ یہ حضرات بھی مدینہ والوں کو ابھارنے کی تقریریں کرتے تھے تابعین میں سے بالخصوص مندرجہ ذیل حضرات دوسرے شہروں سے مدد لانے کے لیے آئے۔ وہ کہتے تھے (۱) حبیب بن مسور (۲) حرم بن حیان العبدی وغیرہ۔

شام کے کارکن

شام میں مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ خدمات انجام دیں:

(۱) عبادہ بن الصامت (۲) ابو الدرداء (۳) ابو امامہ۔ تابعین میں سے نمایاں یہ حضرات تھے۔ (۱) شریک بن خباشہ نمیری (۲) ابو مسلم خولانی (۳) عبد الرحمن بن غنم۔ مصر میں خارجہ اور دوسرے حضرات نے کام کیے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تقریر:

مدینہ میں مصری باغیوں کے آنے کے بعد جب جمعہ کا دن آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نکلے اور مسلمانوں کو نماز جمعہ پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر یہ خطبہ فرمایا۔

> "اے دشمنو! تم اللہ سے ڈرو! کیونکہ اہل مدینہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے تم لوگوں کو ملعون قرار دیا ہے۔ اس لیے تم نیکی کے ذریعے گناہوں کو مٹاؤ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ برائی کو نیکی کے ذریعے ہی مٹاتا ہے"۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: "میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں"۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر سنگباری

انہیں حکیم بن جبلہ نے پکڑ کر بٹھا لیا پھر حضرت زید بن ثابت کھڑے ہوئے انہیں دوسری طرف سے آ کر محمد بن ابی قتیرہ نے آ کر بٹھا دیا۔ اس کے بعد ہنگامہ ہو گیا اور لوگ بھڑک اٹھے اور وہ لوگوں کو پتھر مارنے لگے یہاں تک کہ انہیں مسجد سے نکال دیا انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بھی سنگباری کی یہاں تک کہ وہ منبر سے بے ہوش ہو کر گر پڑے اور انہیں اٹھا کر گھر پہنچایا گیا۔

تین مدنی حضرات

یہ مصری باقی اہل مدینہ میں سے صرف تین افراد سے اپنی امداد کی توقع رکھتے تھے کیونکہ ان تینوں سے وہ پہلے سے خط و کتابت کرتے رہتے تھے۔ وہ تین افراد یہ تھے (۱) محمد بن ابی بکر (۲) محمد بن ابی حذیفہ (۳) عمار بن یاسر۔

باغیوں کے مخالفین:

کچھ حضرات ان باغیوں سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے جن میں (۱) حضرت سعد بن مالک (۲) حضرت ابو ہریرہ (۳) حضرت زید بن ثابت (۴) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ شامل تھے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کہلا بھیجا کہ وہ جنگ سے باز آ جائیں اس لیے وہ رک گئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی عیادت:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گھر پہنچا دیے گئے تو حضرات علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم ان کی عیادت کے لیے آئے اور اظہار افسوس کیا اور پھر وہ سب اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

مسجد کے قریب ہنگامہ:

[illegible] کی روایت ہے کہ [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محصور ہونے کے وقت موجود تھے؟ [illegible] "ہاں [illegible] اس وقت [illegible] بیٹھا ہوا تھا [illegible] اپنے [illegible] کی [illegible] انہوں نے [illegible] کے [illegible] کہ [illegible] تک [illegible] پر [illegible] انہوں نے [illegible] کا [illegible] دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آمد:

[illegible] دروازے سے [illegible] کھڑے تھے کہ اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] ہوئے [illegible] وقت [illegible] گئی۔

آپ کی بے ہوشی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر نبوی کا قصد کیا اور منبر پر [illegible] کھڑے ہو کر [illegible] سے آپ [illegible] گر پڑے [illegible] باغیوں نے حضرت [illegible] کو [illegible] دیا۔

امامت ممنوع:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جس وقت تک نماز پڑھائی پھر انہیں (باغیوں) نے انہیں نماز پڑھانے سے روک دیا [illegible] روایت ہے کہ [illegible] اس وقت سے [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی [illegible] انہوں نے [illegible] نماز پڑھانے سے روک دیا۔

باغیوں کی امامت:

اس کے بعد باغیوں کے [illegible] نماز پڑھاتے [illegible] کے تمام [illegible] اپنے گھروں کی [illegible] میں محصور ہو گئے تھے وہ گھروں سے نہیں نکلتے تھے۔ ان میں سے کوئی تلوار کے بغیر نہیں بیٹھتا تھا کہ ان باغیوں کے ظلم و ستم سے اپنے آپ کی حفاظت کر سکے۔

آخری عبادت:

یہ [illegible] دن تک [illegible] اور اسی [illegible] قتل [illegible] ان سے [illegible] تھے۔ [illegible] پہلے [illegible] انہوں نے [illegible]۔

بلوائیوں کی ملاقات:

[illegible] نے [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات [illegible] ابو سعید مولیٰ ابو اسید انصاری نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سنا کہ اہل مصر کا وفد آ رہا ہے [illegible] اس وقت آپ مدینہ سے باہر ایک گاؤں میں مقیم تھے۔ جب ان لوگوں نے [illegible] کہ آپ [illegible] تو وہ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں آپ موجود تھے [illegible]

کہ وہ مسجد میں آپ سے ملاقات کریں۔

سورۂ یونس کی آیت:

جب وہ آپ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: ”آپ قرآن کریم منگوائیے۔“ آپ نے قرآن کریم منگوایا تو انہوں نے کہا: ”آپ ساتویں سورت کھولیے۔“ یہ لوگ سورۂ یونس کو ساتویں سورت کہتے تھے۔ آپ نے یہ سورت پڑھی تو آپ اس آیت پر پہنچے:

﴿قل ارءيتم ما انزل الله لكم من رزق فجعلتم منه حراما وحلالا قل الله اذن لكم ام على الله تفترون﴾ (یونس: ۵۹)

”(اے نبی) آپ کہیے! اللہ نے تمہارے لیے جو رزق اتارا ہے کیا تم نے دیکھا ہے؟ تم نے اس میں سے کچھ حلال کر دیا ہے اور کچھ حرام۔ آپ کہیے کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا تم اللہ کے بارے میں افترا کر رہے ہو۔“

گھوڑ چراگاہوں پر اعتراض:

اس پر انہوں نے کہا: ”آپ ٹھہر جائیے، آپ یہ بیان کریں کہ آپ نے جو چراگاہیں گھوڑوں کے لیے بنائی ہیں کیا آپ کو اللہ نے اجازت دی ہے یا آپ اللہ کے بارے میں افترا کر رہے ہیں؟“

حضرت عثمانؓ کا جواب

آپ نے فرمایا: ”تم اس بات کو چھوڑو۔ یہ آیت تو ایسے موقع پر نازل نہیں ہوئی ہے جہاں تک گھوڑوں کی چراگاہوں کا تعلق ہے تو حضرت عمرؓ نے مجھ سے پہلے صدقہ کے اونٹوں کے لیے یہ چراگاہیں مخصوص کی تھیں۔ جب میں خلیفہ مقرر ہوا تو صدقات کے اونٹوں میں اضافہ ہو گیا تو میں نے بھی گھوڑوں کی چراگاہوں میں اضافہ کر دیا، کیونکہ صدقہ کے اونٹ بہت زیادہ ہو گئے تھے۔“

شرائط کی پابندی:

انہوں نے پھر اس آیت کی وجہ سے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ آیت فلاں موقع پر نازل ہوئی تھی۔“ اس کے بعد انہوں نے دوسری باتوں پر اعتراض کیا لیکن آپ نے جواب دیا۔ جب وہ کچھ نہ کہہ سکے تو آپ نے فرمایا: ”میں اللہ سے مغفرت کا طلب گار ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔“ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ”تم کیا چاہتے ہو؟“ پس انہوں نے آپ سے عہد و پیمان لیے اور ان کی شرائط بھی لکھوائیں۔ آپ نے ان کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ وہ لوگ مخالفت نہیں کریں گے اور جماعت سے الگ نہیں ہوں گے جب تک وہ ان کی شرائط کی پابندی کرتے رہیں گے۔“

عطیات اہل مدینہ کی بندش:

آپ نے ان سے پوچھا: ”تم کیا چاہتے ہو؟“ وہ کہنے لگے: ”ہم چاہتے ہیں کہ اہل مدینہ کے عطیات نہ دیے جائیں کیونکہ یہ مال غنیمت ان لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے جہاد کیا ہے اور ان بزرگوں کے لیے ہے جو محمد ﷺ کے اصحاب ہیں۔“ چنانچہ وہ اس پر مطمئن ہو گئے اور آپ کے ساتھ خوش ہو کر مدینہ آ گئے۔

حضرت عثمان ؓ کا خطبہ

یہاں پہنچ کر آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا: میں نے روئے زمین پر اس وفد سے بہتر اپنے مقاصد کے لیے کوئی وفد نہیں دیکھا جو میرے پاس آیا ہے تاہم مجھے اس وفد کے بارے میں اہل مصر سے اندیشہ ہے۔

عطیات کے بارے میں حکم:

دیکھو جس کے پاس کھیت ہو تو وہ اپنے کھیت میں کام کرے اور جس کے پاس دودھ دینے والے مویشی ہوں تو وہ ان سے فائدہ اٹھائے تم آگاہ ہو جاؤ کہ تمہارے لیے ہمارے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ یہ مال غنیمت ان لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے جہاد کیا ہو یا مال رسول اللہ ﷺ کے بزرگ صحابہ کرام ؓ کے لیے ہے۔

اس پر لوگ (اہل مدینہ) ناراض ہو گئے اور کہنے لگے: "یہ بنو امیہ کا مکر و فریب ہے"۔

قاصد کی گرفتاری:

بہر حال مصری وفد رضامند ہو کر لوٹا ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ انہوں نے ایک سوار کو دیکھا جو کبھی ان کے سامنے آتا تھا اور کبھی الگ ہو جاتا تھا پھر لوٹ کر آتا تھا اور پھر چلا جاتا تھا۔

سربمہر خط:

انہوں نے اس سوار سے پوچھا کیا بات ہے؟ کیا تم کسی اہم کام پر جا رہے ہو؟ اس نے کہا: "میں امیر المومنین کا قاصد ہوں اور مصر کے حاکم کے پاس جا رہا ہوں ان لوگوں نے اس کی تلاشی لی تو انہیں حضرت عثمان ؓ کا سربمہر خط ملا جو انہوں نے اپنے حاکم مصر کو لکھا تھا اس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ ان لوگوں کو سولی پر لٹکا دے یا انہیں قتل کر دے یا مخالف سمت سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے یہ دیکھ کر وہ مدینہ واپس آئے اور حضرت علی ؓ کے پاس آ کر کہنے لگے:

حضرت علی ؓ سے شکایت:

"کیا آپ نے دشمن خدا کو دیکھا ہے کہ اس نے ہمارے بارے میں ایسی باتیں لکھی ہیں اللہ نے اب اس کا خون حلال کر دیا ہے آپ ہمارے ساتھ ان کے پاس چلیں" حضرت علی ؓ نے فرمایا: "بخدا میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا" اس پر انہوں نے کہا پھر آپ ہماری طرف خطوط کیوں لکھا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا:

خط لکھنے سے انکار:

"بخدا میں نے تمہیں کوئی خط نہیں لکھا" اس جواب پر لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا تم اس شخص کے لیے جنگ کر رہے ہو یا اس کے لیے غضب ناک ہو رہے ہو؟" بہر حال حضرت علی ؓ وہاں سے اٹھ کر مدینہ سے باہر کسی گاؤں میں چلے گئے۔

پھر یہ لوگ خود حضرت عثمان ؓ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے:

"کیا آپ نے ہمارے بارے میں ایسی باتیں لکھی ہیں؟"۔

حضرت عثمان ؓ نے فرمایا

جعلی خط:

تم میرے برخلاف دو مسلمانوں کی شہادت مان لو یا مجھ سے حلف اٹھوا لو اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں نے یہ خط نہیں لکھا اور نہ میں نے لکھوایا ہے اور نہ مجھے اس کے بارے میں کوئی علم ہے تمہیں معلوم ہے کہ کبھی کسی کی طرف سے (جعلی) خط بھی لکھ دیا جاتا ہے اور مہر کی نقل بھی بنائی جاتی ہے۔

اگر پھر بھی وہ یہی کہتے رہے "بخدا! اللہ نے اب تمہارا خون حلال کر دیا ہے کیونکہ آپ نے ہمارے ساتھ عہد شکنی کی ہے"۔

اس کے بعد انہوں نے گھر کا محاصرہ کر لیا۔

ناشائستہ روایات:

طبری کہتے ہیں "واقدی نے مصری باغیوں کی آمد کے بارے میں بہت سی باتیں تحریر کی ہیں ان میں سے کچھ باتوں کا میں نے تذکرہ کیا ہے اور کچھ روایات ایسی ہیں جن کو بیان کرنا میں پسند نہیں کرتا ہوں۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی معزولی:

ایک روایت ابوعون مولیٰ مسور نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے حاکم تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں خراج سے معزول کر کے نماز پڑھانے پر مقرر کر رکھا تھا۔ اور عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو خراج کا حاکم بنا دیا۔ پھر دونوں چیزوں پر عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اعتراضات:

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مدینہ آ گئے تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے لگے اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں تنہائی میں بلوا کر پوچھا "اے ابن النابغہ! عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تم کتنی جلد اپنے جبے کے پچھلے حصے جوڑنے لگے ہو تم مجھ پر طعن و تشنیع کرنے لگے ہو تم مختلف صورتیں بدلتے رہتے ہو بخدا اگر تمہارے اندر بغض و کینہ نہ ہوتا تو تم ایسی باتیں نہ کرتے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا مطالبہ:

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا "لوگ جو باتیں کرتے ہیں اور جنہیں وہ اپنے حکام کے پاس پہنچاتے ہیں ان میں سے اکثر جھوٹ ہوتی ہیں اس لیے اے امیر المومنین! آپ اپنی رعایا (کے قتل) کے بارے میں اللہ سے ڈریے۔

دور فاروقی کے حاکم:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "بخدا! میں نے تمہاری کمزوریوں اور شکایات کی کثرت کے باوجود تمہیں حاکم مقرر کیا"۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی حاکم تھا وہ تو مرتے دم تک مجھ سے خوش رہے"۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نرمی کا نتیجہ:

"اگر میں بھی اسی طرح باز پرس کرتا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ تم سے باز پرس کیا کرتے تھے۔ تو تم سیدھے رہتے مگر میں نے تمہارے ساتھ نرمی اختیار کی تو تم مجھ پر گستاخ ہو گئے بخدا میں دور جاہلیت میں بھی تم سے معزز تھا اور شریف تھا

سے پہلے بھی یہ خوب جانتے تھے۔

دورِ جاہلیت کا تذکرہ:

مروان الحکم بولے: "آپ ان باتوں کو چھوڑیے، خدا کی قسم آج تک ان سے کبھی عزت نہ ملی، یہ جو عزت تھی وہ ان سے لی۔ جو کسی جاہلیت کی زندگی میں کسی قبیلہ کی تھی، نیز یہ کہ آپ نے اور عثمان ولی نے بھی تو آپ کے والد سے زیادہ شریف تھے" یہ سن کر حضرت عمرو بن العاصؓ غصہ ہو گئے اور کہنے لگے "کیا دورِ جاہلیت کا تذکرہ کرنا چاہتے تھے" اس کے بعد عمرو بن العاصؓ کھڑے ہو گئے اور مروان وہاں سے باہر نکل گئے۔

مروان کی ملامت:

"اے امیر المومنین! اب آپ ان کو برا بھلا کہنے لگے ہیں کہ عمرو بن العاصؓ تو آپ کے والد کا ذکر کر رہے ہیں۔" حضرت عثمانؓ نے فرمایا "جانے بھی دو، ہر شخص دوسرے لوگوں کے باپ دادا کا تذکرہ کرتا ہے تو دوسرے بھی ان کے باپ دادا کا تذکرہ کریں گے۔"

مخالفانہ پروپیگنڈہ:

راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاصؓ وہاں سے نکلے تو حضرت عثمانؓ سے بہت عداوت رکھنے لگے تھے۔ کبھی وہ حضرت علیؓ کے پاس آ کر انہیں حضرت عثمانؓ کے خلاف بھڑکاتے تھے اور کبھی حضرات زبیرؓ اور طلحہؓ کے پاس جا کر ان کے سامنے حضرت عثمانؓ کے خلاف باتیں کرتے تھے۔ کبھی وہ حاجیوں کے پاس آ کر انہیں حضرت عثمانؓ کی نئی نئی باتوں کی خبریں سناتے تھے۔

فلسطین میں قیام:

جب حضرت عثمانؓ کا محاصرہ پہلی مرتبہ ہوا تو عمرو بن العاصؓ مدینہ سے نکل کر فلسطین چلے گئے اور وہاں السبع نامی مقام پر اپنے قصر عجلان میں مقیم ہو گئے۔ وہ کہتے تھے

"ابن عفانؓ کے بارے میں عجیب و غریب خبریں مجھ تک برابر موصول ہوتی رہیں گی۔"

شہادت کی خبر:

ایک دن وہ اپنے محل میں اپنے دونوں فرزندوں محمد، عبداللہ اور سلامہ بن روح جذامی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک وہاں سے ایک سوار گزرا۔ عمرو بن العاصؓ نے اس کو پکار کر پوچھا "کہاں سے آ رہے ہو؟" وہ بولا مدینہ سے۔ آپ نے پوچھا "اس شخص (عثمانؓ) کا کیا حال ہے؟" وہ بولا: "میں نے جب چھوڑا تو وہ سخت محاصرہ میں گھرے ہوئے تھے۔" ابھی وہ وہیں بیٹھے ہوئے تھے کہ دوسرا سوار گزرا انہوں نے اس سے پکار کر پوچھا "اس شخص (حضرت عثمانؓ) کا کیا ہوا؟" وہ بولا: "وہ شہید ہو گئے۔" پھر عمرو بن العاصؓ نے کہا:

مخالفت کا اقرار:

"جب میں کسی زخم کو چھیلتا ہوں تو اسے پھوڑ دیتا ہوں۔ میں ان کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا رہا یہاں تک کہ میں نے پہاڑ کی

چوٹی پر بکریوں کو چرانے والے چرواہے کو بھی ان کے خلاف بھڑکایا"۔

مخالفت کی وجہ:

اس پر مساور بن رومی جذامی نے کہا' "اے قریش کے لوگو! تمہارے اور عرب کی دوسری قوموں کے درمیان ایک مضبوط دروازہ قائم تھا جسے تم نے توڑ دیا تم نے ایسا کیوں کیا؟" "ہم یہ چاہتے ہیں کہ باطل کے پنجے سے حق کو چھڑا لیا جائے اور لوگوں کو حق حاصل کرنے کے یکساں مواقع فراہم ہوں"۔

بیوی کی طلاق:

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سوتیلی بہن ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے ہوا تھا مگر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کیا تو انہوں نے ان کو طلاق دے دی تھی۔

مصر کے مخالفین:

عبداللہ بن محمد کی روایت ہے کہ محمد بن ابی بکر واپس آ گئے مگر محمد بن ابی حذیفہ مصر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتے تھے۔ محمد بن ابی بکر واپس آ گئے مگر محمد بن ابی حذیفہ مصر میں مقیم ہو گئے۔

مصریوں کی روانگی:

جب مصر کے باغی افراد روانہ ہونے لگے تو عبدالرحمن بن عدیس بلوی پانچ سو افراد کو لے کر نکلے انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ وہ عمرہ ادا کرنے جا رہے ہیں یہ لوگ ماہ رجب میں روانہ ہوئے تھے۔

اصل مقصد:

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے بھی ایک قاصد بھیجا جو گیارہ دن تک چلتا رہا تا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع دے کہ ابن عدیس اور ان کے ساتھی آپ کے پاس آ رہے ہیں اور محمد بن ابی حذیفہ نے ان کو عرج تک جا کر رخصت کیا اور پھر وہ واپس آ گیا محمد نے بظاہر یہ کہا کہ یہ لوگ عمرہ کے لیے جا رہے ہیں مگر پوشیدہ طور پر اس نے یہ بتایا کہ یہ لوگ اپنے خلیفہ (امام) کے پاس جا رہے ہیں اگر وہ دست بردار ہو گئے تو بہتر ہے ورنہ انہیں قتل کر دیں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اطلاع:

یہ لوگ منزل بمنزل چلتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ ذوخشب کے مقام پر اترے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کا قاصد پہنچا تھا تو ان لوگوں کے آنے سے پیشتر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا۔

فساد کی پیشین گوئی:

"مصر کے یہ لوگ عمرہ کرنے کے ارادے سے آ رہے ہیں مگر بخدا ان کا یہ مقصد نہیں ہے بلکہ لوگوں کو دھوکا دیا جا رہا ہے اور وہ فتنہ برپا کرنے کے لیے جلدی کر رہے ہیں انہیں میری عمر بہت طویل معلوم ہو رہی ہے لہٰذا جب میں ان سے رخصت ہو جاؤں گا تو وہ اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش کہ میری عمر ایک دن کے بدلے میں ایک سال کی ہوتی کیونکہ اس کے بعد وہ دیکھیں گے کہ خونریزی ہو رہی ہے کینہ وار عداوت کا دور دورہ ہے اور احکام کو تبدیل کیا جا رہا ہے"۔

قتل کا ارادہ:

جب یہ لوگ ذوخشب کے مقام پر پہنچے تو یہ خبر موصول ہوئی کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلافت سے دست بردار نہ ہوئے تو وہ انہیں قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

بلوائیوں کا مقصد:

ان لوگوں کا مقصد حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے پاس رات کے وقت آنا تھا، محمد بن ابی حذیفہ نے بھی ان کے ساتھ حضرت علی کو ایک خط بھیجا تھا چنانچہ وہ خط لے کر حضرت علی کے پاس آئے اور اس میں جو کچھ لکھا تھا وہ ظاہر نہیں ہو سکا۔

واپس بھجوانے کی کوشش:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات دیکھی تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور جب وہ ان کے گھر کے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے یہ فرمایا:

"اے میرے چچا زاد بھائی! تم میرے قریبی رشتہ دار ہو اس لیے میرا تم پر بڑا حق ہے تم ان لوگوں کا حال دیکھ رہے ہو جو کل تم میرے پاس پہنچنے والے ہیں مجھے معلوم ہے کہ لوگ آپ کا بڑا احترام کرتے ہیں اور وہ آپ کی بات سنتے ہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ ان کے پاس سوار ہو کر جائیں اور انہیں واپس بھیج دیں۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں اس طرح ان کی جرأت بڑھ جائے گی اور دوسرے لوگوں پر بھی اس کا برا اثر پڑے گا۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں کس بنیاد پر انہیں واپس بھیجوں؟" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس بنیاد پر کہ میں آپ کے مشورہ پر عمل کروں گا اور آپ کی رائے کے مطابق چلوں گا" حضرت علی نے فرمایا: "میں بار بار آپ کو مشورہ دے چکا ہوں اور ہر موقع پر ہماری مختلف رائے ہوتی ہے مگر ہر مرتبہ آپ مروان بن الحکم اور سعید بن العاص، ابن عامر اور معاویہ جیسے لوگوں کے مشوروں پر عمل کرتے رہے اور میرے مشوروں کی مخالفت کرتے رہے۔" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اب میں آپ کی بات مانوں گا اور ان کی بات نہیں تسلیم کروں گا۔"

تیس آدمیوں کا وفد:

پھر آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ مہاجرین و انصار میں سے کچھ لوگ ان کے ساتھ سوار ہو کر جائیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر کو بھی کہلا بھیجا کہ وہ بھی حضرت علی کے ساتھ سوار ہو کر جائیں مگر انہوں نے انکار کر دیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کو پیغام بھیجا کہ وہ حضرت عمار بن یاسر سے کہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوار ہو کر جائیں چنانچہ حضرت سعد حضرت عمار کے پاس گئے اور یہ فرمایا:

حضرت سعد و عمار کی گفتگو:

"اے ابوالیقظان! آپ ان لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں جا رہے ہیں دیکھو حضرت علی ان لوگوں کے پاس جا رہے ہیں آپ بھی ان کے ساتھ شریک ہو جائیں اور ان لوگوں کو اپنے خلیفہ کے بارے میں سمجھا دیں کیونکہ میرے خیال میں آپ کا ساتھ ہو کر

وہاں جانا آپ کے لیے بہتر ہوگا"۔

خلیفہ کا تقرر:

حضرت عثمان ؓ نے اپنے ایک مددگار ملازم کثیر بن الصلت کندی کو بھی یہ کہلا بھیجا"۔

"تم حضرت سعد کے پیچھے جاؤ اور یہ بات سعد عمار سے کریں اور عمار اس کا جواب دیں۔ تم انہیں سنو اور پھر بہت جلد میرے پاس آ کر بتاؤ"۔

کثیر کی مخبری:

چنانچہ کثیر بن الصلت روانہ ہو گئے انہوں نے حضرت سعد ؓ کو عمار کے پاس تنہائی میں پایا اس لیے وہ دروازہ کے سوراخ سے جھانکنے لگے اس وقت حضرت عمار ؓ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی انہوں نے جانے بوجھے بغیر اس چھڑی کو اس سوراخ میں گھسا دیا جہاں کثیر آنکھ لگائے ہوئے تھے اس پر کثیر نے اس سوراخ میں سے اپنی آنکھ نکال لی۔ اور نقاب ڈال کر بھاگ گئے یہ دیکھ کر عمار نکلے اور وہ ان کے نشانوں سے پہچان گئے اس لیے وہ پکار کر کہنے لگے۔ "اے کثیر بن ام کثیر! کیا تم میرے گھر میں جھانک رہے تھے اور میری گفتگو سن رہے تھے؟ بخدا اگر مجھے پہلے سے معلوم ہو جاتا کہ وہ شخص تم ہو تو میں اس چھڑی سے تمہاری آنکھ پھوڑ دیتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے موقع پر یہ بات جائز قرار دی ہے۔

حضرت عمار ؓ کا انکار:

پھر حضرت عمار' حضرت سعد ؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ہر طریقے سے ٹال مٹول کرتے رہے۔ آخرکار حضرت عمار ؓ نے فرمایا۔ "بخدا میں انہیں ہرگز نہیں لوٹاؤں گا"۔ اس پر حضرت سعد ؓ حضرت عثمان ؓ کے پاس واپس آئے اور جو کچھ عمار ؓ نے کہا تھا اس سے انہیں مطلع کیا حضرت عثمان ؓ نے ان پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے خیر خواہی اور خلوص کے ساتھ یہ کام انجام نہیں دیا حضرت سعد ؓ نے قسم کھا کر کہا کہ انہوں نے اپنی وسعت بھر ارادہ کیا تھا آخرکار حضرت عثمان ؓ نے ان کی بات کو تسلیم کر لیا۔

اہل مصر کی واپسی:

بہرحال حضرت علی ؓ اہل مصر کے پاس سوار ہو کر گئے۔ اور انہیں واپس بھیج دیا۔

مہاجرین کا وفد:

محمد بن لبید کی روایت ہے کہ جب وہ (باغی) ذوخشب کے مقام پر اترے تو حضرت عثمان ؓ نے حضرت علی ؓ اور دیگر صحابہ کرام ؓ کو ہدایت دی کہ وہ جا کر انہیں واپس بھیج دیں۔ چنانچہ حضرت علی ؓ سوار ہوئے اور ان کے ساتھ مہاجرین میں سے یہ حضرات بھی سوار ہوئے۔ ۱۔ سعید بن زید ۲۔ ابو جہم عدوی ۳۔ جبیر بن مطعم ۴۔ حکیم بن حزام ۵۔ مروان بن الحکم ۶۔ سعید بن العاص ۷۔ عبدالرحمن بن عتاب بن اسید ؓ۔

انصار کا وفد:

انصار میں سے یہ حضرات شریک ہوئے:

۱۔ ابو اسید ساعدی ۲۔ ابو حمید ساعدی ۳۔ زید بن ثابت ۴۔ حسان بن ثابت ۵۔ کعب بن مالک ؓ ان کے ساتھ عرب

کے دیگر قبائل میں سے تھا، ان کو دیکھ کر وہ کہنے لگے یہی حضرات تھے جن سے وہ ڈرتے تھے، پھر حضرت علیؓ اور محمد بن مسلمہؓ نے بھی گفتگو کی تھی، چنانچہ ان دونوں حضرات کی گفتگو سن کر وہ مصری واپس لوٹ گئے۔

محمد بن مسلمہ کی گفتگو:

محمد بن مسلمہ بیان کرتے ہیں: ہم نے ذوخشب کے مقام پر اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک کہ یہ لوگ مصر جانے کے لیے سوار نہیں ہو گئے۔ یہ لوگ مجھے سلام کرتے تھے، اس موقع پر مجھے عبدالرحمن بن عدیس کا یہ قول فراموش نہیں ہوتا ہے جب کہ انہوں نے کہا:

"اے ابو عبدالرحمن! کیا آپ ہمیں کوئی نصیحت کریں گے؟" میں نے کہا:

اہل مصر کو نصیحت:

"آپ اللہ سے ڈریں جو یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور آپ کے ساتھ جو آئے ہیں انہیں واپس کر دیں، کیونکہ ہمارے خلیفہ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہارے اعتراضات دور کریں گے۔" ابن عدیس نے کہا: "ان شاء اللہ میں ایسا ہی کروں گا۔" اس کے بعد یہ لوگ بھی مدینہ واپس آ گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی واپسی:

جب حضرت علیؓ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آئے تو انہوں نے یہ اطلاع دی کہ یہ لوگ واپس آ گئے ہیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: "تم بات کرو کیونکہ تمہیں ہی کرنی ہے، مجھے جانا ہے۔" یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلے گئے۔

مروان کا مشورہ

اس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خاموش رہے، دوسرے دن مروان ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: "آپ تقریر کریں اور لوگوں کو مطلع کریں کہ اہل مصر چلے گئے ہیں کیونکہ انہیں اپنے خلیفہ کے بارے میں جو اطلاع ملی تھی وہ جھوٹی تھی۔ آپ کا خطبہ دور دراز کے علاقوں میں پہنچ جائے گا، اس سے پہلے کہ لوگ اپنے شہروں سے آپ کے پاس آئیں اور اس وقت ایسی قدر لوگ آ جائیں گے جنہیں آپ لوٹا نہیں سکیں گے۔" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار کر (تقریر کرنے) سے انکار کیا، لیکن مروان اصرار کرتے رہے تا آنکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نکل آئے اور منبر پر بیٹھ کر حمد و ثنا کی پھر آپ نے فرمایا:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اعلان:

"مصری لوگوں تک اپنے خلیفہ کے بارے میں کچھ باتیں پہنچی تھیں جب انہیں یقین ہو گیا کہ جو اطلاع انہیں ملی تھی وہ جھوٹی ہے تو وہ اپنے ملک کی طرف لوٹ گئے۔"

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مخالفت:

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک گوشے سے پکار کر کہا: "اے عثمان رضی اللہ عنہ! آپ اللہ سے ڈریں اور توبہ کریں، ہم بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں گے۔" اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کر کے یہ فرمایا: "تم ابھی تک یہیں ہو، جب سے میں نے تمہیں چھوڑا ہے تب سے بخدا! تم اپنے کام سے معزول ہونے کے بعد سے ہی گڑبڑ کر رہے ہو۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی توبہ

دوسرے گوشے سے بھی یہی آواز آئی "آپ اللہ سے توبہ کریں اور توبہ کا اظہار کریں" کیونکہ (آپ کی مخالفت سے) باز نہیں آئیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور قبلہ رو ہو کر فرمایا "اے اللہ میں توبہ کرنے والوں میں سے پہلا شخص ہوں جو تیرے سامنے توبہ کرتا ہے"۔ اس کے بعد آپ اپنے گھر لوٹ گئے۔

فلسطین میں قیام:

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی روانہ ہو گئے اور فلسطین میں اپنے گھر میں رہنے لگے وہ کہا کرتے تھے "بخدا جب میں کسی چرواہے سے بھی ملاقات کرتا تھا تو اسے بھی ان (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے برخلاف کر دیتا تھا"۔

اعلانیہ اظہار کا مشورہ

محمد بن عمر کی روایت ہے کہ جب اہل مصر واپس چلے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا: "آپ لوگوں میں تقریر کریں جسے لوگ سن لیں اور آپ کے حق میں شہادت دیں اور اللہ بھی خوب جانتا ہے کہ آپ کے دل میں توبہ اور استغفار کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ چونکہ ملک میں آپ کی مخالفت پھیل چکی ہے اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ شاید کوفے سے کوئی قافلہ آئے اس وقت آپ پھر کہیں گے اے علی تم ان کے پاس سوار ہو کر جاؤ"۔ پھر مجھے یہاں تک نہیں ہو سکے گا کہ آپ کی عذر خواہی کروں، کیونکہ بہت ممکن ہے کہ بعد میں دوسرے کوئی قافلے آئیں اس وقت پھر آپ کہیں گے "اے علی رضی اللہ عنہ تم ان کے پاس بھی سوار ہو کر جاؤ"۔ اگر میں ان کے پاس نہیں گیا تو آپ خیال کریں گے کہ میں نے آپ کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کی۔ اور تمہارا حق ہلکا کر دیا ہے"۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نکلے اور انہوں نے وہ خطبہ دیا جس میں انہوں نے معذرت کی تھی اور لوگوں کے سامنے توبہ کا اظہار کیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ

آپ نے حمد و ثنا کے بعد یہ فرمایا "اے لوگو! بخدا تم میں سے جس کسی نے نکتہ چینی کی ہے اس سے میں ناواقف نہیں ہوں۔ میں نے جو کام کیا ہے یہ جانتے بوجھتے کیا ہے مگر مجھے میرے نفس نے ورغلایا اور گمراہ کیا جس کی وجہ سے میری سمجھ جاتی رہی تھی بہرحال میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے:

توبہ و استغفار

"جو لغزش کرے وہ توبہ کرے اور جو غلطی کرے وہ بھی توبہ کرے اور ہلاکت میں بڑھتا نہ چلا جائے کیونکہ جو ظلم و ستم میں مبتلا رہے گا وہ راہ راست سے دور ہو جائے گا"۔ اس لیے میں سب سے پہلے نصیحت قبول کرتا ہوں۔ میں اللہ سے بخشش اور معافی مانگتا ہوں اور اسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

معزز افراد کو دعوت

اب میرے جیسے شخص نے معافی مانگی ہے اور توبہ کی ہے اس لیے تم میں سے معزز حضرات میرے پاس آئیں اور اپنی رائے سے آگاہ کریں۔ بخدا! اگر حق مجھے غلام بنا دے تو میں غلاموں کے طریقے پر چلوں گا اور اسی غلام کی طرح عاجزی اختیار کروں گا جو غلامی کی حالت میں صبر کرتا ہے۔ اور آزاد ہونے پر خدا کا شکر ادا کرتا ہے۔ جب میں منبر سے اتر کر جاؤں تو تم سب میری طرف

عزت کرتا ہے۔ اس لیے تم میں سے ہر ایک فرد کو میرے پاس آنے سے پرہیز نہیں کرنا چاہیے اگر میرا دایاں ہاتھ انکار کرے گا تو بایاں ہاتھ ضرور میری تابعداری کرے گا"۔

رقت آمیز تقریر:

اس تقریر سے اس دن لوگوں پر بہت رقت طاری ہوئی اور بہت سے لوگ رونے لگے۔ اسی وقت سعید بن زید کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:

> "اے امیرالمومنین! جو آپ کے ساتھ نہیں ہے آپ سے وہ نہیں ملے گا آپ خود اپنے بارے میں اللہ کا خوف کریں اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کی تکمیل کریں"۔

مروان کی مداخلت:

جب حضرت عثمان ؓ منبر سے اترے تو انہوں نے اپنے گھر میں مروان، سعید بن العاص اور بنو امیہ کے چند افراد کو پایا۔ یہ لوگ ان کے خطبے کے موقع پر موجود نہ تھے۔ جب آپ بیٹھ گئے تو مروان نے کہا "اے امیرالمومنین! کیا میں کچھ عرض کروں یا خاموش رہوں؟"۔

حضرت نائلہ کی مخالفت

حضرت عثمان ؓ کی زوجہ محترمہ نائلہ بنت الفرافصہ نے کہا "آپ خاموش رہیے کیونکہ یہ لوگ بخدا! انہیں قتل کریں گے انہوں نے ایسی گفتگو کی ہے جس پر انہیں پابند رہنا چاہیے"۔

باہم تلخ کلامی:

مروان ان کی زوجہ محترمہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے "تمہارا اس بات سے کیا تعلق ہے؟ بخدا تمہارا باپ فوت ہوا تو اسے اس وقت اچھی طرح وضو کرنا بھی نہیں آتا تھا۔ وہ بولیں "اے مروان! تم باپ دادا کا ذکر چھوڑو! تم میرے باپ کی غیر موجودگی میں ان کے خلاف دروغ گوئی سے کام لیتے ہو اور تمہارا باپ بھی تمہاری مدافعت نہیں کر سکتا ہے اگر وہ (عثمان ؓ) ان کے چچا زاد نہ ہوتے اور اس بات سے انہیں صدمہ نہ پہنچتا تو میں ان کے بارے میں سچی اور حقیقی باتیں بیان کرتی"۔ مروان نے ان سے کنارہ کشی کرتے ہوئے کہا۔

مروان کا غلط مشورہ:

"اے امیرالمومنین! کیا میں کچھ عرض کروں یا خاموش رہوں؟" آپ نے فرمایا "کہیے" مروان نے کہا "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بخدا میں یہ چاہتا تھا کہ آپ یہ گفتگو اس وقت کرتے جب آپ بالکل محفوظ اور طاقت ور تھے اس وقت میں سب سے پہلے اس بات سے خوش ہوتا اور اس بات پر تعاون کرتا مگر آپ نے یہ بات اس وقت فرمائی جب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے اور سیلاب کا بند ٹوٹ چکا ہے اور جب کہ ذلیل فرد ذلیل طریقہ پر اتر آئے ہیں خدا کی قسم! اس وقت کسی غلطی پر قائم رہنا جس کی (آگے چل کر) آپ اللہ سے معافی مانگیں۔ اس توبہ سے بہتر ہے جس کا آپ اندیشہ ظاہر کر رہے ہیں اور اگر آپ چاہتے تو آپ توبہ کے ذریعہ تقرب حاصل کرتے مگر غلطی کا اعتراف کر کے تقرب نہ حاصل کرتے۔

لوگوں کا انتشار:

[illegible]

مجمع کا انتشار

[illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غیظ و غضب

[illegible]

حضرت نائلہ کا مشورہ

[illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انکار:

[illegible]

"بحث القرائة (تا آنکہ) اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے فرمایا: "قرآن کے بارے میں ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالو ورنہ میں آپ دونوں کی خبر لوں گا کیونکہ وہ تم سے زیادہ میری گرفت میں ہے" اس پر ان کو کوئی نہیں بول سکا۔

رقت آمیز خطبہ:

عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث نے مروان بن الحکم کا ذکر کرتے ہوئے کہا: "اللہ مروان کے ساتھ برا سلوک کرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے سامنے گئے تو انہیں اپنے سے رضامند کر لیا۔ آخر پر اس قدر روئے کہ لوگوں کو بھی رلا دیا میں نے خود دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی آنسوؤں سے تر تھی اور وہ یہ فرما رہے تھے:

﴿اللّٰهُمَّ إِنِّي أَتُوبُ إِلَيْكَ﴾

"اے اللہ! میں تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں"۔

آپ نے یہ الفاظ تین دفعہ دہرائے پھر آپ نے فرمایا:

عاجزانہ درخواست:

خدا کی قسم! اگر حق مجھے اس حالت میں لوٹا دے کہ میں غلام بن جاؤں تو میں اس پر بھی رضامند رہوں گا۔ جب میں اپنے گھر جاؤں تو تم لوگ میرے پاس آؤ۔ خدا کی قسم! میں تم سے روپوش نہیں رہوں گا بلکہ تمہیں رضامند کروں گا۔ بلکہ تمہاری رضامندی سے زیادہ کام کروں گا اور مروان اور اس کے متعلقہ افراد کو الگ کر دوں گا۔

رائے کی تبدیلی:

مگر جب وہ گھر گئے اور گھر کا دروازہ کھول کر وہ گھر میں داخل ہوئے تو مروان ان کے پاس آ گیا اور انہیں اونچ نیچ سمجھاتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے انہیں اپنے ارادے سے باز رکھا اور ان کی رائے تبدیل کرائی۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شرمندگی کی وجہ سے گھر میں رہے اور واپس نہیں آئے۔

مروان کا غلو:

(ان کے بجائے) مروان ان لوگوں کے پاس گیا اور کہا: "تم لوگ اپنے گھر چلے جاؤ اگر امیر المومنین کو کسی سے کوئی کام ہوگا تو اسے بلا لیا جائے گا۔ ورنہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا استفسار:

عبدالرحمٰن بن اسود (جو راوی ہیں) بیان کرتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو وہ مزار نبی کریم ﷺ اور منبر نبوی کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور محمد بن ابی بکر بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں یہ کہہ رہے تھے کہ مروان نے لوگوں سے ایسی ایسی باتیں کہیں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ ہو کر پوچھنے لگے کیا تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خطبے کے موقع پر موجود تھے؟ میں نے کہا ہاں، پھر پوچھا کیا تم اس وقت بھی موجود تھے جب مروان نے لوگوں سے گفتگو کی تھی میں نے کہا ہاں۔

مروان کے کرتوت:

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "خدا کی پناہ! اگر میں گھر میں بیٹھا رہتا ہوں تو وہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) یہ کہتے ہیں آپ نے

مجھے چھوڑ دیا ہے اور رشتہ داری کا خیال تک نہیں کیا ہے اگر میں کچھ کہتا ہوں اور وہ جو کام کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو مروان انہیں آلہ کار بنا کر جہاں چاہتا ہے ان سے کام کرواتا ہے حالانکہ وہ عمر رسیدہ ہو گئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائے ہوئے ہیں"۔

صاف انکار:

اسی عرصہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد ان کا یہ پیغام لے کر آیا "آپ میرے پاس آئیں" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غیظ و غضب کی حالت میں نہایت اونچی آواز میں جواب دیا:

"میں اب کبھی آپ کے پاس نہیں آؤں گا"۔

قاصد یہ جواب سن کر واپس چلا گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی افسردگی:

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں: اس واقعہ کے دو دن بعد میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو میں نے انہیں افسردہ حالت میں دیکھا میں نے ان کے غلام ناتل سے پوچھا "امیر المومنین! کہاں سے آ رہے ہیں؟" اس نے کہا "وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے" چنانچہ میں صبح کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گفتگو:

"کل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تھے اور وہ کہتے تھے کہ میں دوبارہ یہ کام نہیں کروں گا اور (تمہارے مشورہ پر) عمل کروں گا"۔ میں نے کہا "آپ نے منبر رسول اللہ ﷺ پر تقریر کی تھی اور اپنی طرف سے وعدہ کر لیا تھا مگر جب آپ اپنے گھر چلے گئے تو مروان نے آپ کے دروازے پر نکل کر لوگوں کو گالیاں دیں اور انہیں تکلیف دی تو وہ اس پر یہ کہتے ہوئے لوٹ گئے:

"تم نے رشتہ داری ختم کر دی ہے اور مجھے ذلیل و رسوا کر کے لوگوں کو میرے خلاف دلیر بنا دیا ہے"۔

مروان کی بات پر عمل:

میں نے کہا "میں لوگوں کو آپ کی ملاقات سے روکتا ہوں کیونکہ میں جب آپ کے پاس آتا ہوں اور آپ کسی بات پر رضامند ہو جاتے ہیں تو میرے بعد آپ مروان کی بات مان کر اسی پر عمل کرتے ہیں"۔

اس کے بعد وہ اپنے گھر چلے گئے۔ بعد ازاں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان سے الگ تھلگ ہی دیکھا اور ان کے کاموں میں کوئی دخل نہیں دیتے تھے۔

خطبہ میں ہنگامہ:

سفیان بن عمرو کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد و ثنا کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا "آپ کتاب اللہ (کے احکام) پر عمل کریں"۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "بیٹھ جاؤ" آخر وہ بیٹھ گیا۔ اسی طرح وہ تین مرتبہ کھڑا ہوا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے تینوں دفعہ بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے اس قدر کنکر اور پتھر پھینکے کہ آسمان دکھائی نہیں دیتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر پر سے گر پڑے اور انہیں اٹھا کر گھر لے گئے اور وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔

آیت کی تلاوت:

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک دن [illegible] ہم کو [illegible] بلند آواز سے یہ آیت تلاوت کرتے سنا۔

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ

''بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں تفریق پیدا کی اور مختلف فرقے ہو گئے (اے پیغمبر) آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہی ہو گا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملامت:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور ہو چکے تھے تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وہاں گئے اس وقت وہاں کے چاروں طرف لوگ جمع تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''اے امیر المومنین! آپ کا کیا حال ہے؟'' اس وقت وہاں کے تمام افراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور یک آواز ہو کر کہنے لگے:

''اے علی رضی اللہ عنہ! [illegible] تمہیں نے امیر المومنین کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ اب چلے جاؤ کیا تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو تمہارا [illegible] کی قسم پر [illegible] کرے گا۔''

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ناخوش ہو کر کھڑے ہو گئے اور چلے گئے۔

* * *

باب ۲۱

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حکومت

ابوجعفر طبری فرماتے ہیں: ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کے اسباب اور [illegible] بیان کر دیا ہے اور اکثر روایات ہم نے نظر انداز کر دی ہیں (کیونکہ وہ روایتیں قابل اعتماد نہیں ہیں)۔

اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے سب سے پہلا کون سا کام کیا تھا جو بیعت کے بعد [illegible] سے پہلے کس نے آپ کی جماعت [illegible] اور کس نے اس کا ہم سے ذکر کیا ہے۔

[illegible] کا وقت

مسور بن مخرمہ کی روایت ہے کہ [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] آپ نے [illegible] خاندان عمر کی تنخواہیں [illegible] دینے کا حکم صادر کیا جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ [illegible] مسور بن مخرمہ [illegible] عبدالرحمٰن [illegible] حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے [illegible] لوگوں میں تقسیم [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے۔

لوگوں کی گستاخی

عثمان بن شرید کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جبلہ بن عمرو ساعدی کے پاس سے گزرے وہ شخص اپنے مکان کے صحن میں تھا انہیں دیکھ کر کہنے لگا:

"اے نعثل! اللہ کی قسم میں تمہیں قتل کر دوں گا اور تمہیں [illegible] پر سوار کر کے [illegible] لے جاؤں گا۔"

دوسری مرتبہ وہ آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر پر تھے اس نے آپ کو وہاں سے اتار دیا۔

جبلہ کی بدکلامی

عامر بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جس نے سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بدزبانی کی وہ جبلہ بن عمرو ساعدی تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کے پاس سے گزرے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سلام کیا لوگوں نے سلام کا جواب دیا اس وقت جبلہ بولا: "تم اس شخص کے سلام کا جواب کیوں دیتے ہو جس نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں؟" پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر بولا: "اللہ کی قسم میں یہ طوق تمہاری گردن میں ڈال دوں گا ورنہ تم اپنے ان مصاحبوں کو چھوڑ دو۔" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میرے کون سے مصاحب ہیں؟ میں تو بہترین لوگوں کا انتخاب کرتا ہوں۔"

حکام پر اعتراض

"تم نے مروان کا انتخاب کیا ہے، معاویہ کا انتخاب بھی تم نے کیا ہے، عبداللہ بن عامر بن کریز کا انتخاب بھی تم نے کیا ہے اور عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کا انتخاب بھی آپ ہی نے کیا ہے جن کے خون بہانے کے لیے قرآن نازل ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا خون مباح

کیا تھا۔ اس کے بعد لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ گستاخیاں کرنے لگے اور دلیر ہو گئے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اعتراض:

موسیٰ بن عقبہ ابو حبیبہ کی روایت کے حوالے سے یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دن تقریر کی تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا:

"اے امیر المومنین! آپ نے کئی ناخوش گوار باتیں کی ہیں اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ مل کر ان کا ارتکاب کیا ہے آپ توبہ کریں ہم بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں گے"۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی توبہ:

اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قبلہ رو ہو کر (دعا کے لیے) ہاتھ اٹھائے اس پر اس دن بہت سے لوگ رونے لگے اس کے چند دنوں بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو جہجاہ غفاری کھڑا ہو گیا اور چلا کر کہنے لگا:

جہجاہ غفاری کی گستاخی:

"اے عثمان رضی اللہ عنہ! ہم یہ بوڑھا اونٹ لائے ہیں اس پر عبا پڑی ہوئی ہے آپ اتریں تو ہم آپ کو عبا پہنا کر اس اونٹ پر سوار کرائیں گے اور پھر آپ کو جبل دخان میں پھینک دیں گے"۔

اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ تجھے غارت کرے اور اس کو بھی جو تو لایا ہے"۔

اس نے یہ باتیں سب لوگوں کے سامنے کہی تھیں۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حامی اور بنو امیہ کے افراد آپ کو گھر لے گئے۔

عصائے نبوی کو توڑنا:

عبدالرحمن بن حاطب بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس عصائے نبوی کے سہارے خطبہ دے رہے تھے جسے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی استعمال کرتے تھے اس وقت جہجاہ بولا "اے بے وقوف! اس منبر سے اتر جا۔" اس کے بعد اس نے عصائے نبوی کو پکڑ کر اپنے دائیں گھٹنے سے توڑ ڈالا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے اترے اور لوگ انہیں گھر لے گئے آپ نے حکم دیا کہ عصائے نبوی کو جوڑ دیا جائے اس واقعے کے بعد آپ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ گھر سے باہر نکلے تھے کہ محاصرہ ہو گیا اس کے بعد آپ شہید ہو گئے۔

غفاری کی بری حرکت:

نافع کی روایت ہے کہ جہجاہ غفاری نے اس عصا کو جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا لے کر اپنے گھٹنے کے زور سے توڑ دیا اسی وقت وہ آکلہ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام خطوط:

محمد بن اسحاق (صاحب المغازی) اپنے چچا عبدالرحمن بن یسار کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے یہ حالات دیکھے تو انہوں نے مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس اس قسم کے خطوط لکھے۔

" تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلو اور محمد ﷺ کے دین کی مدد کرو کیونکہ اب تمہارے پیچھے یہ دین بگڑ گیا ہے اور متروک ہو گیا ہے تم آ کر محمد ﷺ کے دین کی اصلاح کرو۔ "

چنانچہ لوگ ہر طرف سے آ گئے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

جعلی خط کا مضمون

(یہ وہ جعلی خط ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا تھا) کہا جاتا ہے کہ جب مصر کے لوگ واپس جانے لگے اور یہ خیال کیا گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے توبہ کر لی ہے تو اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصر کے والی عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے بارے میں جو مصر میں آپ کے سخت مخالف تھے یہ لکھا:

" تم فلاں اور فلاں شخص کو جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کو مار ڈالو اور فلاں فلاں کو قید کر دو۔ "

ان لوگوں میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ خط جس کے ہاتھ بھیجا گیا تھا وہ اس خط کا قاصد تھا اور وہ غلام تھا جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ پر سوار کرایا تھا اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے مصر پہنچ جائے۔

قاصد سے پوچھ گچھ

ابھی وہ راستے ہی میں ان لوگوں سے مل گیا تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا "میں مصر جا رہا ہوں" اس کے ساتھ قبیلہ ... کا ایک شامی شخص بھی تھا۔ جب ان باغیوں نے اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کوئی خط ہے؟ اس نے کہا "نہیں" پھر پوچھا "تم کس کام کے لیے بھیجے گئے ہو؟" وہ بولا "مجھے کوئی علم نہیں ہے" اس پر ان لوگوں نے کہا:

قاصد کی تلاشی:

"تمہارے پاس ضرور کوئی خط ہے اور تمہیں یہ معلوم ہے کہ تم کس مقصد سے بھیجے گئے ہو اس لیے تمہارا معاملہ مشتبہ معلوم ہوتا ہے" چنانچہ انہوں نے اس کی تلاشی لی اور ایک خط اس کے سامان میں سے نکال لیا۔ جب انہوں نے اسے پڑھا تو اس میں بعض لوگوں کے قتل کرنے اور بعض کو سولی دینے اور بعض کو سزا دینے کا حکم لکھا ہوا تھا۔ اس پر سب لوگ مدینہ واپس آ گئے۔

باغیوں کی واپسی:

جب ان لوگوں کے واپس آنے کی خبر مشہور ہوئی تو تمام علاقوں کے لوگ دوبارہ آ گئے اور مدینہ میں ہلچل پیدا ہو گئی۔

قتل کا حکم:

محمد بن سائب کلبی بیان کرتے ہیں کہ اہل مصر واپس اس لیے آئے کہ انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اونٹ کا ایک سوار ملا جو امیر مصر کے پاس ایک خط لے کر جا رہا تھا کہ بعض لوگوں کو قتل کر دیا جائے اور بعض لوگوں کو سولی دی جائے۔

جعلی کارروائی:

جب یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا "یہ آپ کا غلام ہے؟" آپ نے فرمایا: "یہ غلام میرے علم کے بغیر چلا گیا تھا" انہوں نے کہا "یہ آپ کا اونٹ ہے؟" آپ نے فرمایا "یہ میرے علم کے بغیر میرے گھر سے لے لیا گیا تھا" انہوں نے کہا "یہ

ہے کہ آپ کی مدد [illegible] قریب [illegible] ہے [illegible]۔

امیر معاویہؓ کو خط:

جب حضرت عثمانؓ نے یہ حالات دیکھے کہ لوگ ان کے خلاف ہو گئے ہیں تو انہوں نے امیر معاویہؓ کو شام میں یہ خط تحریر کیا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد! اہل مدینہ کافر ہو گئے اور انہوں نے اطاعت ترک کر دی ہے اور بیعت توڑ دی ہے اس لیے آپ اپنی طرف سے شام کے جنگجو بہادر تیز رفتار سواریوں پر جلد بھیجیں۔"

جب امیر معاویہؓ کے پاس یہ خط پہنچا تو وہ حالات کا انتظار کرتے رہے کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کی کھلم کھلا مخالفت کے اظہار کو پسند نہیں کرتے تھے انہیں ان کے اتحاد کا علم ہو چکا تھا۔

دیگر حکام کو خطوط:

جب حضرت عثمانؓ نے ان کی امداد میں تاخیر محسوس کی تو انہوں نے یزید بن اسد بجلی کو اور دیگر اہل شام کے نام خطوط تحریر کیے جن میں ان سے امداد طلب کی گئی تھی اور اپنے حقوق جتائے گئے تھے نیز یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے خلفاء کی اطاعت اور ان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے یہ بھی تحریر کیا تھا:

"سب لوگ ان کی مدد کے لیے فوراً پہنچ جاؤ کیونکہ حالات بگڑ گئے ہیں۔"

فوری امداد کی ضرورت:

حضرت عثمانؓ نے یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اہل شام پر ان کے بڑے احسانات ہیں اور انہوں نے ان کی بڑی خدمت کی تھی۔ آخر میں یہ تحریر تھا:

"اگر تم کچھ امداد کر سکتے ہو تو بہت جلد کرو کیونکہ یہ لوگ مجھ پر حملہ کرنے والے ہیں۔"

یزید بن اسد بجلیؓ کی فوج:

جب آپ کا یہ خط اہل شام کے سامنے پڑھا گیا تو یزید بن اسد بن کرز بجلی قشیری کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد انہوں نے حضرت عثمانؓ کا تذکرہ کیا ان کے عظیم حقوق کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کو ان کی امداد پر آمادہ کیا۔ حکم دیا کہ وہ ان کی امداد کے لیے روانہ ہو جائیں۔ چنانچہ بہت سے لوگ ان کی امداد کے لیے روانہ ہو گئے جب یہ لوگ وادی القریٰ میں پہنچے تو اسی وقت انہیں حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر ملی تو وہ واپس چلے گئے۔

بصرہ کی امدادی فوج:

حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن عامرؓ کو بھی تحریر فرمایا کہ وہ اہل شام کے نام ان کے خط کی ایک نقل اہل بصرہ تک پہنچا دیں۔ چنانچہ عبداللہ بن عامرؓ نے لوگوں کو جمع کر کے ان کے سامنے حضرت عثمانؓ کا خط پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد بصرہ کے خطیب اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کی امداد پر لوگوں کو آمادہ کرنے لگے۔ ان خطیبوں میں مجاشع بن مسعود سلمی بھی تھے جو بصرہ کے قبیلہ قیس کے سردار تھے اور سب سے پہلے انہوں نے تقریر کی تھی ان کے بعد قیس بن ہیثم سلمی کی تقریر

کے لیے کھڑے ہوئے اور لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امداد پر آمادہ کرتے رہے چنانچہ لوگ بہت جلد مدد کرنے کے لیے تیار ہو گئے اس لیے عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے مجاشع بن مسعود کو (اس امدادی فوج کا) سردار مقرر کیا اور انہیں لے کر روانہ ہوئے۔ جب یہ لوگ ربذہ پہنچے اور ان کا ہراول دستہ مدینہ کے قریب صرار کے مقام پر پہنچا تو انہیں عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر موصول ہوئی۔

قاصد کا اخراج:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مصر (باغیوں) نے مقام ذوخشب کے مقام سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا اور ان کا ایک آدمی اس خط کو لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا مگر انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اسے گھر سے نکلوا دیا۔

اہل مصر کا قافلہ:

اہل مصر جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے تھے کل تعداد میں چھ سو تھے وہ چار دستوں میں منقسم تھے ان کے چار سردار تھے اور ہر سردار کے پاس ایک جداگانہ علم تھا ان کی مشترکہ قیادت عمرو بن بدیل بن ورقاء خزاعی کے سپرد تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے نیز عبدالرحمن بن عدیس تجیبی بھی ان کے سرداروں میں شامل تھے۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جو خط لکھا تھا اس کا مضمون یہ تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نام خط:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حمد و ثنا کے بعد واضح ہو کہ اللہ کسی قوم کی حالت میں اس وقت تک تبدیلی نہیں پیدا کرتا ہے جب تک کہ وہ خود اپنے اندر تبدیلیاں پیدا نہ کریں اس لیے آپ اللہ کو یاد کریں اور اللہ سے ڈریں آپ کے پاس دنیا ہے اس کے ذریعہ آپ آخرت کی تکمیل کریں اور اپنے آخرت کے حصے کو مشکوک نہ بنائیں ورنہ دنیا بھی آپ کے لیے خوشگوار نہیں رہے گی۔

دین کے لیے جنگ:

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم اللہ کی خاطر غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں اور اسی کے لیے ہم رضامند ہوتے ہیں لہٰذا ہم اس وقت تک اپنے کندھوں سے تلواریں نیام میں نہیں کریں گے جب تک کہ ہمارے سامنے صاف اور واضح طریقے سے توبہ نامہ نہیں آئے گا یا کھلم کھلا گمراہی کا علم نہیں ہوگا ہم آپ سے صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں اور یہی معاملہ آپ کے سامنے ہے۔ اللہ ہماری معذرت قبول کرنے والا ہے۔ والسلام"

توبہ کی دعوت:

اہل مدینہ نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں انہیں توبہ کرنے کی دعوت دی گئی تھی وہ اللہ کی قسمیں کھا کر کہہ رہے تھے کہ وہ انہیں نہیں چھوڑیں گے تاآنکہ وہ انہیں قتل کر دیں گے یا وہ انہیں اللہ کا حق جو ان کے ذمہ ہے عطا کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی استمداد:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے اپنے خیر خواہوں اور گھر والوں سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا "ان لوگوں نے وہ کیا جو تم دیکھ رہے ہو (اب اس مصیبت سے) نکلنے کا راستہ کیا ہے؟" ان سب نے یہ مشورہ دیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو

جائیں اور ان سے درخواست کریں کہ وہ انہیں دن دیں اور جو وہ چاہتے ہیں وہ مطالبات ان کو پورا کریں اس طرح مدت بڑھ جائے گی پھر امداد بھی آ جائے گی"۔

ایفاء پر اصرار:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یہ لوگ ٹال مٹول قبول نہیں کریں گے وہ مجھ سے معاہدہ کر چکے ہیں جب وہ پہلی دفعہ آئے تھے تو مجھ سے یہی باتیں منظور ہوئی تھیں اس لیے میں اب جو عہد کروں گا اس کے ایفاء پر وہ اصرار کریں گے۔

مروان کا مشورہ:

مروان نے کہا "اے امیر المومنین انہیں قریب رکھنا تاکہ آپ طاقتور ہو جائیں یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ قریب ہو کر آپ کا مقابلہ کریں۔ آپ ان کا مطالبہ مان لیں اور جب تک وہ آپ کا مقابلہ کریں ان کے ساتھ ٹال مٹول کرتے رہیں۔ کیونکہ انہوں نے آپ کے خلاف بغاوت کی ہے اس لیے ان کے معاہدہ کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلائیں" چنانچہ انہیں آپ نے بلایا جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا:

معاہدہ کی پابندی:

"اے ابوالحسن! آپ نے ان لوگوں کی باتیں دیکھ لیں اور میری بھی، تمام باتیں آپ کو معلوم ہیں۔ اب مجھے ان سے قتل کا اندیشہ ہے اس لیے آپ انہیں میرے پاس لوٹا دیں میں ان کی تمام شکایات دور کروں گا اور اپنی طرف سے اور دوسروں کی طرف سے ان کے مطالبات پورے کروں گا خواہ اس میں میری جان کا اندیشہ کیوں نہ ہو"۔

وعدہ شکنی کا الزام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "عوام اس بات کو ترجیح دیں گے کہ آپ ان کے ساتھ انصاف کریں بہ نسبت اس کے کہ وہ آپ کو قتل کریں۔ میرے خیال میں یہ لوگ اس وقت تک مطمئن نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مطالبات نہ مانیں۔ جب یہ لوگ پہلی دفعہ آئے تھے تو اس وقت میں نے ان سے پختہ وعدہ کیا تھا کہ آپ ان تمام باتوں سے رجوع کریں گے جو انہیں ناپسند ہیں اور اس طرح میں نے انہیں آپ کے پاس سے لوٹا دیا تھا۔ مگر آپ نے ان میں سے کوئی بات پوری نہیں کی۔ اس لیے آپ اس مرتبہ مجھے فریب میں مبتلا نہ کریں کیونکہ مجھے ان کا حق ادا کرنا ہے"۔

ایفائے عہد کا عزم صمیم:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آپ انہیں اس بات کا یقین دلا دیں بخدا! میں ایفاء عہد کروں گا"۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس گئے اور فرمایا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطاب:

> "اے لوگو! تم نے حقوق کا مطالبہ کیا تھا وہ پورے کیے جاتے ہیں کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنی طرف سے اور دوسروں کی طرف سے تمہارے ساتھ انصاف کریں گے اور جو باتیں تمہیں ناپسند ہیں انہیں چھوڑ دیں گے"۔

عملی اقدام کی ضرورت

اس پر وہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ یہ بات مناسب ہے مگر آپ ان سے وعدہ پورا کرائیے کیونکہ عملی اقدام کے بغیر محض باتوں سے ہم خوش نہیں ہوں گے۔

مہلت کی درخواست

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں تمہاری بات منوا کر دوں گا۔" چنانچہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو اس صورت حال سے آگاہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آپ میرے اور ان کے درمیان ایک مدت مقرر کر لیجئے جس میں مجھے مہلت مل جائے کیونکہ میں ایک دن کے اندر ان کی شکایات دور نہیں کر سکتا۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جو امور مدینہ میں موجود ہیں ان کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں کی جا سکتی اور جو موجود نہیں ہیں ان کے لیے مدت اس وقت تک رہے جب تک آپ کا فرمان ان کے پاس پہنچ جائے۔"

تین دن کی مہلت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بات ٹھیک ہے مگر مجھے مدینہ والوں کے لیے تین دن کی مہلت دی جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "بہت اچھا" پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور انہیں اطلاع دی اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک معاہدہ لکھوایا کہ آپ تین دن کے اندر ہر شکایت کو دور کر دیں گے اور جو عامل ان لوگوں کو ناپسند ہیں انہیں معزول کر دیں گے۔

پھر اس معاہدے کو لکھنے میں زیادہ سے زیادہ تاکید کی اور سخت عہد و پیمان لیے گئے اور اس پر مہاجرین و انصار کو گواہ مقرر کیا گیا۔

(اس کی وجہ سے) مسلمان مقابلے سے باز آ گئے اور لوٹ گئے تاکہ وہ آپ سے معاہدہ پورا کرائیں۔

جنگ کی تیاری:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور ہتھیار فراہم کرنے لگے۔ انہوں نے خمس مال غنیمت کے غلاموں کی ایک بہت بڑی فوج تیار کر لی۔ جب تین دن گزر گئے تو وہی حالت برقرار تھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی ان لوگوں کی کوئی شکایت دور نہیں کی اور نہ کسی عامل کو معزول کیا گیا تھا اس پر لوگ بھڑک اٹھے اور عمرو بن حزم انصاری مصریوں کے پاس آئے جو ذی خشب کے مقام پر مقیم تھا اور اس کی اطلاع دی وہ پھر وہاں سے روانہ ہو کر مدینہ آئے۔ ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام بھیجا۔

خلاف ورزی کا الزام:

کیا ہمارے ساتھ آپ کا یہ معاہدہ نہیں ہوا تھا کہ آپ اپنے تمام کاموں سے توبہ کر لیں گے اور ہر حق دار کو اس کا حق دلوا دیں گے اور اس پر آپ نے پختہ عہد و پیمان کیے تھے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہاں میں اس عہد پر قائم ہوں۔"

اس پر انہوں نے کہا:

جعلی خط کا حوالہ:

پھر اس خط کا کیا مطلب ہے جو ہم نے آپ کے قاصد کے پاس سے حاصل کیا اور جسے آپ نے اپنے حاکم کے نام لکھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نہ میں نے یہ خط لکھا اور نہ مجھے اس بات کا علم ہے" وہ بولے "آپ کا قاصد آپ کے اونٹ پر تھا اور آپ کے کاتب کا وہ خط تھا اور اس پر آپ کی مہر تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انکار:

آپ نے فرمایا: "وہ اونٹ چوری کا تھا۔ کتابت میں مشابہت ہو سکتی ہے اور مہر کسی دوسرے نے لگا دی ہو گی"۔

حکام کی معزولی کا مطالبہ:

وہ بولے: "گو ہم آپ کو ملزم گردانتے ہیں تاہم خلافت میں کلام نہیں کیا جائے گا آپ اپنے برے حکام کو معزول کر دیں اور ہم پر وہ حکام مقرر کریں جو ہماری جان و مال کے در پے نہ ہوں تو آپ ہماری شکایت دور کریں"۔

مطالبہ ماننے سے انکار:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر میں تمہاری مرضی کے مطابق حکام کا تقرر کروں اور تمہارے مخالف حکام کو معزول کروں تو میری حیثیت باقی نہیں رہے گی اس وقت حکومت کے تمام اختیارات تمہیں حاصل ہوں گے"۔

باغیوں کی دھمکی:

وہ بولے: "بخدا! آپ کو ضرور ایسا کرنا ہوگا ورنہ آپ کو معزول کر دیا جائے گا یا قتل کر دیا جائے گا آپ اپنے معاملے پر اچھی طرح غور کر لیں"۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ان کے مطالبات ماننے سے) انکار کر دیا اور فرمایا: "میں (خلافت کی) قمیص کو جو اللہ نے مجھے پہنائی ہے نہیں اتاروں گا"۔

گھر کا محاصرہ:

اس کے بعد ان لوگوں نے چالیس رات تک ان کا محاصرہ کیا اس عرصہ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔

اشتر کی طلبی:

وثاب جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور جن کی گردن پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت نیزے کے زخموں کے دو نشان تھے بیان کرتے ہیں مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اشتر کو بلانے کے لیے بھیجا، چنانچہ میں اشتر کو بلا لایا اس وقت ایک تکیہ امیر المومنین (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے نیچے لایا گیا اور دوسرا تکیہ اشتر کے لیے ڈالا گیا۔

باغیوں کے مطالبات:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے اشتر! لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟" وہ بولے: "وہ تین چیزیں ان میں سے ایک کے طالب ہیں" آپ نے فرمایا: "وہ کیا ہیں؟" وہ بولا: "وہ لوگ چاہتے ہیں کہ یا تو آپ خلافت سے دستبردار ہو جائیں اور کہہ دیں کہ "یہ تمہارا معاملہ ہے تم جس کو چاہو منتخب کر لو یا خود آپ سے قصاص لیں۔ اگر آپ کو ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک سے انکار ہے تو یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے"۔ آپ نے پھر پوچھا: "کیا اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے؟" اس نے جواب دیا: "اس کے

ماخوذ ہونے کی صورت نکلتی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب:

پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا" جہاں تک خلافت سے دست بردار ہونے کا تعلق ہے تو میں اس قمیص کو نہیں اتاروں گا جو اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر نے مجھے پہنائی، جس سے میں محمد ﷺ کی امت کو اس بات میں چھوڑ دوں کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم اور تعدی کرتے رہیں، اور خدا کی قسم! مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں آگے بڑھوں اور تم میری گردن مار دو بجائے اس کے کہ میں اس قمیص کو اتاروں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے۔

رہا تمہاری اپنی ذات سے قصاص لینے کا تعلق ہے تو خدا کی قسم! مجھے اس بات کا علم ہے کہ میرے پیش رو دونوں ساتھی سزا دیتے تھے۔

قتل کے خطرناک نتائج

تیسری بات یہ ہے کہ تم مجھے قتل کر دو گے، اگر تم مجھے قتل کر دو گے تو خدا کی قسم میرے بعد تم کبھی اتحاد نہیں کر سکو گے اور کبھی تم اکٹھے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکو گے اور نہ میرے بعد کبھی تم اکٹھے ہو کر دشمن سے جنگ کر سکو گے اس کے بعد اشتر نخعی اٹھا اور چلا گیا۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی آمد:

چند دنوں تک ہم (خاموشی کے ساتھ) بیٹھے رہے پھر بھیڑیے کی طرح ایک مرد آیا، اس نے دروازے سے جھانکا اور چلا گیا۔ پھر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ تیرہ افراد کے ساتھ آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے اندر گھسے، محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی اور کھینچنے لگا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گستاخی:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمہیں کیا فائدہ پہنچایا، ابن عامر رضی اللہ عنہ کہاں چلے گئے، تمہارے خطوط کا کیا نتیجہ نکلا" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے میرے بھتیجے! تو میری داڑھی چھوڑ دے۔"

آپ کی شہادت:

راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ انہوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا تو وہ ایک بھالا لے کر گیا اور اس نے ان کا سر پھاڑ دیا۔ طبری کہتے ہیں کہ پھر سب لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں قتل کر دیا۔

باغیوں کے سردار:

واقدی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں اپنے قبیلے کے ساتھ مصریوں کے پاس گیا اور ان کے یہ چار سردار تھے (۱) عبدالرحمن بن عدیس بلوی (۲) سودان بن حمران مرادی (۳) عمرو بن الحمق خزاعی اسے ابن الحمق بھی کہا جاتا ہے (۴) ابن النباع، ان کے خیمے میں جو شخص موجود تھے ان میں یہ چاروں تھے اور لوگ ان کے تابع تھے۔

آمد کے خطرات:

میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حقوق کی بہت وضاحت کی کہ ان کی گردنوں پر ان کی بیعت (کی ذمہ داری) ہے میں نے انہیں

میں خود سے ڈر گیا اور انہیں سمجھایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی وجہ سے بہت اختلاف پیدا ہو جائے گا اور بڑا ہنگامہ برپا ہوگا اس لیے تم سب منتشر ہو کر واپس چلے جاؤ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان باتوں کو درست کرنا چاہتے ہیں جو تمہیں ناگوار ہیں میں ان کا ذمہ دار ہوں" ان لوگوں نے کہا: "اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ان شکایات کو) دور نہیں کیا تو پھر کیا ہوگا"۔ میں نے کہا: "پھر تمہیں اختیار ہے" اس پر یہ لوگ رضامند ہو کر لوٹ گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: "اے عثمان! تم اللہ سے ڈرو یا کرو اور اپنی جان کی حفاظت کرو یہ لوگ تمہارا خون بہانے آئے تھے آپ دیکھتے ہیں کہ آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ بیٹھے ہیں بلکہ وہ آپ کے دشمنوں کا تو بہت بچا رہے ہیں"۔

آپ کی رضامندی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے میری بات مان لی اور مجھے جزائے خیر کی دعا دی۔ وہاں سے آنے کے بعد میں کچھ عرصہ تک خاموش بیٹھا رہا۔ اسی اثناء میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مصر کے واپس جانے کے بارے میں تقریر کی تھی اور یہ بیان کیا تھا کہ وہ ایک خبر حاصل کرتے تھے مگر انہیں اس کے خلاف اطلاع ملی اس لیے وہ لوٹ گئے میں نے چاہا کہ میں آپ کو اس بات پر ملامت کروں تاہم میں خاموش رہا۔ پھر کسی نے مجھ سے یہ کہا کہ اہل مصر پھر آ گئے ہیں اور وہ مقام سویداء کے قریب ہیں میں نے کہا: "کیا تم سچی بات کہہ رہے ہو" اس نے کہا "ہاں!" اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا تو پتہ چلا کہ انہیں بھی اس کی اطلاع ہو گئی ہے اور یہ باغی (افراد) اس وقت ذوخشب کے مقام پر پہنچ گئے تھے۔ آپ نے فرمایا:

آپ کی گفتگو:

"اے ابو عبدالرحمن! یہ لوگ پھر آ گئے ہیں ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟" میں نے کہا: "بخدا! مجھے کوئی علم نہیں ہے تاہم میرا خیال ہے کہ وہ کسی اچھے مقصد کے ساتھ واپس نہیں آئے ہیں" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم انہیں واپس کر دو" میں نے کہا

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا انکار:

"میں یہ نہیں کروں گا" آپ نے فرمایا: "کیوں" میں نے کہا: "اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ان لوگوں کو اس بات کی ضمانت دی تھی کہ آپ ان کی شکایات کو دور کریں گے مگر آپ نے ان کے بارے میں ایک حرف بھی نہیں کہا" اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اب اللہ ہی سے مدد حاصل کی جائے گی"۔ اس کے بعد میں وہاں سے چلا آیا۔

پھر یہ لوگ اسواف کے مقام پر آئے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔

جعلی خط کا انکشاف:

میرے پاس عبدالرحمن بن عدیس، سودان بن حمران اور باقی دونوں صاحبوں کے ساتھ آئے اور کہنے لگے: "اے ابو عبدالرحمن کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے گفتگو کر کے ہمیں لوٹا دیا تھا تم نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ تمہارے ساتھی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) ہماری شکایت کو دور کریں گے؟" میں نے کہا: "ہاں" اس کے بعد انہوں نے ایک پرچہ نکال کر کہا۔

"ہم نے صدقات کے ایک اونٹ پر (حضرت) عثمان کا غلام دیکھا جب ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہم نے اس میں یہ خط پایا جس میں یہ لکھا ہوا تھا:

جعلی خط کے احکام:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد! جب تمہارے پاس عبدالرحمن بن عدیس آئے تو اسے سو کوڑے مارو اور اس کے سر اور داڑھی کو منڈوا کر اسے طویل عرصے تک قید رکھو۔ جب تک تمہارے پاس میرا دوسرا حکم نہ آئے اور عمرو بن الحمق، سودان بن حمران اور عروہ بن نباع لیثی کے ساتھ بھی یہی سلوک کرو۔"

خط کا ردعمل:

تم نے کہا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود یہ خط لکھا ہے۔ انہوں نے کہا تو پھر مروان نے (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ (جعلی خط) لکھا ہوگا اور یہ بات اس سے بھی بدتر ہے اس صورت میں انہیں اس کام سے برأت کا اظہار کرنا چاہیے پھر انہوں نے کہا تم ہمارے ساتھ ان کے پاس چلو۔ ہم نے (حضرت) علی رضی اللہ عنہ سے بھی بات چیت کی ہے۔ انہوں نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ظہر کی نماز کے بعد ان (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) سے گفتگو کریں گے۔ ہم (حضرت) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس بھی گئے تھے انہوں نے کہا "میں تمہارے معاملے میں کوئی دخل نہیں دوں گا" ہم سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کے پاس بھی گئے تھے انہوں نے بھی اسی قسم کا جواب دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وعدہ:

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا "(حضرت) علی رضی اللہ عنہ نے تم سے کیا وعدہ کیا تھا؟" انہوں نے کہا "انہوں نے ہم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جب وہ ظہر کی نماز پڑھ چکیں گے تو وہ ان (عثمان رضی اللہ عنہ) کے پاس جائیں گے۔" چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے (حضرت) علی کے ساتھ نماز پڑھی پھر وہ دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو:

یہ اہل مصر دروازے پر ہیں آپ انہیں اندر آنے کی اجازت دیں اس وقت مروان بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا "آپ مجھے ان سے گفتگو کرنے کی اجازت دیں" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تم میرے پاس سے چلے جاؤ تمہارا اس معاملے سے کیا تعلق ہے؟" اس پر مروان چلے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت مصریوں نے انہیں تمام صورت حال سے مطلع کر دیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں خط کا مضمون بتا رہے تھے۔

حلفیہ انکار:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ کی قسم کھا کر یہ فرمایا کہ نہ تو انہوں نے یہ خط لکھا اور نہ انہیں اس کا علم ہے اور نہ ان سے کسی اس بارے میں مشورہ کیا گیا تھا۔ اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا "بخدا! آپ سچے ہیں مگر یہ مروان کا فعل معلوم ہوتا ہے" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "آپ انہیں اندر آنے دیجئے تاکہ وہ آپ کی معذرت سن لیں" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "میری آپ سے قرابت اور رشتہ داری ہے بخدا! اگر میں اس حلقے میں محبوس ہوتا تو آپ کی شکل کیا کرتا؟ آپ ان کے پاس جائیں اور

ان سے گفتگو کریں یہ لوگ آپ کی بات کو قبول کرتے ہیں۔

باغیوں کی باریابی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے [illegible] آ پہنچی تھیں ان کے سامنے حضرت عثمانؓ کی [illegible] کو دہرایا گئے۔ جب یہ واپس ہوئے تو [illegible] خلافت کا معاملہ پیش کیا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''اس نے بھی [illegible] نکالا۔ [illegible] فرمانبرداری کی بیعت کرتے ہیں۔

ابن عدیس کی بداعمالیوں کا ذکر

اہل مصریوں نے قتل کے لیے ابن عدیس [illegible] مصر میں ابن سعد [illegible] دیا تھا [illegible] معاملہ [illegible] اور مسلمانوں کے دل [illegible] اور جب اس پر کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ [illegible] کر دیتے۔

بدعات کا تذکرہ

ان کے بعد ان لوگوں نے ان باتوں کا تذکرہ کیا جو [illegible] میں واقع ہوئی ہیں اور جن میں سے بعض (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) نے [illegible] سے تعبیر کی ہے۔

دو شخصوں کی شہادت

ابن عدیس نے کہا ''ہم [illegible] وقت [illegible] مقصد [illegible] آپ ان باتوں سے باز آ جائیں [illegible] ہم آپ کی [illegible] (حضرت) علی رضی اللہ عنہ اور [illegible] نے [illegible] اس بات کی حمایت [illegible] آپ [illegible] کریں گے'' [illegible] نے [illegible] ''یا تم نے یہ بات تم سے کی تھی'' [illegible] انہوں نے جواب دیا ''ہاں'' اس کے بعد [illegible] پوچھا [illegible] ''ہم اپنے وطن کی طرف جانے لگے تو راستہ میں ہمارے [illegible]۔

خط کا انکشاف

جب ہم بویب کے مقام پر پہنچے تو ہم نے آپ کے غلام کو پکڑا، آپ کا مہر شدہ خط عبداللہ بن سعد کے نام کا ہم نے حاصل کیا اس میں آپ نے [illegible] حکم دیا [illegible] پشت پر کوڑے مارے [illegible] اور [illegible] قید [illegible] ہے۔

لاعلمی کا اظہار

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے [illegible] ''خدا کی قسم [illegible] نہ میں نے خط لکھا اور نہ میں نے اس کا حکم دیا اور نہ مجھ سے مشورہ لیا گیا اور نہ مجھے اس کا علم ہے۔'' محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں نے کہا ''آپ سچ کہتے ہیں'' اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] تمام مصریوں نے پوچھا ''پھر یہ خط کس نے لکھا ہے؟'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مجھے نہیں معلوم ہے'' [illegible] آپ کا غلام آپ کے صدقہ کے اونٹ پر سوار [illegible] اور آپ کی مہر [illegible]

آپ نے ان کو کوئی بات نہیں کہی تھی اور آپ (غضبناک ہو کر) آپ نے فرمایا: "یہی بات ہے"۔

معزولی کا مطالبہ

اس پر وہ کہنے لگے: "آپ [illegible] آپ اس منصب سے [illegible] ہم آپ کو [illegible]

معطل کر دیں۔" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔

شور اور ہنگامہ

"میں (ملاقات کی) اس قبیلہ کے [illegible] مصر [illegible] بہت شور و غل ہونے لگا [illegible] معلوم ہوتا تھا [illegible] اس وقت میں نے یہ خیال کیا [illegible] کے بعد جب حضرت کی [illegible] تم [illegible] اپنے گھر [illegible] اپنے گھر چلے گئے۔

آپ کی شہادت

اس کے بعد ان (باغیوں) نے ۳۵ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

واپسی کی وجوہات

حضرت محمد بن علی ابوجعفر بیان کرتے ہیں "جب اہل مصر پہلی مرتبہ آئے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ سے گفتگو کی، وہ انصار کے پچاس سوار لے کر ان (باغیوں) کے پاس ذوخشب کے مقام پر پہنچے اور انہیں واپس کر دیا۔ یہ لوگ واپس جا رہے تھے جب بویب کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام کو دیکھا، اس کے پاس عبداللہ بن سعد (حاکم مصر) کے نام ایک خط تھا، ان لوگوں نے وہ خط لے لیا [illegible] مدینہ پہنچے [illegible] (وہ حضرت محمد بن مسلمہ کے پاس) گئے، حضرت محمد بن مسلمہ نے [illegible] پھر ان کو خط دکھایا تو انہوں نے فرمایا "یہ جعلی ہے"۔

جعلی خط کا معاملہ

اس پر وہ کہنے لگے: "آپ کے غلام کے پاس سے یہ خط ملا ہے"۔ آپ نے فرمایا "میں نہیں جانتا [illegible] کس کے حکم سے لکھا گیا ہے"۔ وہ بولے "وہ قاصد جس کے پاس [illegible] آپ کا غلام ہے؟" آپ نے فرمایا "ہاں، مگر وہ میری اجازت کے بغیر گیا تھا"۔ انہوں نے کہا "یہ اونٹ تو آپ کا اونٹ ہے"۔ آپ نے فرمایا "ہاں، مگر وہ میری اجازت کے بغیر لے لیا گیا تھا"۔

معزولی کا مطالبہ

وہ کہنے لگے "(اس صورت میں) آپ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں؟ اگر آپ جھوٹے ہیں تو اس صورت میں آپ معزولی کے مستحق ہیں کیونکہ آپ نے ہمارے خون بہانے کا ناحق حکم دیا ہے اور اگر آپ سچے ہیں تو اس صورت میں بھی آپ معزولی کے قابل ہیں کیونکہ آپ بہت کمزور اور غافل ہو گئے ہیں اور آپ کے ماتحت [illegible] اس صورت میں آپ ایسے منصب کے اہل نہیں جس پر ایسے شخص کا تسلط ہو [illegible] آپ کی کمزوری اور غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی اجازت کے بغیر ایسا کام سرانجام دے۔ [illegible]

ظلم کا الزام:

آپ نے رسول اکرم ﷺ کے [illegible] آپ کو نصیحت کی اور جب کہ معترضین کے اعتراضات کے موقع پر انہوں نے آپ [illegible] بات کی تھی [illegible] آپ نے ظلم کیا تھا اور انہیں زدوکوب کیا تھا ان کا قصاص اپنی ذات سے دیں۔

الزام کا جواب:

آپ نے فرمایا: "امام غلطی بھی کرتا ہے اور صحیح فیصلہ بھی کرتا ہے اس لیے میں اپنی ذات کا قصاص نہیں لے سکتا ہوں کیونکہ اگر میں ہر غلطی پر اپنا قصاص دینے لگوں تو میرا خاتمہ ہو جائے گا"۔

عہد شکنی کا الزام:

انہوں نے: "آپ نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں [illegible] جن سے جماعت امت کو متفرق کیا جا سکتا ہے۔ جب آپ سے [illegible] شکایت کی گئی تو آپ نے اس سے توبہ کر لی تھی مگر پھر آپ نے ایسی باتیں کیں۔ پھر ہم آپ کے پاس آئے تھے تو آپ نے توبہ کر لی تھی اور حق کی طرف رجوع کرنے کا وعدہ کیا تھا [illegible] محمد بن مسلمہ نے ہمیں آپ کے بارے میں ضمانت دی تھی اور انہوں نے آپ کی طرف سے [illegible] مگر آپ نے عہد شکنی کی اس لیے اب انہوں نے اظہار برأت کیا اور کہا "میں اس کے معاملے میں دخل نہیں دوں گا"۔

جعلی خط کا ذکر

ہم اس [illegible] کے لیے [illegible] واپس چلے گئے تھے کہ تمہارا انتہائی عذر قبول کریں اور اللہ تعالیٰ سے تمہارے برخلاف مدد حاصل کریں مگر [illegible] راستے میں [illegible] جو آپ نے اپنے عامل کے نام لکھا تھا اس میں آپ نے ہمیں قتل کرنے، ہاتھ پیر کاٹنے اور سولی دینے کا حکم دیا تھا۔ آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ خط آپ کے علم کے بغیر لکھا گیا حالانکہ وہ آپ کے غلام کے پاس تھا، آپ کے اونٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور آپ کے کاتب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور اس پر آپ کی مہر لگی ہوئی تھی۔

معزول کرنے کا فیصلہ:

اس خط کی بدولت آپ پر ہمیں سخت بدگمانی پیدا ہو گئی ہے۔ اس سے پہلے بھی آپ کے مظالم، [illegible] تقسیم [illegible] کا تجربہ ہو چکا ہے۔ آپ نے لوگوں کے ساتھ [illegible] ان [illegible] کی طرف [illegible] ہم [illegible] چلے گئے تھے مگر اب اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک کہ ہم آپ کو معزول نہ کر دیں اور آپ کے بجائے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ [illegible] میں سے کسی ایسے شخص کو مقرر نہ کر دیں [illegible] آپ سے تجربہ ہوا ہے۔ [illegible] آپ پر لگائے گئے ہیں آپ ہمارے خلاف [illegible] ہمارے معاملات سے علیحدہ ہو جائیں کیونکہ یہی چیز ہمارے اور آپ کے لیے بہتر ہے۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا تم نے اپنی تمام باتیں ختم کر لی ہیں؟" وہ بولے "ہاں"۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

نے یوں فرمایا

''[illegible]

سنگدلی سے انکار

اما بعد! آپ لوگوں نے [illegible] یہ جو آپ کہتے ہیں کہ میں [illegible] اس سے خائف ہوں۔''

واقعہ کا عذر

[illegible]

معزولی یا قتل

[illegible]

[illegible]

اٹل فیصلہ:

حضرت عثمان [illegible] نے فرمایا [illegible]''

خانہ جنگی سے نفرت:

دوسری بات تم نے یہ کہی ہے کہ [illegible] اس کا جواب یہ ہے [illegible]

جنگ کرنا چاہتا تو میں فوج کو لا کھڑا کرتا اور (میرے لیے) یہ بھی ممکن تھا کہ ملک مصر یا عراق چلا جاتا۔ تم اللہ سے ڈرو اور اپنی جانوں پر رحم کرو اگر تم کسی پر رحم کرنا نہیں چاہتے ہو کیونکہ اگر تم مجھے قتل کرو گے تو تم خون ریزی میں مبتلا ہو جاؤ گے"۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا انکار:

یہ لوگ وہاں سے چلے گئے اور انہوں نے اعلان جنگ کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سے فرمایا کہ وہ ان (باغیوں) کو واپس کر دیں مگر انہوں نے کہا:

"میں سال میں دو مرتبہ اللہ سے جھوٹ نہیں بولوں گا"۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ملاقات:

ابو حبیبہ بیان کرتے ہیں: "جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے اس دن میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گئے پھر وہاں سے نکلے، انہوں نے دروازے پر جو منظر دیکھا اس پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے رہے پھر مروان نے ان سے کہا: "آپ اب پشیمان ہو رہے ہیں آپ ہی نے تو ان کا محاصرہ کرایا ہے"۔

اظہار ندامت:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "استغفر اللہ۔ میرے وہم و گمان میں بھی یہ نہ تھا کہ لوگ اس حد تک جرأت کریں گے کہ انہیں شہید کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ میں اب ان کے پاس گیا تھا انہوں نے اس وقت جو گفتگو کی ہے اس وقت تم موجود تھے اور تمہارے ساتھی موجود تھے انہوں نے تمام ناخوشگوار باتوں سے رجوع کا اظہار کیا اور ان سے توبہ کی ہے اور یہ فرمایا ہے "میں ہلاکت کے کاموں کو اصول بنانا نہیں چاہتا اور ان تمام باتوں سے رجوع کرتا ہوں"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

مروان نے کہا: "اگر آپ ان کی مدافعت کرنا چاہتے ہیں تو آپ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں جو چھپے بیٹھے ہیں"۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو قبر اور منبر نبوی کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آ کر فرمایا:

مفاہمت کا سوال:

"اے ابو الحسن! آپ اٹھ کھڑے ہوں۔ میرے والدین آپ پر قربان ہوں ایک نیک کام کے لیے آپ کے پاس آیا ہوں آپ اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ صلہ رحمی کریں اور ان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے ان کی جان بچائیں ان کے بعد جیسا آپ چاہتے ہیں ویسا ہی ہوگا۔ کیونکہ تمہارے خلیفہ نے اپنی طرف سے رضامندی کا اظہار کر دیا ہے"۔

شہادت کی خبر:

ابھی وہ باتوں ہی میں مصروف تھے کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے پوشیدہ طور پر کچھ کہا اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے ہاتھ کو چھوڑ کر اٹھے اور فرمانے لگے "ان کی یہ توبہ کیسی تھی" اس کے بعد جب میں اپنے گھر پہنچا تو میں نے یہ خبر سنی کہ "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے"۔ اس وقت سے لے کر اب تک ہم مصیبت اور شر و فساد میں مبتلا ہیں"۔

اہل مصر کی آمد کی اطلاع:

ابو الخیر بیان کرتے ہیں: "جب اہل مصر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے تو عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے ایک تیز رفتار قاصد روانہ کیا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے روانہ ہونے کی اطلاع دے اور یہ بتائے کہ وہ ظاہر یہ کرتے ہیں کہ وہ عمرہ کے لیے نکلے ہیں۔ یہ قاصد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور اس نے انہیں تمام باتیں بتا دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کو یہ پیغام بھجوایا کہ وہ ان مصر والوں سے ہوشیار رہیں کیونکہ وہ اپنے امام (خلیفہ) کی مخالفت کر رہے ہیں۔

عبداللہ بن سعد کی روانگی:

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ ان کے پاس آنا چاہتے ہیں چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی چنانچہ وہ بھی اہل مصر کے پیچھے روانہ ہوئے جب وہ ایلہ کے مقام پر پہنچے تو انہیں خبر ملی کہ اہل مصر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ آئے ہیں اور انہوں نے ان کا محاصرہ کر لیا ہے۔

ابن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قبضہ مصر:

محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ اس وقت مصر میں تھے جب انہیں یہ اطلاع ملی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے ہیں اور عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ مصر سے روانہ ہو گئے ہیں تو انہوں نے مصر کے انتظام پر قبضہ کر لیا اور لوگ ان کے مطیع ہو گئے۔ عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے مصر آنا چاہا مگر محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں روک دیا اس لیے وہ فلسطین چلے گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک وہیں مقیم رہے۔

اہل مصر کا محاصرہ:

اہل مصر روانہ ہو کر "سوافی" کے مقام پر پہنچے پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔ حکیم بن جبلہ بصرہ سے سواروں کو لے کر آیا اور اشتر بھی اہل کوفہ کے ساتھ آیا اور یہ سب مدینہ آ گئے۔ اشتر اور حکیم بن جبلہ الگ رہے اور ابن عدیس اور اس کے ساتھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر رہے تھے ان کی تعداد پانچ سو تھی اور وہ انچاس دنوں تک محاصرہ کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ شہید ہو گئے۔

قتل کا منصوبہ:

عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ بیان کرتے ہیں: "میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کچھ دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا آپ نے فرمایا اے ابن عیاش! آؤ تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر کچھ باتیں سنیں کوئی کہہ رہا تھا "تم کیا انتظار کر رہے ہو؟" کوئی کہہ رہا تھا "ٹھہرو! شاید وہ رجوع کر لیں۔"

طلحہ کا حکم:

میں اور وہ کھڑے ہوئے تھے کہ طلحہ بن عبید اللہ وہاں سے گزرے اور وہاں ٹھہر کر پوچھا "ابن عدیس کہاں ہے؟" لوگوں نے کہا "وہ یہ رہا" چنانچہ ابن عدیس ان کے پاس آئے تو انہوں نے اس سے کچھ سرگوشی کی پھر ابن عدیس اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہا "کسی شخص کو اس شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے پاس نہ جانے دو اور نہ وہاں سے نکلنے دو۔" اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اس بات کا طلحہ بن عبید اللہ نے حکم دیا ہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا

قتل کے بارے میں حکم:

'' اے اللہ تو مجھے طلحہ بن عبیداللہ سے بے نیاز کر دے کیونکہ اس نے انہیں بھڑکایا ہے اور انہیں جمع کیا ہے۔ بخدا مجھے توقع ہے کہ وہ اس سے محروم رہے گا اور اس کا خون بہایا جائے گا کیونکہ اس نے میرے ساتھ وہ کیا ہے جو اس کے لیے جائز نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے 'تین باتوں کے علاوہ کسی چیز میں مسلمان شخص کا خون بہانا جائز نہیں ہے (وہ تین باتیں یہ ہیں) یا تو کوئی شخص مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ قتل کر دیا جائے گا یا کوئی شادی شدہ شخص زنا کرے تو اسے سنگسار کیا جائے گا یا کوئی شخص کسی کو ناحق قتل کرے تو اس سے قصاص لیا جائے گا' پھر مجھے کس جرم میں قتل کیا جا رہا ہے؟'' اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے مقام پر چلے گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں '' میں نے باہر جانا چاہا تو ان لوگوں نے مجھے روکا یہاں تک کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا

'' اسے چھوڑ دو' انہوں نے مجھے چھوڑ دیا''۔

عینی شاہد:

عبدالرحمن بن ابزی بیان کرتے ہیں کہ '' میں نے آج وہ جگہ دیکھی ہے جہاں سے یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے یہ لوگ عمرو بن حزم کے گھر میں سے ایک تنگ راستے سے وہاں داخل ہوئے تھے بخدا ابھی تک یہ بات نہیں بھولا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد سودان بن حمران نکلا اور کہنے لگا '' طلحہ بن عبیداللہ کہاں ہے؟ ہم نے ابن عفان کو قتل کر دیا''۔

مروان کے غلام کا بیان۔

ابو حفصہ یمانی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک عرب شخص کا غلام تھا مروان نے مجھے خرید لیا اور اس نے مجھے میری بیوی اور بچے کو خرید لیا اور ہم سب کو آزاد کر دیا اور میں ان کے ساتھ رہنے لگا۔

خانہ جنگی کا آغاز:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو بنو امیہ ان کی حفاظت کرتے تھے اور مروان ان کے گھر میں رہنے لگے تھے میں بھی مروان کے ساتھ تھا۔ قریشیوں میں میں نے ہی جنگ کو بھڑکایا تھا اور قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو گھر کی چھت سے تیر مار کر قتل کر دیا تھا اس کا نام نیار اسلمی تھا اس پر جنگ چھڑ گئی اور میں نیچے اتر آیا اور اس کے بعد دروازے پر جنگ چھڑ گئی مروان نے بھی جنگ میں حصہ لیا یہاں تک کہ وہ گر پڑے۔ میں انہیں اٹھا کر ایک بڑھیا کے گھر لے گیا اور وہاں لا کر دروازہ بند کر دیا۔

دروازوں پر آگ:

دشمن کے لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازوں کو آگ لگا دی اور ان کا کچھ حصہ جل گیا اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا '' دروازہ اس لیے جلایا گیا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی کام کرنا مقصود ہے''۔

قسمت پر صبر:

اب تم میں سے کوئی شخص اپنے ہاتھ کو حرکت نہ دے کیونکہ بخدا اگر میں تم سے دور ہوں گا تو اس صورت میں بھی وہ مجھے ڈھونڈ نکال کر قتل کر دیں گے اور اگر میں تمہارے قریب ہوں گا تو وہ صرف مجھے قتل کریں گے اور دوسرے کی طرف توجہ نہیں دیں گے

مگر رسول اللہ ﷺ کے اس قول پر (سر تسلیم خم کر کے صبر کروں گا) "میں اپنی موت مروں گا جو اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں لکھی ہے"۔

مروان نے کہا "جب تک مجھ کو زندگی ہے اور بدن میں روح رہے گی اس وقت تک آپ کو کوئی شہید نہیں کر سکے گا" یہ کہہ کر وہ تلوار لے کر نکل گئے۔

دوسرا بیان:

دوسرے سلسلے روایت کے مطابق ابو حفصہ بیان کرتے ہیں

"جمعرات کے دن میں نے گھر کی چھت پر سے ایک پتھر لڑھکایا جس سے قبیلہ اسلم کا ایک شخص جس کا نام نیار تھا مر گیا۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ اس کے قاتل کو ان کے سپرد کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا "میں اس کے قاتل کو نہیں جانتا ہوں"۔

شعلہ باری:

عشاء کے وقت پھر ہم پر آگ کی طرح (کے گولے) ہم پر پھینکے جاتے رہے تاآنکہ ہمارے عقب سے کنانہ بن عتاب نمودار ہوا اور اس کے ہاتھ میں آگ کا ایک شعلہ تھا جسے لے کر وہ ہمارے مکانوں کے پیچھے آل حزم کے گھر کے راستے سے پہنچ گیا تھا۔ پھر تیل سے بھرے ہوئے شعلے ہم پر برستے رہے ہم نے دروازوں پر تھوڑی دیر تک جنگ کی اور وہ دروازے جل گئے تھے۔ اس کے بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آواز سن رہا تھا آپ اپنے ساتھیوں سے فرما رہے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آخری حکم:

"آگ لگنے کے بعد اب جنگ نہ کی جائے کیونکہ لکڑیاں جل گئی ہیں اور دروازے بھی جل گئے ہیں اس لیے جو میرا مطیع فرمانبردار ہے وہ اپنا گھر بچائے کیونکہ یہ لوگ صرف میرے درپے ہیں۔ خدا! بہت جلد میرے قتل پر یہ پشیمان ہوں گے اگر وہ مجھے چھوڑ بھی دیں تو اس وقت بھی انہیں معلوم ہوگا کہ میں زندہ نہیں رہنا چاہتا ہوں کیونکہ میرا حافظہ بہت خراب ہو گیا ہے میرے دانت ٹوٹ گئے ہیں اور میری ہڈیاں نرم ہو گئی ہیں۔"

مروان کی جنگ:

پھر انہوں نے مروان سے کہا "تم (گھر میں) بیٹھے رہو اور باہر نہ جاؤ" مگر مروان نے ان کا حکم نہیں مانا اور کہا "خدا! آپ کو کوئی شہید نہیں کر سکتا ہے اور نہ کوئی آپ کا بال بیکا کر سکتا ہے جب تک کہ میں زندہ ہوں اور تلوار کو حرکت دے سکتا ہوں" یہ کہہ کر وہ باہر نکل آئے۔ اس وقت میں نے کہا "اب میرے آقا کو نہیں چھوڑا جائے گا" چنانچہ میں ان کی حمایت کے لیے نکلا اس وقت ہماری تعداد تھوڑی تھی مروان رجز یا اشعار پڑھ رہے تھے اور پکار کر کہہ رہے تھے "کون ہے جو مجھ سے مقابلہ کرے گا!" اس وقت ان کی زرہ کا نچلا حصہ ابھرا ہوا تھا انہوں نے اپنے پٹکے سے ملا لیا تھا۔ ان کے مقابلے پر ابن نباع آگے آیا اور پیچھے سے اس کی گردن پر تلوار کا ایک وار کیا جو کارگر ثابت ہوا اور وہ غش کھا کر گر پڑے۔ مروان کی نبضیں چھوٹ گئیں میں انہیں ابن ابراہیم العدوی کی والدہ فاطمہ بنت اوس کے گھر اٹھا کر لے گیا۔

اس واقعہ کی بدولت عبدالملک اور خاندان آل مروان کے ممنون احسان ہیں۔

مروان سے مقابلہ:

ابوبکر بن الحارث بن ہشام بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن عدیس بلوی کو دیکھا کہ مسجد نبوی کی طرف اپنی پیٹھ موڑے ہوئے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ محصور تھے اس وقت مروان بن الحکم نکل کر کہنے لگے "کون مقابلے پر آئے گا" اس وقت عبدالرحمن بن عدیس نے فلاں بن عروہ سے کہا تم اس شخص کے مقابلے کے لیے جاؤ چنانچہ ایک دراز قد جوان مقابلے کے لیے نکلا اس نے اس کی زرہ کی کڑیاں ران کے نیچے تھیں وہ ان کی وجہ سے دو قدم نہ اٹھا سکا اور مروان گر پڑے ابن عروہ نے اس وقت ان کی گردن پر تلوار ماری۔

مروان کا زخمی ہونا:

یہ واقعہ میرا چشم دید ہے۔ اس وقت عبید بن رفاعہ زرقی مزید حملوں کے لیے بڑھا مگر ابراہیم بن عدی کی والدہ فاطمہ بنت اوس اس پر جھپٹیں اور کہنے لگیں کہ "تم اس کے گوشت سے کھیلنا چاہتے ہو تو یہ بری بات ہے" اس پر وہ شخص مزید حملے سے باز آ گیا۔ (اس واقعہ کی وجہ سے) خاندان مروان اس عورت کے بہت احسان مند ہیں اور اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں بلکہ اس کے بیٹے ابراہیم کو انہوں نے بعد میں حاکم مقرر کیا تھا۔

نیار رضی اللہ عنہ کا قتل:

حسین بن عیسیٰ کے والد روایت کرتے ہیں "جب (حج کے بعد کے) ایام تشریق (قربانی اور تکبیر کہنے کے دن) ختم ہو گئے تو انہوں نے (باغیوں نے) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر پر قائم رہے انہوں نے اپنے مخصوص حضرات کو بلا بھیجا اور انہیں اکٹھا کر لیا اس وقت ایک شخص جن کا نام نیار بن عیاض رضی اللہ عنہ تھا کھڑے ہوئے وہ صحابی تھے وہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے کسی نے تیر مار کر انہیں قتل کر دیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ کثیر بن الصلت کندی نے ان پر تیر چلایا تھا۔

قصاص کا مطالبہ:

ان لوگوں (باغیوں) نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا "نیار بن عیاض رضی اللہ عنہ کے قاتل کو ہمارے سپرد کر دو تاکہ ہم ان کے قصاص میں اسے قتل کریں"۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں اس شخص کو قتل نہیں ہونے دوں گا جس نے میری مدد کی بالخصوص ایسی حالت میں جب کہ تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو" جب انہوں نے یہ دیکھا تو وہ ان کے دروازے کی طرف پہنچے اور اسے جلا دیا۔

گھمسان کی جنگ:

مروان بن الحکم کچھ لوگوں کو لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے نکلے اسی طرح سعید بن العاص رضی اللہ عنہ بھی ایک دستہ لے کر نکلے اور مغیرہ بن الاخنس ثقفی رضی اللہ عنہ بھی ایک چھوٹی جماعت کو لے کر نکلے اور گھمسان کی جنگ ہونے لگی اس جنگ پر فریقین کو اس بات نے آمادہ کیا تھا کہ انہیں یہ اطلاع ملی تھی کہ بصرہ سے فوجی کمک آ رہی ہے اور مدینہ سے ایک دن کی مسافت پر صرار کے مقام پر پہنچ گئے ہیں نیز اہل شام کی فوج بھی آ رہی ہے اس لیے گھر کے دروازے پر شدید جنگ ہونے لگی۔

شہید اور زخمی افراد:

مغیرہ بن اخنس ثقفی رضی اللہ عنہ نے دشمن پر ٹوٹ کر حملہ کیا اور وہ رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے عبداللہ نے ان پر کود کر وار کر کے انہیں قتل کر دیا۔ رفاعہ بن رافع انصاری نے مروان پر تلوار سے حملہ کر کے انہیں گرا دیا اس نے اپنی دانست میں انہیں قتل کر دیا تھا۔ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو بھی کئی زخم آئے یہ لوگ شکست کھا کر گلی میں چلے گئے اور ان کے دروازے بھی بند تھے۔ وہ دروازے پر بہت سخت جنگ ہوتی رہی دروازہ کی جنگ میں زیاد بن نعیم فہری اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دوسرے ساتھی شہید ہوئے لوگ اسی حالت میں بھی جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ عمرو بن حزم انصاری نے پچھلے گھر کا دروازہ کھول دیا جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب تھا۔

آخری گفتگو:

ابوسعید انصاری رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابوسعید روایت کرتے ہیں کہ (محاصرہ کی حالت میں) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دن مجمع کو مخاطب فرمایا:

"السلام علیکم! اسلام کا کسی نے بظاہر جواب نہیں دیا ممکن ہے کہ اپنے دل میں اس کا جواب دیا ہو پھر آپ نے فرمایا: میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے رومہ کا کنواں اپنے مال سے خریدا تھا جس کا پانی شیریں تھا اس میں ایک عام مسلمان کی طرح میرا حصہ تھا؟" لوگوں نے کہا "ہاں" پھر آپ نے فرمایا "پھر مجھے اس کے پانی پینے سے کیوں روکا جا رہا ہے یہاں تک کہ میں سمندر کے پانی سے افطار کر رہا ہوں"۔

مسجد نبوی کی توسیع:

پھر آپ نے فرمایا: "میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اس قدر اراضی خرید کر مسجد نبوی میں توسیع کی؟" لوگوں نے کہا "ہاں" اس پر آپ نے فرمایا "کیا تمہیں معلوم ہے کہ مجھ سے کسی شخص کو اس مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے روکا گیا تھا۔ تم نے سنا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی شان میں اس قدر فضیلت بیان کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی مقدس کتاب میں اس کا تذکرہ کیا تھا۔

اس پر لوگ کہنے لگے "امیر المومنین کو چھوڑ دو" اس موقع پر اشتر نے کہا "یہ تمہارے ساتھ مکر کر رہے ہیں" پھر لوگوں نے وہاں حملہ کر دیا جس کا انجام یہ ہوا۔

بے اثر نصیحت:

آپ نے دوبارہ بھی ان سے خطاب کر کے وعظ و نصیحت کی مگر اس نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ کیونکہ ان لوگوں پر پہلی دفعہ وعظ و نصیحت کا اثر ہوتا تھا۔ پھر جب دوبارہ انہیں نصیحت کی جاتی تھی تو وہ بیکار جاتی تھی۔

سچا خواب:

اگلی صبح میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھول کر قرآن مجید کا ایک نسخہ اپنے سامنے رکھ لیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رات کو یہ خواب دیکھا تھا کہ نبی اکرم ﷺ یہ فرما رہے تھے "آپ آج رات ہمارے ساتھ افطار کریں"۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی بدتمیزی

ابو المعتمر حسن کے حوالے سے بیان کرتے ہیں "محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور انہوں نے ان کی داڑھی پکڑ لی اس پر آپ نے فرمایا:

"تم نے جس چیز کو پکڑا ہے اور جس طرح تم میرے ساتھ سلوک کیا ہے (تمہارے والد) ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے نہیں پکڑتے تھے اور نہ میرے ساتھ ایسا سلوک کرتے تھے"۔

اس پر انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور چلا گیا۔

خونی قاتل:

اس کے بعد ایک شخص آپ کے پاس آیا جسے "موت سیاہ" کہا جاتا تھا۔ اس نے آپ کا گلا گھونٹ دیا اور پھر اسے ہلا کر چلا گیا وہ کہتا ہے "میں نے ان کے حلق سے زیادہ نرم چیز کبھی نہیں دیکھی جب میں نے ان کا گلا گھونٹا تو میں نے محسوس کیا کہ ان کی روح جنات کی روح کی طرح ان کے جسم میں حرکت کر رہی تھی"۔

قاتلوں کی آمد:

ابو سعید کی روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا "میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔ اس وقت آپ کے سامنے قرآن کریم تھا اس شخص نے تلوار سے اس پر حملہ کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کو روکا تو آپ کا ہاتھ کٹ گیا۔

خون آلود مصحف:

ابو سعید کی روایت کے علاوہ دوسری روایت میں یہ مذکور ہے:

"جب وہ اندر گیا تو اس نے بھالا مارا جس سے اس آیت کریمہ پر آپ کا خون گرا۔

﴿ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾

"ان کے مقابلے میں عنقریب اللہ تمہارے لیے کافی ہوگا اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے"۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ خون اسی طرح قرآن کریم کے اس نسخے میں چپکا رہا اسے صاف نہیں کیا گیا۔

حضرت نائلہ کا نوحہ:

ابو سعید کی روایت کے مطابق (آپ کی زوجہ محترمہ) بنت الفرافصہ کو آپ کی شہادت کا علم ہوا تو وہ نوحہ کرنے لگیں۔

آخری خطبہ:

بدر بن عثمان اپنے چچا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجمع کے سامنے جو آخری خطبہ دیا وہ یہ تھا۔

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ بزرگ و برتر نے تمہیں دنیا اس لیے عطا کی ہے کہ تم اس کے ذریعے آخرت کو حاصل کرو اس نے یہ دنیا تمہیں اس لیے نہیں دی ہے کہ تم اس کی طرف جھک جاؤ کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ تم دنیا فانی پر اترانے نہ لگو اور یہ تمہیں باقی رہنے والی آخرت سے غافل نہ کر دے تم باقی کو فانی پر ترجیح دو دنیا ختم

ہونے والی ہے اسی طرح (تمہیں) جانا ہوگا۔

اتحاد کی نصیحت:

تم اللہ بزرگ و برتر سے ڈرو، کیونکہ اس کا خوف اس کے عذاب سے ڈھال کا کام دے گا اور اس تک پہنچائے گا۔ زیادہ بہتر ہوگا اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہو اپنی جماعت کے ساتھ وابستہ رہو اور ٹولیوں میں جدا نہ ہو جاؤ بلکہ اللہ کی یہ بات کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے ہو۔"

قسمت پر صبر و شکر:

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اس مجلس میں اپنے ضروری کام انجام دیے اس کے بعد آپ نے صبر کرنے کو پسند فرمایا اور اللہ کی تقدیر پر شاکر رہنے کا فیصلہ کیا آپ نے مسلمانوں سے فرمایا "تم لوگ باہر چلے جاؤ اور دروازہ پر جو وہاں لوگوں سے ملو جنہوں نے مجھے محصور کر رکھا ہے۔"

اہل مدینہ کو الوداع:

پھر آپ نے حضرات طلحہؓ زبیرؓ علیؓ حسنؓ اور چند مخصوص لوگوں کو قریب بلا کر فرمایا "اے لوگو! بیٹھ جاؤ اس پر دوست و دشمن جو کھڑے تھے سب بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا "اے اہل مدینہ! میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اس سے دعا کرتا ہوں کہ میرے بعد وہ تمہیں اچھا خلیفہ عطا فرمائے اس دن کے بعد میں کسی کے پاس نکل کر نہیں آؤں گا تاکہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں کوئی فیصلہ صادر فرمائے اور میں ان لوگوں سے اور ان سے جو میرے دروازے کے پیچھے ہیں کوئی تعلق نہیں رکھوں گا اور ان سے کوئی ایسی بات نہیں کہوں گا جس کی بدولت وہ دین یا دنیا میں کوئی فائدہ اٹھا سکیں۔ اللہ جو چاہے گا کر دے گا۔"

واپس جانے کا حکم:

آپ نے اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ واپس چلے جائیں اور انہیں قسم دلا کر (جانے کے لیے) کہا چنانچہ وہ سب لوٹ گئے البتہ حسن بن علیؓ محمد اور ابن الزبیر وغیرہ اپنے والدین کے حکم کے مطابق دروازے پر بیٹھے رہے اور حضرت عثمانؓ خانہ نشین ہو گئے۔

امدادی فوجوں کی اطلاع:

سیف کی روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ کا محاصرہ چالیس دن رہا اور ان (باغیوں) کا قیام ستر دن رہا۔ جب محاصرہ کے اٹھارہ دن گزر گئے تو معتبر سوار آئے اور انہوں نے بتایا کہ مختلف مراکز سے امدادی فوجیں آ رہی ہیں۔ شام سے حبیبؓ آ رہے ہیں اور مصر سے معاویہؓ آ رہے ہیں اور کوفہ سے قعقاعؓ امدادی فوج لے کر آ رہے ہیں اور مجاشع روانہ ہو گئے ہیں۔

پانی بند:

جب انہیں یہ خبر ملی تو انہوں نے لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے پاس آنے سے روک دیا اور ہر چیز ان کے گھر جانی بند کر دی یہاں تک کہ پانی بھی بند کر دیا جبکہ حضرت علیؓ کو ضرورت کی چیزیں لے کر جاتے تھے۔

سنگ باری:

یہ لوگ بہانے تراش رہے تھے مگر انہیں (جنگ کرنے کی) کوئی بہانہ نہیں ملتا تھا، اس لیے انہوں نے ان کے گھر پر پتھر پھینکے تاکہ (جواب میں) ان پر بھی پتھر پھینکے جائیں اور وہ یہ کہہ سکیں کہ ان کے ساتھ جنگ کی گئی تھی۔ یہ واقعہ رات کے وقت ہوا تھا اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پکار کر ان سے فرمایا: "کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ہو۔ کیا تمہیں نہیں معلوم ہے کہ گھر میں میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہے" یہ لوگ بولے: "نہیں بخدا ہم نے آپ پر پتھر نہیں پھینکے تھے" اس پر آپ نے فرمایا: "پھر کس نے ہم پر پتھر پھینکے تھے؟" انہوں نے کہا: "اللہ نے" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم جھوٹ بولتے ہو۔ اگر اللہ ہم پر پتھر پھینکتا تو اس کا نشانہ ہم پر خطا نہ جاتا مگر تمہارا نشانہ خطا گیا"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیغام:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آل حزم کی طرف جو ان کے پڑوسی تھے متوجہ ہوئے اور عمرو کے فرزند کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اس پیغام کے ساتھ بھیجا: "ان لوگوں نے ہم پر پانی بھی بند کر دیا ہے اگر تمہارے لیے ممکن ہو تو تھوڑا پانی بھیج دو"۔

معاون افراد:

آپ نے حضرت طلحہ، زبیر، عائشہ ام المومنین اور دیگر ازواج مطہرات نبی ﷺ کی طرف بھی اسی قسم کے پیغامات بھیجے چنانچہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مدد کے لیے آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ صبح سویرے پہنچے اور فرمایا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملامت:

"اے لوگو! تم جو حرکت کر رہے ہو وہ نہ مومنوں جیسی ہے اور نہ کافروں جیسی ہے۔ تم اس شخص کی ضروریات بند نہ کرو۔ کیونکہ روم و فارس کے جو لوگ گرفتار کیے جاتے ہیں ان کو بھی کھانا پلایا جاتا ہے۔ اس شخص نے تمہارا کوئی مقابلہ نہیں کیا ہے پھر تم کس وجہ سے اسے محصور کرنا اور قتل کرنا روا رکھتے ہو؟"۔

اس پر وہ لوگ کہنے لگے: "بخدا! ہم اسے کھانے پینے نہیں دیں گے" اس پر آپ نے اپنا عمامہ گھر میں پھینک کر فرمایا: "میں نے جو کچھ آپ سے کہا تھا اس کے لیے کوشش کی ہے" اس کے بعد آپ واپس چلے گئے۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بدسلوکی:

حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے خچر پر سوار ہو کر پانی کا ایک مشکیزہ لے کر آئیں تو لوگوں نے کہا: "ام المومنین ہیں" انہوں نے ان کے خچر کے منہ پر طمانچہ مارا تو آپ نے فرمایا: "بنو امیہ کی وصیتیں اس شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے پاس ہیں اس لیے میں ان سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں تاکہ میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کروں ایسا نہ ہو کہ یتیموں اور بیواؤں کے مال و جائیداد ضائع ہو جائے"۔

قتل کی کوشش:

وہ لوگ بولے: "وہ جھوٹی ہیں" اس کے بعد انہوں نے خچر کی رسی کو تلوار سے کاٹ دی اس کی وجہ سے خچر بدک گئی اور حضرت ام

[illegible]

حضرت عائشہؓ کی بے بسی

[illegible]

محمد بن ابی بکرؓ کو نصیحت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عائشہؓ کی روانگی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آیت کی تلاوت

[illegible]

ويا قوم لا يجرمنكم شقاقي أن يصيبكم مثل ما أصاب قوم نوح أو قوم هود أو قوم صالح

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لڑنے کی ممانعت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر کے دروازے سے اتر کر نکلے تاکہ ان لوگوں کو منع کریں جب مصریوں نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے اس پر یہ لوگ ان پر سوار ہو گئے آپ نے انہیں منع فرمایا تو وہ واپس آ گئے۔ آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ اندر آ جائیں انہوں نے لوٹنے سے انکار کیا مگر آپ کے ساتھی اندر آ گئے اور مصریوں پر دروازہ بند کر دیا گیا۔

مغیرہ بن الاخنس رضی اللہ عنہ:

مغیرہ بن الاخنس بن شریق رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو حج کر کے جلد واپس آ گئے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پیشتر وہاں پہنچ گئے تھے وہ اس جنگ میں شریک ہوئے تھے اور گھر کے اندر آنے والوں میں شامل تھے اور دروازے کے قریب اندر بیٹھ گئے تھے۔ وہ فرماتے تھے:

"اگر ہم نے آپ کو چھوڑ دیا تو ہم اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے جب کہ ہم ہر طرح ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔"

تلاوت قرآن کریم:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دنوں قرآن کریم کی تلاوت کا ورد جاری کر رکھا تھا۔ آپ جب نماز پڑھتے تھے تو آپ کے قریب قرآن مجید کا نسخہ رکھا رہتا تھا جب آپ تھک جاتے تھے تو آپ بیٹھ کر قرآن کریم کا ناظرہ پڑھتے تھے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کریم کی تلاوت کرنے کو بھی عبادت سمجھتے تھے۔

آتش زدگی:

جب مصریوں نے یہ دیکھا کہ نہ تو کوئی دروازے سے ان کا مقابلہ کر رہا ہے اور نہ وہ اندر جا سکتے ہیں تو وہ آگ لے کر آئے اور انہوں نے دروازے اور چھت میں آگ لگا دی دروازہ اور چھت جلنے لگے جب لکڑیاں جل گئیں تو چھت دروازہ پر گر گئی اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اس لیے گھر والے اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ انہیں اندر آنے سے روکیں۔ سب سے پہلے ان کے مقابلے کے لیے حضرت مغیرہ بن الاخنس رضی اللہ عنہ نکلے اور وہ رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے اور اپنی شجاعت کا اظہار کر رہے تھے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بھی رجزیہ شعر پڑھتے ہوئے باہر نکلے اسی طرح محمد بن طلحہ اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ بھی رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے مصروف ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ:

آخر میں حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نکلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ وصیت کے مطابق اپنے والد (زبیر) کے پاس پہنچ جائیں اور انہیں یہ بھی حکم دیا تھا کہ لوگوں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں) کو اپنے اپنے گھر جانے کی ہدایت کریں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ آخر میں آئے اور لوگوں کو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت کرنے کے لیے) آخر وقت تک مدد کرتے رہے تاآنکہ وہ لوگ شہید ہو گئے۔

نماز اور تلاوت:

جب (باغیوں نے) دروازہ جلا دیا تھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے یہ سورت شروع کر رکھی تھی

﴿طٰهٰ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ﴾ (پ ۱۶)

"طٰہٰ ہم نے قرآن (کریم) اس لیے تم پر نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑو۔"

آپ بہت [illegible] [illegible] یہاں تک کہ آپ نے [illegible] [illegible] [illegible] آیت تلاوت فرمائی

﴿الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ (پ ۴)

"(یہ وہ مسلمان ہیں) کہ جب لوگوں نے ان سے کہا کہ (دشمن) تمہارے لیے [illegible] جمع ہو گئے ہیں تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان زیادہ ہو گیا اور وہ کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔"

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت

حضرت ابوہریرہ [illegible] [illegible] جنگ کی اجازت [illegible] ہے۔

یا قوم مالی ادعوکم الی النجوۃ وتدعوننی الی النار

"اے میری قوم! کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔"

مروان کا مقابلہ

اس وقت مروان بھی [illegible] [illegible] مروان [illegible] [illegible] اٹھا کر لے گئے۔

مغیرہ بن اخنس کی شہادت

مغیرہ بن اخنس [illegible] مغیرہ بن اخنس بھی شہید ہو گئے" [illegible] "مغیرہ بن اخنس [illegible] [illegible] گیا۔"

گھر میں گھس [illegible]

[illegible] حضرت عثمان غنیؓ کے گھر [illegible]

لوگ اپنے فرزندوں کو واپس لے گئے کیونکہ ان کا یہی مطلب ہو چکا تھا۔

اپنے موقف پر اصرار

ان باغیوں نے حضرت عثمان ؓ کو قتل کرنے کے لیے کسی شخص کو داخل کیا چنانچہ ایک شخص ان کے پاس گیا جو پہلا تھا اس نے اندر جا کر کہنے لگے "آپ خلافت سے دستبردار ہو جائیں تو ہم آپ کو چھوڑ دیں" حضرت عثمان ؓ نے جواب دیا "افسوس ہے تم پر میں نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی کسی عورت سے بدکاری نہیں کی نہ گانا گایا اور نہ کوئی آرزو کی اور جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی ہے میں نے اپنی شرمگاہ کو داہنا ہاتھ نہیں لگایا اس لیے میں وہ قمیص (خلافت) نہیں اتاروں گا جو مجھے اللہ نے پہنائی ہے اور میں اپنے اسی مقام پر قائم رہوں گا تاکہ اللہ نیک لوگوں کو عزت دے اور بدبختوں کو ذلیل کرے" اس پر وہ شخص نکل کر چلا گیا۔

قتل سے گریز

لوگوں نے پوچھا "تم نے کیا کیا" وہ بولا "میں تو ان سے مطمئن ہو گیا ہوں تمہیں لوگوں سے ان کا قتل نہیں بچا سکتا اگر تمہارے بس میں ہے ان کو قتل کرنا درست نہیں ہے"۔

اس کے بعد انہوں نے قبیلہ بنی لیث کا ایک آدمی بھیجا آپ نے اس سے پوچھا:

دوسرے شخص کی واپسی:

"تم کون سے قبیلے سے ہو" وہ بولا "میں لیثی ہوں" آپ نے فرمایا "تم میرے ساتھی (قاتل) نہیں ہو" وہ بولا "کیسے" آپ نے فرمایا "کیا تم سب چند افراد کے ساتھ آئے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے تمہیں دعا دی تھی کہ تم فلاں دن محفوظ رہو گے؟" وہ بولا "ہاں" آپ نے فرمایا "اس لیے تم ضائع نہیں ہو گے" اس پر وہ شخص لوٹ گیا اور جماعت کو چھوڑ کر چلا گیا۔

تیسرے شخص کا لوٹ جانا

اس کے بعد ان لوگوں نے قبیلہ قریش کا ایک شخص بھیجا اس نے کہا "اے عثمان ؓ میں تمہارا قاتل ہوں" آپ نے فرمایا "ہرگز نہیں تم مجھے قتل نہیں کرو گے" اس نے کہا "کیوں؟" آپ نے کہا

"رسول اللہ ﷺ نے فلاں دن تمہارے لیے استغفار کی تھی اس لیے تم خون کے مرتکب نہیں ہو گے"۔

اس پر وہ استغفار کرتا ہوا لوٹ گیا اور اس نے بھی اپنے ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔

عبداللہ بن سلام ؓ کی نصیحت:

اسی میں حضرت عبداللہ بن سلام ؓ حضرت عثمان ؓ کے گھر کے دروازے کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور ان لوگوں کو ان کے قتل سے منع کرنے لگے۔ وہ کہتے تھے:

[illegible]

"اے لوگو تم قتل نہ کرو اللہ کی تلوار کو بے نیام نہ کرو اگر تم نے اس کو بے نیام کر دیا تو تم اسے پھر نیام میں نہیں ڈال سکو گے

تم پر افسوس ہے کہ تم ... آج ... اور ... ہے اگر تم اسے قتل کر دو گے تو اللہ تعالیٰ اپنی بے نیام شمشیر کو قیامت تک کے لیے ... جس سے افسوس ... ہمارا ... فرشتوں کی جماعت ... ہے ... اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ فرشتے اس شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

ان لوگوں نے کہا: اے یہودی عورت کے فرزند تمہیں ان باتوں سے کیا تعلق ہے؟ پس وہ واپس چلے گئے۔

محمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ کی واپسی:

پھر ایک شخص جو اندر گیا تھا ... آیا وہ محمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تم پر افسوس ہے کیا تم اللہ پر غضب ناک ہوتے ہو ... کیا میں نے تمہارے ساتھ کوئی ... ہے ... ہاتھ ... تمہارے ... تو وہ شرمندہ ہو کر ... اس پر واپس لوٹ آئے۔

قاتلین کی آخری کوشش:

جب محمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ نکل آئے اور لوگوں نے دیکھ لیا کہ وہ نکل آئے ہیں تو کنانہ تجیبی، سودان بن حمران اور دو اور قبیلوں سے ... تھے ... اور ... کے ... اس کام کے لیے تیار ہوئے ان دونوں نے ... اور غافقی بھی شریک تھا۔ غافقی نے ان پر لوہا مارا جو اس کے پاس تھا اور قرآن کریم کے صحیفہ پر ... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے آ گیا اور اس پر آپ کا خون گرا۔ سودان بن حمران بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کرنے کے لیے بڑھا تو نائلہ بنت فرافصہ (آپ کی زوجہ محترمہ) سامنے آ گئیں ... اس نے ان کی انگلیاں کاٹ ڈالیں ... ان کے ... پیچھے ہٹ گئیں۔

خلیفہ سوم کی شہادت:

آخر کار اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تلوار کی ضرب مار کر شہید کر دیا۔

غلام کی فدا کاری:

اس وقت ان لوگوں کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام بھی پہنچ گئے اور آپ کی مدد کی ... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان غلاموں کو آزاد کر دیا تھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سودان نے آپ پر تلوار کا وار کیا ہے تو ان میں سے ایک غلام نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کی گردن مار کر اسے قتل کر دیا۔ اس پر قتیرہ نے غلام پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

لوٹ مار

پھر ان (باغیوں) نے جو کچھ گھر میں تھا وہ سب لوٹ لیا اور گھر سے لوگوں کو نکال دیا پھر گھر کو بند کر دیا جس میں تین لاشیں تھیں۔

قاتل کا قتل

جب وہ گھر سے نکلے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دوسرے غلام نے قتیرہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ ان لوگوں نے گشت کیا اور جو کچھ بھی ملا وہ چھین لیا یہاں تک کہ عورتوں کے بدن پر (جو زیور تھا) اسے بھی چھین لیا۔ ایک شخص نے حضرت نائلہ کی چادر چھین لی اس کا نام کلثوم تجیبی تھا۔ جب ... تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام نے اسے دیکھ لیا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔

بیت المال پر قبضہ:

پھر انہوں نے یہ اعلان کیا "بیت المال کو حاصل کرو، اس کی طرف بڑھو۔"

بیت المال کے محافظوں نے ان کی آواز سنی وہاں صرف دو بوریاں پڑی ہوئی تھیں، ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا "بھاگو بھاگو! کیونکہ یہ لوگ دنیا کے طلب گار ہیں" چنانچہ وہ بھاگ گئے اور یہ لوگ بیت المال کے پاس آگئے اور اسے بھی لوٹ لیا۔

غم اور خوشی:

اس موقع پر دو قسم کے لوگ تھے نیک لوگ غمگین تھے اور دوسرے شر پسند لوگ خوش ہو رہے تھے آخر میں یہ لوگ بہت پشیمان ہوئے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اظہار افسوس:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مدینے سے نکل آئے تھے اور مدینہ منورہ کے راستے میں مقیم ہو گئے تھے تاکہ وہ ان کی شہادت کے موقع پر وہاں موجود نہ ہوں جب وہاں انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو انہوں نے فرمایا "انا للہ وانا الیہ راجعون، اللہ عثمان پر رحم کرے اور ان کا بدلہ لے" ان سے کہا گیا "یہ لوگ اب پشیمان ہو رہے ہیں" آپ نے فرمایا "انہوں نے (بڑی) سازش کی اور جو وہ چاہتے تھے وہ پورا نہیں ہو سکا ان کے لئے یہ آیت ہے" آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ﴾ (پ ۲۳: سورۃ یٰس)

"وہ وصیت نہ کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ سکتے ہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذمت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں بتایا گیا "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں" انہوں نے فرمایا "اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم کرے اور ہمیں خیر و عافیت عطا فرمائے" لوگوں نے کہا "اب یہ لوگ پشیمان ہو رہے ہیں" انہوں نے یہ آیت پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے) "یہ لوگ شیطان کی طرح ہیں کہ وہ انسان سے کہتا ہے "تم کفر اختیار کرو" جب وہ کفر کر لیتا ہے تو شیطان یہ کہتا ہے "میں تم سے بری الذمہ ہوں میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے"۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا:

اس واقعہ کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے باغ میں ہیں۔ انہوں نے پہلے سے کہہ دیا تھا "میں ان کی شہادت کے موقع پر موجود نہیں ہوں گا" جب انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو انہوں نے یہ فرمایا "یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں دنیوی زندگی میں اکارت گئیں حالانکہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں" پھر آپ نے فرمایا "اے اللہ! تو انہیں اپنے کاموں میں پشیمان بنا اور پھر انہیں اپنی گرفت میں لے لے۔"

مغیرہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "میں نے (حضرت) علی رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) ضرور شہید کیا

کے اور زخمی ہو کر شہید ہو گئے اور قید میں ہوتے تو لوگ قریب آ جاتے۔ ابن کریب نے اس سے قریباً ہر قتل کا الزام ان پر عائد کیا آخر میں گئے کہ وہ عمارتوں میں ہیں کہ ان کے ساتھ کیا جائے انہوں نے "حضرت عثمان کو یہ خوشخبری دی۔"

جنگ کی ممانعت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باغیوں سے جنگ کرنے سے روکتے رہے۔ اس وقت گھر میں بہت آدمی تھے جن میں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اور مروان بھی شامل تھے۔ یہ جنگ کرنا چاہتے تھے آپ نے انہیں (جنگ کرنے کے لیے) اجازت نہ دی۔

قسمت پر صبر:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک بات کہی تھی میں اس پر صبر کروں گا۔ جو لوگ دروازے پر ہیں وہ رہے ہیں بلکہ اس سے جو بات کا مقابلہ کر رہے ہیں اس لیے میں جنگ کرنے سے منع کرتا ہوں۔" اس پر سب لوگ نکل گئے۔

قرآن کی تلاوت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید منگوایا اور اس میں سے سورۂ یٰسین پڑھنے لگے۔ اس وقت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس تھے آپ نے فرمایا: "تمہارے والد اس وقت بہت بڑے کام میں (مشغول) ہیں میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم چلے جاؤ۔"

بیت المال کی حفاظت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قبیلہ ہمدان کے ایک شخص ابوحرب اور انصار میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ بیت المال کے دروازے پر کھڑے رہیں (اور اس کی حفاظت کریں) بیت المال میں صرف دو بوریاں تھیں۔

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اور مروان نے باغیوں کا مقابلہ کیا۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اور مروان کو دھمکایا (اور گھر کے اندر گھس گئے) جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو وہ دونوں بھاگ گئے۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی گستاخی:

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی۔ آپ نے فرمایا: "تم میری داڑھی چھوڑ دو۔ تمہارا باپ اسے نہیں پکڑتا تھا۔" یہ سن کر انہوں نے داڑھی چھوڑ دی۔ ان کے بعد کئی لوگ آ گئے کسی نے تلوار ماری اور کسی نے تلوار سے وار کیا اور ایک شخص بھالا لے کر آیا اور اس سے آپ پر حملہ کیا۔

ناپاک حملہ:

خون بہہ کر قرآن مجید پر بہنے لگا۔ اس کے باوجود جب آپ کو قتل کرنے سے ڈر رہے تھے کیونکہ آپ عمر رسیدہ تھے اس لیے اس حالت میں بے ہوش ہو گئے تھے دوسرے لوگ بھی آ گئے۔ جب انہوں نے آپ کو بے ہوش دیکھا تو انہوں نے آپ کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹا۔ اس پر حضرت نائلہ اور ان کی بیٹیاں چلانے لگیں کسی نے اپنی تلوار نکال لی۔

آپ کی شہادت:

اس نے آپ کے شکم مبارک میں گھونپنا چاہا مگر حضرت نائلہ نے اسے روکا جس سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں اس کے بعد

اس نے تلوار ان کے پیٹ پر ماری اور غروب آفتاب سے پہلے حضرت عثمان ؓ شہید ہو گئے۔

بیت المال کی لوٹ:

اسی وقت ایک شخص اعلان کر رہا تھا: "آپ کا خون بہانا جائز ہو اور آپ کا مال لوٹنا جائز نہ ہو!" اس پر ان لوگوں نے ہر چیز لوٹ لی یہاں تک کہ پیالے بھی چھین لیے، پھر بیت المال کی طرف بڑھے تو وہاں کے دونوں محافظ چابیاں پھینک کر بھاگ گئے اور کہنے لگے کہ بھاگو! یہ لوگ بیت المال کو لوٹ کر لے جا چکے ہیں۔

محمد کا حملہ:

عبدالرحمٰن بن محمد روایت کرتے ہیں: "محمد بن ابی بکر ؓ عمرو بن حزم کے گھر سے حضرت عثمان ؓ کے گھر کی دیوار پر چڑھ گئے تھے، ان کے ساتھ کنانہ بن بشر، سودان بن حمران اور عمرو بن الحمق تھے۔ انہوں نے حضرت عثمان ؓ کو اپنی بیوی نائلہ کے پاس پایا، آپ قرآن مجید کی سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ محمد بن ابی بکر ؓ آگے بڑھے اور حضرت عثمان ؓ کی داڑھی پکڑ لی اور کہا:

نازیبا الفاظ:

"اے بڈھے بے وقوف! اللہ نے تمہیں ذلیل و رسوا کر دیا۔" حضرت عثمان ؓ نے جواب دیا: "میں بڈھا بے وقوف نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بندہ اور امیر المومنین ہوں۔" محمد بن ابی بکر ؓ نے کہا: "معاویہ اور فلاں فلاں لوگ تیرے کام نہیں آئے۔" حضرت عثمان ؓ نے فرمایا: "اے میرے بھتیجے! تم میری داڑھی چھوڑ دو کیونکہ تمہارا باپ اس (داڑھی) کو جسے تم پکڑے ہوئے ہو نہیں پکڑتا تھا۔"

محمد بن ابی بکر ؓ کی بدکلامی:

محمد بن ابی بکر ؓ نے کہا: "اگر میرے والد تمہارے یہ اعمال دیکھتے تو وہ انہیں پسند نہ کرتے اور ابھی جو کچھ میں تمہارے ساتھ کرنا چاہتا ہوں وہ اس داڑھی پکڑنے سے زیادہ سخت ہوگا۔" حضرت عثمان ؓ نے فرمایا: "میں تمہارے مقابلے میں اللہ ہی سے مدد کا طالب ہوں۔"

شہادت کا طریقہ:

اس کے بعد انہوں نے اپنا بھالا آپ کی پیشانی پر مارا، کنانہ بن بشر نے اسے حضرت عثمان ؓ کے جسم مبارک میں گھسا کر حلق میں داخل کر دیا۔ اس کے بعد تلوار سے آپ کو شہید کر دیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دوسری روایت

عبدالرحمٰن بن محمد روایت کرتے ہیں: "میں نے ابو عون کو یہ روایت کرتے ہوئے سنا ہے کہ کنانہ بن بشر نے لوہے کا ڈنڈا آپ کی پیشانی اور سر کے اگلے حصے پر مارا جس سے آپ پہلو کے بل گر پڑے۔ اس وقت سودان بن حمران مرادی نے تلوار مار کر آپ کو شہید کر دیا۔

بدبخت قاتل:

عبدالرحمن بن الحارث روایت کرتے ہیں: "جس شخص نے آپ کو شہید کیا وہ کنانہ ابن بشر تجیبی تھا۔ جیسا کہ منظور بن سیار فزاری کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں:

تجیبی کا قتل بد۔

ہم حج کے لیے نکلے ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا کوئی علم نہ تھا۔ جب ہم عرج کے مقام پر پہنچے تو ہم نے ایک شخص کو رات کے وقت یہ شعر گاتے ہوئے سنا:

> "آگاہ ہو جاؤ کہ تین حضرات (رسول اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کے بعد بہترین انسان وہ تھے جنہیں تجیبی نے شہید کیا جو مصر سے آیا تھا"۔

خنجر کے نو حملے:

عمرو بن الحمق کود کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سینے پر بیٹھ گیا تھا۔ جب کہ آپ کے اندر کچھ جان باقی تھی اس نے اس وقت آپ پر خنجر کے نو حملے کیے۔ عمرو بن الحمق نے کہا ہے "میں نے ان میں سے تین حملے اللہ کے لیے کیے اور چھ حملے اس لیے کیے کہ میرے سینے کے اندر انتقام کی آگ بھڑکی ہوئی تھی"۔

مروان پر حملہ:

موسیٰ بن طلحہ نے بیان کیا: "میں نے عروہ بن شیم کو دیکھا کہ اس نے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے موقع پر مروان کی گردن پر تلوار کا وار کیا"۔

شہادت کا دن:

واقدی عثمان بن محمد الاخنسی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ اہل مصر کے آنے سے پہلے ہوا، اہل مصر جمعہ کے دن آئے اور انہوں نے اگلے جمعہ کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا"۔

عمران اصبحی:

یزید بن ابی حبیب روایت کرتے ہیں "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا کام عمران اصبحی کے سپرد کیا گیا تھا وہ عبداللہ بن بسر کا قاتل تھا۔ جو قبیلہ عبدالدار کے فرد تھے"۔

فوجی امداد کی خبریں:

ابو عون مولیٰ مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں: اہل مصر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا اور جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے مگر بصرہ اور کوفہ سے عراقی آئے اور شام سے بھی امداد آئی تو انہوں نے ان (باغیوں) کی حوصلہ افزائی کی ان کو یہ اطلاع بھی ملی تھی کہ عراق سے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت میں) فوجی مہم روانہ ہو گئی ہے اور مصر سے بھی عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے فوجی امداد بھیجی ہے اس سے پہلے ابن سعد مصر میں موجود نہیں تھا وہ وہاں سے بھاگ گیا تھا اور شام پہنچا ہوا تھا اس لیے ان (باغیوں) نے کہا "ہم فوجی امداد پہنچنے سے پہلے ان کا خاتمہ کر دیں گے"۔

[illegible]

[illegible]

باغیوں سے سوالات:

[illegible]

خلافت کا ذکر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قتل کے [illegible]

[illegible]

قتل کے برے نتائج:

[illegible]

باغیوں کا جواب:

[illegible]

یعنی تم کو اللہ نے تم پر اپنی حکومت کو واجب قرار دیا اور اس میں اپنے بندوں کو مبتلا کیا۔

کارناموں کا اعتراف

آپ نے فرمایا ہے کہ آپ نے قدیم زمانے میں جو سعادت پائی ہے اور یہ کہ آپ خلافت کے مستحق تھے تو بے شک آپ کے گزشتہ کارنامے سعادات میں شمار تھے اور آپ خلافت کے مستحق تھے کہ آپ بعد میں تبدیل ہو گئے اور آپ نے جو کام کیے ہیں وہ آپ کو معلوم ہے۔

حق و صداقت کا دعویٰ

آپ نے فرمایا ہے کہ اگر ہم آپ کو قتل کر دیں گے تو ہم بہت سے مصائب میں مبتلا ہو جائیں گے تو (اس کا جواب یہ ہے) آئندہ کے دین میں فتنہ و فساد کے خوف سے حق و صداقت کے اصولوں کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔

قتل کی دوسری صورتوں کا ذکر

آپ نے فرمایا ہے کہ صرف تین قسم کے افراد کو قتل کرنا جائز ہے مگر ہم کتاب اللہ میں ان مذکورہ تین قسموں کے علاوہ دیگر اقسام کے لوگوں کو بھی قتل کرنا جائز پاتے ہیں مثلاً ان لوگوں کو بھی قتل کیا جائے جو زمین میں فتنہ و فساد کے لیے کوشش کرتے ہیں نیز اس باغی کو جو بغاوت کے بعد جنگ کرے قتل کیا جائے اور اس شخص کو قتل کرنا بھی جائز ہے جو حق کے ادا کرنے میں حائل ہو اور اسے روکے اور اس پر جنگ کرے اور اس حق کی نفی پر اصرار کرے۔

ظلم و بغاوت کا الزام

آپ نے بغاوت اور سرکشی اختیار کر رکھی ہے اور آپ حق و صداقت کی راہ میں حائل ہیں اور اس پر زبردستی اصرار کرتے ہیں اور حق پر آپ نے قصداً مظالم کیے ہیں ان مظالم کو ترک کرنے سے منحرف ہیں اور اس کے باوجود ہم پر زبردستی امیر بنے ہوئے ہیں آپ نے اپنی حکومت کرنے اور مال و دولت کی تقسیم میں ظلم سے کام لیا۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ ہم پر زبردستی نہیں کرتے ہیں اور نہ آپ کی شکایت کرنے والوں سے جنگ کرتے ہیں اور آپ کے حق میں بغیر جنگ کے ہیں تو آپ کی یہ بات بھی غلط ہے کہ آپ خلافت کے عہدے سے چمٹے ہوئے ہیں اگر اس وقت آپ اپنے آپ کو خلافت سے علیحدہ کر لیں تو وہ لوگ بھی آپ کی حمایت کے لیے جنگ کرنا چھوڑ دیں گے۔

* * *

باب ۴۲

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت و خصائل

حسن بن ابی الحسن فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں گیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنی چادر کے سہارے بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس دو سقے جھگڑتے ہوئے آئے اور آپ نے (اسی وقت) ان کے جھگڑے کا فیصلہ کر دیا۔

باہر جانے کی ممانعت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قریش کے معزز مہاجرین کو باہر دوسرے شہروں میں جانے کی ممانعت کر رکھی تھی۔ وہ اس بات سے ڈرتے تھے جب ان کی شکایت کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا

اونٹ سے مشابہت:

"اسلام کی حالت اونٹ کی مانند ہے ابتداء میں اس کا ایک دانت ہوتا ہے پھر دو دانت نکلتے ہیں پھر اس کے چار اور چھ دانت نکلتے ہیں اس کے بعد وہ انتہا تک پہنچ جاتا ہے بڑھاپے کی وجہ سے نقصان کے علاوہ اور کوئی توقع نہیں کی جا سکتی ہے۔

آگاہ ہو جاؤ اسلام بھی اب عمر کا ہو گیا ہے۔ اب قریش یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے مال سے صرف انہی کا حصہ ہو اور دوسرے لوگوں کو نہ ملے مگر جب تک عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ زندہ ہے یہ نہیں ہو سکتا ہے میں گھاٹی پر کھڑا ہوا قریش کی گردنیں پکڑے ہوئے ہوں تاکہ انہیں آگ میں گرنے سے روکوں۔"

پہلی کمزوری

سیف ایک طویل روایت سے بیان کرتے ہیں "جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے طریقے کے مطابق سختی نہیں کی اس لیے یہ لوگ مختلف شہروں میں آباد ہو گئے جب انہوں نے ان شہروں کو دیکھا اور دنیا دیکھی اور لوگوں نے بھی ان سے ملاقات کی تو جن لوگوں کی کوئی حیثیت نہ تھی اور اسلام میں انہوں نے کوئی نمایاں کام نہ کیا تھا وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور اس طرح مختلف گروہ پیدا ہو گئے اور لوگوں نے ان سے بہت توقعات قائم کر لیں اور ان سے عقیدت میں آگے بڑھنے لگے اور کہنے لگے۔

"یہ لوگ (حکومت کی) صحبت کے مالک ہیں ہم ان سے واقف ہوں گے تو ان سے اپنے تعلقات بڑھائیں گے۔"

اس طرح اسلام میں پہلی کمزوری پیدا ہوئی اور یہی بات عوام میں فتنہ و فساد کا سبب بنی۔

قریش کے لیے بدبختی:

حضرت شعبی فرماتے ہیں: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے ہی قریش ان سے اکتا گئے تھے کیونکہ آپ نے انہیں مدینہ منورہ میں محصور کر رکھا تھا۔ آپ نے انہیں باہر جانے سے روک دیا تھا جب یہ اجازت مانگتے تو آپ فرماتے تھے

''آپ نے [illegible] کے لیے مقرر [illegible] وقت [illegible] ہو گئے'' اور ان میں سے جس شخص کا [illegible] جہاد کے لیے اجازت طلب کرتا تھا تو آپ فرماتے تھے

جہاد نبوی کی اہمیت

''تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو جہاد کیا تھا وہ تمہارے لیے کافی ہے اور وہ جہاد سے بہتر ہے۔ بہتر ہے کہ تم دنیا کو نہ دیکھو اور نہ تمہیں دنیا دیکھے''۔

مختلف شہروں میں آباد ہونا

جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے انہیں اس بات کی اجازت دے دی تو یہ لوگ مختلف شہروں میں آباد ہو گئے۔ اور عوام ان کے پاس آمد و رفت کرنے لگے اس وجہ سے وہ حضرت عمرؓ سے زیادہ انہیں پسند کرنے لگے۔

حج کا انتظام:

حضرت سالم بن عبداللہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے آخری سال تک ہر سال حج کیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کو لے کر حج کرتے تھے جیسا کہ حضرت عمرؓ کا طریقہ تھا۔ وہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو ان کے مقام پر رکھتے تھے اور حضرت سعید بن زید کو اپنے مقام پر رکھتے تھے یہ آخری صف پر ہوتے تھے اور دوسرے پہلی صف پر ہوتے تھے

کمزوروں کی رعایت

لوگ آپ سے راضی تھے آپ نے حضرت عمرؓ کی طرح [illegible] اور دوسرے کام سے [illegible] آپ [illegible] کمزوروں کا [illegible] انشاء اللہ [illegible] لوگ اس طریقے سے [illegible] لوگوں نے [illegible] کرنے کا ذریعہ بنا لیا۔

مال و دولت کی فراوانی

سیف، محمد اور طلحہ کی روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: ''حضرت عثمانؓ کی خلافت کا ایک سال بھی نہیں گزرنے پایا تھا کہ قریش کے افراد نے مختلف شہروں میں مال و دولت اور جائیداد حاصل کر لی اور عوام ان کی طرف مائل ہونے لگے۔ یہ بات [illegible] (یعنی عمرؓ) [illegible] سے زیادہ [illegible]۔

ابن سبا کا فتنہ:

اس کے بعد ابن السوداء (عبداللہ بن سبا) مسلمان ہوا اور وہ گفتگو کرنے لگا [illegible] بات پھیلاتا رہا [illegible] ان کے باعث بہت سے واقعات رونما ہوئے [illegible] حضرت عثمانؓ کی خلافت [illegible]۔

لہو و لعب سے روکنا

حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ [illegible] جب دنیا میں خوشحالی آئی اور [illegible]

سب سے پہلی برائی رونما ہوئی تو وہ کبوتروں کا اڑانا اور مختلف مرکز پر نشانہ بازی تھی۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے آٹھویں سال قبیلہ لیث کے ایک شخص کو مقرر کیا جس نے ان کبوتروں کے پر کاٹے اور نشانہ بازی سے روکا اور ختم کیا۔

کبوتر بازی کی ممانعت:

عمرو بن شعیب کی روایت ہے کہ جس نے سب سے پہلے کبوتر اڑانے اور نشانہ بازی کو منع کیا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے یہ (برائی) مدینہ میں اس وقت رونما ہوئی اس لیے آپ نے ایک شخص کو مقرر کیا جس نے اس (جرم) کو روکا۔

نشہ بازی پر سزا:

قاسم بن محمد سے بھی اسی قسم کی روایت مذکور ہے مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ لوگوں میں نشہ کی عادت رونما ہوئی اس کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص مقرر کیا جو لاٹھی لے کر گشت کرتا تھا اور لوگوں کو اس (فعل قبیح) سے روکتا تھا۔ جب اس کے استعمال میں زیادتی ہوئی اور یہ عادت حد سے تجاوز کر گئی تو اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس بات سے مطلع کیا اور انہوں نے لوگوں سے اس بات کی شکایت کی تو لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ نبیذ کے استعمال پر بھی کوڑے لگائے جائیں چنانچہ پہلے کچھ افراد کو پکڑ کر کوڑے کی سزا دی گئی۔

دوسرے شہروں پر برے اثرات:

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب مدینہ منورہ میں کچھ عادات رونما ہوئے تو وہاں سے کچھ افراد جہاد کے ارادے سے مختلف شہروں کی طرف روانہ ہوئے ان کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ عربوں کے قریب رہیں ان میں سے کچھ حضرات بصرہ گئے اور کچھ حضرات کوفہ گئے اور کچھ لوگ شام گئے انھوں نے وہاں پر ان شہروں کے مہاجرین کے فرزندوں کے درمیان وہی خرابی پیدا کر دی جو مدینہ کے (نوجوان) فرزندوں میں پیدا ہوئی تھی البتہ شام کے (نوجوان) فرزند اس خرابی سے بچے رہے۔ آخرکار یہ سب مدینہ واپس آ گئے مگر جو شام گئے تھے وہ واپس نہیں آئے لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس بات سے مطلع کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر یوں تقریر کی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تنبیہ:

'' اے اہل مدینہ تم اسلام کی بنیاد ہو اگر تم بگڑ گئے تو (دین کے) دوسرے مسلمان بگڑ جائیں گے اور اگر تم درست رہے تو وہ درست رہیں گے۔ خدا کی قسم! اگر تمہاری طرف سے مجھے کسی برے کام کی اطلاع ملے گی تو میں اسے جلاوطن کر دوں گا۔ اس بارے میں کسی کا اعتراض یا کوئی مطالبہ نہیں سنوں گا کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں ان کے اعضاء کاٹ دیے جاتے تھے بغیر اس کے کہ کوئی مخالفت اور موافقت کی بات کرے۔

جلاوطنی پر اعتراض:

چنانچہ ان میں سے جب کوئی برا کام کرتا تھا یا لاٹھی اور کسی قسم کا ہتھیار استعمال کرتا تھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے جلاوطن کر دیتے تھے اس (اقدام) سے ان (نوجوانوں) کے والدین بہت شور و غل مچانے لگے "انہوں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) نے جلاوطنی کی سزا نئے طریقے سے نکالی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حکم بن ابی العاص کے علاوہ اور کسی کو جلاوطن نہیں کیا تھا"۔

آپ کا جواب:

حضرت عثمان ؓ نے اس کے جواب میں فرمایا: "حکم بن العاص تو مکہ کے باشندے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں وہاں سے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا تھا آپ ہی نے انہیں اپنے وطن واپس بھیج دیا اس طرح رسول اللہ ﷺ نے انہیں معاف کر کے واپس بھیج دیا تھا۔ آپ کے بعد بھی لوگوں کو جلاوطن کیا اور حضرت عمر ؓ نے بھی جلاوطن کیا ہے۔

احتیاط کی ہدایت:

خدا کی قسم! میں قریب ہوں تمہارے اخلاق پر غور و فکر کرنے سے کام لوں گا اور اس کو اپنے اخلاق کا حصہ بناؤں گا بہت سی باتیں قریب آ گئی ہیں جن کا رونما ہونا میں سمجھتا ہوں اور تمہارے لیے پسند نہیں کرتا ہوں کہ مجھے بہت احتیاط اور ہوشیاری سے رہنا ہوگا اس لیے تم بھی محتاط رہو اور عبرت حاصل کرو۔

ابن ابی حذیفہ ؓ کے بارے میں سوال:

سیف عبداللہ بن سعید اور یحییٰ بن سعید کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ "کسی شخص نے حضرت سعید بن المسیب ؒ (مشہور محدث) سے محمد بن ابی حذیفہ ؓ کے بارے میں پوچھا کہ انہوں نے حضرت عثمان ؓ کے خلاف بغاوت کیوں اختیار کی۔ انہوں نے فرمایا:

حضرت عثمان ؓ کے پروردہ:

"وہ (محمد بن ابی حذیفہ) یتیم تھے اور انہوں نے حضرت عثمان ؓ کی آغوش میں پرورش پائی۔ حضرت عثمان ؓ اپنے خاندان کے تمام یتیموں کی سرپرستی کرتے تھے اور ان کے اخراجات برداشت کرتے تھے۔

حضرت عثمان ؓ سے ناراضگی:

جب حضرت عثمان ؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے (سرکاری) عہدہ پر مقرر کرنے کی درخواست کی حضرت عثمان ؓ نے اس پر معذرت کی تو اس نے کہا "آپ مجھے سفر کی اجازت دیں تاکہ میں اپنی روزی کمانے کے لیے جدوجہد کر سکوں۔" آپ نے فرمایا "تم جہاں جانا چاہتے ہو" اس کے بعد آپ نے ان کے لیے زادِ سفر اور سواری مہیا کی اور عطیات دے کر رخصت کیا جب وہ مصر پہنچے تو چونکہ انہیں عہدہ پر مقرر نہیں کیا گیا تھا اس وجہ سے وہ حضرت عثمان ؓ کے مخالف ہو گئے۔

مخالفت کی وجہ:

عمار بن یاسر ؓ اور عباس بن عتبہ بن ابی لہب ؓ کے درمیان جو تکرار ہوئی تھی اس پر حضرت عثمان ؓ نے دونوں کو زدوکوب کیا تھا اس کی وجہ سے عمار اور عتبہ کے خاندانوں میں آج تک عداوت چلی آ رہی ہے۔

عبداللہ بن ثابت ؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن سفیان بن ابی حرہ ؓ سے (اس تکرار کے بارے میں) دریافت کیا تو انہوں نے کہا "انہوں نے تہمت لگائی تھی"۔

غضب اور غم:

مبشر کہتے ہیں کہ میں نے سالم بن عبداللہ ؒ سے دریافت کیا کہ محمد بن ابی بکر ؓ کس وجہ سے حضرت عثمان ؓ کے

ہلاک ہو گئے تھے؟" انہوں نے جواب دیا "اس کی ماں پر غضب ہو" پھر ہم نے پوچھا "غضب اور تیغ کا مطلب کیا ہے؟" وہ بولے "مسلمانوں میں ان کے والد [illegible] ہو گئے [illegible] حضرت عثمان بن عفانؓ نے ان پر اپنی [illegible] ادا کی اور [illegible] ان کے [illegible] بیعت [illegible] (قرض) ادا کر دیا [illegible] ہو گئے۔

زکوٰۃ کا حکم:

سائب بن یزید بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفانؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں سے [illegible] انہوں نے قرض کو خیال کیا اور کہا کہ [illegible] ادا کر دے [illegible] حضرت عثمان بن عفانؓ نے [illegible] ابتدا کی [illegible]

بڑے لوگوں کی تعظیم

قاسم کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ [illegible] ایک شخص کا حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے ساتھ جھگڑا [illegible] حضرت عباسؓ [illegible] حضرت عثمانؓ نے اس کو [illegible] لوگوں سے [illegible] آپ نے فرمایا:

حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کا احترام

رسول اللہ ﷺ اپنے چچا کی تعظیم و ادب کرتے تھے [illegible] کی مخالفت ہے۔

نصیحت کی درخواست:

حمران بن ابان بیان کرتے ہیں "بیعت خلافت کے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ نے مجھے حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کی طرف بھیجا اور میں انہیں بلا کر لے آیا۔ اس وقت حضرت عثمانؓ نے ان سے فرمایا "مجھے آپ کی نصیحت کی ضرورت ہے۔"

حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کی نصیحت:

حضرت عباسؓ نے فرمایا "آپ ان پانچ باتوں پر عمل کریں، اگر آپ نے ان کی پابندی کی تو تمام امت آپ کی [illegible] کرے گی" آپ نے فرمایا "وہ کیا ہیں؟" حضرت عباسؓ نے جواب دیا "وہ یہ ہیں: (۱) قتل سے صبر کرنا (۲) لوگوں سے محبت کرنا (۳) درگزر کرنا (۴) نرمی اختیار کرنا (۵) راز پوشیدہ رکھنا۔"

نرم مزاج:

حضرت [illegible] کہتے ہیں "قبیلہ قریش کے [illegible] ایک رات میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ [illegible] کھانا کھایا [illegible] گوشت بھی تھا [illegible] حضرت عثمان بن عفانؓ نے پوچھا "تمہارے خیال میں یہ کھانا کیسا ہے؟" میں نے کہا "یہ سب سے عمدہ کھانا ہے جو میں نے کھایا ہے" اس پر حضرت عثمان بن عفانؓ نے فرمایا "اللہ (تعالیٰ) حضرت عمر بن الخطابؓ پر رحم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عثمانؓ کی غذا

[illegible]

حضرت عثمانؓ کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لوگوں کو یہ تعجب ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خبر کیسے معلوم ہوئی۔

مخالفت کی وجوہات:

بہرحال دوسرے لوگوں نے ان باتوں کی پرواہ نہ کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے بارے میں لکھا گیا اس پر وہ ناراض ہو گئے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان افراد کو شام کی طرف جلاوطن کیا تو کعب بن ذی الحبکہ اور مالک بن عبداللہ جو ابوذر کے خیالات کا حامی تھا۔ دنباوند کے مقام کی طرف بھیجا گیا کیونکہ وہ سحر و طلسمات کیا کرتا تھا۔

جب سعید بن العاص رضی اللہ عنہ حاکم ہوا تو اس نے اس شخص کو واپس بلا لیا اس کے ساتھ احسان کیا اور نیک سلوک کیا مگر اس نے ناشکری کی اور اس کو فتنہ پر مشتاق کیا۔

ضابی بن حارث کا واقعہ:

ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں ضابی بن حارث برجمی نے انصاری خاندان سے ایک شکاری کتا مستعار لیا جس کا نام قرحان تھا وہ ہرنوں کا شکار کرتا تھا۔ ضابی نے وہ کتا روک لیا۔ (واپس نہیں دیا) تو انصاری افراد اس پر چڑھ آئے اور زبردستی وہ کتا اس سے چھین کر اس کے مالکوں کو واپس کر دیا۔ اس پر ضابی نے انصاریوں کی ہجو کی۔ انصار نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر شکایت کی تو انہوں نے اس کو سزا دی اور جیل خانے میں ڈال دیا جیسا کہ وہ عام طور پر اس قسم کے مسلمانوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی اور وہ قید خانے ہی میں فوت ہو گیا اس وجہ سے اس کا فرزند عمیر ابن ضابی سبائی (عبداللہ بن سبا کا پیرو) بن گیا تھا۔

مخالفوں کا انجام:

سیف مبشر کے بھائی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ’’خدا! جہاں تک مجھے علم ہے یہ کسی نے سنا ہے ہر وہ شخص جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جنگ کی یا ان کے پاس سوار ہو کر پہنچا مارا گیا ہے کوفہ میں ایسے کئی لوگ اکٹھے ہو گئے تھے۔ ان میں اشتر، زید بن صوحان، کعب بن ذی الحبکہ، ابو زینب، ابو مورع، کمیل بن زیاد اور عمیر بن ضابی شامل تھے۔ یہ لوگ کہتے تھے ’’کوئی مرد اس وقت تک بہادر نہیں ہو گا جب تک عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ رہیں گے۔‘‘ اس پر عمیر بن ضابی اور کمیل بن زیاد نے کہا ’’ہم انہیں قتل کر دیں گے‘‘ اس کے بعد دونوں مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

کمیل کی بدبختی:

عمیر راستے ہی سے واپس آ گیا لیکن کمیل بن زیاد نے جرأت سے کام لیا اور ایک جگہ بیٹھ کر موقع کا انتظار کرنے لگا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے (اس حملہ آور کی حالت دیکھ کر) اس کے چہرے کو زخمی کر دیا اور اپنی پشت کے بل گر پڑا اور کہنے لگا: ’’اے امیر المومنین! آپ نے مجھے زخمی کر دیا‘‘ آپ نے فرمایا ’’کیا تم مجھ پر حملہ آور نہیں تھے؟‘‘ اس نے کہا ’’اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے‘‘ (میں حملہ آور نہیں تھا) اس نے قسم کھائی اتنے میں وہ لوگ بھی اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے ’’اے امیر المومنین! ہم اس کی تلاشی لیں گے‘‘۔ آپ نے فرمایا

دشمن کو معافی:

’’نہیں اللہ نے اس کو عافیت عطا کر دی ہے اب میں یہ نہیں چاہتا کہ جو کچھ اس نے کہا ہے اس کے علاوہ دوسری کوئی بات

معلوم کر دیں"۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا "خدا! میرے نزدیک بھی قابل درگذر (یعنی معاف کرنے کے) مستحق ہے آئے ہو" اگر میں چاہوں تو (اس معافی کے بعد) تعاون کر سکتا ہوں لیکن تم تو تمہیں دیکھ نہ سکو گے"۔

یہ کہہ کر آپ اپنے زانوں پر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے "اے کمیل! اٹھو مجھ سے بدلہ لے لو" کمیل نے کہا "آپ دونوں ہاتھ بھی" تو اس نے کہا "میں نے چھوڑ دیا" اس طرح دونوں کی سلامت باقی رہ گئے۔

عہد حجاج کا واقعہ

جب حجاج بن یوسف کوفہ آیا تو اس نے کہا "جو شخص مہلب کی مہم میں شامل تھا وہ اس کے لشکر میں آئے اور کوئی پیچھے نہ رہے" یہ سن کر عمیر بن ضابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا "میں بہت بوڑھا اور کمزور شخص ہوں میرے دو طاقتور فرزند ہیں آپ ان میں سے ایک کو میرے بدلے بھیج دیں" حجاج نے پوچھا "تم کون ہو؟" وہ بولا "میں عمیر بن ضابی ہوں" اس پر حجاج نے کہا

عمیر بن ضابی کا قتل:

تم چالیس سال سے اللہ بزرگ و برتر کی نافرمانی کرتے رہے ہو بخدا! میں مسلمانوں کے سامنے تمہیں سزا دوں گا تم تو چہرے والے خاص انسان (کی حمایت) کے لیے ناراض ہوتے تھے تمہارے باپ نے خیانت اور سازش کی تھی تم بھی سازش کا قصد کرتے رہے ہو اس لیے میں ملامت کرنے کے بعد اس سے کچھ نہیں کہوں گا چنانچہ اس کی گردن مار دی گئی۔

دوسری روایت:

سیف قبیلہ اسد کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ جب حجاج بن یوسف کوفہ میں آیا تو اس نے (جہاد کے لیے) جانے کے لیے اعلان کرایا تو اس موقع پر ایک شخص نے (مذکورہ بالا) کچھ عرض داشت کی۔ حجاج نے اس کی بات مان لی جب وہ چلا گیا تو عنبسہ بن سعید نے کہا "عمیر میرے ذہن میں کھٹکتا ہے" حجاج نے پوچھا "عمیر کون ہے؟" اس نے کہا "یہ بوڑھا شخص (جو ابھی گیا ہے)" حجاج نے کہا "ہاں تم نے مجھے بوڑھے کا وہ عمل یاد دلا دیا ہے جسے میں بھول گیا تھا کیا یہ ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے (حضرت) عثمانؓ کے خلاف بغاوت کی تھی؟" اس نے کہا "ہاں" حجاج نے پوچھا "کیا کوفہ میں اس کے علاوہ اور کوئی ایسا آدمی بھی ہے؟" اس نے کہا "ہاں! کمیل ہے" اس پر حجاج نے کہا

عمیر اور کمیل:

میرے پاس عمیر کو لاؤ" چنانچہ اس کی گردن اڑا دی گئی اس کے بعد اس نے کمیل کو بلایا مگر وہ بھاگ گیا تو حجاج نے اس کی قوم کو پکڑ لیا اسود بن ہیثم نے کہا

"آپ ایک بوڑھے شخص کا کیا کریں گے جس کو بڑھاپے نے ختم کر دیا ہے"۔

حجاج نے کہا

"بخدا! اگر تم اپنی زبان بند نہ کرو گے تو تلوار سے تمہارا سر اڑا دوں گا" اس پر اس نے کہا "آپ جو چاہیں کریں"۔

جب کمیل نے یہ دیکھا کہ اس کی قوم کے دو ہزار آدمی قید ہیں اور اس کے بغیر اس کی قوم پر خوف طاری ہے تو اس موقع پر اس نے کہا۔

کمینے کی چیخ:

چونکہ میری وجہ سے دو ہزار دینار کا خوف لاحق ہے اور وہ مجھ پر ہیں تو ایسی صورت میں اس کو طویل وقت (کی زندگی) سے موت بہتر ہے"۔ اس لیے میں نے چاہا کہ آپ کو قتل کر کے حرمت توڑ دوں یا اپنی جان دے دوں"۔ یہ جملہ اس شخص نے کہا جس نے (قتل کا) ارادہ کیا تھا جو حمیر کا شخص ہے پھر وہ قاتلانہ حملہ نہ کر سکا اور اس کی ہمت نہ ہوئی۔ چنانچہ اس نے اپنی تلوار آپ کے سامنے جھکا دی اور زمین سے اپنی جان کی حفاظت میں پوشیدہ ہو گیا۔

کمیل کی گفتگو:

اس پر کمیل نے کہا: "آپ مجھے کس جرم میں قتل کر رہے ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے معاف کر دیا تھا اور مجھ سے ان کی صلح ہو گئی تھی؟" حجاج نے کہا: "اے اللہ کے دشمن! تو نے قتل کا ارادہ کیا تھا؟ کیا اس (قتل) کے وقت تم امیر المومنین کے شریک ہو گئے؟" حجاج نے کہا: "ہاں" اس کے بعد کہا: "جلاد! اب آپ کو قتل کر دو اور جو کوئی بدلہ میری طرف سے دیتا ہو گا"۔

عباس بن ربیعہ کو انعام:

شیخ بن حفص بیان کرتے ہیں کہ ربیع بن الحارث بن عبدالمطلب عہد جاہلیت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شریک تھے (جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو) عباس بن ربیعہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: "آپ اس وعدہ کو پورا کیجیے جو آپ نے مجھ سے ایک لاکھ (کی رقم) قرض دینے کا کیا تھا" آپ نے اسے لکھ دیا، تو اس نے ایک لاکھ (درہم) انعام کے طور پر دیے اور اپنے ان کو ایک جاگیر کے طور پر دے دی چنانچہ ان کا گھر عباس بن ربیعہ کا گھر کہلاتا ہے۔

تجارت و مروت:

موسیٰ بن طلحہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پچاس ہزار کی رقم (حضرت) طلحہ رضی اللہ عنہ کے ذمہ (واجب الادا) تھی ایک دن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں جا رہے تھے تو (حضرت) طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آپ کا مال موجود ہے آپ اس پر قبضہ کر لیں"۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے ابو محمد! وہ مال تمہارا ہے اور آپ کی مروت اور شرافت کا صلہ ہے"۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے درخواست:

حکیم بن جابر کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (حضرت) طلحہ رضی اللہ عنہ سے (محاصرہ کے وقت) فرمایا: "میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم جا کر لوگوں کو (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہٹا دو"۔ انہوں نے کہا: "نہیں بخدا! جب تک بنو امیہ اپنی جانب سے حق ادا نہ کر دیں"۔

اراضی کی فروخت:

حسن کی روایت ہے کہ (حضرت) طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سات لاکھ کی قیمت پر ان کی اراضی فروخت کی اور وہ (یہ رقم) لے کر ان کے پاس گئے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ایک شخص سے یہ معاملات طے کیے ہوں اور رات گزر جائے تو نہیں معلوم ہے کہ اس کے گھر میں اللہ کا کیا حکم نازل ہونے والا ہے"۔ آپ نے رات کا کچھ حصہ اسی طرح گزارا کہ آپ کے ملازمین وہ رقم تقسیم کرتے رہے یہاں تک کہ صبح کے وقت ان کے پاس ایک درہم باقی نہیں رہا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خالد بن العاص رضی اللہ عنہ کے نام پیغام

حضرت ابن عباس نے مزید فرمایا: "مجھ سے (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا: "تم خالد بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس جو مکہ معظمہ میں جا کر کہو کہ امیر المؤمنین آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں: میں اتنے دنوں سے محصور ہوں اور چشمہ کا کھاری پانی پی رہا ہوں مجھے اس کنویں کا پانی پینے کی اجازت نہیں ہے جسے میں نے اپنے ذاتی مال سے خریدا تھا اور جس کا ماجرا معروف ہے۔ تمام لوگ اس کا پانی پیتے ہیں مگر میں اس کا پانی پینے سے محروم ہوں۔ میں گھر کی چیزوں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں کھا سکتا ہوں۔ میں بازار سے کوئی چیز منگوا کر نہیں کھا سکتا ہوں اور میں اس حالت میں اپنے گھر کے اندر محصور ہوں"۔ "تم انہیں حکم دو کہ وہ لوگوں کو لے کر حج کریں اور اگر وہ انکار کریں تو تم لوگوں کو حج کراؤ"۔

مخالفت سے خوف:

چنانچہ جب میں حج کے لیے آیا تو میں خالد بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو پیغام مجھے دیا تھا وہ پیغام میں نے انہیں پہنچا دیا تو انہوں نے مجھ سے کہا: "کیا ان لوگوں کی دشمنی مول لینے کی (کسی میں) طاقت ہے؟"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حج:

انہوں نے حج کرانے سے بھی انکار کر دیا اور کہا: "تم لوگوں کو حج کراؤ کیونکہ تم رسول اکرم ﷺ کے چچا زاد بھائی ہو اور آگے چل کر یہ معاملہ (خلافت) حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچے گا اس لیے تمہیں اس ذمہ داری کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو"۔ چنانچہ میں نے لوگوں کو حج کرایا اور مہینے کے آخر میں مدینہ منورہ واپس آ گیا۔

خون کا الزام:

اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے اور لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گردن پر سوار ہو رہے تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا تو وہ لوگوں کو چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھ سے سرگوشی کرنے لگے اور فرمانے لگے: "یہ حادثہ رونما ہوا ہے اس میں تمہاری کیا رائے ہے؟ درحقیقت یہ بہت بڑا حادثہ ہے اور کوئی شخص ان (نازک حالات کا) تدارک نہیں کر سکتا ہے"۔ میں نے کہا: "عوام کو آج کل آپ کی سخت ضرورت ہے تاہم میری رائے یہ ہے کہ موجودہ حالات میں جو کوئی خلیفہ ہو گا اسے اس شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے خون کا ملزم گردانا جائے گا"۔ آگے چل کر انہوں نے بیعت حاصل کرنے پر اصرار کیا اس لیے ان پر بھی ان کے خون (قتل کرنے) کا الزام لگایا گیا۔

امیر حج کا تقرر:

ایک دوسرے سلسلہ روایت سے بحوالہ عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ فرمایا: "میں نے خالد بن العاص بن ہشام رضی اللہ عنہ کو مکہ معظمہ کا حاکم بنایا ہے چونکہ اہل مکہ کو ان لوگوں کی باتوں کی اطلاع مل گئی ہے اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ ان کی مخالفت کریں گے اس لیے وہ مقابلہ کرے گا اور حرم کعبہ میں ان سے جنگ کرے گا اس طرح اس زمانے میں حرم کعبہ کے امن و امان میں خلل واقع ہو گا جب کہ مسلمان دور دراز علاقوں سے وہاں زیارت کے لیے آئیں گے اس لیے میری رائے یہ ہے کہ میں حج کے انتظامات تمہارے سپرد کر دوں"۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاتھ

حاجیوں کے نام ایک خط بھی بھیجا تھا۔ جس میں ان سے کہا گیا تھا کہ وہ ان لوگوں کا احتساب کریں جنہوں نے انہیں محصور کر رکھا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے گفتگو:

جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روانہ ہوئے تو وہ حضرت عائشہؓ کے پاس سے بھی گزرے انہوں نے فرمایا "میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عمدہ زبان دی ہے تم اس شخص کو چھوڑ کر چلے جاؤ کیونکہ ان (باغیوں) کا حوصلہ بلند ہو گیا ہے اور مختلف شہروں سے ایک جماعت ان کی تکمیل کام کے لیے آ گئی ہے۔ کیونکہ میں نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے بیت المال اور خزانوں کے لیے چابیاں رکھ چھوڑی ہیں اگر وہ خلیفہ مقرر ہو گئے تو وہ اپنے چچا زاد بھائی (حضرت) ابوبکرؓ کے طریقے پر چلیں گے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جواب:

میں نے کہا "اے اماں جان! (اگر خدانخواستہ) اس شخص پر کوئی حادثہ رونما ہوا تو اس وقت مسلمان ہمارے ساتھی کی طرف متوجہ ہوں گے" اس پر انہوں نے فرمایا "تم خاموش رہو میں تم سے کوئی جھگڑا اور مباحثہ کرنا نہیں چاہتی ہوں"۔

عام مسلمانوں کے نام خط

عبدالمجید بن سہیل بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے وہ خط نقل کر لیا تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (عام مسلمانوں کے نام) بھیجا تھا۔ وہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(یہ خط) اللہ کے بندے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مومنوں اور مسلمانوں کے نام ہے۔

"السلام علیکم! میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ امابعد! میں تمہیں اللہ بزرگ و برتر کی یاد دلاتا ہوں جس نے تم پر نعمتیں نازل کیں اور تمہیں اسلام (کی تعلیمات) کی تعلیم دی اور تمہیں گمراہی سے راہ راست کی طرف پہنچایا اور تمہیں کفر کی طرف سے نجات دی اور تمہیں کھلی نشانیاں دکھائیں تم پر رزق کو وسیع کیا اور دشمن پر غالب کیا اور تمہیں کامل نعمتیں عطا کیں جیسا کہ اللہ بزرگ و برتر اپنی صداقت کے ساتھ فرماتا ہے۔

آیات سے استدلال:

﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ﴾

"اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو تم ان کا احاطہ نہیں کر سکو گے۔ بے شک انسان بہت ظلم اور ناشکری کرنے والا ہے"۔

اتحاد کی تلقین:

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا﴾

"اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم مسلمان رہ کر وفات پاؤ تم اللہ کی رسی کو متحد ہو

کہ مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو۔"

اطاعت کا حکم:

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا:

﴿ یایها الذین امنوا اذکروا نعمة الله علیکم ومیثاقه الذی واثقکم به اذ قلتم سمعنا واطعنا ﴾

"اے ایمان والو! تم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر نازل کی تھی۔ اور اس کے عہد و پیمان کو بھی یاد کرو جو اس سے پختگی کے ساتھ تم سے ہوا تھا جب کہ تم نے کہا تھا کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور ہم اس کی اطاعت کریں گے۔"

افواہوں سے پرہیز

نیز یہ حکم بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿ یایها الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین ﴾

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تم اس کی تحقیق کر لیا کرو کہیں کسی قوم کو جہالت میں مبتلا کر دو اور پھر تم اپنے کام پر پشیمان ہو جاؤ گے۔"

غداری کی مذمت:

نیز اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿ ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمنا قلیلا اولئک لاخلاق لهم فی الدنیا والاخرة ﴾

"حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کا دنیا و آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔"

تقویٰ اور اطاعت:

اللہ تعالیٰ نے یہ حکم بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿ فاتقوا الله ما استطعتم واسمعوا واطیعوا ﴾

"جہاں تک تم سے ہو سکے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور (احکام) سنو اور اطاعت کرو۔"

حکام کی اطاعت:

نیز یہ ارشاد فرمایا:

﴿ اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلا ﴾

"تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے صاحب اقتدار لوگوں (امراء و حکام) کی (اطاعت کرو) اور اگر تم (مسلمانوں) کا کسی چیز میں جھگڑا اور اختلاف ہو جائے تو تم اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔ بشرطیکہ تم اللہ اور روز

[illegible] کے امراء کی اطاعت [illegible] ۔

خلافت کا وعدہ:

جیسا کہ خدا فرماتا ہے

﴿ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴾

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ان سے اللہ وعدہ فرما چکا ہے کہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور ان کے لیے ان کے اس دین کو جو ان کے لیے پسند فرما چکا ہے مضبوطی کے ساتھ جما دے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی کفر کریں وہ فاسق ہیں ۔

بیعت کی اہمیت:

یوں قرآن مجید میں اللہ نے ارشاد فرمایا ہے

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴾ ﴿الفتح: ۱۰﴾

”جو لوگ (اے پیغمبر) آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پس جو شخص عہد شکنی کرے وہ اپنے ہی نفس پر عہد شکنی کرتا ہے اور جو شخص اس عہد کو پورا کرے جو اس نے اللہ سے کیا ہے تو اسے عنقریب بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا“

امیر واحد کی ضرورت:

اوپر والی دونوں آیات سے ثابت ہوا کہ اللہ نے تمہارے لیے نظم اطاعت اور جماعت [illegible] کے ساتھ [illegible] فرمایا ہے اور تمہیں [illegible] اتفاق اور [illegible] کے قول سے [illegible] دیا ہے اللہ نے [illegible] تمہیں اس لیے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] تھی ۔

باہمی اختلاف کا انجام:

[illegible] اتفاق [illegible] اور ان کے [illegible] کوئی قوم اس وقت [illegible] جب [illegible] کی ضرورت ہوتی ہے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کا [illegible] اور [illegible] مسلط ہو [illegible] اور [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] قرآن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مخالفت کا حشر

﴿ویا قوم لا یجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم هود او قوم صالح ﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حسد (کی وجہ) سے آمادہ ہو گئے۔ وہ اس قسم کی باتیں بناتے رہے ہیں جو وہ صدقہ کے مال میں کوئی شکل پاتے ہیں۔

میں ان باتوں پر رضامند ہو گیا اور ان کے مطابق صبر و استقلال کے ساتھ کام کرتا رہا۔

بزرگوں سے مشورہ:

میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات (امہات المومنین) کے پاس گیا اور ان سے مشورہ طلب کرتے ہوئے کہا:
"آپ مجھے کیا حکم دیتی ہیں؟"

ان (ازواج مطہرات) نے فرمایا:

"تم عمرو بن العاص اور عبداللہ بن قیس کو عامل مقرر کرو اور معاویہ کو جن کو تم سے پہلے کے خلیفہ نے حاکم بنایا تھا وہ اپنی سرزمین میں کیا کام کر رہے ہیں اور ان کی قوم بھی ان سے خوش ہے تم مقرر (رکھو) (بن العاص کو بحال رکھو) کیونکہ ان کی فوج بھی ان سے خوش ہے اور ان کی حکومت سے مطمئن ہے اس لیے تم بھی اپنی زمین درست کرنے کا (انتظام) کرو۔"

مشورہ پر عمل:

میں نے یہ تمام کام (ان کے مشورہ کے مطابق) انجام دیے (اس کے باوجود بھی) مجھ پر زیادتی کی گئی جیسا کہ میں نے تمہیں اور اپنے ساتھیوں کو لکھا ہے۔

باغیوں کے مظالم کا ذکر:

انہوں نے تقدیر کے کاموں میں جلد بازی کی اور مجھے نماز جمعہ سے بھی روک دیا اور مجھے مسجد نبوی (میں نماز پڑھنے اور جانے) سے روک دیا اور مدینہ میں جو کچھ تھا وہ سب چھین لیا۔

باغیوں کا مطالبہ:

جب میں تمہیں یہ خط لکھ رہا ہوں اس وقت وہ مجھے تین میں سے ایک بات کا اختیار دے رہے ہیں: ۱۔ اول تو وہ مجھ سے ہر آدمی کے بدلے میں جسے بھی نے قتل کیا خواہ بطریق حق ہو یا ناحق قصاص لیں اور اس معاملہ میں کسی چیز کو نہیں چھوڑیں گے۔ ۲۔ یا میں خلافت سے الگ ہو جاؤں اور وہ میرے علاوہ کسی دوسرے کو خلیفہ مقرر کر لیں۔

اعلان بیعت:

۳۔ یا پھر وہ ان فوجیوں اور شہر والوں کی طرف پیغام بھیجیں جو ان کے مطیع ہیں اور وہ ان کی اس ذمہ داری (یعنی) اطاعت سے بری ہونے کا اعلان کر دیں جو اللہ نے ان پر فرض کی ہے۔

قصاص کا معاملہ:

اس کے جواب میں، میں نے ان سے کہا: جہاں تک مجھ سے قصاص لینے کا تعلق ہے تو مجھ سے پہلے بھی خلفاء گزرے ہیں جو صحیح فیصلہ بھی کرتے تھے اور غلطی بھی کرتے تھے مگر ان میں سے کسی سے کوئی قصاص نہیں لیا گیا۔ مجھے معلوم ہے کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ میری جان لینا چاہتے ہیں۔

دستبرداری سے انکار:

وہ یہ کہتے ہیں کہ میں خلافت سے دستبردار ہو جاؤں تو ان کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ مجھے خلافت سے الگ کرنا چاہتے ہیں تو وہ مجھ سے پہلے اس بات سے دریافت کرتے کہ میں اللہ کے بندوں کے ساتھ کیا کرتا ہوں اور ان کی خلافت سے انکار نہیں کرتے ہیں۔

اعلان بیعت کا جواب:

وہ یہ کہتے ہیں کہ انہیں فوج اور تیراندازوں کے پاس بھیج دے تاکہ وہ ان کی اطاعت سے بیعت کا اعلان کریں۔ (تو اس کا جواب یہ ہے کہ) میں ان کا وکیل نہیں ہوں اور میں نے ان سے پہلے ان لوگوں کو زبردستی اپنی اطاعت پر مجبور نہیں کیا ہے بلکہ وہ اپنی رضامندی سے میری اطاعت کر رہے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقصد اللہ رب العزت کی رضا جوئی ہے جبکہ وہ اپنی خواہشات کے تابع نہیں ہیں۔

اللہ کی رضا جوئی:

تم جس چیز کو طلب کر رہے ہو اسے اسی قدر حصہ ملے گا جس قدر اللہ رب العزت نے اس کے لیے مقرر کر دیا ہے اور جو کوئی اللہ کی رضامندی اور دار آخرت اور اسلام میں اصلاح و بہتری کا طالب ہو رہا ہو اور رسول اللہ ﷺ کی سنت اور ان کے بعد کے دونوں خلفاء کے طریقہ پر چلنا چاہتا ہے تو اس کو اللہ ہی جزا دے گا خواہ اسے کچھ بھی نہ ملے (مناسب) بدلہ بھی دے سکتا۔

عہد شکنی کی مذمت:

اگر تمہیں معاف نہ کیا جائے تو یہ تمہاری دینداری کی قیمت نہیں ہو سکتی اور اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اس لیے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اسی سے ثواب کے طالب رہو اگر تم میں سے کوئی عہد شکنی کرنا چاہتا ہے تو میں اسے پسند نہیں کروں گا اور نہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرے گا کہ تم اس کے معاہدہ کو توڑ دو۔

خونریزی سے پرہیز

چونکہ مجھے جس بات پر مجبور کر رہے ہیں وہ تمام تر خلافت کا جھگڑا ہے جبکہ صرف میری ذات ہی سے سب ساتھی ہیں۔ اللہ کے علم اور مشیت کی تبدیلی کا انتظار کر رہا ہوں میں نہیں چاہتا ہوں کہ کوئی بری بات قائم ہو اور امت اسلامیہ میں اختلاف و افتراق پیدا ہو اور مسلمانوں کی ناحق خونریزی ہو۔

حق و صداقت کی دعوت:

اس لیے میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم حق و صداقت پر قائم رہو اور میرے ساتھ بھی حق کے مطابق سلوک کرو اور انصاف سے دور نہ ہو اور ہمارے ساتھ بھی انصاف کرو جیسا کہ اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے۔

ایفائے عہد کا حکم

اللہ نے تمہیں ایفائے عہد اور اپنے حکم کی پابندی کی ہدایت کی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ہے

﴿ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴾

”تم عہد پورا کرو کیونکہ عہد کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی“۔

[illegible]

[illegible]

تواضع و انکسار

[illegible]

اُمت کی خیر خواہی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۲۳

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تدفین

ابو بشیر عابدی کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تین دن تک (گھر میں) پڑے رہے اور انہیں دفن نہیں کیا گیا پھر حکیم بن حزام اور جبیر بن مطعم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دفن کرنے کے بارے میں گفتگو کی اور ان سے یہ اجازت طلب کی کہ ان کے گھر والے ان کی لاش کو دفن کر دیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی اجازت دے دی۔

تدفین میں رکاوٹ:

جب ان (دشمنوں) کو اس کی اطلاع ملی تو وہ پتھر لے کر راستے میں بیٹھ گئے آپ کے اہل و عیال (جنازہ لے کر) نکلے اور ان کو دفن کرنے کے لیے مدینہ کے ایک باغ کی طرف جا رہے تھے جسے حش کوکب کہتے تھے یہاں یہود اپنے مردوں کو دفن کرتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مداخلت:

جب وہ جنازہ لے کر وہاں پہنچے تو ان لوگوں نے جنازے پر پتھر برسائے (اور ان کی توہین کی) چنانچہ جب یہ واقعات پیش آنے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے انہیں یہ پیغام بھیجا کہ انہیں (یعنی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے دیں چنانچہ وہ باز آ گئے اور آپ کو حش کوکب میں دفن کر دیا گیا۔

قبرستان میں توسیع:

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تو انہوں نے اس کی دیوار گرا دینے کا حکم دیا تاکہ اس کا حصہ بقیع کے قبرستان کے ساتھ مل جائے نیز انہوں نے مسلمانوں کو اس بات کا حکم بھی دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب اپنے مردے دفن کیا کریں اس طرح ان قبروں کا سلسلہ مسلمانوں کے قبرستان بقیع کے ساتھ مل گیا۔

تدفین کا حال:

ابو کرب جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان کے بیت المال کے افسر تھے، روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مغرب اور عشاء کے درمیان مدفون ہوئے ان کے جنازے میں مروان بن الحکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تین آزاد کردہ غلام اور ان کی پانچویں بیٹی بھی شریک ہوئیں۔ جب ان کی صاحبزادی نے ماتم کے لیے اپنی آواز بلند کی تو لوگوں نے پتھر اٹھا لیے اور قریب تھا کہ ان کی صاحبزادی پر پتھر برسائے جائیں کہ اتنے میں لوگ جنازے کو دیوار کی طرف لے گئے اور وہاں مدفون ہوئے۔

مدفن پر اختلاف:

صالح بن کیسان کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ایک شخص نے کہا "انہیں یہودیوں کے قبرستان دیر سلع میں دفن کیا جائے" اس پر حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا یہ ہرگز نہیں ہوگا جب تک قصی بن کلاب کے قبیلہ کا ایک شخص بھی زندہ

ہے“ اس پر جھگڑا بڑھنے کا اندیشہ ہونے لگا۔ آخر کار ابن عدیس البلوی نے کہا ”اے بڑے شخص! آپ کا کیا حرج ہے کہ انہیں کہاں دفن کیا جاتا ہے“ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بولے ”انہیں بقیع الغرقد ہی میں دفن کیا جائے گا جہاں ان کے بزرگ اور بیٹے مدفون ہیں“۔ چنانچہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ جنازہ لے کر نکلے اور انہی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز جنازہ کا امام:

واقدی کا قول ہے ”یہ صحیح ہے کہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز (جنازہ) پڑھائی۔

تدفین میں تاخیر:

مخرمہ بن سلیمان الوالبی کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن چاشت کے وقت شہید ہوئے مگر انہیں دفن نہیں کیا جا سکا اس بارے میں (ان کی زوجہ محترمہ) نائلہ بنت الفرافصہ نے حویطب بن عبدالعزیٰ، جبیر بن مطعم، ابوجہم بن حذیفہ، حکیم بن حزام اور نیار بن مکرم الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی۔ وہ بولے ”ہم ان کا جنازہ دن کے وقت نہیں نکال سکتے ہیں کیونکہ اہل مصر دروازے پر ہیں تم لوگ توقف کرو“۔

جنازہ اٹھانے میں رکاوٹ:

جب مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت آیا تو لوگ داخل ہوئے مگر انہیں (لاش کے پاس) جانے سے روک دیا گیا۔ ابوجہم نے کہا ”خدا مجھے وہاں تک پہنچنے سے کوئی نہیں روک سکتا میں اس کے لیے جان دے دوں گا۔ تم بس (جنازہ) اٹھاؤ“۔

بقیع میں تدفین:

چنانچہ (جنازہ) اٹھا کر بقیع (قبرستان) لے جایا گیا ان کے پیچھے حضرت نائلہ چراغ لے کر چلیں۔ جس سے بقیع میں روشنی ہوئی اور ان کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام بھی تھا آخر کار وہ کھجور کے پیڑوں کے پاس پہنچے جہاں ایک دیوار بھی تھی۔ انہوں نے دیوار کو توڑ کر ان کھجور کے پیڑوں میں انہیں دفن کر دیا۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد حضرت نائلہ نے کچھ بولنا چاہا مگر لوگوں نے انہیں منع کر دیا اور کہا ”ہمیں ان بیوقوفوں سے اندیشہ ہے کہ وہ ان کی قبر کو نہ کھود دیں“ پھر حضرت نائلہ اپنے گھر چلی گئیں۔

جنازہ کے شرکاء:

عبداللہ بن ساعدہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کی لاش دو راتوں تک یوں ہی رہی لوگ اسے دفن نہیں کر سکے پھر اس (لاش) کو ان چار اشخاص نے اٹھایا: ۱۔ حکیم ابن حزام ۲۔ جبیر بن مطعم ۳۔ نیار بن مکرم ۴۔ ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ۔

کچھ لوگوں کی مخالفت:

جب (جنازہ کو) رکھا گیا تاکہ اس پر نماز (جنازہ) پڑھی جائے تو انصار کے کچھ افراد آئے تاکہ نماز (جنازہ) پڑھنے سے روکیں ان میں اسلم بن اوس بن بجرہ ساعدی ابوحیہ مازنی اور دیگر حضرات شامل تھے انہوں نے بقیع میں دفن کرنے سے بھی روکا۔

تدفین میں مزاحمت

[illegible]

[illegible]

بے حرمتی کا ارادہ

[illegible]

[illegible]

تدفین میں عجلت

[illegible]

حضرت علیؓ کا پیغام

[illegible]

رات کو تدفین

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حش کوکب کے قریب تدفین

[illegible]

دو غلاموں کا حشر

[illegible]

شہید غلاموں کے نام

[illegible]

غسل کے بغیر تدفین

[illegible]

حضرت شعبی کی روایت

[illegible]

◆

تاریخ شہادت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تاریخ شہادت میں اختلاف ہے البتہ تمام راویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کی شہادت ماہ ذوالحجہ میں ہوئی ایک روایت یہ ہے کہ آپ کی شہادت ۱۸/ذوالحجہ ۳۶ھ میں ہوئی مگر جمہور اور راویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ ۱۸/ذوالحجہ ۳۵ھ میں شہید ہوئے۔

۳۶ھ کی روایت:

محمد واقدی اور ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بروز جمعہ ۱۸/ذوالحجہ ۳۶ھ میں عصر کے بعد شہید ہوئے ان کی مدت خلافت بارہ سال سے بارہ دن کم تھی۔ اور ان کی عمر شریف بیاسی سال تھی۔

مصعب بن عبداللہ نے بھی اپنی روایت میں یہی تاریخ اور یہی وقت بتایا ہے۔

۳۵ھ کی روایت:

دوسرے راویوں کی روایت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۱۸/ذوالحجہ ۳۵ھ میں شہید ہوئے۔

حضرت عامر شعبی کی روایت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بائیس دن تک محصور رہے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے پچیسویں سال ۱۸/ذوالحجہ کی صبح کو شہید ہوئے۔

دیگر روایات:

ابو معشر کی روایت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن بتاریخ ۱۸/ذوالحجہ ۳۵ھ کو شہید ہوئے ان کی مدت خلافت بارہ سال سے بارہ دن کم تھی۔

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن بتاریخ ۱۸/ذوالحجہ ۳۵ھ کو شہید ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہ بارہ سال گیارہ مہینے اور بائیس دن خلیفہ رہے۔

ابن عقیل نے بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ۳۵ھ میں ہوئی۔

شہادت کا وقت:

سیف کی مشہور مسلسل روایت کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت بروز جمعہ تاریخ ۱۸/ذوالحجہ دن کے آخری وقت ہوئی۔ دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ان کی شہادت چاشت کے وقت ہوئی۔

جمعہ کی صبح:

ہشام بن الکلبی کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت جمعہ کی صبح کو بتاریخ ۱۸/ذوالحجہ ۳۵ھ کو ہوئی ان کی مدت خلافت بارہ سال سے آٹھ دن کم تھی۔

بعض کا قول:

واقدی کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت جمعہ کے روز ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ کو ہوئی اور آپ کی مدت خلافت بارہ سال سے بارہ دن کم تھی۔

ابو عثمان نہدی کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت [illegible] ایام تشریق کے وسط میں ہوئی۔

امام [illegible] کی روایت:

بعض راویوں کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ایام تشریق (قربانی) [illegible] کے روز ہوئی چنانچہ حضرت زبیر بن بکار کا قول ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں [illegible] جمعہ [illegible] اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ بروز جمعہ [illegible] ذوالحجہ [illegible] ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر شریف

ہمارے چند راویوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر میں بھی اختلاف کیا ہے بعض کا قول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر بیاسی سال تھی چنانچہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت بیاسی سال کی عمر تھی صالح بن کیسان سے بھی ان کی عمر بیاسی سال ہی منقول ہے [illegible] ہے کہ آپ کی عمر بیاسی سال سے چند مہینے زیادہ تھی۔

عمر میں اختلاف:

بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ ان کی عمر نوے سال ہو گئی تھی۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ [illegible] نے آپ کی شہادت کے وقت [illegible] سیف بن عمر نے [illegible] اسی قول کو منسوب کیا ہے کہ شہادت کے وقت آپ کی عمر [illegible] تھی۔ قتادہ کی دوسری روایت کے مطابق آپ کی عمر چھیاسی سال تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک

حسن بن ابی الحسن بیان کرتے ہیں جب میں مسجد میں داخل ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک چادر پر سر رکھے ہوئے لیٹے تھے جب میں نے غور سے دیکھا تو آپ خوبصورت تھے آپ کے چہرے پر چیچک کے معمولی نشان تھے اور ان کے بال ان کے بازوؤں تک پہنچے ہوئے تھے۔

مشہور روایت:

ابن عساکر نے محمد بن ابراہیم کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ وہ (محمد بن ابراہیم) کہتے ہیں میں نے کئی شہروں کے آدمیوں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حلیہ مبارک کے بارے میں [illegible] ان کے بیان میں کوئی اختلاف نہیں پایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ درمیانہ قد

قامت کے لحاظ سے نہ بہت لمبے تھے اور نہ پست قد تھے وہ خوبصورت تھے ان کی جلد میں نرمی تھی ان کی داڑھی بہت گھنی تھی دونوں کلائیاں موٹی تھیں دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ زیادہ تھا اور ان کے سر کے بال بہت گھنے تھے۔

امام زہری کی روایت:

زہری فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ درمیانہ قد و قامت کے تھے ان کے بال خوب صورت تھے چہرہ بھی حسین و جمیل تھا۔

ہجرت و اسلام:

ابن سعد کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس سے بہت پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور دوسری دفعہ مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دونوں ہجرتوں کے موقع پر ان کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ ان کے ہمراہ تھیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت و نسب

ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زمانہ جاہلیت میں کنیت ابو عمرو تھی جب اسلام کا دور آیا تو ان کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کے بطن سے ایک صاحبزادے پیدا ہوئے جن کا نام عبداللہ تھا مسلمان آپ کو ابو عبداللہ کی کنیت سے پکارنے لگے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ چھ سال کے ہوئے تو ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں چونچ ماری جس کی وجہ سے وہ بیمار ہو گئے اور وہ جمادی الاولیٰ ۴ھ میں وفات پا گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں قبر میں اتارا۔ ہشام بن محمد کا قول ہے کہ ان کی کنیت صرف ابو عمرو تھی۔

نسب نامہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا (والد کی طرف سے) نسب نامہ یہ ہے:

عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔

ان کی والدہ کا نسب نامہ یہ ہے:

اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔

ان کی نانی ام حکیم بنت عبدالمطلب تھیں۔

* * *

اہل و عیال

ان کی متعدد ازواج تھیں۔ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم ؓ تھیں۔ حضرت رقیہ ؓ سے عبداللہ اکبر پیدا ہوئے۔

حضرت فاختہ ؓ

ایک اور بیوی فاختہ بنت غزوان تھیں جو قبیلہ مازن کی تھیں ان سے ایک صاحبزادے تولد ہوئے جن کا نام بھی عبداللہ تھا۔ عبداللہ الاصغر کہلاتے تھے وفات ہو گئے ایک اور بیوی ام عمرو بنت جندب قبیلہ ازد سے تھیں ان سے یہ اولاد پیدا ہوئی۔ عمرو، خالد، ابان، عمر اور مریم۔

حضرت فاطمہ ؓ

فاطمہ بنت ولید قبیلہ مخزوم کی تھیں۔ ان سے ولید، سعید اور ام سعید تولد ہوئے۔

حضرت ام البنین ؓ:

ام البنین بنت عیینہ قبیلہ فزارہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان سے عبدالملک بن عثمان تولد ہوئے جو کم سنی میں وفات ہو گئے تھے۔

حضرت رملہ ؓ:

رملہ بنت شیبہ کے بطن سے عائشہ، ام ابان اور ام عمرو تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔

حضرت نائلہ ؓ

نائلہ بنت فرافصہ قبیلہ کلب سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے بطن سے مریم بنت عثمان تولد ہوئیں۔

دیگر اولاد:

ہشام بن الکلبی کی روایت ہے کہ ام البنین بنت عیینہ کے بطن سے عبدالملک اور عتبہ تولد ہوئے اور نائلہ کے بطن سے عنبسہ ہوئے۔

مدائنی کا بیان ہے کہ حضرت نائلہ ؓ سے حضرت عثمان ؓ کی ایک صاحبزادی پیدا ہوئی تھیں جن کا نام ام البنین بنت عثمان تھا ان کا نکاح عبداللہ بن یزید بن ابی سفیان سے ہوا۔

آخری ازواج

جب حضرت عثمان ؓ شہید ہوئے تو اس وقت ان کے پاس مندرجہ ذیل ازواج موجود تھیں۔ ❶ رملہ بنت شیبہ ❷ نائلہ ❸ ام البنین بنت عیینہ ❹ فاختہ بنت غزوان۔ لیکن علی بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت عثمان ؓ نے محصور ہونے کے وقت ام البنین کو طلاق دے دی تھی۔ مذکورہ بالا بیویوں کی کل تعداد آٹھ ہے جو عہد جاہلیت اور اسلام میں تھیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عمال و حکام

عبدالرحمٰن بن زناد روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس سال مندرجہ ذیل حکام و عمال مختلف علاقوں پر تھے:

مکہ معظمہ کے حاکم عبداللہ بن الحضرمی رضی اللہ عنہ تھے۔ طائف کے حاکم قاسم بن ربیعہ ثقفی رضی اللہ عنہ تھے صنعا (یمن) کے حاکم یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ تھے۔ جند کے حاکم عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ تھے۔

علاقہ عراق کے حکام:

بصرہ کے حاکم عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ حکمرانی کر رہے تھے جب وہ وہاں سے نکل آئے تو اس وقت تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی کو مقرر نہیں کیا تھا کوفہ کے حاکم سعید بن العاص رضی اللہ عنہ تھے انہیں بھی وہاں سے نکالا گیا تھا ان کے بعد وہ واپس جا نہیں سکے۔

حاکم مصر:

مصر کے حاکم عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ تھے جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے تو محمد بن ابی حذیفہ نے مصر کی حکومت پر قبضہ کر لیا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے سائب بن ہشام عامری کو مصر میں اپنا نائب متعین کیا تھا مگر محمد بن حذیفہ نے انہیں نکال دیا تھا۔

علاقہ شام کے حکام:

شام کے حاکم حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے۔

سیف کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو شام کے (پورے علاقے کے حاکم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے) اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص کے حاکم عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ قنسرین کے حاکم حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اردن کے حاکم ابوالاعور بن سفیان تھے۔ فلسطین کے حاکم علقمہ بن حکیم کنانی تھے۔ بحری علاقوں کے حاکم عبداللہ بن قیس فزاری تھے۔ اور شام کے قاضی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ تھے۔

عراق و ایران کے حکام:

سیف عطیہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کوفہ میں نماز پڑھاتے تھے اور سواد عراق کا خراج وصول کرنے کے لیے جابر مزنی اور سماک انصاری مقرر تھے۔ جنگ کے سپہ سالار قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے۔ قرقیسیا کے حاکم جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ آذربائیجان پر اشعث بن قیس (حاکم مقرر) تھے۔ حلوان پر عتیبہ بن النہاس (حاکم) تھے۔ ماہ پر حاکم مالک بن حبیب (حاکم مقرر) تھے اصفہان کے حاکم سائب بن اقرع اور ماسبذان کے حاکم حبیش تھے۔ ہمدان کے حاکم نسیر تھے۔ رے کے سعید بن قیس رضی اللہ عنہ حاکم تھے۔

بیت المال کے منتظم عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے۔ اس زمانے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاضی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشہور خطبات

حضرت عمر بن شبہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت کی بیعت لینے کے بعد یہ خطبہ ارشاد فرمایا

پہلا خطبہ

اما بعد! مجھ پر (خلافت کا) بار ڈال دیا گیا ہے اور میں نے اسے قبول کر لیا ہے آگاہ رہو کہ میں (اپنے پیشرو خلفاء کی) اتباع کروں گا اور کوئی نئی بات (بدعت) نہیں نکالوں گا۔

اللہ بزرگ و برتر کی کتاب اور سنت نبی ﷺ کی اتباع کے بعد میں تین باتوں پر کاربند رہوں گا کہ تمہارے متفقہ فیصلہ اور حدود کی تکمیل کروں گا اور مختلف طریقے جو تم نے مقرر کیا اس میں اہل خیر کی سنت اور مرتبے پر چلوں گا میں صرف حقوق ادا کرنے کے علاوہ اور باتوں میں تم سے کوئی تعرض نہیں کروں گا۔

دنیا کی کشش:

آگاہ رہو کہ دنیا بہت سرسبز نظر آتی ہے جو لوگوں کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور بہت سے لوگ اس کی طرف مائل ہو گئے ہیں مگر تم دنیا کی طرف مائل مت ہونا اور نہ اس پر بھروسہ کرنا کیونکہ وہ اعتماد کے قابل نہیں ہے اور خوب سمجھ لو کہ دنیا اسی کو چھوڑے گی جو اسے ترک کر دے گا۔

آخری خطبہ:

بدر بن عثمان کے چچا بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجمع کے سامنے جو آخری خطبہ دیا وہ یہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ بزرگ و برتر نے تمہیں دنیا اس لیے عطا کی ہے کہ تم اس کے ذریعے آخرت کو حاصل کرو۔ اس نے تمہیں دنیا اس لیے عطا نہیں کی ہے کہ تم اس کی طرف مائل ہو جاؤ دنیا فانی ہے اور آخرت لازوال ہے۔ باقی رہنے والی ہے تم اس فانی دنیا پر ہرگز مغرور نہ ہو۔ اور یہ دنیا تمہیں آخرت کی فکر سے غافل نہ کر دے بلکہ تم دائمی زندگی کو ترجیح دو کیونکہ دنیا ختم ہونے والی ہے اور تمہیں اللہ کی طرف لوٹنا ہوگا۔

تقویٰ اور اتحاد کی تلقین:

تم اللہ بزرگ و برتر سے ڈرتے رہو کیونکہ اس کا خوف اس کے عذاب سے ڈھال کا کام دے گا اور اس (تک پہنچنے) کا ذریعہ ہوگا۔ تم اللہ کے انقلابات سے ڈرتے رہو اور اپنی جماعت کا ساتھ دو اور مختلف گروہوں میں تقسیم نہ ہو جاؤ تم اللہ کے اس لطف و کرم کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے مگر اس نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور اس کی مہربانی کی بدولت تم بھائی بھائی ہو گئے۔

نماز کی امامت

ربیعہ بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو سعد القرظ موذن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ لوگوں کو نماز کون پڑھائے گا۔

حضرت ابوایوب انصاری کو حکم

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تم خالد بن زید رضی اللہ عنہ کو پکارو" (کہ وہ نماز پڑھائیں) چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی۔ اس دن یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا نام خالد بن زید رضی اللہ عنہ ہے۔ چند دنوں تک وہ نماز پڑھاتے رہے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی امامت

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ موذن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں نماز (پڑھنے) کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا "میں نماز پڑھانے نہیں جاؤں گا تم اس کے پاس جاؤ جو نماز پڑھاتا ہے۔" چنانچہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے اس دن نماز پڑھائی جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پہلی مرتبہ محاصرہ ہوا تھا اور یہ وہ دن تھا جب کہ وہ ماہ (ذوالحجہ) کا چاند نظر آیا تھا۔ پھر یہی نماز پڑھاتے رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت

جب یوم النحر (عید) کا دن آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عید کی نماز پڑھائی اور وہی نماز پڑھاتے رہے یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہوئے تو حضرت ابوایوب انصاری نے چند روز تک نماز پڑھائی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمعہ اور عید کی نماز پڑھائی تا آنکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

* * *

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ پر مراثی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد متعدد شعراء نے نظمیں لکھیں جن شعراء نے آپ کی مدح کی اور ہجو لکھا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ان کی شہادت پر خوش ہوئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدح کرنے والے شعراء میں مشہور حضرت حسان بن ثابت انصاری، کعب بن مالک انصاری اور تمیم بن ابی بن مقبل بھی ہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے مراثی:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ کے مرثیے اور تعریف میں متعدد ذیل اشعار کہے ہیں اور ان میں قاتلوں کی ہجو بھی ہے۔ (اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے)۔

❶ کیا تم نے سرحدوں پر جہاد کرنا ترک کر دیا ہے؟ کہ تم محمد ﷺ کے مزار کے قریب آکر ہم سے جنگ کی۔

❷ تم مسلمانوں کے بہت برے طریقے پر کاربند ہوئے، اور وہ بہت برا کام تھا جس کے یہ لوگ مرتکب ہوئے۔

❸ (شہادت کی) رات نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام ایسے (اس طرح شہید ہوئے کہ وہ) قربانی کے اونٹ معلوم ہوتے تھے جنہیں مسجد کے دروازے پر ذبح کیا جا رہا ہے۔

❹ میں اس مرد (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کا ماتم کرتا ہوں جو اپنی زندگی میں پورے اترے اور اب وہ (قبرستان) بقیع الغرقد میں آرام فرما ہیں۔

دوسرا مرثیہ:

دوسری نظم میں حضرت حسان بن ثابت نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

❶ [illegible] (آج) ابن اروی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کا گھر تباہ ہو گیا ہے (اس کا) ایک دروازہ گرا ہوا ہے اور ایک دروازہ جل کر ویران ہو گیا ہے۔

❷ آج بھی یہ [illegible] (اس عمر کی) [illegible] حاجت روائی کرتے تھے اور یہاں نیکی اور شرافت کے کاموں کو جمع کیا تھا۔

❸ اے لوگو! اپنے آپ کو خوشخبری دو کہ حق اللہ کے نزدیک محبت اور حق بات ظاہر ہوتے ہیں۔

❹ تم غمزدہ لوگو! قتل کرنے کے لیے گھر سے جاؤ اور اپنے مقتول کا انتقام لو جس کے آگے پیچھے (سفید) گھوڑوں کے (گروہ) نیلے ہوں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا مرثیہ:

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ (اشعار میں) فرماتے ہیں

1. عثمان نے ہاتھ اور دروازہ بند رکھے ہیں۔

۲۔ ایک بہت خوفناک حادثہ رونما ہو گیا ہے جس نے پہاڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

۳۔ خلیفہ کی شہادت بہت عظیم نقصان والا واقعہ ہے اور ان کی جدائی سے بہت غم زدگی کی مصیبت نازل ہوئی ہے۔

۴۔ خلیفہ کی شہادت پر ستارے ماند پڑ گئے ہیں اور دن میں آفتاب میں سیاہی پڑ گئی ہے۔

۵۔ [illegible] جب لوگ اپنے کندھوں پر ان کا جنازہ لے کر گئے۔

۶۔ جب انہوں نے قبر میں اپنے بھائی کو اتارا تو قبر کے گوشے میں ان کو چھپا دیا۔

۷۔ (اس قبر میں) عفت، سخاوت اور سیاست چھپ گئی اور وہ نیکی بھی جو سب سے آگے بڑھنے والی تھی۔

۸۔ کتنے یتیم تھے جن کی وہ خبر گیری کیا کرتے تھے اب وہ دور ہو گئے۔

۹۔ وہ یتیموں کا خیال رکھتے تھے اور ان کی تکالیف دور کرتے تھے۔

۱۰۔ آج وہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) قبر کی آغوش میں ہیں اور وہ (مسلمان) منتشر ہو گئے ہیں۔

۱۱۔ انہوں نے اپنے امام (خلیفہ) کو شہید کیا ہے جو بہت نیک اور پاک دامن تھے اس لیے ان کا قتل نادرست ہے۔

۱۲۔ وہ مظلوم [illegible] با رعب شخصیت [illegible] تھے۔ ان کی نیکی اور شرافت [illegible] آتی تھی۔

۱۳۔ اے عثمان! انہوں نے تمہیں بے قصور شہید کیا ہے۔ انہوں نے تجھے گھر کی چھت کے پیچھے شہید کیا ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا تیسرا مرثیہ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک تیسری نظم میں (شہادت عثمان کے موقع پر) یوں ارشاد فرمایا ہے:

اہل شام کی حمایت:

❶ جو شخص خالص اور بے کھٹک موت سے خوش ہوتا ہو اسے چاہیے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے اندر دیکھے۔

❷ (اے لوگو!) صبر کرو میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ کیونکہ مصیبت میں صبر کرنا مفید ثابت ہوتا ہے۔

❸ ہم اہل شام اور ان کے امیر کے اقدام سے خوش ہیں اور ہم اپنے بھائیوں کے سب سے بڑے بھائی بن گئے ہیں۔

❹ میرا انہی لوگوں سے تعلق قائم ہے خواہ وہ حاضر ہوں یا غائب ہوں اور جب تک میں زندہ ہوں اور میرا نام حسان ہے۔ (میں ان سے تعلق رکھتا ہوں)

❺ تم بہت جلد ان (دشمنوں) کے علاقوں میں نعرۂ تکبیر سنو گے اور (وہ) عثمان کے انتقام کے نعرے بلند کریں گے۔

حباب بن یزید کا مرثیہ:

فرزدق شاعر کے چچا حباب بن یزید کی نظم کے یہ اشعار ہیں:

❶ تمہارے باپ کی قسم! تم بہت تھوڑا ٹھہرو گے کیونکہ اب خیر و برکت بہت تھوڑی رہ گئی ہے۔

❷ مسلمان بے چارے بے بس ہو گئے ہیں۔ اور (حضرت) عثمان بن عفان (کی شہادت) نے خونی شرارہ چھوڑا ہے۔

❸ اے ملامت کرنے والے! انسان کو فنا ہونا ہے۔ اس لیے تم اللہ کے راستے پر خوش اسلوبی سے چلتے رہو۔

* * *

تاریخ الامم والملوک

تاریخ طبری

جلد سوم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

خلافتِ راشدہ حصہ دوم (۳۵ھ - ۴۰ھ)

ترجمہ: حبیب الرحمٰن صدیقی فاضل دیوبند

اس حصہ میں حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد مدینہ میں جو واقعات پیش آئے حضرت علیؓ کی بیعت، حضرت عائشہؓ اور حضرت زبیرؓ وغیرہ کا اختلاف جنگ جمل، جنگ صفین، واقعہ تحکیم، فرقہ خارجیہ سے حضرت علیؓ کی جنگ اور شہادت کے حالات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دورِ خلافت

از

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کو دوبارہ بحال کر کے بدنظمی کو ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خون ناحق ہوا اور مسلمانوں سے کہ مدینہ منورہ کو ترک کر دیا گیا [illegible] عسکری حکمت عملی سے موزوں نہ تھا۔ ایسا اس لیے ہوا کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ دارالخلافت کی [illegible] اس کا موقع نہ دیا۔ [illegible] قوت کو [illegible] کرنے کی کوشش کی۔

عدالت کی بالادستی اگر ختم ہو جائے تو کسی قوم یا طبقہ کا کیا حال ہوگا [illegible]۔ اسی لیے مسلمانوں کا بہت بڑا نقصان اختلافات کے بعد حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو قبول کر لیا اور خون عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کرتے، بالخصوص صورت حال اور جنگ [illegible] ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عمل اس سلسلے میں بے مثال ہے۔ آپ ایک ایسی عورت تھیں جن کی کوئی اولاد نہیں تھی جس کے پاس [illegible] نہیں [illegible] کی [illegible] خلافت کی امیدوار تھیں۔ [illegible] باوجود "عدالت کی بالادستی" کے بنیادی مرکزی اصول کے لیے اپنی جان کی بازی لگا دی تھی۔ یقیناً یہ بے مثال کارنامہ ہے۔

بہرحال جو کچھ ہونا تھا وہ ہو کر رہا۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ حق کے لیے کوشاں تھے، لیکن صورت حال اس قدر خراب ہو چکی تھی اور حالات اس قدر بگڑتے ہوئے گئے کہ کوئی بھی [illegible] اور مسلمانوں کے درمیان جمل اور صفین کے خونریز معرکے بھی ہوئے اور تفرقہ [illegible] امت کی وحدت ختم ہو گئی۔

اس تاریخ کا مصنف [illegible] سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] تاریخ اسلام پر [illegible] کتاب ہے [illegible] روایات کو پرکھنے کے اصول اور تاریخ نویسی کے [illegible] حوادث کی [illegible] اسباب [illegible] اثرات [illegible] کرنے کا کام [illegible] جریر طبری [illegible] عبد الرحمٰن ابن خلدون [illegible] کے بعد آنے والے [illegible] ابن خلدون کے لیے [illegible]۔

نفیس اکیڈمی نے اس عظیم الشان ضخیم کتاب "تاریخ طبری" کا مکمل ترجمہ شائع کر کے علم کی [illegible] خدمت انجام دی ہے اس کو اہل علم اچھی طرح جانتے ہیں۔ [illegible]

قدر خدمت [illegible] کہ خدمت داشت

ہم امید کرتے ہیں کہ اہل علم اس کتاب سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے اور ہماری محنت کی داد دیں گے۔

وما توفیقی الا باللہ

* * *

فہرست مضامین

موضوع	صفحہ
باب ۱	
حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب	۵
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت	//
بیت المال کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے	۱۶
[illegible] کی [illegible]	//
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت	۱۹
[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]	//
[illegible] کی بیعت	۲۰
[illegible] کو بیعت [illegible]	//
حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ اور حضرت [illegible]	۲۰
حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]	۲۲
حضرت [illegible]	//
[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]	۲۳
[illegible] کی خلافت پر [illegible]	//
[illegible] سے [illegible]	//
[illegible] رضی اللہ عنہ کا خلافت سے انکار	//
[illegible] کی [illegible]	۲۴
[illegible] سے فرار	//

موضوع	صفحہ
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت پر [illegible]	۲۵
[illegible] حضرت [illegible]	//
[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]	۲۶
[illegible] کی [illegible]	//
[illegible]	۲۷
باب ۲	
[illegible]	۲۸
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا [illegible]	//
[illegible]	//
[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کی [illegible]	۲۹
حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]	//
[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کے [illegible]	۳۱
[illegible] کا مشورہ	//
[illegible] کا مشورہ	۳۲
[illegible] سے [illegible]	//
حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]	۳۳
[illegible] سے انکار	//

موضوع	صفحہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]	۳۳
[illegible] حضرت [illegible] سے [illegible]	۳۴
[illegible] کے بارے میں [illegible] رائے	//
[illegible]	۳۵
حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]	//
[illegible] کی [illegible]	//
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی [illegible]	۳۶
باب ۳	
حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]	۳۷
[illegible] کی [illegible]	//
[illegible] کی [illegible]	//
[illegible]	۳۸
[illegible] کی [illegible]	//
[illegible]	//
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشورہ	//
[illegible]	۳۹
[illegible] کی [illegible]	//
[illegible] کی بیعت	//
[illegible] کی [illegible]	[illegible]

[illegible]	۷۲	[illegible]	،،	[illegible]	۱۰۰
[illegible]	،،	[illegible]	۹۰	[illegible]	۱۰۱
[illegible]	،،	[illegible]	،،	[illegible]	
[illegible]	۷۷	[illegible]		[illegible]	،،
[illegible]	۷۸	[illegible]	۹۱	[illegible]	
[illegible]	،،	[illegible]	،،	[illegible]	،،
[illegible]		[illegible]		[illegible]	۱۰۲
[illegible]	۷۹	[illegible]	۹۲	قلب کا ثواب	۱۰۳
[illegible]	۸۱	[illegible]		[illegible]	
[illegible]	،،	[illegible]	،،	[illegible]	۱۰۴
[illegible]	،،	[illegible]	۹۳	[illegible]	،،
[illegible]	۸۲	[illegible]	۹۴	[illegible]	،،
[illegible]	۸۳	[illegible]	،،	[illegible]	
[illegible]	،،	[illegible]	۹۵	[illegible]	۱۰۵
[illegible]		[illegible]	،،	[illegible]	۱۰۶
[illegible]	۸۴	[illegible]	،،	[illegible]	،،
باب ۶		[illegible]	۹۶	[illegible]	۱۰۷
[illegible]	۸۵	[illegible]	،،	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	،،	[illegible]	
[illegible]	،،	[illegible]	۹۷	[illegible]	،،
[illegible]	۸۶	[illegible]	،،	[illegible]	۱۰۸
[illegible]	،،	[illegible]		[illegible]	۱۰۹
[illegible]	۸۷	[illegible]	،	[illegible]	،،
[illegible]	،،	[illegible]	۹۸	[illegible]	۱۱۰
[illegible]	۸۸	[illegible]	،،	[illegible]	
[illegible]	،،	[illegible]	،،	[illegible]	،،
[illegible]	،،	باب ۷		[illegible]	۱۱۱
[illegible]	۸۹	[illegible]	۹۹	[illegible]	۱۱۲

[illegible]

عدی بن حاتم ؓ کا مشورہ ,,
ابن زبیر ؓ کا اشتر سے مقابلہ ۱۴۴
عمرو بن علبہ ؓ کا قتل ,,
طلحہ ؓ کا حملہ ۱۴۵
طلحہ ؓ کی دعا ۱۴۶
حضرت علی ؓ کی پسپائی ,,
حضرت علی ؓ کی پیش قدمی ,,
زید بن صوحان کا قتل ۱۴۷
کعب بن سور کے بارے میں حضرت علی ؓ کی رائے ,,
حضرت عائشہ ؓ جنگ کی طرف قاصد بھیجتی ہیں ,,
کعب بن سور کا قتل ۱۴۸
مسلم بن عبداللہ ؓ کا قتل ,,
ابن یثربی کی جواب مبارزت ,,
عبداللہ بن زبیر ؓ کی غلطی ۱۴۹
ابن یثربی کے اشعار ,,
ابن یثربی کا قتل ,,
عمیر بن ابی الحارث کا جواب ۱۵۰
حارث بن قیس کے اشعار ,,
شدت جنگ ,,
جنگ جمل کا نتیجہ ۱۵۱
حضرت عائشہ ؓ کے اونٹ پر تیروں کی بوچھاڑ ,,
حضرت عائشہ ؓ کا جنگ کے بعد بصرہ میں قیام ,,
حضرت عائشہ ؓ اور عمار ؓ کی گفتگو ,,
عثمان بن حنیف کی رہائی ۱۵۲
حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں حضرت علی ؓ کی حاضری ۱۵۲
حضرت عائشہ ؓ کا عبداللہ بن خلف کے گھر میں قیام ۱۵۳
نماز کی حالت میں حضرت زبیر ؓ کی شہادت ,,
شکست خوردہ لوگوں کا حشر ۱۵۴
ابن عامر کا واقعہ ۱۵۵
مروان کی جائے پناہ ,,
عمار بن یاسر ؓ اور محمد بن ابی بکر ؓ ,,
حضرت عائشہ ؓ اور علی ؓ کا افسوس ۱۵۶
جنگ جمل کے مقتولین جنتی ہیں ,,
گناہوں کی مغفرت ۱۵۷
مقتولین کی تدفین ,,
مقتولین کی تعداد ۱۵۸
حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں حضرت علی ؓ کی حاضری ,,
توہین عائشہ ؓ کی سزا ۱۵۹
اہل بصرہ کی بیعت ۱۶۰
تقسیم مال ,,
حضرت علی ؓ کا اعلان ,,
اشتر کا فراق ,,
حضرت عائشہ ؓ کی مکہ کو روانگی ۱۶۱
اہل کوفہ کے نام فتح کا مراسلہ ,,
زیاد اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کی عدم شرکت ,,
ابن عباس ؓ کا بصرہ کی امارت پر تقرر ۱۶۲
مدینہ میں جنگ کی اطلاع ,,
حضرت عائشہ ؓ کی روانگی کی تفصیل ۱۶۳
مقتولین کی کثرت ,,
حضرت عائشہ ؓ اور عمار ؓ کی گفتگو ۱۶۴

باب ۹

امارت مصر ، محمد بن ابی حذیفہ کا قتل ۱۶۵
محمد بن ابی حذیفہ کی احسان فراموشی ,,
مصر کی امارت پر قیس بن سعد ؓ کا تقرر ۱۶۶
مصریوں کے نام حضرت علی ؓ کا خط ۱۶۷
قیس بن سعد ؓ کا خطبہ ۱۶۸
اہل خربتا ,,
امیر معاویہ ؓ کا قیس ؓ کے نام خط ۱۶۹
قیس ؓ کا جواب ,,
امیر معاویہ ؓ کا دوسرا خط ۱۷۰
قیس ؓ کا جواب ,,
قیس بن سعد ؓ کی ذہانت ۱۷۱
امیر معاویہ ؓ کی تدبیر اور قیس ؓ کی معزولی ,,
اشتر کی موت ۱۷۲
امیر معاویہ ؓ کی ایک نئی تدبیر ,,
قیس ؓ کا حضرت علی ؓ کے نام خط ۱۷۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قیس رضی اللہ عنہ کے نام ١٧٣
قیس رضی اللہ عنہ کا جواب //
محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی امارت مصر ١٧٤
قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی [illegible] ..
[illegible] //
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عہد نامہ ١٧٥
محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ ١٧٦
محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی [illegible]
[illegible] //
[illegible] سے صلح ١٧٧
[illegible] کی [illegible] //
باب ١٠
جنگ مصر کی تیاریاں ١٧٨
عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
[illegible] //
ایک [illegible] کی [illegible] کے پاس
[illegible] ١٧٩
عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا [illegible]
[illegible] ١٨٠
عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا [illegible] ١٨١
عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی [illegible] .
عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی [illegible] //
[illegible] ١٨٢
[illegible] ١٨٣
حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] //
[illegible] رضی اللہ عنہ کی [illegible] //
[illegible] ١٨٤
[illegible] رضی اللہ عنہ کی [illegible] ١٨٥
[illegible] ١٨٦
[illegible] ١٨٧
[illegible] //
[illegible] ..
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا [illegible] ١٨٨
[illegible] //
[illegible] /
[illegible] ١٨٩
[illegible] ١٩٠
[illegible] ١٩١
[illegible] ١٩٣
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب [illegible]
[illegible] .
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا [illegible] //
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا [illegible] ١٩٤
[illegible] /
[illegible] ١٩٦
[illegible]
باب ١١
[illegible]
[illegible] ١٩٧
[illegible] -
[illegible]
[illegible]
[illegible] ١٩٨
[illegible] /
[illegible]
[illegible]
[illegible] ١٩٩
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی [illegible]
[illegible] ..
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] /
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا [illegible] ٢٠٠
[illegible]
[illegible] ٢٠١
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا [illegible] ٢٠٢
باب ١٢
[illegible] سے [illegible]
[illegible] ٢٠٤
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی [illegible] /
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا [illegible]
[illegible] /
[illegible] ٢٠٥
حضرت [illegible] /
[illegible] .
[illegible] ٢٠٦
[illegible]
[illegible] /
[illegible]
[illegible] ٢٠٧
[illegible] .
[illegible] ٢٠٨
[illegible]
[illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ		علیحدگی	۲۵	مناظرہ	,,
کی جانب سے ثالثوں کا تقرر	۲۴۲	مخلصین کا بیان	,,	یزید بن قیس کی اصفہان پر تقرری	۲۶۱
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ	,,	مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی	,,	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے	
معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے تقرر		خلیفہ کے انتخاب پر بحث	۲۵۲	مناظرہ	,,
عثمان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ	,,	ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خاموشی	,,	خارجیوں کی شرائط	۲۶۲
شیعوں کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ		حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنے ساتھیوں		فیصلے کے بعد لوگوں کی روانگی	۲۶۳
کی حیثیت	۲۴۳	سے بیزاری	۲۵۳	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی	
بعثت نبی کے وقت امام ہوئی	۲۴۴	تحکیم کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ		درخواست	,,
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے	۲۴۵	کی رائے	,,	دومۃ الجندل میں حکمین کا اجتماع	,,
اشتر کی مخالفت	,,	خوارج کی تبلیغ	۲۵۴	صحابہ کرام کی آمد	۲۶۴
ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بحیثیت حکم	,,	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفین سے واپسی	,,	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا	
عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں		صالح بن تمیم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی		خلافت سے انکار	,,
احنف کی رائے	۲۴۶	گفتگو	,,	حکمین کے سوالات و جوابات	,,
امیر المومنین کے لقب پر نزاع	,,	جنگ صفین کے بارے میں لوگوں کی		خلافت کے لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نام	۲۶۵
رسول اکرم ﷺ کی صلح حدیبیہ سے مشابہت	,,	رائے	۲۵۵	ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے بیزاری	,,
خلافت کا ذکر	۲۴۷	عبداللہ بن ودیعہ کی رائے	,,	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمرو بن العاص	
فریقین کی تحکیم پر رضامندی	,,	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب	۲۵۶	رضی اللہ عنہ کو نصیحت	,,
گواہوں کے دستخط	۲۴۸	خباب کی قبر پر حاضری	,,	ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فیصلہ	۲۶۶
اشتر کی معاہدہ سے مخالفت	,,	آہ و بکا ماتم پرستی کی ممانعت	۲۵۷	عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں	
بنو تمیم کا معاہدہ سے اختلاف	۲۴۹	عبدالرحمن بن جعونہ کی رائے	,,	ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے	۲۶۷
تحکیم اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رضا		شیعان علی رضی اللہ عنہ کی ایک دوسرے		ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا اعلان	,,
مندی	,,	سے جدائی	۲۵۸	عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جوابی تقریر	,,
قیدیوں کی رہائی	۲۵۰	عبداللہ بن حمیر بن حرسی کی روانگی	,,	ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا اعتراف	۲۶۸
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر	,,	باب ۱۵		فریقین کی ایک دوسرے پر لعنت	,,
فیصلے کی تاریخ	,,	شیعان علی رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ		باب ۱۶	
علی رضی اللہ عنہ کی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے		سے علیحدگی	۲۶۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خوارج	۲۶۹
مشابہت	,,	بیعت ثانیہ	,,	خارجیوں کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ	
شیعوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے		خوارج سے ابن عباس رضی اللہ عنہما		کا مقام	,,

[illegible] ۲۷۰
خارجیوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ کی دھمکی ″
خارجیوں کی [illegible] ″
[illegible] کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب ″
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کوفہ سے روانگی ۲۷۱
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں کے لیے اعلان ۲۷۲
عبداللہ بن وہب خارجی کی تقریر ″
حرقوص بن زہیر کی تقریر ″
عبداللہ بن وہب خارجی کی بیعت ″
خارجیوں کا [illegible] ۲۷۳
حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ ″
سعد بن مسعود کی خارجیوں سے جنگ ″
خارجیوں کا نہروان میں اجتماع ۲۷۴
یزید بن ابی شوار کا انجام ″
بصرے کے خارجیوں کا فرار ″
شامیوں سے مقابلے کی تیاریاں ۲۷۵
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں کے نام خط ″
خارجیوں کا جواب ″
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ جنگ ۲۷۶
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے نام خط ″
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی تقریر ″
اہل بصرہ کا جنگ سے گریز ۲۷۷
ترغیب جنگ ″
کوفی لشکر کی تعداد ۲۷۷
سعد بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم ۲۷۸
شیعان علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے جنگ کا مشورہ ″
شیعان علی رضی اللہ عنہ کا عہد جنگ ″
عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کی شہادت ″
حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ سے سوالات و جوابات ۲۷۹
[illegible] ۲۸۰
خنزیر کا قتل کرنا فساد میں داخل ہے ″
خارجیوں کے مقابلے کی تیاریاں ″
[illegible] ۲۸۱
خون مسلم کی اباحت ″
قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی خارجیوں سے گفتگو ″
حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے خطاب ۲۸۲
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے خطاب ″
دعوت توبہ ۲۸۳

باب ۱۷

جنگ نہروان ۲۸۵
فوجی دستوں کی تقسیم ″
اعلان امان ″
ابتدائے جنگ ″
زید بن حصین طائی کا قتل ۲۸۶
عبداللہ بن وہب راسبی کا قتل ۲۸۷
حرقوص بن زہیر سعدی کا قتل ″
ذوالثدیہ کی تلاش ۲۸۸
زخمیوں کے لیے امان اور ان کی مرہم پٹی ″
مقتولین کی تدفین اور مال غنیمت کی تقسیم ″
[illegible] ۲۸۹
شیعان علی رضی اللہ عنہ کا فریب ″
ترغیب جنگ ۲۹۰
شیعان علی رضی اللہ عنہ کا جنگ سے فرار ″
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ ″
خارجیوں کی قاصد کے ساتھ بدسلوکی ۲۹۱
خوارج کے بارے میں حضور کی پیشین گوئی ۲۹۲
جنگ نہروان کی تاریخ ″
اہل خراسان سے [illegible] ″
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمال ۲۹۳

باب ۱۸

مصر کی فتح اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا قتل ۲۹۴
محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی غلطی ″
قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا مدینے سے اخراج ″
اشتر کی طلبی ۲۹۵
اشتر کی مصر کو روانگی ″
اشتر کی ہلاکت ۲۹۶
مصریوں کے نام حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط ″
محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے نام مراسلہ ۲۹۷
محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا جواب ″

[illegible]

باب ۱۹

[illegible]

باب ۲۰

[illegible]

معقل بن قیس کی روانگی	//	[illegible] کی اطاعت سے		حملہ	٣٤٣
[illegible]	٣٢٥	[illegible]	٣٣٧	بسر بن ابی ارطاۃ کی [illegible]	
[illegible]	//	باب ٢١		[illegible] روانگی	
معقل کا خط	٣٢٨	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے [illegible] پر		یمن پر بسر کا [illegible]	
[illegible] کی شکست	//	[illegible] کے لئے	٣٣٨	[illegible] کا قتل	٣٤٥
[illegible]	//	٣٩ھ کے واقعات	//	[illegible]	
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب	٣٢٩	نعمان بن بشیر کا عین التمر پر		[illegible]	//
[illegible] کا اجتماع	//	حملہ	//	[illegible]	//
اسلام کے بارے میں [illegible]		حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک جہاد		[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible] مخنف کی بیعت	//	[illegible]	//
[illegible]	٣٣٠	[illegible] روانگی	٣٣٩	باب ٢٤	
[illegible] کا قتل	//	عبداللہ فزاری کا تیما پر حملہ	//	حضرت علی رضی اللہ عنہ اور [illegible]	
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مصقلہ سے [illegible]	//	مسیب کا فزاری سے مقابلہ	٣٤٠	[illegible] کے الزامات	٣٤٧
خریت کے [illegible]		مسیب کا [illegible]		ابن عباس کی بصرہ سے مکہ	
[illegible]	٣٣١	[illegible]	//	روانگی	//
[illegible]	//	مسیب کی غداری	//	[illegible] کی روایات	//
[illegible]	٣٣٢	ضحاک [illegible] واقصہ پر حملہ	//	[illegible] ابن عباس [illegible]	
[illegible]	//	[illegible]	٣٤١	[illegible]	//
[illegible] کا قتل	//	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا [illegible] پر		حضرت علی رضی اللہ عنہ کا [illegible] جواب	//
[illegible]	٣٣٣	حملہ	//	ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جواب	٣٤٨
[illegible]	//	[illegible] کا تنازعہ	//	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دوسرا خط	//
[illegible]	٣٣٤	باب ٢٢		[illegible] کا استعفا	//
[illegible]	//	زیاد [illegible] کی جانب روانگی	٣٤٢	[illegible]	//
[illegible]	٣٣٥	زیاد کا [illegible] پر تسلط	//	باب ٢٥	
[illegible] کا جواب	//	زیاد کی [illegible]	//	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت	٣٥٠
[illegible]	٣٣٦	زیاد کی سیاست	٣٤٣	تاریخ شہادت کا اختلاف	//
خریت کے بارے میں حضرت		باب ٢٣		قتل کے اسباب	//
علی رضی اللہ عنہ کی رائے	//	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا [illegible] پر		[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کا [illegible]	//

قاتلین کی روانگی	۳۵۱	قاتل کے قتل میں زیادتی سے منع فرمانا		حضرت علی کی عمر	۳۵۹
ابن ملجم کے تاثرات	۳۵۲	روزہ	″	مدت خلافت	۳۶۰
محمد بن حنفیہ کا بیان	″	امیر معاویہ پر قاتلانہ حملہ	″	حلیہ مبارک	″
حضرت علی کی مسجد کی طرف روانگی	۳۵۳	عمرو بن العاص کا بچ نکلنا	۳۵۷	نسب و خاندان	۳۶۱
حضرت علی کی حسن سے گفتگو	″	حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت پر		ازواج و اولاد	″
وصیت	۳۵۵	حضرت عائشہ کا اظہار افسوس	۳۵۸	حضرت علی کی وفات کے بعد	۳۶۲
آخر وقت زبان کی گفتگو بند ہو گئی	۳۵۶	ابن ابی میاس کا مرثیہ	″	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اوصاف	
قاتل کے بارے میں حضرت علی		ابن ابی میاس کا دوسرا مرثیہ	۳۵۹	بیعت	″
کی وصیت	″	ابوالاسود دؤلی کا مرثیہ	″	حضرت حسن کا خطبہ	۳۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

باب ۱

خلافت امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۳۵ھ میں مدینہ منورہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی۔

قدماء مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کس وقت کی گئی اور کن کن لوگوں نے بیعت کی۔ بعض مؤرخین کی رائے تو یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جمع ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی درخواست کی۔ لیکن انہوں نے انکار فرمایا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حد سے زیادہ اصرار کیا تو انہوں نے بار خلافت اٹھانا قبول فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت:

جعفر بن عبداللہ المحمدی نے عمرو بن حماد، علی بن حسین، حسین عن ابیہ، عبدالملک بن ابی سلیمان الفزاری اور سالم بن ابی الجعد کے واسطے سے محمد بن الحنفیہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے میں اس روز اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھا۔ جب انہیں شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر ملی تو وہ فوراً اپنے گھر سے نکلے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے وہاں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو شہید کر دیئے گئے ہیں اور لوگوں کے لیے ایک نہ ایک امام کی موجودگی ضروری ہے جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ اور آج ہم روئے زمین پر آپ سے زیادہ کسی کو اس کا حقدار نہیں پاتے۔ نہ تو آج کوئی ایسا شخص موجود ہے جو اسلام میں آپ پر سبقت رکھتا ہو اور نہ کوئی ایسا فرد موجود ہے جسے آپ سے زیادہ نبی کریم ﷺ کا قرب اور آپ سے زیادہ رشتہ داری حاصل ہو۔ اس لیے یہ بار آپ اپنے کاندھوں پر اٹھائیے اور لوگوں کو اس بے چینی اور پریشانی سے نجات دیجیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہتر یہ ہے کہ تم کسی اور کو اپنا امیر بنا لو اور مجھے اس کا وزیر رہنے دو اور بہتر یہی ہے کہ کوئی دوسرا امیر ہو اور میں اس کا وزیر ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: خدا کی قسم ہم آپ کے علاوہ کسی کی بیعت کے لیے تیار نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم مجھے مجبور کر رہے ہو تو بہتر یہ ہے کہ بیعت مسجد میں ہونی چاہیے کیونکہ لوگوں پر میری بیعت مخفی نہ رہے اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر یہ خلافت مجھے حاصل بھی نہیں ہو سکتی۔

سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مسجد میں جانا

معلوم نہیں ہوا۔ کیونکہ مجھے یہ خوف تھا کہ لوگ ان کے خلاف ہو جائیں گے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میری بات قبول نہیں فرمائی اور مسجد تشریف لے گئے۔ وہاں تمام مہاجرین و انصار نے جمع ہو کر آپ کی بیعت کی۔ اس کے بعد پھر لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

بیعت عام کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت:

جعفر بن عبداللہ المحمدی نے عمرو بن حماد، علی بن حسین، حسین بن عیسیٰ اپنے والد ابو میمونہ کے واسطے سے ابو بشیر العابدی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو میں مدینہ میں موجود تھا۔ مہاجرین و انصار جمع ہو کر جن میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا اے ابوالحسن! اپنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مجھے خلافت کی کوئی حاجت نہیں۔ تم نے جس کو خلیفہ بنانا چاہو میں اس سے خوش ہوں اور اس معاملہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

مہاجرین و انصار نے جواب دیا ہم آپ کے علاوہ کسی کو خلیفہ بنانے کے لیے تیار نہیں۔

الغرض حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مہاجرین و انصار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بار بار حاضر ہوتے رہے اور انہیں خلافت قبول کرنے پر مجبور کرتے رہے حتیٰ کہ ان مہاجرین و انصار نے ایک بار یہاں تک کہا کہ خلافت کے بغیر معاملات ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ اور آپ کی ٹال مٹول سے معاملہ طویل تر ہوتا جا رہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا چونکہ تم مجھے بار بار آ کر مجبور کر رہے ہو تو میں بھی تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں اگر تم میری بات قبول کرو گے تو میں خلافت قبول کروں گا ورنہ مجھے خلافت کی کوئی حاجت نہیں۔

مہاجرین و انصار نے وعدہ کیا کہ آپ جو کچھ بھی کہیں گے ہم ان شاء اللہ اسے ضرور قبول کریں گے۔ یہ وعدہ لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے۔ اور منبر پر بیٹھے لوگ آپ کے اردگرد جمع ہو گئے۔ آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا

"میں نے تمہاری اس خلافت کو بادل نخواستہ قبول کیا ہے کیونکہ تم لوگوں نے مجھے اس پر انتہائی مجبور کیا۔ اور میرے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ پس میں نے چاہا کہ میں تمہاری یہ درخواست قبول کر لوں۔

اب میری شرط صرف اتنی ہے کہ تمہارے خزانوں کی چابیاں اگرچہ میرے قبضہ میں ہوں گی لیکن میں تمہاری رضامندی کے بغیر اس میں سے ایک درہم بھی نہ لوں گا۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ بات قبول فرمائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا جواب سن کر فرمایا اے اللہ تو ان پر گواہ رہ۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیعت لی۔

ابو بشیر کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے قریب کھڑا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ سن رہا تھا۔

پہلی بد فالی:

محمد بن شبہ نے علی بن محمد کے ذریعہ ابو بکر الہذلی سے ابو الملیح کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت

[illegible]

اعتراض حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی دلیل

[illegible]

[illegible]

کرلو اور اگر تم خود خلیفہ بننا چاہو تو میں تمہاری بیعت کے لیے تیار ہوں۔ انہوں نے جواب دیا: نہیں ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ اس کے بعد طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے ہمیں اپنی جانوں کا خوف تھا اس لیے ہم نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور ہم یہ جانتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ ہماری بیعت کرنے والے نہیں۔ یہ دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چار ماہ بعد مکہ چلے گئے۔

عمومی بیعت:

عمرو بن شبہ نے ابو الحسن ابو یوسف عبد الملک بن ابی سلیمان اور سالم بن ابی الجعد کے ذریعہ محمد بن الحنفیہ سے بیان کیا ہے۔

محمد بن الحنفیہ کہتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو میں اس وقت اپنے والد کے ساتھ تھا جب میرے والد اپنے گھر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ شخص تو قتل کر دیا گیا ہے اور کسی نہ کسی کا خلیفہ ہونا ضروری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اس کام کے لیے شوریٰ منعقد کی جائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواباً عرض کیا ہم آپ سے راضی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر بیعت مسجد میں ہونی چاہیے تاکہ لوگوں کی رضا بھی حاصل ہو جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد تشریف لے گئے۔ بیعت کرنے والوں نے آپ کی بیعت کی۔ انصار نے بھی آپ کی بیعت کی لیکن انصار کے چند افراد نے آپ کی بیعت سے گریز کیا۔ حضرت محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارے ہاں اس بیعت کی اس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں جیسے ایک کتا مچھر زمین پر اک گرا رہا ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیعت علی رضی اللہ عنہ سے گریز:

عمرو بن شبہ نے ابو الحسن اور ابو ہاشم کے ایک شیخ کے واسطے عبد اللہ بن حسن سے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے تو تمام انصار نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی صرف معدودے چند افراد نے اس سے گریز کیا جن میں حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، ابو سعید الخدری، محمد بن مسلمہ، نعمان بن بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیج، فضالہ بن عبید اور کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم تھے یہ سب کے سب عثمانی تھے کسی نے عبد اللہ بن الحسن سے سوال کیا۔ ان لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے کیوں انکار کیا تھا اور یہ لوگ عثمانی کس طرح ہو گئے۔ عبد اللہ بن الحسن نے جواب دیا واقعہ یہ تھا کہ حسان رضی اللہ عنہ تو ایک شاعر تھے یہ بھی خبر نہیں کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔

جہاں تک زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو انہیں عثمان رضی اللہ عنہ نے قضا و فیصلہ کا ذمہ دار بنایا تھا۔ اور بیت المال بھی ان کے سپرد کیا تھا۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ کو محصور کیا گیا تو اس نے دروازہ پر ندا دی تھی کہ اے گروہ انصار تم اللہ کے مددگار بن جاؤ جس پر ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسے یہ جواب دیا تھا کہ تو تو عثمان رضی اللہ عنہ کی اس لیے مدد کرنا چاہتا ہے کہ تیرے باغ محفوظ ہو جائیں۔

رہے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تو انہیں عثمان رضی اللہ عنہ نے قبیلہ مزینہ کے صدقات کا عامل بنایا تھا انہوں نے مزینہ سے جو صدقات وصول کیے تھے وہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے چھوڑ دیے تھے۔

عبد اللہ بن الحسن کا بیان ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے جس نے خود زہری سے سنا تھا زہری کا یہ قول بیان کیا ہے کہ مدینے سے ایک جماعت شام بھاگ کر چلی گئی اور اس نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی اور قدامہ بن مظعون، عبد اللہ بن سلام اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم نے بھی بیعت نہیں کی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے علی رضی اللہ عنہ کی مجبوراً بیعت کی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ

زبیر رضی اللہ عنہ نے قتل عام بیعت نہیں کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی باہمی گفتگو

ابن عساکر اور امام رازی نے ابو حسین بن ابو بکر بن ابی شیبہ سے موسیٰ بن عقبہ کے ذریعہ ایک شیخ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ ان سے ایک صاحب نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خیبر میں تھے۔ جب وہ خیبر سے واپس آئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جانے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا تاکہ ان دونوں کی گفتگو سنوں۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد ان سے خطاب کر کے فرمایا:

"اے علی! میرے ذمے تمہارے بہت سے حقوق ہیں جن میں سب سے اول حق اسلام کا حق ہے اور دوسرا بھائی بندی کا حق ہے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں جب بھائی چارہ کرایا تو میرا تمہارے ساتھ بھائی چارہ کرایا تھا۔ تیسرا تمہاری رشتہ داری کا حق ہے اور ایک سسرالی حق بھی ہے اور میں نے عہد و پیمان کا کوئی ذکر نہیں کیا تب بھی تم پر لازم ہے۔ ہم دونوں اگر جاہلیت میں ہوتے تب بھی بنو عبد مناف کے لیے یہ بڑی شرم کی بات ہوتی کہ بنو تیم کا آدمی عبد مناف سے ان کی حکومت چھین لے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: اے عثمان! تم نے جو حقوق گنوائے ہیں وہ بالکل ٹھیک ہیں اور تم نے عبد مناف کی جو بات ذکر کی ہے تو ہم ان سے حکومت نہیں چھننے دیں گے۔ تم نے جو بات کہی ہے عنقریب تمہارے پاس اس کی خبر پہنچ جائے گی۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے مسجد تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے قریب بلایا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر کی جانب چلے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ ہم حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے۔ وہاں لوگ جمع تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا: اے طلحہ! یہ کیا معاملہ ہے جس میں تم پڑ گئے ہو؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو الحسن! اب تو پانی سر سے گزر چکا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور وہاں سے بیت المال پہنچے اور فرمایا: اس کا دروازہ کھولو۔ چابی نہ ملی تو انہوں نے دروازہ توڑ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام مال نکال کر لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس جو لوگ موجود تھے جب انہیں یہ اطلاع ملی کہ حضرت علی لوگوں میں مال تقسیم کر رہے ہیں تو وہ وہاں سے کھسکنے لگے اور آ گئے یہاں تک کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی بھی باقی نہ رہا اور وہ اکیلے رہ گئے اور یہ حال دیکھ کر خوش ہو گئے۔

پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو وہ اس کام سے بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ گھر سے نکل کر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کی جانب چلے تو میں ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا تاکہ یہ معلوم کرلوں کہ طلحہ چپکے سے کیا گفتگو کرتے ہیں اور وہاں گفتگو کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔

طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچ کر اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ جب اجازت مل گئی تو وہ اندر پہنچے اور کہنے لگے: اے امیر المومنین! میں اپنی غلطیوں کی اللہ سے معافی طلب کرتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے ایک کام کا ارادہ کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے پورا نہیں ہونے دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے طلحہ! تم تائب ہو کر نہیں آئے ہو بلکہ مجبور اور بے بس ہو کر آئے ہو۔ تم سے بدلہ اللہ تعالیٰ ہی لینے کو کافی ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بیعت علی رضی اللہ عنہ پر مجبور کیا گیا تھا:

حارث، ابن سعد، محمد بن عمر، ابو بکر بن اسمٰعیل بن محمد بن سعد، اپنے والد اسمٰعیل کے ذریعے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے میں نے اس حال میں بیعت کی کہ تلوار میرے سر پر چمک رہی تھی۔ سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ تلوار ان کے سر پر موجود تھی یا نہیں؟ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ طلحہ رضی اللہ عنہ سے زبردستی بیعت لی گئی تھی۔ اسمٰعیل کا بیان ہے کہ مدینہ کے تمام لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی صرف سات آدمیوں نے اس سے گریز کیا۔ جن میں سعد بن ابی وقاص، ابن عمر، صہیب، زید بن ثابت، محمد بن مسلمہ، سلمہ بن وقش اور اسامہ بن زید شامل تھے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے ان میں سے کسی نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے انکار نہیں کیا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا واقعہ:

زبیر بن بکار نے مصعب بن عبداللہ، عبداللہ بن مصعب بن ثابت، عبداللہ بن مصعب، موسیٰ بن عقبہ اور ابو حبیبہ مولی الزبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو علی رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ ابو حبیبہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ علی رضی اللہ عنہ آئے ہوئے ہیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور اسے اپنے بستر کے نیچے رکھ لیا اور اس کے بعد مجھ سے کہا جاؤ انہیں اندر بلا لاؤ۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اندر پہنچ کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور سامنے کھڑے رہے اس کے بعد تھوڑی دیر کھڑے رہ کر واپس چلے گئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: بات یہ ہے کہ یہ شخص اندر آ کر ایک امر سے واقف ہو چکا ہے۔ دیکھنا ادھر تو تلوار نظر نہیں آتی ہے۔ میں اس جگہ پر گیا جہاں علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تھے تو مجھے تلوار کی دھار نظر آئی۔ میں نے کہا ہاں تلوار کی دھار نظر آ رہی ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسی وجہ سے یہ شخص جلدی چلا گیا۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ پہنچے تو لوگوں نے ان سے زبیر رضی اللہ عنہ کا ارادہ دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا میں نے اپنے بھائی کی ذات کو بہت نیک اور صلہ رحم پایا ہے اس لیے لوگوں نے زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے اپنے دل میں اچھا خیال پیدا کر لیا۔ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ بھی کہا کرتے تھے کہ انہوں نے میری بیعت کر لی تھی۔

قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا مدینہ پر قبضہ:

سری نے شعیب، سیف بن عمر، محمد بن عبداللہ بن سواد بن نویرہ، طلحہ بن الاعلم، ابو حارثہ اور ابو عثمان کے حوالے سے یہ واقعہ مجھے تحریر کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مدینہ پر پانچ دن تک غافقی بن حرب کا قبضہ رہا اور وہاں کوئی امیر نہ تھا۔ قاتلین اس تلاش میں مصروف تھے کہ کوئی ایسا شخص مل جائے جو اس خلافت کو سنبھال لے۔ مصری حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے چکر لگا رہے تھے اور وہ ان سے بچنے کے لیے مدینہ کے باغوں میں جا کر چھپ جاتے تھے۔ کوفی زبیر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں تھے وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے اور اس خلافت سے بیزاری ظاہر کی جو قاتلین کے ذریعہ حاصل ہو۔

اہل بصرہ طلحہ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں مصروف تھے۔ جب یہ طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کی خلافت سے وحشت اور بیزاری ظاہر کی۔ مصری بار بار اصرار کرتے رہے لیکن وہ ان سے دور ہی رہے۔ یہ سب کے سب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر متفق تھے لیکن اس میں یہ باہم مختلف تھے کہ کسے خلیفہ بنایا جائے ہر فریق اپنی اپنی خواہش کا اصرار کرتا تھا۔

باغیوں کا سعد رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق:

جب باغیوں نے یہ دیکھا کہ طلحہ، زبیر اور علی رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ان کی بات قبول نہیں کرتا تو ان تینوں گروہوں نے باہم اس پر اتفاق کیا کہ اب ان تینوں کو ہرگز بھی خلیفہ نہ بنانا چاہیے اور ہر اس شخص کو خلافت سپرد کر دینی چاہیے جو سب سے پہلے ہماری بات تسلیم کرے۔ ان سب نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور کہلوایا آپ اصحاب شوریٰ میں داخل ہیں اور ہم سب کا آپ کی خلافت پر اتفاق ہے۔ آپ تشریف لائیے تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہلوایا جہاں تک میرا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا تعلق ہے تو ہم دونوں تو پہلے ہی سے خلافت سے منحرف ہیں ہمیں خلافت کی کسی حال میں بھی ضرورت نہیں۔ آخر میں سعد رضی اللہ عنہ نے تمثیلاً یہ شعر تحریر کیا:

لا تخلطنّ خبيثات بطيّبة
واخلع ثيابك منها وانج عريانا

”تو پاک چیزوں کے ساتھ خبیث چیزوں کو ہرگز نہ ملا۔ بلکہ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ اپنے کپڑے اتار کر ننگا پھرا کر تاکہ باطن ظاہر ہو جائے۔“

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خلافت کی خواہش:

اس کے بعد سب باغی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں آپ اس خلافت کو کیوں نہیں سنبھالتے۔ انہوں نے فرمایا اس خلافت میں اب انتقام کی دعوت پیدا ہو چکی ہے اور میں اپنے آپ کو اس کے لیے پیش نہیں کر سکتا۔ اس انتقامی کارروائی کے لیے تم میرے علاوہ اور کسی کو تلاش کر لو۔

الغرض یہ قاتلین ہر طرف سے مایوس ہو گئے۔ یہ حیران تھے کہ انہیں کیا کرنا چاہیے اور فیصلہ انہی کے ہاتھ میں تھا۔

طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کا خلافت سے انکار:

سری نے شعیب، سیف، سہل بن یوسف اور قاسم بن محمد کے حوالے سے مجھے یہ تحریر کیا ہے کہ یہ قاتلین جب طلحہ رضی اللہ عنہ کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عثمانؓ کی شہادت کو پانچ روز گزر گئے اور جمعرات کا دن ہوا یعنی ۲۴ ذی الحجہ کو اہل مدینہ مجتمع ہوئے سعدؓ اور زبیرؓ اس اجتماع میں موجود نہ تھے۔ یہ دونوں مدینہ سے باہر تھے۔ طلحہؓ بھی اس اجتماع میں شریک نہیں ہوئے۔ وہ اپنے باغ میں بیٹھے رہے جو بنی امیہ بھاگنے کی قدرت رکھتے تھے وہ مدینہ سے بھاگ گئے تھے اور ولید بن عقبہ اور سعید بن العاص مکہ کی طرف چلے گئے تھے۔ یہ دونوں سب سے پہلے بھاگنے والے تھے ان کے بعد مروان فرار ہوا۔ پھر یکے بعد دیگرے لوگ مدینہ چھوڑ کر فرار ہوتے رہے۔ جب اہل مدینہ جمع ہو گئے تو اہل مصر نے ان سے کہا کہ تم لوگ اصحاب شوریٰ ہو اور تم ہی لوگ خلیفہ کا انتخاب کر سکتے ہو۔ تم جسے مناسب سمجھو اسے منتخب کر لو ہم تمہارے تابع ہیں۔ تمام اہل مدینہ نے جواب دیا: ہم سب علیؓ پر راضی ہیں۔

حضرت طلحہؓ کی خلافت علیؓ پر رضامندی

علی بن مسلم نے حبان بن ہلال، جعفر بن سلیمان کے حوالے سے عوف کا یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے محمد بن سیرین کو یہ کہتے سنا کہ حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ کے پاس گئے اور فرمایا: اے طلحہؓ! اپنا ہاتھ پھیلاؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں۔ حضرت طلحہؓ نے فرمایا کہ آپ مجھ سے زیادہ حقدار ہیں اور آپ امیر المومنین ہیں آپ اپنا ہاتھ پھیلایئے۔ حضرت علیؓ نے ہاتھ پھیلایا اور حضرت طلحہؓ نے ان کی بیعت کی۔

اہل مدینہ کو قاتلین عثمانؓ کی دھمکی:

سری نے شعیب، سیف، محمد اور طلحہ کے حوالے سے مجھے تحریراً مطلع کیا ہے کہ محمد اور طلحہ کہتے ہیں کہ ان قاتلین عثمانؓ نے اہل مدینہ سے کہا: اے اہل مدینہ! تم لوگوں کے لیے دو دن کی مہلت ہے اگر تم ان دو دنوں میں خلیفہ کا انتخاب نہ کرو گے تو خدا کی قسم ہم کل علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیں گے۔ اس اعلان کے بعد اہل مدینہ علیؓ کے پاس جمع ہوئے اور ان سے عرض کیا: ہم آپ کی بیعت کے لیے تیار ہیں کیونکہ آپ نے اسلام کی خاطر مصائب برداشت کیے ہیں اور آپ ذوی القربیٰ میں داخل ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: بہتر یہ ہے کہ تم میرے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنا لو کیونکہ آج کل روز بروز ایسے نئے واقعات پیش آ رہے ہیں جن میں نہ تو دل ثابت قدم رہ سکتے ہیں اور نہ عقلیں کام کر سکتی ہیں۔

اہل مدینہ نے عرض کیا: ہم آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں۔ کیا آپ حالات نہیں دیکھ رہے؟ کیا آپ اسلام کی اس حالت پر غور نہیں کرتے؟ کیا آپ ان فتنوں کو نہیں دیکھتے؟ کیا آپ کو اللہ کا کوئی خوف نہیں ہے؟

حضرت علیؓ نے فرمایا: میں نے تمہاری بات قبول کر لی لیکن یہ جان لو کہ اگر میں نے تمہاری بات مان لی تو میں اپنے علم کے مطابق تمہیں لے کر چلوں گا اور اگر تم مجھے چھوڑ دو گے تو میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ تم نے جسے بھی امیر بنایا میں اس کا سب سے زیادہ مطیع اور فرمانبردار ہوں گا اور سب سے زیادہ اس کا حکم سنوں گا۔

پھر یہ لوگ اہل مدینہ منتشر ہو گئے اور کل فیصلہ کی تاریخ مقرر کی اور باہم مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ اس فیصلہ میں طلحہ و زبیرؓ کی شرکت بھی ضروری ہے ورنہ معاملہ درست نہ ہو پائے گا۔ یہ فیصلہ کر کے حضرت زبیرؓ کے پاس حکیم بن جبلہ العبدی کو چند آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ کہا کہ زبیرؓ سے جا کر کہو کہ وہ اختلاف سے پرہیز کریں۔ یہ لوگ جب حضرت زبیرؓ

کے پاس پہنچے تو انہیں تلوار سے مار رہے تھے۔

اس طرح طلحہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] بیعت [illegible] [illegible]

اہل [illegible] اہل [illegible] [illegible]

اہل کوفہ اور اہل بصرہ [illegible] [illegible] [illegible] تھے۔

جب جمعہ کا دن آیا تو سب لوگ مسجد میں جمع ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور منبر پر چڑھے اور فرمایا اے لوگو! [illegible] اگر تم چاہتے ہو [illegible] لوگوں نے جواب دیا ہم نے [illegible] آپ [illegible]

پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] بیعت [illegible] انہوں نے بیعت کی اور [illegible] سب سے پہلے بیعت کرنے والے ہیں۔

طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ شل تھا۔ جب یہ بیعت کرنے [illegible] تو جب یہ بیعت کر چکے تو [illegible] اور کہا [illegible] سب سے پہلے بیعت [illegible] یہ بیعت پوری نہ ہوگی۔

اس کے بعد زبیر رضی اللہ عنہ [illegible] بیعت [illegible] زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بارے میں اختلاف ہے۔

پھر ان لوگوں کو لایا گیا [illegible] اس کے بعد عام لوگوں نے بیعت کی۔

اشتر کی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سختی

سری نے شعیب سیف [illegible] کے واسطے سے [illegible] روایت کیا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے [illegible] تو اشتر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس [illegible] حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] گلے سے پکڑ کر کھینچتا ہوا لے آیا [illegible] انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

حکیم بن جبلہ کی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سختی

سری نے شعیب سیف [illegible] کے واسطے سے [illegible] روایت [illegible] کہ حکیم بن جبلہ حضرت

زبیرؓ کو لے کر آیا اور انھیں بیعت پر مجبور کیا۔ حضرت زبیرؓ کہا کرتے تھے کہ میرے پاس بنو عبدالقیس کے چوروں میں سے ایک چور آیا تھا اس لیے میں نے مجبوراً بیعت کر لی۔

بیعت عامہ:

سری نے شعیب سیف کے حوالے سے محمد اور طلحہ سے [illegible] پاس آئے [illegible] تھے پھر سب لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

امام طبری فرماتے ہیں [illegible] لوگ بیعت کے لیے [illegible] گئے تھے اور [illegible] بیعت کے لیے [illegible] جب ان سب نے بیعت کر لی تو پھر [illegible] اہل مدینہ کی بیعت [illegible] انھوں نے [illegible] بیعت [illegible] اس بیعت کے بعد سب اپنے اپنے مقامات کی طرف چلے گئے اور اختلاف کی تمام روایات ختم ہو گئیں۔

* * *

باب ۲

آغاز خلافت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت جمعہ کے دن کی گئی اس وقت ذوالحجہ کے ختم میں پانچ دن باقی تھے۔ یہ دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سے گنے جاتے تھے۔ خلافت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔

سری نے شعیب، سیف اور سلیمان بن ابی المغیرہ کے حوالے سے علی بن حسین کی روایت بیان کی ہے وہ کہا کرتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالنے کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ دیا اس میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا

"اللہ عزوجل نے ایک کتاب نازل فرمائی جو لوگوں کو ہدایت کرنے والی ہے اس کتاب میں ہر قسم کے خیر و شر کو بیان فرمایا اب تمہیں چاہیے کہ تم خیر کو قبول کرو اور شر کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرو وہ تمہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سے امور حرام فرمائے ہیں جو مخفی نہیں ہیں اور تمام حرام امور میں سب سے زیادہ مسلمانوں کا خون حرام فرمایا ہے۔ اس نے مسلمانوں کے حقوق کو اخلاص اور اتمام توحید سے مضبوطی سے باندھا ہے۔

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں سوائے اس صورت کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ایذا دہی کا حکم دیا ہے۔

تم موت آنے سے پہلے عمل کر لو اور عوام کے انتظام سے پہلے عمل کر لو کیونکہ لوگ تو تمہارے سامنے موجود ہیں اور موت تمہیں پیچھے سے آواز دے رہی ہے تم کو ہلکا پھلکا ہو جانا چاہیے تاکہ تم جلدی سے مل سکو لوگ تو ایک دوسرے کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ تم اللہ کے بندوں اور اس کے شہروں کی بربادی کے معاملے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم سے ہر بات کا سوال کیا جائے گا حتیٰ کہ چوپایوں اور زمین کے ٹکڑوں کے بارے میں بھی تم سے سوال ہو گا۔

اللہ عزوجل کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو اور جب تمہیں خیر نظر آئے تو اسے قبول کر لو اور جب برائی دیکھو تو اسے چھوڑ دو اور اس وقت کو یاد کرو جب تم لوگ تھوڑی تعداد میں تھے اور زمین میں کمزور تھے۔"

مصریوں کا نعرہ:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبے سے فارغ ہو گئے تو ابھی آپ منبر ہی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ مصریوں نے عرض کیا۔

خذها إليك واحذرن أبا حسن إنا نمر الأمر إمرار الرسن

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

[illegible]

کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ اے علی رضی اللہ عنہ! ہم نے آپ کی بیعت کے وقت یہ شرط کی تھی کہ آپ حدود کو قائم فرمائیں گے اور آپ کو یہ معلوم ہے کہ باغیوں کی یہ تمام جماعت قتل عثمان رضی اللہ عنہ میں شریک ہے اور اس طرح انہوں نے مسلمانوں کے خون کو حلال کیا ہے اس لیے آپ پر ان سب لوگوں سے قصاص لینا فرض ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بھائیو! میں تمہاری طرح ان امور سے ناواقف نہیں۔ لیکن ہم اس قوم کا کیا کر سکتے ہیں جو ہماری مالک بنی ہوئی ہے اور ہم ان کے مالک نہیں اور پھر اس قتل میں تم لوگوں کے غلام بھی شریک ہیں اور ان کے ساتھ کچھ دیہاتی بھی آن ملے ہیں اور وہ تمہارے درمیان ہیں اور جس بات پر چاہتے ہیں تمہیں مجبور کر دیتے ہیں تو کیا ان حالات میں تم قصاص لینے پر کچھ قدرت رکھتے ہو؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں!

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! تم جو کچھ چاہتے ہو میں بھی ان حالات کو دیکھ رہا ہوں اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حالات بعینہٖ جاہلیت کے حالات ہیں اور اس قوم میں ابھی جاہلیت موجود پایا جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان کا کوئی ایک مقصد اور طریقہ نہیں کہ وہ اس طریقہ پر چل کر ہمیشہ زمین میں موجود رہے۔

لوگ خلافت کے معاملے میں کئی قسم کے ہیں ایک طبقہ کی رائے وہ ہے جو تم سوچ رہے ہو اور دوسرے طبقہ کی رائے تمہاری رائے کے خلاف ہے اور ایک فرقہ ان رایوں کے علاوہ کا حامی ہے اور تیسری رائے کا۔

لہٰذا جب تک لوگ اپنے اپنے مقام پر ٹھہر جائیں اور دل درست نہ ہو جائیں اس وقت تک قصاص ممکن نہیں۔ اب تم میرے پاس سے جاؤ اور یہ دیکھو کہ تمہارے لیے کیا نئے معاملات پیش آتے ہیں اور ان حالات کا مطالعہ کر کے میرے پاس واپس آؤ۔

یہ بات قریش پر بہت گراں گزری اور انہوں نے مدینہ سے بھاگنا شروع کر دیا اور سب سے پہلے بنو امیہ مدینہ چھوڑ کر بھاگے اور لوگ متفرق ہو گئے۔

حتیٰ کہ بعض لوگ یہاں تک کہنے لگے کہ اگر ان حالات میں اسی طرح اضافہ ہوتا رہا اور اسی طرح یہی حالت رہی تو ہم ان شریروں کی مدد کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے اس حق میں توقف کرنا پڑے گا۔

کچھ لوگوں نے کہا کہ ہمارے ذمہ جو کام لازم ہے ہمیں فوراً اس کا فیصلہ کر لینا چاہیے اور اس میں ہرگز بھی تاخیر نہ کرنی چاہیے۔ علی رضی اللہ عنہ تو اپنی رائے ختم کر چکے ہیں اس طرح ان کا کام بھی ہمارے کندھوں پر آ پڑا ہے اور ہمیں جو حالات نظر آ رہے ہیں ان سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ غیروں اور اجنبیوں سے بھی زیادہ قریش پر سختی کریں گے۔ اس بات کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک عام خطبہ دیا اور خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد قریش کی فضیلت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں خود قریش کا محتاج ہوں اور مجھے ہر وقت ان کی فکر لگی ہوتی ہے اور ان کے بغیر مجھ کو زندگی بھی بیکار ہے اور اس خلافت کے معاملہ میں بھی ان پر کوئی زبردستی نہیں مجھے اس کا اجر اللہ عزوجل ہی عطا فرمائے گا۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا: جو غلام اپنے مالک کے پاس واپس نہ جائے گا ہم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ یہ اعلان سبائیوں اور اعراب پر بہت گراں گزرا اور وہ آپس میں کہنے لگے کل کو ہمارے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آنے والا ہے اور

ہم پھر اختیار بھی نہ رکھیں گے اسی لیے اس کا ابھی سے تدارک کر لینا چاہیے۔

سبائیوں کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے انکار:

مجھے سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے یہ لکھ کر روانہ کیا کہ محمد اور طلحہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیعت کے تیسرے روز لوگوں کو خطبہ دینے کے لیے باہر تشریف لائے اور فرمایا:

"اے لوگو! اعراب کو اپنے پاس سے نکال دو۔ پھر فرمایا: اے اعراب تم اپنے چشموں پر واپس چلے جاؤ"۔

اعراب نے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس حکم کی اطاعت کی لیکن سبائی فرقے نے انکار کر دیا۔

اس خطبے کے بعد حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور نبی کریم ﷺ کے بہت سے صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اب تم لوگ اپنے قاتل کو پکڑ کر قتل کر دو۔ ان حضرات نے جواب دیا: وہ قاتل تو اس سے بھی زیادہ چھائے ہوئے ہیں کہ اعراب کے چلے جانے سے بھی ان کی قوت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! آج کے بعد وہ سب سے بھی زیادہ چھا جائیں گے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا:

ولو ان قومی طاوعتنی سراتہم　　　امرتہم امرا یدیخ الاعادیا

ترجمہ: "اگر میری قوم کے سردار میری اطاعت کرتے تو میں انہیں ایسی بات کا حکم دیتا جس سے دشمن کی ذلت ہوتی"۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے بصرہ جانے کی اجازت دے دیجئے، میری جانب سے کسی قسم کا خطرہ دل میں نہ لائیے میں وہاں لشکر میں شامل رہوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس پر غور کروں گا۔

اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے کی درخواست کی اور عرض کیا کہ آپ میری جانب سے کوئی کھٹکا نہ کیجئے۔ میں وہاں شہر میں مقیم رہوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی درخواست پر بھی یہی فرمایا کہ میں اس پر غور کروں گا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو جب اس مجلس کا حال معلوم ہوا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: مجھ پر آپ کے دو حق ہیں: ایک اطاعت کا حق اور دوسرے نصیحت کا حق۔ آج کے روز بہترین رائے وہ ہے جس سے آپ کل آئندہ پیش آنے والے امور سے اپنی حفاظت کر لیں اور آج کے ضائع ہو جانے سے آپ ان چیزوں کو بھی ضائع کر دیں گے جو کل واقع ہو سکتی ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن عامر رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدوں پر قائم رکھئے اسی طرح باقی گورنروں کو بھی ان کے عہدوں پر برقرار رکھئے۔ جب یہ لوگ آپ کی اطاعت کر لیں اور لشکری آپ کی بیعت کر لیں تو اس وقت مناسب سمجھیں تو ان گورنروں کو تبدیل کر دیں یا انہیں ان کے عہدوں پر رہنے دیں اس وقت آپ کو ان پر ہر قسم کا اختیار ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس رائے پر غور کروں گا۔

اس کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے چلے آئے اور اگلے روز پھر ان کے پاس گئے اور کہنے لگے: میں نے کل آپ کو ایک مشورہ دیا تھا لیکن بہترین رائے یہ ہے کہ آپ فوراً انہیں ان کے عہدوں سے برطرف کر دیں۔ تاکہ ہر ایک سننے والے

ان کا دل مطمئن ہو جائے اور وہ آپ کی خلافت قبول کر لے۔ اس کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے چلے گئے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

مغیرہ رضی اللہ عنہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے واپس گئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور عرض کیا: "مغیرہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس سے گئے ہیں، یہ کس لیے آئے تھے؟"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کل بھی میرے پاس آئے تھے اور مجھے یہ مشورہ دیا تھا۔ اور آج آ کر یہ مشورہ دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کل انہوں نے آپ کو جو مشورہ دیا تھا وہ واقعی اول تا آخر خیر خواہی پر مبنی تھا اور آج انہوں نے آپ کو دھوکا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر آپ کی کیا رائے ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری رائے تو یہ تھی کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے بلکہ اس سے قبل ہی آپ مدینہ چھوڑ کر مکہ چلے جاتے اور وہاں اپنے گھر بیٹھ رہتے اور گھر کا دروازہ بند کر لیتے۔ اہل عرب مجبور و پریشان ہو کر آپ کے پاس آتے اور آپ کے علاوہ انہیں کوئی اور نظر نہ آتا، اس وقت آپ کی خلافت پر سب کا اتفاق بھی ہوتا اور آپ اس الزام سے بری الذمہ ہو جاتے۔

جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے وہ آپ پر اس خلافت کے معاملے میں الزام لگانے کے لیے زیادہ سے زیادہ جو کوشش کریں گے اور لوگوں کو شبہات میں ڈالیں گے وہ یہی ہوگی کہ قصاص کا مطالبہ کریں گے جس کا ان لوگوں نے مطالبہ کیا ہے۔ مدینہ والوں سے بڑھ کر آپ کو قدرت حاصل نہ ہو سکی اور نہ وہ ان کی تعداد میں قدرت پا سکیں گے۔ اور اگر بالفرض یہ لوگ انہیں سپرد بھی کر دیں تو بھی وہ اپنے حقوق کو نہ چھوڑیں گے اور وہ ایسے شبہات پیدا کریں گے جس سے وہ زیادہ شبہات پیدا کیے جا سکیں اور اللہ کی قسم میں مغیرہ رضی اللہ عنہ کو بھی جانتا ہوں، آج انہوں نے جو مشورہ دیا وہ خیر خواہی کا نہیں تھا، جب انہوں نے مجھے نصیحت کی تھی تو میں نے اسے رد کر دیا۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ اس گفتگو کے بعد مدینہ چھوڑ کر چلے گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حج سے واپسی:

حارث نے ابن سعد سے، انہوں نے محمد بن عمر الواقدی سے، انہوں نے عبدالرحمن بن ابی الزناد، عبداللہ بن محمد بن عقیل کے حوالے سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے طلب فرمایا اور امیر حج بنایا۔ میں حج کی قیادت کے سلسلے میں مکہ گیا اور لوگوں کو حج کرایا اور ان کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سنایا۔ پھر حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ واپس آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو چکی تھی۔ سب سے پہلے میں ان کے گھر پہنچا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مغیرہ رضی اللہ عنہ کی رائے قبول کرنے سے انکار:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ خلوت میں تھے جس کی وجہ سے مجھے باہر روک دیا گیا۔ جب مغیرہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو میں اندر گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ آپ سے کیا کہہ رہے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے قبل انہوں نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ آپ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ، معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کے دیگر عاملوں کو ان کے عہدوں پر برقرار رہنے دیں۔ اس طرح لوگ آپ کی بیعت کر لیں گے اور تمام مقامات پر سکون و اطمینان پیدا ہو جائے گا اور لوگ وہیں اپنی اپنی جگہ جا کر مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں گے۔ میں نے اس بات سے انکار کیا اور ان سے یہ جواب دیا کہ اگر خدا کی قسم مجھے دن کی ایک ساعت بھی ایسی حاصل ہو جائے جس میں میں اپنی رائے پر عمل کر سکوں تو میں انہیں اور ان جیسے لوگوں کو ایک لمحے کے لیے بھی وہاں رکھنے کے لیے تیار نہیں۔ میری یہ بات سن کر مغیرہ رضی اللہ عنہ چلے گئے اور مجھے ان کے چہرے سے یہ صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ مجھے غلطی پر سمجھ رہے ہیں۔

اس وقت یہ میرے پاس دوبارہ آئے اور کہنے لگے۔ پہلے تو میں نے آپ کو ایک مشورہ دیا تھا جسے آپ نے قبول نہیں کیا تھا لیکن غور کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آپ کی رائے صائب ہے آپ ان سب کو ان کے عہدوں سے برطرف کر دیں اور جس پر آپ مطمئن ہوں اسے عامل بنائیے۔ جتنی ان کی شان و شوکت پہلے تھی اب باقی نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مکالمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا پہلی مرتبہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ خیر خواہی کی تھی اور دوسری مرتبہ آپ کو دھوکہ دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تم مجھے نصیحت نہ کرو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما: آپ جانتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی دنیادار ہیں اگر آپ انہیں ان کے عہدوں پر قائم رکھیں گے تو انہیں اس کی کوئی پرواہ نہ ہوگی کہ خلیفہ وقت کون ہے اور اگر آپ انہیں معزول کر دیں گے تو وہ یہ کہیں گے کہ خلافت بغیر مشورے کے قائم ہوئی ہے اور اسی خلیفہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے اس طرح آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں گے اور اہل عراق آپ کے باغی بن جائیں گے۔ دوسری جانب میں طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی مطمئن نہیں ہوں کہ کہیں وہ آپ پر حملہ نہ کر بیٹھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تم نے جو یہ کہا ہے کہ میں ان عہدیداروں کو ان کے عہدوں پر قائم رکھوں تو خدا کی قسم اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ دنیا کی اصلاح کے لیے یہی بہتر تدبیر ہے لیکن جہاں تک حق کا اور ان امور کا تعلق ہے جس کے مطابق عہدیدار مرتکب ہو رہے ہیں اور جن کا مجھے علم ہے تو یہ امور مجھے اس پر مجبور کرتے ہیں کہ میں ان میں سے کسی کو بھی کوئی عہدہ نہ دوں اگر برطرفی کے باوجود یہ میری خلافت قبول کر لیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے اور اگر یہ اس سے انحراف کریں تو میں تلوار اور بات سے مقابلہ کروں گا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما: تو میری ایک اور رائے تسلیم کیجئے کہ آپ ینبع اپنی زمین پر چلے جائیے اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائیے۔ کیونکہ عرب پریشان اور مضطرب ہونے کے بعد آپ ہی کے پاس آئیں گے اور آپ کے علاوہ انہیں کوئی ایسا دوسرا شخص نظر نہ آئے گا جو کہ خلافت کا بار سنبھال سکے اور اگر آپ نے آج ان کا ساتھ دے کر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ پر لشکر کشی کی تو خدا کی قسم کل تمام لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کی ذمہ داری آپ کے سر ڈال دیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تب یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ تم شام جاؤ میں تمہیں وہاں کا والی بناتا ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ: وہاں معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں جو بنو امیہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ جب میں وہاں پہنچوں گا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قصاص میں میری گردن اڑا دیں گے اور اگر وہ ایسا نہ بھی کریں گے تو کم از کم مجھے قید ضرور کر دیں گے اور میرے خلاف کوئی نہ کوئی حکم صادر کر دیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میری اور تمہاری جو قرابت ہے تم نے اسے کیوں نظر انداز کر دیا۔ تم پر جو شخص بھی حملہ آور ہوگا وہ دراصل مجھ پر حملہ آور ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ: آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھیے۔ ان کے ساتھ نرمی سے گفتگو کیجیے اور ان پر احسان کیجیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم! میں یہ کام ہرگز نہیں کر سکتا۔

مجھ سے ہشام ابن سعد نے ابو ہلال کے حوالے سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے پانچ روز بعد مکہ سے مدینہ واپس آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اسی وقت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ موجود تھے میں کچھ دیر ان کے دروازے پر ٹھہرا رہا۔ جس وقت مغیرہ رضی اللہ عنہ باہر آئے تو انہوں نے سلام کیا اور مجھ سے سوال کیا کہ تم کب واپس آئے ہو میں نے جواب دیا کہ ابھی آ رہا ہوں۔

اس کے بعد میں اندر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں سلام کیا۔

قریش کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علیحدگی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما سے ملے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ میری ان دونوں کی ملاقات نواصف میں ہوئی تھی انہوں نے سوال کیا ان کے ساتھ کون کون لوگ تھے۔ میں نے جواب دیا کہ ابوسعید بن الحارث بن ہشام اور قریش کی ایک جماعت تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ لوگ [illegible]۔ یہ ہرگز باز نہ آئیں گے اور کچھ روز بعد یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص چاہتے ہیں اور خدا کی قسم! ہم یہ خوب جانتے ہیں کہ یہی لوگ قاتل عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مغیرہ رضی اللہ عنہ کی رائے

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دریافت کیا اے امیر المومنین! مغیرہ رضی اللہ عنہ کس لیے آئے تھے اور آپ سے خلوت میں ان کی کیا گفتگو ہوئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے دو روز بعد یہ میرے پاس آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ میں آپ سے خلوت میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے ان کے لیے خلوت کی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہر شخص کے لیے نصیحت کی اجازت دی گئی ہے اور اب آپ ہی لوگوں میں باقی رہ گئے ہیں میں آپ کو نصیحت کرتا اور ایک تجویز سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آپ اسی سال کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تمام عہدیداروں کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھیے جب یہ لوگ آپ کی بیعت کر لیں اور آپ کی بیعت مکمل ہو جائے تو آپ جسے چاہیں معزول فرما دیں اور جسے چاہیں برقرار رکھیں۔

میں نے انہیں یہ جواب دیا تھا کہ میں دین میں مداہنت نہیں کر سکتا اور کسی ذلیل حیثیت سے انسانوں کو اپنی خلافت میں کوئی

عہدہ نہیں دے سکتا۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ: اگر آپ یہ نہیں کر سکتے تو آپ جسے چاہیں معزول فرمائیں۔ لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ قائم رہنے دیں، وہ ایک صاحب جرأت انسان ہیں اور اہل شام ان کی بات مانتے ہیں۔ ان کے قائم رکھنے پر آپ کے پاس ایک دلیل بھی ہے وہ یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پورے شام کا والی بنایا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میں تو معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدے پر دو دن بھی قائم نہیں رکھ سکتا۔

اس گفتگو کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ میرے پاس سے چلے گئے۔ آج پھر واپس آئے اور کہنے لگے میں نے آپ کو ایک مشورہ دیا تھا جو آپ نے قبول نہیں کیا تھا۔ لیکن غور و فکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ ہی کی رائے صحیح تھی اور آپ کو اپنی خلافت میں ہر گز بھی کسی کو دھوکہ نہیں دینا چاہیے اور مکر کی بات کو چھپانا چاہیے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے:

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ پہلی دفعہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا تھا وہ آپ کی خیر خواہی کے لیے تھا اور دوسری بار آپ کو دھوکہ کے لیے۔ جہاں تک میری رائے کا تعلق ہے کہ آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدے پر قائم رکھئے جب وہ آپ کی بیعت کر لیں گے تو انہیں ان کے عہدے سے برطرف کرنے کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جنگ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو معاویہ رضی اللہ عنہ کو تلوار کے علاوہ کچھ نہیں دے سکتا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا۔

فما ميتة إن متها غير عاجز بعار إذا ما غالت النفس غولها

ترجمہ: "اس حالت میں اگر میری موت ہوئی تو وہ ایک عاجز کی موت ہوگی جسے چاروں طرف سے قزاق بیابانی نے گھیر لیا ہو"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سادگی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ ایک بہادر شخص ضرور ہیں لیکن تدابیر جنگ سے قطعاً واقف نہیں ہیں۔ کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا:

اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ.

"جنگ بھی ایک قسم کا دھوکہ ہے"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کیوں نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم! اے امیر المومنین میرے مشورے پر اگر آپ عمل کریں تو میں ان کو لوٹ کے بعد آگے بڑھنے کے باوجود ان کی تدابیر کو اس طرح الٹ دوں گا کہ وہ کام میں پیچھے ہی دیکھتے نظر آئیں گے اور یہ سوچیں گے کہ اس کا انجام جانے کیسے ہونا چاہیے اور آگے کیا کوئی بات انہیں نظر نہ آئے گی اور اس تدبیر میں آپ کا نقصان نہ ہوگا اور نہ آپ پر کوئی گناہ لازم آئے گا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گورنر

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے لکھا ہے اور طبری کا بیان یہ ہے جس کو ذکر فرمایا ہے کہ جب ۳۶ھ شروع ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مختلف شہروں پر گورنر متعین کر کے روانہ فرمائے۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو بصرہ اور عمارہ بن شہاب رضی اللہ عنہ کو کوفہ روانہ کیا۔ یہ عمارہ رضی اللہ عنہ مہاجرین صحابہ میں شامل تھے۔ یمن عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو، مصر قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو اور شام سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی واپسی

سہل رضی اللہ عنہ مدینہ سے روانہ ہو کر شام کی طرف چلے۔ جب تبوک پہنچے تو وہاں انہیں کچھ گھوڑ سوار ملے۔ ان سواروں نے دریافت کیا تم کون ہو؟ سہل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں امیر ہوں۔ ان سواروں نے دریافت کیا آپ کس علاقے پر امیر بنائے گئے؟ سہل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا شام پر۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر تمہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے تو سر آنکھوں پر اور اگر کسی اور نے بھیجا ہے تو واپس چلے جاؤ۔ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تمہیں وہ واقعہ معلوم نہیں جو پیش آ چکا ہے۔ ان سواروں نے جواب دیا ہاں ہمیں سب کچھ معلوم ہے۔ اس گفتگو کے بعد سہل رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس چلے آئے۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی دانشمندی:

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ جب مدینہ سے روانہ ہو کر ایلہ پہنچے تو انہیں راستہ میں کچھ سوار ملے۔ انہوں نے دریافت کیا تم کون ہو؟ اور کہاں سے آئے ہو؟ قیس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد ہوں۔ انہوں نے دریافت کیا تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرا نام قیس بن سعد ہے۔ ان سواروں نے جواب دیا اچھا تم آگے جا سکتے ہو۔ یہ آگے چل کر مصر میں داخل ہو گئے۔

مصر میں ان کے داخلے سے لوگ کئی فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

ایک فرقہ تو قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، وہ بیعت میں داخل ہو گیا۔

دوسری جماعت نے خربتا پہنچ کر پناہ لی اور اس نے ہر قسم کے اختلافات سے علیحدگی اختیار کر لی اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل قتل کر دیئے گئے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ورنہ ہم تمہارے مخالف ہیں۔ اور یا تو ہم اپنا قصاص لے کر رہیں گے یا ختم ہو جائیں گے۔

تیسرا گروہ یہ کہتا تھا کہ ہم علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ہمارے بھائیوں سے قصاص نہ لیا جائے۔ یہ لوگ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں شامل تھے۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے یہ تمام حالات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تحریراً روانہ کر دیئے۔

اہل بصرہ کا اختلاف:

عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بصرہ روانہ ہوئے انہیں بصرہ میں داخل ہونے سے کسی نے نہیں روکا۔ ابن عامر رضی اللہ عنہ یہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے گورنر تھا اس میں نہ تو صواب دید رہا تھا اور نہ استقلال کے ساتھ جنگ کر سکتا تھا۔ اور تدبر بھی اس میں نہ پایا جاتا تھا۔

یہاں بھی لوگ تین جماعتوں میں بٹ گئے۔ ایک جماعت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالف تھی۔ دوسری جماعت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت قبول کی۔

تیسری جماعت یہ کہتی تھی کہ ہم اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے جب تک ہمیں اہل مدینہ کا طرز عمل معلوم نہ ہو جائے، جو طریقہ اہل مدینہ اختیار کریں گے ہم بھی وہی طریقہ اختیار کریں گے۔

عمارہ رضی اللہ عنہ کی واپسی:

عمارہ رضی اللہ عنہ مدینہ سے چل کر جب زبالہ پہنچے تو راہ میں انہیں طلیحہ بن خویلد ملا۔ اتفاق سے اسی وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر کوفہ پہنچی تھی اور طلیحہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کے لیے نکلا تھا اور کہتا جاتا تھا افسوس میں اس وقت وہاں نہ ہوا کاش میں ان کی شہادت سے پہلے وہاں پہنچ جاتا۔

يا ليتني فيها جذع   أخب فيها وأضع

ترجمہ: "کاش میں اس وقت جوان ہوتا تو میں دوڑ دھوپ کر کے دکھا دیتا"۔

طلیحہ کوفہ سے اس وقت چلا جب قعقاع رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امداد کا اعلان کیا۔ یہ ان لوگوں میں داخل تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے تیار ہوئے تھے۔ راستہ میں جاتے ہوئے عمارہ رضی اللہ عنہ ملے طلیحہ نے ان سے کہا تم واپس ہو جاؤ کیونکہ اہل کوفہ اپنا امیر تبدیل کرنا نہیں چاہتے اور اگر تم واپس نہ جاؤ گے تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ عمارہ رضی اللہ عنہ واپس ہو گئے۔ جب یہ واپس جانے لگے تو طلیحہ نے ان سے کہا تم خطرے سے بچا رہ کہ تجھے برائی نہ گھیر لے۔ کیونکہ خطرات سے بچاؤ کرنا کئی شرارتوں سے بہتر ہے۔

طلیحہ کی یہ بات عمارہ رضی اللہ عنہ کے دل میں ایسی بیٹھی کہ مرتے دم تک وہ اسی پر قائم رہے۔ اور زندگی کے تمام کاموں کا اسی کے مطابق فیصلہ کرتے رہے۔

عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی یمن کو روانگی:

عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یمن پہنچے تو یعلی رضی اللہ عنہ بن امیہ تمام مال و دولت لے کر یمن چھوڑ کر اپنے حامیوں کے پاس مکہ چلے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

جب سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ شام سے واپس آ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی اور دوسرے گورنر بھی واپس آ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو بلوایا اور فرمایا:

"اے قوم! جس بات سے میں تمہیں ڈراتا تھا آج وہ پیش آ چکی ہے اور معاملات اپنے عروج پر آ گئے ہیں کہ ان کو ختم کیے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔ یہ آگ کی طرح ایک فتنہ ہے کہ جب آگ ایک بار لگ جاتی ہے تو وہ بھڑکتی اور بڑھتی چلی جاتی ہے۔"

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔ تو آپ ہمیں مدینہ سے باہر جانے کی اجازت دیجیے تاکہ ہم اس کی کوئی تدبیر کریں ورنہ آپ ہمیں چھوڑ دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ سے جہاں تک ہو سکے گا میں ان حالات کو سنبھالنے کی کوشش کروں گا۔ اور جب کوئی بھی تدبیر باقی نہ رہے گی تو آخری دوا داغنا ہوگا: یہی ہوتا ہے کہ انسان تکلیف سے نجات پانے کے لیے اپنے جسم کو داغنا بھی گوارا کر لیتا ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام مراسلہ

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بیعت کے لیے خط لکھے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی اطاعت اور بیعت کے بارے میں تحریر کیا کہ اب آپ کے متعلق یہ ہے کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے تو بخوشی بیعت کی ہے اور کچھ آپ کی بیعت پر راضی ہیں۔

جب تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف نہیں لے گئے اس وقت تک کوفہ کی یہی حالت رہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس معبد الاسلمی کو قاصد بنا کر بھیجا تھا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خاموشی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سبرۃ الجہنی رضی اللہ عنہ کو قاصد بنا کر روانہ کیا۔ یہ ان کے پاس پہنچے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط دیا۔ لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط کا کوئی جواب نہیں دیا۔ کئی روز بعد قاصد کو واپس کر دیا۔ قاصد جب جواب لکھنے کے لیے کہتا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جواب نہ دیتے بلکہ یہ اشعار پڑھتے تھے۔

اُدِمْ اِدَامَۃَ حِصْنٍ اَوْ خُذَا بِیَدِیْ　　　حَرْبًا ضَرُوْسًا تُشِبُّ الْجَزْلَ وَ الضَّرَمَا

ترجمہ: "قلعہ کی طرح ثابت رہو یا پھر مجھے ایک ہولناک جنگ کی دعوت دو جو جوان اور بچے کو بوڑھا بنا دے۔

فِیْ جَارِکُمْ وَ ابْنِکُمْ اِذْ کَانَ مَقْتَلُہٗ　　　شَنْعَاءُ شَیَّبَتِ الْاَصْدَاغَ وَ اللِّمَمَا

ترجمہ: تمہارے پڑوسی اور لڑکے پر ایسی خوفناک بپتا پڑی کہ کنپٹی اور سر کے بال بھی سفید ہو گئے۔

اَعْیَی الْمُسَوَّدُ بِھَا وَ السَّیِّدُوْنَ فَلَمْ　　　یُوْجَدْ لَھَا غَیْرُنَا مَوْلًی وَ لَا حَکَمَا

ترجمہ: آقا اور غلام دونوں عاجز ہو جائیں گے اور ہمارے علاوہ کوئی والی اور حاکم نہ ہوگا۔"

الغرض جب بھی سبرۃ الجہنی رضی اللہ عنہ خط پڑھ کر سناتے یا جواب کا تقاضا کرتے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہی اشعار پڑھتے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاست:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کو تیسرا مہینہ شروع ہوا۔ یعنی صفر کا مہینہ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنو عبس کے ایک شخص کو بلوایا اور بنو رواحہ کے ایک آدمی کو بھی طلب کیا جس کا نام قبیصہ تھا اور اسے ایک دفتر سپرد کیا۔ جس کا عنوان یہ تھا "معاویہ رضی اللہ عنہ کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قاصد [illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]

قاصد [illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]

قاصد [illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]

قاصد [illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مجھے خطرہ ہے کہ اگر [illegible] ان دونوں کے لیے [illegible] ہو چکا ہے۔ خدا کی قسم ان سے اطمینان [illegible] ہیں وہ ان کی ہوا لگ چکی ہے۔ خدا کی قسم اگر [illegible]

طلحہ و زبیر نے عمرے کی اجازت طلب کی

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے یہ بیان کیا ہے [illegible] اور طلحہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ سے عمرے کی اجازت طلب کی۔ حضرت علیؓ نے انہیں اجازت دے دی اور یہ دونوں مکہ پہنچ گئے۔

اہل مدینہ کا طرز عمل

اہل مدینہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ حضرت علیؓ معاویہؓ اور [illegible] کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں اور کیا [illegible] کہ وہ [illegible] قتال کو جائز سمجھتے ہیں یا نہیں [illegible] کے ساتھ قتال کیا جائے یا نہیں۔

حضرت حسنؓ کی رائے:

اہل مدینہ کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت حسنؓ اپنے والد حضرت علیؓ کے پاس گئے تھے اور انہیں یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ اپنی جگہ خاموش بیٹھ جائیے اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے

زیاد کا مشورہ:

اہل مدینہ نے زیاد بن حنظلہ تمیمی کو حضرت علیؓ کے پاس بھیجا۔ زیاد بن حنظلہ حضرت علیؓ کے خاص لوگوں میں شامل تھے وہ حضرت علیؓ کے پاس گئے۔ کچھ دیر وہاں بیٹھے۔

حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا اے زیاد تیاری کرو۔

زیاد: کس چیز کی تیاری۔

حضرت علیؓ: شام کے جہاد کی۔

زیاد: نرمی اور مہربانی زیادہ بہتر ہے۔

اس کے بعد زیاد نے یہ شعر پڑھا۔

ومن لا يصانع في أمور كثيرة … يضرس بأنياب ويوطأ بمنسم

ترجمہ: "اور جو شخص بہت سے امور میں دکھاوا نہیں کرتا اسے دانتوں سے چبایا جاتا ہے اور کھروں سے روندا جاتا ہے"۔

حضرت علیؓ نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا۔ گویا کہ وہ خاموش بیٹھنے پر تیار نہیں۔

متى تجمعي القلب الذكي وصارما … وأنفا حميا تجتنبك المظالم

ترجمہ: "جب تم ذہین دل اور تیز تلوار اور غیرت مند ناک کو جمع کر لو گے تو تجھ سے مظالم دور ہو جائیں گے"۔

یہ جواب سن کر زیاد واپس آ گئے۔ لوگ ان کا انتظار کر رہے تھے۔ جب لوگوں نے سوال کیا [illegible] تو انہوں نے جواب دیا کہ تلوار

ہے تم خود اس سے سمجھو کہ علی رضی اللہ عنہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

لشکر کی تیاری:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن حنفیہ کو بلایا اور لشکر کا جھنڈا ان کے سپرد کیا۔ میمنہ پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما میسرہ پر عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ یا عمرو بن سفیان بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ متعین کیے گئے ابو لیلیٰ بن عمر بن الجراح رضی اللہ عنہ کو جو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے ہر اول دستے پر مقرر فرمایا اور مدینہ پر قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کو نائب متعین کیا اور جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا ان میں سے کسی کو کوئی عہدہ نہیں دیا اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ وہ شام کی طرف لشکر روانہ کریں۔ اس کے بعد سب لوگوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اہل مدینہ سے خطاب:

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کے سامنے خطبہ دیا اور انہیں ان لوگوں کے مقابلہ پر جنگ کے لیے ابھارا جنہوں نے خلافت سے اختلاف کر کے امت میں تفریق پیدا کی تھی اور فرمایا:

"اللہ عزوجل نے اپنا ایک ایسا پیغمبر مبعوث فرمایا جس نے لوگوں کو دین کی راہ دکھائی اسے کتاب ناطق عطا کی اور ایسا حکم عطا کیا جو ہر بات کو واضح کرنے والا اور ہمیشہ قائم رہنے والا تھا۔ اب اس کے ذریعے وہی شخص ہلاک و برباد ہو سکتا ہے جس کی قسمت میں ہلاکت لکھی ہوئی ہو اور ہلاک کرنے والے امور بدعات اور شبہات ہیں۔ ان ہلاکت آفرین چیزوں سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اللہ ہی کی حکومت میں تمہارے دین کی حفاظت ہے تو تم کسی دوسری جانب رخ کیے بغیر صرف اسی کی اطاعت کرو اور اس اطاعت کو اپنے لیے باعث فخر سمجھو۔ خدا کی قسم! یا تو تم اس پر عمل کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے اسلام کی خلافت چھین لے گا۔ اور پھر یہ حکومت اور شان و شوکت ہرگز بھی تمہیں اس وقت تک حاصل نہ ہو سکے گی جب تک تم دین کی طرف واپس نہ لوٹ آؤ گے۔

تم لوگ اس قوم کے مقابلے پر چلو جو تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کر رہی ہے شاید اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے ان کی اصلاح فرما دے اور چاروں طرف جو فسادات پھیلے ہوئے ہیں وہ ختم ہو جائیں۔ اور تم اس چیز کا فیصلہ کر لو جو تم پر لازم ہے۔"

ابھی لشکر روانہ کرنے نہ پایا تھا کہ مکہ سے بھی اس قسم کی خبر آئی کہ وہاں لوگ اختلاف پر آمادہ ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ خطبہ دیا اور فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ظالم کے لیے عفو و مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے اور ان لوگوں کے لیے جو دین کو لازم پکڑے رہیں اور اس پر استقامت اختیار کریں کامیابی اور نجات کا وعدہ کیا ہے۔ جو شخص حق پر نہیں چل سکتا وہ باطل کو ضرور اختیار کر کے رہے گا۔

طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما اور ام المومنین میری امارت کی مخالفت پر آمادہ ہیں اور لوگوں کو اصلاح کی دعوت دے رہے ہیں۔ میں ان حالات پر صبر کروں گا کیونکہ مجھے تمہاری جماعت کی جانب سے کوئی خوف نہیں ہے۔ اگر وہ جنگ سے گریز کریں

کہ تو میں بھی بیعت سے عذر نہ کروں گا [illegible] باتوں [illegible] کر دوں گا۔

جب حضرت علی مرتضیٰ کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت علی مرتضیٰ [illegible]

[illegible] کا واقعہ

اس کے بعد حضرت علی مرتضیٰ [illegible] حضرت عبداللہ بن عمر [illegible] [illegible] [illegible] اپنے [illegible] [illegible]

حضرت علی مرتضیٰ نے [illegible] تم بھی میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ: میں تو اہل مدینہ کے ساتھ ہوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ کی بیعت کر لیں [illegible] آپ کی [illegible] [illegible] تو کوئی بات [illegible] [illegible] [illegible] آپ کے ساتھ بلکہ یہ بات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تم اس بات کا کوئی ضامن پیش کرو کہ تم کہیں بھاگ نہیں جاؤ گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ: میں کوئی ضامن پیش نہیں کر سکتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میں بچپن سے بڑے ہونے تک تمہیں دیکھتا چلا آ رہا ہوں تم ہمیشہ کی بد اخلاقی [illegible] [illegible] تمہاری اس بد اخلاقی کے باعث پیچھے ہٹ جاتا تو تم [illegible] روانہ کر دیتے۔

اس کے بعد حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا، انہیں چھوڑ دو ان کا ضامن میں ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر [illegible] [illegible] اہل مدینہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جب تک [illegible] [illegible] کی حقیقت [illegible] ظاہر نہیں ہو جاتی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا [illegible]

جب عبداللہ بن عمر [illegible] ام کلثوم [illegible] معلوم تھی۔

باغیوں کا جھگڑا

جب [illegible] [illegible] حضرت علی مرتضیٰ کے پاس پہنچا [illegible]

[illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اہل مدینہ سے خطاب

[illegible]

مار دو [illegible] جو شخص اس قتل میں صرف [illegible] ہوئے ان کے ساتھ معاملہ اس [illegible] نہ ہو۔ یہ بات [illegible] نے یہ فرمایا کہ سب
سے بڑی اس قتل کی بنیاد ہے ورنہ تو [illegible] کہ ساتھ شریک نہ تھے۔

سری نے شعیب، سیف، محمد اور طلحہ کے حوالے سے ابو الحسن کا یہ بیان تحریر کیا ہے کہ [illegible] کیا کہ تم سب اس بات کی گواہی کے [illegible] ہو جاؤ [illegible] تمام [illegible] کی طرف [illegible] شامل ہوئے اور [illegible] ان کے ساتھ [illegible] تھا۔ سیف راوی کہتا ہے کہ [illegible] نے مجالد [illegible] عمرو بن [illegible] سے کہا کہ [illegible] کے [illegible] تم [illegible] تحقیق ہے۔ انہوں نے جواب دیا کوئی اختلاف نہیں ہے [illegible] حضرت ابو ایوب انصاری [illegible] میں بھی شک پیدا ہو گیا تھا کہ جب [illegible] کے بعد حضرت ام [illegible] نے انہیں بھیجا تھا تو وہ [illegible] خط [illegible] معلوم ہوا ہے کہ ابو ایوب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے [illegible] اس وقت کے [illegible] سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] اس جنگ میں شریک نہ تھے [illegible] آیا وہ اس جنگ میں شریک ہوئے یا نہیں یہ معلوم نہیں۔

زیاد بن حنظلہ کی شرکت

سری نے شعیب، سیف [illegible] کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا یہ بیان لکھا [illegible] جب بھی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے چار شخص [illegible] ہوئے اور ان میں علی رضی اللہ عنہ شریک ہوئے تو ان [illegible] نے [illegible] کامیابی حاصل کی۔

جب زیاد بن حنظلہ نے یہ دیکھا کہ اہل مدینہ نے جنگ کے معاملے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور [illegible] کہا کہ [illegible] آپ کے ساتھ جاؤں گا اور آپ کے ساتھ جنگ کروں گا۔

اتفاق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینے کے بازار [illegible] تھے کہ انہیں [illegible] خبر [illegible] طلحہ اور زبیر [illegible] کے قریب [illegible] پہنچ گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے [illegible] ان مقامات [illegible] کا ارادہ [illegible] کیا۔

حضرت عائشہ کی شرکت کا واقعہ:

سری نے شعیب، سیف کے حوالے سے محمد اور طلحہ کا یہ بیان تحریر کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] شہید ہوئے اس وقت مکے کے عامل عبداللہ بن عامر الحضرمی رضی اللہ عنہ تھے [illegible] حضرت عبداللہ [illegible] جنہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محصور ہونے کی حالت میں امیر حج بنا کر بھیجا تھا۔ لوگوں نے [illegible] ہونے کے خیال سے [illegible] جانے [illegible] ان [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے اور اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت [illegible] کی [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت [illegible] ہونے سے پہلے [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ میں تھیں ان کا ارادہ [illegible] تھا [illegible] جب [illegible] واپس [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حالات دریافت کیے انہوں نے بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور لوگوں نے ابھی تک کوئی امیر منتخب نہیں کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے [illegible] اصلاح [illegible] کا فیصلہ [illegible]۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] جب [illegible] ان کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کپڑے صاف کرنے کے لیے پانی میں غوطے دیئے جاتے ہیں"۔

اس تقریر پر عبداللہ بن عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میں سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کرنے اور آپ کی آواز پر لبیک کہنے کے لیے تیار ہوں۔

اخضر کا جھوٹ:

عمر بن شبہ، سیف اور حسن المدائنی اپنے اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب حج کے ارادے سے مدینہ سے مکہ پہنچیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت محصور تھے۔ مکہ میں ان کے پاس ایک شخص اخضر نامی پہنچا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے دریافت کیا کہ لوگوں نے کیا کیا؟

اخضر: عثمان رضی اللہ عنہ نے سب مصریوں کو قتل کر دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: انا للہ وانا الیہ راجعون، کیا اس قوم کو قتل کیا جاتا ہے جو حق طلب کرنے کے لیے آئی ہو اور ظلم کا انکار کرے۔ خدا کی قسم ہم عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر ہرگز خوش نہیں ہیں۔

اس کے بعد مدینہ سے ایک اور شخص مکہ پہنچا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے سوال کیا: لوگوں نے کیا کیا؟

شخص مذکور: مصریوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: اخضر پر بہت ہی تعجب ہے جس نے مقتول کو قاتل اور قاتل کو مقتول بنا دیا ہے۔

اس وقت سے یہ ضرب المثل مشہور ہو گئی ہے کہ "یہ شخص تو اخضر سے بھی زیادہ جھوٹا ہے"۔

قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کی تیاریاں:

سری نے شعیب، سیف اور محمد اور طلحہ کے حوالے سے میرے پاس اس شخص کا یہ بیان تحریر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ سے مدینہ چلیں تو راستہ میں اپنی ننھیال کا ایک شخص ملا۔ انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ تم اپنے پیچھے کیا حالات چھوڑ آئے ہو؟

شخص مذکور: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ہے اور ہر طرف ایک ہنگامہ برپا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: مجھے تو یہ بیعت مکمل ہوتی نظر نہیں آتی۔ مجھے مکہ واپس لے چلو۔

الغرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ واپس ہوئیں۔ جب مکہ پہنچیں تو عبداللہ بن عامر حضرمی رضی اللہ عنہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے مکہ کے گورنر تھے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کس لیے واپس تشریف لے آئی ہیں؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس سبب سے واپس آئی ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کر دیئے گئے ہیں اور اب یہ فتنہ ختم ہونے والا نہیں اور اس شورش کو ختم کرنے کے لیے ایک اور کام کی ضرورت ہے۔ تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کر کے اسلام کو عزت بخشو۔

اسی طرح حضرت سعد کو بھی [illegible] سب سے پہلے بیعت کرنے والے عبداللہ بن عامر حضرمی [illegible]۔

بنو امیہ کو خلافت علیؓ سے اختلاف

اسی طرح بنو امیہ نے بھی حضرت علیؓ کی خلافت سے اختلاف کیا اور مخالفت میں مکہ کی طرف چلے گئے۔ ان کے سرخیل سعید بن العاص، ولید بن عقبہ اور مروان بن حکم وغیرہ تھے۔ عبداللہ بن عامر حضرمی بھی بصرہ سے آکر ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ [illegible] بھی ان کے ساتھ آکر مل گئے تھے اور [illegible] جماعت کے ساتھ شامل ہو گئے اور کافی غور و فکر کے بعد سب نے اس پر اتفاق کیا کہ انہیں بصرہ جانا چاہیے۔ حضرت عائشہؓ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو! یہ بہت زبردست حادثہ پیش آیا ہے اور انتہائی برا کام ہوا ہے۔ تم اپنے بھائیوں کے پاس بصرہ چلو [illegible] بھی اس بات سے [illegible] اور تمہارے لیے اہل شام اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں بہت کافی ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ تمہیں عثمانؓ کا قصاص لینے کی توفیق عطا فرمائے اور عثمانؓ کو ثواب عطا کرے۔"

اہل مکہ کا مشورہ:

سری نے شعیب سے، سیف کے حوالے سے محمد اور طلحہ کا یہ بیان قلم بند کر کے واقعہ بیان کیا ہے۔ سب سے آخر میں حضرت علیؓ کی بیعت قبول کرنے والے عبداللہ بن عامر حضرمی اور بنو امیہ تھے۔ یہ لوگ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد [illegible] مکہ چلے گئے تھے۔ ان کے بعد عبداللہ بن عامر اموی بھی مکہ پہنچ گئے [illegible] اور طلحہ و زبیرؓ [illegible] حضرت عائشہؓ [illegible] کیا جائے [illegible]۔

طلحہ و زبیرؓ نے جواب دیا [illegible] کے خوف سے بھاگ کر [illegible] چھوڑ کر آئے ہیں [illegible] اور وہ [illegible] ہیں اور وہ باطل [illegible] ہو کر نکلے ہیں [illegible] مخالفت پر تیار ہیں۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا [illegible] ان کے مقابلے [illegible] پھر حضرت عائشہؓ نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا:

ولو أن قومي طاوعتني سراتهم لأنقذتهم من الحبال أو الخبل

ترجمہ: "اگر میری قوم کے سردار میری اطاعت کرتے تو میں انہیں پھندوں اور قیدوں سے بچا لیتی۔"

جماعت کی رائے یہ تھی کہ شام چلنا چاہیے۔ عبداللہ بن عامر نے کہا [illegible] علیؓ کے قبضہ میں [illegible] جائے گا۔

طلحہ و زبیرؓ نے کہا: بصرہ چلنا چاہیے۔ اس لیے کہ بصرہ میں ہمارا [illegible] ہے اور کوفہ طلحہؓ کی جانب مائل تھا۔ لیکن جماعت نے ان کے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور [illegible]۔

تم [illegible] اس طرح طویل مدت تک مقیم رہے ہو جیسے کہ شام [illegible]

سوا یہ لوگ مجتمع ہو رہے ہیں۔ تمہاری رائے بھی تو یہی تھی کہ ہم وہاں جائیں گے اور اس طرح ان باغیوں کے راستے روک دیں گے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کا کوئی معقول جواب نہ تھا لیکن بعد میں سب نے بصرہ چلنے پر اتفاق کر لیا اور اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا

اے ام المومنین رضی اللہ عنہا آپ مدینہ کا ارادہ ترک فرما دیجیے کیونکہ جو لوگ ہمارے ساتھ ہیں وہ ان فتنہ پردازوں کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ اور آپ ہمیں بصرہ لے کر چلیے کیونکہ وہ ایک ایسا شہر ہے جس پر جلد قابو پایا جا سکتا ہے۔ اگرچہ وہ ہمارے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت پیش کریں گے لیکن ہم انہیں قتل عثمان رضی اللہ عنہ سے اس طرح توڑ دیں گے جس طرح اہل مکہ ٹوٹ گئے ہیں پھر آپ دل جمع کر اپنے ارادوں کے مطابق اس کام کی اصلاح فرمائیں گے اور اگر کوئی خطرہ پیش آیا تو ہم اپنی کوشش سے اس خطرہ کی مدافعت کریں گے حتی کہ خدا تعالیٰ کوئی فیصلہ فرما دے۔

جب ان لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ بات پیش کی۔ اور فی الواقع یہ جماعت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کے دم سے قائم تھی انہوں نے اس بات کو قبول کیا۔

دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی مدینہ کے ارادہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھیں جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ تشریف لے جا رہی ہیں تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ چھوڑ دیا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی رائے:

لوگ ام المومنین رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچے اور ان سے ان کا ارادہ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا میری رائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے تابع ہے جہاں وہ جائیں گی میں چلوں گی۔

یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کی امداد:

جب تمام مشورے طے پا چکے اور کوچ کے علاوہ کسی قسم کا مشورہ باقی نہ رہا تو جماعت نے یہ سوال اٹھایا کہ کوچ کس طرح کیا جا سکتا ہے اس لیے کہ ہمارے پاس مال موجود نہیں ہے جس سے ہم لوگوں کو تیار کر سکیں۔

یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس چھ لاکھ درہم اور چھ سو اونٹ ہیں آپ لوگ ان اونٹوں پر سوار ہو جائیے۔

ابن عامر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا کہ میرے پاس اتنا مال موجود ہے تم لوگ تیاری کرو۔

اس کے بعد منادی نے اعلان کیا کہ ام المومنین اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم بصرہ جا رہے ہیں۔ تو جو شخص اسلام کی عزت کا طلب گار ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ان محلین سے قتال کر کے عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیا جائے تو وہ ساتھ چلے اور جس کے پاس سواری یا سامان جنگ یا کھانے کا خرچ موجود نہ ہو تو یہ سب چیزیں موجود ہیں وہ ہم سے لے لے۔ اس طرح چھ سو اونٹوں پر چھ سو آدمی سوار ہو گئے یہ ان لوگوں کے علاوہ تھے جن کے پاس گھوڑے موجود تھے ان کی کل تعداد ایک ہزار تھی۔ جب ان لوگوں نے تیاری کر لی تو کوچ کا اعلان ہو گیا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی واپسی:

یہ لوگ کوچ کر رہے تھے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی کوچ کرنے کے ارادے سے ساتھ تھیں۔ اتنے میں حضرت عبداللہ

[illegible]

ام الفضل [illegible]

حضرت ام الفضل بنت الحارث [illegible]

ابو قتادہ [illegible] کی پیشکش

[illegible]

حضرت ام سلمہ [illegible] کی پیشکش

[illegible]

[illegible]

حضرت فاطمہ [illegible] کے لیے اونٹ کی خریداری

[illegible]

[illegible] کی علیحدگی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خلافت کے لیے مشورہ:

عمر بن شبہ نے ابوالحسن اور ابو عمرو کے ذریعے عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس کا یہ قول مجھ سے بیان کیا کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ذات عرق میں مروان اور اس کے ساتھیوں سے ملا اور سوال کیا کہ اب کہاں جا رہے ہو حالانکہ قصاص تو تمہارے پیچھے ہے۔ پہلے واپس ہو کر انہیں قتل کر دو اور پھر اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو جاؤ اور اپنی جانوں کو بے کار ضائع نہ کرو۔

یہ لوگ بولے کہ نہیں ہم تو چلے ہی جائیں گے شاید ہم تمام قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

اس کے بعد سعید بن العاص رضی اللہ عنہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس خلوت میں گئے اور ان سے سوال کیا کہ اگر آپ لوگ کامیاب ہو جاتے ہیں تو کامیابی کے بعد کسے خلیفہ بنائیں گے۔

زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما نے جواب دیا ہم دونوں میں سے لوگ جسے پسند کریں گے۔

سعید رضی اللہ عنہ: بہتر یہ ہے کہ تم عثمان رضی اللہ عنہ کے کسی لڑکے کو خلیفہ بناؤ کیونکہ تم انہی کے خون کا قصاص طلب کر رہے ہو۔

زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما: یہ کیوں کر ممکن ہے کہ بڑے بڑے مہاجرین کو چھوڑ کر ان کے لڑکے کو خلیفہ بنایا جائے۔

سعید رضی اللہ عنہ: کیا آپ مجھے نہیں دیکھتے کہ میں اس کوشش میں لگا ہوا ہوں کہ اس خلافت کو بنی عبد مناف سے نکال لوں۔

اس کے بعد سعید رضی اللہ عنہ چلا گیا اور ان کے ساتھ عبداللہ بن خالد بن اسید رضی اللہ عنہ بھی چلے گئے۔

جب مغیرہ رضی اللہ عنہ کو سعید رضی اللہ عنہ کی رائے معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا کہ بہترین رائے سعید رضی اللہ عنہ کی رائے ہے۔ اب یہ خلافت بنو ثقیف کو سپرد کرنی چاہیے اس لیے لوٹ چلنا بہتر ہے اور مغیرہ رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر واپس لوٹ گئے۔

یہ لشکر آگے بڑھا، اس لشکر میں ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ اور ولید بن عثمان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ راستہ میں ان لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا کہ خلافت کے لیے کسے نامزد کیا جائے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اور طلحہ رضی اللہ عنہ علقمہ بن وقاص اللیثی رضی اللہ عنہ کو علیحدہ لے جا کر گفتگو کرتے تھے اور دونوں حضرات اپنی اولاد کو ترجیح دیتے تھے ان میں سے ایک نے اپنے بیٹے سے کہا تو شام جا اور دوسرے نے اپنے بیٹے کو عراق جانے کا حکم دیا اور کہا تم اس کام کے لیے راہ ہموار کر کے دونوں پھر واپس آ جاؤ۔

عبدالرحمن بن عتاب رضی اللہ عنہ کی امامت:

سری نے شعیب سیف اور محمد بن قیس کے حوالے سے [illegible] کا یہ بیان مجھے تحریر کر کے روایت کیا کہ جب یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما تک پہنچ گئے تو ان سب نے مل کر باہم مشورہ کیا اور سب کا اس پر اتفاق ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص طلب کیا جائے اور سبائیہ سے جنگ کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لیا جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں مدینہ چلنے کا حکم دیا لیکن ان سب لوگوں کی رائے یہ ہوئی کہ بصرہ چلنا چاہیے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی بصرہ چلنے پر تیار کر لیا۔

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ اب ہم مدینہ کیسے جا سکتے ہیں کیونکہ اب وہ ہمارے قبضہ سے نکل چکا ہے اور علی رضی اللہ عنہ اس پر قابض ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں اپنی بیعت پر مجبور کیا۔ انہوں نے ہر الزام ہمارے سر تھوپا اور

ہمیں حرم سے نظر انداز کر دیا۔ اے ام المومنین (رضی اللہ عنہا) آپ آگے بڑھیے اور جیسا کہ آپ نے مکہ میں حکم دیا تھا اس پر عمل کیجیے۔ اور ان چھ آدمیوں میں کوئی قصور یا بیوقوفی یا کوئی غلام نہیں ہے۔ وہ سب منتشر ہو چکے ہیں۔ اور اول وہلہ میں وہ کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی روانہ کیا کہ وہ بھی ساتھ چلیں۔ انہوں نے بھی ساتھ چلنے کا ارادہ کر لیا لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مجبور کر کے روک لیا۔ اس لیے وہ ساتھ نہ جا سکیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے بصرہ کی جانب کوچ کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس لشکر کی امامت عبدالرحمن بن عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے سپرد کی۔ راستے میں وہی نماز پڑھاتے رہے۔ وہ بصرہ پہنچ کر بھی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اپنی شہادت تک امام رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مروان اور تمام بنو امیہ بھی شامل تھے۔ صرف وہ بنو امیہ پیچھے رہ گئے تھے جنہیں سعید واپس لے آیا تھا۔ یہ لشکر اوطاس کی جانب چلا۔ اس لشکر میں چھ سو اونٹ سوار تھے اور جن کے پاس گھوڑے تھے وہ اس کے علاوہ تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رات کے وقت اوطاس کا راستہ چھوڑ دیا۔ یہ تمام لشکر بہت تیزی سے بڑھ رہا تھا اور سب ہتھیار بند تھے۔ نہ اس لشکر میں شور و شغف تھا اور نہ کسی قسم کی چیخ و پکار۔ حتیٰ کہ یہ لشکر بڑھتا بڑھتا حوأب پہنچ گیا۔ حوأب پہنچ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمثیلاً یہ شعر پڑھے۔

دَعِيْ بِلَادَ جُمُوْعِ الظُّلْمِ إِذْ صَلُحَتْ ۔۔۔ فِيْهَا الْمِيَاهُ وَسِيْرِيْ سَيْرَ مَذْعُوْرِ

ترجمہ: "جب صلح ہو جائے تو تو اس شہر کو چھوڑ دے جس میں ظالموں کی جماعتیں بھری ہوئی ہیں۔ اگرچہ ان شہروں میں چشمے موجود ہیں اور تو نرم چال چلنا۔

تَخَيَّرِيْ نَبْتَةً فَارْعَيْ ثُمَّ ظَاهِرَةً ۔۔۔ وَبَطْنَ وَادٍ مِنَ الضِّمَارِ مَمْطُوْرِ

ترجمہ: تو گھاس پسند کر کے اس سے پانی حاصل کر اور وادی کے درمیان اپنے جانور چرا کیونکہ یہاں ابھی ابھی بارش ہوئی ہے۔"

مروان کی پالیسی:

عمر بن شبہ نے ابو الحسن، عمر بن راشد الیمانی اور ابو کثیر الیحصبی کے حوالے سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ جب چلے تو یہ چھ سو آدمی تھے۔ جن میں عبدالرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن صفوان الجمحی بھی شامل تھے۔ جب یہ لوگ بیر میمون سے گزرے تو وہاں انہیں ایک اونٹ ذبح شدہ نظر آیا جس کے گلے سے خون بہہ رہا تھا۔ ان لوگوں نے اس اونٹ سے بد فالی لی۔

مروان نے مکہ سے نکلنے کے بعد واپسی کی اجازت لی۔ لیکن کچھ دور جا کر پھر واپس آیا اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو کر ان سے دریافت کیا۔ تم دونوں میں سے امارت کس کے سپرد کی جائے گی؟ اور نماز پڑھانے کی کسے اجازت دی گئی ہے؟

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۴

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بصرہ کی جانب کوچ

سری نے شعیب، سیف، سہل بن یوسف اور قاسم بن محمد کے حوالے سے یہ واقعہ میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تو مدینہ پر تمام بن عباس رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا۔ اور قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کو مکہ روانہ کیا اور مدینہ سے اس ارادہ سے چلے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے لشکر کو راستہ میں گھیر لیں۔ لیکن ربذہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ لشکر آگے نکل گیا ہے۔ یہ ربذہ سے آگے ان لوگوں کے تعاقب میں آپ نکلے تھے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی

سری نے شعیب، سیف کے حوالے سے محمد اور طلحہ کا یہ بیان لکھ کر میرے پاس روانہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ ہی میں تھے کہ زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما کے مکہ پہنچ جانے اور ان کے عراق کی جانب کوچ کرنے کی خبر ملی تھی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول بھی معلوم ہو چکا تھا۔ وہاں لشکر سے جو شام کے لیے تیار کیا گیا تھا امیر المومنین کے ساتھ ہو چکے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کوفہ اور بصرہ کے بھی سات سو آدمی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ یہ تھا کہ اس لشکر کو راستہ ہی میں روک لیں گے اور بغاوت سے روک دیں گے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہر سے نکل کر چلے گئے تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ مدینہ سے ہرگز باہر نہ جائیے۔ خدا کی قسم! اگر آپ مدینہ چھوڑ کر چلے گئے تو آپ کبھی مدینہ واپس نہ آسکیں گے اور نہ کبھی آپ کا یہ مدینہ دار السلطنت بن سکے گا۔

یہ سن کر سپاہی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے لگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بہت بہتر آدمی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ سے چل کر ربذہ پہنچے۔ وہیں انہیں یہ اطلاع ملی کہ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کا لشکر آگے بڑھ گیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے افراد آنے تک ربذہ میں قیام کیا۔

طارق بن شہاب کا فیصلہ:

سری نے شعیب، سیف، خالد بن مہران البجلی، مروان بن عبدالرحمن الحمیسی کے واسطے سے طارق بن شہاب کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر بھیجا ہے کہ ہم لوگ کوفہ سے عمرہ کے خیال سے چلے تھے اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے۔ ہم لوگ وہاں سے چل کر ربذہ پہنچے۔ صبح کا وقت تھا لوگ ایک دوسرے کا پیچھا کر رہے تھے۔

میں نے پوچھا: یہ کون شخص ہیں؟

لوگوں: یہ امیر المومنین ہیں۔

طارق: آخر امیر المومنین کا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

انصاری: طلحہ و زبیر نے بغاوت کی ہے۔ ایسے لوگوں میں ان دونوں کے پاس اس ارادہ سے جا رہے ہیں تاکہ انہیں واپس لوٹا لائیں۔

ٹلی: بہرحال میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر دیتا ہوں کہ طلحہ و زبیر نے راستہ تبدیل کر لیا ہے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ربذہ سے بصرہ کا قصد کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

میں نے اپنے دل میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور سوچنے لگا کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر طلحہ و زبیر اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جنگ کروں۔ اور یہ بھی ممکن نہیں کہ میں لوگوں کے ساتھ مل کر علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر لڑا ہوں۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے اپنے خیمے سے سر باہر نکالا تو نماز کھڑی ہو چکی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور نماز تیز اندھیرے میں پڑھائی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تیز گفتگو:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب نماز سے سلام پھیرا تو ان کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بیٹھ گئے۔

میں نے تمہیں ایک کام کا حکم دیا تھا لیکن تم نے میری نافرمانی کی۔ تم کل کسی کی طرح بے بسی سے قتل کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو ہمیشہ سے لڑکیوں کی طرح روتا رہتا ہے۔ آخر وہ کونسی بات تھی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا اور میں نے اس کی نافرمانی کی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: میں نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو رہے تھے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ مدینہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ آپ کی موجودگی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوں گے تو آپ کے لیے بہتر نہیں۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو میں نے دوسرا مشورہ آپ کو یہ دیا کہ آپ ہرگز اس وقت تک خلافت قبول نہ کیجیے جب تک تمام شہروں سے آپ کی خلافت کے لیے وفود آ جائیں اور وہ سب متفق ہو کر آپ کو خلیفہ تسلیم نہ کر لیں۔ پھر جب زبیر و طلحہ نے آپ کی مخالفت کی تو میں نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ اب آپ اپنے گھر میں بیٹھ جائیں اور مومنوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں کہ وہ آپس میں فیصلہ کر لیں۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ یہ لوگ کسی بل میں چھپ جائیں تو آپ کے پاس ہوا اس کی جڑ ڈھونڈنے آئیں گے تو آپ جائیں گے لیکن آپ نے ان تمام باتوں میں میری مخالفت کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اے میرے بیٹے! تم نے کہا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے مجھے مشورہ دیا تھا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے پہلے مدینہ سے باہر ہو جاؤں تو خدا کی قسم! اگر ہم مدینہ چھوڑ کر جانا چاہتے تو ہمیں بھی اسی طرح گھیر لیا جاتا جیسے عثمان رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا گیا تھا۔

تم نے جو یہ مشورہ دیا تھا کہ میں اس وقت تک میں خلافت قبول نہ کروں جب تک تمام شہروں کے لوگ میری بیعت نہ کر لیں تو اصل بیعت اہل مدینہ کی بیعت ہے اور ہمیں یہ خطرہ محسوس ہوتا تھا کہ یہ خلافت ہم لوگوں کے ہاتھ سے نکل جائے۔ تم نے جو یہ مشورہ دیا تھا کہ میں گھر میں بیٹھ جاؤں اور طلحہ و زبیر کو چھوڑ دوں تو

تو یہ اس معاملے نے یہ بہت بڑی کمزوری کا سبب ہوا۔ خدا کی قسم مجھ پر شروع ہی سے قیود ٹوٹتے چلے رہے۔ جب خلافت ملی تو وہ بھی ایسی ہی تھی۔ میرے نزدیک اس کا حال کی کوئی حیثیت نہیں۔ تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں گھر میں بیٹھ جاؤں تو یہ کیسے ممکن ہے جب کہ لوگ میرے منتظر ہوں اور میں لومڑی کی طرح کیسے چھپ کر بیٹھ جاؤں جسے ہر طرف سے گھیر لیا گیا ہو۔ سواروں کو دوڑنے والے اسے پکڑنے پر مجبور ہو گئے ہوں۔ یہاں کوئی دوسری صورت تھی اور جب شکاری واپس چلے جائیں تو وہ باہر نکل آتی ہے۔ اور جب یہ خلافت مجھے مل گئی تو میں اگر اس کی فکر نہ کروں گا تو کون اس کی فکر کرے گا۔ اے میرے بیٹے اب تم ان مشوروں سے باز آ جاؤ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے اونٹ کی خریداری:

اسماعیل بن موسیٰ الفزاری نے علی بن عابس الازرق، ابو الخطاب الہجری، صفوان بن قبیصہ الاحمسی کے حوالہ سے عرنی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں اونٹ پر سوار جا رہا تھا کہ میرے سامنے ایک سوار آیا اور مجھ سے سوال کیا کہ اے اونٹ والے کیا تو اپنا اونٹ بیچتا ہے؟

عرنی: ہاں!

سوار: اس کی کیا قیمت ہے؟

عرنی: ایک ہزار درہم۔

سوار: کیا تو پاگل ہے۔ کہیں اونٹ بھی ایک ہزار درہم میں بکتا ہے۔

عرنی: ہاں میرا یہ اونٹ ایسا ہی ہے۔

سوار: اس میں ایسی کیا خوبی ہے؟

عرنی: میں نے اس پر سوار ہو کر جب بھی کسی کا پیچھا کیا تو میں نے اسے پکڑ لیا لیکن مجھے کوئی شخص نہیں پکڑ سکا۔ اور جب بھی میں اس پر سوار ہو کر بھاگا تو پیچھا کرنے والا مجھے نہ پا سکا۔

سوار: اگر تم جانتے ہوتے کہ ہم یہ اونٹ کس کے لیے خریدنا چاہتے ہیں۔ اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے تو تم کبھی اتنی قیمت طلب نہ کرو۔

عرنی: آخر آپ کس کے لیے یہ اونٹ خریدنا چاہتے ہیں؟

سوار: تیری ماں کے لیے۔

عرنی: میں اپنی ماں کو تو اپنے گھر بیٹھی چھوڑ آیا ہوں اس کا سفر کا کوئی ارادہ نہ تھا۔

سوار: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے۔

عرنی: تو آپ یہ اونٹ لے جائیے اور اب اس کی کوئی قیمت نہیں۔

سوار: میں بلا قیمت نہیں لوں گا۔ تم میرے ساتھ قیام گاہ تک چلو میں تمہیں ایک مہری اونٹنی بھی دوں گا اور کچھ درہم بھی دوں گا۔

عرنی کا بیان ہے کہ میں اس سوار کے ساتھ گیا ان لوگوں نے مجھے ایک مہری اونٹنی دی اور چار سو یا چھ سو درہم دیے۔

اس نے مجھ سے [illegible] عرنی [illegible]

عرنی: [illegible] راستوں میں [illegible] بتا سکتے ہیں۔

[illegible]: تو تم ہمارے ساتھ چلو۔

عرنی کا بیان ہے کہ میں ان کے ساتھ ہو لیا [illegible]

[illegible]

حوأب کا چشمہ

چلتے چلتے ہم حوأب کے چشمہ پر پہنچے [illegible] ہے۔

عرنی: یہ چشمہ حوأب کے نام سے مشہور ہے۔

عرنی کا بیان ہے کہ [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] اونٹ [illegible] بٹھایا۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم [illegible] حضرت عائشہ [illegible] [illegible] حضرت عائشہ [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] عرنی کا بیان ہے [illegible] حضرت علی [illegible] [illegible]"

عرنی: [illegible] حضرت عائشہ [illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کیا تم نے بھی ان کے ساتھ سفر کیا ہے؟"

عرنی: ہاں میں نے ان کے ساتھ سفر کیا ہے [illegible] جب ہم حوأب کے چشمہ پر پہنچے [illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ: [illegible]

عرنی: ہاں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو تم ہمارے ساتھ چلو۔

عرنی کا بیان ہے کہ [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]

ایک دوسرے سے [illegible] کر دیا [illegible] اور قتل طلب کر لیا اور اسے ان دونوں پر [illegible] حضرت علی [illegible]

[illegible] الگ [illegible] جب [illegible] اسلام کے [illegible] تم لوگوں نے [illegible]

[illegible] پایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت حسن رضی اللہ عنہ [illegible] اور [illegible] تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تم لڑکیوں کی طرح کیوں روتے ہو؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہاں! میں نے آپ کو ایک بات کا مشورہ دیا تھا (مگر) [illegible] آپ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ("[illegible]")

حضرت علی رضی اللہ عنہ تو نے مجھے [illegible] لوگوں [illegible]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ [illegible] میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] آپ [illegible] آپ [illegible] [illegible] [illegible] آپ [illegible]

جس وقت ان حضرات نے اور ان لوگوں نے [illegible] میں نے تم سے کہا تھا کہ [illegible] اپنے ان شہروں کے پاس [illegible] آپ کی بیعت قبول [illegible] پہنچ جائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس نے کیا جواب ہے [illegible] لیکن خدا کی قسم [illegible] رسول اللہ ﷺ کی وفات [illegible] لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت [illegible] لوگوں سے [illegible] ابوبکر [illegible] کی بیعت کر لی۔ پھر ابوبکر [illegible] اس وقت [illegible] لوگوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ پھر عمر [illegible] ہو گئے اور انہوں نے چھ [illegible] ایک [illegible] منتخب [illegible] لیکن اس وقت [illegible] لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی [illegible] میں نے بھی بیعت کر لی۔ پھر لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] بیعت [illegible] [illegible] ان لوگوں کی [illegible] [illegible] اور ان کے درمیان [illegible] فیصلہ کرنے والا ہے۔

قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ

علی بن محمد المدائنی نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] [illegible]

تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے دیکھ کر فرمایا۔ تم اس وقت قریب آ گئے۔

عبید بن ابی سلمہ نے عرض کیا۔ لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے اور آٹھ روز تک کوئی متعین نہیں تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: پھر لوگوں نے کیا کیا؟

عبید: اہل مدینہ نے باہم جمع ہو کر مشورہ کیا اور آخرکار ٹھیک بھلائی انہوں نے حاصل کر لی کہ ان سب نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اتفاق کر لیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کاش! کہ یہ زمین و آسمان اس سے قبل باہم مل جاتے اگر تیرے اس ساتھی کی خلافت قائم ہو گئی۔ مجھے واپس لے چلو۔ مجھے واپس لے چلو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ کی طرف واپس ہو گئیں اور یہ فرماتی جا رہی تھیں۔ خدا کی قسم عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم قتل کیے گئے ہیں۔ اور میں ان کے خون کا مطالبہ ضرور کروں گی۔

عبید: اے ام المومنین! آپ ایسا انحراف کیوں کرتی ہیں؟ خدا کی قسم سب سے پہلے آپ ہی نے عثمان رضی اللہ عنہ سے انحراف کیا ہے اور آپ تو پہلے کہا کرتی تھیں کہ اس نعثل (عثمان رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دو یہ کافر ہو چکا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: ان قاتلین نے اول عثمان رضی اللہ عنہ سے توبہ کرائی پھر انہیں قتل کر دیا۔ میں نے پہلے قتل کے لیے کہا تھا اب یہ کہہ رہی ہوں اور میرا آخری قول پہلے قول سے بہتر ہے۔

پھر عبید بن ابی سلمہ نے یہ اشعار پڑھے۔

فمنک البداء ومنک الغیر ومنک الریاح ومنک المطر

ترجمہ: آپ ہی کی طرف سے اس فتنہ کی ابتداء ہے اور آپ ہی کی جانب سے یہ تمام تغیرات واقع ہوئے ہیں۔ آپ ہی کی جانب سے یہ عذاب کی آندھیاں بھی ہیں اور آپ ہی کی جانب سے رحمت کی بارش ہوئی ہے۔

وانت امرت بقتل الامام وقلت لنا انہ قد کفر

ترجمہ: آپ ہی نے لوگوں کو امام کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور آپ ہی نے ہم سے کہا تھا کہ وہ کافر ہو گیا ہے۔

فہبنا اطعناک فی قتلہ وقاتلہ عندنا من امر

ترجمہ: ہم نے ان کے قتل میں آپ کی اطاعت کی۔ اب ان کا قاتل ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور وہ شخص ہے جس نے قتل کا حکم دیا۔

ولم یسقط السقف من فوقنا ولم ینکسف شمسنا والقمر

ترجمہ: نہ تو اس واقعہ سے ہم پر چھت گری اور نہ سورج اور چاند کو گہن لگا۔

وقد بایع الناس ذا تدرإ یزیل الشبا ویقیم الصعر

ترجمہ: اب لوگوں نے ایسے آدمی کی بیعت کی ہے جو قوتوں کو پیچھے ہٹانے والا اور سخت چٹانوں پر کھڑا ہو جاتا ہے۔

ویلبس للحرب اثوابہا وما من وفی مثل من قد غدر

ذیقعدہ [illegible] تک [illegible] ہے۔

اس کے بعد حضرت [illegible] اور [illegible] کے [illegible] سے [illegible] ہوئے [illegible] ان کے لیے [illegible] کے پاس [illegible] حضرت [illegible] سے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کا مطالبہ [illegible] کی

[illegible] سازش میں یکتائے زمانہ تھے

سری نے شعیب سے بواسطہ سیف محمد اور طلحہ کا یہ بیان [illegible] کہ حضرت علی [illegible] تھے۔ انہیں یہ معلوم نہیں [illegible] اور [illegible] سے پوچھتے تھے۔ یہ لوگ [illegible] ہے جب انہیں [illegible] معلوم ہوتی [illegible] کوفہ میں عرب کے [illegible] آباد ہیں اور ان کے [illegible]۔

ابن عباس [illegible] نے فرمایا [illegible] آپ [illegible] ہیں [illegible] ایک [illegible] عرب کے [illegible] ان [illegible] کے حصول [illegible] ہیں [illegible] کے خلاف سازشیں کرتے ہیں [illegible] ایک دوسرے [illegible] کو [illegible] دوسرے کے خلاف فتنہ انگیزی کرتے رہتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واقعہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہہ رہے ہو لیکن [illegible] کے ساتھ سلوک کروں [illegible] لوگوں کے ساتھ مہربانی [illegible] کے ساتھ [illegible] اگر وہ سیدھے رہیں گے تو میں بھی ان کے ساتھ [illegible] کروں گا اور ان کے لیے [illegible] نہیں [illegible] ساتھ [illegible]۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے [illegible] وقت [illegible] جب [illegible] ہو گئے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا طلحہ یا زبیر رضی اللہ عنہم کے ساتھ جانے سے انکار

سری نے شعیب سے بواسطہ سیف محمد اور طلحہ کا یہ بیان [illegible] جب طلحہ [illegible] حضرت [illegible] اتفاق ہو گیا کہ [illegible] اور حضرت [illegible] کے قاتلوں سے انتقام لینا چاہیے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ [illegible] حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس گئے [illegible] ساتھ چلنے کی دعوت دی، حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: میں تو اس معاملے میں اہل مدینہ کے ساتھ ہوں، اگر وہ سب جنگ میں شامل ہوں گے تو میں بھی شامل ہوں گا اور اگر وہ جنگ میں شامل ہونے کے لیے تیار نہیں ہوئے تو میں بھی جنگ میں حصہ نہیں لوں گا۔

[illegible] مدینے کی واپسی:

سری نے شعیب سے بواسطہ سیف اور سعید بن عبداللہ کے حوالے سے ابن ابی ملیکہ کا یہ بیان [illegible] جب

زبیر رضی اللہ عنہ نے کوچ کا ارادہ کیا تو اپنے تمام بیٹوں کو جمع کیا ان میں سے بعض کو رخصت کیا اور بعض کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ لیکن ان تمام لڑکوں کو ساتھ چلنے کا حکم دیا جو جوان ہو گئے تھے۔ جب زبیر رضی اللہ عنہ نے دوسرے لڑکوں سے یہ کہا کہ تم واپس چلے جاؤ اور گھر میں رہو تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائیوں میں سے عروہ اور منذر سے کہا تم بھی واپس چلے جاؤ۔

اس پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں اپنے ان دونوں بیٹوں کو ساتھ لے جاؤں گا اور ان سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ ان سب کو جنگ میں لے جانا چاہتے ہیں تو آپ خود نہ جائیے اور اگر آپ کسی اور بیٹے کو پیچھے چھوڑ رہے ہیں تو انہیں بھی چھوڑ دیجئے اس لئے کہ اگر آپ سب کو لے جائیں گے تو [illegible] کی بے اولاد بن جائے گی اور اس کا کوئی سہارا باقی نہیں رہے گا۔

چنانچہ زبیر رحمہ اللہ رونے لگے اور عروہ اور منذر رحمہما اللہ کو واپس کر دیا۔

ان لوگوں نے جب کوچ کیا اور اوطاس کے پہاڑوں پر پہنچے تو یہ لوگ دائیں طرف مڑ گئے اور بصرہ کا مشہور راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا اور اسی راستے سے چل کر بصرہ پہنچ گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی پر لوگوں کا رنج و غم:

سری نے شعیب، سیف اور ابن الشہید کے حوالے سے عمیر بن ابی ملیکہ کا یہ بیان لکھ کر روانہ کیا کہ جب لشکر کی روانگی کا وقت آیا تو پہلے زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما نے کوچ کیا اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوچ فرمایا۔ ان کے ساتھ دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی تھیں یہ ان کے ساتھ ذات عرق تک گئی تھیں۔

اس روز سے زیادہ لوگ اسلام پر کبھی نہیں روئے، اس کا رونا اس باعث تھا کہ اسلام کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا تھا کہ اس دن کا نام یوم النحیب "آنسوؤں کا دن" مشہور ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبدالرحمن بن عتاب رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ یہ لوگوں میں بہت منصف شمار ہوتے تھے۔

مطالبہ قصاص کی وجہ:

سری نے شعیب، سیف، محمد بن عبداللہ کے حوالے سے یزید بن معن کا یہ بیان بہت پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب یہ لشکر اوطاس سے دائیں جانب مڑ گیا تو راستہ میں ان کی ملاقات شخ بن عوف سلمی سے ہوئی جو اپنی ماں کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور دریافت کیا اے ابو عبداللہ یہ کیا معاملہ ہے؟

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی گئی اور انہیں بلا جرم قتل کر دیا گیا۔

شخ: انہیں کس نے قتل کر دیا؟

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: مختلف شہروں کے اوباشوں اور مختلف قبائل کے جھگڑالو لوگوں نے اور ان میں زیادہ تر اعراب اور غلام شامل تھے۔

شخ: اب آپ کیا چاہتے ہیں؟

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: ہم ان لوگوں کے خلاف جنگ کریں گے تاکہ اس خون کا بدلہ لیا جائے اور یہ خون رائیگاں نہ ہونے پائے کیونکہ اس کے رائیگاں جانے میں اللہ تعالیٰ کی حکومت کی بنیاد اس طرح کمزور ہو جائے گی کہ اگر لوگوں نے اس قسم کے طریقہ کار کو ویسے ہی رہنے دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر امام کو جب چاہیں گے اس قسم کے بد قماش لوگ قتل کر دیا کریں گے۔

علیؓ: واقعی یہ بہت عمدہ بات ہے اور اگر یہ تسکین ہو جائے کہ یہ ظاہر میں آ سکون ہو گئی ہے اس کے بعد یہ دونوں ایک دوسرے سے رخصت ہوئے اور لشکر گاہ کو چلے گئے۔

* * *

باب ۵

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بصرہ میں داخلہ

اور

عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے جنگ

سری نے شعیب سیف کے واسطے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان میرے پاس تحریر روانہ کیا کہ یہ لشکر سیدھی راہ چھوڑ کر آگے بڑھتا رہا حتیٰ کہ بصرہ کے میدانوں میں پہنچ گیا یہاں پہنچ کر ان کی ملاقات عمیر بن عبداللہ تمیمی سے ہوئی۔ اس نے عرض کیا: اے ام المومنین! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ آج تشریف نہ لے جائیں بلکہ ان لوگوں میں سے کسی کو آگے روانہ فرما دیں جو وہاں کے لوگوں کو بھی سمجھا سکے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: تم ٹھیک آدمی معلوم ہوتے ہو بتاؤ تم کس کا مشورہ دو۔

عمیر: آپ ابن عامر رضی اللہ عنہ کو آگے بھیج دیجئے کیونکہ بصرہ میں ان کی جائیدادیں اور مکانات وغیرہ ہیں وہ آپ سے پہلے لوگوں سے ملاقات کریں اور آپ جو بات کہنا چاہتی ہوں وہ اہل بصرہ تک پہنچا دیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن عامر رضی اللہ عنہ کو آگے روانہ فرمایا۔ جب وہ بصرہ پہنچے تو لوگ ان کے پاس آ کر جمع ہونے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بصرہ کے مشہور اور با اثر آدمیوں کے نام خطوط بھی روانہ کیے تھے جن میں احنف بن قیس، صبرہ بن شیمان وغیرہ شامل تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے بڑھ کر حفیر میں ٹھہر گئیں اور جواب کا انتظار کرتی رہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں قاصد کی روانگی:

جب اہل بصرہ کو ان حالات کا علم ہوا تو عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور ابوالاسود دؤلی کو قاصد بنا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تعلق عوام سے تھا اور ابوالاسود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخصوص آدمیوں میں سے تھے عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا: تم اس عورت کے پاس جاؤ اور اپنے خیالات سے آگاہ کرو اور اس کے خیالات معلوم کرو۔ یہ دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھیوں کے پاس حفیر پہنچے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی اجازت طلب کی اجازت ملنے کے بعد یہ اندر گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا اور عرض کیا کہ ہمیں ہمارے امیر نے آپ کے پاس اس لیے روانہ کیا ہے تاکہ ہم یہ معلوم کریں کہ آپ کی یہاں تشریف آوری کی کیا وجہ ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھ جیسی عورت کسی مخفی کام کے لیے خفیہ سفر نہیں کر سکتی اور نہ اولاد سے کوئی بات چھپائی جا سکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ مختلف علاقوں کے شورش پسندوں اور قبائل کے جھگڑالو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے حرم میں قتل و قتال کیا اور

اس میں فتنے فساد برپا کیے اور جتنی بھی بدعتیں تھیں ان کو رواج دیا۔ اس طرح یہ لوگ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت کے مستحق ہیں اور ان کا جرم مسلمانوں کے امام کو قتل کرنا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے بغیر کسی عذر کے محترم خون کو حلال سمجھا اور اسے بہایا جس کو لینا حرام تھا اور محترم شہر اور محترم مہینے کی بے حرمتی کی اور لوگوں کی آبروریزی کی اور انہیں حد سے زیادہ تکلیف پہنچائی اور ان لوگوں کے شہروں اور مکانات میں زبردستی گھس گئے جن میں ان کا ٹھہرنا گوارا نہ تھا۔ ان لوگوں نے نقصان دہ حرکتوں میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ نہ ان کے دلوں میں خدا کا خوف تھا۔ جن لوگوں کے پاس یہ جا کر ٹھہرے ان میں اتنی قدرت نہ تھی کہ ان کو روک سکتے کیونکہ انہیں خود اپنی موت کا خوف تھا۔

میں نے اس لیے سفر کیا ہے تاکہ تمام مسلمانوں کو بتا دوں کہ یہ جماعت کس قسم کے لوگوں پر مشتمل ہے اور ان کے باعث کس مصیبت میں مبتلا ہیں اور اب ان کی اصلاح پانا ممکن نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ﴾

"ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ جو کوئی صدقہ کا حکم دے یا لوگوں کی اصلاح کرے۔"

ہم اس اصلاح کی خاطر میدان میں نکلے ہیں جس کا اللہ عزوجل اور رسول خدا ﷺ نے ہر چھوٹے بڑے اور مرد اور عورت کو حکم فرمایا ہے۔ ہم اس لیے آئے ہیں تاکہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور ان کی مخالفت کریں اور برائی سے لوگوں کو روکیں اور دنیا سے برائی کو مٹا دیں۔

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کی شرط:

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد اور طلحہ کا یہ بیان لکھ کر بھیجا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان سے ان کی آمد کی وجہ دریافت کی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ: ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ لے کر آئے ہیں۔

قاصدین: کیا آپ علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کر چکے؟

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ: ہاں لیکن اس صورت میں کہ تلوار میری گردن پر رکھی ہوئی تھی۔ اور میں علی رضی اللہ عنہ سے جو لوگوں نے اختلاف کیا ہے اور علی رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑنا نہیں چاہتا بشرطیکہ یہ ہمارے اور قاتلوں کے درمیان حائل نہ ہوں۔

اس کے بعد یہ دونوں قاصد لوٹ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے رخصت طلب کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو رخصت کیا اور ابو الاسود سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے ابو الاسود! تم اپنے آپ کو اس بات سے بچانا کہ کہیں تیری خواہشات تجھے دوزخ میں نہ دھکیل دیں۔

﴿كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

"اللہ کے لیے انصاف کے ساتھ گواہ بن جاؤ۔ اور کسی قوم کی عداوت تمہیں کسی ناانصافی کے جرم میں مبتلا نہ کر دے انصاف کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کی خبر رکھنے والا ہے"۔

ان دونوں قاصدوں نے کوچ کیا۔ منادی نے ان کی واپسی کا اعلان کیا جب یہ دونوں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ابو الاسود نے بولنے میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے پہل کی اور عثمان رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا:

یا ابن حنیف قد اتیت فانفر وطاعن القوم وجالد واصبر

ترجمہ: "اے حنیف کے بیٹے جب تو یہاں آ گیا ہے تو اب میدان میں نکل اور لوگوں کو نیزوں کی انیوں پر رکھ لے۔ ان سے جنگ کر اور ثابت قدم رہ"۔

وابرز لهم مستلئما وشمر

"اور ان پر ہتھیار سجا کر نکل اور پوری طرح تیار ہو جا"۔

یہ سن کر عثمان بن حنیف نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی۔ اور فرمایا قسم ہے کعبہ کے پروردگار کی اب اسلام کی چکی چل چکی ہے اب دیکھئے کہ چکی کا کون ساتھ دیتا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا جنگ سے گریز:

حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! اب تمہیں یہ جنگ ایک زبردست عذاب میں مبتلا کر دے گی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر کوئی تم میں سے بچ بھی گیا تب بھی بہت سے تمام اس جنگ کے سہارے نہ رہ سکیں گے۔

عثمان رضی اللہ عنہ: تو پھر آپ ہی کوئی مشورہ دیجیے۔

عمران رضی اللہ عنہ: میں تو گھر جا کر بیٹھ رہا ہوں۔ تم بھی اپنے گھر جا کر بیٹھ جاؤ۔

عثمان رضی اللہ عنہ: جب تک امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ یہاں پہنچ جائیں میں انہیں بصرہ میں داخل نہ ہونے دوں گا۔

عمران رضی اللہ عنہ: اصل فیصلہ اللہ ہی کا ہے اور وہ جو ارادہ کرتا ہے وہی ہو کر رہتا ہے۔

اس کے بعد حضرت عمران رضی اللہ عنہ اپنے گھر جا کر بیٹھ گئے اور عثمان رضی اللہ عنہ مقابلہ کی تیاری میں مصروف ہو گئے ہشام بن عامر عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں مشورہ دیا۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ! اب یہ جھگڑا اسی طرح چلتا رہے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم خود بھی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے یہ ایک ایسا زخم ہے جو کبھی بھر نہیں سکتا اور یہ اختلاف ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا تم علی رضی اللہ عنہ کا حکم آنے تک خاموشی اختیار کرو۔ اور ان لوگوں سے جھگڑا مول نہ لو۔ لیکن عثمان رضی اللہ عنہ نے ہشام کی یہ رائے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی جنگی تیاریاں

عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کرایا کہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ لوگ ہتھیار سجا کر جامع مسجد میں جمع ہو گئے عثمان رضی اللہ عنہ نے دھوکے سے کام لینا چاہا۔ لوگ اس بات کے منتظر تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا کیا ارادہ ہے۔ اس لیے انہیں تو تیاری کا حکم دیا۔ اور ایک شخص کو جو قیس سے تعلق رکھتا تھا اپنے پاس بلایا۔ یہ شخص کوفہ کا رہنے والا تھا اور انتہائی دھوکے باز تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے کچھ سمجھا بجھا دیا۔ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کے اشارے پر تقریر کرنے کھڑا ہوا اور بولا۔

"اے لوگو! میں قیس بن المنتفق کا بھائی ہوں۔ یہ جماعت جو تمہارے پاس آئی ہے اگر اس خوف سے آئی ہے کہ انہیں اپنی جانوں کا خوف تھا اور وہ تمہاری پناہ لینا چاہتے تھے تو یہ خود ایسے مقام سے آئی ہے جہاں پرندے بھی مامون ہیں۔ اور اگر یہ جماعت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا انتقام لینے آئی ہے تو ہم لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا۔ تم لوگ اس معاملے میں میری اطاعت کرو۔ اور ان لوگوں کو جہاں سے یہ آئے ہیں وہیں لوٹا دو۔"

یہ تقریر سن کر اسود بن سریع السعدی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: کیا ان لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے؟ حالانکہ تمہارا یہ کہنا غلط ہے۔ وہ تمہارے پاس گھبراتے ہوئے اس لیے آئے ہیں تاکہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں ہم سے امداد طلب کریں۔ اور اسی طرح وہ ہم لوگوں سے بھی امداد کے طالب ہیں۔ اگر واقعی ان لوگوں کو جیسا کہ تمہارا گمان ہے ان کے شہروں سے نکال دیا گیا ہے۔ تو اب ان کے لیے وہ کون سی رکاوٹ ہے جس کے باعث دوسرے ان کو ان کے شہروں سے نہ نکالیں گے۔

اس پر لوگوں میں ایک شور مچ گیا اور عثمان رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ بصرہ میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو کھل کر عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے لشکر کی امداد کریں گے۔ اس سے عثمان رضی اللہ عنہ کا دل ٹوٹ گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھی آگے بڑھ کر مربد پہنچے اور بالائی جانب سے مربد میں داخل ہو گئے اور وہاں ڈیرے ڈال دیے۔ عثمان رضی اللہ عنہ بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر ان کے مقابلے میں جا کھڑے ہوئے اور اہل بصرہ میں سے جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریک ہونا چاہتے تھے وہ ان کے لشکر میں چلے گئے۔ اس طرح دونوں فریق مربد میں صف آرا ہو گئے۔ اور ایک دوسرے کو جوش دلانے لگے حتیٰ کہ دونوں فریق غصہ سے بے قابو ہو گئے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی تقریر

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ مربد کے دائیں جانب کھڑے ہوئے تھے اور ان کے پہلو میں زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ مربد کے بائیں جانب کھڑے تھے وہ تقریر کے لیے آگے بڑھے۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو خاموش کیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان کی فضیلت کا ذکر کیا اور بتایا کہ مدینہ رسول کی کس طرح بے حرمتی ہوئی ہے اور کس طرح وہ خون بہایا گیا ہے جس کا بہانا حرام تھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ تمام مظالم بیان کیے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کیے گئے تھے۔ پھر لوگوں کو ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کی دعوت دی اور فرمایا:

"اس قصاص میں اللہ عزوجل کے دین اور اس کے حکم کی عزت ہے۔ یہ مظلوم خلیفہ کے خون کا قصاص طلب کرنا اللہ کے احکام میں سے ایک حکم ہے اگر تم قصاص طلب کرو گے تو سیدھی راہ پر چلو گے اور تمہاری خلافت تمہارے ہاتھ میں آ جائے گی اور اگر تم اس قصاص کو چھوڑ دو گے تو نہ تو کوئی حکومت قائم رہ سکتی ہے اور نہ کوئی نظام چل سکتا ہے"۔

اسی قسم کی تقریر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی کی۔ ان تقاریر پر دائیں جانب کے لوگ بولے کہ آپ دونوں نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بالکل سچ اور درست ہے اور آپ نے ہمیں حق بات کا حکم دیا ہے۔ بائیں جانب کے لوگ بولے انہوں نے نہایت غلط بات کہی ہے اور غداری کی ہے اور لوگوں کو برائی کا حکم دیا ہے۔ ان دونوں نے پہلے تو علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ اور اب یہ کہہ رہے ہیں اس پر ایک

شور مچ گیا اور لوگوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔

حضرت عائشہؓ کا خطاب:

اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے تقریر کی [illegible] بلند آواز [illegible] ایسا معلوم ہوتا [illegible] آواز [illegible] نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

"لوگ حضرت عثمانؓ پر عیب لگاتے تھے اور ان کے عاملوں کی شکایتیں کرتے تھے۔ یہ لوگ مدینہ آتے اور ہم سے مشورہ کرتے [illegible] ہم [illegible] ان کی [illegible] کو [illegible] پاتے [illegible] تھے۔

لیکن جب ہم حالات کی چھان بین کرتے تو انہیں حد درجہ متقی اور ان الزامات سے بری نظر آتے تھے۔ اور یہ لوگ جو شکایات کرتے تھے وہ حقیقت میں [illegible] نظر آتے تھے۔ ان کا ظاہر کچھ ہوتا اور باطن کچھ اور۔

ان لوگوں نے جب اس طرح [illegible] طاقت [illegible] تو [illegible] عثمانؓ کے گھر [illegible] اور [illegible] خون بہایا جس کا بہانا حرام تھا اور [illegible] مال [illegible] آگاہ ہو جاؤ [illegible] تمہیں یہ چاہیے کہ تم قاتلان عثمانؓ سے قصاص لو اور [illegible] جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ﴾

"کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا، انہیں اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے پھر ان میں سے ایک جماعت منہ پھیر کر اعراض کر کے چلی جاتی ہے۔"

اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ عثمان بن حنیف کے ساتھیوں میں پھوٹ پڑ گئی اور ان میں سے ایک جماعت [illegible] کہنے لگی: خدا کی قسم آپ نے سچ فرمایا اور ٹھیک کہا اور دوسری جماعت [illegible] تم لوگ جھوٹ کہتے ہو [illegible] دونوں [illegible] ایک دوسرے [illegible] لگے۔

حضرت عائشہؓ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر [illegible] اور [illegible] اختلاف پیدا ہو گیا اور [illegible] عثمانؓ کے ساتھیوں [illegible] حضرت عائشہؓ [illegible] کے ساتھ [illegible] عثمان بن حنیف اپنے ساتھیوں کو لے کر [illegible] حضرت عائشہؓ کے مقابلے [illegible]

جاریہ بن قدامہ سعدیؓ کی حضرت عائشہؓ سے گفتگو:

[illegible] بیان کرتے ہیں کہ حضرت جاریہ بن قدامہ

سعدی نوجوان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ کر عرض کیا۔

اے ام المومنین! خدا کی قسم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا قتل ہو جانا ہمارے لیے آسان تھا اور آپ کا اس ملعون اونٹ پر سوار ہو کر اور ہتھیار بند ہو کر نکلنا اس سے کہیں زیادہ برا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے پردے میں رہنے اور اپنے احترام کو باقی رکھنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن آپ نے اس پردے کو توڑا اور اپنے احترام کو ختم کر دیا۔ یاد رکھیے کہ جو شخص آپ سے قتال کو جائز سمجھتا ہے وہ لازماً آپ کے قتل کو بھی جائز سمجھتا ہوگا۔ اگر آپ خوشی سے یہاں آئی ہیں تو فوراً واپس لوٹ جائیے اور اگر آپ مجبوراً یہاں آئی ہیں تو لوگوں سے امداد طلب کیجیے تاکہ وہ آپ کو باعزت طور پر یہاں سے نکال دیں۔

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے ایک لڑکے کی گفتگو:

بنو سعد کا ایک نوجوان لڑکا طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: اے زبیر رضی اللہ عنہ! آپ رسول اللہ ﷺ کے حواری ہیں اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کو بچایا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ دونوں کی ماں آپ کے ساتھ ہیں۔ تو کیا تم دونوں اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لائے ہو؟

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: نہیں!

وہ سعدی نوجوان بولا: تو میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ یہ کہہ کر وہ لشکر سے علیحدہ ہو گیا۔ اس سعدی نوجوان نے اس واقعہ پر یہ اشعار کہے:

صُنْتُمْ حَلَائِلَكُمْ وَقُدْتُمْ أُمَّكُمْ   هٰذَا لَعَمْرُكَ قِلَّةُ الْإِنْصَافِ

ترجمہ: "تم نے اپنی بیویوں کو بچا لیا اور اپنی ماں کو میدان میں کھینچ لائے۔ تیری عمر کی قسم یہ تو نہایت بے انصافی کی بات ہے۔

أُمِرَتْ بِجَرِّ ذُيُولِهَا فِي بَيْتِهَا   فَهَوَتْ تَشُقُّ الْبِيدَ بِالْإِيجَافِ

ترجمہ: بیویوں کو تو گھر رہنے دیا گیا کہ وہ اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں اور باہر نہ جائیں۔

غَرَضًا يُقَاتِلُ دُونَهَا أَبْنَاؤُهَا   بِالنَّبْلِ وَالْخَطِّيِّ وَالْأَسْيَافِ

ترجمہ: اور ماں کو اپنی اغراض کا آلہ کار بنا لیا۔ تاکہ ان کے بیٹے اس کو بچانے کے لیے نیزوں، تیروں اور تلواروں سے لڑیں۔

هُتِكَتْ بِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ سُتُورُهَا   هٰذَا الْمُخَبِّرُ عَنْهُمْ وَالْكَافِي

ترجمہ: اس طرح زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما کے پردوں کی بھی پردہ دری ہوئی۔ یہ وہ خبر ہے جو لوگوں کی جانب سے بیان کی جا رہی ہے"۔

محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی رائے:

جہینہ کا ایک لڑکا محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ یہ محمد نہایت عبادت گزار شخص تھے۔ اس نے ان سے سوال کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل کون لوگ ہیں؟

انہوں نے جواب دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی ذمہ داری تین اشخاص پر ہے۔ تہائی ذمہ داری تو اس ہودج والی یعنی

عائشہ رضی اللہ عنہا پر ہے، اور تہائی ذمہ داری اس شخص پر ہے جو سرخ اونٹ پر سوار ہے یعنی میرے باپ طلحہ رضی اللہ عنہ پر اور تہائی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر ہے۔

یہ سن کر وہ لڑکا بولا۔ میں تو خود کو گمراہی پر دیکھتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گیا۔ اور محمد کے جواب میں یہ اشعار کہے۔

سألت ابن طلحة عن هالك بجوف المدينة لم يقبر

ترجمہ: "میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے اس وقت پوچھا کہ مدینہ میں جس شخص کو لوگوں نے قتل کیا ہے اور جو دفن بھی نہیں کیا جا سکا اس کی ہلاکت کی ذمہ داری کس پر ہے۔

فقال الثلاثة رهط هم أماتوا ابن عفان واستعبر

ترجمہ: اس نے جواب دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی ذمہ داری تین شخصوں پر ہے۔

فثلث على تلك في خدرها وثلث على راكب الأحمر

ترجمہ: تہائی تو اس عورت پر ہے جو ہودج میں سوار ہے اور تہائی سرخ اونٹ کے سوار پر۔

وثلث على ابن أبي طالب ونحن بدوية قفر

ترجمہ: اور تہائی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم لوگ تو بدوی آدمی ہیں۔ ان باتوں کو ہم نہیں سمجھتے۔

فقلت صدقت على الأولين وأخطأت في الثالث الأزهر

ترجمہ: میں نے اسے جواب دیا کہ پہلے دو شخصوں کے بارے میں تم نے سچی بات کہی ہے۔ لیکن تیسرے روشن شخص کے بارے میں تم نے غلطی کی ہے۔"

ابتدائے جنگ:

محمد اور طلحہ کا بیان ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور ابو الاسود دؤلی جب عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس سے چلے گئے تو حکیم بن جبلہ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا۔ اور اس نے جنگ شروع کر دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھیوں نے بھی نیزے تان لیے۔ لیکن وہ یہ سوچ کر اپنی جگہ ٹھہرے رہے کہ شاید دشمن جنگ سے رک جائے۔ لیکن حکیم نے جنگ بند نہیں کی اور آگے بڑھتا رہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھی تو ان سب کے لیے کافی تھے لیکن اس کے باوجود صرف اپنی مدافعت کر رہے تھے۔ اور حکیم دوسری طرف اپنا گھوڑا بڑھا رہا تھا اور ان پر بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ قریش ہیں انہیں آج تہ و بالا کر دو۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے بقیہ ساتھیوں نے بھی گلی کے کنارے پر جنگ شروع کر دی تھی۔ ان گھروں میں جو شریف لوگ آباد تھے خواہ ان کا تعلق کسی فریق سے کیوں نہ ہو وہ جنگ سے بچنا چاہتے تھے۔ کچھ دیر بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے بقیہ ساتھیوں نے بھی لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا پر پتھر پھینکنا شروع کر دیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ دائیں طرف بڑھ جائیں۔ ان کا مقصد جنگ سے بچنا تھا۔ یہ لوگ دائیں طرف بڑھ کر مقبرہ بنو مازن پہنچ گئے۔ وہاں کچھ دیر ٹھہرے۔ لیکن دشمن کا لشکر وہاں بھی ان پر ٹوٹ پڑا۔ کچھ دیر بعد رات شروع ہو گئی

جس کی وجہ سے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ محل میں چلے گئے اور ان کے ساتھی اپنے اپنے قبیلوں میں چلے گئے۔

ابو الجرباء کا مشورہ

بنو عثمان بن مالک بن عمرو بن تمیم میں سے ایک شخص جو ابو الجرباء کہلاتا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ اس نے انہیں [illegible] کے قریب سے بچا لے جانے کا کہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے مشورہ طلب کیا اور اس کی رائے پر چلنے کا ارادہ کیا۔ وہ انہیں بنو مازن کے قبرستان سے گزرتے ہوئے بڑھا۔ اور [illegible] کی جانب بصرہ کی بلندی پر پہنچ گیا۔ پھر دارالرزق سے قریب ہو کر ٹھہر گئے۔ اس کا ایک حصہ بیت المال سے قریب تھا۔ تو لوگ صبح تو اپنی غفلت میں بیدار تھے اور یہ آگے بڑھ رہے تھے اب جب صبح ہوئی تو یہ لوگ بیت المال کے گوشے میں زیر و زبر تھے۔

حکیم بن جبلہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی۔

صبح ہوئی تو عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پکارنا شروع کیا اور حکیم بن جبلہ کی جو صف میں تھا اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ بنو عبدالقیس کے ایک شخص نے اس حکیم سے کہا: وہ کون شخص ہے جسے گالیاں دے رہا تھا اور جسے تو گالیاں بک رہا تھا۔ میں نے یہ سب اپنے کانوں سے سن لیا ہے۔

حکیم: وہ شخص عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دے رہا تھا۔

شخص مذکور: اے خبیثہ کے بیٹے! ام المومنین کی شان میں ایسی گستاخی کرتا ہے۔

یہ سن کر حکیم نے اس شخص کے سینے پر نیزہ مارا اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس حکیم کے پاس سے ایک عورت گزری اور یہ بدبخت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دے رہا تھا۔ اس عورت نے کسی سے سوال کیا کہ یہ کسے گالیاں دے رہا ہے؟ اس نے جواب دیا عائشہ رضی اللہ عنہا کو۔ یہ سن کر اس عورت نے حکیم سے کہا اے خبیثہ عورت کے بیٹے تو ام المومنین کی شان میں یہ گستاخی کرتا ہے۔ حکیم نے یہ سن کر اس عورت کے بھی نیزہ مارا اور اسے بھی قتل کر دیا۔

پھر حکیم آگے بڑھا۔ اور اس کے اور ساتھی بھی جمع ہو گئے اور مربد کے راستے جنگ شروع ہو گئی اور سورج نکلنے کے وقت سے شروع ہو کر زوال تک نہایت شدت سے جاری رہی۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے کافی ساتھی مارے گئے اور دونوں فریق کے کافی لوگ زخمی ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے منادی جنگ بندی کا اعلان کر رہے تھے لیکن حکیم نے ان کا اعلان ٹھکرا دیا اور انہوں نے حکیم کو اچھی طرح زیر کر کے رکھ دیا۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی قوت ختم ہو گئی تو انہوں نے صلح کے لیے پکارنا شروع کیا جو ان لوگوں نے قبول کیا۔

شرائط صلح

آپس میں جنگ بندی ہو گئی اور یہ عہد نامہ لکھا گیا کہ مدینہ ایک قاصد روانہ کیا جائے اور جب تک قاصد واپس نہ آ جائے جنگ بند رہے گی۔ قاصد مدینہ پہنچ کر یہ معلوم کرے کہ آیا طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے بخوشی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی یا ان سے زبردستی بیعت لی گئی تھی۔ اگر طلحہ و زبیر سے زبردستی بیعت لی گئی ہے تو عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ ان دونوں کے لیے بصرہ خالی کر دیں گے اور اگر ان دونوں نے خوشی سے بیعت کی تھی تو یہ دونوں بصرہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

[illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط

[illegible]

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی [illegible]

[illegible]

لشکر عائشہ [illegible] کا حملہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قاصد پیغام بری کی خدمت انجام دے رہا تھا۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان دونوں کا پیغام پہنچاتا اور پھر جواب لے کر جاتا۔

عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا حشر:

عمر بن شبہ نے ابوالحسن، ابومخنف، یوسف بن یزید کے ذریعے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب لوگوں نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا تو انہوں نے ابان بن عثمان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس روانہ کیا کہ ان کا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا حکم ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ انہیں قتل کر دو۔ تبھی کسی عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اے ام المومنین! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہوں کہ آپ عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ سوچیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابان کو واپس بلاؤ۔ جب ابان واپس آئے تو ان سے فرمایا انہیں قتل نہ کرو بلکہ قید کر دو۔ ابان نے عرض کیا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ نے اس کام کے لیے مجھے واپس بلایا ہے تو میں نہ آتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ حکم سن کر مجاشع بن مسعود نے لوگوں سے کہا کہ اسے مارو اور اس کی داڑھی کے بال نوچ لو۔ لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو چالیس کوڑے مارے اور ان کی داڑھی کے بال نوچ لیے اور سر بھی اور بھنویں اکھاڑ دیں اور قید کر دیا۔

حوأب کا واقعہ:

احمد بن زہیر نے وہب بن جریر، یونس بن یزید کے حوالے سے امام زہری کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ علم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ ذی قار تک پہنچ چکے ہیں تو وہ بصرہ واپس لوٹ گئے۔ راستے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کتوں کے بھونکنے کی آواز سنی تو دریافت کیا کہ یہ کون سا چشمہ ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ حوأب کا چشمہ ہے۔

یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انا للہ پڑھی اور فرمایا: یہ تو وہی معاملہ ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ کے پاس بیویاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا شاید تم میں سے ایک عورت ایسی ہوگی جس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور عرض کیا جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ حوأب کا چشمہ ہے وہ جھوٹ بولتا ہے۔ الغرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے بڑھ کر بصرہ پہنچ گئیں۔ وہاں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ امیر تھے۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا: تم نے اپنے امیر کی بیعت کیوں توڑ دی؟

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما: ہم اسے اپنے سے زیادہ خلافت کا حقدار نہیں سمجھتے۔ اور جو کچھ اس نے کیا ہے وہ تو سب جانتے ہی ہیں۔

عثمان رضی اللہ عنہ: تو اس شخص نے مجھے یہاں امیر بنایا ہے۔ میں انہیں جو کچھ تم کہہ رہے ہو لکھ کر بھیج دیتا ہوں اور جب تک ان کا جواب نہ آئے نماز میں پڑھاؤں گا۔

الغرض اس بات پر صلح ہوئی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس خط لکھ کر روانہ کیا۔ ابھی دو روز بھی نہ گزرے تھے کہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے لشکر نے عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور مدینۃ الرزق کے قریب زابوقہ مقام پر ان سے جنگ کی اور عثمان رضی اللہ عنہ پر غالب آ گئے اور انہیں پکڑ لیا۔ پہلے تو ان کے قتل کا ارادہ کیا لیکن پھر یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں اہل مدینہ ان کے قتل پر غضبناک نہ ہو جائیں۔ اس

لیے نہیں آئی تو تمہیں بتائی نہیں گئی اور ان کے پاس نہ تھی؟

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کی تقریر:

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''تو جواب یہ ہوتی ہے۔ ہم نے جو ارادہ کیا تھا کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی غلطیوں پر آگاہ کریں اور ہمارا ان کے قتل کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ لیکن بے عقل جاہلوں نے بردباروں پر غالب آ کے انہیں قتل کر دیا۔''

لوگوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کے خطوط ہمارے پاس تو آتے تھے ان سے تو کچھ اور ظاہر ہوتا تھا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں میرا تو تمہارے پاس کوئی خط نہیں آیا پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان کے مصائب کا ذکر کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برائیاں بیان کیں۔

اس پر بنو عبدالقیس کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ خاموش رہیے اور پہلے مجھے تقریر کرنے دیجیے۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں تقریر سے کیا واسطہ؟

عبدی کی تقریر:

لیکن وہ عبدی کھڑا ہوا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:

''اے مہاجرین! تم سب سے پہلے وہ شخص ہو جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا۔ اور اس لحاظ سے تمہیں ایک بہت بڑی فضیلت حاصل ہے۔ پھر جس طرح تم نے اسلام قبول کیا تھا اسی طرح اور لوگوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو تم لوگوں نے اپنے میں سے ایک شخص کی بیعت کر لی اور تم نے ہم سے اس سلسلے میں کوئی مشورہ طلب نہیں کیا۔ ہم اس پر راضی ہو گئے اور اس معاملے میں تمہاری اتباع کی۔ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کے لیے ان کی امارت میں برکت عطا فرمائی۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے اور تم نے تم میں سے ایک شخص کو خلیفہ بنا دیا۔ ان کی خلافت کے سلسلے میں بھی ہم سے کوئی مشورہ طلب نہیں کیا گیا۔ ہم ان کی خلافت پر راضی رہے اور ان کی اطاعت کرتے رہے جب ان کی بھی وفات ہوئی تو خلافت کا معاملہ چھ آدمیوں کے سپرد کر دیا گیا۔ تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور ہمارے مشورے کے بغیر ان کی بیعت کر لی۔ پھر تم لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کسی بات پر اختلاف کیا اور انہیں ہمارے مشورے کے بغیر قتل کر ڈالا۔ پھر تم نے ہمارے مشورے کے بغیر علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ پھر تم نے ان سے اختلاف کیا۔ اب تم یہ چاہتے ہو کہ ہم علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کریں۔ تم ہمیں یہ بتاؤ کہ کیا علی رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت پر قبضہ کر لیا ہے یا حق کو چھوڑ دیا ہے یا وہ اعمال اختیار کر لیے ہیں جنہیں تم برا سمجھتے ہو۔ اگر ان کا واقعی یہی حال ہے تو ہم تمہارے ساتھ ہو کر ان سے لڑیں گے اور اگر ایسا نہیں تو ہم اس سے جنگ کرنے کے لیے تیار نہیں۔''

ان لوگوں نے عبدی کے قتل کا ارادہ کیا مگر بنو عبدالقیس اسے بچانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ لشکر والوں نے اگلے روز عبدی پر حملہ کر دیا اور اس کے ستر آدمی قتل کر دیئے۔

حکیم بن جبلہ کی جنگ:

سیف بروایت محمد اور طلحہ کا بیان ہے کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیت المال اور دروازوں پر قبضہ کر لیا اور لوگ ان کے ساتھ ہو گئے اور جو لوگ ان کے خلاف تھے وہ واپس ہو گئے۔ صبح کو انہیں یہ خبر معلوم ہوئی کہ حکیم ایک جماعت کے ساتھ موجود ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما کے پاس کہلا کر بھیجا کہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا راستہ نہ روکا جائے۔ زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما نے اس پر عمل کیا اور عثمان رضی اللہ عنہ بصرہ سے نکل کر اپنے آقا حضرت علی کی فوج میں چلے گئے۔

صبح کے وقت حکیم بن جبلہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا۔ اس کے ساتھ بنو عبدالقیس اور بکر بن وائل کے لوگ تھے۔ یہ لوگ دارالرزق کی جانب بڑھے اور حکیم بن جبلہ کہہ رہا تھا کہ اگر میں عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد نہ کروں تو میں ان کا بھائی نہیں۔ اس کے بعد یہ حکیم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دینے لگا۔

ایک عورت نے جو اس کی قوم کی تھی جب یہ گالیاں سنیں تو اس سے بولی اے خبیث عورت کے بیٹے! تو اس کے لائق ہے کہ گالیاں دیتا پھرے۔ حکیم نے اس کے نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔ اس پر بنو عبدالقیس بگڑ گئے صرف اس کے ساتھ چند لوگ رہ گئے۔ بنو عبدالقیس نے اس سے کہا تو نے کل بھی ایسی حرکت کی تھی اور آج بھی ایسی حرکت کی ہے۔ خدا کی قسم اب ہم تیرا ساتھ نہ دیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ تجھے تیرے عمل کا بدلہ دے۔ یہ لوگ اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے ساتھ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے بقیہ ساتھی بھی شامل تھے اور تمام قبائل کے وہ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے جنہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کر کے انہیں شہید کیا تھا کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اب ان کے لیے بصرہ میں کوئی جائے پناہ موجود نہیں۔ اس لیے وہ سب اس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ یہ لوگ آگے بڑھ کر دارالرزق کے قریب زابوقہ پہنچے۔

قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ تم صرف ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کریں اور یہ اعلان کر دو کہ جو شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ ہمارے مقابلے سے ہٹ جائے کیونکہ ہماری جنگ صرف قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے ہے اور ہم کسی سے بھی جنگ کی ابتدا نہ کریں گے۔

حکیم نے جنگ شروع کر دی اور منادی کے اعلان کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کا شکر ہے کہ اس نے بصرہ کے تمام قاتلین کو ہمارے سامنے جمع کر دیا ہے۔ اے اللہ! ان میں سے کسی کو زندہ باقی نہ چھوڑیئے اور ان سے آج قصاص لے لیجئے اور انہیں قتل فرما دیجئے۔

حکیم کے ساتھیوں نے ان لوگوں سے جنگ شروع کر دی اور بہت سخت جنگ ہوئی۔ حکیم کے لشکر میں چار سردار تھے۔ حکیم طلحہ رضی اللہ عنہ کے مقابل تھا۔ ذریح زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابل اور ابن المحرش عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں اور حرقوص بن زہیر عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں۔ طلحہ رضی اللہ عنہ حکیم کے مقابلہ پر نکلے اس کے ساتھ تین سو آدمی تھے۔

حکیم کے اشعار:

حکیم نے تلوار سے وار شروع کیا اور اس وقت یہ رجز پڑھ رہا تھا

[illegible] [illegible]

ترجمہ: میں انہیں [illegible] طرح [illegible] سے مارتا ہوں۔

[illegible] [illegible]

ترجمہ: میں [illegible] سے [illegible] ہوں۔

ایک شخص نے حکیم کے پاؤں پر تلوار ماری اور اسے کاٹ ڈالا۔ حکیم نے کٹا ہوا پاؤں اٹھا لیا اور اس سے [illegible] اس کو قتل کر ڈالا اور اس کی لاش پر ٹیک لگا کر یہ شعر پڑھے۔

یا نفس لا تراعی ان قطعت کراعی

ان معی ذراعی

ترجمہ: اے دل! تو گھبرا نہیں، میرا پاؤں کٹ گیا تو کیا ہوا، میرے پاس ابھی ہاتھ موجود ہیں جس سے میں اپنی جان کی حفاظت کر رہا ہوں۔

حکیم نے اس وقت یہ شعر بھی پڑھا تھا۔

لیس علی ان اموت عار ۔ والعار فی الناس هو الفرار

والمجد لا یفضحہ الدمار

ترجمہ: اگر میں مر بھی جاؤں تو میرے لیے کوئی عار نہیں۔ عار تو لوگوں کے لیے میدان سے بھاگنے میں ہے اور بزرگی ایسی چیز ہے کہ ہلاکت اس کو رسوا نہیں کرتی۔

جنگ کے بعد ایک شخص حکیم کے پاس سے گزرا، اس وقت ان کی جان نکل رہی تھی [illegible] وہ [illegible] سر رکھے پڑے تھے۔ گزرنے والے نے سوال کیا: اے حکیم! کیا حال ہے؟ حکیم نے جواب دیا [illegible] قتل کر دیا [illegible] آنے والے نے [illegible] جا رہا [illegible] کہا [illegible] حکیم کے ساتھ [illegible] اور مارے گئے تھے۔

حکیم کی مرتے وقت کی تقریر

حکیم نے اس روز ٹانگ کٹ جانے کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر تقریر کی۔ اس وقت ان کی زبان میں کسی قسم کی لکنت نہ تھی اور ان کے چاروں طرف تلواریں چل رہی تھیں۔ انہوں نے کہا:

"بات یہ ہے کہ ہم نے ان دونوں شخصوں (طلحہ و زبیر) کو پیچھے دھکیل دیا تھا۔ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور ان کی اطاعت کا عہد کیا۔ پھر یہ دونوں ان کے مخالف ہو گئے اور قصاص عثمان کا مطالبہ کرنے لگے۔ اس سے جنگ چھڑ گئی۔ اس طرح انہوں نے ہماری جماعت میں تفرقہ پیدا کیا تھا۔ حالانکہ ہم بہت سے گروہوں کے مالک تھے اور ہم سب بہت سے مددگار تھے۔ اے اللہ تو گواہ ہے کہ ان دونوں کی غرض حضرت عثمان کا قصاص نہیں۔"

ایک منادی نے اسے جواب دیا:

"اے خبیث! تجھ پر اللہ کا عذاب نازل ہو، تو تو گھبرا گیا۔ حالانکہ تو نے [illegible] سے [illegible] امام مظلوم کے خلاف تہمتیں اور الزامات لگائے تھے اور اسی طرح تم نے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور مسلمانوں کا خون بہا کر

تو تب دنیا حاصل کر لی اب تم اللہ کے عذاب کا مزا چکھو اور تم ان شخصوں کے پاس پہنچ جاؤ۔ جہاں ہونے کے تم مستحق ہو۔

اس روز حکیم اور اس کے ساتھی بھی قتل کیے گئے اور حرقوص بن زہیر اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھاگ گیا۔ ان لوگوں نے اپنی قوم میں جا کر پناہ لی۔

قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل:

حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں اعلان کیا کہ جن جن قبائل کے پاس وہ لوگ موجود ہیں جو عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لیے مدینہ چڑھ کر گئے تھے انہیں ہمارے پاس لے آؤ۔ لوگ ان قاتلین کو کتوں کی طرح گھسیٹ گھسیٹ کر لائے اور ان سب کو قتل کر دیا اور حرقوص بن زہیر کے علاوہ اہل بصرہ میں سے کوئی ایسا شخص نہیں بچا جس نے قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں حصہ لیا تھا۔

حرقوص بن زہیر بنو سعد قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا اس لیے بنو سعد نے اسے بچا لیا۔ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے بنو سعد کو اس بات پر سخت برا بھلا کہا اور ان کے لیے ایک مدت معین کر دی کہ اس دوران میں حرقوص کو حاضر کر دو۔ بنو سعد کو یہ بات بہت ناگوار گزری۔ اس لیے کہ وہ سب عثمانی تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے یہ کہلا کر بھیج دیا کہ ہم اس جنگ سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں اور جب بنو سعد مخالف ہو گئے تو ان کی دیکھا دیکھی بنو عبد القیس بھی اپنے مقتولین کی وجہ سے بگڑ اٹھے اور جس شخص پر بھی کوئی الزام تھا وہ بھاگ کر علی رضی اللہ عنہ کے پاس جانے لگا اور ان کی اطاعت کا دم بھرنے لگا۔

حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو عطیات اور تنخواہیں تقسیم کرنے کا حکم دیا اور جن لوگوں نے ان کی اطاعت کی تھی اور ان کی خاطر جانیں قربان کی تھیں ان کے مدارج بڑھائے۔

اس کے بعد بنو عبد القیس اور اکثر بنو بکر بن وائل مخالفت میں کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے بیت المال پر حملہ کیا۔ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے لشکر نے بھی ان کا مقابلہ کیا اور ان کے بہت سے آدمی ختم کر دیے بقیہ لوگ بصرہ سے بھاگ کر علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے کے لیے ان کے راستے میں جمع ہو گئے۔ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بصرہ میں مقیم رہے اور اب بصرہ کے لوگوں میں حرقوص بن زہیر کے علاوہ کسی سے قصاص لینا باقی نہ رہا۔

اہل شام کے نام طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کا خط:

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ تمام واقعات اہل شام کو لکھ کر روانہ کیے اور تحریر کیا کہ

"ہم تو دشمنوں سے جنگ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرنے کے لیے نکلے ہیں تاکہ ہر شریف و رذیل اور قلیل و کثیر سب پر اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ کیا جا سکے۔ ورنہ اللہ عزوجل ہمیں اصل احکام پر لوٹا دے۔ اس بات پر بصرہ کے نیک اور شریف لوگوں نے ہماری بیعت کی اور شریر اور جھگڑالو قسم کے لوگوں نے ہماری مخالفت کی اور ہمارے مقابلے پر ہتھیار اٹھائے۔ ان لوگوں کا کہنا یہ تھا کہ ہم ام المومنین کی اطاعت کے لیے تیار ہیں انہیں چاہیے کہ وہ حق کا حکم دیں اور لوگوں کو حق پر چلنے کے لیے آمادہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دوبارہ سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان لوگوں کے سامنے ہر قسم کے دلائل پیش کیے گئے اور جب کوئی حجت باقی نہ رہی تو امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتل ایک

پھر تنہا رہ گئے اور اپنی پرانی روش اختیار کر لی تھی۔ جب وہ قتل ہو گئے تو ان میں سے کوئی بھی ابن زبیر کے علاوہ کوئی شخص نہیں بچا۔ اور ان شاء اللہ ایک دن آپ اللہ تعالیٰ اسے بھی قید کر لیں گے۔ یہ لوگ تیر کی طرح جہنم رسید ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف بیان فرمایا ہے۔

ہم تمہیں اللہ کا حکم دیتے ہیں کہ جس طرح ہم نے ان کو طلب کیا۔ جنگ کی۔ تم بھی ان سے اسی طرح جنگ کرو۔ ایک دن ہم بھی اللہ عزوجل کے سامنے پیش ہوں گے اور تم بھی اس کے سامنے پیش ہو گے۔ ہم نے خدا تعالیٰ کے سامنے عذر پیش کرنے کے لیے تم پر ذمہ داری ڈالی ہے اور ہم نے پوری کوشش کی ہے۔

یہ خط سیار العجلی کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔

اور اسی قسم کا ایک دوسرا خط اہل کوفہ کے نام روانہ کیا گیا۔ جو طرادین سعد میں سے ایک شخص مظفر بن معرض کو قاصد بنا کر بھیجا گیا۔ ایک خط اہل یمامہ کے نام لکھا گیا جو حارث السدوسی کے ہاتھ اسے روانہ کیا گیا۔ اس وقت یمامہ کے عامل سبرۃ بن عمرو العنبری تھے۔ اسی طرح ایک خط اہل مدینہ کے نام لکھ کر ابن قدامۃ القشیری کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔

اہل کوفہ کے نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خط:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہل کوفہ کے نام ایک خط تحریر فرمایا اور انہی کے قاصدوں کے ہاتھوں اسے روانہ کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس میں تحریر فرمایا:

"میں تمہیں اللہ عزوجل اور اسلام کا واسطہ دیتی ہوں کہ خدا کی کتاب کو اور جس میں جو کچھ ہے انہیں دین میں قائم کرو۔ اللہ سے ڈرو اور اس کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور اس کی کتاب پر چلو۔ ہم بصرہ پہنچے اور لوگوں کو اس کی دعوت دی کہ وہ دین میں اللہ کی کتاب اور اس کے احکام کو نافذ کریں۔ نیک لوگوں نے ہماری اس بات کو قبول کر لیا اور جن میں خیر کا مادہ نہ تھا انہوں نے ہمارے مقابلہ پر ہتھیار اٹھائے اور یہ دعویٰ کیا کہ تمہیں بھی عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیں گے تا کہ یہ سب ختم ہو جائیں۔ ان لوگوں نے قتال و فساد کا ارادہ کیا اور جنگ کا فیصلہ کر لیا۔ ہم نے ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ﴾

"کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب دی گئی تھی کہ جب انہیں کتاب اللہ کی دعوت دی جاتی ہے تا کہ اس کے مطابق ان میں فیصلہ کیا جائے تو ایک جماعت ان سے روگردانی اور اعراض کرتی ہے۔"

ان میں سے بعض نے میری بیعت کو قبول کیا اور ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ تم نے اولاً انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان لوگوں کے علاوہ کوئی ان کے ساتھ نہ رہا جو میرے ساتھیوں سے جنگ کرنا چاہتے تھے۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو مجھ سے جنگ کرنے پر ابھارا۔ اللہ عزوجل نے نیک لوگوں کے ذریعے میری امداد فرمائی اور ان کے مکر و فریب کو ان کی طرف پلٹ دیا۔ ہم چھبیس روز تک انہیں کتاب اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی دعوت دیتے رہے اور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خلیفہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

بیت المال کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خلیفہ کا بیت المال پر تصرف

[illegible]

[illegible]

جو اور انہیں دارالامارت میں رہنے کی اجازت دے دے جب تک علی رضی اللہ عنہ تشریف نہ لے آئیں اس وقت تک کے لیے ہمارا اور تمہارا یہی فیصلہ تھا۔ خدا کی قسم! اگر میرے ساتھ کچھ بھی مددگار ہوتے تو میں ان لوگوں کے بدلے میں تمہیں اسی طرح مار بھگاتا اور اس وقت تک جنگ کرتا رہتا جب تک ان مقتولین کے بدلے میں تم لوگوں کو قتل نہ کر دیتا اور ہمارے جن بھائیوں کو تم نے قتل کیا ہے ان کے قصاص میں تمہارے خون ہمارے لیے حلال ہو چکے ہیں۔ کیا تم لوگوں کو اللہ عزوجل کا خوف نہیں کہ تم لوگوں نے خون بہانا حلال سمجھ لیا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ: ہاں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خون کے بدلے میں تمہارا خون حلال ہے۔

حکیم: جن لوگوں کو تم نے قتل کیا ہے کیا انہی لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا؟ کیا تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: ہم تمہیں اس کھانے سے ایک ذرہ بھی نہ دیں گے اور نہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو اس وقت تک چھوڑیں گے جب تک وہ علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ چھوڑ دیں گے۔

حکیم: اے اللہ! آپ ہی فیصلہ کرنے والے اور عادل ہیں آپ گواہ ہو جائیے۔ اس کے بعد حکیم نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ ان لوگوں سے جنگ جائز ہے۔ اور جسے اس بات میں شک ہو وہ واپس لوٹ جائے۔

اس کے بعد حکیم نے ان لوگوں پر حملہ کیا اور بہت ہی سخت جنگ ہوئی۔ ایک شخص نے تلوار مار کر حکیم کی ٹانگ کاٹ ڈالی۔ حکیم نے وہ کٹی ہوئی ٹانگ اس کے کھینچ ماری جو اس کی گردن پر پڑی جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ نیچے گر پڑا حکیم نے جھک کر اسے قتل کر دیا اور اس کی لاش پر تکیہ لگا کر بیٹھ گیا کچھ دیر بعد وہاں سے ایک شخص کا گزر ہوا اس نے دریافت کیا اے حکیم تجھے کس نے قتل کیا ہے۔

حکیم: میرے اس تکیے نے۔

اس روز بنو عبدالقیس کے ستر آدمی مارے گئے۔ ہذلی کا بیان ہے کہ جب حکیم کا پاؤں کٹا تو اس نے یہ اشعار پڑھے۔

[illegible] رِضَاعِيْ [illegible] يَا رِجْلِيْ لَنْ تُرَاعِيْ
إِنَّ مَعِيْ مِنْ نَجْدَةٍ ذِرَاعِيْ

ترجمہ: "جب میری ٹانگ کٹ گئی تو میں نے اپنے پاؤں سے کہا اے میرے پاؤں تو مت گھبرا، ابھی میرے پاس ایک مضبوط بازو موجود ہے۔"

عامر بن مسلمہ کا بیان ہے کہ اس روز حکیم کے ساتھ اس کا بیٹا اشرف اور اس کا بھائی رعل بن جبلہ بھی مارا گیا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا جواب:

عمر بن شبہ نے ابوالحسن، مثنیٰ بن عبداللہ کے حوالے سے عوف الاعرابی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ایک شخص زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما کے پاس آیا یہ دونوں بصرہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے عرض کیا آپ دونوں کو آپ کے اس سفر پر روانہ ہونے کے بارے میں کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ سے اس بارے میں کوئی عہد لیا تھا؟ طلحہ رضی اللہ عنہ جواب دیئے بغیر وہاں سے کھڑے ہو گئے اس نے زبیر رضی اللہ عنہ کو قسم

دے کر سوال کیا۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا حضورؐ کے زمانے میں ہم سے کوئی عہد نہ لیا گیا تھا لیکن جب ہمیں معلوم ہوا کہ تمہارے پاس بہت دراہم نقد ہیں تو ہم یہاں کر تمہارے پاس چلے آئے تا کہ ہم بھی تمہارے شریک بن جائیں۔

حضرت زبیرؓ کا اعلان:

عمر نے ابوالحسن، سفیان بن ربیعہ اور قتادہ کے حوالے سے ابو عمرو مولی الزبیر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب اہل بصرہ نے زبیرؓ اور طلحہؓ کی بیعت کر لی تو زبیرؓ نے لوگوں سے کہا کیا ایک ہزار سوار ایسے ہیں جو میرے ساتھ چلیں تا کہ میں رات تک یا صبح تک علیؓ کے سر پر پہنچ جاؤں اور اسے قتل کر دوں تا کہ یہاں پہنچنے سے پہلے ہی اس کا خاتمہ ہو جائے لیکن کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔

اس پر حضرت زبیرؓ نے جواب: یہ ایک واقعہ پیدا ہو گیا ہے جس کا ہم آج تک ذکر کیا کرتے تھے۔

غلام: آپ اسے قتل بھی کرتے ہیں اور خود جنگ بھی کرتے ہیں؟

زبیرؓ: اسے ہم خود دیکھ رہے ہیں کیونکہ ہم پر تو باپ کے بیٹے اس قوم کے علاوہ کوئی اور کام نہیں تھے میں اچھی طرح سمجھتا ہوں لیکن اس کام کے بارے میں یہ فیصلہ بھی نہیں کر سکتا کہ مجھے آگے بڑھنا چاہیے یا پیچھے ہٹ جانا چاہیے۔

علقمہ کی طلحہؓ سے گفتگو:

احمد بن منصور نے یحییٰ بن معین، ہشام بن یوسف قاضی صنعاء، عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر اور موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ کے واسطے سے علقمہ بن وقاص لیثی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب طلحہؓ، زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ نے کوچ کیا تو میں نے طلحہؓ کو خلوت میں دیکھا کہ اپنی غلطی کے باعث اپنی داڑھی پر ہاتھ مار رہے تھے میں نے عرض کیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو خلوت بہت محبوب ہو گئی ہے اور آپ اپنی غلطی کے باعث اپنی داڑھی پر بار بار ہاتھ مارتے ہیں۔ اگر آپ اس جنگ وغیرہ کو برا سمجھ رہے ہیں تو اسے چھوڑ کر خاموش بیٹھ جائیے۔

طلحہؓ: ایک وہ زمانہ تھا جب ہم سب ایک دست واحد کی طرح تھے اور درست کرنے والا ہمیں درست کر دیتا تھا۔ اس وقت اگر ہم یہ چاہتے تھے کہ لوہے کے دو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دیں تو ہم اس پر قدرت رکھتے تھے۔ اب میری ذات سے عثمانؓ کو تکلیف پہنچی ہے تو اس کی توبہ یہی ہے کہ ان کے خون کے مطالبہ میں لوگ میرا خون بہا دیں۔

علقمہ: تو آپ اپنے صاحبزادے محمدؓ کو جنگ میں داخل نہ کیجئے کیونکہ آپ صاحب عیال ہیں اگر خدانخواستہ آپ شہید کر دیئے گئے تو وہ آپ کی جگہ سنبھال لیں گے۔

طلحہؓ: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص بھی اس کام سے پیچھے رہے۔ لہٰذا تم منع کر دو۔

علقمہ کہتے ہیں کہ

میں محمد بن طلحہؓ کے پاس پہنچا اور ان سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ آپ گھر بیٹھ جائیں کیونکہ اگر آپ کے والد کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا تو آپ ان کی اولاد اور گھر والوں کو سنبھال سکیں گے۔

محمدؓ: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں لوگوں سے اپنے باپ کا حال دریافت کرتا پھروں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زید بن صوحان کے نام خط:

عمر بن شبہ نے ابوالحسن اور ابو مخنف کے ذریعہ مجالد بن سعید کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ پہنچیں تو انہوں نے زید بن صوحان کو ایک خط تحریر فرمایا:

> "یہ خط عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ ام المومنین زوجہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اپنے مخلص بیٹے زید بن صوحان کے نام ہے۔ اے زید! جب تمہارے پاس میرا خط پہنچے تو تم میرے پاس چلے آؤ اور اس کام میں میری مدد کرو اور اگر تم میری مدد نہ کرو گے تو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں تباہ ہو جائیں گے۔"

زید بن صوحان نے اس کا یہ جواب تحریر کیا

> "یہ خط زید بن صوحان کی جانب سے عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ ام المومنین زوجہ رسول اللہ ﷺ کے نام ہے۔ آپ اس کام کو چھوڑ کر اپنے گھر لوٹ جائیے ورنہ میں آپ سے سب سے پہلے قطع تعلق کروں گا۔"

زید بن صوحان فرماتے تھے اللہ تعالیٰ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے کہ اللہ نے انہیں گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا تھا اور ہمیں جنگ کرنے کا لیکن انہوں نے اس حکم کو توڑ دیا جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور جو حکم ان کے لیے تھا وہ ہمیں دینا شروع کر دیا اور جو حکم ہمارے لیے تھا اس پر ام المومنین نے عمل کرنا شروع کیا اور ہم نے اسے چھوڑ دیا۔

* * *

باب ۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بصرہ کی جانب کوچ

سری نے شعیب [illegible] کے حوالے سے [illegible] کا بیان ہے [illegible] جب حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] کی جانب کوچ [illegible] انہوں نے [illegible] لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] پہنچے تو [illegible] جب [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کے نام [illegible] مقابلہ میں [illegible]۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اہل کوفہ کے نام خط:

عمر نے ابوالحسن [illegible] محمد اور طلحہ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے حوالے سے عبدالرحمٰن کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کے نام یہ خط تحریر کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"میں تم لوگوں کو سب سے زیادہ [illegible] کیونکہ مجھے تمہاری [illegible] اور مجھے اس کا بھی علم ہے [illegible] جو شخص [illegible] کے پاس [illegible]۔"

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا خطبہ

عمر نے ابوالحسن [illegible] کے حوالے سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر [illegible] جب [illegible] حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس [illegible]۔

حضرت ابو موسیٰ [illegible] ہو جاؤ۔

جب محمد بن ابی بکر [illegible] ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا [illegible] [illegible] [illegible]

اپنے بیٹوں کے اعوان میں سے ایک شخص بھی زندہ نہ بچے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ سے ۳٦ھ میں ماہ ربیع الآخر کے آخری دنوں میں نکلے۔ جب انہوں نے کوچ کیا تو [illegible] نے جو شعر کہا [illegible] سے بھی یہی اشعار ملتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: "کوئی ایسا شخص نہیں جو علی رضی اللہ عنہ کے وقت کا [illegible] گیا [illegible]"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بنو طے سے خطاب

عمر نے ابوالحسن ابو مخنف اور [illegible] کے ذریعہ [illegible] کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ربذہ میں تھے تو بنو طے کی ایک جماعت ان کے پاس آئی۔ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ بنو طے کے وہ لوگ ہیں جو آپ کے ساتھ شامل ہو کر جنگ کرنا چاہتے ہیں اور آپ کی خلافت قبول کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اللہ تعالیٰ تم سب کو جزا دے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بیٹھنے والوں کے مقابلہ میں بہت بڑا اجر دیا ہے۔

پھر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے خیمے میں پہنچے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال فرمایا: تم کس شے کی گواہی دیتے ہو۔

اہل طے: ہم ہر اس شے کی گواہی دیتے ہیں جو آپ پسند کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔ تم لوگ بخوشی اسلام لائے۔ تم لوگوں نے مرتدین سے بھی جنگ کی تھی اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے [illegible] پورا کر دکھایا۔

سعید بن عبید الطائی: اے امیر المومنین! بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے مافی الضمیر کو زبان سے بہت اچھی طرح ادا کر دیتے ہیں اور خدا کی قسم میں بھی اپنے مافی الضمیر کو اپنی زبان سے اچھی طرح ادا نہیں کر سکتا ہوں مگر ظاہر اور پوشیدہ طور پر ہر وقت آپ کا خیر خواہ رہوں گا اور ہر مقام پر آپ کے دشمن سے جنگ کروں گا اور آپ کا ایسا حق سمجھوں گا جو دنیا میں کسی اور کا نہیں سمجھوں گا۔ یہ صرف آپ کی فضیلت اور قرابت رسول کے باعث ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے تم نے اپنے دل کی بات کو زبان سے بہت اچھی طرح ظاہر کیا۔ یہ سعید حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ صفین میں قتل ہو گیا۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی کوفہ روانگی

عمر نے شعیب سے سیف کے ذریعہ محمد و طلحہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ربذہ میں قیام کیا تو محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کو کوفہ روانہ کیا اور انہیں تحریر فرمایا

"میں تم لوگوں کو تمام شہروں سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ اور جو حالات پیش آئے ہیں ان میں تمہاری مدد کا طالب

ہوں۔ تم لوگ اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ اور ہمارا ساتھ دو اور ہمارے ساتھ ان لوگوں سے جنگ کرو۔ کیونکہ ہم اصلاح کے طالب ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تمام امت بھائی بھائی بن جائے۔ جس نے اس بات کو پسند کیا اور اسے اپنی جان پر ترجیح دی اس نے حق کو محبوب رکھا اور اس پر جان دی اور جس نے اس بات کو برا سمجھا اس نے حق سے دشمنی کی اور اسے ختم کیا۔"

یہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط لے کر کوفہ روانہ ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ربذہ میں ٹھہر کر جنگی تیاریاں فرماتے رہے اور مدینہ منورہ سے سواریاں اور ہتھیار منگوائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ

جب یہ سامان پہنچ گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک خطبہ دیا اور فرمایا

"اللہ عزوجل نے ہمیں اسلام کے ذریعہ عزت عطا فرمائی اس کے ذریعہ ہم کو بلند فرمایا اور ہم سب کو بھائی بھائی بنا دیا۔ حالانکہ ہم ذلیل تھے۔ ہماری تعداد بھی کم تھی اور ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ جب تک اللہ نے چاہا لوگ اسی طریقہ کار پر عمل کرتے رہے کہ اسلام ان کا دین تھا۔ حق ان میں دائم تھا اور کتاب اللہ کو اپنا امام سمجھتے تھے۔

حتیٰ کہ ایک جماعت نے جسے شیطان نے ورغلا دیا تھا اس شخص کو قتل کر دیا اور اس طرح شیطان نے امت میں پھوٹ ڈال دی۔ خبردار! جس طرح پچھلی امتوں میں تفریق پیدا ہوئی اسی طرح اس امت میں تفریق پیدا ہو کر رہے گی۔ ہم اس پیدا ہونے والی برائی سے پناہ مانگتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ فرمایا کہ یہ تفریق ضرور پیدا ہو کر رہے گی اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور سب سے بدترین فرقہ وہ ہوگا جو مجھے چھوڑ دے گا اور اس طریقے پر عمل نہ کرے گا جس پر میں عمل کرتا ہوں۔ اب تم نے سب چیزوں کو دیکھ لیا اور پا لیا ہے۔ لہٰذا اپنے دین کو لازم پکڑو اور اپنے نبی ﷺ کے طریقے پر چلو اور آپ کی سنت کی اتباع کرو اور تمہیں جو مشکل درپیش آئے اس کا فیصلہ قرآن کے مطابق کرو۔ اگر قرآن اس کا حکم دیتا ہے تو اسے لازم پکڑو اور اگر قرآن اس کا انکار کرتا ہے تو اسے رد کر دو۔ تم لوگ اللہ عزوجل کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے محمد ﷺ کے نبی ہونے اور قرآن کے حکم اور امام ہونے پر راضی ہو۔"

ربذہ سے کوچ کرنے کا فیصلہ:

سری نے شعیب اور سیف کے حوالہ سے محمد و طلحہ کا یہ بیان میرے پاس تحریر کر کے روانہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ربذہ سے بصرہ کی طرف کوچ کا ارادہ کیا تو رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔

اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ کہاں جانا چاہتے ہیں اور ہمیں کس لیے لے جا رہے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہم اصلاح کی غرض سے جا رہے ہیں بشرطیکہ یہ لوگ ہماری بات قبول کر لیں۔

ابن رفاعہ: اگر انہوں نے ہماری بات قبول نہ کی؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو ہم ان کا عذر قبول نہیں کریں گے اور ان کے سامنے حق پیش کریں گے اور اس پر صبر کرتے جائیں گے۔

[illegible]

مرہ میرا نام مرہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ تیری زندگی تلخ کرے۔ کیا تو یونہی تمام دن کا کاہن ہے؟

مرہ نہیں کاہن نہیں بلکہ فال دیکھنے والا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب فید میں قیام کیا تو ان کے پاس بنو اسد اور طی کے آدمی آئے اور انہوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تم اپنی جگہ پر رہو مہاجرین ہی جو ہیں وہ تمہاری طرف سے بھی کافی ہے۔

عامر کوفی کی آمد:

ابھی حضرت علی رضی اللہ عنہ فید ہی میں مقیم تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا۔ آپ نے اس سے اس کا نام دریافت کیا:

عامر میرا نام عامر بن مطر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کیا بنو لیث خاندان سے ہو؟

عامر نہیں بلکہ بنو شیبان سے ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کے حالات بیان کرو۔ اس نے کوفہ کے تمام حالات بیان کیے۔ آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے کیا خیالات ہیں؟

عامر اگر آپ صلح کے خواہاں ہیں تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اس میدان کے مرد ہیں۔ اور اگر آپ جنگ کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس کے حامی نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا کی قسم میرا ارادہ صرف اصلاح کا ہے۔ ورنہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ لوگ ہمارے پاس پھر واپس لوٹ آئیں۔

عامر میں نے تو جو حالات تھے وہ بیان کر دیے ہیں۔ اس کے بعد عامر خاموش ہو گیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خاموش رہے۔

عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی واپسی:

عمرو نے ابو الحسن ابو محمد اور عبداللہ بن عمیر کے حوالے سے محمد بن الحنفیہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب ربذہ میں قیام پذیر تھے تو ان کے پاس عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ پہنچے ان کی داڑھی اور بھوؤں کے بال اکھاڑ دیے گئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ نے مجھے داڑھی والا بھیجا تھا لیکن اب میں آپ کے پاس بغیر داڑھی کے واپس آیا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تم نے اجر و ثواب حاصل کیا۔ بات یہ ہے کہ مجھ سے پہلے دو شخص حکومت کے والی ہوئے (یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) ان دونوں نے کتاب اللہ پر عمل کیا۔ پھر تیسرا شخص (عثمان رضی اللہ عنہ) لوگوں کا والی ہوا۔ لوگوں نے ان کے بارے میں جو کچھ کہا اور جو ان کے ساتھ سلوک کیا وہ سامنے ہے پھر لوگوں نے میری بیعت کی اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی بیعت کی۔ لیکن ان دونوں نے بعد میں بیعت توڑ دی اور لوگوں کو مجھ پر چڑھا لائے۔

مجھے تعجب تو اس بات پر ہے کہ یہ دونوں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لیے مطیع و فرمانبردار تھے لیکن میرے اتنے مخالف ہیں۔ خدا کی

قسم! یہ دونوں یہ بات خوب جانتے ہیں کہ میں تو شروع ہی سے انہیں اس بات سے منع کر رہا تھا کہ وہ اپنے لیے یہ مشکل پیدا فرمائی ہے اسے قبول فرما اور انہوں نے جو پختہ ارادہ کے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے اس کی تکمیل نہیں: [illegible] اور ان کے عمل کی برائی انہیں دکھا دیجیے۔

حکیم کے قتل کی خبر

سری نے شعیب و سیف کے واسطے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان ہے [illegible] روایت کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ثعلبیہ میں قیام کیا تو ان کے پاس ایک شخص آیا جو عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ اور ان کے [illegible] لوگوں کا حال دیکھ آیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے تمام حالات بیان کیے اور دعا فرمائی اے اللہ طلحہ و زبیر کو جو مصیبت ان کے کئے کی وجہ سے پہنچی ہے مجھے ان کے قتل سے عافیت میں رکھ اور مجھے ان سب سے بچائے رکھ۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اساد پہنچے تو انہیں حکیم بن جبلہ اور دیگر قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر ملی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور فرمایا: اب یا بچ گیا ہے؟ مجھے طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما پر جس سے نجات نہیں تھی۔ جب کہ ان دونوں نے ہی قاتلین کو قتل کر لیا ہے۔ یا اللہ ان دونوں کو مجھ سے نجات دے دے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا﴾

"زمین میں جو بھی مصیبت آتی ہے یا تمہاری جانوں پر جو مصیبت نازل ہوتی ہے اسے ہم پہلے ہی لوح محفوظ میں تحریر کر چکے ہیں"۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا۔

دَعَا حَكِيمٌ دَعْوَةَ الزِّمَاعِ　　　حَلَّ بِهَا مَنْزِلَةَ النُّزَّاعِ

ترجمہ: "جب حکیم نے جنگ کی دعوت دی تو اس جنگ سے جھگڑے کی جڑ ہی ختم ہو گئی"۔

قبیلہ ربیعہ اور بنو عبدالقیس کی آمد

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ذی قار پہنچے تو وہاں ان سے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ آ کر ملے۔ ان کے چہرے پر کوئی بال باقی نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب انہیں دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے یہ صاحب [illegible] فرمایا: جب یہ ہمارے پاس سے گئے تھے تو بوڑھے تھے اور جب لوٹ کر آئے تو جوان بن کر آئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ذی قار میں ٹھہرے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے تھے کہ انہیں یہ خبر ملی کہ ربیعہ اور بنو عبدالقیس طلحہ و زبیر کی مخالفت سے لوٹ گئے ہیں اور راستے میں ٹھہرے ہوئے لشکر علی رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قبیلہ ربیعہ اور عبدالقیس سب سے بہتر ہیں ویسے تو تمام ربیعہ قبائل میں بھلائی ہے۔ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

يَا لَهْفَ نَفْسِي عَلَى رَبِيعَةْ　　　رَبِيعَةَ السَّامِعَةِ الْمُطِيعَةْ

ترجمہ: "کاش میری جان اس ربیعہ قبیلہ پر فدا ہو جائے جو بات سنتا اور اطاعت کرتا ہے۔"

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: ان شعروں میں [illegible] ہے جو ان کا قول ہے۔ انہوں نے اس وقت کے [illegible] عمل کر لیا ہے۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وہ خطوط ان کو پیش کیے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے [illegible] الفاظ [illegible] تھے اور [illegible] کے لیے فرمائے تھے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا قاصدین کو جواب:

جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط دیا۔ اور لوگوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے امداد طلب کی۔ لیکن ان دونوں کی بات کا کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جب شام ہوئی تو کچھ لوگ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے اور ان سے دریافت کیا کہ اس جنگ میں شرکت کے لیے آپ کیا فرماتے ہیں؟

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کل تک جو [illegible] وہ آج نہیں ہے۔ وہ شخص (علی رضی اللہ عنہ) [illegible] ان کے معاملات میں [illegible] تمہیں ان معاملات [illegible] بہت [illegible] معاملات اور [illegible] راستے صرف دو ہیں ایک آخرت کا [illegible] دنیا کا [illegible] تم جس راستے کو چاہو اختیار کر لو۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کو [illegible] کوئی شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر جنگ میں شرکت کے لیے تیار نہیں ہوا۔ یہ بات محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کو بہت ناگوار معلوم ہوئی۔ ان دونوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو بہت برا بھلا کہا۔

ان کی باتیں سن کر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت میری گردن میں بھی پڑی ہوئی ہے اور تمہارے [illegible] کی بھی میری گردن میں پڑی ہوئی ہے۔ اگر جنگ میں ہماری شرکت ضروری بھی ہو تو ہم اس وقت تک ہرگز جنگ نہ کریں گے جب تک [illegible] عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے فارغ نہ ہو جائیں گے۔ خواہ وہ [illegible] دنیا کے کسی کونے میں [illegible]۔

چنانچہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کوفہ سے واپس ہوئے اور ذی قار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی تقریر:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اشتر کے ساتھ کوفہ کی طرف بڑھ چکے تھے [illegible] یہ حالات سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر سے فرمایا۔ اے اشتر! تم ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو جواب دینے کے [illegible] اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کوفہ جاؤ اور ان خراب حالات کی اصلاح کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور اشتر کوفہ پہنچے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے کوفہ کے آدمیوں کی امداد طلب کی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے دونوں سے فرمایا۔ [illegible] جب لوگ جنگ میں [illegible] تھے اور آج بھی

تمہارا امیر ہوں۔ اس کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے لوگوں کو منع کیا اور ان کے سامنے تقریر کی اور فرمایا:

"اے لوگو! رسول اللہ ﷺ کے وہ صحابہ جو مختلف مقامات میں آ چکے ہیں، وہ خدائے عزوجل کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ان لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں جنہوں نے آپ کی صحبت نہیں پائی ہے۔ تمہارا مجھ پر ایک حق ہے جسے میں ادا کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اللہ عزوجل کی قدرت کو مسلط نہ کرو اور اللہ عزوجل کے احکامات کو قبول کرو۔

اور میری رائے یہ ہے کہ تمہارے پاس مدینہ سے جو شخص آئے اسے تم مدینہ واپس کر دو تاکہ تمام اہل مدینہ ایک امر پر متفق ہو جائیں کیونکہ وہ تم سے زیادہ اس بات کو جانتے ہیں کہ تم میں سے کون شخص امامت و خلافت کے لائق ہے۔ اس جنگ میں شامل ہونا خود کو تکلیف میں مبتلا کرنا ہے کیونکہ یہ ایک فتنہ ہے۔ جس میں سونے والا جاگنے والے سے بہتر ہے اور کھڑا ہونے والا سوار ہونے والے سے بہتر ہے۔ تم لوگ عرب کے گروہوں کی طرح بن جاؤ، تلواروں کو نیاموں میں کر لو، نیزوں کو توڑ دو، اور کمانیں توڑ کر پھینک دو، مظلوم اور پریشان حال کی مدد کرو اور اس وقت تک خاموش بیٹھے رہو جب تک اس خلافت کے معاملے پر اتفاق نہ ہو جائے اور یہ فتنہ دور نہ ہو جائے۔"

ابو مسروق کی حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے گفتگو:

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ سے جو بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور اشتر کا معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور انہیں حالات سے آگاہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور انہیں کوفہ روانہ کیا ان کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بھی بھیجا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم کوفہ جا کر وہاں کے خراب حالات کو درست کرو جب دونوں کوفہ پہنچے اور مسجد میں گئے۔ سب سے پہلے ان کے پاس ابو مسروق بن الاجدع آئے اور انہوں نے ان دونوں کو سلام کیا۔ پھر عمار رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہو کر کہا:

اے ابوالیقظان رضی اللہ عنہ تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کس وجہ سے قتل کیا ہے؟

عمار رضی اللہ عنہ: اپنی آبرو پر ظلم ہونے اور اپنی خوشیوں کے چھن جانے کی وجہ سے۔

مسروق: خدا کی قسم اگر تم نے برائی کی ہے تو اس برائی کا بدلہ تمہیں بھی ملے گا۔ کاش تم صبر کرتے کیونکہ صابرین کے لیے بہتر انجام ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا مکالمہ:

جب حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کی آمد کا علم ہوا تو وہ مسجد تشریف لائے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر سینے سے لگا لیا اس کے بعد حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا:

اے ابوالیقظان رضی اللہ عنہ کیا اور لوگوں کی طرح تو نے بھی امیر المومنین کی دشمنی اختیار کر لی تھی۔ اور اس طرح تو نے اپنے آپ کو فاجروں میں شامل کر لیا۔

عمار رضی اللہ عنہ: میں ایسا کیوں نہ کرتا اور مجھے یہ بات کیوں بری معلوم ہوتی۔

ابھی عمار رضی اللہ عنہ بات بھی پوری نہ کر پائے تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے درمیان میں بات کاٹ دی اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے

تا جب ہو کر نہ ... سے ابو موسیٰ کہنے لگے آپ نے لوگوں کو جتنی مدت تک ... روک دیا ہے خدا کی قسم ہمارا اور لوگوں کی اصلاح کرنا ہے اور امیر المومنین حضرت علی کے بارے میں کسی برائی کا خیال بھی نہیں پایا جاتا۔

حضرت ابو موسیٰ نے کہا ... آپ نے ٹھیک کہا لیکن جس سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے وہ امین ہوتا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا ہوگا۔ اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سب مسلمانوں کو بھائی بھائی بنایا ہے اور ہمارے اموال اور خون ایک دوسرے پر حرام کیے تھے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ﴾

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔"

پھر ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴾

"اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر بہت رحیم ہے۔"

اور ارشاد ہے

﴿ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴾

"اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ کا غضب اور لعنت اس پر نازل ہوتی رہے گی اور اس کے لیے اللہ نے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

اس بات پر عمار بن یاسر غضب ناک ہو گئے۔ انہوں نے ابو موسیٰ کو برا بھلا کہا اور لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے

"نبی کریم ﷺ نے یہ حکم ان کے لیے خاص طور پر دیا ہو تو یہ بات ان سے پوچھا جا سکتا ہے تو اس کی قسم سے کھڑا ہونے والا بہتر ہے۔"

بنی تمیم کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عمار بن یاسر سے کہا: اے غلام تو کل تک تو ... کے ساتھ تھا اور آج ہمارے امیر کے خلاف بولتا ہے۔

اس پر زید بن صوحان اور ان کی جماعت نے شور برپا کیا اور لڑائی کی ابتدا ہو گئی۔ حضرت ابو موسیٰ نے لوگوں کو خاموش کیا اور پھر آگے بڑھ کر منبر پر جا بیٹھے۔ لوگ بھی خاموش ہو گئے تھے۔

زید بن صوحان کی تقریر

زید بن صوحان کہنے لگے ... اور ... سے ... پہنچا ان کے پاس حضرت عائشہؓ کے دو خط تھے۔ ایک خط ان کے نام تھا اور ایک اہل کوفہ کے نام۔ یہ عام خط تھا ان ... لوگوں سے ... کا ساتھ ... دو تھا وہ

دونوں تم سے لڑ آئے۔ یہ خط میں تحریر تھا۔ اے لوگو اپنی جگہ قائم رہو۔ اور اب آپ کے اس میں پہنچے [illegible] قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی سے جنگ نہ کرو۔

یہ خط [illegible] کے جس میں مضمون سے جنگ ہے کہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حکم دیا تھا اور جس کی ایک تحریر کیا گیا تھا۔ ان کے لیے [illegible] اور [illegible] یہ تحریر تھی کہ اس وقت تک جنگ کریں جب تک کوئی [illegible] رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں اس بات کا حکم [illegible] کہ جس قسم [illegible] خود اس پر عمل کرنے میں [illegible] لیے تھا۔

زید نے جب تحریر پڑھ کر سنائی تو شبث بن ربعی نے اٹھ کر [illegible] ان کے [illegible] ساتھ [illegible] تعلق رکھتے تھے اور ان کے [illegible] تھے۔ یہ [illegible] کے رہنے والے تھے۔

"تو وہی شخص ہے جس نے جنگ جلولاء میں چوری کی تھی اور اس کی سزا میں تیرا ہاتھ کاٹا گیا تھا اور اب تو ام المومنین کی مخالفت کرتا ہے۔ اللہ تجھے [illegible] اور ام المومنین نے تو ایک بات کا حکم دیا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور وہ ہے کہ لوگوں کے درمیان مصالحت ہے، [illegible] اور تجھ کو [illegible] کی تحریک [illegible] ہوں۔"

ان دونوں کے درمیان لوگوں میں ایک شور مچ گیا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی دوسری تقریر

جب حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ دوبارہ تقریر کرنے کھڑے ہوئے تو لوگوں سے فرمایا

"اے لوگو! تم میری اطاعت کرو تو تم عرب کی مرکزی جماعت بن جاؤ گے، مظلوم تمہارے پاس آکر پناہ لے گا اور خوف زدہ تمہارے پاس آکر امن حاصل کرے گا۔ ہم صحابہ رسول اللہ ﷺ اس کے متعلق بہتر جانتے ہیں۔ اے لوگو! یہ فتنہ [illegible] جب آتا ہے تو [illegible] اور جب جاتا ہے تو [illegible] کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ فتنہ [illegible] کی طرح [illegible] شمال، جنوب، [illegible] کی ہوا سے آئے اور [illegible] طرف [illegible] اس میں کبھی کبھی سکون بھی ہو جاتا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ کون شخص اس میں [illegible] ہوگا۔ [illegible] اپنی تلواریں نیاموں میں ڈال لو، نیزوں کے پھل اتار دو، کمانوں کے چلے [illegible] اور [illegible] کے طالب ہیں اور [illegible] تو [illegible] کی [illegible] اس فتنہ [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] آتی ہیں۔ [illegible] میری بات [illegible] اپنی جانوں [illegible] اور [illegible] تم [illegible] میری نصیحت کو قبول کرو۔ [illegible] میری اطاعت کرو [illegible] اور [illegible] کی بدبختی [illegible] جس نے اس فتنہ کو کھڑا کیا ہے۔"

زید بن صوحان کی دوسری تقریر

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی تقریر کے بعد زید بن صوحان کھڑا ہوا۔ اس کا کٹا ہوا ہاتھ [illegible] تھا۔ اس نے کہا

”اے بھولی بھٹکی قوم! یہ قرآن تو اس کے واسطے ہے جو اس پر چلتا ہے تو کون ہے۔ اور اگر تو اس پر قدرت رکھتا ہے تو کیا مزاحمت نہیں کی اس پر غور و فکر کر، اس کے بعد ہوئے یہ آیت تلاوت کی

﴿الم ۝ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین﴾

”کیا لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ انہیں صرف یہ کہنے پر کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، بغیر آزمائے چھوڑ دیا جائے گا اور ہم نے پہلے لوگوں کی بھی آزمائش کی تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے“۔

اے لوگو! تم امیر المومنین اور سید المرسلین ﷺ کی امداد کے لیے چلو اور سب کے سب چلو، کوئی کوتاہی نہ کرو تاکہ تم ثواب حاصل کر سکو۔

قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کی تقریر:

اس کے بعد قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا:

”میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور تمہارے لیے یہ بات پسند کرتا ہوں کہ تم ہدایت پا جاؤ اور یہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ہدایت پا جاؤ۔ میں تم سے جو بات کہوں گا وہ حق ہوگی۔ امیر نے جو بات کہی ہے وہ بھی حق ہے۔ بشرطیکہ اس کا کوئی ذریعہ موجود ہو اور انہوں نے جو کچھ کہا ہے اس میں نئی بات کا اضافہ نہ کیا جائے اور کسی کام میں کسی سے نصیحت طلب نہ کرو کیونکہ کوئی شخص فتنے میں مبتلا ہونے اور اس کی طرف پہنچنے کے بعد اس سے بچ نہیں سکتا۔

سچی بات یہ ہے کہ امارت و خلافت کے بغیر تو لوگوں کا انتظام ہو سکتا ہے نہ ظالم سے انتقام لیا جا سکتا ہے اور نہ مظلوم کی بات سنی جا سکتی ہے۔ یہ علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں جنہیں خلیفہ منتخب کر لیا گیا ہے۔ انہوں نے لوگوں کو دعوت دی ہے جس میں انصاف سے کام لیا ہے اور لوگوں کو اصلاح کی دعوت دیتے ہیں اس لیے تم فوراً کوچ کرو اور اس کام میں ان کے مددگار بن جاؤ“۔

سیحان کی تقریر:

اس کے بعد سیحان کھڑے ہوئے۔ انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا:

”اے لوگو! اس کام کے لیے اور لوگوں کے لیے ایک ایسے والی کی ضرورت ہے جو ظالموں کی مدافعت اور مظلوم کی مدد کرے اور لوگوں کو تحفظ دے یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں جو سب سے بہتر ہیں۔ اگر تم ان کا ساتھ دو گے تو ان کا کام اور دین بھی محفوظ ہو جائے گا اور ان کے کاموں پر غور کیا جا سکے گا۔ یہ تمام امت کے لیے ایک اہم کام ہے جو شخص بھی ان کا ساتھ دینے کے لیے چلے گا وہ ان کے ساتھ جا ملے گا“۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی تقریر:

جب سیحان اپنی تقریر ختم کر چکا تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ اپنی تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔

انہوں نے فرمایا:

''اے لوگو! یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ جو تمہیں رسول اللہ ﷺ کی زوجہ اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلے کے لیے لے جانا چاہتے ہیں۔ میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں اور آخرت میں بھی آپ ہی کی زوجہ ہوں گی۔ مگر تم حق کو دیکھو اور علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر جنگ کرو۔''

ایک شخص نے اس تقریر کو سن کر کہا ہمیں تعجب ہے کہ جس کے لیے تم جنت کی شہادت دے رہے ہو اس کے مقابلے میں اس شخص کی مدد کریں۔ جس کے لیے تم جنت کی گواہی نہیں دیتے۔

یہ سن کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عمار! تم اپنی تقریر سے ہمیں معاف رکھو۔ کیونکہ مدد کے لیے پہلے بیعت کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر:

اس کے بعد خود حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے تقریر فرمائی انہوں نے فرمایا

''اے لوگو! اپنے امیر کی دعوت کو قبول کرو اور اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے چلو۔ کیونکہ میری جان کی قسم وہ اس کے لائق ہیں کہ ان کی مدد کی جائے۔ خدا کی قسم! عقلمند لوگ انہی کے ساتھ شامل ہوں گے اور اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ تم لوگ ہماری دعوت کو قبول کرو اور جس آزمائش میں ہم اور تم مبتلا ہو گئے ہیں اس میں ہماری مدد کرو۔''

لوگوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر کو غور سے سنا اور ان کی دعوت کو قبول کیا اور ان کے ساتھ چلنے پر راضی ہو گئے۔ طے کی ایک جماعت حضرت عدی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی اور ان سے پوچھا آپ کیا فرماتے ہیں اور ہمارے لیے کیا حکم ہے۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ: ہم اس پر غور کر رہے ہیں کہ لوگ کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ پھر جب حضرت عدی رضی اللہ عنہ کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر کی اطلاع ملی تو انہوں نے فرمایا ہم اس شخص کی بیعت کر چکے ہیں اور اب وہ ہمیں نیک کام کی دعوت دے رہا ہے اور اس عظیم حادثہ میں ہماری مدد کا طلب گار ہے۔ اس لیے ہم ان کی مدد کے لیے جائیں گے اور دیکھیں گے کہ کیا معاملات ہیں۔

ہند بن عمرو کی تقریر:

ہند بن عمرو نے تقریر کرتے ہوئے کہا

''اے لوگو! امیر المؤمنین نے ہمیں دعوت دی اور اپنے قاصد یاسر عمار ہمارے پاس بھیجے حتیٰ کہ اب ان کے صاحبزادے آئے ہیں ان کی بات سنو اور ان کے حکم کو تسلیم کرو۔ اپنے امیر کی امداد کے لیے چلو۔ اس معاملہ میں عقل کے ساتھ شامل ہو کر غور کرو اور اپنی رائے سے ان کی مدد کرو۔''

حجر بن عدی کی تقریر:

اس کے بعد حجر بن عدی نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اے لوگو! امیر المؤمنین کے حکم کو قبول کرو۔ اور سواری اور بغیر سواری ان کی مدد کے لیے چلو۔ میں تم سب سے پہلے نکل چلنے کے لیے تیار ہوں۔''

[illegible]

[illegible]

> [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

اشتر کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے درخواست:

اشتر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ نے ان دونوں آدمیوں سے قبل ایک اور شخص کو روانہ کیا تھا اور یہ دونوں آدمی جو آپ نے بھیجے ہیں واقعی ایسے ہیں کہ آپ کی مرضی کے مطابق لوگوں کو آمادہ کر سکیں۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ کیا حالات پیش آئیں گے، لیکن اگر اے امیر المومنین! مجھے ان کے پیچھے روانہ کر دیں تو یہ بہتر ہے کیونکہ وہاں کے لوگ میرے مطیع ہیں۔ اگر میں وہاں چلا جاؤں گا تو مجھے امید ہے کہ ان میں سے کوئی شخص میری مخالفت نہ کرے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اچھا تم بھی چلے جاؤ۔

اشتر وہاں سے روانہ ہو کر کوفہ پہنچا۔ لوگ جامع مسجد میں جمع تھے۔ اشتر کا جس قبیلہ یا محلہ پر سے گزر ہوتا اور وہاں اسے کچھ لوگ نظر آتے تو وہ انہیں دعوت دیتا اور کہتا میرے پیچھے چلو۔ چنانچہ آدمیوں کی ایک جماعت لے کر قصر پہنچ گیا۔ قصر پہلے بھرا ہوا تھا۔ اشتر جمعیت لیے ہوئے اندر داخل ہوا۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی تقریر:

مسجد میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے کھڑے تقریر کر رہے تھے اور انہیں جنگ میں شرکت سے منع کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا:

> "اے لوگو! جو فتنہ نمودار ہوا ہے عنقریب تم سب کو روند ڈالے گا۔ اس فتنہ میں سونے والا بیٹھنے والے سے، بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے، کھڑے ہونے والا چلنے والے سے، چلنے والا دوڑنے والے سے اور دوڑنے والا سوار سے بہتر ہے۔ یہ پیٹ کے درد کی طرح ہو جانے والا فتنہ ہے جو تمہارے پاس تمہاری کمین گاہ سے آ رہا ہے۔ یہ فتنہ دور اندیش انسان کو بھی ایسا بنا دے گا جیسا کہ کوئی کل کا بچہ ہو۔ اے لوگو! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں اور اس فتنہ سے خوب واقف ہیں۔ یہ جب آئے گا تو لوگوں کو شبہات میں مبتلا کر دے گا اور جب ختم ہو گا تو اس کی حقیقت روشن ہو گی۔"

عمار رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ہمارے اس کام سے تم علیحدہ ہو جاؤ اور ہمارے منبر سے اتر جاؤ، تمہاری ماں مرے۔

عمار رضی اللہ عنہ: کیا تم نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: یہ میرا ہاتھ موجود ہے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کی گواہی دے رہا ہے۔

عمار رضی اللہ عنہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمہارے لیے خصوصی طور پر فرمایا ہوگا۔

تم بیٹھے رہنے والے ہی کھڑا ہونے والے سے بہتر ہو۔ اللہ اس شخص کو مغلوب فرمائے گا جو اس کے دین پر غالب آئے اور اس کا مقابلہ کرے۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں اشتر کی گستاخیاں:

نصر بن مزاحم نے عمر بن سعید اور مخنف کے ذریعے ابو مریم ثقفی کا بیان ذکر کیا ہے کہ خدا کی قسم! میں اس روز مسجد میں تھا۔

عمار رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کر رہے تھے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اپنی بات پر اصرار کر رہے تھے کہ اتنے میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے غلام چیختے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو آوازیں دیتے ہوئے آئے کہ اشتر قصر میں داخل ہو گیا ہے اس نے ہمیں مار کر قصر سے نکال دیا۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ منبر سے اتر کر قصر گئے تو اشتر نے چلا کر کہا۔ تیری ماں مرے ہمارے قصر سے نکل جا اللہ تیری جان نکالے۔ خدا کی قسم! تو تو پرانا منافق ہے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: مجھے یہاں سے جانے کے لیے شام تک مہلت دو۔

اشتر: ہاں شام تک مہلت ہے لیکن رات گزارنے کی اجازت نہیں۔

یہ حالات دیکھ کر لوگ قصر میں گھس پڑے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا سامان لوٹنا شروع کر دیا۔ اشتر نے ان لوگوں کو روکا اور انہیں قصر سے باہر نکال کر کہا۔ میں نے اسے باہر نکال دیا ہے۔ اس بات پر لوگ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر دست درازی سے رک گئے۔

* * *

باب ۷

صلح کی گفت و شنید

سری نے شعیب و سیف اور محمد کے حوالے سے ایک شخص کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب لشکر ذی قار پہنچا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ چند اشخاص کے ساتھ جن میں حضرت عبداللہ بن عباس بھی تھے ان سے ملنے کے لیے آئے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے اہل کوفہ تمہیں عجم اور وہاں کے بادشاہوں کی شان و شوکت عطا کی گئی ہے۔ تم نے عجم کی قوت کو توڑ کر پاش پاش کیا ہے حتیٰ کہ تم ان کے وارث بنے۔ تم نے لوگوں کو اپنی حفاظت سے بے پرواہ کر دیا اور دوسرے لوگوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کی۔ میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہمارے بصرہ والے بھائیوں کے پاس چلو۔ اگر وہ اپنی بات سے رجوع کر لیں تو ہمارا مقصد بھی یہی ہے اور اگر وہ اس بات سے انحراف کریں تو ہم ان کو نرمی سے علاج کریں اور ان پر اصل حقیقت ظاہر کر دیں ہم اس وقت تک ان کو دوست رکھیں گے جب تک وہ ہم پر ظلم نہ کریں۔ اور اصلاح کے بجائے کسی طرح بھی جنگ نہ کریں گے ہم ہر سبب کو اختیار کریں گے اور ان شاء اللہ فساد سے احتراز کریں گے اور بہتری سے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی طاقت و قوت نہیں"۔

الغرض ذی قار میں سات ہزار دو سو آدمی جمع ہو گئے اور عبد القیس پورے بصرہ اور ذی قار کے درمیان پڑے ہوئے تھے وہ ان کے علاوہ تھے۔ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ بھی کئی ہزار تھے۔ نیز وہاں کی دیہات کے بارہ ہزار چار سو آدمی رہتے تھے۔

اہل کوفہ کے رؤسا

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذی قار میں قیام فرمایا تو اولاً محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر کو کوفہ روانہ کیا۔ ان کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور اشتر کو۔ پھر حضرت حسن اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ جو لوگ رہ گئے تھے وہاں جانے سے یہ تو نہیں رکا کہ جو لوگ جنگ میں شامل ہونا چاہتے تھے وہ جنگ میں شمولیت کے لیے روانہ ہو گئے اور جو مزید خود حاضر نہ ہو سکے تو ان کے بیٹے مدد کے لیے آئے۔ یہ تمام لشکر پانچ ہزار پر مشتمل تھا جن میں سے نصف خشکی کے راستے سے گئے اور نصف دریا کے راستے سے اور جو لوگ جنگ کے لیے نہیں گئے انہوں نے ان کے لیے کوشش نہیں کی ان کی تعداد بہت قلیل تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کوچ کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ انہیں صرف اس جماعت کی شمولیت کا انتظار تھا اس جماعت کے سردار قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ، سعید بن مالک، ہند بن عمرو اور ہیثم بن شہاب تھے اور کوچ کرنے والے لشکر کے سردار زید بن صوحان، اشتر مالک بن الحارث، عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ، مسیب بن نجبہ، یزید بن قیس تھے ان کے ساتھ ان کے بہت سے مددگار تھے۔ ان کے علاوہ کچھ اور لوگ ایسے لوگ تھے جو ان میں سے کسی طرح کم نہ تھے۔ صرف فرق یہ تھا کہ وہ لوگ امیر نہ تھے۔ مثلاً حجر بن عدی اور ابن محدوج بکری

اور ان دونوں کے علاوہ اور بھی ایسے لوگ تھے کہ کوفہ میں ان کے برابر کوئی صاحب اثر نہ تھا ان میں سے اکثر و بیشتر مدد کے لیے آ گئے تھے۔

بصرہ کی جانب قاصد کی روانگی:

جب یہ تمام لشکر ذی قار پہنچ گیا تو حضرت علیؓ نے قعقاع بن عمروؓ کو طلب فرمایا اور انہیں اہل بصرہ کے پاس قاصد بنا کر روانہ کیا۔ یہ قعقاعؓ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔ حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا۔ تم بصرہ جا کر طلحہ و زبیرؓ سے ملو اور انہیں باہمی محبت اور جماعت کے اتحاد کی دعوت دو اور جماعت میں تفریق ڈالنے سے انہیں ڈراؤ۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے ان سے سوال کیا۔

اگر طلحہ و زبیر تم سے کوئی ایسی بات کریں جس کے بارے میں میں نے تمہیں کوئی حکم نہ دیا ہو تو تم کیا طریقہ اختیار کرو گے؟

قعقاعؓ: اول تو میں ان سے وہ بات کہوں گا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا ہے لیکن اگر بالفرض انہوں نے کوئی ایسا سوال پیش کیا جس کا آپ نے مجھے حکم نہ دیا ہو تو میں اپنی رائے سے جواب دوں گا۔ اور حتی الامکان ان کی بات کا صحیح اور پورا پورا جواب دیا جائے گا اور جو مناسب ہوگا اس پر عمل کیا جائے گا۔

حضرت علیؓ: واقعی تم اس کام کے اہل ہو۔

قعقاعؓ کی حضرت عائشہؓ سے گفتگو:

قعقاعؓ حضرت علیؓ کے پاس سے چل کر بصرہ پہنچے اور سب سے اول حضرت عائشہؓ کی خدمت میں گئے انہیں سلام کیا اور عرض کیا۔ اے میری ماں! آپ کے یہاں تشریف لانے اور تکالیف اٹھانے کی کیا وجہ ہے؟

حضرت عائشہؓ: میں لوگوں کی اصلاح کے لیے یہاں آئی ہوں۔

قعقاعؓ: تو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو بھی بلوا لیجئے تاکہ وہ میری بات سنیں اور میں ان کے خیالات معلوم کر سکوں۔

قعقاعؓ کی زبیر و طلحہؓ سے گفتگو:

حضرت عائشہؓ نے قاصد بھیج کر ان دونوں کو طلب فرمایا۔ جب یہ دونوں آ گئے تو قعقاعؓ نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر عرض کیا۔ میں نے ام المومنینؓ سے اس شہر میں تشریف آوری کی غرض دریافت کی۔ انہوں نے فرمایا میں لوگوں کی اصلاح کے لیے آئی ہوں۔ کیا آپ دونوں حضرات کو اس سے اتفاق ہے یا اختلاف؟

زبیر و طلحہؓ: ہمیں اس سے اتفاق ہے۔

قعقاعؓ: تو پھر اصلاح کی کیا صورت ہے وہ صورت بیان فرمائیے۔ خدا کی قسم! اگر ہم سے یہ کام ہو سکتا ہے تو اسے ضرور قبول کریں گے اور اگر نادرست ہے تو ہم اس سے احتراز کریں گے۔

زبیر و طلحہؓ: جب تک حضرت عثمانؓ کے قاتل نہ پکڑے جائیں گے اس وقت تک معاملات درست نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر

اس قصاص کو چھوڑ دیا جائے تو یہ قرآن کا ترک ہوگا اور قصاص لینے میں قرآن کا احیاء ہے۔

قعقاع رضی اللہ عنہ: تم لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے بصرہ کے چھ سو آدمیوں کو قتل کیا۔ حالانکہ ان کے قتل سے پہلے تم لوگ زیادہ درست اور مطمئن ہو چکے تھے۔ تم نے چھ سو آدمی قتل کیے اور ایک شخص حرقوص بن زہیر بچ نکلا۔ اس کی تلاش کا نتیجہ یہ نکلا کہ چھ ہزار آدمی اس کی حمایت میں غضبناک ہو گئے اور انہوں نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا۔ اب اگر تم ان لوگوں سے اور ان لوگوں سے جنہوں نے تمہیں چھوڑ دیا ہے جنگ کرو گے تو یہ تمام قبائل تم پر ٹوٹ پڑیں گے جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جس چیز سے تم لوگ ڈرتے ہو اور جس کے باعث تم نے یہ اقدام کیا ہے اس سے کہیں زیادہ خطرناک حالات پیش آ جائیں گے۔ اور اگر تم نے ان کے مقابلہ سے اعراض کیا تو جن لوگوں نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا ہے وہ تم سے جنگ کریں گے اور تمہیں برا بھلا کہیں گے اور جو لوگ ان قاتلوں کے حمایتی ہو گئے ہیں اگر یہ لوگ دوسرے شہر والوں کے ساتھ مل کر بھی جنگ کرتے رہے تو آگ بھڑک اٹھے گی اور پھر ان کو قتل بھی نہیں کیا جا سکے گا۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا: پھر تمہاری کیا رائے ہے؟

قعقاع رضی اللہ عنہ: اس کام کے لیے تحمل اور اطمینان کی ضرورت ہے۔ جب تحمل کا رویہ اختیار کیا جائے گا اور اختلاف ختم ہو جائے گا اور ایک دوسرے سے مطمئن ہو جائیں گے تو اس وقت اس معاملے پر غور کیا جائے گا۔ اگر لوگ ہماری بیعت کر لیں اور یہ بیعت بھلائی کی علامت اور رحمت کا سبب ہوگی اور اس طرح ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص بھی لے سکیں گے اور امت کے لیے بھی عافیت اور سلامتی ہو جائے گی۔ اور اگر تم جنگ کے علاوہ کسی اور بات کو قبول نہ کرو گے تو اس سے ایک عجیب برا شر پیدا ہوگا۔ قصاص بھی نہیں لیا جا سکے گا اور اللہ تعالیٰ اس امت پر تباہی نازل فرمائے گا۔ تم لوگ عافیت کو ترجیح دو تاکہ تم بھی عافیت سے رہو۔ جیسا کہ پہلے تم لوگ بھلائی کی کنجی تھے اور عقل کی ۔۔۔ سے کام لو۔ ورنہ تم بھی تباہ ہو جاؤ گے اور ہم بھی تباہ ہو جائیں گے۔ خدا کی قسم! میں تم کو صرف اسی بات کی دعوت دینے کے لیے آیا ہوں۔ مجھے تو حالات درست ہونے کی توقع نہیں ہے اب تو اللہ ہی جب اس امت کا معاملہ درست کرنا چاہے گا تب ہی حالات درست ہوں گے۔ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ جو حالات پیش آ رہے ہیں ان کو بھی تم دیکھو۔ یہ حالات کسی عام حالات کی طرح نہیں ہیں۔ یہ حالات ایسے نہیں ہیں جیسے کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو یا ایک قبیلہ کسی دوسرے قبیلے کے کسی شخص کو قتل کر دے۔

زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما: تم نے بہت اچھی بات کہی ہے اور بالکل درست ہے۔ اب تم جاؤ اگر علی رضی اللہ عنہ بھی تمہارے خیالات سے متفق ہیں تو ہم اس مصالحت پر آمادہ ہیں۔

صلح کی امید

قعقاع رضی اللہ عنہ بہت خوش خوش حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان کو ان حالات سے مطلع کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور تمام لوگ صلح کی طرف مائل ہونے لگے۔ ان میں سے کچھ تو ایسے تھے جو اس سے بہت خوش تھے اور بعض ایسے تھے جو صلح کو ناپسند کرتے

کا پیچھا کرتے تھے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ذی قار میں آ کر ٹھہرے تو بصرے کے لوگ ان کے لشکر میں آنے جانے لگے ابھی قتال شروع نہیں ہوا تھا بتاتے تھے کہ ہم مہاجرین اور انصار کے بلانے سے آئے ہیں تاکہ یہ معاملہ طے کیا جائے اس وقت جو ان کے بھائی آئے تو یہ بات کہی ہے۔ اور وہ کہتے ان سے کہتے یہاں آئے ہیں تاکہ علی کو اطلاع دی جائے کہ ان کی غرض و نیت اصلاح کی ہے اور وہ کسی جنگ کے [illegible] نہیں۔

یہ وفد اور بصرے کے جو لوگ ... کے پاس آنے جانے لگے اور لوگ بھی جنگ کے سبب اس میں آ گئے تو یہ سب لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اپنے خیالات ظاہر کیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جریر بن شرس سے طلحہ و زبیر کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ اس نے بتایا کہ ان دونوں کا معاملہ بہت مشکل ہے اور نہایت اہم بھی ہے پھر اس نے تمثیل کے طور پر یہ اشعار پڑھے۔

الا ابلغ بنی بکر رسولا   فلیس الی بنی کعب سبیل

ترجمہ: "بنو بکر کے پاس آپ کوئی قاصد بھیجو ورنہ تمہاری کعب تک پہنچنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔

سیرجع ظلمکم منکم علیکم   طویل الساعدین لہ فضول

ترجمہ: عنقریب تمہارا ظلم تم پر لوٹ جائے گا وہ لمبے بازوؤں والا ہے اور اسے کافی آتا ہے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی تمثیلاً یہ اشعار پڑھے

الم تعلم ابا سمعان انا   نرد الشیخ مثلک ذا الصداع

ترجمہ: "اے ابو سمعان کیا تو نہیں جانتا کہ ہم تجھ جیسے بوڑھے کو پاگل بنا کر لوٹا دیتے ہیں۔

ویذھل عقلہ بالحرب حتی   یقوم فیستجیب لغیر داع

ترجمہ: اس کی جنگ کرتے کرتے عقل جاتی رہی ہے حتیٰ کہ وہ کسی کے پکارے بغیر ہی کھڑا ہو جاتا ہے۔

فدافع عن خزاعۃ جمع بکر   وما بک یا سراقۃ من دفاع

ترجمہ: بکر کی جماعت نے خزاعہ کے مقابلہ کی مدافعت کی اور اے سراقہ تجھ میں دفاع کی طاقت نہیں تھی۔"

کلیب کا خواب:

مصعب بن سلام تمیمی نے محمد بن سوقہ اور عاصم بن کلیب کے حوالے سے کلیب الجرمی کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیات میں ایک خواب دیکھا کہ ایک شخص ہے جسے لوگوں کی جماعت پر امارت دی گئی ہے اور وہ شخص بستر پر بیمار پڑا ہے اس کے سرہانے ایک عورت کھڑی ہے لوگ اس امیر پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اگر وہ عورت انہیں روک دیتی تو وہ رک جاتے لیکن اس عورت نے انہیں منع نہیں کیا اور نہ روکا یہاں تک کہ وہ اس امیر پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا۔

میں اپنا یہ خواب سفر و حضر میں لوگوں سے بیان کرتا رہا وہ یہ خواب سن کر بہت تعجب کرتے تھے لیکن اس خواب کی تعبیر کسی کی سمجھ میں نہیں آئی جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور ہمیں ان کی شہادت کی خبر ملی اس وقت ہم جہاد سے واپس آ رہے تھے اس وقت ہمارے ساتھی بولے کلیب یہ تمہارے خواب کی تعبیر ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

حضرت علی ؓ [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

ابتدائے جنگ

حضرت علی ؓ [illegible]

[illegible]

[illegible] آزما چکے تھے۔

حضرت علی ؓ کا اعلان

جب جنگ تیز ہو گئی تو حضرت علی ؓ [illegible]

جب جنگ ختم ہو گئی تو حضرت علی ؓ [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت علی ؓ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

> [illegible]

[illegible]

یہ سب ہو تب لوگ متحد ہو جائیں ۔

قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا مشورہ

یہ حالات دیکھ کر وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں حصہ لیا تھا یا قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی تھے جمع ہوئے ان میں بڑے رائی علباء بن الہیثم، عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ، سالم بن ثعلبہ عبسی، شریح بن اوفی العبسی و اشتر بھی شامل تھے۔ اور مصریوں کے ساتھ ابن السوداء اور خالد بن ملجم تھے۔ ان لوگوں میں باہم مشورہ ہوا۔ لوگ کہنے لگے خدا کی قسم! [illegible] ظاہری بات ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ کتاب اللہ سے واقف ہیں [illegible] ایک روز قرآن پر عمل کرتے ہوئے قاتلین سے قصاص کا مطالبہ کریں گے [illegible] اس وقت [illegible] ہماری تعداد [illegible] مقابلے میں کم ہو جائے گی [illegible] اور جب ان کی تعداد [illegible] کے مقابلے میں [illegible] ہوگی تو خدا کی قسم! انہیں [illegible] آ سکے گی۔

اشتر نخعی: طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے ارادوں سے تو ہم خوب واقف ہیں لیکن علی رضی اللہ عنہ کے ارادوں سے آج تک واقف نہ ہو سکے۔ خدا کی قسم! تم لوگوں کی [illegible] سب ایک کی رائے ہے اور اگر زبیر، طلحہ اور علی رضی اللہ عنہم نے صلح کر لی تو وہ صلح ہمارے خون پر ہوگی آؤ ہم علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے انہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیں اس سے ایک فتنہ پیدا ہوگا جو ہماری مرضی کے عین مطابق ہوگا اور تم اس میں سکون سے زندگی گزار سکو گے۔

عبداللہ بن السوداء: تمہاری رائے نہایت غلط ہے۔ اے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ! کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ ذی قار میں تمہاری تعداد ڈھائی ہزار موجود ہے اور ابن حنظلیہ کے ساتھ پانچ ہزار کا لشکر ہے جو سب ان [illegible] ہیں اگر تم سے جنگ کرنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ لشکر تمہیں [illegible] ختم کر دے گا۔

علباء بن الہیثم: یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہم انہیں چھوڑ کر چلے جائیں اور انہیں آپس میں لڑنے دیں اگر ان کی تعداد کم ہو جائے گی تب ان کے دشمنوں کو قوت حاصل ہوگی اور اگر ان کی کثرت ہوگی تب بھی یہ تم سے [illegible] کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اس لیے تم ان لوگوں کا ساتھ چھوڑ کر اپنے اپنے شہروں کو چلے جاؤ اور اس وقت تک خاموش بیٹھے رہو جب تک تمہارے شہروں میں کوئی ایسا امیر نہ آ جائے جو تمہاری پشت پناہی کرے اور تمہیں لوگوں سے بچا لے۔

ابن السوداء: یہ رائے بھی انتہائی بری ہے تمہیں لوگوں سے علیحدہ ہو جانا چاہیے اس لیے اس وقت تم لوگوں کے دشمن ہو اور لوگوں کے ہمدرد نہیں تھے اور اگر تمہاری رائے پر عمل کیا گیا تو تمہارے منتشر ہو جانے کی وجہ سے لوگ تمہیں ہر طرف سے گھیر لیں گے۔

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم! میں اس کام سے نہ خوش ہوں اور نہ ناخوش ہوں لیکن مجھے حیرت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد سے لوگ زبردست پریشانی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ جو حالات پیدا ہو چکے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آخری فیصلہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت [illegible] کا فیصلہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اعور: اگر ان لوگوں نے صلح سے انکار کیا؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہم انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دیں گے۔

اعور: اگر انہوں نے بھی ہم کو اپنی حالت پر نہیں چھوڑا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اپنا بچاؤ کریں گے۔

یہ سن کر ابو سلامہ دالانی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: کیا ان لوگوں کے لیے شرعی طور پر کوئی دلیل ہے کہ وہ خون عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ان کی نیت اس سے اللہ عزوجل کی رضا مندی ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہاں!

ابو سلامہ: کیا آپ کے پاس قصاص خون عثمان رضی اللہ عنہ میں تاخیر کرنے کے لیے بھی کوئی دلیل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہاں! کیونکہ جب کسی شے کی اصل حقیقت کا علم نہ ہو تو اس میں حکم دینے کے بجائے یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس میں احتیاط پائی جاتی ہو اور جس کا نفع عام ہو۔

ابو سلامہ: اگر کل ہماری اور ان کی جنگ ہو گئی تو اس کا آخرت میں انجام کیا ہو گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: مجھے امید ہے کہ ہم میں سے اور ان میں سے جو شخص مارا جائے گا بشرطیکہ اس کی غرض رضائے خداوندی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

مالک بن حبیب نے کھڑے ہو کر سوال کیا: آپ جب ان لوگوں سے ملاقات کریں گے تو آپ کیا طریقہ کار اختیار کریں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہم پر بھی اور ان پر بھی یہ بات واضح ہو چکی ہے اور دوستی کی صورت ظاہر ہو چکی ہے کہ اصلاح اسی میں ہے کہ اس جنگ سے باز آ جائیں۔ اگر وہ ہم سے بیعت کر لیں تو یہ بات ہی بہتر ہو گی اور اگر وہ جنگ کے علاوہ کسی چیز پر تیار نہیں ہوں گے تو یہ ایک ایسا زخم ہو گا جو کبھی بھر نہیں سکتا۔

مالک: جنگ ہوئی تو ہمارے مقتولین کا کیا حشر ہو گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: جس کی غرض رضائے الٰہی ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس کا فائدہ اس کو پہنچائے گا اور یہ اس کی نجات کا سبب ہو گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک عام خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

"اے لوگو! اپنا ہاتھ روکے رکھو اور اپنی زبانوں کو بھی قابو میں رکھو۔ ان لوگوں کے مقابلے سے اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو کیونکہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔ اگر تمہارے ساتھ وہ جنگ میں پہل کریں تو تم صبر کرو اور ان کے مقابلے میں آگے بڑھنے سے احتراز کرنا کیونکہ جو آج جنگ میں پہل کرے گا وہ کل بھی [illegible] جائے گا۔"

اس خطبے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوچ کا حکم دیا اور ان کے بالکل قریب پہنچ کر انہوں نے پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے تو ان سے پہلے حکیم بن سلامہ اور مالک بن حبیب کو بلایا یہ قبیلہ ... تو ان سے فرمایا: اگر تم اسی فیصلہ پر قائم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لست عليهم بمصيطر الا من تولى و كفر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حج پر مکہ تشریف لائے اور لوگوں نے انہیں بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے اور ان سے پانی بند کی ہوئی تھی۔ انہوں نے مسجد میں پہنچ کر سوال کیا کہ علی رضی اللہ عنہ یہاں موجود ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں موجود ہیں۔ پھر انہوں نے طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا ہاں وہ بھی موجود ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سب سے مخاطب ہو کر فرمایا:

> "میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کیا تمہیں یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جو شخص بنی فلاں کا باڑہ خرید لے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔ میں نے وہ باڑہ بیس یا پچیس ہزار میں خریدا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے وہ باڑہ خرید لیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اسے مسجد میں شامل کر دو تمہیں اس کا اجر ملے گا۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ سچ فرماتے ہیں۔ احنف رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اور بھی کئی امور ذکر فرمائے۔

خلافت علی رضی اللہ عنہ پر طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کی رضامندی:

احنف رحمہ اللہ کہتے ہیں اس واقعہ کے بعد میں طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں گیا اور ان سے عرض کیا کہ میرا خیال ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے جائیں گے۔ آپ یہ فرمائیے کہ میں ان کے بعد کس کی بیعت کروں؟ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا علی رضی اللہ عنہ کی۔

احنف رحمہ اللہ: کیا آپ دونوں حضرات خلافت علی رضی اللہ عنہ پر راضی ہیں۔ اور کیا واقعی آپ دونوں مجھے ان کی بیعت کا حکم دے رہے ہیں؟

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما: ہاں!

خلافت علی رضی اللہ عنہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی:

احنف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں مکہ چلا گیا تو ابھی مکہ ہی میں مقیم تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی مکہ میں تشریف فرما تھیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ مجھے کس شخص کی بیعت کا حکم دیتی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرو۔

احنف رحمہ اللہ: کیا آپ علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر راضی ہیں؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: ہاں!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ حکم ملنے کے بعد میں مدینہ واپس آیا اور وہاں پہنچ کر میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور اس کے بعد میں اپنے گھر والوں کے پاس بصرہ چلا آیا اور مجھے یقین ہو چکا تھا کہ اب خلافت کا معاملہ سنبھل گیا ہے اور اب اس میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں۔

احنف رضی اللہ عنہ کی پریشانی

احنف بیان کرتے ہیں کہ میں جب بصرہ ہی میں مقیم تھا کہ میرے پاس ایک شخص آیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما لشکر لیے ہوئے قریب میں ایک کنارے پر خیمہ زن ہو گئے ہیں۔ میں نے اس شخص سے سوال کیا کہ آخر یہ لوگ کس ارادے سے آئے ہیں۔

کہا۔ ان لوگوں نے تمہیں بلایا ہے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے لیے تم سے مدد کے طلبگار ہیں۔

احنف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر میں عجیب پریشانی میں مبتلا ہو گیا کیونکہ یہ بڑا مشکل تھا کہ میں ان لوگوں کی رسوائی کا سبب بنتا جن کے ساتھ ام المومنین اور رسول اللہ ﷺ کے حواری موجود ہوں۔ میرا دل ہرگز یہ گوارا کرنے کے لیے تیار نہ تھا کہ میں ان لوگوں کے مقابلے پر جاؤں۔

دوسری جانب یہ بھی ایک ناممکن مسئلہ تھا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر حضور ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر جاؤں جبکہ انہی لوگوں نے مجھے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا حکم دیا تھا۔

احنف رضی اللہ عنہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو:

آخر کار میں ان لوگوں کے پاس گیا۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کیے گئے ہیں تم ان کا قصاص لینے کے لیے ہماری مدد کرو۔

احنف رضی اللہ عنہ: میں نے عرض کیا اے ام المومنین! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ میں نے جب آپ سے یہ دریافت کیا تھا کہ میں کس کی بیعت کروں تو آپ نے فرمایا تھا علی رضی اللہ عنہ کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: تم ٹھیک کہتے ہو لیکن حالات بھی تو بدل گئے ہیں۔

اس کے بعد میں نے طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا اے رسول اللہ ﷺ کے حواری کیا میں نے آپ سے یہ سوال نہ کیا تھا کہ میں کس کی بیعت کروں تو آپ دونوں حضرات نے مجھے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا حکم دیا۔

احنف رضی اللہ عنہ کی جنگ سے علیحدگی:

احنف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ام المومنین اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کے سامنے تین صورتیں پیش کیں کہ یا تو وہ مجھے جسر کی طرف جانے دیں تاکہ سرزمین عجم میں پہنچ کر اس وقت تک بیٹھا رہوں جب تک اللہ تعالیٰ اس اختلاف کا فیصلہ نہ فرما دے یا ام المومنین مجھے مکہ جانے کی اجازت دے دیں کہ میں وہاں جا کر خاموش بیٹھا رہوں اور فیصلے کا انتظار کرتا رہوں یا قریب ہی کسی مقام پر مجھے علیحدہ بیٹھ جانے کی اجازت دیں۔

ام المومنین وغیرہ: ہم اس معاملہ پر غور کر کے تمہیں اپنے فیصلے سے مطلع کر دیں گے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ان لوگوں نے فرمایا تم جسر جا سکتے ہو اور اپنے وطن سے ہجرت کرتے رہو۔ لیکن تم ہمیں چھوڑ کر اتنی دور چلے جاؤ یہ مناسب نہیں۔ لہٰذا تم قریب ہی رہو تاکہ تمہیں تمام حالات معلوم ہوتے رہیں اور دونوں گروہوں کے طریقہ کار کو بھی تم دیکھ سکو۔

اس فیصلے کے بعد احنف رضی اللہ عنہ نے علیحدہ رہنے کی غرض سے جلحاء کا مقام اختیار کر لیا جو مقام بصرہ سے چھ میل تھا۔ احنف رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھ

جو اس طرح اس جنگ سے علیحدہ ہو گئے۔

احنف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری علیحدگی کے بعد دونوں فوجوں میں جنگ ہوئی اور سب سے اول حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ کعب بن سور قرآن اٹھائے ہوئے دونوں لشکروں کو قرآن پر عمل کرنے کی دعوت دے رہے تھے۔ لیکن کسی نے قتل کر دیا حتیٰ کہ دونوں طرف کے بہت سے آدمی مجروح ہو گئے۔

شہادت زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ سے علیحدگی اختیار کر کے سفوان چلے گئے۔ یہ مقام بصرہ سے اتنے ہی فاصلے پر واقع ہے جتنا کہ قادسیہ۔ جہاں مجاشع کا ایک شخص نعر ان کی راہ میں ملا۔ اس نے ان سے عرض کیا اے حواری رسول اللہ ﷺ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ میرے ساتھ چلئے تو آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں آپ کی جانب کوئی نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ احنف رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور اس شخص کی بات کو منظور کر لیا۔ احنف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اب آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: مسلمانوں نے ایک دوسرے کو تلواروں سے کاٹ کر رکھ دیا ہے اس لیے اب سب سے بڑی چیز مسلمانوں کا اتحاد ہے اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نعر کے ساتھ اس کے گھر چلے گئے۔

یہ تمام باتیں عمیر بن جرموز فضالہ بن حابس اور نفیع سن رہے تھے۔ یہ تینوں زبیر رضی اللہ عنہ اور نعر کے پیچھے لگ گئے اس وقت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ایک کمزور سے گھوڑے پر سوار تھے۔ عمیر بن جرموز نے ان کے پیچھے سے نیزے کا وار کیا۔ لیکن وار اوچھا پڑا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر حملہ کیا ان کا حملہ اتنا سخت تھا کہ عمیر کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ اس نے نفیع اور فضالہ کو آواز دی یہ دونوں اس کی مدد کے لیے پہنچ گئے اور تینوں نے مل کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

احنف رضی اللہ عنہ کا یہ تمام واقعہ ہے جسے ابن ابی ہشم نے عمرو بن جاوان سے بھی نقل کیا ہے۔

ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی کوفہ روانگی:

عمر بن شبہ نے ابوالحسن بشیر بن عاصم اور ابن ابی لیلیٰ کے حوالے سے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ربذہ میں مقیم تھے تو ان کی خدمت میں کوفہ سے ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو وہاں جو حالات پیش آئے تھے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جو مدد دینے سے انکار کیا تھا۔ یہ تمام واقعات بیان کیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ تمام واقعات سن کر فرمایا۔ میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور مجھ سے اشتر نے کوفہ کی امارت کی درخواست بھی کی ہے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ واپس بھیجا اور ان کے ہاتھ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھ کر روانہ کیا۔

> ”میں ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو تمہارے پاس روانہ کر رہا ہوں تاکہ تم ان کے ساتھ کوفہ سے میری مدد کے لیے آدمی روانہ کرو۔ میں نے تمہیں کوفہ کا والی اسی لیے بنایا تھا کہ تم حق پر میری اعانت کرو۔“

یہ خط پہنچنے کے بعد حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے سائب بن مالک اشعری رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور انہیں خط پڑھ کر سنایا۔ اور ان سے رائے

طلب کی یا انھوں نے فرمایا تھا آپ نے امارت کو [illegible] چاہئے تھے کہ [illegible] مگر میں کسی کی ذات کے لئے اس جنگ میں شرکت ہرگز نہیں کروں گا۔

ہاشم بن عتبہ نے یہاں کے حالات کی اطلاع دینے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا۔ اس میں لکھا کہ یہاں ایک [illegible] [illegible] ہے۔ ہاشم نے یہ خط محل بن خلیفہ طائی کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی معزولی:

ہاشم کا خط پہنچنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا تاکہ یہ لوگ اہل کوفہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت پر آمادہ کریں۔ ان دونوں کے ساتھ آپ نے قرظہ بن کعب الانصاری کو [illegible] اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک خط تحریر کیا۔ اس میں لکھا

"مجھے تو یہ معلوم ہے کہ تمہیں تمہارے عہدے سے علیحدہ کر دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس نیک کام میں تمہارا کوئی حصہ نہیں لکھا ہے میں نے حسن بن علی اور عمار بن یاسر کو [illegible] کے لئے روانہ کیا ہے تاکہ وہ لوگوں کو [illegible] آمادہ کریں اور قرظہ بن کعب کو شہر کا والی بنا کر بھیج رہا ہوں [illegible] اگر تم نے حکومت [illegible] ان سے مقابلہ [illegible] تو [illegible] پھینک دیا جائے گا"۔

چنانچہ جب یہ خط حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو وہ امارت سے علیحدہ ہو گئے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کوفہ کی مسجد میں تشریف لے گئے ان دونوں حضرات نے لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا

"اے لوگو! امیر المومنین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے یہ جو طویل سفر اختیار کیا ہے تو اب دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو میری حیثیت ایک ظالم کی ہوگی یا ایک مظلوم کی۔ میں اس شخص کو جو [illegible] اللہ تعالیٰ کا پاس کرتا ہے [illegible] دیتا ہوں کہ وہ میری مدد کے لئے روانہ ہو جائے۔ کیونکہ اگر میں مظلوم ہوں تو اسے میری اعانت کرنی چاہئے اور اگر میں ظالم ہوں تو اسے مجھ سے مطالبہ کرنا چاہئے۔ خدا کی قسم طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما وہ شخص ہیں جنہوں نے سب سے اول میری بیعت کی تھی اور ان دونوں نے سب سے پہلے غداری کی ہے تو کیا میں نے مال [illegible] کر کے [illegible] سب [illegible] نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامت:

عمرو نے [illegible] جعفر [illegible] کے حوالے سے ابو الطفیل کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہارے پاس کوفہ سے بارہ ہزار لشکر آ رہا ہے۔ [illegible] ایک شخص نے [illegible]

کو شامل کر لیا تو اس میں ایک آدمی کی کمی تعداد بارہ۔

کوفی لشکر

عمر نے ابوالحسن مدینی سے بشیر بن عاصم محمد بن ابی لیلیٰ کے حوالے سے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امداد کے لیے کوفہ سے بارہ ہزار کا لشکر آیا تھا۔ اور یہ سات حصوں پر منقسم تھا۔ ایک حصہ میں قریش، کنانہ، اسد، تمیم، رباب اور مزینہ شامل تھے۔ ایک حصہ میں بنو بکر بن وائل اور بنو تغلب تھے ان کے امیر وعلہ بن محدوج الذہلی تھے ایک حصہ مذحج اور اشعریوں پر مشتمل تھا ان کے امیر حجر بن عدی تھے ایک حصہ میں بجیلہ، انمار، خثعم اور ازد شامل تھے۔ ان کے امیر مخنف بن سلیم الازدی تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بصرہ آمد

عمر بن شبہ نے ابوالحسن اور مسلمہ بن محارب کے ذریعہ قتادہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذی قار سے کوچ فرمایا کر بصرہ کے سامنے زاویہ میں قیام فرمایا۔ احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا کر بھیجا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں اور اگر آپ فرمائیں تو چار ہزار تلواریں آپ کے مقابلے سے روک دوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احنف رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا کر بھیجا۔ تم نے اپنے ساتھیوں کے لیے بھی کوئی کوشش کی ہے یہ بہتر بھی ہے۔ احنف رضی اللہ عنہ نے جواباً کہلایا اس لیے کہ ان کی جنگ صرف اللہ عزوجل کی خاطر ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس کہلا کر بھیجا کہ بہتر یہ ہے کہ تم ان لوگوں کو جنگ سے روک رکھو۔

شقیق بن ثور کی آمد

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکر زاویہ سے چل کر عبیداللہ بن زیاد کے قصر کے سامنے جا کر ٹھہرا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی فرضہ سے اپنا لشکر لے کر یہیں آ گئیں۔ دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈالا۔

اسی دوران شقیق بن ثور نے عمرو بن مرجوم العبدی کے پاس آدمی روانہ کیا کہ تم بھی لشکر لے کر آ جاؤ اور راہ میں مجھے ساتھ لیتے جانا۔ میرا ارادہ لشکر علی رضی اللہ عنہ میں شمولیت کا ہے چنانچہ دونوں شخص عبدالقیس اور بنو بکر بن وائل کو ساتھ لے کر آئے اور امیر المومنین کے لشکر میں شامل ہو گئے لوگوں کا ان قبیلوں کے بارے میں یہ خیال تھا کہ یہ قبیلے جس کے ساتھ جنگ میں شامل ہو جائیں وہ ضرور کامیاب ہوتا ہے۔

شقیق بن ثور نے ان قبیلوں کا جھنڈا اپنے غلام رشراشہ کو دے دیا۔ اس پر وعلہ بن محدوج الذہلی نے اس کے پاس کہلا کر بھیجا کہ تم نے حسب و نسب کا کچھ بھی خیال نہ کیا اور اپنی قوم کی عزت رشراشہ کے ہاتھ میں دے دی۔ شقیق نے اسے جواب میں کہلا کر بھیجا کہ جس طرح آج ہم نے اپنی بڑائی کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اسی طرح تم بھی اپنی بڑائی کا خیال ترک کر دو۔

یہ دونوں لشکر آمنے سامنے تین روز تک ٹھہرے رہے اس دوران میں ان لشکروں میں کسی قسم کی جنگ نہیں ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیغام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک آ جا رہے تھے اور آپس میں پیغام رسانی کا سلسلہ جاری تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے گفتگو

عمر نے ابوبکر الہذلی کے ذریعہ قتادہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زاویہ سے طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب ہو گئے۔ [illegible]

[illegible] کے سامنے تھی۔ [illegible]

جب دونوں لشکر آمنے سامنے آ گئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہتھیار بند ہو کر گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں نکلے۔ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ زبیر رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زبیر اور طلحہ میں زبیر رضی اللہ عنہ اس لائق ہیں کہ اگر انہیں اللہ یاد دلایا جائے تو وہ مجھ سے بھی زیادہ اللہ کا خوف رکھتے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد سامنے سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی آتے ہوئے نظر آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دونوں کے پاس تشریف لے گئے تو ان تینوں حضرات کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

> "تم دونوں نے بہت سے ہتھیار، سامان حرب اور گھوڑے تیار کر لیے ہیں لیکن یہ بتاؤ کہ اللہ کے سامنے پیش کرنے کے لیے کون سا عذر تیار کیا ہے۔ تم دونوں اللہ سے ڈرو اور اس عورت کی طرح نہ بنو جو اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد اسے ریزہ ریزہ کر دیا کرتی تھی۔ کیا میں تمہارا دینی بھائی نہیں ہوں؟ تم پر میرا خون اور مجھ پر تمہارا خون حرام تھا۔ اب کون سی وجہ ہے جس کے باعث تمہارے لیے میرا خون حلال ہو گیا ہے؟"

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ: آپ نے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر ابھارا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اس روز اللہ تعالیٰ لوگوں کو پورا پورا بدلہ دے گا اور سب لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ حق کیا ہے۔ اے طلحہ رضی اللہ عنہ! تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ ان کے قاتلین پر لعنت کرے۔

اے زبیر رضی اللہ عنہ! تمہیں یاد ہے ایک دن تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنو غنم کے محلے سے گزر رہے تھے تو حضور میری طرف دیکھ کر ہنسے اور حضور کی جانب دیکھ کر تم بھی ہنسے تھے اور تم نے اس وقت یہ کہا تھا کہ ابو طالب کا بیٹا اپنی بڑائی سے باز نہیں آتا تو تمہاری اس بات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ ابو طالب کے بیٹے میں تو کوئی برائی نہیں ہے۔ اور اس کے بعد حضور نے تم سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ تم ایک روز ان سے جنگ کرو گے حالانکہ تمہاری زیادتی ہو گی۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: تم نے سچ کہا ہے اور خدا کی قسم! اگر مجھے حضور کا یہ فرمان پہلے سے یاد ہوتا تو میں ہرگز یہ سفر نہ کرتا اور قسم بخدا اب میں تم سے ہرگز بھی جنگ نہ کروں گا۔

اس گفتگو کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس چلے آئے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی جنگ سے علیحدگی:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ چونکہ یہ عہد کر چکے تھے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کریں گے اس لیے وہ اپنے عہد کو پورا کرنے کے لیے میدان سے واپس لوٹ گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا: ام المومنین! آپ کا جو فیصلہ ہے تو ہو، میں نے عہد کیا ہے، اب میں آپ کے فیصلے سے متفق نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: تو آپ نے کیا ارادہ کیا ہے؟

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: [illegible]

عبداللہ رضی اللہ عنہ: تو آپ اپنی قسم کا کفارہ دے دیجئے اور جنگ کیجئے۔

اس گفتگو کے بعد عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا غلام مکحول [illegible] اس واقعہ کو [illegible] نے ان اشعار میں ذکر کیا ہے۔

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور بنو عدی کا قبیلہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اپنے [illegible] کے پاس [illegible]

اس کے بعد حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے [illegible] جب وہاں پہنچا تو اس نے بنو عدی کو مسجد کے دروازے پر جمع کیا [illegible]

[illegible]

اس پر بنو عدی نے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

[illegible] حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے [illegible] اپنی قوم کے پاس [illegible] رسول اللہ ﷺ کے صحابی [illegible]

نہیں کر سکتے۔ یہ پسند ہے کہ میں ایک حبشی غلام ہوتا جس کے ناک کان کٹے ہوتے اور پہاڑ کی چوٹی پر مرتے دم تک بکریاں چراتا رہتا لیکن یہ پسند نہیں کہ ان دونوں جماعتوں میں سے کسی کے ساتھ شریک ہو کر دوسرے پر تیر چلاؤں۔

جب قاصد واپس پہنچا اور اس نے قاصدی کی اور کہا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا یہ پیغام پہنچایا تو تمام لوگوں نے ماننے سے انکار کیا۔ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم ہم کبھی رسول اللہ ﷺ کی زوجہ کو نہیں چھوڑ سکتے۔

اس طرح اہل بصرہ تین گروہوں میں منقسم تھے۔ ایک جماعت تو طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھی دوسری جماعت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور تیسری جماعت کسی کے ساتھ بھی جنگ میں شامل ہونا نہ چاہتی تھی۔

کعب بن سور کی کوشش:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب بصرہ کے میدان میں تشریف فرما تھیں تو وہاں سے چھوڑ کر قبیلہ ازد میں تشریف لے آئی تھیں اور مسجد حدان میں قیام فرمایا۔ آخر جنگ انہی ازدیوں کے میدان میں ہوئی تھی۔ ان ازدیوں کا سردار صبرہ بن شیمان تھا اس سے کعب بن سور نے کہا کہ لشکر جب آپس میں مل جاتے ہیں تو پھر ان کا رکنا مشکل ہو جاتا ہے تم میری بات مانو، تم اس جنگ میں زور آزمائی سے دور رہو اور اپنی قوم کو لے کر علیحدہ ہو جاؤ۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ صلح نہ ہو سکے گی۔ اس لئے تم قبیلہ مضر اور ربیعہ کو آپس میں لڑنے دو۔ اگر یہ صلح کر لیتے ہیں تو بہت ہی بہتر ہے اور اگر یہ دونوں آپس میں لڑتے ہیں تو کل فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہوگا۔ کعب زمانہ جاہلیت میں عیسائی تھے۔

صبرہ نے کہا: اے کعب! کیا تم مجھے ایسا نظر آتے ہو کہ مجھ میں ابھی تک نصرانیت باقی ہے۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں لوگوں کی اصلاح سے علیحدہ ہو جاؤں اور کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اگر صلح نہ ہو تو میں ام المؤمنین اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کو بے یار و مددگار چھوڑ دوں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ ترک کر دوں۔ خدا کی قسم میں تو ایسا ہرگز نہ کروں گا۔ الغرض اہل یمن نے جنگ میں شرکت کا فیصلہ کر لیا۔

بنو حنظلہ کا فیصلہ:

سری نے شعیب سیف اور محمد و طلحہ کے حوالے سے ان دونوں کا یہ بیان میرے پاس تحریر کر کے روانہ کیا کہ جب احنف بن قیس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے واپس ہوتا تو اس کی ملاقات ہلال بن وکیع بن مالک بن عمرو سے ہوئی ہلال نے اس سے دریافت کیا کیا ارادہ ہے؟

احنف رضی اللہ عنہ: علیحدہ رہنے کا۔ لیکن تمہارا کیا ارادہ ہے؟

ہلال: ام المؤمنین کی مدد کرنے کا۔ کیا تم ہمارے سردار ہوتے ہوئے ہمارا ساتھ چھوڑ دو گے؟

احنف رضی اللہ عنہ: میں تو آئندہ بھی اس وقت بھی سردار رہوں گا جب تم قتل کر دیے جاؤ گے اور میں زندہ رہ جاؤں گا۔

ہلال: یہ کیسے ممکن ہے جب تم تو ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہو۔

بنو سعد نے احنف رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور ان لوگوں نے جنگ سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے وادی السباع میں جا کر قیام فرمایا اور بنو حنظلہ نے ہلال کا ساتھ دیا اسی طرح بنو عمرو نے ابو الجرباء کا ساتھ دیا ان دونوں قبیلوں نے جنگ میں حصہ لیا۔

بنو عمرو کا فیصلہ:

سری نے شعیب سیف اور محمد کے حوالے سے ابو عثمان کا یہ بیان میرے پاس تحریر کر کے روانہ کیا کہ جب احنف رضی اللہ عنہ حضرت

[illegible]

[illegible]

محمد بن الحنفیہ کی روایت

[illegible]

صلح کا فیصلہ

[illegible]

* * *

باب ۸

جنگ جمل

[illegible]

[illegible]

قاتلین عثمانؓ کی کیفیت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابھی کچھ دیر تک لڑائی ہوتی رہی تھی کہ ہم نے انہیں واپس لوٹا دیا۔ جب وہ پیچھے ہٹ گئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ ایک شخص کے پاس جمع ہیں ہم ان کی طرف بڑھتے تھے لیکن اس کے بعد جنگ ختم ہو گئی۔

یہ حالات دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میمنہ اور میسرہ کے سرداروں کو حکم دیا کہ وہ لوگ اپنے اپنے مقام پر جائیں۔ وہ یہ بات تو پہلے سے جانتے تھے کہ طلحہ و زبیر اس وقت تک جنگ نہیں کریں گے جب تک دونوں کی فوجیں نہ بھاگ جائیں گی، پس یہ غرض ہے کہ ہم تم کو قتل کریں گے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ یہ دونوں، اگر تم بھی میری اطاعت نہ کرو گے۔

سبائی برابر جنگ کا کام کرتے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے چلا کر فرمایا تم لوگ اپنے ہاتھ روک لو اور ٹھہرو مگر ان کی کوئی بات نہیں سنی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی رائے یہ تھی کہ اس وقت تک جنگ نہ کی جائے جب تک فریق ثانی پہل نہ کرے مگر جنگ شروع کر دی گئی۔ یہ لوگ تو جنگ نہ کرنے والے کو قتل کر رہے تھے اور زخمی پر ہاتھ نہیں ڈالتے تھے اور دونوں لشکر اسی پر عمل کر رہے تھے۔ اور دونوں طرف سے ملی اعانت ہو رہی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی میدان میں آمد

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ اور ابو عمرو کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ کعب بن سور، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور ان سے عرض کیا کہ آپ میدان میں چلیے کیونکہ اب تو جنگ کے سوا کوئی چیز نہیں رہی، شاید اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ صلح کرا دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہودج میں سوار ہو گئیں اس ہودج پر زرہیں چڑھا دی گئی تھیں۔ وہ اپنے عسکر نامی اونٹ پر سوار تھیں جسے یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ نے دو سو دینار میں خرید کر دیا تھا۔ جب وہ شہر کے مکانات سے باہر نکلیں تو شور کی آواز سنائی دی۔ وہ ٹھہر گئیں۔ راہ میں جب بھی شور کی آواز آتی وہ ٹھہر جاتیں۔ ایک جگہ وہ ٹھہری ہوئی تھیں کہ انہوں نے زبردست شور کی آواز سنی تو انہوں نے سوال کیا یہ کیسا شور ہے؟

لوگوں نے جواب دیا: دونوں لشکروں کے شور کا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: خیر یا شر کے ساتھ، یعنی صلح ہے یا لڑائی شروع ہوئی ہے؟

لوگ: جنگ شروع ہو گئی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: ان دونوں فریقوں میں سے جس فریق کی آواز بلند ہو گی اسے شکست کھانی ہو گی۔

ابھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ٹھہری ہوئی تھیں کہ شکست کی خبر پہنچی۔ اور زبیر بھی انہیں سامنے آتے نظر آئے۔ وہ میدان چھوڑ کر وادی السباع چلے گئے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جنگ میں مشغول تھے کہ ایک بے نشان تیر آ کر ان کے گھٹنے میں لگا جس سے ان میں برابر خون بہہ رہا تھا جب ان کا موزہ خون سے بھر گیا۔ اور ان کے لیے ٹھہرنا دشوار ہو گیا تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا مجھے اپنے پیچھے بٹھا کر کسی جگہ لے چلو جہاں میں ٹھہر سکوں۔ وہ غلام انہیں شہر بصرہ میں لے آیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے انجام کے بارے میں یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

[illegible]

ترجمہ: "کیا خواہش ہے کہ مجھ کو [illegible] کہ جب میں تم [illegible] ہے۔"

[illegible]

ترجمہ: جب میں نے تم کو دیکھا [illegible] سے قوی [illegible] ہو گیا اور [illegible] میری عقل جاتی رہی۔

[illegible]

ترجمہ: میں اس وقت کسی کی طرف [illegible] جب تم نے [illegible] تو [illegible]

[illegible]

ترجمہ: میں نے اس [illegible] قناعت کی اور [illegible] تو آپ میرا خون اور گوشت [illegible] کو ڈال دو۔"

جنگ جمل کی دوسری روایت:

امام طبری فرماتے ہیں کہ گزشتہ واقعہ سیف کا بیان کردہ ہے جبکہ دوسرے راویوں نے اس واقعہ کو اور طرح نقل کیا ہے۔ انہوں نے امام زہری سے اس واقعہ کی کیفیت یہ نقل کی ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان حضرات کے قتل ہونے کی خبر پہنچی جو بصرہ میں حکیم بن جبلہ العبدی کے ساتھ مارے گئے تھے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ دس ہزار لشکر لے کر آگے بڑھے اور بصرہ پہنچے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

یا لہف نفسی علی ربیعہ ربیعۃ السامعۃ المطیعہ
سنتہا کانت بہا الوقیعہ

ترجمہ: "کاش! میری جان ربیعہ پر قربان ہو جائے جو بات سنتے اور اطاعت کرتے ہیں۔ تمام جنگوں میں ان کی عادت یہی رہی ہے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا مکالمہ:

جب دونوں لشکر آمنے سامنے پہنچ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر سے نکلے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو آواز دی۔ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ قریب آ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: یہ لشکر لے کر کیوں آئے ہو؟

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: اس لیے کہ میں آپ کو اس خلافت کا اہل اور اپنے سے زیادہ مستحق نہیں سمجھتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد تم بھی خلافت کے اہل نہ تھے اور ہم تمہیں عبدالمطلب کی نسل میں شمار کیا کرتے تھے لیکن تمہارے اس برے بیٹے نے تمہیں اس مقام پر پہنچا دیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان تفرقہ پیدا کر دیا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چند ایسی باتیں ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہم دونوں کے پاس سے گزرے اور مجھ سے فرمایا: یہ تمہارا پھوپھی زاد بھائی کیا کہتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک روز تم سے جنگ کرے گا اور یہ اس وقت تم پر ظالم ہو گا۔

یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ میدان سے یہ جواب دیتے ہوئے واپس لوٹے۔ خدا کی قسم میں اب تم سے کبھی جنگ نہ کروں گا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جب اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان سے فرمایا مجھے تو اس جنگ میں کوئی بھلائی نظر نہیں آتی۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: آپ جب میدان میں نکلے تھے تو بھلائی دیکھ کر نکلے تھے لیکن جب آپ نے علی رضی اللہ عنہ کے جھنڈے دیکھے تو آپ کو ان کے نیچے یقینی موت نظر آنے لگی۔ اس لیے آپ نے جنگ سے کنارہ کشی کر لی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ باپ کو غصہ دلانے کے لیے اسی طرح مسلسل کہتے رہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: لیکن میں علی رضی اللہ عنہ کے سامنے قسم کھا چکا ہوں کہ میں ان سے جنگ نہ کروں گا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: اپنے غلام سرجس کو آزاد کر کے قسم کا کفارہ ادا کر دیجیے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے آزاد کر دیا اور صف میں جا کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا کہ تم مجھ سے عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کرتے ہو حالانکہ تم ہی نے انہیں قتل کیا تھا۔ جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ دن دکھایا ہے جس کو یقیناً تم بھی ناپسند کرتے تھے۔

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کو اپنے ساتھ لے آئے تاکہ ان کی پشت پناہی میں تم جنگ کر سکو اور تم نے اپنی بیوی کو اپنے گھر میں چھپا کر چھوڑا ہے۔ کیا تم نے میری بیعت نہ کی تھی؟

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ: بیعت تو ضرور کی تھی لیکن اس صورت میں کہ تلوار میری گردن پر رکھی ہوئی تھی۔

قرآن اٹھانے کا حکم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے کون شخص اپنے آپ کو اس کام کے لیے پیش کر سکتا ہے کہ وہ قرآن لے کر فریقین کے درمیان کھڑا ہو جائے اور انہیں قرآن پر چلنے کی دعوت دے۔ اگر اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو دوسرے ہاتھ میں قرآن لے لے اور اگر دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا جائے تو قرآن دانتوں سے تھام لے۔ ایک نوجوان نے اس کام کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ کوئی اور شخص اس کام کو انجام دے اس لیے آپ تمام لشکر میں گھومے اور ہر ایک کے سامنے یہ بات پیش کی۔ لیکن اس نوجوان کے علاوہ کوئی بھی شخص آپ کی دعوت کے مطابق جان دینے کے لیے تیار نہیں ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان سے فرمایا یہ قرآن ان کے سامنے پیش کرو اور ان سے کہو کہ یہ قرآن اول سے آخر تک ہمارے اور تمہارے حقوق کا فیصلہ کرے گا۔ لیکن مخالفین کے لشکر نے اس نوجوان پر حملہ کر دیا۔ قرآن اس کے ہاتھ میں تھا انہوں نے اس کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے تو اس نے قرآن دانتوں سے تھام لیا حتیٰ کہ وہ نوجوان شہید کر دیا گیا۔

ابتدائے جنگ:

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب تمہارے لیے جنگ حلال ہو گئی ہے۔ تم ان سے جنگ کرو۔ اس روز ستر آدمی اونٹ کی مہار تھامے ہوئے مارے گئے۔ جب اونٹ کی کونچیں کٹ گئیں اور لوگوں کو شکست ہوئی تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک تیر آ کر لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ زہری کہتے ہیں کہ لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ تیر مارنے والا مروان بن الحکم تھا۔

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا زخمی ہونا:

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پکار کر کہا میں

سے سوال کیا۔ پھر کس نے تمہارا مقابلہ کیا؟ لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے رے اسماء کی بے اولادی۔ جب عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے زخمی ہو گئے تو انہوں نے اپنے آپ کو زخمیوں میں ڈال دیا تاکہ لوگ انہیں مردہ سمجھیں۔ جنگ ختم ہو جانے کے بعد وہ ہوش سے میدان جنگ سے نکل آئے اور زخموں کی مرہم پٹی کی گئی۔ سو وہ اچھے ہو گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی واپسی:

محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج اٹھا کر پیچھے رکھ دیا اور ان پر ایک خیمہ لگا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیمہ کے باہر کھڑے ہو کر کہا: آپ نے لوگوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کی اور وہ کامیاب بھی ہو گئے۔ آپ نے ان کے درمیان اچھی طرح جوش و زاری میں ڈالا ہے۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں روانہ فرمایا اور کچھ مرد اور عورتیں ان کے ساتھ کر دیں۔ ان کا سامان سفر تیار کرایا اور بارہ ہزار درہم خدمت میں پیش کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ نے اس مال کو بہت کم سمجھا اور خزانہ سے بہت سا مال نکال کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کیا اور فرمایا: اگر امیر المومنین نے اس مال کو لینے کی اجازت نہ دی تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے۔

قاتل زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے جہنم کی بشارت:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی شہید کر دیے گئے۔ لوگوں کا قول ہے کہ انہیں ابن جرموز نے شہید کیا تھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد ابن جرموز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچا اور دربان سے کہا کہ اندر جا کر قاتل زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت طلب کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں اجازت دے دو اور اسے جہنم کی بشارت سنا دو۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت میں احنف کا ہاتھ:

محمد بن قتادہ نے عبداللہ بن موسیٰ، فضیل، سفیان بن مجاشع کے حوالے سے قرہ بن الحارث کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں اس جنگ کے وقت احنف بن قیس کے ساتھ تھا اور میرا چچا زاد بھائی جون بن قتادہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ان کے پاس سے کچھ سوار گزرے انہوں نے یا امیر کہہ کر آپ کو سلام کیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد ان سواروں نے عرض کیا کہ کوفیین کا لشکر فلاں مقام پر آ کر ٹھہرا ہے۔ ہم نے آج تک ایسا ہتھیار بند اور کم تعداد لشکر کبھی نہیں دیکھا جس میں اس سے زیادہ رعب پایا جاتا ہو۔ اس کے بعد یہ سوار آگے بڑھ گئے۔ اس کے بعد ایک اور سوار آیا۔ اس نے بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یا امیر کہہ کر سلام کیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس سوار نے آ کر بتایا کہ کوفیین کا لشکر فلاں فلاں مقام پر پہنچ گیا ہے اور جب انہوں نے آپ کے لشکر کی تعداد وغیرہ کا حال سنا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں آپ کا رعب ڈال دیا ہے تو وہ پشت پھیرنے لگے ہیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب تو تو بھی خبر بیان کر رہا ہے۔ خدا کی قسم! ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے ہمارے بغیر چارہ کار نہیں۔ اس کے بعد وہ سوار بھی چلا گیا۔ اس کے بعد ایک اور سوار آیا۔ اس وقت گھوڑے میدان سے بھاگ رہے تھے۔

اس سوار نے بھی اے امیر کہہ کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس سوار نے عرض کیا یہ لوگ جو آپ کے مقابل آئے ہیں ان میں عمار رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ میں ان سے ملا ہوں۔ میری اور ان کی گفتگو بھی ہوئی ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: عمار رضی اللہ عنہ تو اس لشکر میں شامل نہیں۔

سوار: خدا کی قسم وہ ساتھ ہیں۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم وہ ہرگز ان کے ساتھ شامل نہیں۔

سوار: خدا کی قسم وہ ساتھ میں شامل ہیں۔

جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا کہ سوار ان کی بات کی بار بار تردید کر رہا ہے تو انہوں نے اپنے کسی رشتہ دار سے کہا تم اس کے ساتھ جاؤ اور دیکھو کہ کیا واقعی عمار رضی اللہ عنہ اس لشکر میں شامل ہیں۔ وہ دونوں مخالفین کے لشکر کی طرف گئے۔ جون بن قتادہ کہتے ہیں میں انہیں دور سے دیکھ رہا تھا وہ دونوں لشکر کے ایک کنارے پر کھڑے رہے۔ پھر واپس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کیا خبر لائے ہو؟ ان کے رشتہ دار نے جواب دیا اس سوار نے سچ کہا تھا۔ عمار رضی اللہ عنہ اسی لشکر کے ساتھ ہیں۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: اس کی ناک کٹ جائے اور اس کی کمر ٹوٹ جائے۔ اسے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ہتھیار اتار دیئے۔

جون بن قتادہ کا بیان ہے کہ مجھے میری ماں نے گھر سے یہ کہہ کر روانہ کیا تھا کہ زندگی اور موت میں تو زبیر رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینا۔ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ہتھیار اتار دیئے تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید زبیر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی ارشاد سنا ہوگا یا حضور ﷺ نے عمار رضی اللہ عنہ کو کوئی حکم دیا ہوگا جو اس وقت زبیر رضی اللہ عنہ کو یاد آ گیا ہے۔

جب جنگ شروع ہوئی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہو کر میدان سے لوٹ گئے۔ جون بھی میدان سے واپس چلا آیا اور احنف کے ساتھ جا کر شامل ہو گیا۔

جون کا بیان ہے کہ دو شخص احنف کے پاس آئے اور ان سے کچھ کانا پھوسی کی۔ کچھ دیر آہستہ آہستہ باتیں ہوتی رہیں پھر یہ دونوں سوار واپس چلے گئے۔ اس کے بعد عمرو بن جرموز احنف کے پاس آیا اور اس نے آ کر کہا میں نے اسے وادی السباع میں پایا تھا اور میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ جون کہتا ہے کہ میں یہ خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اصل قاتل احنف ہے۔

قرآن اٹھانے کا حکم:

عمر بن شبہ نے ابوالحسن، بشیر بن عاصم اور حجاج بن ارطاۃ کے واسطے سے عمار بن معاویہ الدہنی کا یہ بیان ذکر کیا ہے۔ یہ عمار قبیلہ بجیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمل کے روز اپنے ہاتھ میں قرآن لیا اور تمام لشکر میں قرآن لے کر گھومے اور فرمایا کون شخص ہے جو یہ قرآن اٹھا کر مخالفین کو اسے قبول کرنے کی دعوت دے اور اٹھانے والا یہ بھی سمجھ لے کہ وہ مقتول ہو کر رہے گا۔ کوفہ کے ایک نوجوان نے یہ بات قبول کی۔ یہ نوجوان سفید قبا پہنے ہوئے تھا۔ اس نے عرض کیا۔ یہ کام میں انجام دوں گا۔

حضرت علی ؓ کو اس کی نوجوانی پر ترس آیا اور انہوں نے فرمایا کون ایسا شخص ہے جو یہ کام انجام دے۔ اور وہ یہ سمجھ لے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔

اس پورے لشکر میں سے اس نوجوان کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ حضرت علی ؓ نے قرآن اس کے سپرد کر دیا۔ اس نے مخالفین کو قرآن کی دعوت دی۔ لیکن لوگوں نے اس کا دایاں ہاتھ کاٹ ڈالا۔ اس نے قرآن بائیں ہاتھ میں تھام لیا۔ لوگوں نے وہ ہاتھ بھی قطع کر دیا تو اس نے قرآن کو سینے سے چمٹا لیا۔ اس کی تمام قبا خون سے تر ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس نوجوان کو قتل کر دیا گیا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو حضرت علی ؓ نے فرمایا اب ان لوگوں سے جنگ حلال ہو گئی ہے۔

اس نوجوان کی ماں نے اس کا مرثیہ کہا۔

لاھُمَّ إنَّ مُسْلِماً دَعَاهُمْ　　　يَتْلُو كِتَابَ اللّهِ لَا يَخْشَاهُمْ

ترجمہ: ”ایک مسلمان نے ان لوگوں کو دعوت دی اور وہ برابر تلاوت قرآن میں مشغول تھا اسے ان ظالموں کا کوئی ڈر نہ تھا۔

وَأُمُّهُمْ قَائِمَةٌ تَرَاهُمْ　　　يَأْتَمِرُونَ الْغَيَّ لَا تَنْهَاهُمْ

قَدْ خُضِبَتْ مِنْ عَلَقٍ لِحَاهُمْ

ترجمہ: ان لوگوں کی ماں کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھی۔ یہ لوگ سرکشی پر اترے ہوئے تھے اور ان کی ماں انہیں نہ روکتی تھی۔ ان لوگوں کی داڑھیاں خون سے تر ہو چکی تھیں۔“

قبیلہ ازد کی وفاداری:

عمرو نے ابو الحسن، ابو مخنف اور جابر کے حوالے سے شعبی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی ؓ کے میمنہ نے اہل بصرہ کے میسرہ پر حملہ کیا۔ ان دونوں میں بہت ہی سخت جنگ ہوئی۔ لوگوں نے حضرت عائشہ ؓ کے قریب پناہ لی۔ ان میں اکثر بنو ضبہ اور ازدی شامل تھے۔ یہ حضرت عائشہ ؓ کے اونٹ کے گرد دن چڑھنے کے وقت سے عصر تک جنگ کرتے رہے پھر یہ لوگ پیچھے ہٹنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک ازدی نے پکار کر کہا کہاں جا رہے ہو واپس لوٹو۔ محمد بن حنفیہ نے ازدیوں پر خوب سخت حملے کیے محمد کے ساتھی چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ ہم علی بن ابی طالب ؓ کے دین پر ہیں۔

جاہلیت کے ایک شاعر نے اس جنگ کی کیفیت اس طرح بیان کی ہے۔

سَائِلْ بِنَا يَوْمَ لَقِينَا الْأَزْدَا　　　وَالْخَيْلُ تَعْدُو أَشْقَراً وَوَرْدَا

ترجمہ: ”جس روز ہم نے ازدیوں سے جنگ کی تھی تو اس روز کا حال ہم سے معلوم کرو۔ تب ہمارے گھوڑے ازدیوں پر چڑھ رہے تھے۔

لَمَّا قَطَعْنَا كَبِدَهُمْ وَالزَّنْدَا　　　سُحْقاً لَهُمْ فِي رَأْيِهِمْ وَبُعْدَا

ترجمہ: ہم نے ان کے جگر چیر کر پھینک دیے اور کلائیاں اتار لیں۔ ان کی رائے پر تباہی اور بربادی نازل ہوئی۔“

حضرت عمار ؓ کا حضرت زبیر ؓ پر حملہ:

عمر بن شبہ نے ابو الحسن، جعفر بن سلیمان کے حوالے سے مالک بن دینار کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت عمار ؓ نے

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور ان کے [illegible] سے [illegible] کہنے لگے۔ عمار رضی اللہ عنہ کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں خدا کی یاد دلاتا ہوں۔

عمر بن شبہ کا بیان ہے کہ جس [illegible] عمار رضی اللہ عنہ کے سامنے آئے اور نیزہ تانا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو الیقظان مرحبا کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟

عمار رضی اللہ عنہ ان سے الگ ہو کر چلے گئے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شکست

محمد و طلحہ کا بیان ہے کہ جب تیسرے دن بھی لوگ شکست کھانے لگے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں آواز دی میں زبیر رضی اللہ عنہ ہوں میرے پاس آؤ بھاگ کر کہاں جاتے ہو مگر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے قریب کھڑا ہوا تھا [illegible] پکار کر کہا کیا تم رسول اللہ ﷺ کے حواری کو چھوڑ کر بھاگے جاتے ہو۔

اس کے بعد زبیر رضی اللہ عنہ میدان سے ہٹ گئے اور وادی سباع کی طرف چلے [illegible] لوگوں نے ان کو دیکھا [illegible] لوگ ایک دوسرے سے جنگ میں مصروف تھے جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ لوگ ان کا پیچھا کر رہے ہیں تو وہ میدان کو چھوڑ کر [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] جب [illegible] تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ حملہ کرنے والے زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہیں زبیر رضی اللہ عنہ کو [illegible] علباء بن الہیثم اور ایک جماعت [illegible] آگے بڑھے [illegible] دوسری جانب سے قعقاع رضی اللہ عنہ ایک جماعت لیے ہوئے آ رہے تھے۔ جب وہ طلحہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پہنچے تو طلحہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے پکار کر کہہ رہے تھے اے لوگو! میرے پاس آؤ [illegible] قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا آپ زخمی ہو چکے ہیں [illegible] ہوئے تھے [illegible] جان [illegible] کسی گھر میں جا کر آرام کرنا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا مجھے کسی گھر میں لے چلو۔ غلام نے [illegible] ان کے ساتھ [illegible] اور [illegible] نے [illegible] بصرہ [illegible] لے گئے۔

اس کے بعد بھی جنگ جاری رہی مگر طلحہ رضی اللہ عنہ [illegible] شکست کھانے والوں [illegible] شکست کھا کر [illegible] بھاگ جانا چاہتے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کو گھیر لیا گیا ہے تو یہ سب پلٹ پڑے اور قلب [illegible] میدان میں ڈٹ گئے [illegible] دوسرے سے جنگ شروع ہو گئی [illegible] قبیلے کے [illegible] موجود تھے وہاں تک پہنچ گئے۔

سبائیوں کا قرآن قبول کرنے سے انکار

جب یہ حالات ہو گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کعب [illegible] سے کہا کہ [illegible] آگے بڑھو اور قرآن [illegible] کتاب اللہ کی دعوت دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا قرآن کعب بن سور [illegible] کو دیا [illegible] قرآن لے کر آگے بڑھے [illegible] کے سامنے گئے [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] سبائی تھے [illegible] کعب نے جب قرآن لے کر آگے بڑھا تو کعب کے سامنے آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] جنگ کے علاوہ کسی اور چیز پر تیار نہیں جب کعب نے ان کے سامنے آ کر [illegible] قرآن [illegible] تو انہوں نے [illegible] مار کر قتل کر دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہودج پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔

سبائیوں کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر حملہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے [illegible] حضرت [illegible] نبی ﷺ [illegible] تھی اللہ اللہ [illegible] کا خیال [illegible] لیکن یہ سبائی [illegible] سے [illegible] تھے [illegible] جب یہ آگے بڑھ [illegible] حضرت [illegible] اونٹ پر حملہ کرتے رہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے مددگاروں پر لعنت بھیجو۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان پر لعنت بھیجی اور اہل بصرہ بھی لعنت بھیجنے لگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کانوں میں یہ لعنت کے الفاظ پڑے تو انہوں نے سوال کیا یہ شور و ہنگامہ کیسا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھی قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کا ساتھ دینے والوں پر لعنت بھیج رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کا ساتھ دینے والوں پر لعنت بھیجو۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور عبدالرحمن بن عتاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن الحارث کے پاس جا کر کہا کہ تم دونوں اپنا اپنا جھنڈا لے لو۔

جب اہل بصرہ نے یہ دیکھا کہ سبائیوں کا اصل رخ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب ہے تو وہ اس کے علاوہ کسی اور سمت میں لڑ رہے تھے اور جنگ سے پرسکون ہو گئے تھے تو بصرہ کے مضریوں نے اونٹ کو گھیر لیا اور اس کے بعد کوفہ کے مضریوں پر حملہ کیا۔ اس زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی [illegible] کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیچھے سے اپنے بیٹے محمد کی گردن پکڑی اور محمد سے فرمایا کہ حملہ کرو۔ انہوں نے کچھ پس و پیش کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ یہ دیکھ کر محمد نے حملہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ان کے پاس چھوڑ دیا۔

کوفہ کے مضریوں نے بصرہ کے مضریوں پر حملہ کیا اور خوب لڑے۔ پھر گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ جنگ تو دونوں طرف سے [illegible] اور کسی کی کامیابی کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مضریوں کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی تھے ان میں زید بن صوحان بھی تھے۔ ان سے ان کی قوم کے ایک شخص نے کہا تو اپنی قوم کے پاس واپس چلا جا اس جگہ تیرا کیا کام ہے کیونکہ مضری تیرے سامنے ہیں اور اونٹ بھی تیرے سامنے موجود ہے اور یہ دونوں طرف موت کا بازار گرم ہے۔

زید: موت تو زندگی سے بہتر ہے اور میں موت ہی کا طلبگار ہوں۔

الغرض زید اور ان کا بھائی سیحان دونوں لڑتے لڑتے مارے گئے۔ صعصعہ نے ان دونوں کا جھنڈا پکڑا۔ ان کے مرنے کے بعد جنگ اور شدت اختیار کر گئی۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ صورت دیکھی تو یمنیوں اور ربیعہ کے پاس کہلا بھیجا کہ تم اپنے قریب والوں کی مدد کے لیے پہنچ جاؤ۔

بنو عبدالقیس کے ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھیوں سے کہا: میں تمہیں کتاب اللہ قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

حامیان عائشہ رضی اللہ عنہا: تم کیا کتاب اللہ کی دعوت دو گے جب کہ تم اللہ کی حدود کو قائم نہ کر سکے اور جب اللہ کی جانب دعوت دینے والے کعب بن سور کو تم نے قتل کر دیا۔ یہ جواب بنو ضبہ کے ایک شخص نے دیا تو اسے [illegible] قتل کر دیا۔ اس کے قتل ہونے کے بعد اونٹ کی حفاظت کے لیے مسلم بن عبداللہ العجلی [illegible] کھڑا ہوا لوگوں نے اسے بھی ختم کر دیا۔ کوفہ کا میمنہ بصرہ کے میسرہ پر حملہ کر رہا تھا اس حملے میں کوفیوں نے بہت سے بصریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کوفیوں کا حضرت عائشہؓ پر حملہ

سری نے شعیب، سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ پہلی جنگ دوپہر تک شدت سے جاری رہی اس جنگ میں حضرت طلحہؓ شہید ہو گئے اور زبیرؓ بھی اسی جنگ کے دوران چلے گئے۔ جو لوگ حضرت عائشہؓ کے گرد جمع تھے ان میں کوئی جنگ کے علاوہ کوئی دوسرا فیصلہ قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھے اور لوگوں کا تمام تر مقصد حضرت عائشہؓ ہی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے ساتھیوں کو اپنے پاس بلا لیا تھا۔ حضرت عائشہؓ کے قریب فریقین کی نہایت سخت جنگ ہوئی اور یہ جنگ ظہر اور عصر کے وقت جنگ ختم ہوئی لیکن ظہر کے بعد پھر دوبارہ جنگ شروع ہوئی یہ جنگ آخری جنگ تھی جو ۱۰ جمادی الآخر بروز جمعرات ہوئی۔

تیسرے روز میں حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کی عدم موجودگی میں جنگ ہوئی۔ دوپہر کے وقت لشکر کی کمان حضرت عائشہؓ سنبھال رہی تھیں۔ اس وقت نہایت شدید جنگ ہوئی اور ظہر کے وقت علیؓ کے میمنہ نے عائشہؓ کے میسرہ کو شکست دے دی لیکن حضرت عائشہؓ کا میمنہ حضرت علیؓ کے میسرہ پر غالب رہا۔ اہل بصرہ کے قلب نے اہل کوفہ کے قلب کو شکست دی۔ حضرت علیؓ نے مجبور ہو کر بصرہ کے مضریوں کے مقابلہ میں کوفیوں کے مضریوں کو بھیجا اور فوراً یہ صورت ہو گئی کہ بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں نہ وہ بھاگتے تھے نہ پیچھے ہٹتے تھے اور زخمی ہوتے رہے۔

جھنڈے کی واپسی

عمر نے ابوالحسن، ابو عبداللہ القرشی، یونس بن ارقم، علی بن عمرو الکندی اور زید بن حساب کے واسطے سے محمد بن الحنفیہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جمل کے روز میرے والد نے لشکر کا جھنڈا مجھے عطا کیا اور فرمایا آگے بڑھو۔ میں ذرا آگے بڑھتا رہا لیکن جب میرے آگے نیزے اور تلواریں آنے لگیں تو میں رک گیا [illegible] نے میرے پیچھے سے کہا تیری ماں مرے آگے کیوں نہیں بڑھتا میں نے جواب دیا آگے کوئی جگہ نظر نہیں آتی [illegible] میرے ہاتھ سے جھنڈا لے لیا میں نے جب [illegible] دیکھا تو وہ میرے والد تھے۔ وہ فرما رہے تھے:

أَنْتِ الَّتِي غَرَّكِ بَنِي الْحَنَفِي [illegible] قَوْمٌ أَنْفَدَا

الْمُصْطَفَى خَيْرٌ [illegible]

ترجمہ: ”اے عائشہؓ! آپ نے بیٹے [illegible] ڈال لیا اور وہ [illegible] ہے تو یہ جھنڈا آپ [illegible]“۔

جھنڈے کے نیچے قتل عام

سری نے شعیب، سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ [illegible] دونوں لشکروں میں اتنی سخت جنگ ہوئی اور جب قلب لشکر [illegible] ہوا تھا ان میں سے نہایت جوانمردی [illegible] حضرت علیؓ کا جھنڈا سنبھالے ہوئے لوگوں کے دس آدمی مارے گئے ان میں سے پانچ ہمدانی تھے اور باقی [illegible] جب ایک آدمی مارا جاتا تو دوسرا جھنڈا سنبھال لیتا۔ آخر کار [illegible] نے جھنڈا سنبھالا [illegible] آخر وقت تک یہ جھنڈا ان کے پاس رہا یہ جنگ کے وقت یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

[illegible]

ترجمہ: ''اے نفس! تو نے بہت زندگی گزاری اور بہت سے زمانے دیکھ چکا ہے جب تو گل کہ زندہ رہے تو اب تک زندہ رہے گا۔''

[illegible] لعمري ما [illegible]

''تو جب تک زندہ رہے گی تو زندگی کا طلب گار رہے گا۔''

یہ اشعار انہوں نے بطور تمثیل پڑھے تھے۔ ورنہ یہ اشعار ان سے قبل کے کسی اور شخص کے ہیں عمران بن ابی [illegible] نے اس جنگ کے وقت یہ اشعار پڑھے تھے۔

اضرب منهم [illegible] والسمرة   [illegible] بالسيف [illegible]

[illegible]

ترجمہ: ''میں ان لوگوں کے درمیان اپنی تلوار چلا رہا تھا اور ان کے بازوؤں اور قد آوروں کو قتل کر رہا تھا۔ اور سرخ بازو والے جیالے کو میدان میں گرا رہا تھا۔''

یہ میدان میں آگے بڑھے اس وقت اہل کوفہ کے بصرہ کے جھنڈے کے پیچھے لڑتے رہے زید بن صوحان، علباء اور عبداللہ بن رقیہ المخمی مارے گئے ان کے بعد ابو عبیدہ بن راشد بن سلمی یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے اے اللہ! آپ نے ہمیں ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے اور ہمیں جہالت سے نکالا ہے اور ہمیں اپنی توفیق عطا فرمائی۔ یہ فتنہ کے بارے میں ہم آج تک شک میں مبتلا تھے اس کے بعد یہ قتل ہو گئے۔ اس کے بعد حصین بن [illegible] قتل ہو گئے اس وقت انہوں نے جھنڈا اپنے بیٹے معبد کو دے دیا اور اس سے کہا: ''بیٹا اس جھنڈے کو قریب ہی رکھنا اور زیادہ آگے نہ بڑھنا'' ان کے بعد یہ جھنڈا آخر وقت تک اس کے ہاتھ میں رہا۔

تاریخ کا عجیب و غریب واقعہ:

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب کوفہ اور بصرہ کے لشکروں میں جنگ ختم ہو گئی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں یہ اعلان کیا گیا: ''اب جنگ ختم ہو گئی ہے سب اپنے ہاتھ پاؤں تلاش کر لو'' لوگ اپنے ہاتھوں اور پیروں کی تلاش میں مصروف ہو گئے ان سے قبل اور بعد میں کوئی ایسی جنگ ہوئی ہے اور نہ آج تک کوئی ایسا واقعہ سننے میں آیا ہے جس میں لوگوں کے کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں کے ڈھیر جمع کر کے جنگ ختم ہونے کے بعد یہ معلوم ہو سکتا تھا کہ یہ کس کا ہاتھ ہے اور یہ کس کا پیر ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عتاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ان سے قبل ہاتھ کٹ چکا تھا ان کا ہاتھ ان کے نشان سے معلوم ہوا ہے جس کو کسی کا ہاتھ پاؤں کٹ جاتا تھا وہ اپنے ساتھیوں کو ملتا تھا۔ وہ قتل ہونے سے پہلے اس کے ساتھ میدان جنگ میں موجود رہتا تھا۔

قبیلہ غسان کی شجاعت:

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان بیان کیا ہے کہ جب جنگ زوروں پر ہونے لگی تو اہل کوفہ کا میمنہ اہل بصرہ کے قلب میں گھس آیا کہ جس طرح اہل بصرہ کا میمنہ اہل کوفہ کے قلب میں گھس گیا۔ لیکن اہل کوفہ کے میمنہ اور

تمہارے مخالفین ہوا ہے۔ دشمن میں کئی قصاص کچھ نہیں دیتا۔ اسی طرح بصرہ کے بصرہ سے بھی تمہارے مخالف والوں کا قتل موقوف نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں سے سوال کیا جو ان کے بائیں جانب تھے کہ یہ کون سا قبیلہ ہے؟ صبرہ بن شیمان نے جواب دیا آپ کے فرزند ازد ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے آل غسان تمہاری حکومت تمام تھی کہ آج تک ہے۔ تم اپنی شجاعت و بہادری کو قائم رکھتے ہوئے اپنی عزت کی حفاظت کرو۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا:

وجالد من غسان أهل حفاظها ‏ ‏ وهنب وأوس جالدت وشبيب

ترجمہ: "غسانی جو حفاظت کرنا جانتے ہیں انہوں نے جنگ کی اسی طرح ہنب، اوس اور شبیب نے بھی جنگ کی"۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی داہنی جانب والوں سے سوال کیا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے عرض کیا بکر بن وائل۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تمہارے بارے میں شاعر یہ کہتا ہے۔

زحفا وأولاد في الحديد كأنهم ‏ ‏ بنی البصرة الغضاب بكر بن وائل

ترجمہ: "بکر بن وائل اپنی عزت کی خاطر ہم پر اس طرح چڑھ آئے کہ گویا وہ سر سے پیر تک لوہے میں غرق تھے"۔

اے بکر بن وائل! تمہارے مقابلے میں عبد القیس ہیں تم آج ان سے جم کر جنگ کرو۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس دستہ سے سوال کیا جو ان کے آگے تھا۔ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم بنو ناجیہ ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: خوب بہت خوب۔ آج ابطحی و قریشی تلواریں باہم ٹکرا رہی ہیں۔ آج تم لوگ ایسی جنگ کرو جس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

بنو ضبہ کی شجاعت:

کچھ دیر بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے روبرو بنو ضبہ آ گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں کچھ نہ فرمایا۔ اب چنگاریاں اسی طرح بھڑک اٹھی ہیں جب بنو ضبہ نرم پڑ گئے تو ان کے ساتھ ازد بھی شامل ہو گئے تھے کہ اکثریت ازد کی ہو گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے جواب دیا ہم لوگ ازد شنوءہ قبیلہ ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب تک بنو ضبہ میرے اونٹ کو روکے رہے اس وقت تک اونٹ کا سر جھکتے نہیں پایا۔ انہوں نے آخری وقت تک اونٹ کے سر کو سیدھا رکھا۔ انہوں نے ایسی جنگ کی کہ ان پر کوئی الزام قائم نہیں کر سکتا اور جیسے ان کے ہاتھ پاؤں کٹے ہیں ایسے کسی قبیلہ کے نہیں کٹے اور دونوں لشکروں میں سے سب سے زیادہ غالب رہے کہ مخالفین اونٹ پر تیر اندازی کر رہے تھے اور بنو ضبہ برابر کٹ کٹ کر گر رہے تھے اور اسے بچا رہے تھے۔

پھر دونوں قلب لشکر ملے اور قوم نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ علیحدہ علیحدہ رہیں اس لیے وہ ایک دوسرے سے مل گئے۔

ابن یثربی کی جوانمردی:

اس کے بعد ابن یثربی نے اونٹ کی مہار پکڑی۔ یہ ابن یثربی وہ ہے جس نے علباء بن الہیثم، زید بن صوحان اور ہند بن عمرو کے قتل کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ جنگ کے دوران یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

أنا لمن أنكرني ابن يثربي   قاتل علباء وهند الجملي

وابن لصوحان على دين علي

ترجمہ: " میں ابن یثربی ہوں جس کا کوئی ہمسر نہیں۔ میں علباء اور ہند جملی کا قاتل ہوں۔ میں زید بن صوحان کا بھی قاتل ہوں جو علی رضی اللہ عنہ کے دین پر تھا۔"

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شجاعت

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ابن یثربی کو اپنے مقابلے کے لیے بلایا اور کہا کہ میں تیرا بہت برا انجام دیکھ رہا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تجھ میں میرے مقابلے کی طاقت نہیں۔ اگر تو سچا ہے تو آگے بڑھ۔ یہ کہہ کر وہ میرے مقابلے پر آیا۔ ابن یثربی نے اونٹ کی مہار بنو عدی کے ایک شخص کو دے دی اور صف سے نکل کر دونوں صفوں کے درمیان آ گیا۔ لوگوں نے عمار رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ جب ابن یثربی عمار رضی اللہ عنہ کے قریب آیا تو عمار رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈھال اس کے آگے کر دی جو اس کی تلوار پر پڑی۔ تلوار اچٹ کر ان کی ڈھال پر ہی لگی اور اس کے دونوں ہاتھ لٹک گئے۔ عمار رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر نعرہ زن ہوئے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکری ابن یثربی کو پکڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن کاٹنے کا حکم دیا۔

عمرو بن یثربی اور ربیعہ العقیلی کا قتل:

جب ابن یثربی قتل ہو گیا تو بنو عدی نے لگام کسی اور کو دے دی اور خود میدان میں آ کر مبارز طلب کیا۔ عمار رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے پر آنا چاہتے تھے کہ ربیعہ العقیلی اس کے مقابلے پر نکلا۔ عدوی کا نام عمرو بن الاشرف تھا۔ اس کی آواز بہت بلند تھی۔ اس وقت عقیلی یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

يا أمتا أعق أم نعلم   والأم تغذو ولدها وترحم

ترجمہ: " اے ماں! ہم آپ کو بہت ہی نافرمان پاتے ہیں، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ مائیں تو بچوں کو غذا دیتی اور ان پر رحم کرتی ہیں۔

ألا ترين كم شجاع يكلم   وتختلى منه يد ومعصم

ترجمہ: " کیا آپ نہیں دیکھتیں کہ کتنے بہادر زخمی ہو رہے ہیں اور ان کے ہاتھ اور کلائیاں کاٹی جا رہی ہیں۔"

اس کے بعد یہ دونوں آپس میں گتھ گئے اور دونوں نے ایک دوسرے کو سخت زخمی کر دیا اور دونوں مارے گئے۔

حارث بن ضبہ کا رجز:

مخنف بن ہلال کا بیان ہے کہ بنو ضبہ کے ایک شخص نے جو عدوی کی جگہ سوار تھا، اس کا نام حارث تھا، ہم نے اس سے سخت کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

نحن بنو ضبة أصحاب الجمل   ننعى ابن عفان بأطراف الأسل

ترجمہ: " ہم ضبہ کی اولاد ہیں اور اونٹ والے ہیں۔ ہم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بدلہ نیزوں کی نوکوں سے لینے آئے ہیں۔

الموت أحلى عندنا من العسل   ردوا علينا شيخنا ثم بجل

ترجمہ: " ہمارے نزدیک موت شہد سے بھی زیادہ میٹھی چیز ہے۔ ہمارے شیخ کو ہمیں واپس کر دو اور بس ہم کو کچھ نہیں چاہیے۔"

بنو ضبہ کی جاں نثاری

عمرو بن شبہ نے حسن بن الفضل بن محمد اور موسیٰ بن ابی عدی کے ذریعہ جابر المعنزی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں جنگ جمل کے دن ایک شخص کو دیکھ رہا تھا جو اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھا اور تلوار ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں اس پھرتی کے ساتھ تبدیل کرتا تھا جیسے آگ کی چنگاری۔ وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

نحن بنو ضبة اصحاب الجمل　　ننازل الموت اذا الموت نزل

ترجمہ: "ہم بنو ضبہ ہیں۔ اونٹ والے ہیں۔ جب موت نازل ہوتی ہے تو ہم موت میں گھس جاتے ہیں۔

والموت اشهى عندنا من العسل　　ننعى ابن عفان باطراف الاسل

ردوا علينا شيخنا ثم بجل

ترجمہ: موت ہمیں شہد سے بھی زیادہ مرغوب ہے۔ ہم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بدلہ نیزوں کی نوکوں سے لینے آئے ہیں۔ ہمارے امیر کو ہمیں واپس کر دو پھر ہمارا تم سے کوئی جھگڑا نہیں"۔

عمرو نے ابوالحسن کے ذریعہ مفضل الضبی سے نقل کیا ہے کہ یہ اشعار پڑھنے والا اسیم ابن عمرو بن ضرار الضبی تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے جانوں کی قربانی:

عمرو نے ابوالحسن کے ذریعہ ہذلی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جمل کے روز عمرو بن یثربی اپنی قوم کو جوش دلا رہا تھا لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی مہار پکڑ کر یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

نحن بنو ضبة لا نفر　　حتى نرى جماجما تخر

يخر منها العلق المحمر

ترجمہ: "ہم بنو ضبہ ہیں۔ بھاگنے والے نہیں تاوقتیکہ کھوپڑیاں گرتی نہ دیکھ لیں۔ اور جب تک خون کی سرخ دھاریں نہ بہنے لگیں۔"

يا امنا يا عيش لن تراعي　　كل بنيك بطل شجاع

ترجمہ: اے ہماری ماں! اے عائشہ رضی اللہ عنہا! آپ بے خوف رہیے۔ آپ کے تمام بیٹے بہادر جنگجو ہیں۔

يا امنا يا زوجة النبي　　يا زوجة المبارك المهدي

ترجمہ: اے ہماری ماں! اے نبی کی زوجہ اور مبارک ذات اور ہدایت کرنے والے کی زوجہ۔

اس وقت تک یہ چالیس آدمی قتل ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب تک بنو ضبہ کی آوازیں ختم نہ ہو گئیں اس وقت تک اونٹ کا سر بالکل سیدھا رہا۔

ابن یثربی کا قتل:

اس روز عمرو بن یثربی نے علباء بن الہیثم السدوسی، ہند بن عمرو الجملی اور زید بن صوحان کو قتل کیا۔ عمرو جنگ کے وقت یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

اضـربهم ولا ارى ابا حسن   كفى بهذا حزنا من الحزن
انا نمر الامر امرار الرسن

ترجمہ: "میں ان سے جنگ کر رہا ہوں لیکن ابوالحسن مجھے نظر نہیں آتا۔ یہی غم کافی ہے۔ ہم تو کاموں کو رسیوں کی طرح پختہ کرتے ہیں"۔

ضبی کا بیان ہے کہ صفین کے روز بھی یہ شعر پڑھا گیا تھا۔ اس روز عمرو بن یثربی کے مقابلے پر حضرت عمار ؓ آئے اس وقت ان کی عمر نوے سال کی تھی وہ اون کی ایک کملی پہنے ہوئے تھے جو درمیان سے کمر کے قریب سے باندھ رکھی تھی۔ عمرو بن یثربی ان کی تلوار لے کر ان کی طرف لپکا حضرت عمار ؓ نے اپنی ڈھال اس کے آگے کر دی عمرو نے اپنی تلوار ڈھال کے بیچ سے گھونپنی چاہی تو لوگوں نے چاروں طرف سے اس پر تیروں کی بارش کر کے اسے مار دیا وہ اس وقت یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

ان تقتلوني فانا ابن يثربي   قاتل علباء وهند الجملي
ثم ابن صوحان على دين علي

ترجمہ: "اگر تم مجھے قتل کر دو گے تو میں ابن یثربی ہوں۔ میں نے ہی علباء اور ہند الجملی کو قتل کیا ہے۔ میں ہی ابن صوحان کا قاتل ہوں جو علی ؓ کے دین پر تھا"۔

جب یہ زخمی ہو کر گر گیا تو لوگ اسے حضرت علی ؓ کے پاس پکڑ کر لے گئے۔ اس نے حضرت علی ؓ سے کہا آپ نے اپنے آپ کو آج مجھ سے بچا لیا۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا دور ہو جا تو وہی شخص ہے کہ جب میرے تین آدمی تیرے مقابل گئے تو تو نے ان کے چہروں پر تلواریں مار مار کر ختم کر دیا۔ اس کے بعد حضرت علی ؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

اونٹ کا قتل:

عمر نے ابوالحسن از ابومخنف از اسحاق بن راشد اور عباد کے ذریعے حضرت عبداللہ بن الزبیر ؓ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جنگ جمل میں میں زخمی ہو گیا تھا اور تلواروں اور تیروں کے میرے سینتیس زخم آئے تھے اور میں نے اس روز جیسی جنگ کبھی نہ دیکھی تھی کہ نہ تو ہم ہی شکست کھا رہے تھے اور نہ مخالفین ہی کو شکست ہو رہی تھی اور ہم میں سے ہر شخص ایک پہاڑ کی طرح ڈٹا ہوا تھا اور جو شخص بھی مہار پکڑتا تھا وہ قتل ضرور ہو جاتا تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن عتاب ؓ نے اونٹ کی مہار پکڑی وہ بھی شہید ہو گئے ان کے بعد اسود بن ابی البختری نے مہار تھامی وہ بھی قتل ہو گئے پھر میں نے آگے بڑھ کر مہار تھام لی۔ حضرت عائشہ ؓ نے دریافت کیا۔ یہ کون ہے میں نے جواب دیا آپ کا بھانجا عبداللہ بن زبیر ؓ ہوں۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا ہائے اسماء ؓ کا غم۔ اتنے میں میرے سامنے سے اشتر نکلا۔ میں اسے پہچان گیا۔ ہم دونوں کشتی لڑتے لڑتے نیچے گر گئے۔ میں نے چلانا شروع کیا اے لوگو! مجھے بھی قتل کر دو اور مالک کو بھی قتل کر دو (یعنی اشتر کو)۔

الغرض ہمارے اور مخالفین کے آدمی برابر جنگ میں مصروف رہے حتیٰ کہ ہم مغلوب ہو گئے اور مہار ہمارے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور علی ؓ نے چلا کر کہا اونٹ ذبح کر دو۔ اگر اونٹ ذبح ہو گیا تو یہ لوگ منتشر ہو جائیں گے۔ ایک آدمی نے اونٹ کو زخمی کر کے گرا دیا اونٹ کے زخمی ہونے پر اس کے منہ سے ایسی بری آواز نکلی کہ میں نے آج تک بھی نہیں سنی تھی۔ حضرت علی ؓ نے

بن ابی بکرؓ نے [illegible] یہ واقعہ [illegible] ایک خیمہ کا [illegible] زخمی ہو گیا تھا [illegible] نے

خیمے کے اندر پہنچا دیا گیا۔

حضرت عائشہؓ نے غصے سے کہا تو کون ہے؟

محمد: آپ کا وہ عزیز ہوں جس سے آپ ناراض ہیں۔

حضرت عائشہؓ: تو خثعمیہ کا بیٹا۔

محمد: جی ہاں! فرمائیے، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو عافیت سے رکھا۔

اشتر اور ابن الزبیرؓ کا مقابلہ:

العلاء بن [illegible] بن حبیب بن [illegible] نے [illegible] علقمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اشتر سے دریافت کیا کہ آپ نے لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے قتل پر [illegible] بصرہ جانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی تھی۔

اشتر: ان لوگوں نے بیعت کرنے کے بعد بیعت توڑ دی اور عبداللہ بن الزبیرؓ نے عائشہؓ کو بغاوت پر مجبور کیا تھا۔ میں اللہ سے دعا کرتا تھا کہ ابن الزبیرؓ سے میری ملاقات ہو جائے [illegible] انھوں نے [illegible] رکاب میں کھڑے ہو کر تلوار سے ان [illegible] مجھے [illegible] بچا کر دیا۔

اشتر اور عتاب بن اسیدؓ کا مقابلہ:

علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے اشتر سے دریافت کیا [illegible] قتل [illegible] ابن الزبیرؓ نے [illegible]

اشتر: [illegible] عتاب بن اسیدؓ نے [illegible] جب [illegible] میں [illegible] تھا [illegible] اگر لوگ یہ جانتے کہ مالک کون ہے تو مجھے ضرور قتل کر دیتے۔

ابن الزبیرؓ کی شجاعت:

[illegible] نے [illegible] کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کا واقعہ نقل کیا ہے [illegible] ایک جوان [illegible] ان کی پہچان [illegible] اشتر کا بیان ہے کہ جب میں ابن الزبیرؓ [illegible] انھوں نے [illegible] پاؤں کاٹ [illegible] گیا [illegible] دونوں ہاتھوں [illegible] کے دل میں [illegible] خیال [illegible] مقابلہ کس [illegible] سے ہو رہا ہے۔

عمرو بن الاشرف کا قتل

عمرو بن شبہ نے ابوالحسن، ابو مخنف، [illegible] عبدالرحمٰن اور عبدالرحمٰن کے حوالے سے جو بیان نقل کیا ہے کہ عمرو بن الاشرف

نے اونٹ کی مہار تھامی ہوئی تھی اور بہادر تھا کہ جو شخص بھی اس کے سامنے آتا وہ اسے اپنی تلوار پر رکھ لیتا اتنے میں حارث بن زہیر اس کے مقابل آیا وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

یا امّنا یا خیر امّ نعلم　　اما ترین کم شجاع یکلم
وتختلی هامته والمعصم

ترجمہ: "اے ہماری ماں! ہم جانتے ہیں کہ آپ بہترین ماں ہیں لیکن کیا آپ یہ نہیں دیکھ رہی ہیں کہ کتنے بہادر زخمی ہو رہے ہیں۔ اور کتنی کھوپڑیاں اور بازو کٹ کٹ کر گر رہے ہیں"۔

ان دونوں میں دو دو ہاتھ ہوئے اور تھوڑی دیر بعد دونوں زمین پر اپنے پاؤں رگڑ رہے تھے تھوڑی دیر کی تکلیف کے بعد دونوں مر گئے۔ جندب کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں مدینہ پہنچا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا۔ تم کون ہو؟

جندب: میں قبیلہ ازد کا ایک آدمی ہوں اور کوفہ میں رہتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کیا تم جنگ جمل میں موجود تھے؟

جندب: جی ہاں!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کیا ہمارے ساتھ شریک تھے یا ہماری مخالفت میں تھے۔

جندب: میں آپ کا مخالف تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جس نے یہ شعر پڑھا تھا۔ یا امّنا یا خیر امّ نعلم

جندب: جی ہاں! وہ میرا چچا زاد بھائی تھا۔

یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بے انتہا روئیں حتیٰ کہ ان کے چپ ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

عبداللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ کا قتل:

عمرو نے ابوالحسن، ابن ابی لیلیٰ اور دینار بن العیزار کے حوالے سے اشتر کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حکیم بن حزام اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو دو بھیڑیوں کی طرح لڑتے دیکھا قریش کا جھنڈا بھی عبداللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ ہم نے عبداللہ کو چاروں طرف سے گھیر کر قتل کر دیا لیکن عبداللہ نے مرتے مرتے عدی رضی اللہ عنہ کے نیزہ کھینچ مارا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی۔

عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

عمرو نے ابوالحسن، ابن ابی لیلیٰ اور دینار بن العیزار کے ذریعہ اشتر نخعی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں نے عبدالرحمن بن عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کیا میں نے اس سے زیادہ بہادر اور خوفناک کوئی شخص نہیں دیکھا۔ میں اسے چمٹ گیا اور ہم دونوں زمین پر گر پڑے اس نے چلا چلا کر کہا اے لوگو! مجھے اور مالک دونوں کو قتل کر دو۔

علم برداروں کا قتل عام:

عمرو نے ابوالحسن اور ابو مخنف کے حوالے سے محمد بن مخنف کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ہمارے قبیلے کے ان بزرگوں نے بیان کیا جو جنگ جمل میں موجود تھے کہ اس روز کوفہ کے ازدیوں کا جھنڈا مخنف بن سلیم کے پاس تھا یہ شخص اسی روز مقتول ہوا اس کے قتل ہونے

کے بعد ان کے گھر والوں میں سے صعب نے جھنڈا سنبھالا۔ لیکن وہ بھی قتل ہوا ان کے بعد ان کے بھائی عبداللہ بن سلیم نے جھنڈا تھاما وہ بھی قتل ہوا آخر میں علاء بن عروہ نے جھنڈا سنبھالا اور فتح کے وقت تک جھنڈا انہی کے ہاتھ میں رہا۔

کوفی تمیمیوں کا جھنڈا قاسم بن مسلم کے پاس تھا۔ وہ بھی قتل ہوا ان کے بعد زید بن صوحان نے جھنڈا اٹھایا یہ بھی قتل ہوا پھر سیحان بن صوحان نے جھنڈا اٹھایا وہ بھی قتل ہوا ان کے بعد متعدد اشخاص جھنڈا سنبھالتے رہے اور قتل ہوتے رہے ان میں عبداللہ بن رقیہ اور راشد بھی قتل ہوئے پھر منقذ بن النعمان نے جھنڈا سنبھالا لیکن انہوں نے یہ جھنڈا اپنے بیٹے مرہ کو دے دیا جو آخر وقت تک انہی کے پاس رہا۔

کوفیوں میں سے بکر بن وائل کا جھنڈا بنو ذہل میں سے حارث بن حسان بن خوط الذہلی کے پاس تھا۔ ابو العرفاء الرقاشی نے ان سے کہا آج اپنی اور اپنی قوم کی عزت بچا۔ اس نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا اے بکر بن وائل تمہارے امیر کے برابر رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں کسی کا درجہ نہ تھا۔ تم ان کی مدد کرو۔ اس کے بعد حارث آگے بڑھا اور قتل کر دیا گیا۔ جھنڈا سنبھالتے ہوئے اس کا بیٹا اور پانچ بھائی قتل ہوئے اس روز بشیر بن حسان بن خوط جنگ کرتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

أَنَا ابْنُ حَسَّانَ ابْنِ خُوطٍ وَأَبِي رَسُولُ بَكْرٍ كُلِّهَا إِلَى النَّبِيِّ

ترجمہ: "میں حسان بن خوط کا بیٹا ہوں اور میرے باپ تمام بکر بن وائل کی جانب سے حضور کے پاس قاصد بن کر گئے تھے"۔

اس کا بیٹا لڑتے وقت یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

أَنْعَى الرَّئِيسَ الْحَارِثَ بْنَ حَسَّانْ لآلِ ذُهْلٍ وَلآلِ شَيْبَانْ

ترجمہ: "میں بنو ذہل اور بنو شیبان کے رئیس حارث بن حسان کا بدلہ لینے آیا ہوں"۔

بنو ذہل کا ایک شخص یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

تَنْعَى لَنَا خَيْرَ امْرِئٍ مِنْ عَدْنَانْ عِنْدَ الطِّعَانِ وَنِزَالِ الْأَقْرَانْ

ترجمہ: "تو ہم سے عدنان کے ایک بہترین شخص کا بدلہ طلب کر رہا ہے جو نیزوں کے چلنے اور بہادروں کے ٹکرانے کے وقت آگے آگے رہتا تھا"۔

اہل کوفہ کے بنو محدوج میں سے بھی بہت سے آدمی قتل ہوئے اور بنو ذہل کے پینتیس آدمی مارے گئے ان میں سے ایک شخص نے اپنے بھائی سے جو لڑ رہا تھا کہا۔ اگر واقعی ہم حق پر تھے تو آج ہم نے جنگ کی مدد کی۔ اس نے جواب دیا ہم حق پر کیوں نہ ہوں گے کیونکہ لوگ تو دائیں بائیں ہو گئے ہیں اور ہم نے اپنے نبی ﷺ کے اہل بیت کا دامن تھام رکھا ہے۔ یہ دونوں بھی لڑتے لڑتے قتل ہو گئے۔

اہل بصرہ کے قیسیوں کا جھنڈا عمرو بن مرحوم کے پاس تھا۔ قبیلہ قیس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ بکر بن وائل کا سردار شقیق بن ثور تھا اور اس قبیلہ کا جھنڈا شقیق کے غلام رشراشہ کے پاس تھا اور بصرہ کے ازدیوں کی ریاست عبدالرحمن بن جشم بن ابی حنین الحمانی کے پاس تھی یہ لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اور جھنڈا عمرو بن الاشرف العتکی کے پاس تھا۔ ان کے گھر والوں میں سے تیرہ آدمی قتل ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ازدیوں کی ریاست صبرہ بن شیمان الحدانی کے پاس تھی۔

اونٹ کا قتل:

عمر نے ابوالحسن، ابو یحییٰ، ابو مخنف، شداد اسدی اور رفاعہ البجلی کے حوالے سے ابوالبختری الطائی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جنگ جمل کے روز بنو ضبہ اور ازدیوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ یہ لوگ اونٹ کی مینگنیاں اٹھاتے انہیں سونگھتے اور اس پر اپنی جان قربان کرتے اور کہتے یہ ہماری ماں کے اونٹ کی مینگنیاں ہیں جن کی خوشبو مشک سے بڑھ کر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کوئی آدمی ان پر حملہ کرتا تو یہ شعر پڑھتا۔

جَرَّدْتُ سَيْفِي فِي رِجَالِ الْأَزْدِ   أَضْرِبُ فِي كُهُولِهِمْ وَ الْمُرْدِ
كُلَّ طُوَالِ السَّاعِدَيْنِ نَهْدِ

ترجمہ: "میں ازدیوں میں اپنی تلوار چلا رہا تھا اور ان کے بوڑھوں اور جوانوں کو قتل کر رہا تھا۔ میں نے ہر لمبے ہاتھ والے چیتے کو قتل کیا"۔

لوگ ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ ایک چلانے والے نے چلا کر کہا کہ اونٹ کو ذبح کر دو۔ لوگوں میں سے بجیر بن دلجہ الضبی نے اونٹ کو ذبح کر دیا۔ کسی نے اس سے سوال کیا تو نے اونٹ کو کس لیے ذبح کیا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ جب میں نے یہ دیکھا کہ میری قوم قتل ہو رہی ہے تو مجھے یہ ڈر پیدا ہوا کہ کہیں میری قوم فنا نہ ہو جائے اور مجھے امید تھی کہ اگر میں اونٹ کو ذبح کر دوں گا تو کچھ لوگ تو باقی رہ جائیں گے۔

کعب بن سور کی لاش کے ساتھ بے حرمتی:

عمر نے ابوالحسن کے حوالے سے سلمہ بن دینار کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ لشکر علی رضی اللہ عنہ میں سے بنو عجل کا ایک شخص کعب بن سور رضی اللہ عنہ کی لاش کے پاس سے گزرا۔ یہ مقتول پڑے ہوئے تھے اس نے اپنا نیزہ ان کی آنکھوں میں داخل کر کے اسے خوب ہلایا اور بولا میں نے تجھ سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والا اقتدار والا شخص نہیں دیکھا۔

اونٹ کی خاطر قتل عام:

عمر نے ابوالحسن کے حوالے سے عوانہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جنگ جمل میں لوگوں نے صبح سے رات تک جنگ کی۔ حتیٰ کہ جملی لوگوں نے یہ اشعار پڑھے۔

شَفَى السَّيْفُ مِنْ زَيْدٍ وَ هِنْدٍ نُفُوسَنَا   شِفَاءً وَ مِنْ عَيْنَيْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمِ

ترجمہ: "ہماری تلواروں نے ہماری جانوں کا بدلہ زید اور ہند سے اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے لے لیا ہے۔

صَبَرْنَا لَهُمْ يَوْمًا إِلَى اللَّيْلِ كُلِّهِ   بِصُمِّ الْقَنَا وَ الْمُرْهَفَاتِ الصَّوَارِمِ

ترجمہ: ہم نے رات تک پورے دن نیزوں اور کاٹنے والی تلواروں سے مقابلہ کیا"۔

ابن صامت کے اشعار یہ ہیں۔

يَا ضَبُّ سِيرِي فَإِنَّ الْأَرْضَ وَاسِعَةٌ   عَلَى شِمَالِكِ إِنَّ الْمَوْتَ بِالْقَاعِ

ترجمہ: "اے ضبہ آگے بڑھو کیونکہ زمین وسیع ہے۔ اپنے بائیں ہاتھ چلو کیونکہ میدان میں موت چھائی ہوئی ہے۔

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

عمیر بن حباب کا واقعہ

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: ہم قبیلہ بنی ضبہ کی نسل ہیں، زمانہ کے باقی بہادر اور موت سے بے پروا تھے۔

أَطَعْنَا بَنِي تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ شِقْوَةً ... وَهَلْ تَيْمٌ إِلَّا أَعْبُدٌ وَإِمَاءُ

ترجمہ: ہماری بدبختی یہ ہے کہ ہم نے تیم بن مرہ کی اولاد کی اطاعت کی اور تیم سب کے سب غلام اور باندیاں ہیں۔

ہانی بن خطاب کے اشعار

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے مقدام الحارثی کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ ہم میں ایک شخص تھا جس کا نام ہانی بن خطاب تھا۔ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں حصہ نہیں لیا تھا لیکن جنگ جمل میں یہ موجود تھا جب اس نے بنو ضبہ کا یہ رجز سنا۔

نَحْنُ بَنُو ضَبَّةَ أَصْحَابُ الْجَمَلْ

تو اسے یہ رجز ناگوار گزرا اس نے اس کے جواب میں یہ اشعار کہے۔

أَبَتْ شُيُوخُ مَذْحِجٍ وَهَمْدَانْ ... أَنْ لَا يَرُدُّوا نَعْثَلًا كَمَا كَانْ
خَلْقًا جَدِيدًا بَعْدَ خَلْقِ الرَّحْمٰنْ

ترجمہ: "مذحج و ہمدان کے شیوخ نے اس سے انکار کیا کہ وہ نعثل (عثمان رضی اللہ عنہ) کو ان کی پہلی حالت پر لوٹا دیں۔ اور خدا کی تخلیق کے بعد نئی تخلیق سے بھی انہوں نے انکار کیا"۔

ابو الجرباء کا رجز

سری نے شعیب، سیف اور مصعب کے واسطے سے عطیہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ ابو الجرباء جنگ جمل کے دن یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

أَسْلَمْتُ سَاعِدِي لِصَاحِبِي ... مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا حَدَّ الْمَضْرِبِ

ترجمہ: "کیا تو علی رضی اللہ عنہ کا حمایتی ہے تو ان سے لڑے گا اور اپنے ہی ان کی حمایت کرنے کا۔ تلوار کی دھار کو چکھنے سے قبل یہ بھاگ نہ سکے گا۔

وَخَالِدٌ بِسِي تَسُبُّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ... أَعْرِفُ قَوْمًا لَسْتَ فِيهِ بِمُنْتَمِي

ترجمہ: کیا تو ازواج النبی ﷺ کے حق کی اس طرح توہین کر سکتا ہے۔ میں اس قوم کو خوب جانتا ہوں جس میں شمار ہے کہ تو اس قوم میں داخل نہیں"۔

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا حشر

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ اس دن ام المومنین کی نکیل بڑے بڑے بہادروں اور معزز سرکردہ لوگوں کے حصے میں تھی جو شخص بھی نکیل تھامتا تھا وہی جھنڈا اٹھاتا تھا اور ام المومنین کا ساتھ چھوڑ کر کوئی جمل کی نکیل تھامتا اور صرف وہی شخص تھامتا تھا جو اونٹ کے ادھر ادھر جنگ کر رہا ہوتا اور لوگ اس کی وفاداری سے واقف ہوتے ان میں سے جب کوئی شخص مارا جاتا تو کہتا میں فلاں بن فلاں ہوں تاکہ ام المومنین کو معلوم ہو جائے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پڑھا۔ [illegible]

سجاد کو آدمیوں نے گھیر کر قتل کر دیا۔ ان میں سے ہر شخص اس کا مدعی تھا کہ میں محمد کا قاتل ہوں۔ ان کے قتل کے مدعی یہ لوگ تھے۔ مکعبر الاسدی، مکعبر الضبی، معاویہ بن شداد العبسی اور عفان بن الاشقر النصری۔ ان میں سے کسی نے ان کے جسم سے نیزہ پار کر دیا تھا۔ سجاد کے بارے میں ان کا قاتل یہ شعر کہتا ہے۔

وَأَشْعَثَ قَوَّامٍ بِآيَاتِ رَبِّهِ قَلِيلِ الْأَذَى فِيمَا تَرَى الْعَيْنُ مُسْلِمِ

ترجمہ: "سجاد کے بال پراگندہ تھے۔ جو شخص نظروں میں کم آزار ہو کر اپنے پروردگار کی آیات خوب تلاوت کیا کرتا۔ جو کسی کو تکلیف نہ پہنچاتا تھا۔ جیسا کہ تمہاری آنکھ نے دیکھی تھی۔

هَتَكْتُ لَهُ بِالرُّمْحِ جَيْبَ قَمِيصِهِ فَخَرَّ صَرِيعًا لِلْيَدَيْنِ وَلِلْفَمِ

ترجمہ: میں نے نیزے سے اس کی قمیص کا گریبان چاک کر ڈالا اور وہ ہاتھ اور منہ کے بل گر پڑا۔

يُذَكِّرُنِي حَامِيمَ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ فَهَلَّا تَلَا حَامِيمَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ

ترجمہ: وہ مجھے حم یاد دلاتا تھا اور نیزہ اس کا پیوست ہو رہا تھا کیوں نہ اس نے یہاں آنے سے پہلے حم پڑھی۔

عَلَى غَيْرِ شَيْءٍ غَيْرَ أَنْ لَيْسَ تَابِعًا عَلِيًّا وَمَنْ لَا يَتْبَعِ الْحَقَّ يَنْدَمِ

ترجمہ: کوئی خاص بات نہ تھی میں نے اسے صرف اس لیے قتل کیا کہ اس نے علی رضی اللہ عنہ کی اتباع نہ کی تھی اور جو شخص حق کی اتباع نہ کرے وہ نادم ہوتا ہے۔"

قعقاع رضی اللہ عنہ کا شعر:

سری نے شعیب، سیف اور محمد و طلحہ کے حوالے سے [illegible] میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس روز اشتر سے کہا کہ آج آپ کی لڑائی کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں؟ ہمیں تجربہ ہے کہ تم میدان سے لوٹ جاؤ اور اس وقت ہماری طرف بنی ازد کے ہاتھ میں تھی اور یہ سب سے آخری [illegible] تھا اور خدا کی قسم وہ تمام کا تمام کوئی بزرگ ایسا تھا جو رجز پڑھتے ہوئے ختم ہو گیا۔ اس روز جو لوگ قتل ہوئے ان میں [illegible] بن [illegible] کے دو [illegible] بھی تھے۔

ازد رجز پڑھتے ہوئے یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

يَا أُمَّنَا [illegible] [illegible] [illegible] بِطَلٍ [illegible]

[illegible] [illegible] وَلَا [illegible]

ترجمہ: "اے ہماری ماں! اے عائشہ رضی اللہ عنہا! آپ ہم کو نہ گھبرائیے آپ کے تمام بیٹے بہادر کی طرح میدان میں ہیں۔ اور وہ ہم میں جمنے والے ہیں پیچھے ہٹنے والے نہیں۔"

قعقاع رضی اللہ عنہ اس کے جواب میں یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

إِذَا وَرَدْنَا آجِنًا جَهَرْنَاهُ وَلَا يُطَاقُ وِرْدُ مَا مَنَعْنَاهُ

ترجمہ: "جب ہم کسی کھاری پانی پر جاتے ہیں تو اسے صاف کر دیں گے اور جس چیز سے ہم منع کرتے تھے اب اسے [illegible]

چھوڑ دیا جائے گا"۔

قعقاع رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ پسند فرمایا۔

قعقاع رضی اللہ عنہ کی تدبیر:

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر بھیجا کہ اس روز اونٹ کی حفاظت کے لیے سب سے آخر میں زفر بن الحارث نے جنگ کی۔ قعقاع رضی اللہ عنہ ان کی طرف حملے کے لیے بڑھے اور اس وقت حالت یہ ہو گئی تھی کہ بنو عامر کا کوئی جوان سے زیادہ عمر والا کوئی آدمی زندہ نہ بچا تھا اور یہ لوگ نہایت تیزی کے ساتھ موت کے منہ میں جا رہے تھے۔

قعقاع رضی اللہ عنہ نے بجیر بن دلجہ سے کہا: "اپنی قوم کو بچا لے اور اونٹ کو فوراً ذبح کر دے، ورنہ یہ سب ختم ہو جائیں گے اور ام المومنین بھی ختم ہو جائیں گی۔ اے آل مضر! اے عمرو بن دلجہ! میرے پاس آؤ میری بات مان لو۔"

عمرو بن دلجہ: کیا ہم سب کے لیے اس وقت تک امن ہے جب تک یہ کام ہم کرتے رہیں۔

قعقاع رضی اللہ عنہ: ہاں!

عمرو نے آگے بڑھ کر اونٹ کی پنڈلی کاٹ ڈالی۔ وہ اونٹ ایک پہلو پر گر پڑا اور ڈکرانے لگا۔

قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے جو اونٹ کے قریب تھے کہا: "تم لوگوں کے لیے امان ہے"۔ اس کے بعد زفر اور بجیر دونوں نے اونٹ کو گھیر لیا اور زفر و قعقاع رضی اللہ عنہ نے ہودج اٹھا کر زمین پر رکھا اور لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پشیمانی:

سری نے شعیب و سیف و صعب کے حوالے سے عطیہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر بھیجا کہ جب شام ہو گئی اور لوگ تھک گئے اور اونٹ والوں میں سے جو لوگ بچے تھے انہیں گھیر لیا گیا اور بجیر بن دلجہ نے اونٹ کو ذبح کر دیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے فرمایا: "تمہیں امان ہے"۔ اس کے بعد انہوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ روک لیے۔ جب جنگ ختم ہو گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بطور افسوس یہ اشعار پڑھے۔

إليك أشكو عجري وبجري ومعشرا أغشوا علي بصري

ترجمہ: "اپنے غموں اور کمزوری کی خدا ہی سے شکایت کرتا ہوں۔ اس جماعت نے میری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تھا۔"

قتلت منهم مضرا بمضري شفيت نفسي وقتلت معشري

ترجمہ: میں نے ان کے مضریوں کو مضریوں کے ذریعے قتل کیا اور اس طرح میں نے اپنے دل کی پیاس بجھائی لیکن اپنی قوم ہی کو قتل کر ڈالا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی تدفین:

سری نے شعیب اور سیف اور اسماعیل بن ابی خالد کے حوالے سے حکیم بن جابر کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر بھیجا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے روز کہہ رہے تھے: "اے اللہ! میری جان کا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بدلہ دے دیجئے کہ وہ راضی ہو جائیں"۔ ابھی وہ میدان میں کھڑے ہی تھے کہ ایک تیر آیا اور ان کے گھٹنے میں پیوست ہو گیا۔ طلحہ کا خون اس قدر رستا رہا کہ ان کا موزہ خون سے

[illegible] جب لشکر [illegible] تو اپنے غلام سے [illegible] اپنے پیچھے سوار [illegible] اور [illegible] جگہ لے چلو [illegible] [illegible] کی طرف [illegible] [illegible] کی [illegible] ہے۔

غلام نے انہیں اپنے پیچھے سوار کیا اور انہیں [illegible] کے [illegible] مکان میں چھپا دیا [illegible] مکان [illegible] [illegible] یہاں تک کہ [illegible] [illegible] کے [illegible] آئے [illegible] گئے۔

زید بن صوحان کا قتل

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے [illegible] کا یہ بیان ہم سے [illegible] کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ [illegible] میں [illegible] شریک تھے ان میں سے [illegible] افراد تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے [illegible] حضرت [illegible] کے مقابلے [illegible] کے مقابلے پر تھا۔

زید بن صوحان نے عرض کیا [illegible] کے مقابلے کی اجازت دیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے منظور [illegible] نے زید بن صوحان سے [illegible] سے مقابلہ کرے [illegible] کی طرح [illegible] [illegible] ہماری طرف [illegible]

زید [illegible] اسی وقت مارے گئے اور صعصعہ بھی [illegible] کیا۔

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے [illegible] کا یہ بیان ہم تک پہنچا کہ [illegible] میں سے ایک شخص [illegible] نام حارث تھا۔ اس نے [illegible] [illegible] کے حق میں [illegible] اور [illegible] قتل [illegible]

کعب بن سور کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے:

عبداللہ بن احمد نے احمد سلیمان ابن المبارک اور جریر کے حوالے سے [illegible] کا یہ بیان ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے [illegible] نے ایک شیخ [illegible] کعب بن سور کے پاس سے گزرا اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھا۔ اس نے مجھ سے کہا [illegible] یہ شعر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے قتل ہو جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی لاش کے پاس سے گزرے [illegible] فرمایا [illegible] [illegible] اور [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی خوب تعریف کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ کی طلب گار نہ تھیں

سری نے شعیب [illegible] کا یہ بیان [illegible] اس روز [illegible] دن [illegible] جنگ [illegible] حضرت [illegible] کی

طلب ہو رہی تھیں لیکن لوگوں نے انہیں گھبراہٹ میں ڈال دیا۔ مضر نے انہیں دیکھ کر گھیر لیا اور بھاگے ہوئے لوگ پھر جنگ کے لیے کھڑے ہو گئے۔ بقیہ دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ میں جنگ جاری رہی۔

کعب بن سور کا قتل:

کعب بن سور نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قرآن لیا اور دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہو کر لوگوں کو اللہ کی قسم دی کہ وہ آپس میں خون نہ بہائیں۔ اس کے بعد اپنی زرہ اتار کر نیچے پھینک دی اور ڈھال اٹھا لی۔ لیکن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے اس پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور اسے قتل کر دیا اور خود کو مہلت دیئے بغیر لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا پر حملہ کر دیا اور جنگ شروع ہو گئی اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے سب سے پہلے کعب بن سور شہید ہوئے۔

مسلم بن عبداللہ کا قتل:

سری نے شعیب، سیف اور مخلد کے حوالے سے کثیر کا یہ بیان میرے پاس تحریر روانہ کیا کہ ہم نے مسلم بن عبداللہ کو ان کو بلانے کے لیے روانہ کیا لیکن لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے تیروں پر رکھ لیا جیسا کہ قلب علی رضی اللہ عنہ نے کعب کے ساتھ کیا تھا۔ اس طرح دونوں لشکروں کے درمیان سب سے پہلے مسلم بن عبداللہ شہید ہوا۔ مسلم کی ماں نے اس کا مرثیہ کہا۔

لَاهُمَّ إِنَّ مُسْلِمًا أَتَاهُمُ   مُسْتَسْلِمًا لِلْمَوْتِ إِذْ دَعَاهُمُ

ترجمہ: "جب مسلم لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا کو صلح کی دعوت دینے آیا تھا تو دراصل وہ صلح کے لیے نہ آیا تھا بلکہ موت کے لیے آیا تھا۔

إِلَى كِتَابِ اللّٰهِ لَا يَخْشَاهُمُ   فَرَمَّلُوهُ مِنْ دَمٍ إِذْ جَاهُمُ

ترجمہ: وہ کتاب اللہ کی دعوت دینے آیا تھا اس لیے اسے ان سے کوئی خوف نہ تھا لیکن جب وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے خاک و خون میں ملا دیا۔

وَأُمُّهُمْ قَائِمَةٌ تَرَاهُمُ   يَأْتَمِرُونَ الْغَيَّ لَا تَنْهَاهُمُ

ترجمہ: ان کی ماں انہیں کھڑی دیکھ رہی تھیں۔ لوگوں کو سرکشی کا حکم دے رہی تھیں اور برائی سے نہ روکتی تھیں۔

ابن یثربی کی جوانمردی:

سری نے شعیب، سیف، صعب اور محمد کے حوالے سے شریک کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جنگ جمل کے دن جب شام کے وقت کوفہ کے دونوں بازو شکست کھا گئے تو وہ سب قلب میں جمع ہو گئے۔

کعب بن سور سے قبل ابن یثربی بصرہ کے قاضی رہ چکے تھے وہ خود مع اپنے بھائیوں کے لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا میں شامل ہو گئے ان کے بھائیوں کے نام عبداللہ اور عمرو تھے۔ یہ ابن یثربی گھوڑے پر سوار تھے۔ لشکر میں شامل ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے آگے حفاظت کے لیے کھڑے ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کون ہے جو اس اونٹ پر حملہ کرے؟ ان کے اس کہنے پر ہند بن عمرو المرادی اونٹ کی جانب بڑھا۔ ابن یثربی نے اسے روکا دونوں میں جنگ ہوئی اس کے بعد دو دو ہاتھ چلے۔ ابن یثربی نے ہند کو قتل کر دیا۔ اس کے قتل کے بعد سیحان بن صوحان اس کے مقابلے پر آیا۔ ابن یثربی اس کے مقابل ہوا ابھی دو دو ہاتھ نہ ہونے پائے تھے کہ

ابن یثربی نے اسے بھی زخمی کر دیا۔ اس کے بعد صعصعہ مقابلے پر آیا تو اسے بھی زخمی کر دیا۔ اس طرح اس نے جنگ کے دوران تین شخص قتل کیے۔ علباء، ہند اور زید اور صعصعہ زخمی ہو کر ان کے پاس پہنچا۔

عبداللہ بن الزبیر زخمی ہو گئے

سری نے شعیب سیف [illegible] کی روایت بیان کی ہے کہ جنگ جمل میں زیادہ تر قریشیوں نے اونٹ کی مہار پکڑی [illegible] قتل ہو جاتا۔ جب آخر میں [illegible] آئے تو عبداللہ بن الزبیر [illegible] کے لیے آگے بڑھے [illegible] اشتر نے [illegible] اور ان پر جھپٹ پڑے اور ان کے گھوڑے سے نیچے گرا دیا۔ دونوں گتھم گتھا ہونے لگے۔ عبداللہ بن الزبیر چلا چلا کر کہہ رہے تھے اور مالک کو بھی قتل کر دو [illegible] اس وقت عبداللہ بن الزبیر [illegible] اشتر [illegible] اتفاق سے وہ بچ جاتا [illegible] اونٹ کا [illegible] عبداللہ بن الزبیر زخمی ہو گئے تھے۔

ابن یثربی کے اشعار:

عبداللہ بن سعد نے سلیمان بن ابی راشد، [illegible] کے حوالے سے یوں نقل کیا ہے کہ اس روز عمرو بن یثربی الضبی جو عمیرہ القاضی کا بھائی تھا یہ رجز پڑھ رہا تھا:

نحن بنو ضبة أصحاب الجمل ننزل بالموت إذا الموت نزل

ترجمہ: "ہم بنو ضبہ ہیں اور اونٹ والے ہیں، جب موت نازل ہوتی ہے تو ہم موت کے منہ میں کود پڑتے ہیں۔"

القتل أحلى عندنا من العسل ننعى ابن عفان بأطراف الأسل

ردوا علينا شيخنا ثم بجل

ترجمہ: "ہمارے نزدیک قتل شہد سے بھی زیادہ میٹھا ہے، ہم ابن عفان کی موت کی خبر نیزوں کی نوکوں سے [illegible] ہمارے شیخ کو ہمیں واپس کرو پھر تمہارے لیے [illegible]۔"

ابن یثربی کا قتل

سری نے شعیب سیف کے حوالے سے [illegible] نقل کیا ہے کہ ابن یثربی اس روز یہ رجز پڑھ رہا تھا:

إن تنكروني فأنا ابن يثربي قاتل علباء وهند الجملي

وابن لصوحان على دين علي

ترجمہ: "اگر تم مجھے نہیں پہچانتے تو میں ابن یثربی ہوں، علباء اور ہند جملی کا قاتل اور صوحان کے بیٹے کا قاتل ہوں جو علی کے دین پر تھا۔"

اس کے بعد ابن یثربی نے اپنے مقابلے کے لیے [illegible] کو للکارا [illegible] تو اس نے اسے قتل کر دیا اور

اس کے بعد جو دوسرا اتفاق پیش آیا اور [illegible] ابن یثربی نے اسے بھی قتل کر دیا۔

آخر میں عمار بن یاسر ان کے مقابلے کے لیے نکلے [illegible] ابن یثربی کے مقابلے پر پہنچے [illegible] سب سے زیادہ کمزور تھے۔ جب یہ میدان میں نکلے تو لوگوں نے انا للہ پڑھی اور میں نے اپنے دل میں یہ کہا تھا کہ خدا کی قسم یہ بھی اوروں کے پیچھے جانے والے ہیں۔ [illegible] ابن یثربی ان کے مقابلے پر آیا اور ان کو تلوار مارنے لگا [illegible] ابن یثربی ان کے وار کا جواب دینے نہ پایا تھا [illegible]

عمیر بن ابی الحارث کا جواب

سری نے شعیب سیف اور محمد و طلحہ کے حوالے سے [illegible] کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جنگ جمل کے روز کسی نے یہ اشعار پڑھے۔

نحن بنو ضبة اصحاب الجمل ننعى ابن عفان باطراف الاسل
ردوا علينا شيخنا ثم بجل

ترجمہ: "ہم بنو ضبہ ہیں اور اونٹ والے ہیں ہم نیزوں کی نوکوں سے ابن عفان کی موت کا بدلہ لینے آئے ہیں۔ ہمارے شیخ کو ہمیں واپس کر دو پھر تمہارے لیے اچھا ہے"۔

عمیر بن ابی الحارث نے اس کے جواب میں یہ اشعار پڑھے

كيف نرد شيخكم وقد قحل نحن ضربنا صدره حتى انجفل

ترجمہ: "ہم تمہارے شیخ کو کیسے واپس کریں وہ تو ختم ہو چکا ہے ہم نے اس کے سینے پر ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر گر پڑا"۔

حارث بن قیس کے اشعار

سری نے شعیب سیف اور صعب کے حوالے سے حکم کا یہ بیان [illegible] جنگ جمل میں بنو ضبہ کے ایک آدمی نے [illegible] اس کے بارے میں حارث بن قیس کے یہ اشعار ہیں۔ یہ حارث حضرت علی کے ساتھیوں میں سے تھا

[illegible]

ترجمہ: "ہم نے اس کی [illegible] ہوا۔

[illegible]

ترجمہ: "اگر [illegible] تو ہم بہت جلد اس کا فیصلہ کر لیتے"۔

شدید جنگ

سری نے شعیب سیف محمد اور طلحہ کے حوالے سے [illegible] کا یہ بیان نقل کیا ہے [illegible] کا بیان ہے کہ جنگ

جمل کے روز دونوں فریقوں کے قلب نے جنگ نہ کی بلکہ جنگ میمنہ نے کی تھی کہ ہم اپنے پہلوؤں پر جنگ کیا کر رہے تھے۔ جب ان کی حالت بدلی تو ہم نے حضرت عائشہ ؓ کا گھیرا تنگ کر دیا تو ان لاشوں پر چلتے ہوئے نکل گئے تھے۔

عمر بن عبدالرحمن بن الحارث نے یعقوب بن ابراہیم اور ابی یحییٰ بن یحییٰ بن سلیمان بن الحارث کے حوالے سے ابو اللہ بن مخنف کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جمل کے روز پہلے ہم نے تیروں سے جنگ کی جب وہ ختم ہو گئے تو نیزے سنبھال لیے حتیٰ کہ نیزے بھی ہمارے اور ان کے سینوں سے پیوستہ ہو گئے اور ان کا یہ عالم ہو گیا کہ اگر انسان پر گھوڑے چلنا چاہتے تو چل سکتے تھے۔ حضرت علی ؓ نے اس وقت کا ذکر کیا ہے جب جنگ کی ابتدا ہوئی تھی۔

شیخ کا بیان ہے کہ جب بھی میں اپنے گھر جاتا تو اس جنگ کا غم دور کرتا۔

جنگ جمل کا چرچا

عبداللہ بن احمد نے ابو الاشہب ابو نعیم کے حوالے سے ایک شیخ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں جنگ جمل میں اپنے والد کے ساتھ تھا اس وقت جب بھی میں اپنے والد کے ساتھ جاتا تو وہاں سے لوگوں کے بارے میں سنتا اور وہ لوگ آپس میں اس جنگ کا چرچا کرتے ہوتے۔

حضرت عائشہ ؓ کے اونٹ پر تیروں کی بوچھاڑ:

عمر بن عبدالرحمن المروزی نے حسن بن یحییٰ بن کثیر اور عبدالملک بن مسلمہ سے عیسیٰ بن حطان کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب لوگ آپس میں لڑ گئے جب ہم ان سے لوٹ آئے تو حضرت عائشہ ؓ ایک سرخ اونٹ پر سوار تھیں اس اونٹ پر سرخ ہودج رکھا ہوا تھا جو تیروں کی بوچھاڑ سے تیروں کا ایک ڈھیر معلوم ہوتا تھا۔

عبداللہ بن احمد نے اپنے والد سلیمان عبداللہ اور ابن عون کے حوالے سے ابو رجاء کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں نے آپ کی جنگ جمل کا ذکر کرتے سنا تو میں نے کہا میں اس وقت بھی کو دیکھ رہا ہوں کہ حضرت عائشہ ؓ کا ہودج تیروں کی بوچھاڑ سے ایسا محسوس ہوتا ہے گویا وہ تیروں کا ایک ڈھیر ہے۔ ابن عون کا بیان ہے کہ میں نے ابو رجاء سے سوال کیا کہ کیا حضرت عائشہ ؓ نے اس روز جنگ میں حصہ لیا تھا اور انہوں نے جواب دیا مجھے تو صرف معلوم ہے کہ ان پر تیروں کی بوچھاڑ کی گئی۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے کیا کیا۔

حضرت عائشہ ؓ کا جنگ کے بعد بصرہ میں قیام

سری نے شعیب، سیف، محمد اور طلحہ کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ محمد بن ابی بکر اور عمار بن یاسر حضرت عائشہ ؓ کے اونٹ کے قتل ہونے کے بعد حضرت عائشہ ؓ کے پاس پہنچے اور ان کے ہودج کی رسیاں کاٹ دیں اور ان کو ہودج سمیت ایک طرف رکھ دیا بعد میں حضرت علی ؓ کے حکم سے حضرت عائشہ ؓ کو بصرہ لے جایا گیا، یہ دونوں انہیں بصرہ لے گئے اور عبداللہ بن خلف خزاعی کے مکان میں ٹھہرایا گیا۔

حضرت عائشہ ؓ اور عمار بن یاسر کی گفتگو:

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جنگ کے بعد حضرت علی ؓ نے ایک

جماعت کو حکم دیا کہ مقتولین کے درمیان سے حضرت عائشہ ؓ کا ہودج نکالا جائے قعقاع ؓ اور زفر بن الحارث نے پہلے ہی ہودج اونٹ پر سے اتار کر اونٹ کے ایک طرف رکھ دیا تھا حضرت علی ؓ نے اس حکم کے بعد محمد بن ابی بکر ؓ ایک جماعت کے ساتھ ہودج کے قریب پہنچا اور ہودج کے اندر ہاتھ ڈالا۔

حضرت عائشہ ؓ: یہ کون ہے؟

محمد: آپ کا ایک بھائی۔

حضرت عائشہ ؓ: نہیں بلکہ نافرمان بھائی۔

عمار بن یاسر ؓ نے کہا اے میری ماں! آج آپ نے اپنے بیٹوں کی جنگ کیسی پائی؟

حضرت عائشہ ؓ: تو کون ہے؟

عمار ؓ: آپ کا نیک بیٹا عمار ہے۔

حضرت عائشہ ؓ: میں تیری ماں نہیں ہوں۔

عمار ؓ: کیوں نہیں خواہ آپ اسے کیوں نہ مانیں۔

حضرت عائشہ ؓ: اگر تم کامیاب ہو گئے تو اس پر فخر کر رہے ہو حالانکہ جیسا تم نے دوسروں کو نقصان پہنچایا ہے ویسا ہی تمہیں بھی پہنچ سکتا ہے افسوس! خدا کی قسم! جن کی عادت اس قسم کی ہوتی ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

اس گفتگو کے بعد لوگوں نے ہودج اٹھا کر ایسی جگہ رکھ دیا جہاں قریب میں کوئی آدمی نہ تھا۔

حضرت عائشہ ؓ کا ہودج ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک پرندہ ہے جس کے پر نکل آئے ہوں۔

اعین بن ضبیعہ کی بدتمیزی:

جب ہودج علیحدہ رکھ دیا گیا تو اعین بن ضبیعہ المجاشعی تماشائی کے ساتھ ہودج کے قریب پہنچا اور ہودج کے اندر جھانکا۔

حضرت عائشہ ؓ: کون ہے۔ اللہ تجھ پر لعنت کرے۔

اعین نے جواب دیا خدا کی قسم! آج میں نے حمیرا کو دیکھا ہے۔

حضرت عائشہ ؓ: اللہ تعالیٰ تیرا پردہ چاک کرے تیرے ہاتھ کاٹے اور تجھے ننگا کرے۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد اعین کو بصرہ میں قتل کر دیا گیا اور اسے پھانسی پر لٹکا دیا گیا اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیے گئے اور ویرانہ کے ایک ٹوٹے ہوئے مکان میں لوگوں نے اسے ننگا کر کے اس پر تیر اندازی کی۔

آخر میں حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں حضرت علی ؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا اے میری ماں اللہ ہماری اور آپ کی مغفرت فرمائے۔

حضرت عائشہ ؓ: اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں حضرت علی ؓ کی حاضری:

سری نے شعیب، سیف، مصعب اور حکیم کے حوالے سے حریث کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب محمد بن ابی بکر ؓ

ان لوگوں نے ہودج کی رسیاں کاٹ کر اسے اتار کر ایک طرف رکھ دیا تو محمد نے ہودج کے اندر اپنا ہاتھ ڈالا۔ اور کہا آپ کا بھائی محمد ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: [illegible] ذلت بھائی۔

محمد: امی جان! کیا آپ کو کوئی زخم تو نہیں پہنچا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: تجھے اس سے کیا مطلب؟

محمد: [illegible]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: [illegible]

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے میری ماں! آپ کا کیا حال ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: الحمد للہ خیریت سے ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: اور تمہاری بھی مغفرت کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عبداللہ بن خلف کے گھر میں قیام:

سری نے شعیب، سیف کے واسطے سے محمد و طلحہ سے یہ بیان کیا ہے [illegible] کہ جب جنگ جمل کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لے کر چلے [illegible] اس وقت رات کا آخری حصہ تھا [illegible] عبداللہ بن خلف خزاعی کے مکان میں [illegible] بنت الحارث بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبدالدار [illegible] ام طلحۃ الطلحات عبداللہ بن خلف کی [illegible]

نماز کی حالت میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

سری نے شعیب، سیف اور ولید بن عبداللہ [illegible] سے بیان کیا کہ جب جنگ جمل میں لوگ [illegible] میدان چھوڑ کر [illegible] تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی جنگ چھوڑ کر احنف کی [illegible] وادی کی طرف چلے جب احنف [illegible] انہیں دیکھا اور انہوں نے [illegible] تو احنف بولا خدا کی قسم [illegible] جنگ [illegible] سے [illegible] آ گئے ہیں۔

عمرو بن جرموز نے کہا کہ میں [illegible] میں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو [illegible] جب وہ قریب آ گیا تو حضرت زبیر [illegible] حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی طبیعت [illegible] اس لیے [illegible] پیچھے پیچھے کہاں آ رہے ہو۔

ابن جرموز: آپ سے دریافت [illegible]

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا ایک غلام [illegible] ان کی خدمت کے لیے ساتھ تھا۔ اس نے عرض کیا کہ آپ [illegible] ان کی طرف [illegible] نماز کا وقت ہو گیا ہے

ابن جرموز: ہاں نماز کا وقت ہو گیا ہے

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نماز کے لیے سواری سے اترے اور [illegible] نماز [illegible] حالت [illegible] ان کے پیچھے سے ابن جرموز نے [illegible] حالت میں زبیر رضی اللہ عنہ کے [illegible] جگہ سے [illegible] ۔ [illegible] زرہ [illegible] ہوئی تھی اور [illegible] ۔ ان کا گھوڑا ان کی زرہ اور ان کی تلوار [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] کے پاس [illegible] حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ [illegible]

[illegible] احنف سے کہ مجھے معلوم نہیں کہ تم نے یہ کام اچھا کیا یا برا۔ پھر ابن جرموز اپنے ساتھ [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا [illegible] حال بیان کیا کہ حضرت [illegible] حضرت زبیر [illegible] تلوار [illegible] ۔ جب [illegible] تلوار [illegible] اس تلوار نے [illegible] تکلیف دور کی ہے۔ اس کے بعد [illegible] علی رضی اللہ عنہ نے [illegible] حضرت [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احنف سے فرمایا تم نے بہت برا کام کیا۔

احنف: میں نے تو [illegible] اچھا [illegible] آپ [illegible] آپ [illegible] آپ [illegible] ضرورت [illegible] آپ [illegible] آپ [illegible] ہوں گا۔

شکست خوردہ لوگوں کا سفر:

سری نے شعیب [illegible] سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان [illegible] زبیر [illegible] میں [illegible] طرف [illegible] تھے [illegible] ۔

محمد و طلحہ کا بیان ہے [illegible] عبدالرحمن اور [illegible] ابی [illegible] بعد [illegible] مختلف شہروں میں چھپتے [illegible] کے پاس پہنچے [illegible] پناہ [illegible] ۔

عصمہ: [illegible] ضرورت ہے؟

[illegible]: [illegible]!

عصمہ: [illegible] سال [illegible] میری [illegible] اپنے [illegible] حفاظت میں [illegible] حفاظت کے [illegible] سال [illegible] انہوں نے [illegible] حفاظت [illegible] جب [illegible] کلب کے شہروں میں [illegible] پہنچا تو [illegible] ۔ [illegible] عصمہ کے بارے میں [illegible] ۔

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

ابن عامر [illegible] کا واقعہ:

ابن عامر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

مروان کی جائے پناہ:

مروان بن حکم [illegible] کے ایک مکان [illegible] مالک بن مسمع کے پاس [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبداللہ بن الزبیر [illegible] اور محمد بن ابی بکر [illegible]:

حضرت عبداللہ بن الزبیر [illegible] کے مکان میں [illegible] ام المومنین [illegible] حضرت [illegible] کی خدمت میں [illegible] وہاں سے [illegible]

ام المومنین: جاؤ محمد کو میرے پاس لاؤ۔

وزیر: عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس سے منع کیا ہے کہ محمد کو ان کی اطلاع نہ ہونے پائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دوسرا شخص بھیج کر محمد کو طلب کیا۔ جب محمد آیا تو اس سے فرمایا اس شخص کے ساتھ جاؤ اور اپنے بھانجے کو میرے پاس لے آؤ۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اس اشتر کے ساتھ گیا اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے کہا خدا کی قسم! میں تیرے پاس مجبور ہو کر آیا ہوں اور ام المومنین نے مجھے اس پر مجبور کیا۔

الغرض عبداللہ رضی اللہ عنہ اور محمد دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں روانہ ہوئے اور تمام راستے دونوں ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے رہے اور جب یہ پیش آئی کہ محمد نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہا، ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے محمد کو برا بھلا کہا حتیٰ کہ یہ دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس عبداللہ بن خلف کے مکان میں پہنچ گئے۔

عبداللہ بن خلف رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اور عبداللہ کے بھائی عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں لڑتے ہوئے قتل ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زخمیوں کی تلاش کے لئے آدمی روانہ کیے جتنے زخمی تھے سب کو اس مکان میں بلایا اور اپنی پناہ میں لے لیا۔ مروان کو بھی پناہ میں لینے کا اعلان فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا افسوس:

سری نے شعیب، سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جنگ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے پردہ کر دیا گیا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پردے میں بیٹھ گئیں تو سب سے پہلے قعقاع رضی اللہ عنہ بن عمرو ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ام المومنین کو سلام کیا۔ ام المومنین نے فرمایا کہ میں نے کل دو شخصوں کو دیکھا جو لڑائی پر تلے ہوئے میرے سامنے حملہ آور ہو رہے تھے اور فلاں فلاں رجز پڑھ رہے تھے کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟

قعقاع رضی اللہ عنہ: جی ہاں! وہ شخص جو یہ کہہ رہا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ بہت مہربان ماں ہیں خدا کی قسم! اس شخص نے جھوٹ بولا۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ بہت ہی نیک ماں ہیں لیکن کوئی آپ کی اطاعت نہیں کرتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کاش میں آج سے بیس سال پہلے مر گئی ہوتی۔

قعقاع رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے نکل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور انہیں بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سوال کیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: آخر وہ دو شخص کون تھے؟

قعقاع رضی اللہ عنہ: ان میں سے ایک تو ابو ہالہ تھا جو آپ کا ساتھی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کاش! میں اس واقعہ سے بیس سال قبل مر گیا ہوتا۔ الغرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں نے ایک ہی بات کہی۔

جنگ جمل کے مقتولین جنتی ہیں:

سری نے شعیب، سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان میرے پاس تحریر کر کے بھیجا کہ رات کی تاریکی میں جو زخمی مل سکے

تھے یہ لوگ بصرہ میں رہ گئے۔ حضرت عائشہؓ نے لوگوں سے معلوم کرایا کہ ان کے ہمراہ اور علیؓ کے ساتھ کون کون آدمی تھا اور ان میں سے کتنے قتل ہوئے اور کتنے بچے [illegible] معلوم ہو جاتا کہ قتل ہو گئے [illegible]۔

جب وہ عبداللہ بن خلف [illegible] تھیں تو لوگوں نے [illegible] جب [illegible] کی موت کا ذکر کیا جاتا تو وہ فرماتیں اللہ ان پر رحم کرے [illegible] کے [illegible]۔

حضرت [illegible] رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا [illegible] جنت میں جائے گا اور فلاں جنت میں جائے گا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں مجھے امید ہے کہ [illegible] ہماری اور لوگوں کی طرف سے [illegible] اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

گناہوں کی مغفرت

سری نے شعیب، سیف، عطیہ اور ابوایوب کے حوالے سے حضرت علیؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب یہ آیت نازل ہوئی [illegible] آپ ﷺ [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] نازل ہونے پر ارشاد فرمایا:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ

"اور تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اور بہت سی چیزوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔"

اس آیت کے نازل ہونے پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کی جان یا مال کو جو بھی مصیبت آتی ہے وہ ان کے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے اور ان میں سے زیادہ تر گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اور [illegible] تکلیف پہنچتی ہے وہ ان کے لیے کفارہ اور مغفرت کا سبب ہوتی ہے [illegible] قیامت کے روز [illegible] اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں معاف فرما دیا ہے وہ معاف ہو چکا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان معاف کرنے کے بعد [illegible] نہیں ہے۔

مقتولین کی تدفین

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان ہم سے یوں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ تین روز تک بصرہ کے باہر ٹھہرے رہے اور [illegible] تمام مقتولین کو دفن کرنے کی اجازت دے دی تھی [illegible] حضرت علیؓ نے تمام مقتولین کا جنازہ پڑھایا [illegible] سے [illegible] تمام [illegible] یہ کہتے تھے کہ ان کے ساتھ [illegible] ایک عام [illegible] ہے۔

جب حضرت علیؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید کی لاش پر سے گزرے تو فرمایا: قریش کے سردار [illegible] لوگ ان پر جان دیتے تھے اور سب ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے جمع ہوتے تھے۔

حضرت علیؓ [illegible] ان لوگوں کے بارے میں [illegible] فرماتے [illegible] سے [illegible] ان [illegible] تھے [illegible] نے [illegible] جنہوں نے [illegible] تعالیٰ [illegible] تھے [illegible] کے بعد [illegible] مقتولین کو [illegible] حضرت علیؓ [illegible]

کر [illegible] تھے وہ [illegible] ان کی [illegible] لایا گیا۔

[illegible] حضرت علیؓ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مقتولین کی تعداد

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible] پانچ [illegible]

[illegible] پانچ [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت [illegible]

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حضرت علیؓ کی حاضری

[illegible] حضرت علیؓ [illegible]

بصرہ میں داخل [illegible] حضرت علیؓ [illegible] حضرت

عائشہ [illegible] کی خدمت میں [illegible]

جب حضرت علیؓ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت علیؓ [illegible] حضرت عائشہ [illegible] کی خدمت میں پہنچ

[illegible]

جب حضرت علیؓ [illegible] حضرت عائشہ [illegible] حضرت علیؓ [illegible]

[illegible]

[illegible] قتل کر دوں۔

ان کمروں میں زخمی پوشیدہ تھے جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پناہ لی تھی۔ اس جملے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ صفیہ کو بتا دیں کہ مجھے تمہاری اس حرکت کا علم ہے لیکن جب آپ کہہ رہے ہیں تو ان سے تغافل اختیار کر رکھا ہے یہ سن کر صفیہ خاموش ہو گئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر تشریف لے گئے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو ایک ازدی بولا خدا کی قسم! ہم اس عورت کو ضرور قتل کر دیں گے۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور فرمایا:

> "خبردار! تم کسی کی پردہ دری کرو نہ کسی مکان میں داخل ہو نہ کسی عورت کو برا بھلا کہو خواہ وہ تمہاری توہین کرے، تمہارے امراء اور نیک لوگوں کو برا کہے کیونکہ عورت تو کمزور ہوتی ہے۔ ہمیں تو مشرک عورتوں پر بھی ہاتھ اٹھانے سے روکا گیا تھا اور جو شخص عورت پر ہاتھ اٹھاتا یا اسے مارتا تو لوگ اس کی اولاد کو طعنہ دیا کرتے تھے کہ تیرے باپ نے فلاں عورت کو مارا تھا۔ خبردار! اگر مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم میں سے کسی نے کسی عورت کو اس لیے تکلیف پہنچائی ہے کہ اس نے تمہیں برا کہا تھا اور تمہاری وجہ سے وہ رنجیدہ ہوئی تھی تو میں تمہیں انتہائی بدترین سزا دوں گا۔"

توہین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سزا:

ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا اے امیر المومنین! دو شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر کھڑے ہیں اور صفیہ نے آپ کو جو برا بھلا کہا تھا اس کی تائید میں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں؟

شخص مذکور: جی ہاں!

حضرت علی رضی اللہ عنہ: انہوں نے کیا کہا؟

شخص مذکور: ان میں سے ایک شخص نے تو یہ مصرعہ پڑھا ؎

جزیت عنا امنا عقوقا

"ہماری ماں کو نافرمان ہونے کی سزا ملی۔"

دوسرے نے یہ مصرعہ پڑھا ؎

یا امنا توبی فقد خطئت

"اے ہماری ماں! آپ توبہ کر لیجیے آپ سے غلطی ہوئی ہے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کو بھیج کر ان دونوں کو اور ان کے ساتھیوں کو طلب کیا اور فرمایا میں انہیں قتل کر دوں گا لیکن کچھ دیر بعد فرمایا میں نے سزا میں کچھ تخفیف کر دی ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے کپڑے اتروا کر ان کے سو سو کوڑے لگوائے۔

سری نے شعیب، سیف اور حارث بن حصیرہ کے حوالے سے ابو الکنود کا بیان ذکر کیا ہے کہ یہ دونوں شخص کوفہ کے قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے تھے اور یہ دونوں بھائی تھے ان کا نام عجل اور سعد تھا ان کے باپ کا نام عبداللہ تھا۔

اہل بصرہ کی بیعت

سری نے شعیب، سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان ہم سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں سے بیعت کر لی تو زبیر کے دونوں بیٹے عمرو اور ... یہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کے ساتھ ... قتل ہوئے تو اہل بصرہ نے اپنے اپنے جھنڈوں سمیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور ان لوگوں نے بھی بیعت کی جو زخمی تھے ... جب عمران ... اور امیر معاویہ حضرت کے پاس ... گیا۔

تقسیم مال:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بصرہ کی بیعت سے فارغ ہو گئے تو بیت المال کا جائزہ لیا اس میں چھ لاکھ سے زیادہ مال تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے ان لوگوں میں تقسیم کر دیا جو ان کے ساتھ جنگ میں شریک تھے ان سب کے حصے میں پانچ پانچ سو درہم آئے اور فرمایا کہ اگر اللہ نے تمہیں شام پر فتح دلا دی تو تمہیں تمہارے عطیات کے علاوہ اور بھی دیے جائیں گے۔ سبائیوں نے یہ بات سن کر ... اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کے اعتراضات کیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اصول:

سری نے شعیب، سیف، محمد اور طلحہ کے حوالے سے ... کا یہ بیان ہم سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اصول تھا کہ وہ کسی بھاگنے والے کا پیچھا نہیں کرتے تھے اور زخمی کو قتل نہیں کرتے تھے اور کسی کے مال کو ... نہیں کرتے تھے ... یہ لوگ ان سے کہنے لگے کہ یہ عجیب بات ہے کہ ان لوگوں کا خون تو ہمارے لیے حلال ہے اور ان کے مال ہم پر حرام ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ قوم تمہارے جیسی ہے جس نے ہم سے ... اور جو ہم میں داخل ہیں اور جو ہم سے مقابلے پر ... دوسری جانب سے ... کے باعث ... ان کے مال کو ... اس وقت سے یہ لوگ ... تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف اندرونی سازشیں کرنے لگے۔

اشتر کا فراق

ولید بن ... العلاء نے یحییٰ بن ... ابوبکر بن عیاش اور ... کلیب کے حوالے سے ... کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب لوگوں نے جنگ سے فراغت حاصل کر لی تو مجھے اشتر نے ایک اونٹ خریدنے کا حکم دیا میں نے مہرہ کے ایک شخص سے ملاقات کی ایک اونٹ خریدا اشتر نے مجھ سے کہا یہ اونٹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ یہ آپ کے بیٹے ... مالک بن اشتر نے بھیجا ہے۔

میں وہ اونٹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں لے کر پہنچا اور عرض کیا کہ مالک اشتر نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ اونٹ بھیجا ہے اور کہا ہے کہ یہ اونٹ آپ کے اونٹ کے بدلے میں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ان پر اللہ کی سلامتی نہ ہو اس نے میرے بیٹے ... کو قتل کیا اور ... بھانجے کے ساتھ بھی یہی ... ہے۔

کلیب کہتے ہیں کہ میں واپس اشتر کے پاس آیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول بیان کیا اشتر نے اپنے بازو کھول

کر دی کہ مروان اور محمد بن طلحہ نے بھی زبیر سے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ جیسا کہ بیان کر چکا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مکہ کو روانگی:

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ رحمہما اللہ کا یہ بیان ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بصرہ سے مکہ جانے کا ارادہ کیا۔ مروان اور اسود بن ابی البختری راستے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ چھوڑ کر مدینہ چلے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حج کے زمانے تک مکہ ہی میں مقیم رہیں اور حج سے فراغت کے بعد مدینہ واپس ہوئیں۔

اہل کوفہ کے نام فتح کا مراسلہ:

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان تحریر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے عامل کو فتح کی خوشخبری لکھ کر روانہ کی اس میں تحریر فرمایا:

> "یہ خط اللہ کے بندے علی امیر المومنین کی جانب سے ہے۔ ہم نے نصف جمادی الآخر میں خریبہ کے مقام پر جو بصرہ کا ایک میدان ہے دشمن سے مقابلہ کیا اللہ عزوجل نے انہیں وہ چیز عطا کی جو وہ مسلمانوں کو ہمیشہ عطا کرتا رہتا ہے۔ ہمارے اور ان کے بکثرت لوگ مارے گئے۔ ہماری جانب سے جو لوگ مارے گئے ہیں ان میں ثمامہ بن المثنیٰ، ہند بن عمرو، علباء بن الہیثم، سیحان بن صوحان، زید بن صوحان اور محدوج الذہلی ہیں"۔

عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ کو بھی اسی مضمون کا ایک خط تحریر فرمایا۔ اور کوفہ جو شخص فتح کی خوشخبری لے کر گیا تھا وہ زفر بن قیس تھا۔ جو جمادی الآخر کے آخر میں کوفہ پہنچا۔

زیاد اور عبدالرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ کی عدم شرکت:

بیعت کے الفاظ یہ تھے۔ تیرے ذمے اللہ کا عہد و پیمان ہے جسے پورا کرنا لازم ہے۔ جس سے ہم صلح کریں گے اس سے تم صلح کرو گے اور جس سے ہم جنگ کریں گے اس سے تم جنگ کرو گے۔ اور اپنی زبان اور ہاتھ ہمارے خلاف استعمال نہ کرو گے۔

زیاد بن ابی سفیان ان لوگوں میں سے تھے جو علیحدہ رہے اور جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ یہ حارث بن الحارث کے مکان میں مقیم تھے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بیعت سے فارغ ہو گئے تو عبدالرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ امان طلب کرنے اور اطاعت کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرے چچا گھر میں بیٹھے رہے اور جنگ میں میرا ساتھ نہیں دیا۔

عبدالرحمن: اے امیر المومنین! خدا کی قسم! وہ آپ سے بے پناہ محبت کرتے ہیں وہ تو دل و جان سے آپ کے ساتھ شریک ہونا چاہتے تھے۔ لیکن مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ بیمار ہیں میں ان کی خدمت میں جاؤں گا اور واپس آ کر امیر المومنین کو ان کے حالات سے مطلع کروں گا۔

لیکن عبدالرحمن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی جائے پناہ نہیں بتائی اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن کو زیاد کی جائے پناہ بتانے کا حکم دیا۔ عبدالرحمن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس مقام سے آگاہ کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اچھا تو تم آگے آگے چلو اور مجھے وہاں لے چلو۔

عبدالرحمٰن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ زیاد کے پاس پہنچے تو اس سے فرمایا۔ تم مجھ سے پیچھے رہے اور میرے ساتھ جنگ میں شرکت نہیں کی۔

زیاد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر اپنی تکلیف ظاہر کی کہ سینہ میں جو تکلیف ہے اور عدم حاضری کا عذر کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا یہ عذر قبول کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کیا تو انہوں نے یہ جواب دیا۔

زیاد: اس کام کے لئے آپ کے گھر والوں میں سے ایک شخص زیادہ بہتر ہو گا جس پر آپ مطمئن ہوں کیونکہ ایسے ہی شخص پر لوگ اطمینان کر سکتے ہیں اور اسی کی اطاعت کر سکتے ہیں میں اسے مشورہ دیتا رہوں گا۔

الغرض دونوں کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بصرہ کا امیر بنایا جائے اس فیصلے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ جانے کو تیار ہو گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بصرہ کی امارت پر تقرر:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بصرہ کا والی بنایا اور خراج اور بیت المال زیاد کے سپرد کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ زیاد کے مشورہ کو ہمیشہ غور سے سنو (ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو میں ہمیشہ زیاد سے مشورہ کرتا)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ حق پر ہیں اور آپ کے مخالفین باطل پر ہیں۔ آپ کے لیے جو امور مناسب تھے میں نے ان کے بارے میں آپ کو مشورہ دیا تھا آپ نے نہیں مانا پھر میں نے آپ کو مشورہ نہیں دیا اسی طرح میں اس کا قائل ہوں کہ میں آپ کی رائے پر ہوں اور لوگ جس پر ہیں۔ میں ہر اس شخص کی گردن مار دوں گا جو آپ کے حکم کی خلاف ورزی کرے اور آپ کے حکم کی نافرمانی کرے کیونکہ اسلام کی عزت اور دین کی استواری اسی میں ہے کہ ایسے شخص کی گردن مار دی جائے اس لیے میں ایسے شخص کی گردن مار دوں گا۔

جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (بصرہ) چلے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کبھی اس کو مشورہ دینے کا ارادہ رکھتا ہوں اس لئے بھی کہ اس نے مجھے ہمیشہ بہتر رائے دی ہے۔

سبائی فرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کوچ کرنے سے پہلے ہی بلا اجازت بصرہ سے چل دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً ان کے پیچھے کوچ کیا تا کہ آگے جا کر وہ لوگوں میں فتنہ نہ پھیلا سکیں حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی بصرہ ہی میں قیام کرنا چاہتے تھے۔

مدینہ میں جنگ کی اطلاع:

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا بیان مجھے لکھ بھیجا کہ اہل مدینہ کو جنگ جمل کی اطلاع جمعرات ہی کے روز مل گئی تھی جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ ایک گدھ غروب سے قبل مدینہ کے اوپر سے گزرا جس کے پنجوں میں گوشت کے لوتھڑے لٹکے ہوئے تھے لوگوں نے اس کو بھگایا اور اس کے چکر لگانے کی وجہ سے گدھ کے پنجے سے ایک ٹکڑا نیچے گر پڑا جب لوگوں نے اسے دیکھا تو وہ ایک انسانی ہاتھ تھا اور انگلی میں ایک انگوٹھی تھی جس پر عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ کا نام کندہ تھا۔

یہ گدھ مدینہ اور مکہ اور ان کے قریب و جوار کے علاقوں میں گھومتے رہے اور جہاں جہاں یہ گدھ گئے وہاں لوگوں نے ہاتھ

[illegible]

حضرت عائشہؓ کی روانگی کی تیاری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مقتولین کی کثرت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس کے بھائی قنان نے اس کے قتل پر یہ شعر کہا۔

فلم أر يوما كان أكثر [illegible] ... بكف شمال [illegible] يمينها

ترجمہ: "میں نے اس روز سے زیادہ معرکوں کو جنگ کرتے نہیں دیکھا۔ پھر اس کا داہنا ہاتھ کٹ چکا تھا اور وہ بائیں ہاتھ سے لڑ رہا تھا۔"

معاذ کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ نے جریر کے حوالے سے یہ بیان کیا کہ عمرو بن طلحہ جنگ جمل میں مارا گیا۔ تب اس کے بھائی عیاض نے یہ شعر کہا تھا۔

فلم أر يوما كان أكثر ساعيا ... بكف شمال فارقتها يمينها

ترجمہ: "میں نے اس روز سے زیادہ معرکوں کو جنگ کرتے نہیں دیکھا۔ جس کا داہنا ہاتھ کٹ چکا تھا وہ بائیں ہاتھ سے لڑ رہا تھا۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عمار رضی اللہ عنہ کی گفتگو:

عبداللہ نے محمد، سلیمان، عبداللہ اور جریر بن حازم کے واسطے سے ابو یزید مدینی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جنگ سے فراغت کے بعد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: آپ سے جو عہد لیا گیا تھا۔ آپ کا یہ عمل اس سے کتنا متضاد ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:	کیا آپ ابو یقظان ہیں؟
عمار رضی اللہ عنہ:	جی ہاں!
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:	خدا کی قسم! میں یہ جانتی ہوں کہ تم خوب حق کہنے والے ہو۔
عمار رضی اللہ عنہ:	ہر قسم کی تعریف اس خدا کے لیے ہے جس نے آپ کی زبان سے میرے حق میں فیصلہ کا اظہار کرایا۔

* * *

باب ۹

امارت مصر

محمد بن ابی حذیفہ کا قتل

۳۶ھ میں محمد بن ابی حذیفہ قتل کر دیئے گئے۔ ان کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ جب مصری محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے لیے گئے تو محمد بن ابی حذیفہ مصر ہی میں ٹھہر رہے انہوں نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو وہاں سے نکال کر خود وہاں کا انتظام سنبھال لیا۔ محمد بن ابی حذیفہ مصر ہی میں تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انحراف کیا اور ادھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس اختلاف میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی حذیفہ کے مقابلے کے لیے کوچ کیا اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ قیس بن سعد انصاری ابھی مصر نہ آئے تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے تو ان دونوں نے محمد بن ابی حذیفہ کو دھوکہ دے کر بات چیت کے لیے عریش لے گئے اور وہاں قلعہ میں ان کا محاصرہ کر لیا اس وقت ان کے ساتھ تیس آدمی تھے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے منجنیق نصب کر دی اور قلعہ پر سنگ باری کی حتیٰ کہ یہ تیسوں آدمی ان کے ساتھ مجبور ہو کر قلعے سے اتر آئے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انہیں پکڑ کر قتل کر دیا۔

محمد بن ابی حذیفہ کی احسان فراموشی

ہشام بن محمد نے ابو مخنف اور ان کو یحییٰ بن سعید نے محمد بن یوسف الانصاری کے واسطے سے عمرو بن ... کی اہل مصر کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے اہل مصر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف اکسایا تھا جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا اور انھیں شہید کر دیا۔ محمد بن ابی حذیفہ خود مصر ہی میں مقیم رہا۔ اس وقت حضرت عثمان کی جانب سے مصر کے عامل عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھے۔ جو قریش میں بنو عامر بن لؤی سے تھے۔ محمد بن ابی حذیفہ نے انہیں مصر سے نکال کر خود مصر پر قبضہ کر لیا۔ عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ مصر کے علاقہ قلزم میں آ گئے ان کی حد فلسطین سے ملی تھی وہ وہاں ٹھہر کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حالات کا انتظار کرنے لگے تب ان کے قریب سے ایک سوار کا گزر ہوا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تم اپنے پیچھے لوگوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟

سوار: مسلمانوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا

عبداللہ رضی اللہ عنہ: انا للہ وانا الیہ راجعون اے اللہ کے بندے ان کی شہادت کے بعد انہوں نے کیا کیا؟

سوار: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سوار: تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے برابر سمجھا ہے؟

عبداللہ رضی اللہ عنہ: ہاں حقیقت یہی ہے۔

اس شخص نے عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو غور سے دیکھا اور پہچان گیا کہ یہ تو عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ ہیں۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: ہاں!

سوار: اگر تم زندگی چاہتے ہو تو جس قدر جلد ہو سکے اپنی جان بچاؤ کیونکہ اس کا امکان ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے بارے میں اپنی رائے نہ بدلیں، اگر انہیں تم پر قدرت حاصل ہو گئی تو وہ تم لوگوں کو قتل کر دیں گے۔ تم سب مسلمانوں کے شہروں سے نکل جاؤ۔ یہ شخص امیر بن کر تمہارے پیچھے پیچھے آ رہا ہے وہ آپ تک پہنچ جانے والا ہے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: امیر کون شخص ہے؟

سوار: قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: اللہ تعالیٰ محمد بن ابی حذیفہ کو تباہ و برباد کرے جس نے اپنے چچازاد بھائی کے خلاف بغاوت کی اور لوگوں کو ان کے خلاف اکسایا، حالانکہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی تربیت و کفالت کی اور ہر قسم کے اخراجات کی ذمہ داری اپنے سر لی اور ان کے اس پر احسانات تھے اس نے احسان فراموشی کر کے ان کی نیکیوں کا یہ بدلہ دیا کہ ان کے گھر والوں پر حملے کیے اور لوگوں کو ان کے قتل پر اکسایا اور مدینہ بھیجا حتیٰ کہ وہ شہید کر دیے گئے اور اس طرح محمد نے ایسے شخص کو خلیفہ بنانا منظور کر لیا جس سے اس کی رشتہ داری بہت دور کی ہے حالانکہ اپنے اس طرز عمل سے وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کسی شہر کی امارت کے لیے بھی حکومت حاصل نہ کر سکا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے اس کا اہل نہ سمجھا۔

سوار: تم اپنی جان بچا کر جلدی جاؤ، کہیں قتل نہ کر دیئے جاؤ۔

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ وہاں سے بھاگ کر دمشق حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔

امام ابن جریر طبری فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ جب والی مصر بنا کر گئے تو محمد بن ابی حذیفہ زندہ تھا۔

مصر کی امارت پر قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا تقرر:

اسی سال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیس بن سعد بن عبادۃ الانصاری رضی اللہ عنہ کو مصر کا والی بنا کر بھیجا۔

ہشام بن محمد الکلبی نے ابو مخنف اور محمد بن یوسف بن ثابت کے حوالے سے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو انہوں نے قیس بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور ان سے فرمایا تم مصر جاؤ، میں نے تمہیں وہاں کا والی متعین کیا ہے اپنے لشکر جا کر تیاری کرو اور اپنے معتمد لوگوں کو لیتے جاؤ جن پر تمہیں بھروسہ ہو اور جنہیں تم اپنے ساتھ لے جانا پسند کرو، وہاں ایک لشکر بھی ساتھ لے جاؤ تاکہ دشمنوں پر تمہارا رعب طاری ہو سکے اور دوستوں کی تعداد میں اضافہ ہو۔ جب تم وہاں پہنچ جاؤ تو محسن پر احسان کرنا اور بد عمل سے اختلاف کرتے ہوئے اس پر سختی کرنا، عام اور خاص لوگوں کے ساتھ نرمی برتنا کیونکہ نرمی میں برکت ہے۔

قیس رضی اللہ عنہ: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے، میں نے آپ کا مقصد سمجھ لیا ہے آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ لشکر ساتھ لے کر جاؤ تو خدا کی قسم! اگر میں وہاں لشکر لے کر گیا تو کبھی بھی مصر میں داخل نہ ہو سکوں گا، یہ لشکر تو میں آپ ہی کے لیے

[illegible]

[illegible] اللہ [illegible]

قیس بن سعد [illegible] اپنے ساتھ [illegible] مصر پہنچے [illegible] مسجد میں [illegible] منبر پر بیٹھے

اور [illegible] کا خط پڑھ کر سنانے کا حکم دیا۔

مصریوں کے نام حضرت علی ؓ کا خط

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"اللہ کے بندے امیر المومنین علی بن ابی طالب کی جانب سے [illegible] جن تک میرا یہ خط پہنچے [illegible]

[illegible] اللہ [illegible] اپنا [illegible]

[illegible] رسولوں کے [illegible]

[illegible] اس امت [illegible]

[illegible] کتاب اللہ اور حکمت کی تعلیم

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ [illegible]

[illegible]

پھر آپ کے بعد [illegible] کتاب اللہ اور سنت رسول پر عمل

کیا [illegible] اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ [illegible]

[illegible] کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

معاونت کرو اور حق پر ان کی مدد کرو۔ میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ تم میں سے نیک لوگوں سے اچھا سلوک کرے اور شرپسندوں کے ساتھ سختی کرے اور قوم کے عوام اور خواص دونوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ میں ان کے طریقہ کار سے خوش ہوں اور ان کی اصلاح و ہدایت کی امید ہے۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے ایسے نیک اعمال اور بہترین ثواب اور نتیجۂ رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا خطبہ

خط ختم ہو جانے کے بعد قیس بن سعد رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا اور حضور ﷺ پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا:

> "تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے حق کو ظاہر فرمایا اور باطل کو نابود اور ظالموں کو ذلیل و خوار کیا۔ اے لوگو! ہم نے اس شخص کی بیعت کی ہے جسے ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد سب سے بہتر سمجھتے تھے لہٰذا اٹھو اور ہم سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر بیعت کرو اگر ہم کتاب و سنت کے مطابق عمل نہ کریں تو تمہاری بیعت ہم پر لازم نہیں۔"

یہ خطاب سن کر سب لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے قیس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اس طرح مصر پر قیس رضی اللہ عنہ کا تسلط قائم ہو گیا اور قیس رضی اللہ عنہ نے ہر جگہ اپنے والی مقرر کر دیے۔

اہل خربتا

صرف ایک گاؤں خربتا باقی رہ گیا جہاں قیس رضی اللہ عنہ کا تسلط نہ ہو سکا انہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کو بہت بڑا واقعہ سمجھا۔ یہاں بنی مدلج کا ایک شخص جس کا نام یزید بن الحارث تھا اس گاؤں کا امیر تھا۔ ان لوگوں نے قیس رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا۔ ہم تو آپ سے جنگ کرنا نہیں چاہتے آپ تمام مصر میں جہاں چاہیں اپنے گورنر بھیج دیجئے۔ لیکن ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیجئے تاکہ ہم اس پر غور کر سکیں کہ لوگ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ مسلمہ بن مخلد بن الصامت الانصاری رضی اللہ عنہ نے قیس رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کیا۔ قیس رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس کہلا کر بھیجا کہ تم میرے خلاف جو بات کر رہے ہو اگر مجھے ملک شام اور ملک مصر کی حکومت بھی مل جائے تو میں ان دونوں ملکوں کی حکومت پسند نہیں کروں گا اور ان سے زیادہ تم سے قتل کو ناپسند سمجھوں گا۔

مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کے جواب میں کہلا کر بھیجا کہ جب تک تم مصر کے گورنر ہو میں تمہارے خلاف کوئی بغاوت نہیں کروں گا۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نہایت عقلمند اور ایک دور اندیش انسان تھے انہوں نے اہل خربتا کے پاس کہلا کر بھیجا کہ میں تمہیں بیعت پر مجبور نہیں کرتا۔ میں تمہیں تمہارے حال پر چھوڑتا ہوں اور تم سے کوئی تعرض نہیں کروں گا لیکن تم سب امن سے رہو اور ہم سے صلح رکھو اور وہ ان سے خراج وصول کرتے رہے لیکن خربتا کے رہنے والوں میں سے کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

راوی کہتا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے لیے تشریف لے گئے اس وقت مصر کے والی قیس رضی اللہ عنہ ہی تھے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ سے واپس کوفہ تشریف لائے تب بھی یہی امیر مصر تھے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قیس رضی اللہ عنہ کے نام خط:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص قیس رضی اللہ عنہ کو اپنے لیے سب سے زیادہ خطرناک سمجھتے تھے کیونکہ مصر کی سرحدات شام سے ملتی تھیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خطرہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک جانب سے علی رضی اللہ عنہ شام پر چڑھ دوڑیں اور دوسری جانب سے قیس مصر کو لے آئیں اس طرح ہم دونوں جانب سے بیچ میں آ جائیں گے۔

اسی خطرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک خط تحریر کیا۔ جس وقت یہ خط تحریر کیا گیا اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں مقیم تھے اور ابھی صفین کی جانب روانہ نہیں ہوئے تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط میں تحریر فرمایا:

"یہ خط معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف سے قیس بن سعد کے نام ہے۔ اما بعد! تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کیے انہوں نے جو کام کیے یا کسی کو سزا دی یا کسی کو کوڑے مارے یا کسی کو کسی کی جگہ افسر بنایا تو جو باتوں کو ملامت کی۔ تم نے ان میں سے ہر کام پر اعتراضات کیے۔ لیکن تم خود جانتے ہو کہ ان میں سے ایک کام بھی ایسا نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کا خون تمہارے لیے حلال ہو جاتا۔ تم نے ایک بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے اور ایک گناہ عظیم اپنے سر لیا ہے۔ اے قیس! تو اللہ عزوجل سے توبہ کر کیونکہ تو بھی ان لوگوں میں شامل ہے جنہوں نے عوام کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف ابھارا تھا شاید تو ایک مومن کے قتل سے توبہ کر لے تو یہ توبہ تیرے بہت کام آ جائے۔

جہاں تک تمہارے صاحب علی رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہے تو وہ وہ شخص ہے جس نے لوگوں کو دھوکے میں ڈالا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر ابھارا۔ حتیٰ کہ لوگوں نے انہیں شہید کر دیا۔ تیری قوم کا بیشتر حصہ ان کے خون سے محفوظ نہیں ہے۔ اے قیس! اگر تو بھی یہ سمجھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرے تو اس معاملے میں ہمارا ساتھ دے تو میں جب غالب آ جاؤں گا تو تجھے عراق عرب اور عراق فارس کا حاکم بنا دوں گا اور اپنے گھر والوں میں سے جس کے لیے بھی تو پسند کرے گا اسے حجاز کی حکومت دے دوں گا اور جب تک تیری حکومت قائم رہے گی اس وقت تک اس عہدے پر برقرار رہو گے اور اس کے علاوہ بھی جو تم مانگنا چاہو میں دینے کے لیے تیار ہوں۔ تم اپنی رائے سے مجھے مطلع کرو۔"

والسلام

جب قیس رضی اللہ عنہ کے پاس امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ خط پہنچا تو انہوں نے یہ تدبیر سوچی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو ٹال دینا چاہیے اور اپنے دلی خیالات ظاہر نہ کیے جائیں اور نہ ان سے جنگ میں عجلت سے کام لیا جائے۔

قیس رضی اللہ عنہ کا جواب:

ان تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے قیس رضی اللہ عنہ نے یہ جواب تحریر کیا:

"میرے پاس تمہارا خط پہنچا۔ میں اس کا تمام مفہوم سمجھ گیا ہوں۔ تم نے جو یہ تحریر کیا ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہوں تو یہ ایسی چیز ہے کہ میں نے اس کی مخالفت کی اور نہ ان کی خدمت میں حاضر رہا بلکہ میں ہر طرح علیحدہ رہا۔

تم نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ان کے خلاف اکسایا اور لوگوں کو ان کے قتل پر آمادہ کیا حتیٰ کہ لوگوں نے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

والسلام

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دوسرا خط

[illegible]

[illegible] والسلام

قیس رضی اللہ عنہ کا جواب

قیس نے معاویہ کے خط کا یہ جواب تحریر کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی امارت

عبداللہ بن [illegible] نے [illegible] سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے مصر پر قیس بن سعد [illegible] تھے۔ [illegible] صاحب [illegible] تھے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ [illegible] قیس رضی اللہ عنہ کو مصر سے نکال دیا جائے [illegible] لیکن قیس رضی اللہ عنہ [illegible] تدبیر چلتے تھے [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] قیس رضی اللہ عنہ کو اپنے [illegible] قیس رضی اللہ عنہ کے خلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] امیر معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] قیس رضی اللہ عنہ کے معاملے میں [illegible] قیس رضی اللہ عنہ [illegible] مصر [illegible] عراق میں [illegible] قیس رضی اللہ عنہ [illegible] آنے جانے والے [illegible]۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تدبیر اور قیس رضی اللہ عنہ کی معزولی

[illegible] عراق میں [illegible] مصر [illegible] لیکن یہاں [illegible] علی رضی اللہ عنہ [illegible] بیان کرتے ہیں۔

یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچی اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے قیس رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کے لیے کہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیس رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا [illegible] قیس رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے سے انکار کیا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا:

> "یہ سب لوگ مصر کے [illegible] اور شریف لوگ ہیں [illegible] ان کے [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] آپ [illegible] ان سے [illegible] یہ سب [illegible] اور حضرت معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ اس لیے آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجیے میں خوب جانتا ہوں کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے [illegible] جنگ [illegible] حکم دیا [illegible] قیس رضی اللہ عنہ نے جنگ کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھ دیا کہ

[illegible] کا خیال ہے کہ تم ان لوگوں کے ساتھ [illegible] تو آپ کے [illegible] اور [illegible] نہ کریں گے۔''

اشتر کی موت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر کے اشتر کو امیر مصر مقرر کیا۔ جب اشتر روانہ ہوئے تو قلزم پہنچے [illegible] ان کو شہد پلایا [illegible] جس کے پینے سے اشتر کی موت واقع ہو گئی۔ یہ اطلاع امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھی پہنچی [illegible] نے کہا اللہ تعالیٰ کے شہد بھی لشکر ہیں۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اشتر کی موت کا علم ہوا تو انہوں نے [illegible] محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو امیر مصر مقرر کیا [illegible] یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کے مرنے کے بعد محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مصر کا امیر [illegible] ہے کہ اشتر کو محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد مصر بھیجا گیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک نئی تدبیر

ادھر [illegible] جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] قیس رضی اللہ عنہ [illegible] قیس رضی اللہ عنہ کی جرأت و سیاست و تدبر سے واقف تھے۔ اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] قیس رضی اللہ عنہ نے [illegible] ساتھ [illegible] امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو [illegible] انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے [illegible] پڑھ کر سنایا۔

دوسری تدبیر یہ کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] قیس رضی اللہ عنہ کی جانب سے [illegible] خط تیار کیا [illegible] یہ تحریر کیا گیا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی جانب سے امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے نام! اما بعد! [illegible] آپ کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] آپ [illegible] آپ کے [illegible] [illegible] [illegible] آپ [illegible] [illegible]''

والسلام

اس خط کے [illegible] قیس رضی اللہ عنہ [illegible] معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] جب [illegible]

آپ کے دشمن ان کی حمایت کریں گے اور ان پر چڑھ دوڑیں گے۔ اے امیر المومنین آپ میری بات تسلیم کیجیے اور ان سے جنگ نہ کیجیے کیونکہ ان سے جنگ کرنا بہتر نہیں ہے۔ والسلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جب یہ خط پہنچا تو حضرت عبداللہ بن جعفر رحمۃ اللہ نے مشورہ دیا کہ اے امیر المومنین آپ قیس رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مصر بھیج دیجیے۔ وہ خود ان لوگوں سے نپٹ لے گا۔ خدا کی قسم! مجھے قیس رضی اللہ عنہ کا یہ قول معلوم ہو چکا ہے کہ مصر پر جو بھی حاکم ہو وہ اس وقت تک حکومت قائم نہیں کر سکتا جب تک مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کر دیا جائے۔ قیس رضی اللہ عنہ نے تو یہ بھی کہا تھا کہ خدا کی قسم مجھے مسلمہ رضی اللہ عنہ کا قتل پورے ملک شام اور ملک مصر کی حکومت سے زیادہ پسند ہے میں جس وقت بھی بن پڑے گا میں مسلمہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دوں گا۔

عبداللہ بن جعفر رحمۃ اللہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی امارت کا اس لیے مشورہ دیا تھا کہ وہ ماں کی جانب سے ان کا بھائی تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیس رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مصر کی امارت پر بھیج دیا۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی امارت مصر:

ہشام نے ابی مخنف اور حارث کے حوالے سے حبیب الازدی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک خط تحریر کر کے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ کیا۔ جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مصر پہنچے تو قیس رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا۔ آخر امیر المومنین کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے میرے اور اپنے درمیان ایک اور شخص حائل کر دیا؟ آخر اس تبدیلی کی ضرورت تھی۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ: یہاں کی حکومت آپ ہی کے قبضہ میں رہے گی۔

قیس رضی اللہ عنہ: یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میں اب ایک منٹ بھی یہاں مقیم رہوں

قیس رضی اللہ عنہ نے اپنی معزولی سے غضب ناک ہو کر مصر چھوڑ دیا اور مدینہ کا رخ کیا۔

قیس اور حسان رضی اللہ عنہ کا مکالمہ:

جب قیس رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور قیس رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حامی تھے۔ انہوں نے قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تجھے مصر کی حکومت سے معزول کر دیا۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا گناہ تیرے سر پر باقی رہا۔ علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا تجھے اچھا بدلہ دیا۔

قیس رضی اللہ عنہ: اے دل اور آنکھ کے اندھے خدا کی قسم اگر میری اور تیری قوم کی جنگ ہوتی تو میں تیری گردن مار دیتا۔ تم میرے پاس سے چلے جاؤ۔

اس واقعہ کے بعد قیس اور سہل بن حنیف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ پہنچے۔ قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حسان رضی اللہ عنہ کی گفتگو نقل کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی۔ پھر قیس اور سہل یہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک رہے۔

مروان کی بے وقوفی:

عبداللہ بن احمد المروزی نے اپنے باپ سلیمان، عبداللہ اور یونس کے حوالے سے زہری کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب محمد بن

ابی بکر رضی اللہ عنہ مصر پہنچا تو قیس رضی اللہ عنہ مصر چھوڑ کر مدینہ آ گئے۔ مدینہ میں مروان اور اسود بن ابی البختری نے انہیں ڈرایا دھمکایا اور خوفزدہ کیا۔ یہاں تک کہ جب قیس رضی اللہ عنہ کو گرفتاری کا ڈر ہوا تو مدینہ سے بھاگ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی تو انہوں نے مروان اور اسود بن ابی البختری دونوں کو ڈانٹ کر کہا کہ تم نے قیس رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے نکال کر علی رضی اللہ عنہ کی بہت زبردست مدد کی ہے۔ اگر تم ایک لاکھ کے لشکر سے علی رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے تو وہ بھی مجھے اتنا ناگوار نہ ہوتا جیسا کہ مدینہ سے قیس رضی اللہ عنہ کو نکال کر علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا کر ناراض کر دیا ہے۔

الغرض حضرت قیس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام حالات معلوم ہوئے اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قتل ہوا تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ قیس رضی اللہ عنہ معاملات کو زیادہ بہتر سمجھتے تھے۔ تو آپ ان کی عزت کرنے لگے اور ان سے اچھا سلوک کیا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ قیس رضی اللہ عنہ کے مشورے سے کام کرتے رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عہد نامہ

ہشام نے ابو مخنف اور حارث کے حوالے سے اہل مدائن کا بیان ذکر کیا ہے کہ جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مصر آئے تو جو خط ان کے ساتھ تھا اسے مصر پہنچنے کے بعد لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عہد نامہ پڑھ کر سنایا۔ عہد نامہ کے الفاظ یہ تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

> "یہ وہ عہد ہے جو اللہ کے بندے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اسے مصر کی ولایت سپرد کرتے وقت لیا ہے۔ امیر المؤمنین نے اسے خلوت و جلوت میں تقویٰ اختیار کرنے اور تنہائی اور ظاہر میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ بدکاروں پر سختی کرے۔ ذمیوں کے ساتھ انصاف کرے۔ مظلوم کی مدد کرے۔ ظالم کے ساتھ شدت اختیار کرے۔ لوگوں کی غلطیوں سے درگزر کرے اور جہاں تک ممکن ہو لوگوں پر احسان کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ محسن کو نیک جزا عطا فرماتا ہے اور مجرمین کو سزا دے۔
>
> میں نے اسے یہ بھی حکم دیا ہے کہ وہ لوگوں کو اطاعت اور جماعت کے ساتھ رہنے کی دعوت دے کیونکہ اسی پر لوگوں کی آخرت کا دار و مدار ہے اور اسی پر تمام اجر و ثواب ہے۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جن کی قدر و قیمت کو لوگ نہیں پہچان سکتے اور نہ ان کی حقیقت کو پہنچ سکتے ہیں۔
>
> میں نے اسے یہ بھی حکم دیا ہے کہ جس طرح خراج پہلے وصول کیا جاتا تھا اسی طرح اب بھی وصول کیا جائے اس میں نہ کوئی کمی کی جائے نہ کوئی جدت اختیار کی جائے۔ پھر وصول کرنے کے بعد اس خراج کو اہل خراج پر اسی طرح تقسیم کیا جائے جیسے پہلے کیا جاتا تھا۔ میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آئے اور اپنی مجلس اور مجالس کے علاوہ ہر صورت میں ان کے ساتھ مساوات برتے۔ اس کی نظر میں حق کے معاملے میں قریب و بعید سب برابر ہوں۔ میں نے اسے حکم دیا ہے کہ لوگوں کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کرے۔ ان میں انصاف قائم کرے اور خواہشات کی پیروی نہ کرے اور حکم خداوندی پر عمل کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرے کیونکہ اللہ عزوجل اسی کی نصرت

فرماتے ہیں جو حق اور پرہیزگاری کا راستہ اختیار کرتا ہے اور اس کے احکامات کی پیروی کرتا ہو۔ ان کے بارے میں نے تم کو وصیتیں بھی کی ہیں اور ہدایات دے دی ہیں۔ یہ عہد نامہ ابو رافع رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے عبیداللہ نے شروع رمضان میں تحریر کیا۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ

یہ عہد نامہ سنانے کے بعد محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا:

'' اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ آج لوگ جن اختلافات میں مبتلا ہیں ان میں خدا تعالیٰ نے ہمیں اور تمہیں راہ حق دکھائی اور ہمیں اس راہ پر چلایا جس سے اکثر لوگ اندھے ہو چکے ہیں۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے تمہارے کام میرے سپرد کیے ہیں اور مجھ سے وہ عہد لیا ہے جو تم نے سنا ہے اس کے علاوہ بھی بہت سی باتیں مجھے فرمائی ہیں۔ جہاں تک بھی میری طاقت ہوگی میں ان پر عمل کروں گا۔ لیکن یہ توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے میرا اسی پر بھروسہ ہے۔ اور میں اسی کی جانب رجوع کرتا ہوں۔ اگر تم مجھے اور میرے افسروں کو اللہ عزوجل کی اطاعت کرتے اور تقویٰ اختیار کرتے دیکھو تو تم بھی اللہ عزوجل کا شکر کرو اور اگر میرے کسی افسر کو خلاف حق کام کرتے دیکھو تو مجھ سے اس کی شکایت کرو اور اس سے اس کی باز پرس بھی کرو۔ کیونکہ میں اور تم اس معاملات کے زیادہ حقدار ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اپنی رحمت سے نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے''۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی اہل خربتا کو دھمکی:

ہشام نے ابو مخنف کے حوالے سے یزید بن ظبیان الہمدانی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے والی مصر بننے کے بعد معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو متعدد خطوط لکھے اور کافی عرصے تک دونوں میں خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ کیونکہ عام لوگ ان خطوط کا سننا برداشت نہیں کر سکتے اس لیے میں نے انہیں نظر انداز کر دیا ہے۔

ایک ماہ گزر جانے کے بعد محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اس جماعت کے پاس پیغام بھیجا جس نے ابھی تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کی تھی اور تمام اختلافات سے علیحدہ تھی اور قیس رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ رکھا تھا کہ یا تو تم لوگ ہماری اطاعت میں داخل ہو جاؤ یا ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ اس جماعت نے کہلوایا کہ آپ ہمیں اس وقت تک ہمارے حال پر چھوڑ دیں جب تک یہ اختلافات ختم ہو جائیں اور ہمیں یہ معلوم نہیں ہو جاتا کہ فی الحقیقت ہمارا خلیفہ کون ہے؟ آپ ہم سے جنگ میں عجلت سے کام نہ لیجیے۔ لیکن محمد نے ان کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ان لوگوں نے بھی اپنی حفاظت کا سامان جمع کر لیا اور اس سے جنگ کی تیاریاں کرلیں۔

جنگ صفین کے موقع پر ان لوگوں نے محمد کو نہایت خوف میں مبتلا رکھا۔ جس وقت ان کے پاس یہ خبر پہنچی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کی علی رضی اللہ عنہ سے جنگ بند ہو گئی ہے اور علی رضی اللہ عنہ اور عراقی معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کو چھوڑ کر عراق واپس چلے گئے اور فیصلہ تحکیم پر معاملہ ہو گیا تو ان لوگوں نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے جنگ چھیڑ دی اور ان کے مقابلے پر آ گئے۔ محمد نے ان کے مقابلے کے لیے حارث بن جمہان الجعفی کو روانہ کیا۔ ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔ محمد نے اس کے بعد بنو کلب کے ایک شخص ابن مضاہم کو بھیجا۔

ان کے مقابلے پر روانہ کیا ان لوگوں نے اسے بھی موت کی نیند سلا دیا۔

طبری کہتے ہیں کہ اسی سنہ میں مرو کا مرزبان آیا اور اس نے ابن عامر رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صلح کر لی۔

مرزبان سے صلح:

علی بن محمد المدائنی نے ابو زکریا العجلانی کے واسطے سے محمد بن اسحاق کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ مرو کا مرزبان ماہویہ ابراز جمل کے بعد صلح کی غرض سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرو کے اساورہ اور جند سالاروں اور دہقانوں کے لیے ایک عہد نامہ تحریر کر دیا۔ اس میں تحریر تھا:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم! ہدایت کے پیروکاروں پر سلام ہو۔ مرو کا مرزبان ماہویہ میرے پاس آیا۔ میں اس سے راضی ہوا۔“

یہ تحریر ۳۶ھ میں لکھی گئی۔ لیکن اس کے بعد سب لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے شہر کے دروازے بند کر لیے۔

خلید بن طریف کی خراسان روانگی:

علی بن محمد المدائنی نے ابو حفص، طلحہ بن اعلم اور ہمدان الحنفی کے حوالے سے اسحاق بن بیاد الباہلی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ اسی سال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلید بن قرۃ الیربوعی کو خراسان کا عامل بنا کر روانہ فرمایا۔ انہیں خلید بن طریف بھی کہا جاتا ہے۔

* * *

باب ۲

جنگِ صفین کی تیاریاں

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت:

اسی سنہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو کے ان کی بیعت کی۔

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد، طلحہ، ابو حارثہ اور ابو عثمان کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مدینہ چھوڑ کر شام کی طرف چل دیے اور فرمایا: اے اہل مدینہ خدا کی قسم! جو شخص یہاں مقیم رہے گا اور پھر اس کی موجودگی میں عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اس پر ضرور ذلت مسلط فرمائیں گے، جس شخص میں اتنی قوت نہ ہو کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کر سکے تو اسے مدینہ چھوڑ کر چلے جانا چاہیے۔

غرض عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور محمد مدینہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کے بعد حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ چھوڑ دیا اور پھر بہت سے مزید لوگوں نے بھی اسی طرح سے مدینہ سے کوچ کیا۔

ابو حارثہ اور ابو عثمان کا بیان ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مدینہ سے چل کر عجلان پہنچے، ان کے دونوں بیٹے ان کے ساتھ تھے۔ ابھی وہ عجلان ہی میں مقیم تھے کہ ادھر سے ایک سوار گزر رہا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کیا: تمہارا نام کیا ہے؟

سوار: حصیرہ۔

عمرو رضی اللہ عنہ: عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے ہیں۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ اس نام سے فال لی تھی۔ پھر کچھ دیر کے بعد اس سوار سے سوال کیا کہ مدینہ کا کچھ حال بتاؤ۔

سوار: عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے ہیں۔

عمرو رضی اللہ عنہ: لوگ انہیں شہید بھی کر دیں گے۔

ابھی چند ہی روز گزرے تھے کہ ایک سوار کا ادھر سے گزر ہوا۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کیا کہ کہاں سے آ رہے ہو؟

سوار: مدینہ سے۔

عمرو رضی اللہ عنہ: تمہارا نام کیا ہے؟

سوار: قتال۔

عمرو رضی اللہ عنہ: عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے۔ پھر اس سے عمرو رضی اللہ عنہ نے مدینہ کا حال پوچھا۔

سوار: عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے ہیں۔

اس کے چند روز بعد ایک اور سوار کا ادھر سے گزر ہوا، عمرو رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: تم کہاں سے آ رہے ہو؟

سوار: مدینہ سے۔

عمرو بن العاص: تمہارا نام کیا ہے؟

سوار: حرب۔

عمرو بن العاص: اب جنگ ہوگی۔ مدینہ کا کیا حال ہے؟

سوار: حضرت عثمان بن عفان شہید کر دیے گئے ہیں اور علی بن ابی طالب کی بیعت کر لی گئی ہے۔

عمرو بن العاص: میں ابو عبداللہ ہوں گا اور اب جو اس شخص سے جنگ ہوگی جس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی ہوگی۔ اللہ ان کی مغفرت کرے۔ اور ان پر اپنی رحمت نازل کرے۔

اس پر سلامہ بن زنباع جذامی نے لوگوں سے کہا: اے قریشیو! خدا کی قسم تمہارے اور عرب کے درمیان ایک دروازہ تھا مگر وہ ٹوٹ گیا ہے تو دوسرا دروازہ بنا لو۔

عمرو بن العاص: یہی تو ہم چاہتے ہیں۔ دروازہ بنانے کی صلاحیت تو وہی شخص رکھ سکتا ہے جو تکلیف کے راستے کی چوٹ پر قائم رہے اور لوگوں میں برابر انصاف کرے۔ پھر عمرو بن العاص نے تمثیلاً یہ شعر پڑھے:

يـا لهف نـفـسـي عـلـى مـالـك　　　وهـل يـصـرف اللهف حـفـظ القـدر

ترجمہ: ''میری جان مالک پر قربان ہو لیکن اس جان قربان کرنے سے تقدیر میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

أنـــزع من الحـــر أودى بهـــم　　　فـــأعـــذرهـــم أم بـقـومي سكـــر

ترجمہ: کیا اس طرح میں گھبراہٹ سے بچ سکتا ہوں۔ میں تو صرف ایک عذر پیش کر رہا ہوں یا اپنی قوم کا کام کر رہا ہوں''۔

اس کے بعد عمرو بن العاص نے یہاں سے روتے ہوئے کوچ کیا اور بالکل عورتوں کی طرح رو رہے تھے۔ ہائے عثمان کہتے جاتے تھے۔ میں حیا اور دین دونوں کا ماتم کر رہا ہوں۔ عمرو بن العاص اسی طرح روتے ہوئے دمشق پہنچے۔ انہیں پتہ تھا کہ کیا ہونے والا ہے اس لیے وہ دیکھ سوچ رہے تھے۔

ایک پادری کی خلافت کے بارے میں پیشین گوئی:

موسیٰ نے شعیب، سیف اور محمد بن عبداللہ کے حوالے سے ابو عثمان کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب عمرو بن العاص کو عمان بھیجا تو انہوں نے وہاں ایک پادری سے کچھ باتیں سنی تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ تمام باتیں اسی طرح ظہور میں آ گئیں تو عمرو بن العاص نے اس سے سوال کر کے پوچھا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کب ہوگی اور آپ کے بعد کون آپ کا جانشین ہوگا۔

پادری: جو شخص درجہ میں آپ کے بعد ہوگا وہی ان کا جانشین ہوگا۔ اس کی خلافت بہت کم ہوگی۔

عمرو بن العاص: اس کے بعد کون ہوگا؟

پادری: انہی کی قوم میں سے ایک شخص ہوگا جو درجے میں پہلے کے مثل ہوگا۔

عمرو بن العاص: اس کی خلافت کتنی مدت رہے گی؟

پادری: اس کی خلافت ایک طویل مدت ہے پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔

عمرو رضی اللہ عنہ: آیا دھوکے سے قتل ہوگا یا اس کی جماعت اسے قتل کرے گی؟

پادری: دھوکے سے قتل ہوگا۔

عمرو رضی اللہ عنہ: اس کے بعد کون ہوگا؟

پادری: اس کی قوم میں سے ایک شخص ہوگا جو بہت اس کے قریب ہوگا۔

عمرو رضی اللہ عنہ: اس کی مدت خلافت کیا ہوگی؟

پادری: یہ بھی ایک طویل مدت تک خلیفہ رہے گا اور اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔

عمرو رضی اللہ عنہ: یہ کیسے قتل ہوگا؟

پادری: اس کی جماعت اس کی خلافت سے بغاوت کر کے اسے قتل کرے گی۔

عمرو رضی اللہ عنہ: یہ تو انتہائی سخت معاملہ ہے لیکن اس کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟

پادری: اسی کی قوم میں سے ایک شخص خلیفہ ہوگا۔ لوگ اس سے اختلاف کریں گے۔ اس کے زمانے میں باہم بہت سخت لڑائیاں ہوں گی اور ابھی اس کی خلافت پر اتفاق بھی نہ ہونے پائے گا کہ اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔

عمرو رضی اللہ عنہ: یہ کیسے قتل کیا جائے گا؟

پادری: دھوکے سے۔

عمرو رضی اللہ عنہ: اس کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟

پادری: جو شخص ارض مقدس کا امیر ہوگا۔ اس کی حکومت بہت زبردست ہوگی اور بہت دن تک قائم رہے گی اس کے زمانے میں تمام فرقے جمع ہو جائیں گے اور ہر قسم کا انتشار ختم ہو جائے گا۔ یہ خلیفہ اپنی موت مرے گا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب میلان

واقدی نے موسیٰ بن یعقوب کے حوالے سے اس کے چچا کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو انہوں نے فرمایا میں یہاں وادی السباع میں آرام سے بیٹھا ہوں تو گویا میں نے ہی انہیں قتل کیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کے بعد یہ خلافت کسے ملتی ہے۔ اگر طلحہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے ہیں تو وہ عرب کے ایک نوجوان ہیں اور خلافت کے اہل ہیں۔ اور اگر علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے ہیں تو وہ حق کو نچوڑ کر رکھ دیں گے لیکن مجھے ان کی خلافت پسند نہیں۔ جب عمرو رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی گئی ہے تو انہیں یہ بہت ناگوار ہوا اور چند دن تک اسی انتظار میں رہے کہ دیکھیں کیا حالات پیش آتے ہیں۔ جب انہیں طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بصرہ کی جانب کوچ کی اطلاع ملی تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے اس وقت تک خاموش رہنا چاہیے جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔

جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما شہید کر دیے گئے ہیں تو انہیں اس کا انتہائی غم ہوا۔ کسی نے ان سے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا نہیں چاہتے۔ اگر آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جائیں تو وہ آپ کے لیے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہتر

ثابت ہوں گے اور یہ بھی معاویہ ؓ نے حضرت عثمان ؓ کی شہادت کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور وہ ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

عمرو بن العاص کا بیٹوں سے مشورہ

یہ معلوم ہونے کے بعد عمرو بن العاص ؓ نے اپنے بیٹوں کو مشورے کے لیے طلب کیا۔ جب وہ دونوں بیٹے آ گئے تو ان سے فرمایا: تمہیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عثمان ؓ شہید کر دیے گئے ہیں، لوگوں نے علی ؓ کی بیعت کر لی ہے، حضرت معاویہ بھی ان کی مخالفت پر تیار ہیں، تمہاری کیا رائے ہے۔ جہاں تک میری رائے کا تعلق ہے تو علی ؓ کے ساتھ ملنے میں کوئی بھلائی نہیں وہ تو ماننے والے ہی کو پوچھے گا اور اپنے کام میں کسی کو شریک نہ کرے گا۔

عبداللہ بن عمرو ؓ: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو وہ آپ سے راضی تھے، یہی صورت ابوبکر ؓ اور عمر ؓ کی وفات کے وقت تک آپ سے خوش رہے۔ پھر عثمان ؓ بھی تا زندگی آپ سے راضی رہے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ آپ اپنا ہاتھ روکے رکھیں اور اپنے گھر میں بیٹھ جائیں اور جب لوگ کسی ایک امام پر متفق ہو جائیں تو آپ بھی ان کی بیعت کر لیں۔

محمد بن عمرو ؓ: آپ کی عرب میں بڑی حیثیت ہے، لوگوں میں آپ کی بات چلتی ہے۔ مجھے تو ایک امام پر اتفاق ہوتے نظر آتا ہے اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ آپ کا نام اس میں بالکل ذکر نہ ہو۔

عمرو ؓ: اے عبداللہ ؓ! تم نے جو رائے دی ہے وہ واللہ میری آخرت کے لیے بہتر ہے اور اس رائے پر عمل کرنے سے دین بھی سلامت رہے گا اور محمد نے جو رائے دی ہے وہ دنیا کے لحاظ سے بہت بہتر ہے لیکن آخرت کے لحاظ سے بہت بری ہے۔

عمرو بن العاص ؓ کی شام کو روانگی

عمرو بن العاص ؓ نے اس گفتگو کے بعد اپنے بیٹوں کے ساتھ کوچ کیا اور شام پہنچے۔ شام کے باشندے امیر معاویہ ؓ کو قصاص پر آمادہ کر رہے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص ؓ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم راہ حق پر ہو، اس لیے خلیفہ مظلوم کے قصاص کا مطالبہ کرو۔ مگر امیر معاویہ ؓ نے عمرو بن العاص ؓ کے اس قول پر کوئی توجہ نہ دی۔

عمرو بن العاص ؓ کے بیٹوں نے ان سے کہا: معاویہ ؓ نے تمہاری بات کی جانب کوئی توجہ نہیں دی اس لیے آپ کسی اور کے پاس چلیے۔

لیکن عمرو بن العاص ؓ نے اس مشورے پر کوئی توجہ نہ دی وہ تنہا ہی امیر معاویہ ؓ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا: مجھے تم پر بہت تعجب ہے کہ میں تو تمہاری حمایت پر آمادہ ہوں اور تم مجھ سے منہ پھیر رہے ہو۔ خدا کی قسم! اگر ہم تیرے ساتھ خلیفہ کے قصاص کا مطالبہ کریں تو ہمیں اس شخص سے جنگ کرنی ہو گی جس کی سبقت، علم، قرابت رسول اور فضیلت سے تم بھی واقف ہو۔ لیکن ہم نے دنیا کو اختیار کر لیا ہے۔ یہ سن کر معاویہ ؓ نے ان سے صلح کر لی اور ان کی جانب مائل ہو گئے۔

جریر بن عبداللہ ؓ کی پیغام رسانی

جب حضرت علی ؓ جنگ جمل سے فارغ ہو گئے اور بصرہ سے کوفہ کی جانب کوچ کیا تو جریر بن عبداللہ البجلی ؓ کو معاویہ ؓ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا کہ انہیں اطاعت کی دعوت دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب جنگ کے لیے بصرہ تشریف لے گئے تو جریر بن عبداللہ کو جو ہمدان کے گورنر تھے انھیں وہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے گورنر مقرر کیا تھا اور اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے آذربائیجان کے گورنر تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ سے کوفہ کی طرف چلے تو ان دونوں گورنروں سے بیعت لینے اور اپنے پاس چلے آنے کا حکم بھیجا۔ ان دونوں نے لوگوں سے بیعت لی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

عمرو بن شبہ نے ابوالحسن کے حوالے سے الزہری کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بھیجنے کا ارادہ کیا تو جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ مجھے قاصد بنا کر بھیجئے۔ کیونکہ میری ان سے دوستی ہے۔ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو آپ کی اطاعت کی دعوت دوں گا اور انھیں اس پر مجبور کروں گا۔

اشتر: آپ اسے ہرگز معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نہ بھیجئے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ یہ دل سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔

علی رضی اللہ عنہ: انھیں جانے دو تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ یہ وہاں سے کیا خبر لاتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط کی تحریر دی جس میں لکھا کہ تمام مہاجرین و انصار نے ان کی بیعت پر اتفاق کر لیا ہے۔ اس میں طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے بیعت توڑنے اور ان سے جنگ کا بھی ذکر کیا۔ اس خط میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی اطاعت کی دعوت دی تھی کہ جیسے مہاجرین و انصار نے میری اطاعت قبول کر لی ہے اسی طرح تم بھی میری بیعت کر لو۔

جب حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ شام پہنچے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں ٹالنا شروع کیا تاکہ وہ یہاں کا حال دیکھیں اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بلا کر مشورہ طلب کیا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ شام کے رؤسا کو جمع کرنے کے لیے لکھیے اور خون عثمان رضی اللہ عنہ کا الزام ان کے سر تھوپ کر ان سے جنگ شروع کر دیجئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی رائے پر عمل کیا۔

قمیص عثمان رضی اللہ عنہ

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ مدینے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وہ قمیص لے کر شام پہنچے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تھے اور جو خون میں تربتر تھا اور اس کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ نائلہ کی انگلیاں بھی تھیں جن میں سے دو انگلیاں تو جوڑوں سے کٹی ہوئی تھیں ایک ہتھیلی سے اور دو بیچ سے کٹی ہوئی تھیں اور آدھا انگوٹھا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ قمیص منبر پر رکھ دیا اور تمام علاقوں کے لشکروں کو اس قمیص کے معائنے سے مطلع کیا۔ لوگ اس قمیص پر ٹوٹ پڑے۔ یہ قمیص ایک سال تک منبر پر رکھا رہا اور انگلیاں لٹکتی رہیں۔ لوگ اس قمیص کو دیکھ کر زار و قطار روتے تھے لوگوں نے قسمیں کھائی تھیں کہ وہ اس وقت تک اپنی بیویوں کے پاس نہ جائیں گے اور نہ احتلام کے بغیر غسل کریں گے اور نہ بستروں پر سوئیں گے جب تک قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کر دیں اور جو شخص ان کی راہ میں حائل ہوگا اسے قتل کر دیں گے یا خود ختم ہو جائیں گے۔ لوگ اسی طرح قمیص عثمان رضی اللہ عنہ کے نیچے روتے رہے۔ یہ قمیص روزانہ منبر پر رہتا تھا۔ کبھی کبھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس قمیص کو خود پہنتے اور اپنے گلے میں نائلہ کی انگلیاں ڈال لیتے۔

عمرو بن شبہ نے ابوالحسن کے حوالے سے عوانہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے شام میں تین ماہ قیام کیا

جب وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آئے تو انہوں نے بتایا کہ اہل شام آپ سے جنگ کرنے پر متفق ہیں، وہ سب کے سب عثمان رضی اللہ عنہ کے غم میں رو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور ان کے قاتلوں کو پناہ دی اور وہ اس وقت تک باز نہ آئیں گے جب تک ان قاتلوں کو قتل نہ کر دیں گے۔

اشتر کی بدزبانی

چونکہ اشتر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ آپ جریر کو نہ بھیجیں لیکن جریر رضی اللہ عنہ کو معاویہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ مجھے یہ پتہ تھا کہ ان کا نفس اور ان کے دل میں آپ کی جانب سے عداوت پوشیدہ ہے۔ اس لیے میں نے کہا تھا کہ آپ مجھے تو معاویہ کی طرف روانہ کر دیتے۔ یہ جریر سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، وہ ہر دروازہ جو وہ اپنے لیے کھلا ہوا چاہتا ہوگا اسے کھلا رہنے دیا اور جسے بند ہو جاتا ہوگا اسے بند کرا دیا ہوگا۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم وہاں جاتا تو وہ فوراً تجھے قتل کر دیتے کیونکہ ان کا کہنا یہی ہے کہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے ہے۔

اشتر: خدا کی قسم اے جریر رضی اللہ عنہ اگر میں جاتا تو ان کے جواب کا انتظار نہ کرتا اور معاویہ پر ایسا حملہ کرتا کہ ان کی جان پر فکر سے نجات دیتا اور اگر امیر المومنین میری بات تسلیم کر لیتے تو تجھے اور تجھ جیسے آدمی کو ایسے قید خانے میں بند کر دیتے کہ جہاں سے تم کبھی بھی نہ نکل سکتے اور یہ تمام معاملات طے ہو جاتے۔

اس بات پر جریر رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر قرقیسیا چلے گئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ دیا کہ تم فوراً علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دو۔ ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نکلے اور کوچ کر کے مقام نخیلہ میں قیام کیا۔ یہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بصرہ کا لشکر لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفین کو روانگی

عبداللہ بن احمد المروزی نے اپنے والد سلیمان، عبداللہ اور معاویہ بن عبدالرحمن کے واسطے سے ابوبکر الہذلی کی یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نخیلہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور خود روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ مدائن جا کر اترے وہاں کیا اور ان سے مشورہ لیا بعض کی رائے تھی کہ آپ خود فوج میں شریک ہوں اور یہاں سے لشکر روانہ کر دیں۔ بعض لوگوں کی رائے یہ تھی کہ آپ کو خود ساتھ چلنا چاہیے۔ الغرض اس رائے پر اتفاق ہوا اور لوگوں نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگی تیاریاں

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارادے کی خبر ملی تو انہوں نے عمرو بن العاص کو طلب کیا اور ان سے مشورہ کیا۔

عمرو رضی اللہ عنہ: جب آپ کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ خود جنگ کرنے کے لیے آ رہے ہیں تو تم بھی خود ہی آگے بڑھ جاؤ اور اپنی تدبیر کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

معاویہ رضی اللہ عنہ: اے ابو عبداللہ تم اب تیاری کرو۔

لوگ جنگ کی تیاریاں کرنے لگے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان کے پاس جاتے اور ان سے کہتے کہ اہل عراق اور ان کے ساتھیوں

[illegible] مختلف قوموں میں بٹے ہوئے ہیں ان کی حکومت ختم ہو چکی [illegible] ہیں۔ [illegible] جانتے ہوں گے [illegible] علی رضی اللہ عنہ کے [illegible] کے [illegible] رہے ہیں اب علی رضی اللہ عنہ [illegible] حکومت کے لئے [illegible] میں شامل ہیں [illegible] خلیفہ کو قتل کیا ہے [illegible] اللہ [illegible] ان قوموں پر [illegible] جائے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام کے تمام لشکروں کو تیاری کا حکم دیا اور ایک تمام لشکر کا جھنڈا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے [illegible] دیا۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ جھنڈا اپنے غلام وردان کو دیا۔ ایک جھنڈا اپنے بیٹے محمد بن عمرو کو اور ایک جھنڈا [illegible] دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک جھنڈا اپنے غلام قنبر کو دیا۔ اس پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا۔

هل يغنين وردان عني قنبرا ۔۔۔ وتغني السكون عني حميرا
اذا الكماة لبسوا السنورا

ترجمہ: ”کیا میری طرف سے وردان قنبر کے لئے کافی ہو جائے گا اور کیا میری طرف سے سکون حمیر کے لئے کافی ہو سکے گا جب کہ بہادر [illegible] زرہیں پہن لیں گے۔“

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان شعروں کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا:

لاصبحن العاصي بن العاصي ۔۔۔ سبعين الفا عاقدي النواصي

ترجمہ: ”میں ضرور بضرور نافرمان بن نافرمان کے پاس ستر ہزار ایسے لشکر لے کر پہنچوں گا جن کے ہاتھوں میں گھوڑوں کی باگیں ہوں گی۔“

مجنبين الخيل بالقلاص ۔۔۔ مستحقبين حلق الدلاص

ترجمہ: جو میدان میں گھوڑے اور اونٹ [illegible] لے جاتے ہیں اور جو زرہیں پہنے ہوئے تیار بیٹھے ہیں۔

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ اشعار معلوم ہوئے تو انھوں نے عمرو رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یقین ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے جو کہا ہے وہ تیرے ساتھ پورا کر کے دکھائے گا۔

ولید کے اشعار:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] سے کام لے رہے تھے انہوں نے [illegible] بھی خوف لاحق تھا۔ [illegible] ولید رضی اللہ عنہ نے اس پر کوئی [illegible] اعتراض کیا تھا جس کی نظروں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی [illegible] صورت میں بھی اس نے حمایت کی تھی۔ جب ولید کو یہ معلوم ہوا تو اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس یہ اشعار لکھ کر بھیجے۔

الا ابلغ معاوية بن حرب ۔۔۔ فانك من اخي ثقة مليم

ترجمہ: ”کوئی معاویہ بن حرب کو یہ پیغام پہنچا دے کہ تو اپنے معتبر بھائی کی جانب سے ملامت کے قابل ہے۔“

[illegible]

مزید کہا: "افسوس صد افسوس کہ عراق والوں کی رائے پر تیز و طرار لے گئی ہوں گے۔"

عوانہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیاد بن النضر الحارثی کو آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ ان کے پیچھے پیچھے شریح بن ہانی کو چار ہزار فوج دے کر بھیجا۔ پھر لشکر کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نخیلہ سے کوچ کر کے مدائن میں قیام کیا۔ وہاں سے کئی جماعت سے جنگ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدائن پر سعد بن مسعود الثقفی رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا جو مختار بن ابی عبید کذاب کے چچا تھے۔ وہاں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معقل بن قیس رضی اللہ عنہ کو تین ہزار لشکر دے کر روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ موصل پر قبضہ کرو۔

دریائے فرات پر پل باندھنے کا حکم:

ہشام بن محمد نے ابو مخنف، حبان بن علی کے حوالے سے عبداللہ بن عمار بن عبد یغوث البارقی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ رقہ پہنچے تو انہوں نے اہل رقہ سے فرمایا: "میرے لیے یہاں دریائے فرات پر ایک پل باندھ دو تاکہ میں دریا عبور کر کے شام کی سرزمین میں داخل ہو جاؤں۔" انہوں نے پل باندھنے سے انکار کر دیا۔ ان لوگوں نے کشتیاں پہلے ہی سے اپنے قبضہ میں کر لی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہاں سے کوچ کر کے منبج کے پل کی طرف بڑھے تاکہ ادھر سے دریا عبور کیا جا سکے اور یہاں اشتر کو چھوڑ گئے۔

اشتر نے دل میں خیال کیا کہ جس طرح منبج کے پل سے دریا پار کرنے کو ہی طرح ہمیں بھی یہاں سے دریا پار کرنا چاہیے۔ اس نے اہل رقہ سے پکار کر کہا:

> "اے قلعہ والو! میں تمہیں اللہ عزوجل کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر امیر المومنین رضی اللہ عنہ دوسرے منبج کے پل سے گزر گئے اور تم نے یہاں ہمارے لیے پل نہ بنایا تو میں تم پر تلوار لے کر ٹوٹ پڑوں گا، تمہارے مردوں کو قتل کروں گا اور تمہاری زمین کو اجاڑ کر رکھ دوں گا، تمہارے قبضہ میں جتنے مال ہیں وہ سب چھین لوں گا۔"

یہ سن کر اہل رقہ نے باہم مشورہ کیا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اشتر جس بات کی قسم کھاتا ہے وہ بعض پوری کر کے دکھاتا ہے اور اگر وہ کسی وقت قسم پوری نہ کر سکے تب بھی اس صورت میں وہ کسی کو بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ان کے پاس پیغام بھیج دیں کہ ہم پل باندھنے کے لیے تیار ہیں۔ انہوں نے یہ پیغام اشتر کے پاس بھیج دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی منبج کی جانب سے ادھر ہی واپس آ گئے۔ جب پل تیار ہو گیا تو اس پر سے سوار و پیدل گزرنے لگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کو حکم دیا کہ تم تین ہزار سواروں کے ساتھ پیچھے رہو۔ جب لشکر پل پر سے گزر جائے تو اس وقت پل عبور کرو۔ اشتر اپنے دستے کے ساتھ دریا کے کنارے ٹھہرا رہا۔ جب ساری فوج گزر گئی تو اس نے پل عبور کیا۔

ابو مخنف نے حبان بن علی کے حوالے سے عبداللہ بن عمار بن عبد یغوث کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب ساری فوج دریا پار کر رہی تھی تو گھوڑے آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے، اسی کشمکش میں عبداللہ بن ابی الحصین الازدی کی ٹوپی نیچے گر پڑی۔ انہوں نے دریا میں اتر کر ٹوپی نکالی۔ پھر عبداللہ بن حجاج الازدی کی ٹوپی گر پڑی تو اس نے بھی نیچے اتر کر ٹوپی نکال لی۔ اس کے بعد عبداللہ بن الحجاج نے عبداللہ بن ابی الحصین سے مخاطب ہو کر یہ شعر کہا۔

[illegible] [illegible]

ترجمہ: "اگر ہمارے لیے راستے کو خالی کر دیا گیا ہے تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بھی اس کے قائل ہوں گے"۔

عبداللہ بن ابی الحصین نے کہا: "جو بات آپ نے کہی ہے وہ میرے دل کی بات ہے"۔ یہ دونوں صفین کے روز مارے گئے۔

اہل عانات کا پل بنانے سے انکار:

ابومخنف نے خالد بن قطن الحارثی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب دریائے فرات عبور کرنا چاہا تو زیاد بن النضر اور شریح بن ہانی کو طلب فرمایا اور انھیں حکم دیا کہ تم اپنے دستے لے کر بطور ہراول آگے جاؤ۔ وہ اس سے پہلے وقت بھی بطور ہراول آگے آگے گئے تھے۔ یہ دونوں دریا کے کنارے کنارے اس خشکی پر سفر کرتے رہے جو کوفہ کے قریب واقع ہے اور یہاں سے سفر کر کے دونوں عانات پہنچے۔

انھیں یہ اطلاع مل چکی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دستے کے ساتھ جزیرہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ وہ جزیرہ سے دریا عبور کرنا چاہتے ہیں۔ ادھر انھیں یہ بھی اطلاع مل چکی تھی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ شامیوں کا لشکر لے کر علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر بڑھ رہے ہیں تو عانات پہنچنے کے بعد انہوں نے غور و فکر کیا کہ یہ کسی صورت میں مناسب نہیں کہ ہمارے اور امیر المومنین کے درمیان دریا حائل رہے ورنہ کسی صورت میں شامی لشکر ہم پر ٹوٹ پڑے۔ چونکہ ہماری تعداد بھی کم ہے اس لیے شامی لشکر سے مقابلہ بھی دشوار ہوگا اور کسی قسم کی امداد پہنچنی بھی ناممکن ہے اس لیے بہتر ہے کہ دریا کو فوراً عبور کر لیا جائے۔

انھوں نے اہل عانات کے پاس کہلا کر بھیجا کہ تم لوگ ہمارے لیے دریا پر پل باندھ دو انھوں نے پل باندھنے سے انکار کر دیا اور کشتیاں بھی سب روک لیں۔ یہ مجبوراً یہاں سے واپس ہوئے اور ہیت پہنچ کر وہاں سے دریا عبور کیا اور آپ کے قریب پہنچ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے مل گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل عانات پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ان میں سے کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ نے قلعہ میں پناہ لے کر دروازہ بند کر لیا۔

جب یہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے عرض کیا یہ بہت تعجب کی بات ہے کہ ہمارا مقدمۃ الجیش ہمارے پیچھے آ رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں آگے روانہ کیا انھوں نے راستے کے جو حالات پیش آئے تھے وہ علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیے۔

لشکروں کا آمنا سامنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب دریائے فرات عبور کیا تو پھر ان دونوں کو آگے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ جب یہ دونوں روم کی سرحد پر پہنچے تو سامنے سے حضرت ابوالاعور السلمی رضی اللہ عنہ عمرو بن سفیان شامی مقدمۃ الجیش لے کر آ رہے تھے۔ ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا کر بھیجا کہ ہمارے مقابلے پر ابوالاعور سلمی رضی اللہ عنہ آئے ہیں ہم نے انھیں آپ کی اطاعت کی دعوت دی لیکن ان میں سے کسی نے بھی یہ بات قبول نہیں کی۔ آپ جو حکم فرمائیں ہم اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہیں۔

اشتر کی سپہ سالاری:

یہ حالات معلوم ہونے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کو طلب کیا اور اس سے بیان کیا کہ میرے پاس زیاد اور شریح نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ ہمارے مقابلے کے لیے ابوالاعور السلمی رضی اللہ عنہ شامیوں کا دستہ لے کر آئے ہیں اور مجھے قاصد نے یہ بھی اطلاع دی ہے

[illegible]

حضرت علی مرتضیٰ کا خط

[illegible]

پہلی جنگ

[illegible]

اشتر کی دعوت مقابلہ

[illegible]

اشتر: اگر میں بھی یہ پسند کروں تو اپنے مقابلے کی دعوت دے کر کیا وہ اسے قبول کر لے گا۔

سنان: کیوں نہیں! اگر آپ اس کا حکم دیں گے تو میں چلا جاؤں گا۔ اگر دشمنوں میں گھس جاؤں اور وہاں تک پہنچ جاؤں اور یہ پیغام ان سے اجنبی ہو تو بھی ان کے پاس پہنچ جاؤں گا۔

اشتر: اے میرے بھتیجے! اللہ تیری عمر دراز کرے تو نے اب وہ بات کہی ہے جس سے تیری اچھی حمیت ظاہر ہوتی ہے۔ میں تجھے اس کے مقابلے پر نہیں بھیجوں گا بلکہ تو اسے میرے مقابلے کی دعوت دے۔ اور میں یہ جانتا ہوں کہ وہ ہرگز بھی اسے قبول نہ کرے گا کیونکہ یہ اس کی شان کے خلاف ہے۔ وہ کبھی بھی کسی شخص کے مقابلے پر نہ آئے گا مگر صرف اشراف اور خاندان میں اپنا ہمسر ہو اور تو بھی خاندان اور عزت و شرف میں اس کا ہمسر ہے لیکن وہ تجھ سے بھی مقابلہ نہ کرے گا کیونکہ تو جوان ہے اور ابو الاعور تیری عمر کے لوگوں پر ہاتھ اٹھانا پسند نہیں کرتا۔ تو اسے میرے مقابلے کی دعوت دے۔

سنان ابو الاعور سلمی کے لشکر کی طرف بڑھا اور چلا کر کہا مجھے امان دو۔ میں قاصد ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اسے امان دی اور وہ آگے بڑھ کر ابو الاعور سلمی کے پاس پہنچا۔

اشتر کی شجاعت

ابو مخنف نے نضر بن صالح کے حوالے سے سنان کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں ابو الاعور سلمی کے پاس پہنچا اور ان سے یہ کہا کہ اشتر آپ کو اپنے مقابلے کی دعوت دیتا ہے۔

ابو الاعور سلمی کافی دیر تک خاموش رہے پھر فرمایا: اشتر کی بے وقوفی اور خباثت کی انتہا یہ ہے کہ اس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عاملوں کے خلاف اقدامات کر کے ان کی برائیاں بیان کیں تاکہ ان سے حکومت چھینی جا سکے۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا اور انہیں ان کے مکان اور گھر میں محصور کر دیا حتیٰ کہ وہ ان کے قتل میں شریک ہو گیا۔ اب اس نے ان کا خون اپنے سر لیا۔ مجھے ایسے شخص کے مقابلے کی ضرورت نہیں۔

سنان: آپ نے جو کچھ کہا ہے میں اس کے جواب دے سکتا ہوں۔

ابو الاعور سلمی: مجھے اس بات کا کوئی جواب سننے کی ضرورت نہیں۔ تم یہاں سے چلے جاؤ۔

ابو الاعور سلمی کے لشکریوں نے چلا کر مجھے پکارا۔ میں واپس چلا آیا اور اگر ابو الاعور سلمی میری بات سنتے تو میں انہیں اشتر کی جانب سے مکمل جواب دیتا۔ چنانچہ میں نے ان کے اس اقدام کی وجہ سے ... اپنے لشکر میں واپس آیا اور اشتر کو ان کے جواب سے مطلع کیا۔

اشتر: اس نے اپنی جان کا خیال کیا۔

اشتر اور ابو الاعور کی رات بھی اسی طرح جنگ جاری رہی۔ جب رات ہوئی تو دونوں لشکر جدا ہو گئے اور تمام رات ایک دوسرے کے خوف سے پہرہ دیتے رہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ شامی لشکر راتوں رات یہاں سے چلا گیا۔

اس کے بعد اشتر اپنا مقدمہ لے کر آگے بڑھا اور ابو الاعور سلمی کے لشکر کے سامنے پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکر اسی جگہ ٹھہرا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لشکر کے پڑاؤ کے لیے

[illegible]

[illegible]

اور معاویہ سے [illegible] آپ کے بعد [illegible] عثمان کا بیٹا [illegible] کے قتل [illegible] سے بچا لیا تھا اس نے [illegible]
[illegible] کی۔ [illegible] معلوم [illegible] تجھے [illegible] ہے۔

محمد بن مخنف کہتے ہیں کہ میں شام کے وقت لوٹ کر آیا اور [illegible] اٹھایا [illegible] کے [illegible]
[illegible] آیا تھا [illegible] کے [illegible] سے [illegible] میں [illegible] سے اپنے
باپ مخنف کے پاس لے آئے۔

مخنف یہ لڑکا کہاں سے لائے؟

محمد میں نے اسے قید کیا ہے۔ میں نے اس لیے ساتھ کیا ہے کہ میرے باپ [illegible] معلوم ہوا تو شاید وہ [illegible] اور
[illegible] سے روک دے۔

مخنف اچھا تو ان لوگوں کو پانی پلاؤ۔

میں نے لوگوں کو پانی پلایا اور سب سے آخر میں میرے باپ نے پانی پی لیا پھر [illegible] دل [illegible] جب [illegible]
میدان میں پہنچا تو [illegible] بعد تھا ان لوگوں نے [illegible] پانی [illegible] اس کے بعد [illegible]
پانی بھرتے رہے۔ ہمارے اور شامیوں کے سقے گھاٹ پر جمع تھے اور [illegible] ایک دوسرے سے کترا جاتے تھے لیکن کوئی
کسی کو ذرہ بھر بھی تکلیف نہیں پہنچاتا تھا۔

جب میں میدان سے واپس لوٹا تو مجھے [illegible] کا [illegible] نظر آیا۔ میں نے اس سے پوچھا تمہارا [illegible] آپ کیا
[illegible] دیکھتے [illegible] ان کا [illegible] جواب دیا [illegible]
ان کی کوئی [illegible] نہیں۔

اگلے روز وہ شخص میرے باپ کے پاس آیا اور ان سے ملاقات کی [illegible] میں عراقی تھا اس نے میرے باپ سے
پوچھا کیا اس نوجوان سے آپ کی کیا رشتہ داری ہے؟

مخنف یہ میرا بیٹا ہے۔

شخص مذکور اللہ آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا رکھے کل اس لڑکے نے مجھے قتل ہونے سے بچا لیا [illegible]
[illegible] نے یہ بیان کیا تھا کہ [illegible] سب سے زیادہ [illegible] آپ کے بیٹے نے [illegible] کی۔

باپ نے مجھے [illegible] غصے سے گھور کر دیکھا اور زبان سے کچھ نہ کہا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو باپ نے مجھ سے [illegible] نے مجھے
پہلے [illegible] تھا اب [illegible] صرف [illegible] ایک [illegible] میں نے
حصہ لیا تھا۔

ابو مخنف نے یونس بن ابی اسحاق السبیعی کے حوالے سے مہران مولیٰ یزید بن ہانی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میرا آقا یزید بن
ہانی جس روز جنگ میں شریک تھا اس کے ایک ہاتھ میں مشک تھی جب شامی پانی سے پیچھے ہٹے تو میں مشک لے کر پانی بھرنے کے لیے
دریا پر پہنچا۔ جب تک پانی نہ بھر لیا تو میں نے جنگ کی اور [illegible] تیر چلایا۔

[illegible] کا بیان

[illegible]

بیان کیے۔

امیر معاویہ [illegible] روانگی

[illegible]

امیر معاویہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

ابو مخنف نے یوسف بن یزید سے [illegible] عبداللہ بن عوف بن احمر کا بیان نقل کیا ہے کہ جب معاویہ [illegible] عمرو بن العاص نے آ کر [illegible] حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

عمرو: جب ان لوگوں [illegible] پانی [illegible] تو کیا وہ پیاسے رہ جائیں گے؟

معاویہ رضی اللہ عنہ: میرا خیال ہے تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے پہنچنے شروع ہو گئے تاکہ دشمنوں کو پانی سے روکا جا سکے۔ [illegible] پہلے تیر [illegible] نیزوں [illegible] پھر [illegible] چلے اور آخر میں تلواریں نکل آئیں یہاں تک کہ ان پر غالب آئے اور پانی [illegible] پانی کا ایک قطرہ بھی [illegible] لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اپنی ضرورت کا پانی لے لو اور اپنے لشکر کے ساتھ واپس آ جاؤ اور پانی کو ان لوگوں کے لیے چھوڑ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ظلم اور زیادتی کے باعث تمہاری امداد فرمائی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پیغام

ابو مخنف نے عبدالملک بن ابی حرہ الحنفی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا آج تو تم جوش میں کامیاب ہو گئے ہو۔ پھر آپ پانی سے الگ ہو کر آ گئے۔ دو دن تک اسی طرح دونوں لشکر خاموش رہے۔ نہ تو علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو کوئی پیغام بھیجا اور نہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوئی قاصد بھیجا۔

دوسرے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بشیر بن عمرو بن محصن انصاری، سعید بن قیس ہمدانی اور شبث بن ربعی کو طلب کیا اور ان سے فرمایا تم معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں اللہ کی طرف، اطاعت امیر کی طرف آنے اور جماعت کے ساتھ ملنے کی دعوت دو۔

شبث: آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو کچھ لالچ دیں اور ان سے کہیں کہ اگر وہ آپ کی بیعت کر لیں تو آپ ان کو کسی قوم کی امارت عطا کر دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تم ان کے پاس جاؤ۔ ان سے بحث کرو اور دیکھو ان کی کیا رائے ہے۔

یہ حضرات معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے، یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۳۶ھ کے شروع کا تھا۔ وہاں پہنچنے کے بعد بشیر بن عمرو نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا:

"اے معاویہ! یہ دنیا ایک نہ ایک دن تم سے الگ ہو جائے گی اور تم آخرت کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ اللہ عزوجل تم سے تمام اعمال اور تمہارے کاموں کا حساب لے گا۔ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ جماعت میں تفریق پیدا نہ کیجیے اور مسلمانوں کا آپس میں خون نہ بہایئے۔"

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے درمیان ہی میں بات کاٹ کر فرمایا: جس طرح تم مجھے نصیحت کر رہے ہو، کیا یہی نصیحت اپنے امیر کو بھی کی ہے۔

بشیر: میرا امیر تم جیسا امیر نہیں۔ وہ تمام مخلوق میں اس امر کی فضیلت رکھنے کا سب سے زیادہ حقدار ہے اس لیے کہ وہ

یہ آپ کے لیے نصیحت بھی ہے اور سب سے بہتر بھی۔ انہیں جو سبقت اسلام بھی حاصل ہے اور جو آپ ﷺ کی قرابت بھی۔

امیر معاویہ: پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔

بشیر: وہ تمہیں تقویٰ اختیار کرنے، معاویہ! ان سے بیعت کرنے اور حق کے معاملہ میں ان کی اطاعت کرنے کا حکم دیتے ہیں اس میں تمہاری دنیا بھی تمہارے لیے اور آخرت کی بھی بھلائی ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: تو کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کو رائیگاں جانے دوں، خدا کی قسم ایسا تو میں ہرگز بھی نہ ہونے دوں گا۔

سعید بن قیس نے کچھ جواب دینا چاہا لیکن شبث بن ربعی نے پہل کی۔ وہ آگے بڑھا اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا:

"اے معاویہ رضی اللہ عنہ! تو نے جو بشیر کو جواب دیا ہے اسے میں خوب سمجھ گیا ہوں خدا کی قسم تمہارے ارادے اور تمہارے مقصد ہم پر مخفی نہیں ہیں۔ تمہارے پاس لوگوں کو بہکانے کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس بات کے جس سے تم لوگوں کو اپنی جانب مائل کیے ہوئے ہو اور اسی لیے وہ تمہاری اطاعت کرتے ہیں۔ تم کہتے ہو کہ ان لوگوں کو چھوڑ دو جنہوں نے تمہارے امام کو مظلوم قتل کر دیا ہے اور ہم ان کا قصاص چاہتے ہیں۔ اس پر بے وقوف اور کم عقل لوگ تمہارے ساتھ ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ہم یہ خوب جانتے ہیں کہ تم نے بھی عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے میں دیر کی اور تم اس بات کے خواہش مند تھے کہ وہ قتل ہو جائیں تاکہ تم ان کے خون کا مطالبہ کر کے یہ مرتبہ حاصل کر سکو۔

بعض اوقات انسان طاقت و قوت سے زیادہ اہم کام کی تمنا نہیں کرتا ہے اور بعض اوقات یہی بات ہے کہ انسان کی وہ تمنا پوری ہو جاتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ عطا فرما دیتا ہے اور بسا اوقات وہ جاتی رہتی ہے۔ ان دونوں کا حصول کسی بھی کام کے لیے بہتر ہے۔ خدا کی قسم اگر تمہیں یہ حاصل ہو گیا تو اس وقت تم تمام عرب میں سب سے بدترین شخص ہو گے اور اگر تمہارے ارادے پورے نہ ہوئے تو تم اس وقت تک اسے حاصل نہیں کر سکتے جب تک خون ریزی کا مستحق نہ ہو لو۔ اے معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے ارادوں سے باز آؤ اور خلافت کے معاملہ میں اس شخص سے اختلاف نہ کرو جو فی الحقیقت اس کا اہل ہے۔"

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد شبث کی اس تقریر کا جواب دیا:

"تیری تقریر سے مجھے سب سے زیادہ یہ بات معلوم ہوئی کہ تو انتہائی بے وقوف اور بے عقل شخص ہے کہ تو نے اپنی قوم کے سردار اور شریف و باحسب شخص کی گفتگو کے درمیان میں قطع کلامی کی ہے، تو نے جو کچھ کہا ہے مجھے علم ہے تو اور تیری طرح تو نے جھوٹ سے کام لیا ہے، اے جاہل اعرابی! تو نے اپنی جھوٹی تقریر کی ہے تم لوگ میرے پاس سے چلے جاؤ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ اب تلوار کرے گی۔"

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انتہائی غضب ناک ہو گئے تھے۔ تینوں حضرات ان کے پاس سے واپس ہو گئے۔ چلتے ہوئے شبث نے یہ جملہ کہا کہ کیا تو ہمیں تلوار سے ڈراتا ہے؟ خدا کی قسم، وہ تلوار بہت جلد تیرے سر پر پہنچ جائے گی۔

ان لوگوں نے اس [illegible] حضرت علی کی [illegible] سے بیان کیا ہے۔ یہ [illegible] کی تھی۔

جنگ صفین:

حضرت علی کی فوج سے روزانہ ایک دستہ نکلتا تھا۔ اسی طرح معاویہ کی جانب سے بھی ایک دستہ میدان میں نکلتا۔ ان دونوں دستوں میں جنگ ہوتی اور شام ہونے کے بعد دونوں واپس چلے جاتے۔ کبھی [illegible] کبھی فریقین [illegible] ہوتے اور [illegible] یہاں تک کہ [illegible] محرم کا مہینہ آ گیا اور جنگ ملتوی ہو گئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے عدی بن حاتم، اشتر، حجر بن عدی، شبث بن ربعی، خالد بن المعمر، زیاد بن النضر، زیاد بن خصفہ التیمی، سعید بن قیس، معقل بن قیس اور قیس بن سعد [illegible] ایک ایک [illegible] اکثر و بیشتر اشتر [illegible]

معاویہ کی جانب سے عبدالرحمن بن خالد، ابو الاعور السلمی، حبیب بن مسلمہ، ابن ذی الکلاع، عبید اللہ بن عمر بن الخطاب، شرحبیل بن سمط، حمزہ بن مالک [illegible] لڑتے رہے۔

اسی طرح تمام ماہ ذی الحجہ جنگ ہوتی رہی اور بعض اوقات دن میں دو بار جنگ ہوئی۔

اشتر کی شجاعت:

ابو مخنف نے [illegible] کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ایک روز اشتر جنگ کے لیے نکلے۔ ان کے ساتھ [illegible] اور [illegible] سوار تھے جب جنگ زوروں پر ہوئی تو معاویہ کی جانب سے ایک شخص میدان میں آیا۔ خدا کی قسم [illegible] نے [illegible] لمبا اور موٹا [illegible] اس نے اپنے مقابل کو دعوت دی۔ ہماری جانب سے اس کے مقابلے کے لیے اشتر کے علاوہ کوئی نہ نکلا۔ ان دونوں میں جنگ ہوئی [illegible] قتل کر دیا۔ خدا کی قسم ہم [illegible] ڈر رہے تھے کہ [illegible] ہم نے اشتر [illegible] جب اشتر نے [illegible] قتل کر دیا تو ایک شخص نے یہ شعر پڑھا

[illegible]

ترجمہ: "[illegible]"

ایک [illegible] نوجوان نے جب اس شعر کو سنا [illegible] اشتر [illegible] کے پاؤں [illegible]

الغرض ماہ ذی الحجہ بھر دونوں لشکروں میں اسی طرح جنگ ہوتی رہی۔ جب محرم آیا تو دونوں نے ایک دوسرے سے جنگ بندی [illegible] صلح کی گفت و شنید کی جا سکے [illegible]

اسی سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت عبد اللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا اور [illegible]

باب ۱۰

حضرت علی ؓ اور امیر معاویہ ؓ کی جنگ بندی

باہمی صلح کی گفت و شنید:

۳۷ھ کے شروع میں محرم الحرام میں حضرت علی ؓ اور امیر معاویہ ؓ کے درمیان جنگ رک گئی اور دونوں ایک مدت تک جنگ بندی پر تیار ہو گئے تاکہ کسی طرح باہم صلح ہو سکے۔

ہشام بن محمد نے ابو مخنف سے، انہوں نے سعد ابو المجاہد الطائی سے، انہوں نے محل بن خلیفہ الطائی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علی ؓ اور امیر معاویہ ؓ کے درمیان صفین میں جنگ بند ہو گئی تو صلح کی غرض سے دونوں نے ایک دوسرے کے پاس اپنے قاصد روانہ کیے۔ حضرت علی ؓ نے حضرت عدی بن حاتم طائی، یزید بن قیس الارحبی، شبث بن ربعی اور زیاد بن خصفہ کو صلح کی غرض سے امیر معاویہ ؓ کے پاس روانہ کیا۔

عدی ابن حاتم ؓ کی تقریر:

جب یہ وفد حضرت امیر معاویہ ؓ کی خدمت میں پہنچا تو عدی ابن حاتم ؓ نے گفتگو شروع کی۔ اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا

"ہم آپ کے پاس اس غرض سے آئے ہیں تاکہ ہم آپ کو ایسی بات کی دعوت دیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اور اس امت کو متحد کر دے اور خونوں کے دریا جو بہہ رہے ہیں بند ہو جائیں۔ ہم آپ کو صلح کی دعوت دیتے ہیں تاکہ مسلمان محفوظ ہو جائیں اور امت کو جو نقصان پہنچ رہا ہے وہ ختم ہو جائے۔

اے معاویہ ؓ! تمہارے چچا زاد بھائی علی ؓ تمام مسلمانوں کے سردار اور تمام لوگوں میں سابق الاسلام ہیں اور انہوں نے سب سے زیادہ اسلام کی خدمت کی ہے اور لوگ ان پر متفق ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے لوگوں کو ایسے بہترین شخص کو خلیفہ منتخب کرنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ کے اور تمہارے ساتھیوں کے علاوہ کوئی ان کا مخالف نہیں ہے۔ اے معاویہ ؓ! تم ان اختلافات سے باز آجاؤ کہیں اللہ تعالیٰ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا وہی حشر نہ کرے جو اس نے اصحاب جمل کا حشر کیا تھا"۔

امیر معاویہ ؓ کا جواب:

امیر معاویہ ؓ نے فرمایا:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم صلح کی باتیں نہیں کرتے ہو بلکہ دھمکی کی غرض سے میرے پاس آئے ہو۔ اے عدی! یہ تو بہت افسوس کی بات ہے۔ خدا کی قسم! میں حرب کا بیٹا ہوں مجھے ایسی دھمکیوں سے نہیں ڈرایا جا سکتا۔ خدا کی قسم تم

کیا تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے جنہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف لوگوں کو ابھارا تھا اور تو بھی ان کے قاتلین میں داخل ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل عثمان رضی اللہ عنہ کے بدلے تجھے ضرور قتل کرے گا۔ دور ہو اے عدی ابن حاتم بلکہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو ایک عرصہ سے ان کا انتظار کر رہا ہے"۔

شبث اور زیاد کی تقاریر

پھر گفتگو میں شبث ابن ربعی اور زیاد بن خصفہ درمیان میں بول پڑے کہ

"ہم تو آپ کے پاس صلح کی غرض سے آئے ہیں اور آپ اس قسم کی گفتگو فرما رہے ہیں اور ہمارے سامنے مثالیں پیش کر رہے ہیں آپ بے فائدہ اور لا یعنی باتوں کو ترک کر دیجیے اور ایسی بات کہیے جس سے ہمیں بھی فائدہ ہو اور آپ کا بھی فائدہ ہو"۔

یزید ابن قیس کا خطاب

یزید ابن قیس بولے :

"ہم تو آپ کے پاس صرف وہ پیغام پہنچانے کی غرض سے آئے ہیں جو ہمیں دے کر بھیجا گیا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کا جواب دوسرے تک پہنچا دیں اس کے ساتھ ساتھ ہم نصیحت کو بھی ترک نہیں کر سکتے اور جس شے کو ہم حق سمجھتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ شے آپ پر حجت ہوگی اسے بیان کرنے سے بھی گریز نہیں کر سکتے اور جب کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ آپ باہمی محبت اور جماعت مسلمین کے اتحاد کے خواہاں ہیں۔

ہمارے امیر وہ شخص ہیں جن سے تم اور مسلمان واقف ہیں اور ان کی فضیلت سے تم بھی ناواقف نہیں ہو تمام دین دار اور افضل لوگ علی رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے یہ لوگ تمہارا ان سے برابر موازنہ کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اے معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ سے ڈرو اور علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت نہ کرو۔ خدا کی قسم! ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ متقی اور زاہد ہو اور علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ نیک خصلتیں اس میں پائے جاتے ہوں"۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شرائط:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

"تم مجھے اطاعت امیر اور اتحاد جماعت کی دعوت دیتے ہو تو جہاں تک جماعت کا تعلق ہے تو وہ میرے ساتھ بھی موجود ہے اور جہاں تک تمہارے امیر کا تعلق ہے تو ہم اسے امیر تسلیم نہیں کر سکتے اس لیے کہ تمہارے ساتھی نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا ہے۔ ہماری جماعت میں انتشار پھیلایا۔ ہمارے قاتلوں کو پناہ دی تمہارے ساتھی کا یہ خیال ہے کہ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید نہیں کیا تو ہم اس کی تردید کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن کیا تم قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے واقف نہیں ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ تمہارے امیر کے ساتھی ہیں۔ وہ ان قاتلین کو ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ہم انہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں قتل کر دیں اس کے بعد ہم تمہارے امیر کی اطاعت کرنے اور اتحاد جماعت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں"۔

قاصدین کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو

اس پر شبث نے جواب دیا کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ اے معاویہ رضی اللہ عنہ اگر تمہارا عمار رضی اللہ عنہ پر بھی بس چلے تو تم انہیں بھی قتل کر دو گے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ان کے قتل سے کون سی چیز مانع ہے۔ قسم ہے خدا کی اگر سمیہ کے بیٹے پر میرا بس چلے تو میں عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں اسے بھی ضرور قتل کر دوں گا اور عثمان رضی اللہ عنہ کا تو کیا اگر عمار رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام نائل کو قتل کیا ہو تو میں عمار رضی اللہ عنہ کو نائل کے قصاص میں بھی قتل کر دوں گا۔ اس پر شبث نے کہا قسم ہے زمین و آسمان کے خدا کی تم نے انصاف نہیں کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں تم عمار رضی اللہ عنہ پر اس وقت تک قابو نہیں پا سکتے جب تک کہ بہت سی کھوپڑیاں آدمیوں سے جدا نہ ہو جائیں اور زمین خون سے تر نہ ہو جائے۔ بہتر یہ ہے کہ اے معاویہ رضی اللہ عنہ تم نرمی اختیار کرو۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم یہ چاہتے ہو تو تم پر زمین ضرور تنگ کر دی جائے گی۔ اس گفتگو کے بعد یہ قاصدین واپس چلے آئے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیاد بن خصفہ سے ملاقات:

جب یہ لوگ واپس چلے آئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد بن خصفہ التیمی کو طلب کیا اور انہیں خلوت میں لے گئے۔ اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد ان سے فرمایا اے ربیعہ کے بھائی علی رضی اللہ عنہ نے ہم سے قطع رحمی کی، ہمارے خلیفہ کے قاتلوں کو پناہ دی۔ میں تم سے اور تمہارے قبیلے سے مدد کا طالب ہوں۔ اور تم سے اللہ عزوجل کو واسطہ دے کر عہد کرتا ہوں کہ جب میں غالب آ جاؤں گا تو جس شہر کی ولایت تم پسند کرو گے تمہیں اس کا والی بنا دیا جائے گا۔

ابومخنف نے سعد ابو المجاہد کے واسطے سے محل بن خلیفہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے یہ واقعہ زیاد بن خصفہ کو بیان کرتے سنا ہے زیاد بن خصفہ نے بھی یہ بیان کیا کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی بات پوری کر چکے تو میں نے جواب میں اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد جواب دیا۔ میں اپنی حجت اور ان انعامات پر قائم ہوں جو میرے پروردگار نے مجھے عطا فرمائے ہیں اور میں مجرموں کی پشت پناہی نہیں کر سکتا۔ اس جواب کے بعد میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے اٹھ کر چلا آیا۔ میرا یہ جواب سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس وقت ان کے قریب بیٹھے تھے۔ ہمارا کوئی شخص بھی ان کے کسی آدمی سے گفتگو نہیں کر سکتا۔ حالانکہ وہ ہمارے آدمی کی بات قبول کرتا ہے ان سب کے دل ایک شخص کے دل کی طرح ہیں اور الفرقان کی زبانی اللہ نے انہیں محفوظ رکھا ہے

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وفد:

ابومخنف نے سلیمان بن ابی راشد اور ان کے ذریعہ ابو الکنود عبدالرحمن بن عبید کا یہ بیان روایت کیا ہے کہ اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک وفد بھیجا جس میں حبیب بن مسلمہ الفہری، شرحبیل بن السمط اور معن بن یزید بن الاخنس شریک تھے۔ ابومخنف کہتا ہے جس وقت یہ وفد علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا میں وہاں موجود تھا۔ حبیب بن مسلمہ الفہری رضی اللہ عنہ نے اول خدا کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یقیناً ایک ہادی خلیفہ تھے۔ خدا عزوجل کی کتاب پر عمل فرماتے اور اللہ کے احکام کو بجا لاتے تھے۔ تم نے ان کی زندگی بھی دو بھر کر دی۔ تم ان کی موت کے خواہاں تھے تم نے ان سے دشمنی برتی اور انہیں شہید کیا۔ اب اے علی رضی اللہ عنہ اگر تم یہ کہتے ہو کہ تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا تو قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو ہمارے حوالے کر دو تاکہ ہم انہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے

قصاص میں قتل کر دیں تو آپ یہ خلافت لوگوں کی رائے پر چھوڑ دیجیے تاکہ وہ آپس میں مشورہ کر کے جسے چاہیں خلیفہ بنائیں اور جس پر سب کا اتفاق ہو تمام لوگ اپنے کام اس کے سپرد کر دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: تیری ماں مرے تیرا اس خلافت اور اس کی دست برداری سے کیا تعلق ہے۔ تو خاموش رہ کیونکہ تو اس کا اہل نہیں۔ حبیب رضی اللہ عنہ نے اس پر جواب دیا: آپ مجھے وہاں دیکھ رہے ہیں جو آپ خود بھی ناپسند کیا کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کون اور کیا چیز ہو خواہ تم کتنے ہی سوار اور پیدل کیوں نہ لے آؤ۔ اللہ مجھے باقی نہ رکھے اگر چہ میرے پاس تم اور برے لوگ جمع ہو جائیں۔ جاؤ اور جو تم سے ہو سکے کر لو۔

اس پر شرحبیل ابن السمط رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی اتنی ہی بات کہنا چاہتا ہوں۔ جو میرے اس ساتھی نے کہی ہے آپ نے جو جواب دیا ہے کیا اس کے علاوہ بھی آپ کے پاس کوئی اور جواب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! تمہارے اور تمہارے ساتھی کے لیے میرے پاس اور بھی جواب موجود ہے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثنا فرمائی۔ پھر فرمایا: اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ کو حق دے کر بھیجا آپ کے ذریعہ لوگوں کو گمراہی سے نکالا اور ہلاکت اور تباہی سے بچایا اور لوگوں کے اختلافات کو دور کر کے انہیں متحد فرمایا۔ جب آپ نے اللہ کے احکام لوگوں کو پورے طور پر پہنچا دیے تو اللہ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا پھر لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ یہ دونوں حضرات نیک سیرت تھے انہوں نے لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لیا لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں ہم پر زبردستی خلیفہ بن گئے تھے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی آل ہونے کی وجہ سے ہم اس کے مستحق تھے۔ ہم خدا سے ان کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے انہوں نے کچھ ایسے کام کیے جن کے باعث لوگوں نے ان پر نکتہ چینی کی اور ان سے بغاوت کر کے انہیں شہید کر دیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد لوگ جمع ہو کر میرے پاس آئے حالانکہ میں ان کاموں سے علیحدگی اختیار کر بیٹھا تھا اور مجھ سے اصرار کیا کہ آپ بیعت لیجیے۔ میں نے خلیفہ بننے سے انکار کیا۔ انہوں نے مجھ سے اصرار کیا اور کہا کہ امت آپ کے علاوہ کسی کی خلافت پر راضی نہ ہوگی اور ہمیں خوف ہے کہ اگر آپ خلافت قبول نہ کریں گے تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور لوگوں کا اتحاد ختم ہو جائے گا۔ میں نے ان لوگوں سے بیعت لی۔ مجھے صرف دو شخصوں کے اختلاف سے دکھ ہوا تھا لیکن انہوں نے میری بیعت کر لی (یعنی زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما) اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا اختلاف تو اللہ عزوجل نے نہ تو انہیں دین میں سبقت عطا فرمائی ہے اور نہ اسلام کی صداقت پر ان کا کوئی کارنامہ ہے۔ بلکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں امان دے کر چھوڑ دیا گیا تھا اور ان کے بھائی بھی اسی قسم کے تھے یہ لوگ تو کافروں کی جماعت میں شامل تھے۔ ہمیشہ یہ اللہ عزوجل اس کے رسول اور مسلمانوں کے دشمن رہے حتیٰ کہ انہوں نے مجبوراً اسلام قبول کیا۔ تم نے ان سے اتفاق کر کے اور ان کی اطاعت کر کے انہیں غرور میں مبتلا کر دیا۔ تم ان لوگوں کو اپنے نبی ﷺ کے اہل بیت کے مقابلے پر لائے ہو حالانکہ اہل بیت سے اختلاف کسی صورت میں مناسب نہیں۔ تم لوگوں میں سے کسی شخص کو ان کے برابر نہ سمجھو۔ خبردار! میں تمہیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، باطل کو مٹانے اور معالم دین کو زندہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ جو میں نے کہا تو یہی ہے اور میں اپنے اور تمہارے لیے اور ہر مومن و مومنہ اور ہر مسلم و

مصالحت کے لیے حضرت معاویہ کا پیغام لائے ہیں۔

دونوں قاصدوں نے سوال پوچھا کہ آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کیے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں یہ نہیں کہوں گا کہ وہ مظلوم قتل ہوئے اور نہ یہ کہتا ہوں کہ وہ ظالم قتل کیے گئے۔"

قاصدوں نے جواب دیا:

"جس شخص کو اس پر یقین نہ ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید ہوئے ہم اس سے بری ہیں اور ہم سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ﴾

"بیشک تو مُردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتا اور نہ ان بہروں کو جو پیٹھ پھیر کر چل دیں اپنی آواز سنا سکتا ہے اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہٹا کر ہدایت کر سکتے ہیں، آپ کی بات تو صرف انہیں کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں پھر وہ فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔"

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ تم سے پہلے وہ لڑائی کی ابتداء کریں تو تم بھی جنگ کی اجازت ہے دور ہو جانے والے کا پیچھا نہ کرو، اور زخمیوں کو قتل نہ کرو اور کسی کی پردہ دری نہ کرو۔

عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ اور عائذ بن قیس کا علمبرداری پر جھگڑا:

ابو مخنف نے جعفر ابن حذیفہ کا بیان نقل کیا ہے وہ آل عامر بن جوین کی اولاد میں سے تھا وہ کہتا ہے کہ جنگ صفین کے موقع پر عائذ بن قیس الحزمری نے علم کے معاملے میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا، حزمر کی بہ نسبت حاتم کے ساتھ ایک چھوٹی جماعت تھی۔ اس بناء پر وہ علمبرداری کا مستحق تھا۔ لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ جھگڑا پیش ہوا تو عبداللہ بن خلیفہ الطائی البولانی نے حزمر سے مخاطب ہو کر کہا اے بنو حزمر! کیا تم عدی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کرتے ہو، کیا تم علمبرداری کا دعویٰ کرتے ہو؟ کیا تمہاری قوم میں ایک شخص بھی عدی رضی اللہ عنہ جیسا ہے یا تمہارے آباؤ اجداد میں کوئی عدی رضی اللہ عنہ کے باپ کی مثل ہے؟ کیا وہ بستی کا محافظ اور روئیہ کے دن پانی کی حفاظت کرنے والا نہیں تھا؟ کیا وہ اس شخص کا بیٹا نہیں ہے جو مال غنیمت میں سے چوتھائی حصہ لیتا تھا؟ کیا وہ اس شخص کا بیٹا نہیں ہے جو عرب کا سب سے بڑا سخی تھا؟ کیا وہ اس شخص کا بیٹا نہیں جو اپنا مال لٹا دیتا اور پڑوسی کی حفاظت کرتا تھا؟ کیا عدی رضی اللہ عنہ وہ شخص نہیں ہیں جنہوں نے دھوکا نہیں دیا، فسق و فجور نہیں کیا، جہالت کا کام نہیں کیا، بخل سے کام نہیں لیا اور بزدلی نہیں دکھائی؟ تم اپنے آباء میں اس کے باپ جیسا پیش کرو یا اپنوں میں ایک شخص بھی اس جیسا لے آؤ۔ کیا تمہارے قبیلہ میں عدی رضی اللہ عنہ اسلام میں سب سے افضل نہیں ہیں؟ کیا عدی رضی اللہ عنہ وہ شخص نہیں ہیں جو تمہارا وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے؟ کیا نخیلہ، قادسیہ، مدائن، جلولاء، نہاوند اور تستر کی جنگوں میں وہ تمہارے سردار نہ

مجھے تو آپ تمہیں ان سے کیا تعلق تھی خدا کی قسم اگر تمہاری قوم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو عدی کی تائید کرتے ہوئے [illegible] کو دعویٰ کر سکے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بات کی تحقیق کی جائے اور جو [illegible] تو [illegible] تمام لوگ جمع ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال پوچھا کہ ان میں [illegible] تو سب نے [illegible] جواب دیا عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ۔ عبداللہ ابن خلیفہ نے عرض کیا اے امیر المومنین ان سے سوال کیجئے کیا یہ لوگ عدی رضی اللہ عنہ کی سرداری پر راضی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوال فرمایا تو سب نے متفقہ طور پر جواب دیا۔ ہاں ہم راضی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا تم کہ عدی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ حقدار ہیں اپنی قوم کا جھنڈا انہی کو دے دو۔ فرمایا جو لوگ ان سے جھگڑتے ہیں وہ ریاست کے بارے میں اختلاف کیا حالانکہ میں آج سے قبل بھی عدی رضی اللہ عنہ کو سردار دیکھتا چلا آیا ہوں۔ اے [illegible] نے تمہاری قوم میں تم ہی سے [illegible] اور ایسا شخص نہیں دیکھا جو عدی رضی اللہ عنہ کا ہمسر ہو [illegible] تم اس کو ترجیح دو۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کا جھنڈا سنبھال لیا۔

جب حجر ابن عدی کا دور آیا تو عبداللہ ابن خلیفہ کو حجر کے ساتھ روانہ کرنے کے لئے طلب کیا گیا۔ تو عبداللہ ابن خلیفہ حجر کے ساتھیوں میں سے تھے۔ حجر پہاڑوں کی جانب گئے اس موقع پر عدی رضی اللہ عنہ [illegible] تو [illegible] سب سے اپنے حق کا مطالبہ کر سکے۔ یہ بات عبداللہ ابن خلیفہ کو بہت ناگوار گزری اس وقت انہوں نے یہ اشعار کہے۔

تَنَاسَیْتَنِیْ یَوْمَ [illegible] وَقَدْ [illegible] بِجَنْبِیْ [illegible] فَلَا تَنْکُرَا

ترجمہ: کیا تم نے مجھے [illegible] والے روز بھلا دیا حالانکہ میں نے صفین میں دشمنوں کے سامنے حملہ کیا تھا۔

[illegible] عَنِّیْ عَدِیُّ بْنُ حَاتِمٍ [illegible]

ترجمہ: مجھے چھوڑنے اور رسوا کرنے کی وجہ سے [illegible] عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ سے [illegible] بدل لیا۔

اَنْسٰی بَلَائِیْ سَادِرًا یَا ابْنَ حَاتِمٍ عَشِیَّةَ مَا اَغْنَتْ عَدِیُّکَ حُزَّرَا

ترجمہ: اے ابن حاتم تو میری مصیبت کو بھول گیا اس شام کو یاد کر جب [illegible] مقابلہ میں تیرا [illegible] عدی [illegible] نے تجھے کچھ فائدہ نہ پہنچایا۔

فَدَافَعْتُ عَنْکَ الْقَوْمَ حَتّٰی تَخَاذَلُوْا وَکُنْتُ اَنَا الْخَصْمَ الْاَلَدَّ الْعَذَوَّرَا

ترجمہ: میں نے تیری جانب سے قوم کو جواب دیا حتیٰ کہ وہ ناکام ہو گئے اور میں ہی تیری جانب سے [illegible] جھگڑالو دشمن تھا۔

فَوَلَّوْا وَمَا قَامُوْا مَقَامِیْ کَاَنَّمَا رَاَوْنِیْ لَیْثًا بِالْاَبَاءَةِ مُخْدِرَا

ترجمہ: وہ میرے مقابلے سے بھاگ گئے اور میرے سامنے قدم نہ جما سکے گویا انہوں نے مجھے [illegible] شیر کی طرح سمجھا جو کچھار میں گھات لگائے بیٹھا ہو۔

نصرتك إذ جاء [illegible] وانقطع [illegible] [illegible]

ترجمہ: میں نے تیری اس وقت مدد کی [illegible] اور دور کے رشتہ دار دور ہو گئے تھے میں [illegible] تھا جس نے تیری پوری مدد کی۔

[illegible] [illegible]

ترجمہ: میرا احسان تو یہ تھا کہ تمہارے لیے سرداری کو مخصوص کر دیا اور تمہیں قید و بند [illegible] تمہارے ہاتھوں [illegible] دیا۔

[illegible] [illegible]

ترجمہ: اور تم نے مجھے اس کا کوئی بدلہ نہیں دیا اور کسی وقت پر تم نے میری حمایت کی۔"

❖ ❖ ❖

باب ۱۲

ہر دو جانب سے جنگی تیاریاں اور مورچہ بندی

ماہ محرم کے ختم ہونے تک دونوں جانب سے جنگ بندی رہی جب ماہ محرم ختم ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرثد بن الحارث الجشمی کو حکم دیا کہ شامیوں کو جنگ کا پیغام پہنچا دو۔ مرثد نے غروب آفتاب کے قریب شامیوں کو آواز دی کہ امیر المومنین تم کو یہ فرماتے ہیں کہ میں نے برابر تمہیں مہلت دی تاکہ تم حق کی طرف رجوع کرو اور اس کی طرف جھکو۔ میں نے تمہارے سامنے کتاب اللہ کی دلیل پیش کی اور اس کے حکم کو قبول کرنے کی دعوت دی لیکن تم اپنی سرکشی سے باز نہ آئے اور تم نے حق کو قبول نہیں کیا۔ اب میں نے تمہارے ساتھ برابری کا معاملہ کیا اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ شامی یہ اعلان سن کر اپنے امراء و رؤسا کے پاس اطلاع دینے کے لیے دوڑے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ لوگوں کے درمیان آئے۔ فوج کو دستوں پر تقسیم کر کے انہیں مورچوں پر بٹھایا۔ شامیوں نے آگ روشن کی۔ دوسری جانب حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام رات جاگتے رہے انہوں نے بھی فوج کو تقسیم کیا اور لوگوں کو مورچوں پر بٹھایا اور پوری رات گشت کر کے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرتے رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوجیوں کو ہدایات

ابو مخنف نے عبدالرحمٰن بن جندب الازدی کے واسطے سے ان کے والد سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کبھی کسی دشمن سے مقابلہ ہوتا تو انہیں یہ نصیحت فرماتے:

"اس وقت تک جنگ نہ کرو جب تک دشمن تم سے جنگ نہ کرے الحمد للہ تم حق پر ہو اور تمہاری طرف سے جنگ کی ابتدا نہ کرنا یہ بھی تمہارے حق پر ہونے کی دوسری دلیل ہے۔ جب تم ان سے جنگ کرو اور انہیں شکست دے دو تو پشت پھیر کر بھاگنے والے کو قتل نہ کرو، کسی زخمی پر حملہ نہ کرو، کسی کا ستر نہ کھولو اور مقتولوں کے ناک کان نہ کاٹو۔ جب تم لوگوں کے کیمپ تک پہنچو تو ان کے خیموں کے پردے چاک نہ کرو، نہ بغیر اجازت ان کے گھروں میں داخل ہو اور ان کے مالوں میں سے اس شے کے علاوہ کوئی چیز نہ لو جو تمہیں میدان جنگ میں ملی ہو اور عورتوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا خواہ وہ تمہاری بے عزتی کریں اور تمہارے سرداروں اور نیک لوگوں کو برا بھلا کہیں کیونکہ وہ طاقت، عقل اور ذہنی اعتبار سے کمزور ہوتی ہیں"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا میدان صفین میں خطبہ

ابو مخنف نے اسماعیل بن یزید ابو صادق کی سند سے حضرمی کا یہ بیان نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے تین مواقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ پر آمادہ کرتے ہوئے دیکھا ایک جنگ صفین، ایک جنگ جمل اور ایک جنگ نہروان میں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، نگاہیں نیچی رکھو، آواز پست رکھو، گفتگو کم کرو، اپنے آپ کو مورچہ بندی، لڑائی کے

[illegible]

ﷺ کی امداد کی ہو اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس جگہ سے آئے ہو۔ ہمارے نزدیک ان کا یہ علاوہ رفعت و ترقی۔ جب تک یہ شرف کے باعث تھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو وفات دی۔ خدا کی قسم حضور کے بعد یہ شخص بیٹھے سوتوں کی عبادت اور بکریوں کی خدمت میں مصروف رہا۔ اس کے مقابلہ پر ثابت قدم رہو اور اس سے جنگ کرو کیونکہ یہ اللہ کے نور کو بجھا دینا چاہتا ہے اور اللہ کے دشمنوں کی مدد کرتا ہے۔"

اس روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ زیاد بن النضر سواروں پر امیر تھے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ سواروں کو لے کر حملہ کرو۔ انہوں نے اپنے دستے کے ساتھ حملہ کیا تو مخالفوں نے ان سے مقابلہ کیا کہ انہیں کامیابی نہ ہو۔ پھر وہ انہیں پیچھے لے گئے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اپنی پیدل فوج کے ساتھ اتنا سخت حملہ کیا کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قدم اپنے مقام سے پیچھے ہٹ گئے۔

دو بھائیوں کا مقابلہ:

اس روز زیاد بن نضر نے عمرو بن معاویہ ابن المنتفق بن عامر ابن عقیل کو مقابلے کی دعوت دی۔ یہ ماں کی جانب سے زیاد کے بھائی تھے کیونکہ ان دونوں کی ماں ایک تھی جو یزید سے تعلق رکھتی تھی۔ جب یہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا پھر دونوں ٹھہر گئے اور دونوں میدان سے واپس ہو گئے اور لشکر کی طرف آ گئے۔

حضرت عبیداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ:

چوتھے روز محمد بن علی رضی اللہ عنہ جن کو محمد بن الحنفیہ کہتے ہیں، بہت بڑا لشکر لے کر نکلے۔ ان کے مقابلہ پر حضرت عبیداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ (یہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے جنگ میں شریک ہوئے تھے) ایک بڑا لشکر لے کر آئے۔ آتے ہی عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے محمد بن حنفیہ کو اپنے مقابلہ کی دعوت دی۔ محمد ابن حنفیہ نے قبول کیا اور ان کے مقابلے کے لیے نکلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ان دونوں شخصوں پر نظر پڑی تو سوال کیا کہ یہ دونوں مقابل کون ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا ایک عبیداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور دوسرے آپ کے صاحبزادے محمد۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری کو حرکت دی اور محمد کو آواز دی۔ محمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ وہ ٹھہر گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچے اور فرمایا مجھ سے مقابلہ کرو۔ انہوں نے فرمایا مجھے آپ سے مقابلے کی ضرورت نہیں (گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شرف و فضل کی وجہ سے یہ بات فرمائی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں؟ عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ اس کے بعد عبیداللہ رضی اللہ عنہ میدان سے واپس لوٹ گئے۔

محمد ابن علی رضی اللہ عنہ کو مقابلے سے منع کرنے کی وجہ:

ابن حنفیہ نے اپنے والد سے سوال کیا کہ میرے باپ! آپ نے مجھے عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے سے کیوں روکا۔ خدا کی قسم! اگر آپ مجھے نہ روکتے تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تو اس سے مقابلہ کرتا تو مجھے یقین تھا کہ وہ تجھے ضرور قتل کر دیتا۔ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ تجھے قتل کر دے۔ محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ خود اس فاسق کے مقابلے پر گئے تھے۔ خدا کی قسم! اگر اس کا باپ (عمر رضی اللہ عنہ) بھی آپ کو مقابلے کی دعوت دیتا تو میں اس کا بھی مقابلہ کرتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اس کے باپ کے بارے میں بھلائی کے سوا کچھ نہ کہو۔ پھر دونوں لشکر جدا ہو گئے اور اپنے اپنے

دو دن یوں ہی پڑے رہ گئے۔

ولید بن عقبہ کا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے خطاب

ابو مخنف نے [illegible] حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے [illegible] جنگ ہوئی اس روز جب جنگ کرتے تھے [illegible] ولید بن عقبہ [illegible] ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں بنو عبدالمطلب کو برا بھلا کہا اور فرمایا:

"اے ابن عباس رضی اللہ عنہ تم لوگوں نے [illegible] تم نے اپنے خلیفہ کو قتل کیا [illegible] تم نے دیکھ لیا کہ تم کو کیا بدلہ ملا جس چیز کے تم طالب تھے وہ تمہیں حاصل نہ ہوئی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]"

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ولید [illegible] جواب دیا [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ نے [illegible] جنگ کی [illegible]

پھر حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ [illegible] اس روز جنگ ہوئی [illegible] دن تھا۔

عام جنگ کی تیاری

ابو مخنف نے مالک بن اعین جہنی کے واسطے سے زید بن وہب کا بیان نقل کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے [illegible] وقت عصر کے بعد ایک خطبہ دیا اور فرمایا:

"[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] جن کو [illegible] اور [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] سے تجارت کی اور اللہ [illegible] نصرت [illegible]"

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کو [illegible]

[illegible] [اخی] ہو اور جب [illegible] تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

[illegible] الامة فيهم امر [illegible] [illegible] [illegible] عنب

ترجمہ: ''امت نے ایک ایسے کام میں [illegible] کی ہے اور کل تمام ملک اس کی وجہ سے [illegible] عذاب ہوگا۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ترجمہ: میں نے ان سے ایسی بات کہی جس میں ذرا بھی جھوٹ نہ تھا کہ کل [illegible] کے [illegible] ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے۔

رشتہ داروں کی باہمی جنگ:

راوی کہتا ہے کہ رات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خیمے سے باہر تشریف لائے۔ تمام رات لشکر کی صف بندی کرتے رہے جب صبح ہوئی تو لشکر لے کر پہنچے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنی شامی فوج لے کر میدان میں آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ شامی قبیلے کے بارے میں دریافت کرنے لگے کہ یہ کون سا قبیلہ ہے۔ لوگ ان سے شامی قبائل کا نام و نسب بیان کرتے جاتے تھے۔ آپ نے ان تمام قبائل کو پہچان لیا اور آپ کو ان کے ٹھکانوں کا بھی علم ہو گیا۔ آپ نے قبیلہ ازد کا نام سن کر فرمایا یہ میرے لیے کافی ہے اور خثعم کا نام سن کر بھی یہی الفاظ دہرائے۔ یعنی ان کا مقابلہ میں خود کروں گا۔ اس کے بعد عراق کے قبائل کو حکم فرمایا کہ ہر قبیلہ اپنے قبیلہ والوں سے جنگ کرے۔ البتہ اگر شامی فوج میں کسی خاص قبیلے کے افراد موجود نہیں تو وہ کسی دوسرے شامی قبیلے کے مقابل ہو۔ بجیلہ کے علاوہ کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس کے کچھ افراد شامی فوج میں موجود نہ ہوں۔ اس قبیلے کے بہت کم افراد شامی فوج میں [illegible] رہے تھے آپ نے اس قبیلے کو لخم کے مقابلہ پر بھیجا۔ اس روز بھی لوگ باہم گتھ گئے اور تمام دن سخت ترین جنگ ہوتی رہی شام کے وقت دونوں لشکر جدا ہو گئے اور کوئی بھی ایک دوسرے پر غالب نہ آ سکا۔ یہ چہارشنبہ کا روز تھا۔

اندھیرے میں صبح کی نماز:

جمعرات کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز بہت اندھیرے میں پڑھائی۔ ابومخنف نے عبدالرحمن ابن جندب ازدی کے ذریعہ ان کے والد جندب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اتنے اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھاتے کبھی نہیں دیکھا جتنے اندھیرے میں اس روز نماز پڑھائی تھی۔ نماز کے بعد آپ نے شامیوں کی جانب لشکر روانہ کیا اور اس کام میں شامیوں سے ابتدا فرمائی۔ یہ لشکر شامیوں کی جانب روانہ ہوئے۔ جب شامیوں نے اپنی جانب ان لشکروں کو بڑھتے دیکھا تو وہ بھی ان کے استقبال کے لیے بڑھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا:

ابومخنف نے مالک ابن اعین کے ذریعہ زید ابن وہب الجہنی کا یہ بیان روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب چہارشنبہ کے روز میدان میں تشریف لے گئے تو یہ دعا فرمائی:

''اے اللہ! اس بلند محفوظ اور بند چھت کے پروردگار جس نے اس چھت کو شب و روز کی آمد کا ٹھکانا بنایا ہے اور آپ نے اس چھت میں شمس و قمر کی راہیں اور ستاروں کی منزلیں بنائی ہیں اور اس کے ساکنوں میں سے ایک جماعت فرشتوں

کی علامت جو صورت میں کسی قسم کی کمی نہیں کرتی اور اس زمین کے پروردگار! جسے تو نے انسانوں، درندوں اور چوپایوں کا جائے قرار بنایا ہے اور ایسی لاتعداد مخلوق کا جو نظر نہیں آتی اور ایک اس بڑی مخلوق کا مسکن بنایا جو نظر آتی ہے۔ اے اس کشتی کے پروردگار جو لوگوں کے منافع کی چیزیں لے کر سمندر میں چلتی ہے۔ اے اس بادل کے پروردگار جو زمین و آسمان کے درمیان مسخر ہے۔ اے اس سمندر کے پروردگار! جو تمام عالم کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ان ٹھہرے ہوئے پہاڑوں کے پروردگار جنہیں آپ نے زمین کی میخیں اور مخلوق کی روزی کا سامان بنایا ہے اگر آپ ہمیں ہمارے دشمنوں پر غالب فرمائیں تو ہمیں سرکشی اور بغاوت سے نجات دے اور ہمیں حق پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اور اگر آپ دشمنوں کو ہم پر غالب فرمائیں تو مجھے شہادت عطا فرما اور میرے ساتھیوں کو آزمائش سے محفوظ رکھ"۔

راوی کہتا ہے کہ چہار شنبہ کے روز بھی مقابلہ ہوا اور رات تک سخت ترین جنگ ہوتی رہی۔ صرف نماز کے اوقات میں نماز کے لیے ہر دو لشکر جنگ سے ہٹ جاتے تھے اس روز بے شمار لوگ مقتول ہوئے رات تک ایک دوسرے کو شکست دینے کی کوشش میں مصروف رہے لیکن کسی کو بھی فتح حاصل نہ ہو سکی۔

جب دوسرا دن یعنی جمعرات کا روز ہوا تو حضرت علیؓ نے لوگوں کو نہایت اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھائی۔ نماز ختم ہوتے ہی شامی لشکر آتا ہوا نظر آیا۔ حضرت علیؓ نے جب شامی لشکر آتے دیکھا تو وہ بھی اس طرف متوجہ ہوئے اور اپنا لشکر لے کر نکلے اس روز حضرت علیؓ کے میمنہ پر عبداللہ ابن بدیلؓ تھے اور میسرہ پر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ امیر تھے۔ عراق کے قراء تین گروہوں کے ساتھ تھے۔ حضرت عمار ابن یاسرؓ، حضرت قیس ابن سعد اور عبداللہ ابن بدیلؓ۔ بقیہ لوگ اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے اپنے اپنے مرکزوں پر موجود تھے۔ حضرت علیؓ لشکر کے قلب میں تھے جو اہل کوفہ و اہل بصرہ کے درمیان تھا اور ان کے ساتھ اکثر و بیشتر مدینہ کے انصار تھے اور بنو خزاعہ کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد آپ کے ساتھ موجود تھی اسی طرح اہل مدینہ سے بنو کنانہ وغیرہ بھی ساتھ میں موجود تھے۔

شامی لشکر کی موت پر بیعت:

پھر دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے امیر معاویہؓ نے ایک بڑا قبہ لگوایا جس پر پردے لٹکے ہوئے تھے اس روز اہل شام کے ایک بڑے گروہ نے امیر معاویہؓ سے موت پر بیعت کی انہوں نے دمشق کے سواروں کو حکم دیا کہ تمام لشکر کے چاروں طرف پھیل جائیں۔

اس روز عبداللہ ابن بدیلؓ اپنے میمنہ کو لے کر نکلے اور حضرت حبیب ابن مسلمہؓ پر حملہ کیا جو شامی میسرہ کے سالار تھے یہ حملہ اتنا سخت تھا کہ عبداللہ ابن بدیلؓ شامی میسرہ کو دباتے چلے گئے۔ شامی سوار جو بھی مقابل ہوتے تھے انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے تھے وہ شامی میسرہ کو برابر پیچھے ہٹاتے چلے آئے حتیٰ کہ ظہر کے وقت میسرہ پیچھے ہٹتے ہٹتے اس قبہ تک پہنچ گیا۔

عبداللہ ابن بدیلؓ کی تقریر:

ابو یوسف مالک ابن اعین کے ذریعے زید ابن وہب الجہنی کا یہ بیان نقل کرتا ہے کہ اس روز عبداللہ ابن بدیل نے اپنے لشکر کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا:

"خبردار! معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شے کا دعویٰ کیا ہے جس کا وہ اہل نہیں اور خلافت کے معاملہ میں اس شخص سے اختلاف کیا جس کا آج دنیا میں کوئی مثل موجود نہیں۔ حق کو مٹانے کے لیے باطل کی حمایت میں جنگ کی تو اعراب اور گروہوں کو جمع کیا اور لوگوں کے سامنے گمراہی کو مزین کر کے پیش کیا۔ لوگوں کے دلوں میں فتنوں کا بیج بویا اور ان پر اصل معاملے کو خلط ملط کر دیا اس طرح ان کی ناپاکی میں مزید ناپاکی کا اضافہ کیا ہے۔ تم پروردگار کی جانب سے نور ایمان پر قائم ہو اور تمہارے پاس حقانیت کے واضح دلائل موجود ہیں ان سرکشوں اور باغیوں سے جنگ کرو ان سے قطعاً کسی قسم کا خوف نہ کرو اور تمہیں ان سے ڈرنا بھی نہیں چاہیے۔ کیونکہ تمہارے پاس اللہ عزوجل کی پاک اور اعلیٰ ذات سے پڑھی ہوئی کتاب موجود ہے:

﴿أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ﴾

"کیا تم ان سے ڈرتے ہو۔ اور اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے ڈرا جائے اگر تم مومن ہو۔ ان سے قتال کرو اللہ تمہارے ہاتھوں انہیں عذاب دے گا۔ انہیں رسوا کرے گا اور ان کے مقابلے پر تمہاری مدد کرے گا اور مومن لوگوں کے دل ٹھنڈے کرے گا۔"

ہم نے ان لوگوں کے ساتھ دو مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جنگ کی تھی اور یہ ان سے ہماری دوسری جنگ ہے خدا کی قسم اور یہ ان میں تم سے زیادہ متقی نیک اور زیادہ ہدایت یافتہ نہیں ہیں اپنے دشمنوں کے مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں برکت دے۔

اس کے بعد عبداللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے زبردست جنگ کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

ابو مخنف نے عبدالرحمن ابن ابی عمرہ انصاری کے ذریعے ان کے والد ابو عمرہ اور ان کے غلام کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صفین کے روز یہ خطبہ دیا:

"اللہ عزوجل نے تمہیں وہ تجارت بتا دی ہے جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے اور تمہیں خیر کی طرف لے جائے وہ تجارت اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا ہے۔ اور اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا ہے اور اس کا اجر یہ ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوں گے اور جنت میں پاکیزہ مکانات عطا کیے جائیں گے پھر خدا نے تمہیں یہ بات بھی بتا دی ہے کہ وہ ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صفیں باندھ کر لڑتے ہیں جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔ تم بھی سیسہ پلائی ہوئی بنیادوں کی طرح اپنی صفوں کو سیدھا کرو۔ زرہ پوشوں کو آگے کرو اور دانتوں کو دبا لو۔ کیونکہ وہ کھوپڑیوں کو ابھارنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ نیزوں کے پھلوں کو تیز کرو کیونکہ اس طرح وہ چبھنے میں تیز ہو جاتے ہیں۔ نگاہیں نیچی رکھو کیونکہ اس سے ہمت بڑھتی ہے اور دلوں کو سکون رہتا ہے۔ آوازیں بلند نہ کرو اور چیخ چلاؤ نہیں۔ کیونکہ یہ چیز بزدلی کو مٹانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے اور اس سے وقار قائم رہتا ہے۔ اپنے جھنڈوں کو جھکنے نہ دو اور ان سب کے

اپنے جھنڈوں کو نہ جھکاؤ اور نہ ان کو اپنی جگہ سے ہٹاؤ اور بہادروں کے علاوہ کسی کے ہاتھ میں جھنڈا نہ دو۔ کیونکہ عزت کی حفاظت کرنے والے اور مصائب کے نازل ہونے کے وقت ثابت قدم رہنے والے بہادر ہی ہوتے ہیں جو جھنڈوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے اندر رہتے ہیں جھنڈوں کو گھیرے رہتے ہیں اور ان کے آگے اور پیچھے رہتے ہیں اور ان کے دونوں پہلوؤں پر رہتے ہیں اور انہیں ضائع نہیں ہونے دیتے۔ ہر شخص اپنے مقابل کا مقابلہ کرے اور اپنے بھائی کی ہمدردی میں اپنی جان قربان کر دے اپنے مقابل کو دوسرے بھائی کے حوالے نہ کرے تاکہ اس کے بھائی پر دو مقابل جمع نہ ہو جائیں اور یہ ملامت کا سبب بنے اور اپنے لئے ذلت نہ خرید لے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک شخص دو شخصوں سے مقابلہ کرے اور اس کا بھائی اپنے ہاتھ کو روکے ہوئے ہو۔ ایسے بھائی نے برا کیا ہے جو میدان سے بھاگ جائے [illegible] اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے ناراض ہوتا ہے اور [illegible] ذلت [illegible] حالانکہ اللہ عزوجل نے ایک شخص کا قول نقل کیا ہے جو اس نے اپنی قوم سے کہا تھا:

﴿لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا﴾

”اگر تم موت اور قتل سے بھاگو گے تو تمہارا یہ فرار تمہیں ہرگز کچھ نفع نہ دے گا اور اس وقت تم صرف تھوڑی سی مدت فائدہ حاصل کر سکتے ہو۔“

خدا کی قسم! اگر تم دنیوی تلوار سے بچ بھی گئے تو آخرت کی تلوار سے ہرگز نہ بچ سکو گے۔ سچائی اور صبر سے مدد طلب کرو (یعنی صداقت اور صبر کو اپنا مددگار بناؤ) کیونکہ صبر کے بعد ہی اللہ تعالیٰ امداد نازل فرماتا ہے۔“

یزید بن قیس ارحبی کا خطبہ

ابو مخنف نے ابو روق ہمدانی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ یزید بن قیس ارحبی نے لوگوں کو جنگ پر ابھارا اور ان سے خطاب کر کے فرمایا:

”سالم و محفوظ مسلمان وہ ہے جس کا دین اور جس کی رائے محفوظ ہو۔ خدا کی قسم! یہ قوم جو ہم سے جنگ کر رہی ہے اقامت دین پر جنگ نہیں کر رہی ہے کہ ان کا خیال ہے کہ ہم نے اسے ضائع کر دیا ہے اور نہ یہ حق کے معاملہ میں ہم سے جنگ کر رہی ہے کہ ہم نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور یہ قوم ہم سے صرف اس دنیا کی خاطر جنگ کر رہی ہے کہ یہ اس کے جابر بادشاہ بن جائیں۔ اگر خدانخواستہ یہ تم پر غالب آ گئے لیکن میرا گمان ہے کہ اللہ انہیں غالب نہ فرمائے گا اور نہ انہیں کوئی خوشی حاصل ہوگی۔ تو سعید بن العاص، ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن عامر جیسے جاہل و گمراہ کو تم پر حاکم بنا دیں گے۔ ان میں سے ہر شخص اپنی مجلس میں اپنے دادا اور باپ کی دیت کا ذکر کر کے کہتا ہے کہ یہ میرا حصہ ہے اور اس کے لینے میں مجھ پر کوئی گناہ نہیں۔ گویا کہ یہ اس کو اس کے ماں باپ کی جانب سے میراث میں ملا ہے حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے جو اس نے ہمیں ہماری تلواروں اور نیزوں کے ذریعہ عطا فرمایا ہے۔ اے اللہ کے بندو! ان ظالموں سے جنگ کرو جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے خلاف حکم کرتے ہیں۔ ان سے جہاد کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرو۔ کیونکہ اگر یہ تم پر غالب آ گئے تو یہ تمہارے دین اور دنیا دونوں کو خراب کر دیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں

جنہیں تم خوب جانتے اور جن کے حالات سے خوب واقف ہو۔ خدا کی قسم آج کے دن یہ خدمت پوری کر چکیں گے تو ہوا سے تیز تر ہے اور مکھی سے ہلکا ہے۔

لشکر علی رضی اللہ عنہ کی پسپائی

اس روز عبداللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ نے اپنے میمنہ کے ساتھ حملہ کیا۔ بہت سخت حملہ کیا اور آگے بڑھتے چلے گئے حتیٰ کہ شامی لشکر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا حتیٰ کہ وہ پیچھے ہٹتا ہوا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خیمے تک پہنچ گیا۔ جب یہ صورت حال پیدا ہوئی تو وہ لوگ جنہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے موت پر بیعت کی تھی وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے خیمے کی جانب دوڑے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ کے میمنہ پر حملہ کرو اور حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ میسرہ کو سنبھالو۔ حبیب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو لے کر عراقیوں کے ساتھ جو علی رضی اللہ عنہ کے میمنہ پر تھے سخت حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی۔ عراقی فوج میمنہ چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی حتیٰ کہ عبداللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ کے پاس صرف دو سو یا تین سو افراد باقی رہ گئے اور یہ تمام قراء تھے جنہوں نے ایک دوسرے سے اپنی پشت ملا رکھی تھی جبکہ لوگ بے تحاشا بھاگے جا رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو حملہ کا حکم دیا۔ ان کے ساتھ اہل مدینہ تھے وہ اپنی جگہ سے آگے بڑھے لیکن شامی لشکر نے انہیں گھیر لیا اور سخت حملہ کر کے انہیں بھی پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ حتیٰ کہ یہ لوگ بھی بھاگ کر میمنہ والوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور میمنہ کے قریب قلب لشکر میں جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے تھے اہل یمن موجود تھے جب میمنہ اور علی رضی اللہ عنہ کا میمنہ بھی شکست کھا گیا تو یہ شکست حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مجبوراً قلب چھوڑنا پڑا اور وہ قلب چھوڑ کر میسرہ کی جانب چلے گئے۔ میسرہ جو قبیلہ مضر پر مشتمل تھا وہ بھی بھاگ کھڑا ہوا صرف قبیلہ ربیعہ ثابت قدم رہا۔

کیسان مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا قتل

ابو مخنف نے مالک بن اعین الجہنی کے ذریعہ زید بن وہب الجہنی سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب میسرہ کی جانب بڑھے تو آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے تھے اور صرف قبیلہ ربیعہ تھا آپ تیروں اور تلواروں کے درمیان سے گزر رہے تھے۔ آپ کے لڑکے اپنی اپنی جگہ بچا رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کا خیال رکھتے تھے۔ کیا خطرہ ہو تو آگے بڑھ کر ان کے شانوں اور سینے کے درمیان حائل ہو جاتے تھے یہ بھی ... کہ آگے بڑھنے کی کوشش کرتا یا تو اس کے سامنے سے اس پر حملہ آور ہوتے یا اس پر اپنی پشت سے حملہ کرتے۔ اسی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان رضی اللہ عنہ یا عثمان رضی اللہ عنہ یا بنو امیہ کا ایک غلام نظر آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر فرمایا رب کعبہ کی قسم! اگر میں نے تجھے قتل نہ کیا تو خدا مجھے قتل کرے۔ یہ کہہ کر اس کی جانب بڑھے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غلام کیسان اس کے سامنے پہنچ گیا۔ دونوں میں دو دو ہاتھ چلے اور اس اموی غلام نے کیسان کو قتل کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے للکار کر اس کی زرہ کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا اور اسے اپنی جانب کھینچا پھر اسے اپنے سر سے اونچا اٹھایا تک اس کے پیر اور ہاتھ جو علی رضی اللہ عنہ کی گردن پر لگ رہے تھے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے اسے زمین پر دے مارا جس سے اس کا مونڈھا اور دونوں بازو ٹوٹ گئے یہ دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حسین رضی اللہ عنہ اور محمد رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا اور اپنی تلواروں سے اسے ختم کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تھے اور یہ دونوں صاحبزادے ان کے شکر گزار ہو رہے تھے جب وہ ختم ہو گیا تو یہ دونوں باپ کے پاس واپس آ گئے۔

پہنچتا ہے جو لوگوں کے ساتھ ہے۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں مالک کی جان ہے جہاں لوگ [illegible] ہیں ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو موت کے مقابلے میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہو۔ [illegible] آج [illegible] جنگ [illegible] ہے جب تم [illegible] اچھی طرح سے [illegible] ہو جائے۔ تم اس بڑی جماعت کا ساتھ دو [illegible] ان لوگوں [illegible] کے مقابلے میں [illegible] ہوتے ہیں [illegible] کے ساتھ [illegible] جو کچھ [illegible] آنے والا ہے [illegible] پایا ہے کے ساتھ ہو جائے۔

علم برداروں کا قتل عام:

ان لوگوں نے جواب دیا جہاں تمہارا دل چاہے لے چلو۔ میمنہ میں جو لوگ شامل تھے ان میں سے اکثر لوگ ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ یہ انہیں لے کر آگے بڑھے اور شامی فوجوں کی طرف کا جو حصہ سامنے آتا تھا اس پر حملہ کر رہے تھے حتیٰ کہ انہوں نے شامی فوجوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا اور ان لوگوں نے میمنہ میں ہمدانی جماعت کو بھی دیکھا کہ ان میں سے ایک سو اسی اشخاص موت کے گھاٹ اتر گئے جن میں گیارہ سردار تھے ان سرداروں میں سے جب کوئی سردار قتل ہوتا تو دوسرا سردار جھنڈا اٹھا لیتا۔ سب سے اول کریب بن شریح قتل ہوا۔ پھر شرحبیل بن شریح ان کے بعد مرثد بن شریح پھر ہبیرہ بن شریح پھر یریم بن شریح اور سمیر بن شریح ایک دوسرے کے بعد قتل ہو گئے۔ یہ سب چھ بھائی قتل ہوئے ان کے بعد سفیان بن زید نے جھنڈا سنبھالا۔ پھر عبد بن زید نے پھر کریب بن زید نے یہ تینوں بھائی بھی قتل ہوئے ان کے بعد عمیر بن بشیر نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ پھر حارث بن بشیر اور یہ دونوں بھی مقتول ہوئے۔

میمنہ کی واپسی

ان کے قتل کے بعد وہب بن کریب نے جھنڈا لیا۔ وہ آگے بڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ اس کی قوم میں سے ایک شخص نے کہا خدا تم پر رحم کرے یہ جھنڈا لے کر واپس چلو تمہاری قوم کے شرفاء اس جھنڈے کے گرد قتل ہو چکے ہیں تم اپنے آپ کو اور باقی قوم کو قتل نہ کرو۔ یہ لوگ سب کے سب واپس ہو گئے اور یہ کہتے جاتے تھے کاش! ہم عرب کے لوگ ہوتے جو ہمارے ساتھ صف باندھ کر ہم اور وہ آگے بڑھ کر مقابلہ کرتے یا تو ہم قتل ہو جاتے یا کامیاب ہو جاتے۔ یہ لوگ یہ کہتے ہوئے اشتر کے پاس سے گزرے۔ اشتر نے کہا تم [illegible] کا حلف [illegible] کرتا ہوں اور قسم ہے اس بات کا عہد کرتا ہوں کہ ہم [illegible] پیچھے نہ ہٹیں گے جب تک کامیاب نہ ہو جائیں یا سب قتل ہو جائیں۔ یہ لوگ ان کے پاس پہنچ گئے اور ان کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے۔ کعب بن جعیل التغلبی نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وھمدان زرق تبتغی من تحالف

"اور ہمدان نیلی آنکھوں والے تلاش کر رہے تھے کہ کس سے حلف کریں۔"

اشتر میمنہ کی جانب بڑھے ان لوگوں میں سے جن میں صبر، حیا اور وفا کا مادہ تھا ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ وہ جس دشمن کی طرف بڑھتے اسے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے اور جس جماعت کا بھی مقابلہ کرتے اسے پیچھے ہٹا دیتے [illegible]

میں ابن المعتمر کے پاس سے گزر رہا تھا ان کے لشکر پر حملہ کر رہا تھا۔ اشتر نے سوال کیا یہ کون ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا یہ زیاد بن النضر ہے۔

جب عبداللہ بن بدیل جو میمنہ پر تھے ان کے میمنہ میں شکست ہوئی تو زیاد سامنے آگئے جو عراق اہل مدینہ کا جھنڈا سنبھالا جس کی وجہ سے لوگ ٹھہر گئے اور وہ اپنی جان پر کھیل گئے تھے یہ لڑتے رہے یہاں تک کہ جب وہ زخمی ہو گئے تو چند آدمیوں کے علاوہ [illegible] کے بجائے میدان میں ڈٹے رہے۔ اور یزید بن قیس الارحبی دشمن پر حملہ کرتے ہوئے سامنے سے نظر آئے۔ اشتر نے سوال کیا یہ کون ہے۔ لوگوں نے جواب دیا یہ یزید بن قیس ہیں جب زیاد بن النضر زخمی ہو گئے تو انہوں نے اہل مدینہ کا جھنڈا سنبھال لیا ہے [illegible] جنگ کی طرف رواں دواں ہے یہ بھی [illegible] زخمی ہو گئے اشتر [illegible] پہنچ گئے [illegible] کی جانب سے میسرہ کے علاوہ [illegible] کیا ہے یا شریف آدمی ہے قتل کے علاوہ [illegible] قتل ہوئے بغیر یہ ان سے پیچھے نہ ہٹے۔

ابو مخنف نے ابو جناب الکلبی کے ذریعہ عمرو بن اصبح النخعی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ اشتر اس روز ایک گھوڑے پر سوار تھا اس کے ہاتھ میں ایک یمنی تلوار تھی جب پسینہ آتا تو اس سے پسینہ پونچھ لیتا۔ اور اسے اپنے سامنے رکھتا تو شعاعیں اس سے گویا رہے تھے گویا پانی چمکتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا ؎

الغمرات ثم ینجلینا
"ہم پر آندھیاں آتی ہیں اور ٹل جاتی ہیں"

اشتر کی شجاعت:

راوی کہتا ہے کہ اس حالت میں اشتر پر حارث ابن جمہان کی نظر پڑی اس وقت اشتر سر سے پیر تک لوہے میں چھپا ہوا تھا اس وجہ سے حارث نے پہچانا نہیں حارث ان کے قریب پہنچ کر کہنے لگا اللہ آپ کو آج کے دن امیر المومنین اور مسلمانوں کی جانب سے جزائے خیر دے۔ یہ جملہ کہتے ہی اشتر نے اسے پہچان لیا اور کہنے لگا اے ابن جمہان کیا تم جیسے لوگ آج کے دن اس مقام سے پیچھے رہ سکتے ہیں جس مقام پر میں ہوں۔ ابن جمہان نے اسے غور سے دیکھا اور تب اسے پہچان لیا کیونکہ اشتر تمام لوگوں میں سب سے زیادہ طویل القامت تھا اور اس کی داڑھی میں بال بہت کم تھے۔ حارث نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ اس وقت تو اسی جگہ کھڑا ہے خدا کی قسم! میں جب تک مر نہ جاؤں اب تجھ سے جدا نہ ہوں گا۔ راوی کہتا ہے کہ اس حالت میں قیس [illegible] کے بیٹے تھے اور منقذ کی اشتر پر نظر پڑی منقذ نے حمزہ سے کہا آج عرب میں اس کا کوئی ثانی موجود نہیں اور اس کا یہ قتل و قتال اس کی نیت پر موقوف ہے حمزہ نے کہا ایسا تو ہمیں بھی [illegible] بات منقذ نے کہا مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ جنگ حکومت و سلطنت سے تبدیل نہ ہو جائے۔

اشتر کا خطبہ

ابو مخنف نے فضیل بن خدیج کے ذریعہ موالی اشتر کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ اشتر کے پاس جب اہل یمن کے شکست خوردہ لوگوں میں سے کچھ لوگ جمع ہو گئے تو وہ انہیں جنگ پر ابھارتا اور کہتا

"اپنے دانتوں کو بھینچ لو اور اپنی کھوپڑیوں سے دشمن کا استقبال کرو [illegible] قوم کے مقابلہ میں شدید حملہ کرتے ہیں

[illegible]

عبداللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ کی شہادت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن بدیل رضی اللہ عنہ کے حق میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے

[illegible]

بھگتیں۔ اب میرا قول تو یہی ہے کہ میں یہ سب کچھ اپنی مدافعت کے لیے کروں گا خواہ اس کے بعد لوگ مجھ کو پکڑ لیں یا دنیا سے چھٹکارا مل جائے"۔

شاعر کے ان اشعار نے مجھے بھاگنے سے باز رکھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر:

ابومخنف نے مالک ابن اعین الجہنی کے ذریعہ زید ابن وہب کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا کہ ان کا میمنہ اپنی جگہ لوٹ گیا اور وہ دوبارہ میدان جنگ میں پہنچ گیا اور انہوں نے دشمن کو جو ان پر چھائے ہوئے تھے پیچھے ہٹا دیا اور انہیں ان کے مرکز اور مورچوں تک دبا کے لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"میں نے تمہارے پیچھے ہٹنے اور اپنی صفوں کو چھوڑنے کو دیکھا جب تمہیں یہ سرکش اور ظالم اور شام کے اعراب گھیر رہے تھے حالانکہ تم عرب کے شہسوار اور ان کی سب سے بڑی کوہان ہو اور تم تمام رات تلاوت کلام اللہ میں جاگ کر گزار دیتے ہو۔ تم حق کے داعی ہو حالانکہ ظالم لوگوں نے حق کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر تمہاری پسپائی کے بعد تمہارے لیے آگے بڑھنا نہ ہوتا اور ایک دفعہ گھر جانے کے بعد تم دوبارہ دشمن پر حملہ آور نہ ہوتے تو تم بھی اسی شے کے مستحق ہوتے جس کا مستحق میدان جنگ سے بھاگنے والا ہے اور تمہارا شمار بھی ہلاک ہونے والوں میں ہوتا لیکن اب میرا غم ہلکا ہو گیا اور میرے دل کو جو پریشانی لاحق تھی وہ کم ہو گئی کیونکہ میں نے جب تمہیں دیکھا کہ تم دوبارہ لوٹ کر دشمن کو اسی طرح گھیر رہے ہو جیسے انہوں نے تمہیں گھیرا تھا اور تم نے انہیں ان کے مورچوں سے اسی طرح پیچھے ہٹا دیا جس طرح انہوں نے تمہیں ہٹایا تھا۔ تم انہیں اپنی تلواروں سے کاٹ رہے تھے اور دشمن کی اگلی صفیں پچھلی صفوں پر گری جا رہی تھیں۔ پیاسے زور سے بھاگتے اونٹوں کی طرح۔ اب تم صبر کرو۔ تم پر سکون اور اطمینان نازل ہو گیا ہے اور اللہ عزوجل نے تمہیں یقین پر ثابت قدم رکھا تاکہ بھاگنے والا یہ جان لے کہ وہ اپنے خدا کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو بچانا چاہتا ہے۔ یاد رکھو بھاگنے میں خدا تعالیٰ کی ناراضگی ہمیشہ کی ذلت و خواری اور اپنے ہاتھ سے غنیمت کو کھونا اور اپنی زندگی کی جان بوجھ کر خراب کرنا ہے اور بھاگنے والے کی عمر میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور خدا تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہوتا ہے اور ان امور کے پیش آنے سے قبل کسی انسان کی موت بہتر تھی تقدیر پر راضی رہنا بہتر تھا اور اس کا اقرار کرنا لازمی ہے"۔

ابو شداد کی بہادری:

ابومخنف نے عبدالسلام ابن عبداللہ ابن جابر الاحمسی کا یہ بیان روایت کیا ہے کہ جنگ صفین میں قبیلہ بجیلہ کا علم ابوالاحمس ابن حرث ابن الحارث کے پاس تھا اور ان سے ابو شداد واقف ہو گئے تھے ان ابو شداد کا نام قیس ابن مکشوح ابن ہلال ابن الحارث ابن عمرو ابن جابر ابن علی ابن اسلم ابن احمس ابن الغوث ہے۔ ان سے قبیلہ بجیلہ نے علم اٹھانے کی درخواست کی انہوں نے فرمایا اس کام کے لیے دوسرے لوگ مجھ سے بہتر ہیں۔ اہل قبیلہ نے عرض کیا ہم آپ کے علاوہ کسی کو اپنا امیر بنانا نہیں چاہتے ابو شداد نے فرمایا خدا کی قسم! اگر تم مجھے یہ جھنڈا دو گے تو میں اس وقت تک دم نہ لوں گا جب تک اس سونے کی ڈھال والے کے پاس نہ پہنچ جاؤں۔ ان لوگوں نے عرض کیا آپ کا جو جی چاہے کیجیے ابو شداد نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور دشمن پر حملہ کیا اور صفوں کو چیرتے پھاڑتے سنہری

[illegible] کے ساتھ پہنچ گئے [illegible] کی طرف [illegible] کی ایک بڑی جماعت [illegible] گئے [illegible] آگے [illegible] معاویہ [illegible] کے [illegible] قتل [illegible] اس نے [illegible] ان کی [illegible] قتل [illegible]

[illegible] کا قتل:

اس کے [illegible] بعد عبداللہ [illegible] اشعار پڑھتے ہوئے [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible] نے بھی [illegible] شجاعت [illegible] مقابلہ [illegible] کے [illegible]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پوشیدہ طور پر دفن کیا گیا تھا:

کہا جاتا ہے کہ [illegible] جب یہ مقتول ہوا تو اس کا چچا زاد بھائی جس کا نام [illegible] معاویہ بن حدیج کے پاس آیا اور [illegible] اس نے معاویہ بن حدیج سے کہا [illegible] چچا زاد بھائی [illegible] دفن کرنے کی ضرورت [illegible] حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ [illegible] دفن کرنے پر قادر تھے [illegible] آپ مجھے ان کے دفن کرنے کی اجازت [illegible] معاویہ بن حدیج نے [illegible] اپنے [illegible] دفن کرنے کی [illegible] اس طرح [illegible] نے اپنے بھائی کو دفن کر دیا۔

[illegible] کا انتخاب:

[illegible]

جب مخنف بن سلیم ازدی اور ازدیوں کی ہماری طرف بنی ازد [illegible] تو انہوں نے اپنے اہل قبیلہ سے کہا کہ

”سب سے بڑی سختی اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہمیں اپنی قوم کے مقابلے کی دعوت دی جا رہی ہے اور خود ہماری قوم کو ہمارے خلاف بڑھایا جا رہا ہے۔ خدا کی قسم [illegible] ہم اپنے [illegible] اپنے ہاتھوں سے کاٹ رہے ہیں [illegible] ہمارے [illegible] اپنے [illegible] اور اپنے بھائیوں [illegible] اور [illegible] اسی طرح [illegible]“

اس پر جندب ابن زہیر نے ان سے یہ جواب دیا:

”خدا کی قسم اگر ہم ان کے باپ ہوتے اور [illegible] ہوتے اور ان کی اولاد ہوتے [illegible] ہمارے اہل [illegible] اس وقت تک [illegible] ہم ان کی [illegible] صورت پیدا [illegible] ہمارے [illegible] ان کے [illegible] قتل ہوتے۔“

مخنف ابن سلیم کا فیصلہ:

تب مخنف نے جندب سے کہا اور مخنف بن سلیم جندب کے [illegible] بھائی تھے:

”خدا تمہاری نیت [illegible] کرے [illegible] واقف [illegible] خدا کی قسم [illegible] جماعت کا ساتھ [illegible] اور ہم نے [illegible] جنگوں میں [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] اللہ [illegible] عطا کرے۔“

اس پر [illegible] ابن [illegible] نے کہا:

”اے اللہ ہمارے لیے [illegible] ہمارے لیے [illegible] اللہ [illegible] تب بھی [illegible] زندگی [illegible]۔“

جندب اور ان کے خاندان کی جاں نثاری:

جندب ابن زہیر مقابلے کے لیے نکلا [illegible] ازدی [illegible] شامی سردار نے اسے قتل کر دیا اور جندب کی [illegible] یہ دونوں عبداللہ [illegible] کے بیٹے تھے اور مخنف کے ساتھیوں میں سے [illegible] عبداللہ [illegible] جندب ابن زہیر اور ابو زینب

ان لوگوں میں [illegible] قتل ہوئے۔ [illegible] ابی الحسین الازدی [illegible]

[illegible]

[illegible] اور اس کے بھائیوں کا قتل۔

45

ابو مخنف نے [illegible]

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الغرض ان چاروں بھائیوں نے آگے [illegible] اور سب قتل ہوگئے [illegible]

[illegible] کی جنگ۔

ابو مخنف نے [illegible] بیان کیا ہے [illegible]

[illegible]

ترجمہ: "میں اپنے باغی بھائی کے ارادے سے نیزہ مارنے کو نکلا جب اس کی فوج نہ مارا گیا۔

أَوْ ضَرْبَةٍ تَحْتَ الْقَنَا وَالْوَغَى   مَشْهُورَةٍ بِالنَّقْعِ وَالْقَسْطَلِ

ترجمہ: یا تو اس پر ہاتھ صاف کرنے والا وار کروں گا، پھر اسے قتل کروں گا یا مقتولوں جیسا بن جاؤں گا۔"

یہ اشعار پڑھ کر ادہم نے اس پر حملہ کیا اور اسے پچھاڑ دیا اور نیزے سے وار کیا۔

مالک ابن العقدیہ کا فرار:

ابو مخنف نے عمرو بن عمرو بن عوف ابن مالک الجشمی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ بشر ابن عصمہ المزنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب صفین کی جنگ ہوئی تو بشر ابن عصمہ نے مالک ابن العقدیہ کا مقابلہ کیا اور یہ مالک ابن الجلاح الجشمی ہے۔ مالک العقدیہ اس پر غالب آیا لیکن ایک شخص بشر نے دیکھا کہ وہ شامیوں کے ساتھ عجیب طرح لڑ رہا ہے حالانکہ یہ ایک بہادر مسلمان شخص تھا۔ جب بشر نے اسے بھاگتے دیکھا تو اس پر حملہ کیا اور اسے نیزہ مار کر گرا دیا۔ پھر بشر واپس ہوا اور اسے اس بات کا افسوس تھا کہ کسی نے زندگی کیوں نیزہ مارا۔ اس پر بشر نے یہ اشعار کہے۔

وَإِنِّي لَأَرْجُو مِنْ مَلِيكِي تَجَاوُزًا   وَمِنْ صَاحِبِ الْمَوْسُومِ فِي الصَّدْرِ هَاجِسُ

ترجمہ: "مجھے اپنے بادشاہ سے امید ہے کہ وہ درگزر کرے گا اور موسوم گھوڑے کے سوار سے درگزر کرے گا جس کے سینے پر نیزہ لگا تھا۔

دَلَفْتُ لَهُ تَحْتَ الْغُبَارِ بِطَعْنَةٍ   عَلَى سَاعَةٍ فِيهَا الطِّعَانُ تَخَالُسُ

ترجمہ: میں نے گرد و غبار میں اس کے ایسے وقت نیزہ مارا جب کہ نیزے اچک رہے تھے۔"

جب ابن العقدیہ کو ان اشعار کا علم ہوا تو اس نے جواب دیا۔

أَلَا أَبْلِغَا بِشْرَ بْنَ عِصْمَةَ أَنَّنِي   شُغِلْتُ وَأَلْهَانِي الَّذِينَ أُمَارِسُ

ترجمہ: "میری جانب سے بشر ابن عصمہ کو یہ خبر پہنچا دو کہ مجھے بھاگنے والوں نے اپنی جانب مشغول کر لیا تھا۔

فَصَادَفْتَ مِنِّي غِرَّةً وَأَصَبْتَهَا   كَذَلِكَ وَالْأَبْطَالُ مَاضٍ وَحَابِسُ

ترجمہ: تو نے مجھ پر دھوکے سے حملہ کیا اور اس سے فائدہ اٹھایا، بہادر لوگ یہاں اسی طرح کرتے آئے ہیں۔"

عبداللہ ابن الطفیل کا واقعہ:

اس کے بعد عبداللہ ابن الطفیل البکائی نے شامیوں کے ایک گروہ پر حملہ کیا جب وہ واپس لوٹنے لگا تو بنو تمیم کے ایک شخص نے جس کا نام قیس ابن قرہ تھا اور جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھا اس پر حملہ کیا اور عبداللہ ابن الطفیل کے دونوں مونڈھوں کے درمیان نیزہ رکھ کر کہا۔ خدا کی قسم! تو اگر اس کے نیزہ مارے گا تو میں تیرے مار دوں گا۔ تمیمی نے کہا کہ میں تجھے اللہ کا عہد دیتا ہوں کہ اگر میں اس کی پشت سے نیزہ ہٹا دوں تو تو میری پشت سے نیزہ ہٹا لے گا؟ یزید نے جواب دیا ہاں میں تجھ سے اللہ کے نام پر یہ عہد کرتا ہوں۔

یہ سن کر تمیمی نے عبداللہ کی پشت سے نیزہ اٹھا لیا اور یزید نے تمیمی کی پشت سے۔ پھر تمیمی نے یزید سے دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں بنو عامر سے ہوں۔ اس نے کہا اللہ مجھے تم پر قربان کرے، وہ تمہارے بزرگوں کی محبت کہاں گئی اور میں اپنے

خاندان اور گھر میں کے یہ جوان قتل ہو گئے ہیں اور ان کو ہم قتل کر چکے ہیں" ان سب کا آخر ہے۔ جب یہ لوگ واپس لوٹ کر آئے تو یہ بنی حنظلہ کے لوگوں نے حملے اپنے اوپر روک لیے جیسے کہ آپ اپنے چچا زاد بھائیوں کو خطے دیا کرتے تھے یہ بات ابن حنظلہ نے یہ اشعار کہے۔

الم ترني حاميت عنك مناصحا ‏ ‏ بصفين اذ خلاك كل حبيب

ترجمہ: "کیا تو نے مجھے نہیں دیکھا کہ میں نے صفین کے روز تجھے بڑی پامردی سے بچایا جب کہ تجھے تیرے دوستوں نے چھوڑ دیا تھا۔

ونهنهت عنك الحنظلي وقد اتى ‏ ‏ على سابح ذي ميعة وشبيب

ترجمہ: اور میں نے تجھ سے حنظلی کو روک دیا حالانکہ وہ ایک تیز رو گھوڑے پر سوار ہو کر جرأت دینے کے لیے آیا تھا۔"

عبدالرحمٰن ابن محرز الکندی کی شجاعت:

ابو مخنف نے فضیل ابن خدیج کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جنگ کے دوران ایک شامی نے لشکر سے نکل کر اپنے مقابلے کی دعوت دی اس کے مقابلے پر عبدالرحمٰن ابن محرز الکندی آگے نکلے دونوں میں کچھ دیر تک مقابلہ ہوتا رہا پھر عبدالرحمٰن نے شامی پر حملہ کیا اور اس کے حلقوم پر نیزہ مار کر اسے گرا دیا اور نیچے اتر کر اس کے ہتھیار لینے لگے وہ اس کے جسم پر سے زرہ اتار رہے تھے کہ جب بدن ظاہر ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک سیاہ فام حبشی شخص تھا یہ دیکھ کر عبدالرحمٰن نے انا للہ پڑھ کر کہا کہ میں نے اپنی جان کو ایک سیاہ فام غلام کے مقابلہ پر خطرے میں ڈالا۔

قیس ابن فہدان کا زخمی ہونا:

اس کے بعد ایک شخص مقابلہ کی دعوت دیتے ہوئے نکلا۔ اس کے مقابلہ پر قیس ابن فہدان الکنانی البدنی گیا۔ شامی نے قیس پر حملہ کر کے اسے خوب مارا قیس کو اس کے ساتھی میدان سے اٹھا لائے اس واقعہ پر قیس ابن فہدان نے یہ اشعار کہے۔

لقد علمت عك بصفين اننا ‏ ‏ اذا التقت الخيلان نطعنها شزرا

ترجمہ: "میدان صفین میں قبیلہ عک نے یہ بات خوب جان لی ہے کہ جب دو گھوڑے باہم ملتے ہیں تو ہم نیزے کا بھرپور وار کرتے ہیں۔

ونحمل رايات الطعان بحقها ‏ ‏ فنوردها بيضا ونصدرها حمرا

ترجمہ: اور نیزوں کے جھنڈوں کو ہم ان کا پورا پورا حق دیتے ہیں کہ جب ہم انہیں جنگ پر مارتے ہیں تو وہ سفید ہوتے ہیں اور جب انہیں کھینچتے ہیں تو وہ سرخ ہوتے ہیں۔"

قیس ابن فہدان کا خطبہ:

ابو مخنف نے فضیل ابن خدیج کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ قیس ابن فہدان اپنے ساتھیوں کو ابھارتے اور کہتے

"جب تم حملہ کرو تو سختی سے حملہ کرو اور جب تم پلٹ کر حملہ کرو تو سب مل کر حملہ کرو نیچی نگاہ رکھو۔ کم گفتگو کرو اور اپنے مد مقابل سے مقابلہ کرو۔ کسی عربی اور بدوی کی طرف سے تم پر حملہ نہ ہو۔"

اس روز عمار کا رشتہ دار بن عوف شامیوں سے جنگ کرتے ہوئے ابن حریث خولانی کے ساتھ عمرو ابن یزید اور سعید ابن عمرو مقتول ہوئے۔

دو بھائیوں کی ملاقات:

قیس ابن یزید جو پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے پھر بھاگ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور ان کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے اس کے بعد وہ میدان میں نکلے اور اپنے مقابلے کے لیے للکارا۔ ادھر سے ان کے بھائی ابو العمرطہ ابن یزید نکلے دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر پہچان لیا اور بلا مقابلہ دونوں میدان سے واپس ہو گئے اور دونوں نے اپنے اپنے ساتھیوں سے جا کر کہا کہ اس کا مقابل اس کا بھائی تھا۔

ہمدان و عک کا مقابلہ:

ابومخنف نے جعفر ابن حذیفہ طائی کا یہ بیان ذکر کیا ہے اور یہ جعفر عامر ابن الطفیل کی اولاد میں سے تھے وہ کہتا ہے کہ اس روز قبیلہ عک نے بہت سخت جنگ کی۔ ان کی جنگ دیکھ کر بہت سی جماعتوں نے انھیں گھیر لیا۔ حمزہ ابن مالک الہمدانی نے آگے بڑھ کر ان لوگوں سے سوال کیا کہ تم کون ہو للہ بتاؤ؟ عبداللہ ابن خلیفہ البولانی نے جو ایک شیعہ اور نہایت عمدہ خطیب اور شاعر تھے جواب دیا:

"ہم وہ عک ہیں جو سرزمین ریگستان اور پہاڑوں پر قابض ہیں جو کھجور کے درختوں کے مالک ہیں جنہیں کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا ہم وہ پہاڑ ہیں کہ جو ناقابل شکست ہیں جو عذیب اور عمان کے درمیان واقع ہیں۔ ہم عدن والے عک ہیں۔ ساحلوں اور میدانوں والے عک ہیں ہم لڑائی کے شہسوار ہیں"۔

اس پر حمزہ ابن مالک نے جواب دیا۔ بہت خوب بہت خوب تم اپنی قوم کی خوب تعریف کرنا جانتے ہو اور اس کے بعد حمزہ نے یہ شعر پڑھا:

إِنْ كُنْتَ لَمْ تَشْعُرْ بِنَجْدَةِ مَعْشَرٍ — فَأَقْدِمْ عَلَيْنَا وَيْبَ غَيْرِكَ تَشْعُرِ

ترجمہ: "اگر تو ہمارے قبیلے سے واقف نہیں ہے تو ہمارے سامنے آ تو اپنے مقابل کو خوب جان جائے گا"۔

پھر ان لوگوں میں بہت شدید جنگ ہوئی۔ عبداللہ ابن خلیفہ بولانی نے لوگوں کو للکار کر کہا تھا اے عک کی جماعت تم پر میرے رشتہ دار اور میری اولاد قربان ہو ایسے لوگوں سے جنگ کرو جو حسب و نسب میں تمہاری طرح کا ہو۔ یہ کہہ کر عبداللہ یہ اشعار پڑھتے تھے:

أَنَا الَّذِي كُنْتُ إِذَا الدَّاعِي دَعَا — مُصَمِّمًا بِالسَّيْفِ نَدْبًا أَرْوَعَا

ترجمہ: "میں وہ شخص ہوں کہ جب کوئی پکارنے والا مقابلہ کے لیے پکارتا ہے تو تلوار لے کر اس کی پکار کا جواب دیتا اور بے خوف جنگ کرتا ہوں۔

فَأُنْزِلُ الْمُسْتَلْئِمَ الْمُقَنَّعَا — وَأَقْتُلُ الصَّعْبَ الْبَطَلَ الشَّيْظَمَا

ترجمہ: میں سختی سے سخت اور خطرناک گھاٹیوں میں اتر جاتا ہوں اور بڑے بڑے سورماؤں اور بہادروں کو قتل کر دیتا ہوں"۔

ابن العسوس کے اشعار:

پھر ابن العسوس طائی المعتلی یہ رجز پڑھ رہا تھا:

يَا طَيِّئَ السُّهُولِ وَالْأَجْبَالِ — أَلَا انْهَضُوا بِالْبِيضِ وَالْعَوَالِي

ترجمہ: "اے بنی بکر! نیزوں اور پیادوں کے ساتھ چمکدار اور بلند ہونے والی تلواروں سے مدد کرو۔"

[illegible] [illegible]

[illegible]

ترجمہ: اپنے اپنے بھائیوں کو بچاؤ اور ان کے اعمال کو قتل کرو جو گمراہی کے راستے پر چل رہے ہیں۔

اس جنگ میں ابن الطفیل کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ اس پر اس نے یہ اشعار کہے۔

ألا ليت عيني هذه مثل هذه   فلم أمش في الأنس إلا بقائد

ترجمہ: "کاش! میری یہ آنکھ بھی اسی طرح جاتی رہتی اور میں لوگوں میں بغیر رہبر کے نہ چل سکتا۔

ويا ليتني لم أبق بعد مطرف   وسعد وبعد المستنير بن خالد

ترجمہ: کاش! میں مطرف، سعد اور مستنیر ابن خالد کے بعد زندہ نہ رہتا۔

فوارس لم تغذ الحروب مثلهم   إذا الحرب [illegible]

ترجمہ: یہ ایسے شہسوار تھے کہ کسی ماں نے بھی ان جیسے شہسواروں کو غذا نہیں دی ہوگی جب کہ جنگ اپنا ... ظاہر کرے۔

ويا ليت رجلي ثم طنت بنصفها   ويا ليت كفي ثم طاحت بساعدي

ترجمہ: کاش! کہ میرا پاؤں آدھی پنڈلی سے کاٹ دیا جاتا اور کاش! کہ میرا ہاتھ اور میرا بازو بھی کاٹ دیا جاتا۔"

حجر ابن عبیدہ کی تقریر:

ابو مخنف نے ابو الصلت التیمی کے ذریعے بنو تغلب کے بعض بزرگوں کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ بنو تغلب میں ایک شخص تھا جس کا نام حجر ابن عبیدہ ابن خالد تھا اور اس کا شمار بہادر لوگوں میں تھا۔ جب صفین کی جنگ ہوئی تو اس کے ساتھی میدان سے بھاگنے لگے۔ یہ انہیں للکار رہا تھا:

"اے قیس کی جماعت! کیا تمہیں شیطان کی اطاعت رحمان کی اطاعت سے زیادہ محبوب ہے۔ یاد رکھو! بھاگنے میں اللہ کی نافرمانی اور اس کی ناراضگی ہے اور ثابت قدمی میں اللہ کی اطاعت اور اس کی رضا ہے تم رضائے خداوندی کے مقابلے میں اس کی ناراضگی اور اس کی اطاعت کے مقابلے میں اس کی نافرمانی کو اختیار کر رہے ہو حالانکہ موت کے بعد راحت اسی شخص کے لیے ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہو۔"

اس کے بعد حجر نے یہ اشعار پڑھے۔

"آدمی کا دل اسے پشت پھیرنے میں ... ہے۔ میں وہ شخص ہوں جو میدان سے منہ موڑتا ہوں نہ بھاگتا ہوں۔

اور یہ ہتھیار لوگوں کو دھوکا بازی اور دھوکہ نہیں دے سکتے۔"

اس کے بعد اس نے نہایت سخت جنگ کی حتیٰ کہ زخمی ہو گیا پھر یزید ابن ... پانچ سو اشخاص کے ساتھ جنہوں نے ... کے ساتھ جنگ سے علیحدگی اختیار کر لی تھی شامل ہو گیا یہ پانچ سو اشخاص جنگ سے علیحدہ ہو کر ... اور ... میں جا کر مقیم ہو گئے تھے۔

قبیلہ نخع کی جاں نثاری:

اس روز قبیلہ نخع نے بھی بڑی بہادری سے جنگ کی۔ اس قبیلہ میں سے بکر بن ہوذہ، حیان بن ہوذہ، شعیب بن نعیم جو قبیلہ نخع میں ابو بکر کی شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ ربیعہ بن مالک بن وہبیل اور ابی بن قیس قتل ہوئے۔ یہ ابی، علقمہ بن قیس نخعی مشہور فقیہ کے بھائی تھے۔ اس روز علقمہ کا ایک پاؤں بھی کٹ گیا تھا۔ علقمہ یہ فرمایا کرتے تھے۔ مجھے اپنے پاؤں کا اچھا ہونا اس کے کٹ جانے سے زیادہ محبوب نہیں کیونکہ اس کے کٹ جانے سے میں اپنے پروردگار سے اچھے اجر کا امیدوار ہوں۔

علقمہ بن قیس کا خواب:

علقمہ فرماتے ہیں: میری آرزو تھی کہ میں اپنے بھائی ابی کو خواب میں دیکھوں۔ میں نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا۔ اس نے جواب دیا ہم اور اہل شام کی جماعت خدا کے حضور ملے اور اللہ عزوجل سے ہم نے اس کا احتجاج کیا جو ہمارے ساتھ پیش آیا تھا ہم دشمن کے مقابلہ پر کامیاب رہے۔ علقمہ فرماتے ہیں مجھے جو خوشی اس خواب سے حاصل ہوئی وہ کسی شے سے حاصل نہ ہوئی تھی۔

ربیعہ سے امداد طلبی:

ابو مخنف نے سوید بن حیہ الاسدی کے حوالے سے حصین بن المنذر کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جنگ سے پیشتر کچھ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ خالد بن المعمر نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کی ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں خالد بن المعمر ان کے ساتھ نہ مل جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو خالد بن المعمر اور ہمارے شرفاء کے پاس بھیج کر بلوایا۔ جب یہ لوگ آگئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہا:

> "اے ربیعہ کی جماعت تم لوگ میرے مددگار، میری دعوت کو قبول کرنے والے اور تمام عرب میں سب سے زیادہ مجھ پر یقین رکھتے ہو۔ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمہارے ساتھی خالد بن المعمر سے خط و کتابت کی ہے میں اسے یہاں لے کر آیا ہوں اور تمہیں بھی اس لئے جمع کیا ہے تاکہ میں تمہیں اس بات پر گواہ بنا دوں اور تم میری بات سن لو۔"

اس کے بعد آپ نے خالد سے مخاطب ہو کر کہا: اے خالد! مجھے جو اطلاع ملی ہے اگر وہ سچ ہے تو میں اللہ کو اور ان موجود لوگوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ تجھے امن ہے اور تجھے اجازت ہے کہ تو عراق، حجاز یا جہاں تیرا جی چاہے چلا جا لیکن اس علاقہ میں جانے کی اجازت نہیں جہاں معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت ہو اور اگر یہ خط و کتابت والی بات جھوٹی ہے تو تیرے یہاں آنے سے ہمارے دلوں کو اطمینان ہو جائے گا۔ خالد نے جو کہا تھا اس پر اللہ کی قسم کھائی۔

اس پر ایک کثیر جماعت نے کہا کہ اگر ہمیں اس کا علم ہوتا تو ہم اسے قتل کر دیتے۔ شقیق ابن ثور السدوسی بولا۔ خالد کو اللہ تعالیٰ توفیق نہ دے اگر وہ علی رضی اللہ عنہ اور ربیعہ کے مقابلے میں معاویہ رضی اللہ عنہ اور شامیوں کی مدد کرے۔ زیاد بن خصفہ التیمی نے کہا اے امیر المومنین اس سے قسم لے لیجئے کہ یہ بدعہدی نہ کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے قسمیں لیں اس کے بعد لوگ وہاں سے لوٹ آئے۔

ربیعہ کی ثابت قدمی:

جمعرات کے روز جب میمنہ نے شکست کھائی تو علی رضی اللہ عنہ میسرے کے پاس پہنچے اور ان کے ساتھ ان کے بیٹے بھی تھے انہوں نے

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ربیعہ کا علم برداری پر اختلاف

الاشعث نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ربیعہ کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] خالد بن معمر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے [illegible] ربیعہ کا جھنڈا خالد بن معمر کے سپرد کر دیا۔

میمنہ پر حملہ:

اس دن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ربیعہ کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انہوں نے پیچھے ہٹا دیا۔

عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ

حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ [illegible] لشکر سے خطاب کر رہے تھے

"اے [illegible] [illegible] حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتل [illegible] علی رضی اللہ عنہ کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سب کے سب قتل ہو جائیں [illegible] [illegible]"

میمنہ کی پسپائی:

ربیعہ نے اس حملہ کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

ان سب کا خاتمہ ہی کر دیا۔

قتیبہ بن مسلم کا خطبہ

ابو ذئب نے بکر بن وائل کے ایک شخص کے ذریعے [illegible] ابوالحسن الجشمی کا [illegible] روایت کی ہے کہ ایک روز قتیبہ نے ایک خطبہ دیا اور کہا:

"اے لوگو! تم میں سے ہر شخص اپنی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا [illegible]

نہیں کرتا۔"

بزدلوں کا خدمت سے اخراج

[illegible]

پاس [illegible] انہیں بھی مارا، پھر بہت بار انہیں بھی مارا تھا۔

حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت

انہوں نے [illegible] کے [illegible] حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ [illegible] شہید ہو گئے اور [illegible] بن وائل کے مقابلہ [illegible] ان کی [illegible] کے بعد [illegible] کہ حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے [illegible] کہا جاتا ہے کہ [illegible] ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار

بعض اہل [illegible] کہتے ہیں کہ انہیں محرز بن الصحصح نے قتل کیا تھا جو بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کی اولاد سے تھا اور ان کی تلوار ذوالوشاح لے لی [illegible] بکر بن وائل کو پکڑا [illegible] ایک شخص نے [illegible] کہ محرز بن الصحصح [illegible] قتل کیا [illegible] کا عمرو [illegible] تھا۔

بعض [illegible] کہتے ہیں کہ حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جس شخص نے قتل کیا تھا وہ [illegible] تھا اس نے ان کی تلوار ذوالوشاح لے لی۔ یہ تلوار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ کعب بن جعیل نے ان کی موت کے بارے میں یہ اشعار کہے ہیں۔

أَلَا إِنَّمَا تَبْكِي الْعُيُوْنُ لِفَارِسٍ ... بِصِفِّيْنَ أَجْلَتْ خَيْلُهُ وَهُوَ وَاقِفُ

ترجمہ: آنکھیں تو صرف اس شہسوار کے لیے روتی ہیں جس کے گھوڑے صفین میں بھاگ گئے اور وہ ٹھہرا رہا تھا۔

تَبَدَّلَ مِنْ أَسْمَاءَ أَسْيَافَ وَائِلٍ ... وَكَانَ فَتًى لَوْ أَخْطَأَتْهُ الْمَتَالِفُ

ترجمہ: اس نے وائل کی تلواروں سے نام بدل لیا [illegible] وہ ایسا جوان تھا کہ اگر ہلاکتیں اس سے [illegible]

تَرَكْنَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بِالْقَاعِ مُسْنَدًا ... تَمُجُّ دَمَ الْخَرْقِ الْعُرُوْقُ الذَّوَارِفُ

ترجمہ: تو عبیداللہ کو میدان میں [illegible] چھوڑ آیا اور [illegible] رگوں سے خون بہہ رہا تھا۔

ان کے علاوہ اور بھی چند اشعار ہیں۔

اس روز [illegible] ذوالکلاع حمیری [illegible] بھی قتل ہوئے [illegible] حبیب [illegible] عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد [illegible]

ربیعہ کی جوانمردی

ابو مخنف نے [illegible] بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ربیعہ کے پاس پہنچے [illegible] ایک دوسرے سے [illegible] انہوں نے [illegible] تمہارے [illegible] قتل ہو [illegible] تمہارے [illegible] پیچھے

کوئی رات پہنچی تو تم رسوا ہو جاؤ گے۔ شقیق بن ثور نے ربیعہ سے مخاطب ہو کر کہا اے ربیعہ اگر تمہاری موجودگی میں یہ قوم تم میں سے ایک شخص کے زندہ ہوتے ہوئے بھی علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو تمام عرب کا جواب دینے کے لیے تمہارے پاس کوئی عذر نہیں۔ اگر تم علی رضی اللہ عنہ کو حمایت سے بچا لے گئے تو زندگی بھر کی عزت حاصل کرو گے۔ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے آنے کے بعد ایسا سخت قتال کیا کہ اس سے قبل ایسا قتال نہ کیا تھا اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے۔

لِمَنْ رَايَةٌ سَوْدَاءُ يَخْفِقُ ظِلُّهَا   إِذَا قِيْلَ قَدِّمْهَا حُضَيْنُ تَقَدَّمَا

ترجمہ: "یہ سیاہ جھنڈا کس شخص کا ہے کہ جس کا سایہ حرکت کر رہا ہے کہ جب اس سے یہ کہا جاتا ہے کہ حضین آگے بڑھو تو وہ آگے بڑھ جاتا ہے۔

يُقَدِّمُهَا فِي الْمَوْتِ حَتّٰى يُزِيْرَهَا   حِيَاضَ الْمَنَايَا تَقْطُرُ الْمَوْتَ وَالدَّمَا

ترجمہ: اس جھنڈے کو موت کے مقابلہ پر سامنے بڑھاتا رہتا ہے حتی کہ اس کی زیارت کراتا ہے اور امیدوں کے حوضوں کو موت اور خون سے بھر رہا ہے۔

أَذَقْنَا ابْنَ حَرْبٍ طَعْنَنَا وَضِرَابَنَا   بِأَسْيَافِنَا حَتّٰى تَوَلّٰى وَأَحْجَمَا

ترجمہ: ہم نے ابن حرب (معاویہ رضی اللہ عنہ) کو اپنے نیزوں اور تلواروں کی کاٹ کا مزہ چکھا دیا ہے حتی کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گیا۔

جَزَى اللّٰهُ قَوْمًا صَابَرُوْا فِيْ لِقَائِهِمْ   لَدَى الْمَوْتِ قَوْمًا مَا أَعَفَّ وَأَكْرَمَا

ترجمہ: اللہ اس قوم کو جزا دے جس نے دشمن کے مقابلے میں ثابت قدمی دکھائی اور موت کے وقت بھی پاک دامن اور معزز ثابت ہوا۔

وَأَطْيَبَ أَخْبَارًا وَأَكْرَمَ شِيْمَةً   إِذَا كَانَ أَصْوَاتُ الرِّجَالِ تَغَمْغُمَا

ترجمہ: خبروں کو اچھا رکھا اور عادتوں کو شریف بنا رکھا جب کہ آدمیوں کی آوازوں کا شور مچ رہا تھا

رَبِيْعَةُ أَعْنِيْ إِنَّهُمْ أَهْلُ نَجْدَةٍ   وَبَأْسٍ إِذَا لَاقَوْا خَمِيْسًا عَرَمْرَمَا

ترجمہ: ربیعہ سے میری مراد ہے وہ شدت و تکلیف برداشت کرنے والے ہیں جب کہ وہ دشمن کے لشکر سے ملتے ہیں۔

* * *

باب ۱۳

حضرت عمار ابن یاسرؓ کی شہادت

حضرت عمار بن یاسرؓ کی دعا

ابومخنف نے عبدالملک ابن ابی حرۃ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ عمار بن یاسر نے [illegible] حسب ذیل دعا فرمائی

اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ کی رضا اس میں ہے کہ میں اپنے آپ کو اس سمندر میں غرق کردوں تو میں یہی کرتا، اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ کی رضا اس میں ہے کہ میں اپنے پیٹ پر تلوار کی نوک رکھ کر اس پر جھک جاؤں اور وہ میری پشت سے نکل جائے تو میں یہی کرتا، آج کے روز مجھے کوئی ایسا عمل کا علم نہیں جو ان فاسقین کے ساتھ جہاد کرنے سے بہتر ہو اور اگر مجھے کسی ایسے عمل کا علم ہوتا جو اس عمل سے زیادہ آپ کی رضا کا باعث ہوتا تو میں اسے ضرور بجا لاتا۔

جنگ کے بارے میں حضرت عمار بن یاسرؓ کی رائے

ابومخنف نے [illegible] کی یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عمار کو یہ کہتے سنا: خدا کی قسم میں ایک قوم دیکھ رہا ہوں جو تمہیں [illegible] ضرب لگائیں گے جس کی وجہ سے باطل پرست [illegible] خدا کی قسم اگر وہ ہمیں مارتے مارتے ہجر کے کھجوروں تک بھی پہنچا دیں تب بھی ہم یہی یقین رکھیں گے کہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں۔

عمار بن یاسرؓ کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد

محمد بن [illegible] سے حبہ بن جوین العرنی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں اور ابو مسعود مدائن میں حذیفہ بن الیمان کے پاس گئے [illegible] آج اہل عرب میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے [illegible] مختلف [illegible] ہیں آپ ہم سے کوئی حدیث بیان فرمائیے۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: اس وقت تم اس جماعت میں شامل رہنا جس میں سمیہ کا بیٹا ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ

اسے ایک باغی جماعت قتل کرے گی جو راہ حق سے ہٹی ہوئی ہوگی اور اس کا آخری رزق [illegible] ہوگا۔

حبہ کہتے ہیں [illegible] صفین کی جنگ میں موجود تھا اور میں نے عمار کو یہ کہتے سنا [illegible] دنیا کا آخری رزق لاؤ [illegible] پیش کیا گیا [illegible] اور آپ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

الیوم القی الاحبۃ محمدا و حزبہ

[illegible] سے لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

[illegible]

حضرت عمار بن یاسرؓ کا خطبہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عمار بن یاسرؓ اور عبید اللہ بن عمرؓ کا مکالمہ

[illegible]

ہوگا اب تو اس پر [illegible] رہا ہے

عمار رضی اللہ عنہ کا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد

مسلم بن عبدالرحمٰن [illegible] نے حبیب بن ابی ثابت [illegible] کی سند سے ابو عبدالرحمٰن سلمی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے صفین کے دن عمار رضی اللہ عنہ کو [illegible] کہتے سنا کہ [illegible] عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یوں فرما رہے تھے کی بیعت میں [illegible] دین بیچ دیا، تیرا ستیاناس ہو [illegible] اسلام میں کجی تلاش کرتا رہا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

امام احمد نے [illegible] حماد بن سلمہ [illegible] کے واسطے سے ابو عبدالرحمٰن سلمی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ہم لوگ صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ہم میں سے دو شخص ان کی حفاظت کے لیے ان کے گھوڑے کے دونوں جانب رہتے اور انہیں حملہ کرنے سے روکتے رہتے۔ علی رضی اللہ عنہ جب اپنے ان دونوں محافظوں کو غافل دیکھتے تو فوراً حملہ کر دیتے اور اس وقت تک واپس نہ لوٹتے جب تک ان کی تلوار خون سے رنگین نہ ہو جاتی۔ ایک روز انہوں نے حملہ کیا تو اس وقت تک واپس نہ لوٹے جب تک ان کی تلوار مڑ نہ گئی۔ انہوں نے یہ تلوار اپنے ساتھیوں کی جانب پھینک دی اور فرمایا اگر یہ مڑ نہ جاتی تو میں واپس نہ لوٹتا۔ اعمش کہتے ہیں خدا کی قسم ان کا مارنا [illegible] شک و شبہ سے بالاتر تھا۔ ابو عبدالرحمٰن کہتے ہیں لوگوں نے جو سنا وہ آگے پہنچا دیا اور وہ بزدل نہ تھے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا حملہ

ابو عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ صفین کی جس وادی میں پہنچتے تو نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے ساتھ ہو لیتے۔ عمار رضی اللہ عنہ ہاشم بن عتبہ تک جا پہنچے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علمبردار تھے۔ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا اے ہاشم! کانا پن بھی ہے اور بزدلی بھی۔ جس کانے میں بھلائی نہیں وہ کسی کی تکلیف دور نہیں کر سکتا۔ پھر دونوں صفوں کے درمیان ایک شخص تھا [illegible] حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم یہ اپنے امیر کی مخالفت کرے گا اور اس کا لشکر اس کو رسوا کرے گا [illegible] کی تکلیف [illegible] ہاشم رضی اللہ عنہ سوار ہو کر آگے بڑھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے ؎

اَعْوَرُ يَبْغِي أَهْلَهُ مَحَلًّا قَدْ عَالَجَ الْحَيَاةَ حَتّٰى مَلَّا

لَا بُدَّ أَنْ يَفُلَّ أَوْ يُفَلَّا

ترجمہ: ''یہ یک چشم آدمی اپنی [illegible] جگہ چاہتا ہے، وہ زندگی کے جھگڑوں سے تنگ آ گیا ہے، اب اس کا شکست دینا یا شکست کھانا ضروری ہے۔''

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت:

عمار رضی اللہ عنہ آگے بڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے، اے ہاشم! آگے بڑھو کیونکہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے اور موت نیزوں کی دھاروں میں ہے، آسمان کے دروازے کھل چکے ہیں اور حوریں بناؤ سنگھار کر چکی ہیں۔

اَلْيَوْمَ أَلْقَى الْأَحِبَّةَ مُحَمَّدًا وَّحِزْبَهُ

''آج میں دوستوں سے ملوں گا یعنی محمد ﷺ اور ان کی جماعت سے۔''

[illegible] اور یہی قول ہے۔ [illegible] رضی اللہ عنہم سے
[illegible] تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اپنے والد سے مکالمہ:

ابو عبدالرحمن سلمی کہتا ہے کہ جب رات ہوئی تو میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں ضرور ان میں جا کر یہ معلوم کروں کہ آیا ہماری طرح انہیں بھی عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کا صدمہ ہوا ہے یا نہیں۔ اور جب جنگ ختم ہو چکی تو دونوں لشکری آپس میں گھل مل گئے اور باہم بات چیت بھی کرنے لگے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور آہستہ آہستہ ان کے لشکر کی جانب چلا۔ جب میں شامی لشکر میں داخل ہوا تو چار شخص میدان جنگ میں گھوم رہے تھے۔ یہ چاروں شخص معاویہ، ابو الاعور السلمی، عمرو بن العاص اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم تھے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ ان چاروں میں سب سے بہتر تھے۔ میں ان چاروں شخصوں کے بیچ میں داخل ہو گیا تاکہ وہ جو کچھ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے اپنے باپ سے کہا کہ اے باپ! آج تم نے اس شخص کو بھی قتل کر دیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا تھا۔ باپ نے پوچھا حضور ﷺ نے کیا فرمایا تھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم ہمارے ساتھ نہ تھے جب ہم مسجد بنا رہے تھے اور لوگ ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں اٹھا کر لاتے تھے جس سے ان پر غشی طاری ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے چہرے سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمایا: اے سمیہ کے بیٹے! دوسرے لوگ تو ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا رہے ہیں اور تم دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں اٹھا رہے ہو۔ یہ کام تم ثواب کی رغبت کے لیے کر رہے ہو اور افسوس تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

حدیث کی غلط تاویل:

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنے گھوڑے کا رخ موڑ دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف کھینچ کر عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے وہ حدیث نہیں سنی جو عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کر رہا ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کیا حدیث ہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ حدیث سنائی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بڑھاپے کی وجہ سے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ تم ہمیشہ حدیثیں بیان کرتے رہتے ہو اور تمام دن پیشاب میں پڑا رہتا ہے۔ کیا ہم نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے بلکہ عمار رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو انہیں میدان میں گھسیٹ کر لائے۔ ابو عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں قول میں سے کون سا زیادہ عجیب تر ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقابلہ کی دعوت:

ابو جعفر کہتے ہیں کہ لوگ یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ جب عمار رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے ربیعہ اور ہمدان کو پکارا اور فرمایا: تم میری زرہ اور میرے نیزے ہو۔ تقریباً بارہ ہزار کے قریب یہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے۔ علی رضی اللہ عنہ آگے آگے ایک خچر پر سوار تھے۔ علی رضی اللہ عنہ اور ان لوگوں نے یکبارگی حملہ کیا تو اہل شام کی کوئی صف ایسی باقی نہ رہی جو ٹوٹ نہ گئی ہو۔ انہوں نے ہر اس شخص کو قتل کر دیا جو ان کے سامنے آیا یہاں تک کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ اس وقت علی رضی اللہ عنہ نے

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

پھر علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو [illegible] قتل [illegible] یہاں آئی [illegible] کے لیے فیصلہ کریں [illegible] جو شخص بھی اپنے قاتل کو قتل کرے [illegible] کیا جو شخص انصاف کی بات کرتا ہے [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب [illegible] انصاف [illegible] اس لیے کہ [illegible] جو شخص بھی ان کے مقابلے پر [illegible] قتل کر دے گا [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] شامی [illegible]

شامیوں کی شان و شوکت

ہشام نے ابومخنف [illegible] روایت کی ہے کہ [illegible] سے کہا کیا آپ ان شامیوں کو نہیں دیکھتے کہ ان کی ہیئت اور صورت [illegible] جماعت میں رہتے ہیں۔ [illegible] نے جواب دیا [illegible] اپنے آپ کو [illegible] جماعت سے واقف ہیں۔

لیلۃ الہریر میں ہاشم ابن عتبہ کی تقریر

ابومخنف نے ابو سلمہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ہاشم ابن عتبہ الزہری نے شام کے وقت لوگوں سے پکار کر کہا کون شخص ہے جو خدا اور آخرت کا طالب ہو وہ میرے پاس آئے۔ بہت سے آدمی ان کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے ان ساتھیوں کو ساتھ میں لے کر شامیوں پر متعدد بار حملہ کیا لیکن جب بھی وہ حملہ کرتے تو شامی [illegible] سے ان کا جواب دیتے اور [illegible] مقابلہ کرتے۔ ہاشم رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا

> "تم ان کی ثابت قدمی دیکھ کر خوف میں مبتلا نہ ہو جانا۔ خدا کی قسم [illegible] عرب [illegible] حمیت [illegible] کہ اپنے جھنڈوں [illegible] ثابت قدم [illegible] اور تم [illegible] آگے بڑھو [illegible] ثابت قدم رہو اور ایک دوسرے کی مدد کرو [illegible] تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے کسی شے کا سوال نہ کرے اور نہ ادھر ادھر توجہ کرے [illegible] اسی وقت تک [illegible] جب تک [illegible] اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے۔ اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔"

پھر ہاشم رضی اللہ عنہ نے قراء کی ایک جماعت کے ساتھ [illegible] پیدل ہو کر حملہ کیا [illegible] اور ان کے ساتھی شام تک مصروف رہے یہاں تک کہ [illegible] نے [illegible] سے [illegible] داخل ہو گئی۔

[illegible]

ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کا قتل

اس کے بعد ہاشم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے سخت جنگ کی اور ہاشم کا لقب مرقال تھا اس لیے کہ وہ جنگ میں گھس جاتے تھے۔ ان لوگوں نے سخت جنگ کی ان کے قریب جو شخصوں کی صفیں تھیں انہیں الٹ پلٹ کر رکھ دیا یہاں تک کہ ذی الکلاع کی فوج سامنے نظر آرہی تھی لیکن اچانک مغرب کے قریب تنوخیوں کا ایک لشکر سامنے ہوا۔ اس لشکر نے آتے ہی ان پر نہایت سخت حملہ کیا ہاشم نے بھی خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا اس وقت ہاشم رضی اللہ عنہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

اَعْوَرُ یَبْغِیْ اَھْلَہٗ مَحَلًّا   قَدْ عَالَجَ الْحَیَاۃَ حَتّٰی مَلَّا
یَتُلُّھُمْ بِذِی الْکُعُوْبِ تَلَّا

ترجمہ: ”ایک یک چشم گھر جانا چاہتا ہے۔ وہ زندگی کے مسائل حل کرتے کرتے تھک چکا ہے۔ میں انہیں گرہ دار نیزوں سے مارتا ہوں“۔

لوگوں کا خیال ہے کہ ہاشم رضی اللہ عنہ نے اس روز نو یا دس آدمی قتل کیے حارث بن المنذر التنوخی ان کی جانب بڑھا اور ان کے نیزہ گھونپ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کہلا کر بھیجا کہ اپنا علم آگے بڑھاؤ۔ ہاشم رضی اللہ عنہ نے قاصد سے کہا میرا پیٹ دیکھو۔ اس نے پیٹ پر جو نظر ڈالی تو وہ پھٹ چکا تھا۔

حجاج بن غزیہ کے اشعار:

اس واقعہ کو حجاج بن غزیہ الانصاری نے اپنے ان اشعار میں بیان کیا ہے۔

فَاِنْ تَفْخَرُوْا بِابْنِ الْبُدَیْلِ وَھَاشِمٍ   فَنَحْنُ قَتَلْنَا ذَا الْکَلَاعِ وَحَوْشَبَا

ترجمہ: ”اگر تمہیں اس پر فخر ہے کہ تم نے عبداللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ اور ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے تو ہمیں اس پر فخر ہے کہ ہم نے ذوالکلاع رضی اللہ عنہ اور حوشب کو قتل کیا۔

وَنَحْنُ تَرَکْنَا بَعْدَ مُعْتَرَکِ اللِّقَا   اَخَاکُمْ عُبَیْدَ اللّٰہِ لَحْمًا مُلَحَّبَا

ترجمہ: اور ہم جنگ ختم ہونے کے بعد تمہارے بھائی عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک ایک بوٹی چھوڑ کر آئے تھے۔

وَنَحْنُ اَحَطْنَا بِالْبَعِیْرِ وَاَھْلِہٖ   وَنَحْنُ سَقَیْنَاکُمْ سِمَامًا مُقَشَّبَا

ترجمہ: ہم نے اونٹ والے کو بھی گھیر لیا اور ہم نے تمہیں زہر کا جام پلا دیا جس نے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے“۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

ہشام نے ابو مخنف، مالک بن اعین الجہنی کی سند سے زید بن وہب الجہنی کا یہ بیان روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شام کی ایک جماعت پر سے گزر ہوا جس میں ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ بھی تھے ولید بن عقبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات بیان کی گئی حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں میں ٹھہر گئے اور فرمایا:

” [illegible] نیک لوگوں کے لیے ہو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی جنگ

[illegible]

[illegible]

عبداللہ بن کعب المرادی کی وصیت

ابو مخنف نے ابو بکر الکندی سے نقل کیا ہے کہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

لیلۃ الہریر:

[illegible]

اشتر کی شجاعت:

[illegible]

تک برابر مصروف جنگ رہا۔ یہ اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہتا ایک نیزے کے برابر آگے بڑھو۔ جب یہ لوگ ایک نیزے کے برابر شامیوں کی جانب بڑھ جاتے اور وہ خود بھی بڑھ جاتا تو پھر کہتا اس کمان کے برابر آگے بڑھو اور جب اس کے ساتھی اور آگے بڑھ جاتے تو پھر وہ یہی سوال کرتا حتیٰ کہ اکثر لوگ کافی آگے بڑھ گئے جب اشتر نے یہ دیکھا کہ اس کے ساتھی آگے بڑھ چکے ہیں تو اس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا میں تمہیں اس سے کہ تم تمام دن بکری کا دودھ پیتے رہو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر اپنا گھوڑا طلب کیا اور اپنا علم حیان بن ہوذہ نخعی کو دیا اور خود دستوں میں ایک چکر لگایا اور کہتا جاتا تھا کون ہے جو اپنی جان اللہ کے ہاتھ فروخت کرے اور اشتر کے ساتھ ہو کر جنگ کرے حتیٰ کہ یا تو غالب آ جائے یا اللہ سے مل جائے۔ لوگ اس کے پاس جمع ہوتے جاتے تھے انہی میں حیان بن ہوذہ بھی تھا۔

شامی علم بردار کا قتل:

ابو مخنف نے ابو جناب الکلبی کے ذریعے عمارہ بن ربیعہ کا یہ بیان نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس سے اشتر گزرا میں بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ اس کے ساتھ بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ وہ آگے بڑھا اور اسی مقام پر پہنچ گیا جہاں وہ پہلے میمنہ میں ٹھہرا ہوا تھا پھر اپنے ساتھیوں کے درمیان کھڑے ہو کر ان سے کہا تم پر میرے چچا اور میرے ماموں قربان ہوں۔ شدت سے حملہ کرو اور اس جنگ سے اپنے رب کو راضی کرو اور دین کو غالب کرو۔ جب میں حملہ کروں تم بھی حملہ کرو۔ اشتر نے اس کے بعد گھوڑے سے اتر کر گھوڑے کے منہ پر ہاتھ مارا اور علم بردار سے کہا آگے بڑھو۔ پھر شامیوں پر نہایت شدید حملہ کیا اور انہیں اتنا مارا کہ وہ پسپا ہو کر اپنے لشکر گاہ تک پہنچ گئے۔ لیکن لشکر گاہ پہنچ کر انہوں نے اشتر سے سخت مقابلہ کیا۔ اس جنگ کے دوران شامی علم بردار قتل ہوا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کو کامیاب ہوتے دیکھا تو وہ بھی لوگوں کو اس کی مدد کے لئے ادھر بھیجنے لگے۔

وردان کا اشتر کے مقابلے سے گریز:

مجھ سے عبداللہ بن احمد نے ۔ اپنے والد، سلیمان، عبداللہ اور جریر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے صفین کے روز وردان سے کہا تو جانتا ہے کہ میری اور تیری اور اشتر کی کیا مثال ہے۔ اس کی مثال اشقر کی طرح ہے کہ اگر تو آگے بڑھے گا تو تیری کونچیں کاٹ ڈالی جائیں گی اور اگر تو پیچھے ہٹے گا تو ذبح کر دیا جائے گا۔ اب اگر پیچھے ہٹا تو میں تیری گردن مار دوں گا۔ جا اسے میرے پاس قید کر کے لا۔ یہ سن کر وردان عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پیروں میں گر پڑا اور بولا اے ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ! خدا کی قسم! آپ تو مجھے موت کے حوض میں پہنچانا چاہتے ہیں۔ اچھا آپ میرے کاندھے پر ہاتھ رکھے رہیے۔ پھر وردان آگے بڑھا اور گھڑی گھڑی پیچھے مڑ کر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جانب دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ آپ نے مجھے موت کے حوض پر پہنچانا چاہتے ہیں۔

شامیوں کا قرآن اٹھانا:

آمدم برسر مطلب۔ الغرض ابو مخنف کہتا ہے کہ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا کہ عراقی غالب آتے جا رہے ہیں اور انہیں ہلاکت کا خوف پیدا ہوا تو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کے سامنے ایک رائے پیش کرتا ہوں جس سے ہم میں تو اتحاد پیدا ہو جائے گا اور دشمنوں میں تفرقہ پیدا ہو جائے گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہاں بیان کرو۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا ہم قرآن

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۲

واقعہ تحکیم، قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا اقرار، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حامیان علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے قتل کی دھمکی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تنبیہ

ابو مخنف نے عبدالرحمن بن جندب کے ذریعے جندب الازدی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: جب یہ صورت حال [illegible] ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا:

اللہ کے بندو! تم اپنے حق، صداقت اور اپنے دشمنوں سے جنگ [illegible] کیونکہ معاویہ، عمرو بن العاص، ابن ابی معیط، حبیب بن مسلمہ، ابن ابی سرح اور ضحاک بن قیس نہ دین دار ہیں نہ اہل قرآن، میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں، میں ان کے ساتھ بچپن میں بھی رہا ہوں اور جوانی میں بھی ان کے ساتھ رہا ہوں، یہ بچپن میں بھی برے بچے تھے اور بڑے ہو کر بھی برے آدمی نکلے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

حامیان علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے تحکیم کا اقرار

طرفداران علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا [illegible] کتاب اللہ [illegible] قبول [illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تم پر افسوس ہے [illegible] کتاب اللہ [illegible]

اس پر [illegible] کہا ہے:

اے علی رضی اللہ عنہ [illegible] کتاب اللہ [illegible] ورنہ [illegible] جس طرح ہم نے [illegible] کے ساتھ کیا تھا [illegible]

گے۔ (انہیں اندیشہ تھا کہ جس طرح ہم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اسی طرح تجھے بھی قتل کر دیں گے) ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہم خود قتل کی نوبت پہنچائیں اور اس کے ساتھ ہی ہمیں کی نصیحت کرے۔ خدا کی قسم! ورنہ تجھے یہ ضرور بالضرور قتل کر دیا جائے گا۔ یا ہم تیرا بھی ضرور وہی حشر کر دیں گے"۔ (یعنی عثمان کا سا حشر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میری اس نصیحت کو محفوظ کر لو اور میری یہ بات یاد رکھو کہ اگر تم میری اطاعت کرتے ہو تو تمہیں جنگ کرنی چاہیے۔ اور اگر میری نافرمانی کرتے ہو تو تم جو جی چاہے کرو۔

ان لوگوں نے جواب دیا یہ تو نہیں ہو سکتا لہٰذا آپ آدمی بھیج کر اشتر کو میدان جنگ سے واپس بلا لیجیے (یعنی آپ کو یہ صورت تھی ہماری بھی ہے) اور قسم ہے خدا کی ہم آپ کے حکم پر چلنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

شیعوں کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حیثیت

ابن مخنف نے فضیل بن خدیج الکندی کے ذریعہ قبیلہ نخع کے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ اس نے بیان کیا: جب ابراہیم بن الاشتر مصعب بن زبیر کے پاس گئے۔ مصعب نے کہا جس وقت لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بدظن تھا ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مجبور کیا کہ کسی شخص کو بھیج کر اشتر کو میدان سے واپس بلا لیں۔ مصعب کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یزید بن ہانی السبیعی کو اشتر کے پاس روانہ کیا اور کہلوایا فرمایا میرے پاس آؤ۔ یزید نے جب یہ پیغام اشتر کو پہنچایا۔ اشتر نے جواب دیا کہ میری طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہو یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ جس میں آپ مجھے میری جگہ سے ہٹا دیں۔ آپ تھوڑی جلدی نہ کیجیے کیونکہ مجھے امید ہے کہ میں فتح حاصل کر لوں گا۔ یزید بن ہانی واپس آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے جواب سے مطلع کیا۔

اس پر ایک شور و غل بلند ہوا اور اشتر کے بارے میں لوگ چیخنے لگے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خدا کی قسم! ہمیں یقین ہے کہ آپ نے انہیں جنگ جاری رکھنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے لیے یہ بات تو ظاہر ہے کہ میں نے مشورہ نہیں کیا۔ کیا تم نے مجھے ان سے سرگوشیاں کرتے دیکھا ہے۔ کیا میں اشتر سے تمہارے سامنے اعلانیہ گفتگو نہیں کرتا رہا جب میں ان سے باتیں کر رہا تھا تو کیا تم نہیں سنتے رہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا تو آپ انہیں بلانے کے لیے آدمی بھیجیں کہ وہ واپس آجائیں ورنہ خدا کی قسم! ہم تجھے معزول کر دیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یزید بن ہانی سے کہا اے یزید! اشتر سے جا کر کہو کہ تم میرے پاس آجاؤ۔ یہاں فتنہ پیدا ہو چکا ہے۔ یزید نے اشتر کو یہ پیغام پہنچایا۔ اشتر نے سوال کیا کیا قرآن اٹھانے کی وجہ سے فتنہ پیدا ہوا ہے۔ یزید نے جواب دیا ہاں۔ اشتر نے کہا خدا کی قسم جب قرآن اٹھائے گئے تھے مجھے یہی خیال ہوا تھا کہ یہ اختلاف و افتراق کا سبب بنیں گے یہ ابن النابغہ کا مشورہ ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ فتح نزدیک ہے۔ کیا غیب سے مدد نہیں آ رہی ہے کیا مناسب ہے کہ ایسے وقت میں دشمنوں کو چھوڑ کر میدان سے واپس چلا جاؤں۔ یزید نے جواب دیا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ یہاں میدان جنگ میں تو کامیابی حاصل کرو اور وہاں امیر المومنین کی جگہ پر پہنچے ہیں کہ ان کو قتل کر دیں یا انہیں بھی دشمنوں کے سپرد کر دیا جائے۔ اشتر نے جواب دیا خدا کی قسم! یہ تو نہیں ہو سکتا۔ سبحان اللہ! یہ بڑی مشکل ہے۔ یزید نے کہا وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ یا تو آپ کسی شخص کو بھیج کر اشتر کو فوراً واپس بلا لیجیے ورنہ ہم تجھے بھی اس طرح قتل کر دیں گے جیسے ہم نے ابن عفان کو قتل کیا ہے۔ اشتر چل پڑے یہاں تک کہ واپس ہو کر ان لوگوں کے پاس آ پہنچے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

احنف بن قیس کی بردباری

[illegible]

ہم بھی اپنے میں سے ایک شخص کو متعین کر دیتے ہیں اور ہماری جانب سے ان دونوں پر یہ لازم ہوگا کہ جو کچھ اللہ عزوجل کی کتاب میں پائیں اس پر عمل پیرا ہوں اور اس سے سرمو تجاوز نہ کریں اور جس امر پر یہ دونوں متفق ہو جائیں ہم اس کی پیروی کریں۔ اشعث بن قیس نے جواب دیا یہ حق کی بات ہے۔ اس کے بعد اشعث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ کر آیا اور جو کچھ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اس سے انہیں مطلع کیا۔ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے جواب دیا ہم نے یہ بات قبول کی اور ہم اس پر راضی ہیں۔

شامیوں نے اپنی جانب سے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو متعین کیا۔ اشعث نے کہا اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جو بعد میں خارجی بن گیا تھا۔ ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم بنانے پر راضی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے بسی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے پہلی بات میں تو میری نافرمانی کی ہے لیکن اب تو میری نافرمانی نہ کرو۔ میں تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم بنانا نہیں چاہتا۔ اس پر اشعث، زید بن حصین الطائی اور مسعر بن فدکی بولے ہم ان کے علاوہ کسی کا فیصلہ قبول کرنے کے لیے تیار نہیں کیونکہ جس آفت میں ہم مبتلا ہو گئے ہیں اس سے وہ ہمیں پہلے ڈراتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مگر ان پر کوئی اعتماد نہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا تھا اور میری جانب سے لوگوں کو بہکایا اور میرے پاس سے بھاگ گئے حتیٰ کہ میں نے کئی ماہ بعد انہیں امان دی۔ لیکن یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں ہم انہیں حکم بناتے ہیں۔ حامیان علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہم اسے ہرگز قبول نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حاکم بننا ایسا ہی ہے جیسے آپ خود حاکم بن جائیں (کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی ہیں) ہم تو ایسے شخص کو حاکم بنانا چاہتے ہیں جس کی نظر میں آپ اور معاویہ رضی اللہ عنہ مساوی ہوں اور تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ایک کی نسبت دوسرے سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو اشتر کو متعین کرتا ہوں۔

اشتر کی مخالفت:

ابو مخنف نے ابو جناب الکلبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان پر اشعث نے جواب دیا کیا روئے زمین پر اشتر کے علاوہ کوئی دوسرا شخص موجود نہیں ہے؟

ابو مخنف نے عبدالرحمن بن جندب کے ذریعے جندب کا یہ بیان روایت کیا ہے کہ اشعث نے جواب دیا ہم لوگ تو اب صرف اشتر کے حکم میں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اشتر کا کیا حکم ہے۔ اشعث نے جواب دیا اس کا حکم یہ ہے کہ ہم لوگ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے رہیں حتیٰ کہ اے علی رضی اللہ عنہ! تیرا اور اشتر کا ارادہ پورا ہو جائے۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بحیثیت حکم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی پر راضی نہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! ہم صرف انہی کو حکم بنانا چاہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا جو تمہارا جی چاہے کرو۔

ان لوگوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جنگ سے علیحدہ رہے تھے اور عرض میں مقیم تھے ان کے پاس ان کے غلام نے آ کر یہ خبر پہنچائی کہ لوگوں نے صلح کر لی ہے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بے ساختہ کہا: الحمد للہ رب العالمین۔ غلام نے کہا ان لوگوں نے آپ کو حکم بنایا ہے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر اس کے بعد حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ لشکرگا

تشریف لائے۔

اشتر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا " آپ مجھے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ لگا دیجئے قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اگر میں اسے کوئی بھول چوک کرتے دیکھوں گا تو اسے قتل کر ڈالوں گا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں احنف کی رائے:

احنف نے حاضر ہو کر عرض کیا:

" اے امیر المومنین! آپ کے دشمن سے مقابلہ کر دیا گیا ہے اور اس شخص کے ذریعے جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ اسلام کی ناک کاٹ دی گئی ہے۔ میں اس شخص کو خوب سمجھتا ہوں۔ میں نے اس کو آزما کر دیکھا بھالا ہے۔ میرے نزدیک تو اس کی یہ حیثیت ہے کہ جیسے کند چھری اور بے تیغ ہو۔ یہ میل کرنے کے قریب ہے اور اس قوم میں کوئی شخص بھی اس کے مقابلہ کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جو شخص بھی ان کے قریب جائے گا وہ خواہ مخواہ ایسا بن جائے گا جیسے ان لوگوں کی مٹھی میں بند ہے اور جب وہ ان سے دور ہو گا تو ایسا دور ہو گا جیسے لوگوں کو دور سے کوئی تارہ نظر آتا ہو اگر آپ مجھے حکم بنانا نہیں چاہتے تو مجھے حکم کو پشت پناہ بنا کر دوسرا یا تیسرا ساتھ والا کر دیجئے کیونکہ یہ شخص جو بھی گرہ لگانا چاہتا ہے میں اسے کھول دوں گا اور جب بھی وہ گرہ لگائے گا میں اس پر دوسری مضبوط گرہ لگا دوں گا جس کے بعد میں فیصلہ کر سکوں۔"

مگر یہ تمام لوگوں نے سوائے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے کسی دوسرے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور معاہدہ لکھنے پر زور دیا۔ احنف نے کہا اگر تمہیں میری بات قبول نہیں تو تم ان لوگوں کو اپنی پشت دکھا دو۔ (یعنی شکست قبول کر لو)

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے خطاب پر بحث:

حاصل کلام یہ کہ معاہدہ لکھا جانا شروع ہوا۔ اس معاہدہ کے ابتدائی جملے یہ تھے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ فیصلہ ہے جو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے کیا ہے:

ابھی صرف اتنے الفاظ تحریر ہوئے تھے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا اور کہا اس کا اور اس کے باپ کا نام لکھو۔ کیونکہ وہ تمہارا امیر ہے ہمارا امیر نہیں۔

احنف بن قیس نے کہا اے امیر المومنین! آپ اس لفظ کو ہرگز نہ مٹائیے۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ نے لفظ امیر المومنین مٹا دیا تو زندگی بھر یہ خطاب آپ کو واپس نہ ملے گا (یعنی پھر آپ کو کوئی امیر المومنین اور خلیفہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہو گا) آپ اس لفظ کو ہرگز نہ مٹائیے خواہ لوگ ایک دوسرے کو قتل کیوں نہ کر دیں۔ احنف کی اس رائے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس لفظ کو مٹانے سے انکار کر دیا۔ اس بحث میں کافی دن گزر گیا۔ اس پر اشعث بن قیس نے کاتب سے کہا اس لفظ کو مٹا دو۔ غرض یہ لفظ مٹا دیا گیا۔

واقعہ تحکیم کی صلح حدیبیہ سے مشابہت:

جس وقت یہ لفظ مٹا دیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور فرمایا یہی سنت ادا ہوئی ہے اور یہ مثال اس سنت سے

جن پر ختم ہوتے ہیں کی قسم! ایسی ہی حدیبیہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے جب معاہدہ صلح تحریر کرایا تو کفار نے اعتراض کیا آپ رسول خدا نہیں ہیں اور اگر آپ کو رسول سمجھیں تو پھر آپ سے کیوں لڑتے؟ بس وہ نام لکھئے جو آپ کا اور آپ کے باپ کا نام تھا۔

اس پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ! اس مثال کا ہم سے کیا تعلق؟ یہ تو بہت برا ہے کہ ہمیں مومن ہونے کے باوجود کفار سے تشبیہ دی جا سکتی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے نابغہ کے بیٹے! آپ فاسقین کا دوست اور مسلمانوں کا دشمن کب نہیں رہا اور کیا جب تیری ماں نے تجھے جنا تو کیا وہ اس سے مشابہت نہ رکھتی تھی۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ آج کے دن کے بعد میرے اور تیرے درمیان کبھی کوئی اجتماع نہ ہوگا اور نہ کبھی ایسی مجلس میں شریک ہوں گے اور میں اللہ عزوجل سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری مجلس کو تجھ سے اور تجھ جیسے اشخاص سے پاک رکھے گا اور معاہدہ لکھا گیا۔

خلافت کا ذکر

مجھ سے ابو عثمان مسلم قرشی نے اپنے باپ حبیب بن ... اور احنف کے واسطے سے یہ بیان کیا ہے کہ اس معاہدے کی تحریر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا گیا کہ اگر آپ صلح کرنا چاہتے ہیں تو آپ مسودہ بھیجیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک مخصوص خیمہ تھا جس میں بنی ہاشم ان کے پاس آیا جایا کرتے تھے اور مجھے بھی ان کے ساتھ آنے جانے کی اجازت تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا معاویہ نے یہ تحریر کیا ہے جس میں امیر المومنین کا لفظ نام سے مٹانے کی بات کی گئی ہے۔ کسی نے عرض کیا آپ امیر المومنین ہی رہیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ویسی ہی بات ہے جیسی رسول اللہ ﷺ نے جب اہل مکہ سے معاہدہ تحریر فرمایا تو محمد رسول اللہ لکھا۔ انہوں نے یہ الفاظ لکھنے پر اعتراض کیا تو آپ نے لکھ دیا کہ یہ فیصلہ ہے جو محمد بن عبداللہ نے کیا ہے۔ ہم نے اس پر عرض کیا آپ کا اور رسول اللہ ﷺ کا کیا مقابلہ۔ واللہ ہم آپ کی بیعت کو پسند کرتے تھے اور اگر ہم یہ سمجھتے کہ آپ کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص آپ سے زیادہ خلافت کا حقدار ہے تو ہم اس کی بیعت کرتے۔ ہم نے آپ کی خاطر جنگ کی اور ہم آپ کو اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ اگر آپ نے اس نام کو مٹا دیا، اور آپ نے بیعت کی دعوت دی اور لوگوں سے جنگ کی تو پھر یہ نام کبھی آپ کو واپس نہ ملے گا۔

وہ کہتے ہیں خدا کی قسم ایسی ہی بات ہوئی۔ اہل عراق ان دونوں میں جب کوئی کسی کا نام سے مٹا دیا جاتا تو پھر کبھی واپس نہ آتا۔

فریقین کی تحکیم پر رضامندی:

اب ہم ابو مخنف کی روایت کی جانب رجوع کرتے ہیں اس میں ہے کہ معاہدہ ان الفاظ میں تحریر کیا گیا:

"یہ وہ معاہدہ ہے جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے باہم کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ اہل عراق اور ان لوگوں پر نافذ ہوگا جو لوگ ان کی جماعت میں سے ہیں یا مومنین میں سے ان کے ساتھ ہیں۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ اہل شام اور ان لوگوں پر نافذ ہوگا جو مومنین اور مسلمانوں میں سے ان کے ساتھ ہیں۔ ہم اللہ عزوجل کے حکم اور اس کی کتاب کو قبول کرتے ہیں اور کتاب اللہ کے سوا ہم کوئی فیصلہ قبول نہ کریں گے اور اللہ عزوجل کی کتاب میں

[illegible]

[illegible]

گواہوں کے دستخط

[illegible]

تحریری معاہدہ سے مخالفت

[illegible]

کے لیے اشتر کو بھی طلب کیا گیا۔ اشتر نے کہا خدا کرے یہ دایاں ہاتھ میرے پاس نہ رہے اور تب میں اس بائیں ہاتھ سے کوئی نفع نہ حاصل کر سکوں۔ اگر میں اس معاہدہ پر دستخط کروں جو صلح کے نام سے تحریر کیا گیا ہے کیا میں اپنے پروردگار کی جانب سے ہدایت پر نہیں ہوں اور میں اپنے دشمن کی گمراہی پر یقین رکھتا ہوں۔

اس پر اشعث بن قیس نے جواب دیا خدا کی قسم! تم نے نہ کوئی کامیابی دیکھی اور نہ کوئی ظلم دیکھا تم ہمارے ساتھ آؤ ہمیں تجھ سے کوئی بے رخی نہیں۔ اشتر نے جواب دیا کیوں نہیں۔ خدا کی قسم! میں تجھ سے یقیناً دنیا کی خاطر اور آخرت میں آخرت کی خاطر گریز کرتا ہوں اور اللہ عزوجل نے میری اس تلوار کے ذریعہ بہت سے افراد کا خون بہایا ہے اور تو میرے نزدیک ان سے بہتر نہیں ہے۔ میں تیرا خون حرام سمجھتا ہوں۔ وہ راوی کہتا ہے میں نے اس شخص کو نظر اٹھا کر دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی ناک پر کوئلے رکھ دیئے گئے ہیں یعنی وہ سیاہ تھی۔ اس شخص سے مراد اشعث ہے۔

بنی تمیم کا معاہدے سے اختلاف:

ابو مخنف نے ابو جناب سے نقل کیا ہے۔ اشعث یہ تحریر لے کر لوگوں کو سنانے کے لیے نکلا۔ وہ اسے لوگوں کے سامنے پیش کرتا وہ اسے پڑھتے حتیٰ کہ اشعث یہ تحریر لے کر بنو تمیم کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس میں عروہ بن ادیہ بھی موجود تھا۔ اور یہ ابو بلال کا بھائی ہے۔ اشعث نے یہ تحریر ان کو پڑھ کر سنائی تو عروہ بن ادیہ بولا تو اللہ عزوجل کے احکام میں آدمیوں کو حکم بناتے ہو اور اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں۔ پھر وہ تلوار لے کر اشعث کی طرف بڑھا اور اشعث کی سواری کی پچھاڑی پر اس نے ہلکے سے وار کیا جس سے سواری بھڑک گئی۔ اشعث کے ساتھیوں نے اسے پکارا اور کہا اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھ روک لو۔ وہ اپنی جگہ لوٹا۔ اشعث کی قوم اور یمن کے بہت سے لوگ اس پر غضبناک ہوئے۔ جس پر احنف بن قیس، سعدی معقل بن قیس الریاحی اور مسعر بن فدکی اور بہت سے بنو تمیم نے ان سے اس غلطی کی معذرت طلب کی۔ اشعث نے ان کی معذرت قبول کی اور اس بات سے درگزر کیا۔

قبیلہ اود سے معاویہ رضی اللہ عنہ کی رشتہ داری:

ابو مخنف نے ابو زید عبداللہ الاودی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ قبیلہ اود کے ایک شخص نے جس کا نام عمرو بن اوس تھا میدان صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں جنگ کی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کے بہت سے ساتھیوں کو قید کر لیا جن میں یہ شخص بھی شامل تھا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ ان سب قیدیوں کو قتل کر دیا جائے۔ اس پر عمرو بن اوس نے کہا اے معاویہ رضی اللہ عنہ مجھے قتل نہ کرو کیونکہ تم میرے ماموں ہو۔ بنو اود نے اس کی سفارش کی اور کہا اے امیر ہمارے بھائی کو بخش دیجیے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اسے چھوڑ دو میری عمر کی قسم! اگر یہ سچا ہے تو میں اسے تمہاری سفارش سے مستغنی کر دوں گا اور اگر یہ جھوٹا ہے تو تمہاری سفارش اس کے کام آ جائے گی۔ اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کیا میں تیرا ماموں کیسے ہوا؟ خدا کی قسم! ہمارے اور بنو اود کے درمیان کوئی رشتہ نہیں۔ عمرو بن اوس نے کہا کہ اگر میں آپ کو رشتہ بتا دوں اور آپ اسے پہچان لیں تو وہ رشتہ کیا میری امان کا باعث ہوگا؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا آپ ام حبیبہ بنت ابی سفیان جو زوجہ رسول اللہ ﷺ کو جانتے ہیں؟ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیوں نہیں (ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں) اس نے کہا میں ان کا (ایمانی لحاظ سے) بیٹا ہوں اور آپ ان کے بھائی ہیں۔ اس لیے آپ میرے ماموں ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا باپ اللہ کے لیے ہے۔ کیا پورے اس قبیلہ میں

کوئی شخص ایسا نہیں جو اس کے علاوہ دوسری بات کو جانتا ہو۔ اور اس کے بعد اوبھی سے فرمایا: یہ تمہاری صف رش سے مستحق ہے اس کی راہ چھوڑ دو۔

قیدیوں کی رہائی:

ابو مخنف نے نمیر بن وعلہ الہمدانی کے ذریعہ شعبی سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صفین کی جنگ میں بہت سے لوگوں کو قید کیا تو اس معاہدہ کے بعد انہوں نے سب رہا کر دیئے۔ یہ سب لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے بہت سے قیدی موجود تھے اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ مشورہ دے رہے تھے کہ ان قیدیوں کو قتل کر دیا جائے۔ جب شامیوں کو اس بات کا علم ہوا کہ ان کے قیدی چھوڑ دیئے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر ہم قیدیوں کے بارے میں تیری بات مان لیتا تو یہ برا کام ہوتا۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے قیدی چھوڑ دیئے ہیں اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان قیدیوں کو چھوڑنے کا حکم دیا جو ان کے پاس قید تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر:

ابو مخنف نے اسماعیل بن یزید اور حمید بن مسلم کی سند سے جندب بن عبداللہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صفین کے روز لوگوں سے فرمایا:

> ”تم نے وہ کام کیا ہے جس سے تمہاری قوت ختم ہو گئی۔ تمہارے حسنات ختم ہو گئے تم سست پڑ گئے اور سستی اور ذلت تم نے برداشت میں لے لی ہے۔ جب تم بلند ہو چکے تھے اور تمہارا دشمن مقابلے سے گھبرا رہے تھے اور ان کا قتل عام ہو رہا تھا اور انہیں زخموں کی تکلیف محسوس ہو رہی تھی تو ان لوگوں نے قرآن اٹھا لیے اور تمہیں قرآن کے احکام پر چلنے کی اس لیے دعوت دی تاکہ تم ان سے اپنے ہاتھ روک لو اور تمہارے اور ان کے درمیان جنگ بند ہو جائے اور دھوکہ بازوں کی طرح وہ تمہاری گھات میں لگ جائیں اور تمہیں دھوکہ اور فریب میں مبتلا کر دیں جنہوں نے جو خواہش کی تھی تم نے اسے پورا کر دکھایا اور تم نے مداہنت اور بزدلی کے علاوہ کسی شے کو قبول نہ کیا۔ خدا کی قسم! میرا گمان تو تمہارے بارے میں یہ ہے کہ تم آئندہ کبھی ہدایت حاصل نہ کر سکو گے اور تم کوئی بھی بات حاصل نہ کر سکتے ہو۔“

فیصلہ کی تاریخ:

ابو جعفر کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو معاہدہ لکھا گیا وہ بروز چہار شنبہ تیرہ صفر ۳۷ھ میں لکھا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں ماہ رمضان میں دومۃ الجندل میں جمع ہوں گے اور ہر ایک کے ساتھ اس کے ساتھیوں میں سے چار سو اشخاص ساتھ آئیں گے۔

علی رضی اللہ عنہ کی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے مشابہت

مجھ سے عبداللہ بن احمد نے اپنے والد اور سلیمان بن یونس بن یزید کے واسطے سے زہری سے بیان کیا ہے کہ صفین کے روز جب لوگ باہم اختلاف کرنے لگے تو مسعود بن سعدان نے لوگوں سے کہا: اے لوگو سنو! دیکھو! خدا کی قسم! اگر تم یہ بات جانتے ہو کہ علی رضی اللہ عنہ غالب آ گئے تو وہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرح ثابت ہوں گے اور اگر معاویہ رضی اللہ عنہ غالب آ گئے تو کوئی حق بات کہنے

بالا ہوگا۔

راوی کہتے ہیں جب شامیوں نے قرآن اٹھالیے اور لوگوں کو ان کے احکام پر چلنے کی دعوت دی تو عراقی رک گئے۔ اس وقت انہوں نے دو حکم بنائے۔ اہل عراق نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اور اہل شام نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا۔ جب یہ لوگ حکم بن بیٹھے تو دونوں نے اکٹھا ہو کر یہ طے کیا کہ جس چیز کو قرآن نے زندہ کیا ہے اسے زندہ کرنے کا حکم دیں گے اور جس کو قرآن نے مٹایا ہے اسے مٹانے کا حکم دیں گے۔ لیکن یہ دونوں ایک بات پر متفق نہ ہو سکے اور یہ طے ہوا کہ جماعت کی پوری مدت کے بعد اختیار کرنے کی صورت میں یہ دونوں دومۃ الجندل میں جمع ہوں گے اور بات چیت کریں گے۔ یہ طے ہوا تھا کہ دونوں سال ختم ہونے پر یہاں آئیں گے۔

شیعوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علیحدگی

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے لوٹے تو خوارج ان کے مخالف بن گئے اور ان کی جماعت سے خارج ہو گئے۔ یہ سب سے پہلا اختلاف تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں ہوا۔ ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کا اعلان کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑ دی اور یہ نعرہ لگایا لا حکم الا للہ۔ حکم میں انسان کا کیا دخل اور کہا کہ اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں ہے۔ اس طرح ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی۔

حکمین کا اجتماع

جب دونوں حکم دومۃ الجندل میں جمع ہوئے تو جو لوگ وہاں فیصلہ سننے کے لیے آئے تھے ان میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ دونوں حکموں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس بلانے کے لیے آدمی روانہ کیے۔ ان لوگوں کی جماعت سے خواص ساتھ لے کر آگئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اہل شام کو ساتھ لے کر پہنچ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل عراق نے آنے سے انکار کر دیا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے قریش کے اہل الرائے لوگوں سے کہا کیا تم میں سے کوئی شخص یہ بتا سکتا ہے کہ یہ دونوں حکم کسی ایک فیصلہ پر متفق ہوں گے یا نہیں۔ ان لوگوں نے جواب دیا اس طرح کوئی شخص بھی پہلے سے نہیں بتا سکتا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا خدا کی قسم میں ان دونوں حکموں کے پاس جا کر ابھی آجاتا ہوں تو ان کا فیصلہ بتا سکتا ہوں۔ اس کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ میں آپ سے جو سوال کروں اس کا جواب دیجیے۔ آپ ہم لوگوں کا جنگ سے علیحدہ رہنا کیسا سمجھتے ہیں کیونکہ اس جنگ کے معاملہ میں آپ نے دیکھا ہے کہ ہم علیحدہ رہے تھے اور ہمارا خیال یہ تھا کہ ایک دوسرے سے اس بات کا انتظار کیا جائے تاکہ امت ایک بات پر متفق ہو جائے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تم کو پیچھے رہنے والے اور نیک لوگوں کا ساتھ چھوڑنے والے اور بدکار لوگوں کا امام خیال کرتا ہوں۔ اس کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ چلے گئے اور کوئی سوال نہیں کیا۔ پھر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے بھی یہی سوال کیا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں تم لوگوں کو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ صحیح رائے رکھنے والا سمجھتا ہوں۔ مسلمانوں کا بچا ہوا حصہ تم ہی لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ چلے آئے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی کوئی دوسرا سوال نہیں کیا۔ پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ قریش کے ان سمجھدار لوگوں کے پاس پہنچے جن سے بات کر کے گئے تھے اور ان سے جا کر کہا

یہ دونوں حکم کسی ایک بات پر متفق نہیں ہو سکے۔

خلیفہ کے انتخاب پر بحث:

جب یہ دونوں حکم جمع ہوئے اور باہم گفتگو شروع ہوئی تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ سب سے اولین فیصلہ اس بات کا ہونا چاہیے کہ وفا کرنے والوں کو ان کی وفا کا حق دیا جائے اور غداروں کو ان کی غداری کی سزا ملے۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: وہ کیا ہے۔

عمرو رضی اللہ عنہ: کیا تم نہیں جانتے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس عہد کو نبھایا جو انہوں نے لوگوں سے کیا تھا۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: کیوں نہیں۔

عمرو رضی اللہ عنہ: تو یہ بات تحریر فرما لیجیے۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے تحریر کر لیا۔

عمرو رضی اللہ عنہ: کیا آپ کسی ایک ایسے شخص کا نام بتا سکتے ہیں جسے اس امت کی خلافت سونپی جائے۔ آپ نام بتائیے اگر میں آپ کی متابعت پر قادر ہوں گا تو ضرور آپ کی متابعت کروں گا ورنہ آپ پر یہ لازم ہوگا کہ میری متابعت کریں۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: میں اس کام کے لیے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا نام لیتا ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جو اس فتنہ سے جدا رہے۔

عمرو رضی اللہ عنہ: میرے نزدیک معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بہتر ہیں۔

یہ مجلس تو یوں ہی ختم ہو گئی اور ہر ایک نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا جب یہ دونوں باہر آئے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا عمرو رضی اللہ عنہ کی مثال ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا ﴾

"آپ ان لوگوں کو اس شخص کا واقعہ سنا دیجیے جسے ہم نے اپنے احکام دیئے پھر وہ ان سے ہٹ گیا"۔

جب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے تو عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ایسا پایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ﴾

"جن لوگوں نے تورات کو اٹھایا پھر اس کے اٹھانے کا حق ادا نہ کیا ان کی مثال اس گدھے کی طرح ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو"۔

ان دونوں میں سے ایک نے اپنی مثل کو جو دوسرے کے لیے کہی تھی مختلف شہروں میں لکھ بھیجا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خاموشی:

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ شام کے وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہ قصہ سن کے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

جو اس خلافت کے معاملے میں جو کچھ کہنا چاہتا ہے وہ اپنا سر نکالے۔ ابن عمر کہتے ہیں۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں معاویہ سے کہوں اور وہ بات کہہ دوں کہ اس معاملے کا زیادہ مستحق وہ ہے جس نے آپ سے اور آپ کے باپ سے اسلام کی خاطر جنگ کی تھی لیکن پھر مجھے یہ خیال ہوا کہ اگر میں نے یہ بات کہہ دی تو جماعت میں تفرقہ پیدا ہو جائے گا اور خون ریزی ہوگی اور یہ بات میری طرف منسوب ہو جائے گی پھر مجھے وہ یاد آیا جو اللہ تعالیٰ نے جو جنت کا وعدہ فرمایا ہے وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے اس لیے میں نے خاموشی اختیار کی۔

ابن عمر کہتے ہیں کہ جب گھر واپس ہوئے تو ان کے پاس حبیب بن مسلمہ آئے اور انہوں نے پوچھا کہ معاویہ جب بول رہا تھا آپ کو جواب دینے سے کس چیز نے روک دیا۔ میں نے حبیب سے کہا کہ میرا ارادہ یہی بات کہنے کا تھا مگر مجھے ڈر پیدا ہوا کہ میں یہ بات کہوں گا تو تمام لوگوں میں تفرقہ پیدا ہو جائے گا خون ریزی ہوگی اور فیصلہ پورا نہ ہو پائے گا اور اللہ عزوجل نے جو جنت کا وعدہ کیا ہے وہ مجھے اس دنیا سے زیادہ محبوب تھا۔ اس پر حبیب بن مسلمہ نے کہا اس طرح آپ ہر فتنے سے محفوظ رہ گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنے ساتھیوں سے بیزاری

ابو مخنف نے فضیل بن خدیج الکندی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب معاہدہ لکھا جا چکا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ معاہدہ میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے اشتر تو اس پر راضی نہیں ہیں اور وہ تو ان لوگوں سے جنگ کے علاوہ اور کوئی صورت مناسب نہیں سمجھتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں بھی اس معاہدہ پر راضی نہ تھا اور نہ میں اسے پسند کرتا تھا لیکن تم لوگ اسے پسند کرتے تھے جب تم لوگوں نے معاہدہ کے علاوہ دوسری بات سے انکار کر دیا تو میں نے بھی اسے قبول کر لیا اور جب میں اسے قبول کر چکا تو قبول کر لینے کے بعد اس بات سے پھر جانا مناسب نہیں اور قرار کے بعد اس سے پھر جانا کسی صورت میں مناسب نہیں ہو سکتا ہاں اس صورت کے کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کی جائے اور اس کی کتاب سے تجاوز کیا جائے۔ اب تم ان لوگوں سے جنگ کرو جنہوں نے اللہ عزوجل کے حکم کو چھوڑ دیا ہے۔

اشتر کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے

تم نے مجھ سے جو یہ بات کہی ہے کہ اشتر نے میرے فیصلے کو چھوڑ دیا ہے تو میں اسے اس پر راضی نہیں سمجھتا وہ ان غداروں میں داخل نہیں کاش! تم میں اس جیسے دو آدمی موجود ہوتے کاش! تم میں اس جیسا ایک آدمی موجود ہوتا جو میرے دشمنوں کے معاملے میں وہی رائے رکھتا جو میری رائے تھی۔ اس وقت مجھ پر تمہارے امور کی ضرورت نہ رہتی۔ مجھے یہ امید تھی کہ تم میں سے بعض مجھ سے محبت کرنے والے میری رائے پر چلیں گے اور میں نے تمہیں حکم بھی دیا تھا لیکن تم نے میری نافرمانی کی میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ ہوازن کے بھائی نے اس شعر میں ذکر کیا ہے۔

وهل انا الا من غزية ان غوت   غويت وان ترشد غزية ارشد

ترجمہ: "میرا تعلق تو غزیہ سے ہے۔ اگر وہ گمراہ ہو تو میں بھی گمراہ ہوں اور اگر ان کے قدم صحیح پڑیں تو میں بھی ہدایت پر ہوں۔"

اس پر [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ [illegible] کی اس پر [illegible] [illegible] نے [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے [illegible] [illegible] [illegible] اور جہاں تک [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] ہو جاؤ اور [illegible] [illegible] آپ سے [illegible]۔

مقتولین کی تعداد

یہ معاملہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے [illegible] [illegible] اعلان کردیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفین سے واپسی

ابومخنف نے [illegible] روایت [illegible] کہ جب [illegible] صفین کے میدان سے واپس ہوئے تو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

صالح بن سلیم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گفتگو

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] کے لیے آئے [illegible] اپنے بیمار [illegible] درخواست کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس [illegible] ان کے ساتھ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور [illegible] نے [illegible] [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

اس شخص نے جواب دیا ہاں [illegible]۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تیری بیماری [illegible] ہے۔

صالح: ہاں [illegible] [illegible] اچھا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کیا تجھے [illegible] ثواب کی امید [illegible]۔

صالح: جی ہاں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو تجھے اپنے پروردگار کی رحمت اور اپنے گناہوں کی مغفرت کی بشارت ہو [illegible] اللہ کے [illegible]۔

صالح: [illegible] ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: [illegible] سے [illegible] ہے۔

شخص مذکور: جہاں تک میری اصلیت کا تعلق ہے تو میں سلامان طے سے ہوں اور جہاں تک پڑوس اور دعوت کا تعلق ہے تو میں بنی سلیم بن منصور میں رہتا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تمہارا اور تمہارے باپ کا نام کیا ہی اچھا ہے، کیا تم ہماری اس جنگ میں ہمارے ساتھ شریک تھے؟

صالح: نہیں، خدا کی قسم میں اس میں حاضر نہیں ہوا، میں نے ارادہ تو کیا تھا لیکن جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں بخار کی حالت کی وجہ سے میں حاضر نہ ہو سکا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

﴿لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

"ضعیفوں پر اور بیماروں پر اور ان لوگوں پر جن کے پاس خرچ موجود نہیں کوئی گناہ نہیں جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ ہوں نیکوکاروں پر کسی طرح کا الزام نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

جنگ صفین کے بارے میں لوگوں کی رائے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کیا اچھا یہ بتاؤ کہ لوگ ہمارے اور شامیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں

صالح: کچھ لوگ تو اس معاملہ پر جو آپ کے اور شامیوں کے درمیان ہوا ہے خوش ہیں اور یہ لوگ بد خواہ ہیں اور کچھ لوگ رنجیدہ اور پریشان ہیں اور یہ لوگ آپ کے خیر خواہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب وہ واپس ہونے لگے تو ان سے فرمایا تم نے سچ کہا اللہ تعالیٰ تمہاری بیماری کو تمہارے گناہوں کے کفارے کا سبب بنا دے، اگرچہ مرض میں ثواب نہیں ہوتا لیکن یہ بندے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اجر زبان سے بولنے اور ہاتھ پیروں سے عمل کرنے پر موقوف ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایک جم غفیر کو صدق نیت اور اخلاص کے باعث جنت میں داخل فرمائے گا۔

عبداللہ بن ودیعہ رضی اللہ عنہ کی رائے

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ عبداللہ بن ودیعہ الانصاری سے ملاقات ہوئی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ان کے قریب آئے اور سلام کیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلنے لگے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا کہ لوگ ہمارے اس معاملہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

عبداللہ بن ودیعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بعض لوگ اس معاملہ سے خوش ہیں اور بعض اسے ناپسند کرتے ہیں ان کی حالت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرح ہے

﴿وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ﴾

"یہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے مگر جن پر آپ کے پروردگار کی رحمت ہو۔"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خدا کی قسم! علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تو کوئی بھی کام نہ کر سکے جنگ کے لیے گئے اور ہزاروں انسانوں کو قتل کرایا لیکن سب کچھ کیے بغیر واپس آ گیا۔

یہ لوگ یہ ذکر کر ہی رہے تھے کہ سامنے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ آتے نظر آئے جب ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو انہیں دیکھ کر دوسری باتوں میں لگ گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اس حال میں ہمیں دیکھا پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جس قوم کو ہم اپنے پیچھے چھوڑ کر آ رہے ہیں وہ قوم ان لوگوں سے بہتر تھی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے۔

أخوك الذي إن أحرضتك ملمة　　　من الدهر لم يبرح لبثك واجما

ترجمہ: "تیرا بھائی وہ ہے جو تجھے ملامت کرے زمانے کی مصیبت سے ہلاکت کا خوف دلائے وہ تیری ترقی سے خوش ہو۔

وليس أخوك بالذي إن تشعبت　　　عليك الأمور ظل يلحاك لائما

ترجمہ: وہ تیرا بھائی نہیں ہے جو تجھے روکتا ہے اس لیے تو ان کاموں کو نہ کر جس پر تجھے ملامت کرتے ہوں۔"

شیعان علی رضی اللہ عنہ کی ایک دوسرے سے عداوت

ابو مخنف نے ابو جناب الکلبی کے ذریعہ عمارہ بن ربیعہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ عمارہ کہتا ہے کہ جب شیعان علی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان صفین گئے تھے تو باہم ایک دوسرے کے دوست تھے اور ہر ایک ایک دوسرے سے محبت کرتا تھا اور جب میدان صفین سے لوٹ کر آئے تو یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اور ہر ایک ایک دوسرے سے کینہ رکھتا تھا یہ لوگ میدان صفین میں جب تک علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود رہے خوب خوش تھے لیکن جب تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو یہ سب ایک دوسرے کی راہ روکنے لگے آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیتے اور ایک دوسرے کو کوڑے مارتے۔

خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کہتے اے اللہ کے دشمنو! تم نے امر خداوندی میں مداہنت سے کام لیا اور حکم بنایا۔

دوسرے ان کا جواب یہ دیتے تھے کہ تم نے ہمارے امام کو چھوڑا اور ہماری جماعت کو منتشر کیا۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے تو یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ میں نہیں آئے بلکہ انہوں نے حروراء میں قیام کیا۔ ان لوگوں میں سے بارہ ہزار آدمی جمع ہو گئے اور ان کے منادی نے اعلان کیا کہ ہمارا جنگی امیر شبث بن ربعی ہوگا اور نماز کا امیر عبداللہ بن کواء یشکری ہوگا اور جب فتح ہو جائے گی تو خلافت کا کام مشورہ سے طے پائے گا اور بیعت اللہ عزوجل کے لیے ہوگی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ہوگی۔

جعدہ بن ہبیرہ کی خراسان کو روانگی:

اسی سنہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جعدہ بن ہبیرہ کو خراسان روانہ کیا۔ علی بن محمد نے عبداللہ بن میمون، عمرو بن شمر، جابر بن یزید الجعفی کے ذریعہ شعبی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صفین سے واپسی کے بعد جعدہ بن ہبیرہ المخزومی کو خراسان

روانہ کیا۔ وہ جب نیشاپور پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ خراسان کے لوگ دوبارہ کافر ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں نے جعدہ کو خراسان میں داخل نہ ہونے دیا۔ جعدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلید بن قرہ یربوعی کو خراسان کی فتح کے لیے روانہ فرمایا۔ خلید نے نیشاپور پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا۔ اہل نیشاپور نے مجبوراً صلح کر لی اور مال بھیجا۔ وہاں خلید کو بادشاہ کی اولاد میں سے دو لڑکیاں ہاتھ آ گئیں جنہیں جان کی امان دی گئی۔ خلید نے دونوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور فرمایا تم دونوں نکاح کر لو۔ ان دونوں نے جواب دیا: ہم تو آپ کے بیٹوں سے شادی کریں گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکار فرما دیا۔ ایک دہقان نے عرض کیا: اے امیر المومنین! یہ دونوں مجھے دے دیجیے تاکہ ان کے ذریعے میری عزت بڑھ جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں لڑکیاں اسے دے دیں۔ یہ دونوں لڑکیاں اسی شخص کے پاس رہیں۔ یہ دہقان ان کے لیے دیباج کا فرش بچھاتا اور انہیں سونے کے برتنوں میں کھلاتا (جو شرعاً حرام ہے) بالآخر یہ دونوں لڑکیاں خراسان چلی گئیں۔

* * *

باب ۱۵

شیعانِ علی رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علیحدگی

اسی سن میں خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو چھوڑ کر جدا ہو گئے انہوں نے اپنا حاکم جداگانہ بنا لیا۔ لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے گفتگو کی تو وہ واپس آ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کوفہ میں قیام کیا۔

بیعتِ ثانیہ:

ابو مخنف نے ابو جناب کے حوالے سے عمارہ بن ربیعہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے اور خارجیوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا تو شیعانِ علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس جمع ہو گئے اور کہا ہماری گردنوں میں آپ کی دوسری بیعت کا طوق ڈالنا چاہتے ہیں اور وہ بیعت یہ ہوگی کہ ہم ہر اس شخص کے دوست ہوں گے جسے آپ دوست رکھیں اور ہر اس شخص کے دشمن ہوں گے جسے آپ دشمن رکھیں۔

اس پر خارجیوں نے کہا تم اور شامی دونوں کفر میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہو بالکل اسی طرح جیسے گھوڑ دوڑ میں دو گھوڑے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شامیوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کسی بات پر بیعت کی ہے جسے معاویہ رضی اللہ عنہ پسند کریں گے یہ لوگ بھی اسی کو پسند کریں گے اور جسے معاویہ رضی اللہ عنہ ناپسند کریں گے اسے یہ لوگ ناپسند کریں گے اور تم لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ سے اس بات پر بیعت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ جسے دوست رکھیں گے تم اس کے دوست ہو گے اور علی رضی اللہ عنہ جسے دشمن رکھیں گے تم اس کے دشمن ہو گے۔

زیاد بن النضر نے جواب دیا تھا کہ قسم اللہ کی علی رضی اللہ عنہ نے جب بیعت کے لیے ہاتھ پھیلایا تھا تو ہم نے اللہ عزوجل کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی سنت پر چلنے کی بیعت کی تھی لیکن جب تم لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی تو ان کے ساتھی ان کے پاس آئے اور ان سے عرض کیا ہم ہر اس شخص کے دوست ہیں جو آپ کا دوست ہو اور ہر اس شخص کے دشمن ہیں جو آپ کا دشمن ہو اور واقعتاً ہم اسی طرح ہیں کیونکہ علی رضی اللہ عنہ حق و ہدایت پر ہیں اور جو شخص ان کی مخالفت کرے وہ گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے۔

خارجیوں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مناظرہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان خارجیوں کی طرف روانہ کیا اور فرمایا ان کے جواب دینے اور ان سے بحث کرنے میں جلدی نہ کرنا تا وقتیکہ میں تمہارے پاس نہ پہنچ جاؤں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان خارجیوں کے پاس تشریف لے گئے۔ جب یہ ان کے پاس پہنچے تو وہ ان کے پاس آ کر ان سے بحث کرنے لگے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما خاموش نہ رہ سکے اور انہوں نے انہیں جواب دینے شروع کیے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تم نے جس چیز پر اعتراض کیا ہے وہ صلح تھی کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ﴾

”اگر یہ دونوں اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو اللہ ان دونوں میں اتفاق فرما دے گا۔“

جب زوجین کے اختلاف میں حکم تسلیم کیے جاتے ہیں تو نبی کریم ﷺ کی امت میں اختلاف کی صورت میں حکم کیوں نہ تسلیم کیے جائیں گے۔

خوارج نے جواب دیا: جس چیز کا حکم اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر چھوڑ دیا ہے اور انہیں اس امر کا اختیار دے دیا ہے کہ وہ اس میں غور کریں جس طرح کہ شکار کا بدلہ یا میاں بیوی کا اختلاف تو اس قسم کے امور کا فیصلہ لوگوں کو اختیار ہے اور یہ اختیار اس کے حکم کے مطابق ہے اور جس صورت میں اللہ تعالیٰ نے خود فیصلہ فرما دیا ہو جیسے زنا کی حد سو کوڑے مقرر فرمانے یا چور کے ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا اس قسم کے احکام میں بندوں کو غور و فکر کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا

﴿يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ﴾

”تم میں سے دو عادل اس کا فیصلہ کریں۔“

خوارج نے جواب دیا: شکار کے معاملے میں حکم کرنا یا جھگڑا باہم میں فیصلہ کرنا مسلمانوں کے خون کا فیصلہ کرنے کے برابر کیسے ہو سکتا اور تم نے جو یہ آیت دلیل میں پیش کی ہے یہ خود تمہارے خلاف جاتی ہے اور یہ ہمارے حق میں ہے۔ کیا تمہارے نزدیک ابن العاص بھی عادل ہے۔ حالانکہ کل تو وہ ہم سے جنگ کر رہا تھا اور ہمارے خون بہا رہا تھا۔ اگر وہ عادل ہے تو ہم عادل نہیں کیونکہ ہم نے اس سے جنگ کی اور تم نے اللہ کے حکم میں لوگوں کو حکم بنایا۔ حالانکہ اللہ عزوجل نے معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت کے بارے میں حکم دیا تھا کہ یا تو وہ قتل کیے جائیں یا وہ اپنی بغاوت سے رجوع کر لیں اور اس سے قبل جب ہم نے انہیں کتاب اللہ کی دعوت دی تھی تو انہوں نے انکار کر دیا تھا اس کے بعد تم نے ان سے معاہدہ کیا اور جنگ بندی پر فیصلہ کیا حالانکہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں اور اہل حرب کے درمیان جنگ بند کرنے کی ممانعت فرمائی ہے اس وقت جب سورۂ براءت نازل ہوئی۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ لوگ جزیہ کا اقرار کر لیں۔

یزید بن قیس کی اصبہان پر ماموری:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیاد بن النضر کو اس کام پر مامور فرمایا کہ وہ یہ پتہ کریں کہ ان کی جماعت میں کون سا سردار ایسا ہے جو اپنی جماعت کے نزدیک سب سے بڑا سمجھا جاتا ہو۔ زیاد بن النضر نے یہ پتا کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ یزید بن قیس سے زیادہ کسی کے پاس اتنی بڑی جماعت نہیں جتنی اس کے پاس ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور یزید بن قیس کی جماعت میں گئے اور یزید کے خیمے پر پہنچے۔ اندر جانے کے بعد وضو کیا اور اس خیمے میں دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد یزید کو اصبہان اور رے کا حاکم متعین فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے مناظرہ

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ یزید کے خیمے سے نکل کر خارجیوں کی طرف تشریف لے گئے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مباحثہ کر رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم انہیں جواب مت دو۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ کیا میں نے تمہیں منع نہ کیا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود

گفتگو شروع کی اور اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: "اے اللہ! یہ ایسا مقام ہے جس نے آج کے دن میں فلج پایا وہ قیامت کے روز ضرور فلج و کامیابی کا مستحق ہوگا اور جس نے اس مسئلہ پر کلام کیا اور اس میں غلط بات کی تو وہ اندھا اور گمراہ ہوگا"

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: تمہارا سردار کون ہے؟

خارجی: عبداللہ بن الکواء۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تم نے ہم سے بغاوت کیوں کی؟

خارجی: اس لیے کہ تم نے صفین میں تحکیم کو قبول کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ جب شامیوں نے قرآن اٹھائے تو تم ہی نے یہ کہا تھا کہ ہم اللہ عزوجل کی کتاب کو قبول کرتے ہیں حالانکہ میں نے تم سے یہ کہا تھا۔ کہ میں اس جماعت کو تم سے زیادہ جانتا ہوں یہ لوگ نہ دیندار ہیں اور نہ قرآن پر عمل کرنے والے ہیں میں انہیں بچپن میں بھی دیکھ چکا ہوں اور بڑے ہو کر بھی دیکھ چکا ہوں تم اپنی حق اور صداقت پر قائم رہو اور ان لوگوں نے جو قرآن اٹھایا ہے وہ مکر و فریب اور دھوکہ دہی کے لیے اٹھایا ہے لیکن تم نے میری رائے کو قبول نہ کیا اور تم نے جواب دیا نہیں ہم ان کی بات قبول کرتے ہیں اب میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ تم اپنی اس بات کو یاد کرو اور تم نے میری جو نافرمانی کی تھی اسے بھی یاد کرو جب تم نے سوائے معاہدہ کے کسی بات کو قبول نہ کیا۔ میں نے دونوں حکمین پر یہ شرط لگائی کہ جس چیز کا قرآن حکم دے گا وہ اسی کا حکم دیں گے اور جس سے قرآن منع کرے گا اس سے منع کریں گے اب اگر وہ قرآن کے مطابق حکم دیتے ہیں تو ہمارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ اس فیصلہ کی خلاف ورزی کریں جو قرآن کے مطابق ہو اور اگر وہ قرآن کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو ہم ان کے حکم سے بری ہیں۔

خارجی: آپ یہ بتائیے کہ کیا آپ یہ جائز سمجھتے ہیں کہ خونوں کے معاملہ میں آدمیوں کو حکم بنائیں اور کیا آپ انہیں عادل سمجھتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہم نے آدمیوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ ہم نے قرآن کو حکم بنایا ہے اور قرآن تو ایک ایسی تحریر ہے جو دو گتوں کے درمیان لکھی گئی ہے اور قرآن خود کلام نہیں کر سکتا ہے تو آدمی ہی اس کی وضاحت کریں گے۔

خارجی: ہمیں یہ بتائیے کہ آپ نے شامیوں سے مدت کس لیے متعین کی ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تا کہ جاہل اس بات کو جان لے اور عالم تحقیق کرے اور شاید اللہ تعالیٰ عزوجل اسی ذریعہ سے اس امت کی اصلاح فرما دے۔ اللہ تم پر رحم کرے تم اپنے شہروں میں واپس جاؤ۔

وہ سب کے سب اس جواب پر اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔

ابو مخنف کہتا ہے کہ عبدالرحمن بن جندب الازدی نے اپنے باپ سے بھی اسی قسم کی گفتگو نقل کی ہے۔

خارجیوں کی شرائط:

خوارج کا قول یہ ہے کہ ہم نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ جواب دیا تھا کہ تم نے ٹھیک کہا ہم نے ایسا ہی کہا تھا جیسا کہ تم نے ذکر کیا ہے لیکن یہ ہم نے کفر کیا تھا اور اللہ عزوجل سے ہم نے اس کفر سے توبہ کر لی ہے تو جیسے ہم نے توبہ کی ہے تم بھی توبہ کرو ہم تمہاری بیعت

کرتے ہیں اور نہ تم ہم۔ بنی ثقیف میں سے علی رضی اللہ عنہ نے اس پر بیعت لی اور فرمایا اپنے اپنے گھروں کو جاؤ تم چھ ماہ تک انتظار کریں گے تاکہ مسلمان جمع ہو جائیں اور ہتھیار درست ہو جائیں پھر ہم دشمنوں کے مقابلہ پر ہوں گے تو ان کا یہ قول ہم تسلیم نہیں کرتے کہ مسلمانوں نے ... دونوں فریقوں کی بات ختم ہو گئی۔

فیصلے کے وقت لوگوں کی حاضری:

معن بن یزید بن الاخنس السلمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے کہ جب آپ فیصلہ کرنے پر تیار ہو گئے ہیں۔ معن نے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنا عہد پورا کیا ہے آپ بھی اپنا عہد پورا کیجیے۔ تحکیم کے معاملہ میں آپ ان لوگوں کی باتوں سے غافل نہ ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکمین کو فیصلہ کرنے کا حکم دیا جب رمضان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے چلے تھے تو یہ فیصلہ ہوا تھا کہ دونوں حکم چار چار سو آدمیوں کے ساتھ دومۃ الجندل آئیں گے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ندامت:

واقدی کا کہنا ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حکمین اپنے ساتھ لائے تھے اور ان کا بیٹا عمر ان سے زور دے کر اصرار کرتا رہا حکمین کے پاس پہنچ کر وہ اذرح آئے تو بہت نادم ہوئے اس لیے انہوں نے بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کے لیے چلے گئے۔

دومۃ الجندل میں حکمین کا اجتماع:

اسی سال حکمین کا اجتماع ہوا۔

ابو مخنف نے محمد بن سعید داؤدی کے واسطے سے ابو زیاد بن لقیط الایادی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چار سو آدمی روانہ فرمائے ان پر شریح بن ہانی الحارثی کو امیر بنایا اور ان کے ساتھ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی بھیجا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی لوگوں کو نماز پڑھاتے اور ان کے معاملات کا انتظام کرتے تھے اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی انہی کے ساتھ تھے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو شام کے چار سو آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا تھا یہ دونوں جماعتیں اذرح میں دومۃ الجندل کے مقام پر جمع ہو گئیں۔

راوی کہتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی خط عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجتے تو وہ آتا اور واپس چلا جاتا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی کہ وہ کیا پیغام لے کر آیا تھا اور کیا پیغام لے کر واپس گیا ہے اور شامی اس سے کوئی سوال نہ کرتے اس کے برعکس جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کوئی قاصد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آتا تو عراقی لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کرتے کہ امیر المومنین نے آپ کو کیا تحریر کیا ہے اور اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے چھپاتے تو یہ لوگ ان پر مختلف قسم کی بدگمانیاں کرتے اور کہتے ہمارا خیال ہے کہ انہوں نے ایسا ایسا لکھا ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجبور ہو کر ان سے کہا تم لوگ کیا عقل بھی نہیں رکھتے۔ کیا تم معاویہ رضی اللہ عنہ کے قاصد کو نہیں دیکھتے جو ان کے پاس آتا ہے اور اس کے پیغام کی کسی کو خبر تک نہیں ہوتی اور یہاں سے پیغام لے کر واپس جاتا ہے اور کسی کو علم تک نہیں ہوتا کہ یہ کیا پیغام لے کر گیا ہے اور تم ان پر ٹوٹے پڑتے چیخے چلاتے ہو وہ نہ زبان سے کوئی لفظ نکالتے ہیں اور ایک تم ہو کہ ہر وقت نئی نئی بدگمانیاں کرتے ہو۔

صحابہ کی آمد:

راوی کہتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، عبدالرحمن بن حارث بن ہشام المخزومی، عبدالرحمن بن عبد یغوث الزہری، ابوالجہم بن حذیفہ العدوی اور مغیرہ بن شعبہ الثقفی بھی پہنچ گئے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خلافت سے انکار

عمر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو بنی سلیم کی وادی میں ایک چشمہ پر آباد تھے اور ان سے کہا اے میرے باپ! صفین میں جو کچھ ہوا ہے اس کی اطلاع آپ کو مل چکی ہو گی لوگوں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا ہے اور وہاں ان کے ساتھ قریش کی ایک جماعت بھی موجود ہے آپ بھی چلیے کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور مجلس شوریٰ کے ایک رکن ہیں اور آپ نے کوئی ایسا فعل بھی نہیں کیا جسے امت برا سمجھے آپ ضرور چلیے کیونکہ آپ خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> "میں ہرگز نہیں جاؤں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا ہوگا اس فتنے کے وقت سب سے بہتر وہ شخص ہوگا جو لوگوں سے چھپ کر اللہ کی عبادت میں مشغول رہے گا۔ خدا کی قسم! میں تو کبھی اس جیسے کام کے قریب ہونے کے لیے تیار نہیں"۔

حکمین کے سوالات و جوابات:

جب دونوں حکم ایک دوسرے سے ملے تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کیے گئے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ۔ ہاں میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔

عمرو رضی اللہ عنہ کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد عثمان رضی اللہ عنہ کی وارث ہیں۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: کیوں نہیں۔

عمرو رضی اللہ عنہ: تو اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا﴾

"اور جو شخص مظلوم قتل کیا جائے تو ہم نے اس کے ولی کو قصاص کی قدرت دی ہے اسے چاہیے کہ وہ قتل میں زیادتی نہ کرے کیونکہ اس کی مدد کی جاتی ہے"۔

تو اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ! آخر اس شخص سے کیا چیز مانع ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا جائے کیونکہ معاویہ عثمان رضی اللہ عنہ کے وارث اور قریش خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ آپ کو علم ہے اگر آپ کو یہ خوف ہے کہ لوگ یہ کہیں گے کہ آپ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو کیسے خلیفہ بنا دیا حالانکہ انہیں تو اسلام میں سبقت حاصل نہیں تو آپ یہ دلیل پیش کر سکتے ہیں کہ معاویہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم کے وارث تھے اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ وہ سیاست و تدبیر میں بھی علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ ماہر اور زوجہ رسول اللہ ﷺ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں اور خود بھی حضور ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں اس لیے وہ بھی صحابہ میں داخل ہیں۔ پھر عمرو رضی اللہ عنہ نے انہیں حکومت پیش کی اور

نے کہا اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اگر معاویہ رضی اللہ عنہ نہیں تو ان کے فرزند آپ کی ولایت نہیں گے تو کس کے فیصلے ہوں۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: اے عمرو! خدا عزوجل سے ڈرو تم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی شرافت بیان کی ہے تو اگر قسم کی شرافت کی بنا کے باعث سے خلافت ملتی ہوتی تو اس شرافت کے بنا پر خلافت مل جاتی تو اس خلافت کا سب سے زیادہ حقدار ابرہہ بن الصباح ہوتا۔ یہ خلافت تو اہل دین اور اہل فضل کا حق ہے اس لحاظ سے میں اگر قریش کو خلافت کا حق دوں تو کسی شخص کو خلافت دینا چاہوں تو قریش میں سب سے افضل ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ جو تم کہتے ہو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وارث ہیں تو تم معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دو تو میں کیسے مہاجرین کو چھوڑ کر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دوں اور مہاجرین اولین کو چھوڑ دوں۔ رہا تم نے جو حکومت کی پیش کش کی ہے تو خدا کی قسم اگر معاویہ رضی اللہ عنہ مجھے پوری حکومت بھی دے دیں گے تب بھی میں اس حکومت کا حاکم نہ ہوں گا۔ میں اللہ عزوجل کے احکام پر رشوت نہیں لیتا۔ ہاں اگر تم چاہو تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا نام زندہ کر دیں۔

خلافت کے لیے ابن عمر رضی اللہ عنہ کا نام

ابومخنف نے ابو جناب کلبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم اگر میرے بس میں ہوتا تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام زندہ کر دیتا۔

اس پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنا چاہتے ہو تو میرے بیٹے میں کیا کمی ہے حالانکہ آپ اس کے فضل و صلاح کے منکر نہیں ہو سکتے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا واللہ تمہارا بیٹا ایک سچا آدمی ہے۔ لیکن تم نے اسے فتنوں میں ملوث کر دیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے بیزاری:

ابومخنف نے محمد بن اسحاق کے ذریعہ نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی اس بات پر جواب دیا کہ اس کام کے لیے ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو داڑھیں رکھتا ہو کہ اچھی طرح کھا سکے اور پی سکے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ میں تو غفلت پائی جاتی ہے۔

اس پر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ذرا سمجھ اور ہوشیاری سے کام لو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا نہیں خدا کی قسم میں تو خلافت پر کبھی رشوت نہ دوں گا۔ اس کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عاص کے بیٹے جب عرب تلواروں اور نیزوں سے بچ کر پہنچے تو اسے ہیں انہوں نے تمہارے پیچھے کیا اب تم انہیں دوبارہ فتنہ میں مبتلا کرو گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

ابومخنف نے نضر بن صالح العبسی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں غزوۂ سجستان میں شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھا۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ذریعہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو چند باتیں کہلوا کر بھیجی تھیں۔ فرمایا تھا: اے شریح رضی اللہ عنہ جب تم عمرو رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرو تو اس سے کہنا کہ علی رضی اللہ عنہ نے تم سے کہا ہے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک لوگوں میں سب سے افضل وہ شخص ہوتا ہے جو حق پر عمل کرتا ہو وہ محبوب ہو گا خواہ اس کے لیے اس میں کمی ہو اور اس کا نقصان ہی کیوں نہ ہو اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک وہ شخص بدترین ہو گا جو باطل پر عمل کرتا رہا زیادہ محبوب ہو گا خواہ اسے اس کے ذریعہ ترقی ہی کیوں نہ ملے۔ خدا کی قسم! اے عمرو تم خوب جانتے ہو کہ حق کہاں ہے

ہے تو آپ [illegible] اگر مجھے [illegible] کے لیے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] پاس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہتے ہیں [illegible] ہو گیا۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

ابومخنف نے ابوجناب الکلبی سے نقل کیا ہے کہ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ دومۃ الجندل میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ملے تو عمرو رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو پہلے اپنا فیصلہ سنانے کے لیے کہا اور کہا آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور مجھ سے عمر میں بڑے ہیں اس لیے آپ پہلے اعلان کریں تو میں بھی اعلان کروں گا۔ عمرو رضی اللہ عنہ ہر معاملے میں اس طرح ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھا رہے تھے اور اس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھے تاکہ وہ [illegible] علی رضی اللہ عنہ کی [illegible] کا اعلان کریں۔

روایت ہے کہ ان دونوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاملے پر غور کیا اور آپس میں بات چیت ہوئی تو عمرو رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا پھر عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس رائے سے بھی انکار کر دیا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا لیکن اس سے عمرو رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔

اس کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا آخر آپ کی کیا رائے ہے

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: میری رائے تو یہ ہے کہ ہم ان دونوں شخصوں کو معزول کر دیں اور اس خلافت کو مسلمانوں کے مشورے پر چھوڑ دیں اور مسلمان اپنے لیے جسے پسند کریں اسے منتخب کر لیں۔

عمرو رضی اللہ عنہ: صحیح رائے تو وہی ہے جو آپ نے دی ہے۔

اس کے بعد یہ دونوں شخص لوگوں کے پاس آئے [illegible] [illegible] تو عمرو رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کھڑے ہو کر انہیں بتائیے کہ ہم ایک رائے پر متفق ہو چکے ہیں۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا میں اور عمرو رضی اللہ عنہ ایک ایسی بات پر متفق ہو چکے ہیں جس سے ہمیں امید ہے کہ اللہ اس

جس راستے سے چاہے گا اپنی امت کی اصلاح فرمادے گا۔

عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اٹھئے اور تقریر کیجئے۔ یہ سن کر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جو ہوا لوگوں کو بتادو۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے:

جب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اعلان کرنے کے لیے آگے بڑھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ پر افسوس! خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے آپ کو دھوکا دیا ہے اگر آپ دونوں کسی امر پر متفق ہوئے ہیں تو اعلان کے لیے عمرو رضی اللہ عنہ کو آگے کیجئے تاکہ وہ پہلے اس کا اعلان کرے۔ پھر اس کے بعد تم اعلان کرنا کیونکہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک دھوکے باز شخص ہے۔ مجھے یقین نہیں کہ جو آپ کا اور ان کا فیصلہ ہوا ہے اس پر وہ راضی بھی ہوا۔ اگر آپ پہلے لوگوں کے سامنے اعلان کریں گے تو وہ آپ کی مخالفت کرے گا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بہت سادہ لوح تھے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو جواب دیا کہ ہم دونوں ایک فیصلہ پر متفق ہو چکے ہیں۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا اعلان:

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا۔ انہوں نے حمد و ثنا کی اور فرمایا: اے لوگو! ہم نے اس امت کی خلافت کے معاملے پر غور کیا تو ہم نے اس خلافت کے معاملے میں اس سے زیادہ اصلاح کی صورت نہیں دیکھی جس پر میرا اور عمرو رضی اللہ عنہ کا اتفاق ہوا ہے وہ یہ کہ علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو معزول کر دیں اور اس خلافت کا امت پر چھوڑ دیں وہ جسے چاہیں اپنا خلیفہ منتخب کر لیں اس لیے میں نے علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں کو معزول کیا تم اس کام میں خود غور کر لو اور جسے تم اس خلافت کا اہل سمجھو اسے یہ خلافت سونپ دو یہ کہہ کر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی دھوکہ دہی:

اس کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی جگہ کھڑے ہو کر پہلے اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کی پھر اس کے بعد فرمایا: انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ تم نے سن لیا اس نے اپنے ساتھی کو معزول کر دیا ہے میں بھی اسے معزول کرتا ہوں جیسا انہوں نے معزول کیا لیکن میں اپنے ساتھی معاویہ رضی اللہ عنہ کو برقرار رکھتا ہوں کیونکہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ولی اور ان کے قصاص کے طلب گار ہیں اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ ان کی جگہ کے حق دار ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمرو رضی اللہ عنہ تجھے کیا ہو گیا، اللہ تعالیٰ تجھے نیکی کی توفیق نہ دے تو نے غداری کی اور دھوکہ دیا تیری مثال ایسی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ﴾

"اس کی حالت کتے کی طرح ہے کہ اگر اسے دھتکارو تب بھی زبان نکالے رہتا ہے اور اگر چھوڑ دو تب بھی زبان نکالے رہتا ہے۔"

اس پر عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ گدھے پر کتابیں لدی ہوں۔

یہ دیکھ کر شریح بن ہانی نے عمرو رضی اللہ عنہ پر کوڑے سے حملہ کیا اور ان کے کوڑے مارے، پھر عمرو رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے اس کے جواب میں شریح کو کوڑا مارا۔ پھر اس کے بعد لوگ کھڑے ہو گئے اور وہاں سب میں عجیب اختلاف پیدا ہو گیا۔

شریح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوڑوں سے مارنے پر اتنی ندامت ہے کہ اتنی کسی کی بات پر نہ ہوا اور ندامت یہ ہے کہ کیوں نہ میں نے اسے تلوار سے مارا۔ بالآخر زمانہ میں جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔

اس فیصلے کے بعد شامیوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا لیکن وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ چلے گئے تھے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا اعتراف۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے کو برا کرے میں نے انہیں ڈرایا تھا اور صحیح رائے بھی بتائی تھی لیکن جب بھی انہیں عقل نہ آئی۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک فاسق کی دھوکہ دہی سے خبردار کیا تھا لیکن میں نے اس پر اطمینان کیا اور یہ خیال کیا کہ یہ شخص امت کی بھلائی پر کسی شے کو ترجیح نہ دے گا

فیصلے کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ اور شامی معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس چلے گئے اور ان لوگوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سونپ دی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور شریح رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس چلے گئے۔

فریقین کی ایک دوسرے پر لعنت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاعدہ تھا کہ جب فجر پڑھتے تو اس میں قنوت پڑھتے اور فرماتے۔ اے اللہ معاویہ، عمرو بن العاص، ابوالاعور السلمی، حبیب بن مسلمہ، عبدالرحمن بن خالد، ضحاک بن قیس اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہم پر لعنت نازل فرما۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے بھی قنوت شروع کر دی اور قنوت میں علی، ابن عباس، اشتر، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم پر لعنت بھیجتے۔ واقدی کا قول ہے کہ حکمین کا اجتماع شعبان ۳۸ھ میں ہوا۔

* * *

باب ۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خوارج

خارجیوں کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گناہ:

ابومخنف نے ابو مغفل کے ذریعہ عون بن ابی جحیفہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ثالثی کے لیے روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو خوارج میں سے دو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ایک زرعہ بن برج الطائی اور دوسرا حرقوص بن زہیر السعدی، یہ دونوں شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا:

﴿لا حکم الا للہ﴾

"اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں۔"

اس کے بعد حرقوص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ توبہ کر لیجیے اور اپنے فیصلے سے رجوع کر لیں اور ہمیں اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں لے کر چلیں، ہم ان سے اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک اپنے رب سے جا ملیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میرا ارادہ یہی تھا لیکن تم نے میری نافرمانی کی، اب ہم نے ان سے معاہدہ لکھ لیا اور ان پر کچھ شرائط عائد کر دی ہیں اور ان سے عہد کر چکے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿واوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ولا تنقضوا الايمان بعد توكيدها وقد جعلتم الله عليكم كفيلا ان الله يعلم ما تفعلون﴾

"اور جب بھی تم خدا سے عہد کرو تو اسے پورا کرو اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو حالانکہ تم نے اپنے اوپر اللہ کو ضامن بنایا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے افعال کو خوب جانتا ہے۔"

تب حرقوص نے کہا: یہ جنگ بندی کا معاہدہ ایک گناہ ہے، اس سے آپ کو توبہ کرنی چاہیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کوئی گناہ نہیں بلکہ یہ رائے کی کمزوری اور عمل کی ناکامی ہے اور میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا تھا [illegible] اور میں نے تمہیں اس سے منع بھی کیا تھا۔

اس پر زرعہ بن البرج الطائی نے کہا: خدا کی قسم اے علی رضی اللہ عنہ! اگر آپ اللہ کی کتاب میں لوگوں کو ثالث بنانا ترک نہ کریں گے تو میں آپ سے جنگ کروں گا اور اس میں اللہ کی رضا و خوشنودی کا طالب رہوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرا برا ہو تو کتنا بدبخت ہے، میں گویا تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تجھے قتل کر دیا گیا ہے اور ہوائیں تجھ پر خاک اڑا رہی ہیں۔

اس نے جواب دیا: میری یہی چاہت ہے کہ ایسا ہو جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم حق پر ہوتے تو موت [illegible] لیکن تم لوگوں کو شیطان نے [illegible]

ہو جب تم ہم کو قتل سے ڈراتے ہو تو کیا یہ بات بتانا چاہتے ہو کہ اس میں تمہارے لیے کوئی دنیاوی بھلائی بھی ہے اور قتل کے بعد جو عذاب ہے ۔ اس کے بعد یہ لوگ اپنے گھر کو واپس چلے گئے۔

لا حکم الا للہ کی تاویل

ابو مخنف نے ابی حمزہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو خارجی سب کے سب کہنے لگے کہ ہم تحکیم کو تسلیم نہیں کرتے اور لا حکم الا للہ کا نعرہ لگایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر یہ ایک حق کلمہ ہے جس سے باطل مراد لیا جا رہا ہے اگر یہ خاموش رہیں گے تو ہم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اگر یہ بات کریں گے تو ہم بھی ان سے بحث کریں گے اور اگر یہ ہم سے بغاوت کریں گے تو ہم ان سے جنگ کریں گے۔

خارجیوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دھمکی:

اس کے بعد یزید بن عاصم المحاربی کھڑا ہوا اور بولا تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو ہمارا رب ہے اور جس سے بے نیاز نہیں ہوا جا سکتا اور اب اے اللہ ہم دین کے معاملہ میں ذلت اختیار کرنے سے تیری پناہ مانگتے ہیں کیونکہ دین میں کمزوری اختیار کرنا اللہ کے حکم میں مداہنت ہے اور ایسی ذلت ہے جو اپنے اہل کو اللہ کی ناراضی تک لے جاتی ہے اے علی کیا تم ہمیں قتل سے ڈراتے ہو؟ خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ عنقریب ہم تم کو تلواروں سے ماریں گے پھر تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون آگ میں جلائے جانے کا زیادہ مستحق ہے۔ اس کے بعد یہ شخص اور اس کے تین بھائی مسجد سے نکل کر چلے گئے اور یہ سب خارجی ہو گئے اس کے بعد ان میں سے ایک شخص نخیلہ میں مارا گیا۔

خارجیوں کی فتنہ انگیزی:

ابو مخنف نے اجلح بن عبد اللہ اور سلمہ بن کہیل کی سند سے کثیر بن بہز الحضرمی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک روز خطبہ دے رہے تھے کہ مسجد کے ایک گوشے سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر لا حکم الا للہ کا نعرہ لگایا اس کے بعد دوسرے گوشے سے دوسری جانب سے بھی یہی نعرہ لگایا گیا اور اس کے بعد پے در پے مسجد کے ہر گوشے سے لا حکم الا للہ کا نعرہ بلند ہونے لگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر یہ ایک حق کلمہ ہے جس سے باطل مراد لیا جا رہا ہے یاد رکھو جب تک تم لوگ ہمارے ساتھ ہو تب تک تمہارے لیے تین باتیں ہیں اول یہ کہ ہم تم کو اللہ کی مسجدوں میں آنے سے نہیں روکیں گے جب تک تم ہمارے ساتھ رہو گے۔ اور جب تک تم ہمارا ساتھ دیتے رہو گے تو مال غنیمت میں تم سے حصہ نہیں روکا جائے گا اور جب تک تم ہم سے جنگ کی ابتدا نہ کرو گے ہم تم سے جنگ نہیں کریں گے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس مقام پر خطبہ چھوڑا تھا اسی جگہ سے خطبہ شروع فرمایا۔

حکیم البکائی کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جواب:

ابو مخنف نے ابو اسحاق سے نقل کیا ہے کہ حکیم بن عبد الرحمن بن سعید البکائی خارجیوں کا ہمنوا تھا ایک روز وہ حضرت

[illegible]

ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنک الذین لا یوقنون

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین

[illegible]

[illegible]

فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنک الذین لا یوقنون

[illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں کے لیے اعلان

ابو مخنف نے ابن ابی [illegible] کا یہ بیان نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس [illegible] بھیج کر فرمایا: [illegible] ہماری جانب سے تم کو [illegible] تم جہاں چاہو رہو [illegible] تمہارا [illegible] اگر تم نے [illegible] تو ہم تم سے جنگ کا اعلان کر دیں گے۔

عبداللہ بن وہب خارجی کی تقریر

ابو مخنف نے عبدالملک بن ابی حرہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو فیصلے کے لیے بھیجنے کا ارادہ کیا تھا تو خارجی باہم ایک دوسرے سے ملے اور عبداللہ بن وہب الراسبی کے گھر میں جمع ہوئے عبداللہ بن وہب نے اول ان کے سامنے خدا کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد کہا: خدا کی قسم! ان لوگوں کے لیے جو رحمان پر ایمان رکھتے ہوں اور قرآن کے حکم کی جانب رجوع ہوتے ہوں یہ مناسب نہیں ہے۔ جو قوم دنیا کی رضا کی طلب کا [illegible] اور [illegible] ان کے لیے بربادی ہے۔ ان لوگوں کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور حق بات پر [illegible] کے احسان کے باعث یا کسی کے نقصان پہنچانے کے باعث حالانکہ اس دنیا میں حسرت اور نقصانات کا قیامت کے روز [illegible] یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی رضا حاصل ہو اور ہمیشہ جنت ملے۔ پس ہم اپنے بھائیوں کو لے کر اس ظالم بستی سے نکل جائیں اور پہاڑوں [illegible] یا کسی شہر کی طرف چلے جائیں اور ان گمراہ کن بدعات سے منکر رہیں۔

حرقوص بن زہیر کی تقریر

اس کے بعد حرقوص بن زہیر نے تقریر کرتے ہوئے کہا: دنیا کی متاع بہت تھوڑی ہے اور اس سے جدائی یقینی ہے [illegible] دنیا کی زینت اور خوبصورتی [illegible] تم کو حق کی طلب اور ظلم کی تردید سے نہ روکے کیونکہ اللہ تعالیٰ متقین اور نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔

اس کے بعد حمزہ بن سنان الاسدی نے کہا: اے قوم! رائے تو وہی ہے جو تمہاری رائے ہے تم اپنے میں سے کسی کو اپنا امیر بنا لو کیونکہ یہ ضروری ہے کہ تمہارا [illegible] اور ایک مرکز ہو اور تمہارا ایک جھنڈا ہو جس کے پیچھے تم چلو [illegible] ان لوگوں نے زید بن حصین الطائی کو امیر بنانا چاہا اس نے انکار کر دیا پھر لوگوں نے حرقوص بن زہیر کو پیش کیا اس نے بھی انکار کر دیا۔ اسی طرح حمزہ بن سنان اور شریح بن اوفی العبسی نے بھی امارت سے انکار کر دیا۔

عبداللہ بن وہب خارجی کی بیعت

اس کے بعد ان لوگوں نے عبداللہ بن وہب الراسبی کو امارت پیش کی اس نے کہا: میں اسے قبول کرنے کے لیے تیار ہوں خدا کی قسم! [illegible] دنیا کی خاطر قبول نہیں کر رہا ہوں اور نہ موت کے ڈر سے چھوڑ رہا ہوں۔ الغرض دس شوال کو ان لوگوں نے راسبی سے بیعت کر لی [illegible] کا لقب ذوالثفنات تھا [illegible] طویل سجدے کرنے سے اس کے گٹے پڑ گئے تھے۔

اس کے بعد یہ لوگ شریح بن اوفی العبسی کے گھر جمع ہوئے۔ ابن وہب نے ان لوگوں سے کہا کوئی شہر ایسا بتاؤ جہاں ہم سب جمع ہو کر اللہ کے حکم کا نفاذ کر سکیں کیونکہ تم اہل حق ہو۔ شریح بن اوفی نے رائے دی کہ ہمیں مدائن چلنا چاہیے اور وہاں پہنچ کر قبضہ کر لیں اور وہاں کے باشندوں کو وہاں سے نکال دیں اور بصرہ سے اپنے بھائیوں کو طلب کر کے وہاں بلا لیں۔

اس پر زید بن حصین الطائی نے کہا اگر تم جمع ہو کر یہاں سے نکلے تو تمہارا پیچھا کیا جائے گا اس لیے ایک ایک کر کے اور چھپ کر جانا چاہیے۔ اسی طرح مدائن میں ایسے لوگ موجود ہیں جو تمہارے دشمن ہیں لہٰذا تم نہروان کے پل پر جا کر ٹھہرو اور اپنے بصرے کے بھائیوں سے خط و کتابت کر کے ان کو بلاؤ۔ سب نے اتفاق کیا اور کہا یہی رائے ٹھیک ہے۔

خارجیوں کا خفیہ کوچ:

عبداللہ بن وہب نے بصرہ کے خارجیوں کو خط تحریر کیا جس میں انہیں اپنے اجتماع سے مطلع کیا اور انہیں اپنے ساتھ شمولیت کی دعوت دی اور یہ خط ان کے پاس روانہ کیا انہوں نے جواب دیا کہ عنقریب وہ بھی ان کے ساتھ آ کر مل جائیں گے۔ انہوں نے جب کوچ کا ارادہ کیا تو تمام رات عبادت میں مشغول رہے اور یہ جمعہ کی شب تھی انہوں نے جمعہ کی عبادت میں گزارا اور ہفتے کے روز انہوں نے کوچ کیا شریح بن اوفی العبسی نے کوچ کرتے وقت کلام اللہ کی یہ آیت تلاوت کی

﴿فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَى رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾

"وہ اس جگہ سے ڈرتے ہوئے اور راہ دیکھتے ہوئے نکلے اور فرمایا اے میرے پروردگار مجھے ظالم قوم سے نجات دے جب وہ مدین کی جانب متوجہ ہوئے تو کہا امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھا راستہ دکھائے گا۔"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ

ان لوگوں کے ساتھ طرفہ بن عدی بن حاتم الطائی بھی شامل ہو کر چلا گیا۔ اس کے والد حضرت عدی رضی اللہ عنہ اس کی تلاش میں گئے لیکن وہ انہیں نہ ملا عدی رضی اللہ عنہ اس کی تلاش میں مدائن تک گئے جب واپس ہوئے تو ساباط کے مقام پر عبداللہ بن وہب الراسبی بیس سواروں کے ساتھ ملا۔ اس نے ان کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اسے عمرو بن مالک النبہانی اور بشیر بن یزید البولانی نے روک دیا۔

سعد بن مسعود کی خارجیوں سے جنگ

عدی رضی اللہ عنہ نے یہاں سے نکل کر سعد بن مسعود کے پاس جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے مدائن کا عامل تھا پیغام بھیجا اور اسے ان خارجیوں سے ڈرایا اس نے فوراً شہر کے دروازے بند کر دیے اور خود گھڑسوار لے کر ان کی تلاش میں نکلا اور اپنی جگہ اپنے بھتیجے مختار بن ابی عبید کو متعین کیا عبداللہ بن وہب کو اس کی خبر ہو گئی اس نے راستہ بدل کر بغداد کا رخ کیا۔ لیکن شام کے وقت سعد بن مسعود نے پانچ سو سواروں کے ساتھ اسے جا لیا۔ عبداللہ بن وہب نے تیس سواروں کے ساتھ تھوڑی دیر اس کا مقابلہ کیا لیکن اس کی جماعت کے لوگوں نے اسے جنگ سے منع کیا۔ ادھر سعد بن مسعود کے ساتھیوں نے سعد سے کہا تمہارا ان لوگوں سے جنگ سے کیا واسطہ۔ اس لیے کہ ان سے جنگ کرنے کا تمہیں کوئی حکم نہیں ملا تو ان کی راہ چھوڑ دے تاکہ یہ چلے جائیں۔ اور یہ تمام حالات امیر المومنین کو تحریر

کر لو۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ تم ان پر ان کا پیچھا کرو اور اگر تم نے ان کے علاوہ کسی اور شخص کو اس کام کے لیے منتخب کر لیا تو اس میں پیدائشی ناقابلیت کے عذر سے ان کی اس بات سے انکار کر دیا۔

خارجیوں کا نہروان میں اجتماع

جب رات کی تاریکی چھا گئی تو عبداللہ بن وہب نے جوخیٰ کی طرف سے روانہ ہو گئے، جلدی جلدی روانہ ہو کر نہروان پہنچ کر اپنے ساتھیوں سے کہا یا وہاں کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے اور جب یہ طے کر کے عبداللہ جا ملے تو تم زید بن حصین یا حرقوص بن زہیر کو امیر بنا لیں گے۔

کوفہ کی ایک جماعت بھی خارجیوں کا ساتھ دینے کے لیے وہاں سے نکلی لیکن انہیں ان کے رشتہ داروں نے واپس کوفہ لوٹا دیا ان لوگوں میں قعقاع بن قیس الطائی جو عدی بن حاتم کا چچا تھا اور عبداللہ بن حکیم بن عبدالرحمن البکائی بھی شامل تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ سالم بن ربیعہ العبسی بھی خارجیوں کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور اسے اس کام سے روکا جس پر اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔

ربیعہ بن ابی شداد کا انجام

جب خارجی کوفہ سے نکل گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بقیہ ساتھیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دوبارہ بیعت کی اور کہا ہم اس شرط پر بیعت کرتے ہیں کہ جن کے آپ دوست رہیں گے ہم بھی ان کے دوست رہیں گے اور جن کے آپ دشمن رہیں گے ہم بھی ان کے دشمن رہیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے سنت رسول اللہ ﷺ پر چلنے کی شرط لگائی جب یہ بیعت ہو رہی تھی تو ربیعہ بن ابی شداد الخثعمی بھی بیعت کے لیے آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا۔ آؤ مجھ سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی روشنی پر بیعت کرو۔ اس نے جواب دیا۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سنت پر بھی بیعت کیجیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے کیا تو اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہے کہ اگر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے کوئی ایسا کام کیا ہو جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت نہ ہو تو اس صورت میں وہ بھی کچھ حق پر نہ تھے (اور اگر ان دونوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کیا تو ان کا عمل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے خارج نہیں) اس پر ربیعہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ربیعہ کو غور سے دیکھا اور فرمایا خدا کی قسم! مجھے تو یہ نظر آ رہا ہے کہ عنقریب تو ان خارجیوں کے ساتھ مل جائے گا اور قتل ہو گا اور میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ تجھے گھوڑے اپنے سموں سے روند رہے ہیں۔ ربیعہ نہروان کی جنگ میں بصرہ کے خارجیوں کے ساتھ قتل ہوا۔

بصرہ کے خارجیوں کا فرار

بصرہ میں جو خارجی تھے وہ سب جمع ہوئے ان کی تعداد تقریباً پانچ سو تھی انہوں نے مسعر بن فدکی التمیمی کو اپنا امیر بنایا۔ ان کے اس اجتماع و فرار کا جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو علم ہوا تو انہوں نے ابوالاسود الدؤلی کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ حتیٰ کہ ابوالاسود نے جسر اکبر پر ان کو جا لیا یہ دونوں اسی پل پر ٹھہر گئے جب رات ہوئی اور خوب تاریکی چھا گئی تو مسعر تاریکی میں اپنے ساتھیوں کو لے کر چلا اور روشنی سے پہلے عبداللہ بن وہب الراسبی کے پاس پہنچ گیا اس وقت ان کے مقدمۃ الجیش پر اشرس بن عوف الشیبانی متعین تھا۔

ثالثوں سے متعلق تقریر:

واقعہ تحکیم کے بعد جب فیصلہ کی خبر حضرت علیؓ کو ملی اور ابو موسیٰ اشعریؓ شامیوں کے خوف سے بھاگ کر مکہ چلے گئے اور عمرو بن العاص اپنے ساتھیوں کے ساتھ شام چلے گئے تو حضرت علیؓ نے اہل کوفہ کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا:

"اگرچہ زمانہ ہم پر سخت مصائب اور تکلیف دہ حادثات لے کر آیا ہے لیکن ہر صورت میں تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اما بعد! خیرخواہ واقف کار کی نافرمانی حسرت کا باعث ہوتی ہے اور بعد میں ندامت کا سبب بنتی ہے میں نے ان دونوں شخصوں اور اس ثالثی کے فیصلے کے بارے میں جو حکم دیا تھا اور تمہیں اپنی رائے سے مطلع کر دیا تھا اگر تم اس پر عمل کرتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ لیکن تم نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا اور اب میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ ہوازن کے ایک بھائی نے کہا تھا

امرتهم امری بمنعرج اللوی فلم يستبينوا الرشد الا ضحی الغد

ترجمہ: "میں نے منعرج اللویٰ کے مقام پر انہیں اپنی رائے سے مطلع کر دیا تھا لیکن انہیں ہدایت دوسرے دن کی چاشت کے وقت سمجھ میں آئی۔"

خبردار! ان دونوں شخصوں نے جنہیں تم نے ثالث بنایا تھا ان دونوں نے قرآن کے حکم کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا اور قرآن نے جس امر کو ختم کر دیا تھا انہوں نے اسے زندہ کر دیا اور دونوں نے اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہشات کی پیروی کی انہوں نے کسی واضح دلیل اور گزشتہ سنت کے بغیر فیصلہ کیا ہے اور اس فیصلہ میں دونوں مختلف رہے اور کسی نے بھی ہدایت نہ پائی لہٰذا اللہ، اس کے رسول اور صالح مسلمان ان دونوں کے فیصلے سے بری الذمہ ہیں۔ اس لیے تم تیار ہو جاؤ اور شام چلنے کی تیاری کرو اور پیر کے دن تم سب لشکر میں پہنچ جاؤ ان شاء اللہ۔"

یہ خطبہ دے کر حضرت علیؓ منبر سے نیچے اتر آئے۔

حضرت علیؓ کا خارجیوں کے نام خط:

حضرت علیؓ نے ایک خط خارجیوں کے نام لکھ کر روانہ کیا اس خط میں تحریر تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یہ خط اللہ کے بندے امیر المؤمنین علیؓ کی جانب سے زید بن حصین، عبداللہ بن وہب اور ان لوگوں کے نام ہے جو ان دونوں کے ساتھ ہیں۔ اما بعد! ان دونوں شخصوں نے جن کے فیصلہ کو ہم نے قبول کیا تھا کتاب اللہ کی مخالفت کی اور ہدایت خداوندی کے بغیر فیصلہ کر کے اپنی خواہشات کی پیروی کی نہ تو ان دونوں نے سنت پر عمل کیا اور نہ قرآن کا کوئی حکم نافذ کیا اس لیے اللہ اور اس کا رسول اور مومنین ان دونوں کے فیصلے سے بری الذمہ ہیں جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو اسے قبول کرو کیونکہ ہم اپنے اور تمہارے دشمن پر حملے کے لیے کوچ کر رہے ہیں اور اب ہمارا وہی فیصلہ ہے جو پہلے تھا۔ والسلام۔"

خارجیوں کا جواب

خارجیوں نے حضرت علیؓ کو جواب دیا۔

"اما بعد! قریش نے جو جنگ کی ہے وہ انہوں نے خود اپنی موت کے لیے آگ جلائی ہے۔ اسی کے لیے بھی اگر وہ اس کا اقرار کریں کہ تم نے شکر کیا اور اس اقرار کے بعد اپنے کفر سے توبہ کر لو تو مجھے معلوم ہے اور تمہارے حالات پر غور کر سکتے ہیں ورنہ ہم تم سے دوبارہ مقابلہ کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا خط پڑھا تو ان کی حالت سے مایوس ہو گئے اور یہ رائے قائم کی کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اہل شام جو سرکش ہیں ان کے مقابلہ پر جایا جائے اور ان سے جنگ کی جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ جنگ:

ابو مخنف نے معلیٰ بن کلیب الہمدانی کے ذریعہ جبر بن نوف ابو الوداک الہمدانی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خارجیوں سے مایوس ہو گئے تو اہل کوفہ کو ساتھ لے کر نخیلہ پہنچے اور وہاں پہنچ کر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا

"جس شخص نے جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کیا اور دین میں مداہنت سے کام لیا وہ ہلاکت کے گڑھے پر کھڑا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل کرے اور گڑھے میں گرنے سے بچا لے تو تم لوگ اللہ سے ڈرو اور جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی ہے اور اللہ کے نور حق دین کو بجھانے کا ارادہ کیا ہے ان سے جنگ کرو۔ خطاکاروں، گمراہوں، مجرموں اور ان لوگوں سے قتال کرو جو نہ قرآن پڑھتے ہیں نہ دین کی سمجھ رکھتے ہیں نہ تاویل کے عالم ہیں اور نہ اس کام کے اہل ہیں اس لیے کہ انہیں اسلام میں سبقت حاصل نہیں۔ خدا کی قسم! اگر یہ لوگ تم پر خلیفہ اور والی بن گئے تو یہ لوگ کسریٰ اور ہرقل کے طریقہ پر چلیں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ تیاری کرو اور اپنے ان مغربی دشمنوں کے مقابلہ کی تیاری کرو۔ ہم نے تمہارے بصرہ کے بھائیوں کو بھی نکلنے کے لیے تحریر کیا ہے عنقریب وہ بھی تمہارے پاس آ جائیں گے جب وہ آ جائیں تو تم سب ہمارے گرد جمع ہو جانا۔ اور اللہ کے علاوہ کسی میں کوئی طاقت و قوت نہیں۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نام خط

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ایک خط تحریر فرمایا اور وہ خط عتبہ بن اخنس بن قیس کے ہاتھ روانہ کیا جو قبیلہ بنو سعد بن بکر سے تھے۔ اس خط میں تحریر فرمایا

"اما بعد! ہم اپنی چھاؤنی نخیلہ پہنچ گئے ہیں اور ہمارا مقصد اپنے مغربی دشمنوں سے جنگ کرنا ہے۔ میرا خط پہنچتے ہی لوگوں کو جنگ کے لیے تیار کر دو اور میرا خط ملتے ہی روانگی کے لیے تیار ہو جاؤ"۔ والسلام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تقریر:

جب یہ خط حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچا تو انہوں نے یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ احنف بن قیس کے ساتھ جنگ کے لیے روانہ ہو جائیں ان کے اس حکم پر احنف کے ساتھ چلنے کے لیے صرف ۱۵۰۰ آدمی تیار ہوئے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس لشکر کو بہت کم سمجھا اور لوگوں میں تقریر فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا

"اے اہل بصرہ! میرے پاس امیر المومنین کا تحریری حکم آیا ہے کہ تمہیں جنگ پر روانہ کروں میں نے احنف بن قیس کے ساتھ تمہیں جانے کا حکم دیا لیکن اس حکم پر صرف ڈیڑھ ہزار آدمی احنف کے ساتھ گئے حالانکہ تم ساٹھ ہزار سپاہی اور موالی کے

ملاؤ جب زیادہ تعداد میں تم جمع ہو جاؤ [illegible] ربیعہ بن قدامہ سعدی نے [illegible] ساتھ احنف کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ اور کوئی شخص جنگ سے گریز کی کوشش نہ کرے میں بھی ان لوگوں کے ساتھ جو ہمارے ساتھ چلنا چاہتے ہیں کے علاوہ جلدی وہاں پہنچوں گا جوان کی تحریر ہے اتفاقات بکثرت ہو رہے ہیں [illegible] ابو موسیٰ الاشعری [illegible] کے قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں اب کوئی شخص اپنے [illegible] کو [illegible] سے نہ [illegible] ۔"

اہل بصرہ کا جنگ سے گریز:

جاریہ بن قدامہ نے [illegible] سے [illegible] آیا [illegible] لوگوں کو جمع کر [illegible] کی طرح جاریہ بن قدامہ کے پاس [illegible] حضرت علی کی طرف [illegible] چلے۔ حضرت علی [illegible] بصرہ کے قصر کے [illegible] میں [illegible] ان کی کل تعداد [illegible] ہزار تھی۔

ترتیب جنگ:

جب اہل بصرہ پہنچ گئے تو حضرت علی نے کوفہ کے تمام سرداروں کو جمع [illegible] فرمایا اور ان کے بعد خدا کی حمد و ثنا کی اور فرمایا:

"اے اہل کوفہ تم میرے بھائی میرے مددگار حق پر میرے ساتھی اور میرے دشمنوں کے مقابلے میں [illegible] تم سے جنگ آزمائی میرے ساتھ [illegible] میں [illegible] تمہاری پوری اطاعت کی امید ہے میں نے اہل بصرہ [illegible] تمہاری مدد کے لیے [illegible] وہاں سے صرف [illegible] ہزار آدمی آئے [illegible] لوگوں کو نصیحت کرے [illegible] ساتھ چلے [illegible] جائے گا اور وہ رکھتے ہیں تو تم [illegible] میرا خیال ہے کہ تم میں سے ہر شخص [illegible] قبیلے کا [illegible] قبیلہ کو [illegible] جنگ [illegible] اور اپنے غلاموں اور [illegible] ۔"

اس پر سعد بن قیس [illegible] نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین ہم آپ کا حکم سننے اور اطاعت کے لیے [illegible] سب سے پہلے آپ کی خواہش [illegible] معقل بن قیس الریاحی نے [illegible] عدی بن حاتم [illegible] حجر بن عدی اور [illegible] قبائل کے [illegible] سرداروں نے [illegible] حضرت علی [illegible] اطاعت کا یقین دلایا۔

کوفی لشکر کی تعداد:

اس تحریک پر ان [illegible] اپنے اپنے قبیلہ [illegible] [illegible] اور [illegible] کوئی شخص بھی ان میں سے پیچھے نہ رہے [illegible] جب [illegible] حضرت [illegible] ہوئے ان [illegible] ہزار جنگ [illegible] تھے [illegible] جنگ کے قابل [illegible] تھے [illegible] غلام اور موالی تھے ان [illegible] ہمارے پاس [illegible] جنگ [illegible] تھے [illegible] کے [illegible] تھے ہم ان میں سے [illegible]

کر چکا ہوا ہے تو یہ ممکن نہیں [illegible] کی جنگ طول [illegible] ہم نے سب [illegible] ساتھ [illegible] کا فیصلہ کیا ہے [illegible]
باقی [illegible] ہم نے اپنے [illegible] اور [illegible] سب کچھ [illegible] ہے۔

اس طرح جب لوگوں کی قطعی [illegible] ان کے [illegible] ان لوگوں کی [illegible]
[illegible] ہوا تھا اس طرح یہ تمام لشکر [illegible] تیار ہو گیا تھا۔

سعد بن مسعود کو لشکر بھیجنے کا حکم:

ابو مخنف نے ابو [illegible] سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سعد بن مسعود ثقفی کو جو مدائن کے والی تھے تحریر فرمایا
اما بعد میں تمہارے پاس [illegible] کو بھیج رہا ہوں تم ان کے ساتھ [illegible] کے لیے جنگ [illegible] وہاں [illegible]
[illegible] ولا قوۃ الا باللہ۔

شیعان علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے جنگ کا مشورہ:

راوی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی یہ رائے تھی [illegible] کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چاہیے [illegible] جب [illegible] سے فارغ ہو جائیں [illegible] ان کے مقابلہ پر جانا چاہیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع فرمایا [illegible] اور فرمایا:

> لوگو! مجھے تمہارا یہ قول پہنچا ہے کہ تم کہتے ہو کہ امیر المومنین کو چاہیے کہ ہمیں ان [illegible] کے مقابلہ پر لے چلیں [illegible] تم ان سے [illegible] ان سے [illegible] کے مقابلہ پر جانا چاہیے [illegible] ان خارجیوں سے زیادہ [illegible] لوگ ہیں [illegible] خارجیوں کا خیال چھوڑ کر اس قوم کے مقابلہ پر چلو جو تم سے [illegible] جنگ کر رہی ہے تاکہ [illegible] بادشاہ بن جائیں [illegible]۔

شیعان علی رضی اللہ عنہ کا عہد جنگ

اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ ہر طرف سے لوگوں نے کہا [illegible] اے امیر المومنین آپ جہاں چاہیں ہمیں لے چلیں۔ راوی
کہتا ہے [illegible] کھڑے ہو کر کہنے لگے اے امیر المومنین ہم آپ کی جماعت [illegible] ہیں اور آپ کے [illegible]
ہیں ہم [illegible] آپ [illegible] اس شخص کے [illegible] ہیں جو آپ کی اطاعت [illegible] آپ
ہمیں دشمنوں کے مقابلہ پر لے چلیے خواہ وہ [illegible] کی [illegible] آپ [illegible] نہ پائیں گے۔

اس کے بعد [illegible] کھڑے ہو کر [illegible] کہنے لگے اے امیر المومنین آپ کے شیعہ آپ [illegible]
اور آپ کے دشمن کے مقابلہ پر [illegible] آپ [illegible] نصرت [illegible] آپ [illegible] ہمیں [illegible] چاہیے
کیونکہ آپ کے شیعہ [illegible] آپ کے دشمنوں سے جنگ کرنے [illegible] کی امید [illegible] آپ کی [illegible]
آپ [illegible] جنگ [illegible] خوف [illegible]۔

عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کی شہادت:

یعقوب نے اسماعیل ایوب اور حمید بن ہلال کی سند سے عبدالقیس کے ایک شخص سے نقل کیا ہے یہ شخص [illegible] خارجی تھا

بعد میں ان سے الگ ہو گیا تھا۔ یہ شخص کہتا ہے کہ خارجی ایک بستی میں گھس گئے انہیں دیکھ کر حضرت عبداللہ بن خباب ؓ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے گھبرائے ہوئے باہر نکلے ان کی چادر گھبراہٹ میں زمین پر گھسٹتی جا رہی تھی ان خارجیوں نے ان سے کہا آپ کسی قسم کا خوف نہ کیجیے حضرت عبداللہ بن خباب ؓ نے فرمایا خدا کی قسم! تم نے مجھے ڈرا دیا تھا ان خارجیوں نے ان سے سوال کیا کیا تم صحابی رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن خباب ؓ ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! انہوں نے سوال کیا کیا تم نے اپنے والد سے یہ حدیث سنی ہے جو وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور فرمایا اس فتنہ کے وقت بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا اس فتنہ میں کسی قسم کی کوشش کرنے والے سے اس کے بعد آپ نے فرمایا اگر تم اس زمانہ کو پاؤ تو اے عبداللہ تم مقتول ہونا منظور کر لینا۔ ایوب راوی کہتے ہیں یہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا اے عبداللہ ؓ قاتل نہ ہونا یا نہیں۔ یہ حدیث سن کر عبداللہ بن خباب ؓ نے جواب دیا ہاں میں نے یہ حدیث سنی ہے یہ سن کر ایک خارجی نے دوسروں سے کہا اسے نہر ان کے کنارے لے جاؤ اور اس کی گردن مار دو والغرض انہیں شہید کر دیا گیا ان کا خون نہر میں بہتے ہوئے تسمہ کی صورت میں ایک دھار کی شکل میں بہہ رہا تھا ان لوگوں نے ان کی باندی کا پیٹ چاک کیا اور اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا اسے نکال پھینکا۔

حضرت عبداللہ بن خباب ؓ سے سوالات و جوابات:

ابومخنف نے حماد گلاوی کے حوالے سے حمید بن ہلال سے نقل کیا ہے کہ جو خارجی بصرہ سے چلے تھے جب وہ نہر کے قریب پہنچے تو ان میں سے ایک جماعت آگے بڑھ گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص ایک عورت کو گدھے پر لیے جا رہا ہے یہ لوگ اس کے پاس پہنچے اسے للکارا اور ڈانٹ ڈپٹ کی اور اسے خوف زدہ کیا پھر اس سے سوال کیا تو کون ہے۔ اس شخص نے جواب دیا میں عبداللہ ابن خباب ؓ رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہوں۔ یہ کہہ کر عبداللہ ؓ نے زمین پر سے اپنے کپڑے اٹھا لیے جو گھبراہٹ میں گر گئے تھے۔

خارجیوں نے سوال کیا کیا تم ہم سے ڈر گئے تھے۔

عبداللہ ؓ: ہاں!

خارجی: آپ ڈریے نہیں آپ ہم سے وہ حدیث بیان کیجیے جو آپ نے اپنے والد سے سنی ہے۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شاید اللہ تعالیٰ اس حدیث کے ذریعے ہمیں کوئی فائدہ پہنچائے۔

عبداللہ ؓ: مجھ سے میرے والد نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے عنقریب ایک فتنہ واقع ہوگا جس میں انسانوں کے قلب ایسے ہی مردہ ہو جائیں گے جیسا کہ اس فتنہ میں انسانوں کے اجسام ختم ہو جائیں گے ایک شخص شام کے وقت مومن ہوگا لیکن اس فتنہ کی وجہ سے صبح کو کافر بن جائے گا اور اگر وہ اس فتنہ میں صبح کو مومن ہے تو شام کو کافر ہو جائے گا۔

خارجی: ہم تم سے یہی حدیث معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ ابوبکر و عمر ؓ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔

عبداللہ ؓ نے ان دونوں حضرات کی تعریف کی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خارجیوں نے کہا اے اللہ کے بندو تم میں جو ہمارے قاتل موجود ہیں انہیں ہمارے پاس بھیج دو اور اپنی راہ لو اور دین کو چھوڑ کر تم نے بے راہ روی اختیار کی ہے اس دین اور جماعت میں واپس آ جاؤ اور ہمارے ساتھ مل جاؤ اور ہمارے دشمنوں کے مقابلے پر چلو جو تمہارے بھی دشمن ہیں تم نے ایک زبردست جرم کیا ہے وہ تم ہمارے شرک کی گواہی دیتے ہو حالانکہ شرک ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ تم مسلمانوں کو مشرک کہہ کر ان کا خون بہاتے ہو۔

اس بات کا عبداللہ بن شجرۃ السلمی نے جواب دیا کہ اب تو حق ہم پر واضح ہو چکا ہے اس لیے ہم تمہاری اس وقت تک اتباع نہیں کریں گے جب تک تم عمر رضی اللہ عنہ جیسا کوئی دوسرا شخص ہمارے سامنے پیش نہ کرو۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہمیں تو اپنے امیر کے علاوہ کوئی شخص عمر رضی اللہ عنہ جیسا نظر نہیں آتا۔ کیا تم اپنے لوگوں میں کسی شخص کو عمر رضی اللہ عنہ جیسا سمجھتے ہو؟ میں خدا کی قسم! میں تم سے کہتا ہوں کہ تم بدبختی میں مبتلا ہو گئے ہو کیونکہ تم پر شیطان نے تسلط پا لیا ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے خطاب:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ خالد بن زید نے ان خارجیوں کو خطبہ دیا۔ جس میں فرمایا:

> "اے اللہ کے بندو! ہم اور تم اب اسی پہلی حالت میں آ گئے ہیں جس پر ہم دونوں پہلے موجود تھے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی تفریق نہیں تو پھر کس بات پر ہم سے جنگ کرتے ہو۔"

خارجیوں نے جواب دیا کہ اگر آج ہم تمہارے ساتھ بیعت کر لیں تو کل تم پھر تحکیم چاہو گے۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم! دیتا ہوں کہ آئندہ پیش آنے والے خطرے کے پیش آنے سے قبل فتنہ میں مبتلا نہ ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے خطاب:

ابو مخنف نے مالک بن اعین کے ذریعے زید بن وہب سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نہر کی جانب تشریف لے گئے اور خارجیوں کے سامنے کھڑے ہو کر ان سے فرمایا:

> "اے وہ جماعت جسے دھوکا دہی اور فریب کی عداوت نے جماعت مسلمین سے نکال دیا ہے اور جسے خواہشات نے حق سے بے راہ کر دیا ہے اختلاف اور گمراہی کی بدولت ہو گئی ہے۔ میں تمہیں اس بات سے ڈرانے آیا ہوں کہ کہیں امت مسلمہ تمہیں کل اس نہر کے درمیان بکھرا ہوا نہ پائے کہ تم اپنے پروردگار کی دلیل و حجت کے بغیر اس اجتماع کو ختم نہ کر دو اس حال میں کہ تمہارے پاس اس کی کوئی واضح دلیل موجود نہ ہو کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے تمہیں تحکیم اور ثالثی سے منع کیا تھا۔ میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ ان قرآن اٹھانے والوں کا مقصد تمہیں دھوکے میں مبتلا کرنا ہے اور تمہاری قوت کو پارہ پارہ کرنا ہے کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ دین اور قرآن کے اہل نہیں۔ میں ان لوگوں کو تم سے زیادہ جانتا ہوں میں ان کے بچپن سے بھی واقف ہوں اور ان کی جوانی سے بھی واقف ہوں۔ اور مکار اور فریبی ہیں اگر تم نے میری رائے کو قبول نہ کیا تو تم سے حق اور عزت ختم ہو جائے گی لیکن اس کے باوجود تم نے میری نافرمانی کی حتیٰ کہ مجبوراً میں نے بھی ثالثی کو منظور کر لیا۔ لیکن میں نے اس میں کچھ شرائط کا اضافہ کیا اور کچھ عہد و پیمان لیے۔ میں نے حکمین پر یہ شرط عائد کی کہ جس

[illegible]

[illegible]

* * *

باب [illegible]

جنگ نہروان

فوجی دستوں کی ترتیب

اب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو مختلف دستوں پر تقسیم فرمایا۔ میمنہ پر حجر بن عدی کو، میسرہ پر شبث بن ربعی یا معقل بن قیس [illegible] کو، سواروں پر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور پیدل فوج پر حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ اہل مدینہ جن کی تعداد سات سو یا آٹھ سو تھی قیس بن سعد بن عبادہ کی ماتحتی میں تھے۔

دوسری جانب سے خوارج نے بھی اپنے دستوں کی ترتیب اس طرح کی کہ میمنہ پر زید بن حصین الطائی کو متعین کیا۔ میسرہ پر شریح بن اوفی العبسی کو، سواروں پر حمزہ بن سنان اسدی کو مقرر کیا۔ اور پیدل فوج پر حرقوص بن زہیر سعدی کو مقرر کیا گیا۔

اعلان امان

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو ہزار [illegible] سواروں [illegible] خوارج سے مقابلہ پر مامور کیا۔ ان کے ساتھ تین سو سوار تھے اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو امان کا جھنڈا دیا۔ انہوں نے یہ جھنڈا [illegible] اعلان کیا کہ جو شخص جنگ [illegible] کیے بغیر اس جھنڈے کے نیچے آ جائے گا اس کے لیے امان ہے۔ اسی طرح جو شخص کوفہ یا مدائن چلا جائے گا یا اس جماعت سے جدا ہو جائے گا اور [illegible] اس کو امان ہے۔ [illegible] جنہوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا ہے۔ [illegible] تمہارا خون بہانے کی چنداں ضرورت نہیں۔

یہ سن کر فروہ بن نوفل الاشجعی نے کہا: خدا کی قسم! مجھے [illegible] ہم کس بنیاد پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میدان جنگ سے واپس چلا جاؤں [illegible] جب تک میری آنکھ بصیرت [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قتال [illegible] پانچ سو سواروں کے ساتھ علیحدہ ہو گیا اور [illegible] میں جا کر مقیم ہو گئے۔ [illegible] ایک اور جماعت متفرق طور پر [illegible] کوفہ چلی گئی اور [illegible] آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے۔

ابتدائے جنگ:

خارجیوں کی کل تعداد چار ہزار تھی جن میں سے اب صرف دو ہزار آٹھ سو آدمی عبداللہ بن وہب کے ساتھ باقی رہ گئے تھے۔ [illegible] نے حملے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی سواروں کو آگے بڑھایا اور پیدل فوج [illegible] کے پیچھے دو صفوں پر تقسیم کیا اور [illegible] کو آگے [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے [illegible]

تو سب بول اٹھے ہاں

> تم اس وقت تک جنگ سے ہاتھ روکے رکھو جب تک [illegible]
> جب تک [illegible]
> [illegible]

خوارج اکٹھے ہو گئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر [illegible] [illegible] ابو ایوب انصاری [illegible] [illegible] سے قبول کر لی ہے۔

اس کے بعد خارجیوں نے جنگ شروع کر دی۔ پھر جلدی سے جنت کی طرف چلو کا نعرہ لگاتے ہوئے تمام خارجیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے [illegible] پیادہ فوج [illegible] کی وجہ سے سوار فوج کے گھوڑے اپنی جگہ [illegible] اور دو حصوں میں بٹ گئے [illegible] خارجیوں [illegible] [illegible] اللہ کی قسم تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ان لوگوں نے ان سب کو [illegible] ڈھیر کر دیا۔

حمزہ بن سنان جو خارجی سوار دستوں کا امیر تھا اس نے جب اپنے ساتھیوں کو تباہ ہوتے دیکھا تو ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ گھوڑوں سے نیچے اتر جاؤ۔ جب سب نے گھوڑوں سے اترنے کا ارادہ کیا [illegible] اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے [illegible] جہنم رسید ہو گئے۔

ابو مخنف نے عبد الملک بن مسلم بن سلام بن ثمامہ حنفی سے اور [illegible] حکیم بن سعد سے نقل کیا ہے [illegible] [illegible] موت کے منہ میں پہنچ گئے۔

زید بن حصین طائی کا قتل:

ابو مخنف نے ابو جناب سے نقل کیا ہے کہ [illegible] ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا اے امیر المومنین میں نے زید بن حصین کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ تم دونوں میں کوئی گفتگو بھی ہوئی تھی؟ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس کے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اس کی پشت سے نکل گیا اور میں نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن

مجھے دونوں کی جماعت [illegible] مجھے معلوم ہو جائے کہ کون [illegible] ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] جواب میں [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا [illegible] سے زیادہ [illegible] ہے

عبداللہ بن وہب الراسبی کا قتل:

بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں [illegible] اور [illegible] نے کہا [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے بہت اچھا کام کیا [illegible] ایک [illegible] قتل کیا ہے۔

ان کے بعد ہانی بن خطاب الارحبی اور زیاد بن خصفہ [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کے [illegible] دونوں [illegible] تھے۔ ان سے [illegible] عبداللہ بن وہب الراسبی کو [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے [illegible] تم دونوں نے [illegible] انہوں نے جواب دیا جب ہم نے عبداللہ کو دیکھا تو اس کو پہچان لیا۔ ہم دونوں اس کی طرف لپکے [illegible] ہم دونوں نے [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم [illegible] اس [illegible] دونوں [illegible]۔

حبیش بن ربیعہ ابوالمعتمر الکنانی نے حرقوص بن زہیر [illegible] قتل کیا اور [illegible] نے عبداللہ بن شجرۃ السلمی پر حملہ کر کے اسے قتل کیا۔

خریم بن اوفی کا قتل:

خریم بن اوفی نے ایک [illegible] اور [illegible] ان کے [illegible] یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

قد علمت [illegible] [illegible]

أني [illegible] الغمة

ترجمہ: [illegible] جانتی ہے [illegible]

[illegible] قیس بن معاویہ [illegible] کے بعد [illegible] قیس بن معاویہ نے اس [illegible] قتل [illegible]

اقتلهم [illegible] [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

خریم ایک شعر بھی پڑھ رہا تھا۔

[illegible] [illegible]

ترجمہ: [illegible]

یہ بھی اسی کا شعر ہے:

أضربهم ولو أرى عليا ألبسته أبيض مشرفيا

ترجمہ: میں لوگوں کو مارتا ہوں، اگر میں علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیتا تو میں اسے اپنی سفید چمکدار تلوار میں ڈھانپ لیتا۔

ذوالثدیہ کی تلاش

ابو مخنف نے عبد الملک بن ابی حرہ سے نقل کیا ہے کہ جب جنگ ختم ہو گئی تو علی رضی اللہ عنہ ذوالثدیہ کی تلاش میں نکلے آپ کے ساتھ سلیمان بن ثمامہ الحنفی ابو حرہ اور ریان بن صبرہ بن ہوذہ تھے، ریان بن صبرہ بن ہوذہ نے اسے نہر کے کنارے ایک گڑھے میں چالیس پچاس مقتولوں کے ساتھ پڑا ہوا پایا۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ اس کو لے گئے۔ جب نکالا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا بازو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کے پورے شانے پر گوشت اس طرح جمع ہو کر ابھرا ہوا تھا جیسے عورت کے پستان ہوں۔ اور اس کی ایک چھوٹی گھنڈی سی لگی ہوئی تھی جس پر سیاہ بال تھے جب اسے کھینچا جاتا تو وہ اتنی کھنچ کر بڑھتی کہ دوسرے ہاتھ کی لمبائی تک پہنچ جاتی اور جب اسے چھوڑ دیا جاتا تو پھر وہ سمٹ کر پستان کی صورت اختیار کر لیتی جب وہ اسے نکال کر لے گئے۔ جب وہ نکالا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر خدا کی قسم نہ تو میں نے جھوٹ بولا تھا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا تھا خدا کی قسم اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم عمل چھوڑ بیٹھو گے تو میں تمہیں وہ فیصلہ بتاتا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے ذریعہ ان لوگوں کے قتل میں سنایا گیا ہے جو ان گمراہوں سے جنگ کریں اور ان سے جنگ کو حق سمجھیں اور اس ہدایت کو پہچانیں جس پر ہم قائم ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خوارج کی لاشوں پر سے گزرنا پڑا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا برا ہو تمہیں اس شخص نے بہت نقصان پہنچایا جس نے تمہیں دھوکا دیا۔ لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین ان لوگوں کو کس نے دھوکا دیا؟ فرمایا شیطان اور اس نفس امارہ نے، انہوں نے ان لوگوں کو آرزوؤں میں مبتلا کر کے دھوکے میں ڈالا اور ان کے لیے گناہوں کو خوبصورت بنا دیا اور انہیں یہ سبق پڑھایا کہ یہ لوگ غالب آ جائیں گے۔

زخمیوں کے لیے امن اور ان کی مرہم پٹی:

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان زخمیوں کو طلب کیا جن میں ابھی جان باقی تھی وہ چار سو آدمی نکلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ انہیں ان کے قبیلہ والوں کے پاس پہنچا دیا جائے اور ان کے قبیلہ والوں سے فرمایا انہیں ساتھ لے جاؤ اور ان کی دوا دارو کرو جب یہ اچھے ہو جائیں تو انہیں کوفہ پہنچا دو اور ان کے لشکر گاہ میں جو ان کی چیزیں موجود ہیں ان کے ساتھ لے جاؤ۔

مقتولین کی تدفین اور مال غنیمت کی تقسیم

راوی کہتا ہے کہ سامان حرب ہتھیار اور دوسرا سامان جو جنگ کی حالت میں خارجیوں کے ساتھ موجود تھا اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا بقیہ سامان غلام اور باندیوں کو جب ان کے مالک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہیں واپس کر دیا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے طرفہ کو تلاش کیا تو اسے مقتولین میں پڑا پایا حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے اسے دفن کرنے کے بعد فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے آج کے دن تیری [illegible] آزمائش میں ڈالا اور مجھے تیری

حاجت کی لوگوں نے اپنے اپنے متعلقین کو واپس لیا جب یہ لوگ ان سے فارغ ہو چکے اور زخمی [illegible] امیر المومنین [illegible] تو انہوں نے فرمایا اب کوچ کرو کیونکہ تم قتال و مقاتلہ دونوں سے فارغ ہو چکے ہو لوگوں نے روانگی کے لیے کوچ کیا

محرز بن الخمس کی قید

ابو مخنف نے [illegible] کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ خوارج میں سے ایک شخص جس کا نام محرز بن الخمس تھا خوارج کا ہمراہی تھا وہ جنگ کے بعد خارجیوں کے پاس سے چلا گیا اور [illegible] کے قریب عدی بن حاتم کا قبیلہ ہے۔ ان کے ہمراہ مسعود بن قیس اور اسود بن یزید المرادی تھے جو بیمار ہو گئے تھے۔ یہ لوگ جب بیماری سے اچھے ہو کر صحت کے ساتھ واپس آئے تو [illegible] حضرت عدی بن حاتمؓ نے فرمایا [illegible] صحت کے ساتھ واپس آئے ہیں [illegible] محرز نے کہا کہ یہ [illegible] اپنے [illegible] خیال کے باعث [illegible] اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہو ہم اسے خوب جانتے ہیں [illegible] ہم تجھے امیر المومنین کے پاس لے جائیں گے [illegible] چنانچہ وہ لوگ محرز کو حضرت علیؓ کے پاس لائے اور ان سے تمام واقعہ بیان کیا اور عرض کیا کہ یہ شخص [illegible] ہے ہم اس سے خوب واقف ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا اس کو قید کر دو [illegible] ضرور [illegible] حضرت عدی بن حاتمؓ نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین [illegible] کی جانب سے کوئی برائی ظاہر ہوئی حضرت علیؓ نے اسے حضرت عدیؓ کے سپرد کر دیا۔

ابو مخنف نے عمران بن [illegible] سے [illegible] کہ اس جنگ میں حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں سے صرف سات آدمی قتل ہوئے۔

شیعان علیؓ کا فریب:

ابو مخنف نے نمیر بن وعلہ [illegible] کا یہ بیان نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ جنگ نہروان سے فارغ ہو چکے تو انہوں نے [illegible] حمد و ثنا کی اور [illegible] لوگوں سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر بہت احسان کیا اور تمہاری امداد فرمائی اس لیے اب تم فوراً اپنے اصلی دشمن کے مقابلہ پر چلو۔

شیعان علیؓ نے کہا اے امیر المومنین ہمارے پاس تیر ختم ہو چکے ہیں [illegible] تلواریں کند ہو گئی ہیں اور نیزوں کی نوکیں ٹوٹ گئی ہیں اور ان میں سے اکثر [illegible] آپ ہم [illegible] اے امیر المومنین ہماری تعداد بھی [illegible] (حالانکہ اس جنگ میں صرف سات آدمی مارے گئے تھے) اگر ایسا ہو جائے [illegible] دشمنوں کے مقابلہ میں زیادہ تقویت کا باعث ہوگی اور یہ بات سب سے پہلے اشعث بن قیس نے کہی تھی حضرت علیؓ [illegible] فرمایا [illegible] سب لوگ لشکر گاہ میں رہیں اور جہاد کے لیے تیار رہیں [illegible] اور اپنے بال بچوں کے پاس نہ جائیں تا [illegible] دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہو جائیں۔

ان لوگوں نے چند روز لشکر گاہ میں آرام کیا [illegible] ہو گئے [illegible] کے علاوہ

سب لشکرگاہ خالی چھوڑ کر چلے گئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ حال دیکھا تو فوراً واپس پلٹ آئے اور شامیوں پر حملے کی روانگی ملتوی کرنی پڑی۔

ترغیب جنگ:

ابو مخنف نے ایک نامعلوم شخص کے ذریعے زید بن وہب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ نہروان کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ لوگوں کو دیا اس کے الفاظ یہ تھے

"اے لوگو! دشمن سے جہاد کے لیے چلنے کے لیے تیار ہو جاؤ جو اللہ کی قربت کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ لوگ حق کے مخالف، کتاب اللہ کے منکر، دین سے بے راہ اور اپنی سرکشی میں اندھے ہو چکے ہیں اور گمراہی کے گڑھے میں اوندھے منہ گر چکے ہیں تم جتنی قوت ممکن ہو سکے دشمن کے مقابلے کے لیے جمع کرو اور زیادہ سے زیادہ گھوڑے جمع کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اللہ اچھا کارساز اور اچھا مددگار ہے۔"

ساتھیان علی رضی اللہ عنہ کا جنگ سے فرار:

راوی کہتا ہے کہ ایک شخص بھی نہ تو جنگ کے لیے آمادہ ہوا اور نہ اس نے کوئی تیاری کی۔ حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی جانب سے مایوس ہو گئے پھر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے رؤسا اور سرداروں کو جمع کیا اور ان سے ان کی رائے معلوم کی ان میں سے کچھ تو جواب سے گریز کر رہے تھے کچھ صاف طور پر منکر تھے کچھ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے اور ایسے تھوڑے ہی لوگ تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوشی سے جنگ پر جانے کے لیے آمادہ ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

پھر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب بھی تمہیں جہاد کے لیے چلنے کا حکم دیا جاتا ہے تو تم زمین سے چمٹ کر رہ جاتے ہو کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے کیا تمہیں عزت کے مقابلے میں ذلت و خواری زیادہ محبوب ہے یہ کیا بات ہے کہ جب بھی میں تمہیں جنگ کی دعوت دیتا ہوں تو تمہاری آنکھیں اس طرح پھرا جاتی ہیں جیسے ان پر موت کا نشہ طاری ہو گیا ہو گویا ان کے دماغوں سے عقل سلب کر لی گئی ہے اب تم خود ہی سوچو کیا عقل نہیں رکھتے گویا تمہاری آنکھیں بند ہو گئی ہیں جس کے باعث تم دیکھ نہیں سکتے واللہ مجھے تو بتاؤ تمہیں کیا ہو گیا تم امن کے زمانے میں جنگل کے شیر ہوتے ہو لیکن جنگ کے وقت بھاگنے والی تمہاری مثال ان لومڑیوں کی طرح ہے کہ جب انہیں جنگ کے لیے بلایا جاتا ہے تو وہ دم دبا کر بھاگتی ہیں تمام زندگی میں تم میں کوئی ایسا شخص بھی نہ پایا جس پر میں اعتماد کر سکوں تم ایسے سوار نہیں ہو جن کے پاس پناہ ڈھونڈی جائے۔ تم ایسے عزت دار نہیں ہو جن کے پاس پہنچ کر کوئی شخص اپنی عزت بچا سکے۔ تم ایسے عزت دار نہیں ہو جن کے پاس پہنچ کر کوئی شخص اپنی عزت بچا سکے۔ خدا کی قسم! تم میدان جنگ کے بدترین لوگ ہو تم کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتے تمہیں دھوکہ کھانا خوب آتا ہے تمہارے ہتھیار بیکار ہو چکے ہیں اور تم تو گھبراہٹ میں مبتلا ہو تم غفلت میں پڑے ہوئے ہو دشمن تمہیں اس غفلت میں چھوڑ کر سو بھی

نہیں جا سکتا پڑا۔ تم سمجھ لو کہ جو شخص تم میں سے اس وقت [illegible] ہوا اور حق سے اور اس کی [illegible] اور حق یہ ہے کہ جو شخص [illegible] جائے گا وہ [illegible] ہوگا [illegible] اور غضب [illegible] جائے گا اور [illegible] سب کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

یہ واقعہ بالکل حق ہے اور قسم ہے [illegible] حق سے تمہارا وہ حق جو میرا [illegible] ہے [illegible] جب تک میں تمہارے ساتھ رہوں تمہیں نصیحت کرتا رہوں [illegible] تمہیں علم [illegible] عمل [illegible] آپ حق [illegible] بیعت [illegible] اور [illegible] شبہ سے [illegible] جب تمہیں [illegible] قبول [illegible] تمہیں محروم [illegible] ساتھ [illegible] مقصود [illegible] شیطان [illegible] چند دن [illegible] شیطان کے طلب [illegible] نجات پا لے گا [illegible] ۳۷ھ [illegible] حاصل [illegible] گئے۔

ابو مخنف کے علاوہ دیگر راوی یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل نہر کے درمیان جنگ ۳۸ھ میں ہوئی اور یہی [illegible] کا قول ہے۔

خارجیوں کی قاصد کے ساتھ بدسلوکی:

ان واقعات میں سے ایک واقعہ وہ بھی ہے جو [illegible] الاسدی نے عبداللہ بن [illegible] کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ [illegible] اور اہل کوفہ کے نکلنے سے پہلے [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں [illegible] ہتھیار [illegible] مسجد میں [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس [illegible] تم نے اچھا نہیں کیا کہ مسجد میں ہتھیار لے کر [illegible] دوسرا حکم تمہارے پاس پہنچ جائے۔

ابو مریم کہتا ہے کہ [illegible] امیر المومنین [illegible] جنگ کے لیے [illegible] ان لوگوں کے حالات جا کر معلوم کروں۔ میں ان لوگوں کے حالات جا کر معلوم کروں۔ میں ان خارجیوں کی طرف گیا اور ان کی صفوں میں [illegible] شبث بن ربعی اور ابن الکواء [illegible] سواریوں پر سوار [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] قسم [illegible] تم [illegible] محبت [illegible] خوف [illegible] خارجیوں میں سے ایک شخص [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاصدوں میں سے ایک شخص کی جانب [illegible] تلوار [illegible] گردن کاٹ ڈالی [illegible] خارجیوں نے [illegible] جنگ کے [illegible] اس کا [illegible] عبداللہ بن خباب [illegible] کا ذکر ہے۔

خوارج کے بارے میں حضورؐ کی پیشین گوئی:

راوی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے قبل ہم سے بسا اوقات بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک قوم ہوگی جو اسلام اور دین سے اس طرح نکل جائے گی جیسے شکار تیر سے نکل جاتا ہے۔ ان کی علامت ایک شخص ہوگا جس کا ہاتھ بے کار ہوگا۔ ابو مریم کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بارہا سنی اور نافع المخدج نے بھی اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بارہا سنا تھا۔ حتیٰ کہ میں نے نافع کو دیکھا وہ صفہ میں بیٹھا بے اطمینانی کے ساتھ کھاتا کھاتا ہوا وہ اکثر یہ حدیث سنتا اور دل ہی دل میں کڑھتا اور نافع ان میں تو ہمارے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا اور رات مسجد ہی میں گزارتا میں نے ایک روز اسے ایک ٹوپی دی جب اگلے روز میں اس سے ملا تو میں نے اس سے سوال کیا کیا تو بھی ان لوگوں کے ساتھ گیا تھا جو حروراء گئے تھے اس نے جواب دیا میں اسی غرض سے گیا تھا کہ ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں لیکن جب میرا ان کی صف پر گزر ہوا تو چند بیٹھے بیٹھے وہ مجھ سے ملے انہوں نے میرے ہتھیار اٹھا لیے اور میرے ساتھ مذاق کرنے لگے۔ میں واپس چلا آیا۔

جب ایک سال یا اس کے قریب گزر گیا اور اہل نہر نے بغاوت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر گئے تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں شامل نہ ہو سکا۔ میرا بھائی ابو عبداللہ ان کے ساتھ گیا تھا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خارجیوں کی طرف بڑھے جب نہروان کے کنارے پر ان کے عین مقابلہ پر پہنچے تو انہیں اللہ کی قسمیں دیں اور انہیں واپس لوٹنے کا حکم دیا اور برابر وہ ان کے پاس قاصد بھیجتے رہے حتیٰ کہ ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاصد کو قتل کر دیا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو ان پر حملہ آور ہوئے اور ان سے جنگ کی اور انہیں ختم کر دیا پھر اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ مخدج کو تلاش کرو۔ لوگوں نے اسے تلاش کیا لیکن اس کی لاش نہ ملی حتیٰ کہ بعض لوگوں نے کہا کہ مخدج ان میں موجود نہیں۔ کچھ دیر بعد ایک شخص آیا اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری سنائی کہ اے امیر المومنین ہم نے اسے دو مقتولوں کے نیچے پڑا ہوا دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا بیکار ہاتھ میرے پاس کاٹ کر لاؤ۔ لوگ اس کا ہاتھ کاٹ کر آپ کے پاس لائے آپ نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر اوپر اٹھایا اور فرمایا خدا کی قسم! میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا اور نہ میں جھٹلایا جا سکتا ہوں۔

جنگ نہروان کی تاریخ:

ابو جعفر طبری کہتے ہیں ابو مریم نے جو یہ بیان کیا ہے اس واقعہ کو ایک سال یا تقریباً اتنی ہی مدت گزر چکی تھی کہ اہل نہر نے بغاوت کی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل حروراء کے درمیان واقعہ تحکیم اور حروریوں کے انکار کے ایک سال بعد جنگ ہوئی اور یہ پہلے ثابت ہو چکا کہ واقعہ تحکیم ۳۷ھ میں پیش آیا تھا تو اس صورت میں ابو مریم کی روایت سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خارجیوں کے درمیان ۳۸ھ میں جنگ ہوئی۔

اہل خراسان سے مصالحت:

علی بن محمد نے عبداللہ بن میمون، عمرو بن شمر، جابر بن یزید الجعفی کی سند سے شعبی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے لوٹے تو جعدہ بن ہبیرہ المخزومی کو خراسان روانہ کیا۔ جعدہ کی ماں ام ہانی بنت ابی طالب تھیں۔ جعدہ ابرشہر پہنچے لیکن اہل خراسان کافر ہو چکے تھے انہوں نے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ جعدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

ضبہ ابن قرہ ابو بریدہ کو بھیجا انہوں نے وہاں پہنچ کر دیکھا تو یہ کہا کہ مصر پر قبضہ کر لیا تھا انہوں نے یہ مصر دے دیا آکر یہ خبر دی اور اہل مصر نے بھی خلیفہ سے بیعت کر لی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمال:

اس سن میں یعنی ۳۹ھ میں لوگوں کو عبید اللہ بن عباس نے حج کرایا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے یمن کے عامل تھے مکہ اور طائف پر قثم بن عباس امیر تھے مدینہ پر سہل بن حنیف الانصاری رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ مدینہ کے حاکم قثم بن عباس تھے اور بصرہ پر عبداللہ بن عباس تھے اور بصرہ کے قاضی ابو الاسود الدؤلی تھے مصر پر محمد بن ابی بکر کو مامور کیا گیا تھا اور خراسان پر خلید بن قرہ یربوعی تھے۔

بعض لوگوں کا قول ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ میدان صفین کی جانب تشریف لے گئے تو کوفہ پر ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا۔

مجھ سے احمد بن ابراہیم الدورقی نے بیان کیا ہے وہ اپنی سند کے ساتھ ابو عبدالعزیز بن ربیع سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین گئے تو کوفہ پر ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ عقبہ بن عمرو کو اپنا جانشین مقرر کیا اور شام پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قابض تھے۔

* * *

باب ۲۸:

مصری چپقلش اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا قتل

اس سنہ میں مصر میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ پیش آیا۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مصر کے عامل تھے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اسے کس طرح مصر کا عامل بنایا گیا اور کس طرح قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کیا گیا۔

یہاں ہم محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے قتل کا سبب اور قتل کا واقعہ بیان کر رہے ہیں۔ جیسے کہ واقدی نے محمد بن یحییٰ زہری کی روایت سے نقل کرتے ہیں جو ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں زہری کی یہ روایت جیسا کہ ہمارے پاس آئی ہے کسی ذریعہ زہری سے نقل کی ہے۔

زہری کہتے ہیں کہ جب قیس بن سعد رضی اللہ عنہ رخصت ہو گئے اور محمد ان سے مصر میں منتقل ہوا تو ایک ایسے شخص کی جانب سے تحریر آئی جس کی پیروی کرنے والے تمہیں اچھی نظر سے دیکھتے ہیں اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں تمہاری معزولی کا کوئی نقصان نہیں اور میں تم سے زیادہ ان کا دوست رکھتا ہوں کیونکہ میں معاویہ اور عمرو بن العاص کے خلاف تدبیر کرتا رہا ہوں تم بھی اس تدبیر پر عمل کرنا اگر تم نے اور تدبیر اختیار کی تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ مگر قیس ابن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام تدابیر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو بتا دیں لیکن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ دل میں قیس رضی اللہ عنہ سے کینہ رکھتے تھے اس لیے اس نے قیس رضی اللہ عنہ کی تدبیر کی مخالفت کی۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی غلطی:

جب محمد مصر میں داخل ہوا اور قیس رضی اللہ عنہ مصر چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تو محمد نے مصریوں کو قتل کیا اور عثمانیوں سے جنگ کے لیے روانہ کیا مصریوں نے ان سے جنگ کی لیکن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو شکست ہوئی اور امیر معاویہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو اس کی اطلاع پہنچی انہوں نے مصر پر شامی لشکر بھیج دیا جس نے مصر فتح کر لیا اور محمد کو قتل کر دیا اس کے بعد مصر ہمیشہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں رہا حتیٰ کہ معاویہ رضی اللہ عنہ پر غالب آ گئے۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا مدینہ سے اخراج:

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ مصر چھوڑنے کے بعد مدینہ چلے گئے تھے لیکن مدینہ میں انہیں مروان اور اسود بن ابی البختری نے ڈرایا دھمکایا جس سے انہیں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر یہاں رہا تو وہ گرفتار کر لیے جائیں گے یا قتل کیے جائیں گے۔ اس خوف سے وہ سواری پر سوار ہو کر مدینہ چھوڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔

اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان اور اسود بن ابی البختری کو ایک خط تحریر کیا اور ان دونوں کو برا بھلا کہا اور تحریر کیا کہ تم نے قیس رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے نکال دیا حالانکہ علی رضی اللہ عنہ کی بیعت اور مدد کرنے والے ہیں اور اب جب کہ تم نے قیس رضی اللہ عنہ جیسا ہوشیار اور صاحب رائے آدمی علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا خدا کی قسم اگر تم علی رضی اللہ عنہ کی ایک لاکھ سواروں سے مدد کرتے تو مجھے اتنا ناگوار نہ ہوتا جتنا کہ تمہارا یہ عمل ناگوار ہوا ہے کہ تم نے قیس رضی اللہ عنہ جیسے شخص کو مدینہ سے نکال دیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قتل کر دیا۔

محمد کی ہلاکت

[illegible]

[illegible]

مصریوں کے نام حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط

ابو مخنف نے [illegible] حضرت علی [illegible] ایک خط [illegible] تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے امیر المومنین علی کی جانب سے ان مسلمان جماعت کی جانب [illegible]

کے مقابلہ میں ایک شخص بھی نہ رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت کے ذریعہ برائی سے محفوظ رکھے اور ہمیں ایمان و یقین پر ثابت قدم رکھے۔ والسلام

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے نام مراسلہ

جب محمد کو اس کی اطلاع ملی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کو روانہ کیا ہے تو یہ بات انہیں بہت ناگوار گزری۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مراسلہ تحریر کیا اور یہ ان کے پاس روانہ کر دیا۔ جب اشتر ہلاک ہو گئے اور ان کی موت کی اطلاع ابھی حضرت علی رضی اللہ عنہ تک نہیں پہنچی تھی اور اس مراسلہ کے تحریر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی تھی کہ محمد اشتر کے بھیجنے کی وجہ سے ناراض ہیں۔ حضرت نے یہ لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے بندے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے نام۔ تم پر سلام ہو۔ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تیری جگہ پر میں نے اشتر کو روانہ کیا ہے تم اس پر ناراض ہوئے ہو۔ اگر میں نے جنگ میں جدوجہد کی وجہ سے اشتر کو بھیجا ہے تو یہ اس وجہ سے نہیں کہ میں تیری اس کوشش میں کچھ اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میں نے تجھے تیرے عہدے سے معزول کیا ہے تو میں تجھے ایسی جگہ کی حکومت دوں گا کہ جس میں تجھے مشقت زیادہ نہ ہوگی اور تجھے وہاں کی حکومت زیادہ پسند ہوگی۔ جس شخص کو میں نے مصر کا گورنر بنایا تھا وہ ہمارا مخلص دوست تھا اور دشمنوں کے مقابلہ میں بہت سخت تھا۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ اس نے اپنی زندگی پوری کر لی اور اپنی موت کو پا لیا۔ ہم اس سے راضی ہیں۔ اللہ بھی اس سے راضی ہو اور اس کے ثواب میں اضافہ فرمائے۔ اب تم اپنے دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو اور جنگ کرنے والوں سے جنگ کے لیے تیار رہو۔ اپنے رب کے راستہ کی جانب نکلو اور اچھے طریقہ پر دعوت دو۔ اللہ سے کثرت سے مدد طلب کرو۔ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں جو تمہیں پیش آیا ہے تمہاری کفایت کرے گا اور تیری حکومت میں تیری مدد فرمائے گا اور اپنی رحمت سے نوازے گا اور ہر مصیبت میں مدد فرمائے جو تجھ پر نازل ہوئی ہے۔" والسلام

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا جواب

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا تو اس نے یہ جواب تحریر کیا

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے بندے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی جانب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے۔ آپ پر سلام ہو۔ میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

میرے پاس امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا میں نے اسے خوب غور سے پڑھا اور جو کچھ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا تھا اسے خوب سمجھ لیا اور لوگوں میں امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے حکم پر مجھ سے زیادہ خوشی سے چلنے والا کوئی نہیں اور امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کے مقابلہ میں مجھ سے زیادہ کوئی سخت نہیں اور نہ ان کی خدمت میں مجھ سے زیادہ مہربان۔

میں لشکر لے کر دشمن کے مقابلہ پر نکلا اور ان لوگوں کے علاوہ جو ہم سے جنگ کریں یا ان کی دشمنی ظاہر ہو میں نے سب کو امان دی ہے میں امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے حکم کا متبع ہوں اس پر عامل ہوں میں امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے حکم کا محافظ اور

اس کا حق سے پابند ہوں اور جو بات مجھ پر اللہ کی طرف سے مطلوب کی جاتی ہے۔ والسلام

فتح مصر کے لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوششیں

ابو مخنف نے ابو جہضم الازدی کے ذریعہ عبد اللہ بن عوف الازدی کا بیان نقل کیا ہے کہ جب اہل شام صفین سے لوٹے تو پہلے تو وہ اس بات کا انتظار کرتے رہے کہ حکمین کیا فیصلہ دیتے ہیں جب حکمین نے اختلافی فیصلہ کر دیا اور منتشر ہو گئے تو اہل شام نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت کر لی جس سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قوت میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا اور عراقیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا جس سے علی رضی اللہ عنہ کی قوت میں روز بروز کمی ہوتی گئی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں مصر سے زیادہ کسی ملک کی حیثیت نہ تھی اسی وجہ سے وہ وہاں کے باشندوں کو ہر وقت ڈراتے رہتے تھے کیونکہ مصر ان کے قریب واقع تھا وہ یہ بھی جانتے تھے کہ مصریوں کی اکثریت شدت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے کی دلدادہ ہے اور وہاں ایک جماعت ایسی موجود ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کو برا سمجھتی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالف ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ اگر وہ مصر پر غالب آ گئے تو علی رضی اللہ عنہ پر غلبہ حاصل کرنا آسان ہے کیونکہ مصر کا خراج اور اس کی آمدنی بہت زیادہ ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان تمام قریشیوں کو جمع کیا جو ان کے ساتھ تھے یعنی عمرو بن العاص، حبیب بن مسلمہ، بسر بن ابی ارطاۃ، ضحاک بن قیس، عبدالرحمن بن خالد بن الولید جیسے قریشیوں کے علاوہ ابو الاعور رضی اللہ عنہ عمرو بن سفیان السلمی، حمزہ بن مالک الہمدانی اور شرحبیل بن السمط الکندی کو بھی طلب کیا گیا جب یہ لوگ جمع ہو گئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تم لوگ جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کس کام کے لیے بلایا ہے۔ میں نے تمہیں ایک ایسے کام کے لیے طلب کیا ہے جس کے لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ اس کام میں میری امداد فرمائے۔

ان سب لوگوں نے یا کسی ایک شخص نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرمایا۔ ہمیں کیا معلوم کہ آپ کا کیا ارادہ ہے۔

عمرو رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ آپ بہت سے شہروں کے خراج سے امیر کو بے نیاز کرنا چاہتے ہیں یہ شہر وہ ہیں جن کا خراج بھی بہت زیادہ ہے جن کی آمدنی بھی بکثرت ہے آپ کا سب سے اہم کام یہی ہے اسی ارادے کے لیے آپ نے ہمیں جمع کیا ہے تو پھر جلد ارادہ کیجئے اور آگے بڑھیے اس میں بہترین رائے ہے جو آپ کی رائے ہو۔ جنگ شروع کرنے میں آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی عزت ہے اور دشمن اور آپ کے مخالفین ذلیل و خوار ہوں گے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ: اے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جس کام کو تم اہم سمجھتے ہو میں بھی اسی کام کو اہم سمجھتا ہوں اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس کام کو اس لیے اہم سمجھتے تھے کہ جب انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے کی بیعت کی تھی تو اسی شرط پر بیعت کی تھی کہ مصر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو دیا جائے گا اور جب تک وہ زندہ رہیں گے مصر ان کی حکومت میں شامل رہے گا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ: عمرو رضی اللہ عنہ نے ایک خیال ظاہر کیا اور اسے ثابت کر دکھایا

اصحاب معاویہ: لیکن ہم اس ارادے سے واقف نہیں ہیں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ: ابو عبداللہ! یہ کیسے [illegible] معلوم ہوتی ہے۔

عمرو رضی اللہ عنہ: میں یہ چاہتا ہوں کہ [illegible] اور سب سے [illegible] ہو جائے بلکہ یقین کے قریب ہو۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خطبہ

اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا:

"تم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دشمنوں کے مقابلہ پر جنگ کے دوران تمہاری کس طرح مدد فرمائی۔ وہ لوگ یہ خیال کرتے آئے تھے کہ [illegible] تمہارے شہروں کو ویران کر دیں گے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ تم ان کے ہاتھوں میں آ جاؤ گے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے غصہ ہی میں لوٹا دیا اور وہ جو چاہتے تھے اس میں سے [illegible] حاصل نہیں کر سکے [illegible] اللہ کی طرف فیصلہ طلب کیا تو اس نے ہمارے حق میں ہماری موافقت میں فیصلہ کیا۔ پھر [illegible] ان کے درمیان اختلاف اور پھوٹ ڈال دی اور [illegible] ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا [illegible] باہم متفرق ہو گئے اور ایک دوسرے کے کفر کی گواہی دینے لگے اور باہم ایک دوسرے کا خون بہانے لگے۔ خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ یہ خلافت میرے لیے مکمل ہو [illegible] اقبال ہے کہ میں [illegible] کس قسم کا [illegible] کیا جاتا ہے؟"

عمرو رضی اللہ عنہ: آپ نے جو مجھ سے سوال کیا تھا میں نے اس کا جواب دے دیا اور [illegible] آپ سے میں نے اس کی جانب اشارہ بھی کیا ہے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ: عمرو رضی اللہ عنہ نے ایک [illegible] بات بتائی ہے لیکن [illegible] غور کرو [illegible] میں اس کام کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کروں۔

عمرو رضی اللہ عنہ: میری رائے یہ ہے کہ آپ [illegible] ایک ایسا امیر مقرر کریں جو [illegible] جنگ میں ماہر ہو [illegible] آپ کے پاس آ [illegible] اور [illegible] کے پاس [illegible] مصر میں ہمارے [illegible] اس طرح [illegible] دشمنوں پر غالب آ جائیں گے جب آپ کا لشکر اور آپ کے [illegible] شیعہ [illegible] جمع ہو جائیں گے تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا اور آپ کے لشکر کو کامیاب کرے گا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ: کیا اس کے علاوہ [illegible] کوئی [illegible] کیا جائے۔

عمرو رضی اللہ عنہ: مجھے میرے نزدیک کوئی اور تدبیر نہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگی تدبیر

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: [illegible] مصر میں جتنے بھی ہمارے شیعہ [illegible] ان کو [illegible] خط [illegible] تاکہ [illegible] آنے والے [illegible]

دشمن کو اطاعت کی دعوت دی جائے اور انہیں انعامات کی تمنا میں مبتلا کیا جائے اور جنگ سے ڈرایا جائے گا، اگر جنگ کے بغیر اپنی غرض ہم حاصل کر لیتے ہیں تو اس سے بہتر کوئی بات نہیں ورنہ آخر کار ہمیں جنگ تو کرنی پڑے گی۔ اے عمرو بن العاص تمہاری طبیعت بہت جلد باز ہے اور میں فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کرتا ہوں۔

عمرو بن العاص نے کہا: آپ کے دل میں جو رائے ہے اس پر عمل کیجیے، خدا کی قسم میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ایک نہ ایک دن اہل مصر ہی سے جنگ کرنی ہوگی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مسلمہ بن مخلد اور معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کے نام خط:

اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسلمہ بن مخلد الانصاری رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، یہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف تھے اور عثمان کے حامی تھے۔

> "اما بعد! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک بڑے کام کے لیے کھڑا کیا ہے جس کا اجر بھی بہت بڑا ہے جس سے تمہارا نام بھی روشن ہوگا اور تم اس کی وجہ سے مسلمانوں میں عزت حاصل کر سکو گے، تم دونوں خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینے اٹھے ہو اور تمہارا غصہ اللہ کی خاطر اس وقت بھڑکا جب کتاب اللہ کے حکم کو چھوڑ دیا گیا اور تم نے باغیوں اور سرکشوں سے جہاد کیا، یہ وہ اعمال ہیں جن پر تمہیں رضائے خداوندی کی بشارت ہے، اللہ کے دوستوں کی مدد کی طرف سے جلد ہی فتح ہوگی اور جہاں تک دنیا اور حکومت کا تعلق ہے اس میں بھی تم دونوں ہمارے شریک کار رہو گے اور جب تک تم پسند کرو گے تمہیں دیا جائے گا اور تمہارے فیصلے کے مطابق تمہارا پورا پورا حق ادا کیا جائے گا۔ تم اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر ثابت قدم رہو اور ساتھیوں کو بھی ثابت قدمی کی تلقین کرو اور پیٹھ پھیرنے والے کو اپنی دعوت اور اپنے خیالات کی طرف بلاؤ، کیونکہ تمہاری مدد کے لیے لشکر روانہ ہو چکا ہے کہ تم دونوں جن باتوں کو ناپسند کرتے ہو وہ چھٹ جائیں گی اور جن باتوں کو تم پسند کرتے ہو ان کے پورا ہونے کا زمانہ قریب آ پہنچا ہے۔ والسلام"

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ خط تحریر کر کے اسے اپنے ایک غلام سبیع کے ہاتھ مصر روانہ کیا، سبیع یہ خط لے کر مصر روانہ ہوا اور وہاں مسلمہ رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، اس وقت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مصر کا امیر تھا اور ان دونوں نے ان سے جنگ کے انتظامات کر رکھے تھے مگر جس وقت سبیع وہاں پہنچا اس وقت تک جنگ شروع نہیں ہوئی تھی تو سبیع نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دونوں خط مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کو دیے۔ مسلمہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کا خط قاصد کو دیتے ہوئے کہا کہ اسے ابن خدیج کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ بھی پڑھ لے۔ پھر اسے میرے پاس لے آنا، میں تمہیں اپنی جانب سے بھی اس خط کا جواب دوں گا اور ابن خدیج رضی اللہ عنہ کی جانب سے بھی جواب دوں گا۔ قاصد خط لے کر ابن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، ابن خدیج رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا جب وہ اسے پڑھ کر فارغ ہو گئے تو قاصد نے کہا کہ مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ یہ خط میں ان کے پاس آپ کے پڑھنے کے بعد واپس لے آؤں تاکہ وہ اپنی جانب سے اور آپ کی جانب سے اس کا جواب دے سکیں، ابن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ خط واپس دے دیا اور کہا مسلمہ رضی اللہ عنہ سے جا کر کہو کہ اس کا جواب دے دیں۔ قاصد خط لے کر مسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا۔

مسلمہ رضی اللہ عنہ کا جواب:

5

مسلمہ بن مخلد نے اپنی اور معاویہ بن حدیج کی جانب سے یہ جواب لکھا:

" یہ کام ہے جس پر ہم نے اپنی جانیں لگا دی ہیں اور جس کی اللہ نے ہمیں توفیق دی ہے یہ ایسا امر ہے کہ جس میں ہم [illegible] اجر کے امیدوار ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ہمارے دشمنوں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرمائے گا اور ان لوگوں پر اپنا عذاب نازل کرے گا جنہوں نے [illegible] آپ کی تحریر جو ہمیں ملی ہے اور [illegible] ہم ان [illegible] آپ نے [illegible] خدا کی قسم [illegible] کہ اللہ تعالیٰ ہمارا مطلوب پورا فرمائے [illegible] رب العالمین [illegible] نیک [illegible] جیسا کہ اللہ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے [illegible] فرماتا ہے:

﴿ فَآتَاهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴾

" پس اللہ نے انہیں دنیا کا ثواب اور آخرت کی بھلائی عطا کی اور اللہ نیکی کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے "۔

آپ فوراً اپنی فوج اور [illegible] ہماری مدد کو [illegible] ہمارے دشمن نے ہم سے جنگ شروع کر دی ہے اور ہماری تعداد بہت قلیل ہے اب وہ [illegible] اگر آپ کے پاس سے مدد آ گئی تو اللہ تعالیٰ ہمیں فتح [illegible] طاقت [illegible] ہے "۔

عمرو بن العاص کی مصر کو روانگی:

راوی کہتا ہے کہ یہ خط امیر معاویہ کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ وہ فلسطین میں مقیم تھے انہوں نے ان لوگوں کو بلایا جو پہلے مشورہ میں شریک تھے سب نے یہی رائے دی کہ آپ [illegible] اللہ تعالیٰ آپ کو فتح عطا فرمائے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] عمرو بن العاص [illegible] راوی کہتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کے ساتھ چھ ہزار [illegible] روانہ [illegible] نصیحت کرنے کے لیے [illegible] کے ساتھ گئے اور انہیں نصیحت کرتے وقت فرمایا:

[illegible] اللہ سے ڈرتے [illegible] برکت [illegible]

اور [illegible] قبول [illegible] اطاعت [illegible] جب [illegible] تم [illegible] غالب آ جاؤ [illegible] لوگوں سے نیک سلوک کرنا۔

راوی کہتا ہے کہ [illegible] عمرو بن العاص [illegible] مصر [illegible] عثمان [illegible]

ہوئی تھی وہ سب ان کے پاس جمع ہو گئے۔ عمرو بن العاص انہیں لیے مصر [illegible]۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے نام عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا خط:

اس کے بعد عمرو بن العاص نے محمد کے نام ایک خط تحریر کیا

> امابعد! اے ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ! [illegible] کہ مجھ سے اپنی جان بچاؤ کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے ہاتھ سے تمہیں ناخن بھی لگے۔ اس شہر والے تمہارے خلاف جمع ہو چکے ہیں۔ انہوں نے تمہارے حکم کو چھوڑ دیا ہے اور تمہاری اتباع پر نادم ہیں [illegible] جب [illegible] تمہیں [illegible] مصر چھوڑ کر چلے جاؤ میں تمہارا ناصح ہوں اور خیر خواہ بھی ہوں۔ والسلام

محمد کے نام معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط:

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے پاس وہ خط بھی بھیج دیا جو معاویہ رضی اللہ عنہ نے محمد کے نام تحریر کیا تھا۔ اس میں تحریر تھا:

امابعد! ظلم و سرکشی کا انجام بہت برا ہے اور بہت بڑا وبال نازل ہوتا ہے۔ جو کوئی حرام خون کو بہانے والا ہو وہ دنیا میں بھی برے انجام سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور انجام کار آخرت میں بھی اس کے لیے [illegible] باقی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کسی شخص نے تم سے زیادہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] ان کی برائیاں بیان کی ہوں [illegible] دوسروں کے ساتھ مل کر ان کے خلاف بغاوت کی اور تم قاتلین کے ساتھ مل کر ان کا خون بہایا۔ تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں تمہاری جانب سے سویا ہوا ہوں یا تمہاری جانب سے غافل ہوں کہ تم ان شہروں میں اپنی حکومت [illegible] جہاں تم امیر بنے بیٹھے ہو [illegible] میری جانب سے [illegible] تم سے مقابلہ میں مدد کے لیے [illegible] لیے ایک جماعت [illegible] تمہارا خون [illegible] اللہ کی رضامندی کا سبب سمجھتے ہیں ان لوگوں نے اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ [illegible] اہل مصر میں سے تمہارے [illegible] قتل اور عثمان رضی اللہ عنہ کی [illegible] تھا تجھے [illegible] گا۔ والسلام۔

ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام خط:

محمد نے یہ دونوں خط لپیٹ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیے اور ایک خط اپنی جانب سے تحریر کر کے ساتھ میں روانہ کیا

> ”امابعد! ابن العاص مصر کی سرحد میں داخل ہو چکا ہے اور مصر میں جو لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہم خیال تھے ان میں سے کچھ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں۔ [illegible] لشکر [illegible] ہے میرے ساتھیوں میں سے بعض

لوگ قتل کیے گئے ہیں اگر آپ کو سرزمین مصر کی کوئی حاجت ہے تو فوراً سواروں، پیادوں اور مال سے میری مدد کیجئے"۔

والسلام علیک

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس خط کا یہ جواب تحریر فرمایا:

"اما بعد! مجھے تیرا خط موصول ہوا جس میں تو نے یہ ذکر کیا ہے کہ ابن العاص مصر کی سرزمین میں داخل ہو چکا ہے اور خراب لشکر لیے ہوئے ٹھہرا ہوا ہے اور جو لوگ مصر میں اس کے ہم خیال تھے وہ اس کے پیرو ہو گئے ہیں اور وہ لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں جو تجھے بہتر سمجھتے تھے اور جو لوگ تیری رائے کے حامی تھے ان میں سے کچھ قتل کیے گئے ہیں تو ہرگز نہ چھوڑنا خواہ تیرے شہر کے محافظ بھی کیوں نہ قتل ہو جائیں اپنے پاس اپنے ساتھیوں کو جمع کر لے اور اپنے ساتھ کنانہ بن بشر کو ملا لے جو جنگی مہارت اور جنگ میں مشہور ہے میں تیری مدد کے لیے ہر کمانے سے آدمی بھیج رہا ہوں اپنے دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہ اور اپنی رائے پر قائم رہ اور ان سے جنگ کر اور ان کے مقابلے میں ثابت قدم رہ کر ثواب کا امیدوار بن کر جہاد کر اگرچہ تیری جماعت تھوڑی ہے لیکن اللہ تعالیٰ تھوڑوں کو عزت دیتا اور زیادہ کو ذلیل کرتا ہے میں نے فاجر بن فاجر معاویہ رضی اللہ عنہ اور فاجر ابن الکافر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) کا خط پڑھا یہ دونوں خدا کی نافرمانی کو محبوب رکھتے ہیں اور حکومت میں رشوت قبول کرنے والوں کو اپنے ساتھ ملاتے اور دنیا میں متکبر کام کرتے ہیں انہوں نے اپنی فطرت کے مطابق دنیا سے فائدہ حاصل کیا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں نے بھی اپنی فطرت کے مطابق دنیا سے فائدہ حاصل کیا تھا تو ان کی دھمکیوں اور ان کی لالچ سے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر لینا تو ان کو اچھی طرح جواب دے اگرچہ تو ان کو پورے طور پر جواب نہیں دے سکتا لیکن تو خود جو مناسب سمجھتا ہو وہ جواب دے دے۔" والسلام

ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب:

ابو مخنف نے محمد بن یوسف بن ثابت الانصاری کے ذریعہ مدینہ کے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خط کا جواب ان الفاظ میں تحریر کیا۔

"اما بعد! تمہارا خط مجھے ملا جس میں تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملہ کا ذکر کیا ہے میں قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا تم سے کوئی عذر نہیں کرتا تم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے مقابلے سے گریز کروں گویا تم مجھے نصیحت کرنا چاہتے ہو اور تم نے مجھے مثلہ کرنے سے خوف دلایا ہے گویا تم مجھ پر بہت مہربان ہو میری تو دلی تمنا یہ ہے کہ میں تم پر لشکر کشی کروں اور تمہیں مصیبت میں مبتلا کر دوں اگرچہ تمہاری کتنی ہی امداد کیوں نہ کی جائے اور خواہ تمام دنیا میں تمہاری حکومت کیوں نہ ہو میری عمر کی قسم کتنے ظالم اشخاص ہیں جن کی تم نے مدد کی ہے اور کتنے مومن ہیں جنہیں تم نے قتل کیا ہے اور جن کا تم نے مثلہ کیا ہے اللہ ہی کے پاس تم بھی لوٹ کر جاؤ گے اور یہ لوگ بھی لوٹ کر جائیں گے اور تمام کا معاملہ اللہ کے پاس لوٹ کر جائے گا اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور جو کچھ تم کہتے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد طلب کی جا سکتی ہے"۔ والسلام

ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کے نام:

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ب ان الفاظ میں تحریر کیا

'' اے ابن العاص رضی اللہ عنہ تم نے اپنے خط میں جو کچھ ذکر کیا ہے میں نے اسے خوب سمجھ لیا ہے تو اپنے خیال میں یہ کہتا ہے کہ تیری جانب سے مجھے کوئی تکلیف پہنچے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو باطل پرست ہے تیرا یہ کہنا کہ تو میرا ناصح ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں تجھ کو متہم سمجھتا ہوں کیونکہ تجھ سے کینہ رکھتا ہوں تیرا یہ قول کہ اہل مصر نے میرا ساتھ دینے سے انکار کر دیا ہے اور میری اتباع پر نادم ہیں تو یہ اصل ایسے لوگ ہیں جو تیرے اور شیطان رجیم کے دوست ہیں ہمیں اللہ رب العالمین کافی ہے اور ہم اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں جو عرش عظیم کا پروردگار ہے۔''

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی تقریر:

پھر جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ لشکر لے کر آگے بڑھے اور انہوں نے مصر پر حملہ کا ارادہ کیا تو محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور خدا کی حمد و ثنا کی پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا، پھر کہا:

'' اے مسلمانوں اور مومنو! وہ قوم جو حرمت کو توڑتی رہتی اور گمراہی کو رواج دیتی رہتی ہے اور فتنہ کی آگ بھڑکاتی رہتی ہے اور زبردستی حکومت پر قبضہ کرنا چاہتی ہے انہوں نے لوگوں میں تمہاری عداوت پیدا کر دی ہے اور تمہارے مقابلہ پر لشکر روانہ کیے ہیں۔ اے اللہ کے بندو! جو شخص مغفرت اور جنت کا طلب گار ہے تو وہ ان لوگوں کے مقابلہ پر چلے اور اللہ کی راہ میں ان سے جہاد کرے تم فوراً کنانہ بن بشر کے ساتھ ان کے مقابلے پر جاؤ، اللہ تم پر رحم کرے۔''

فریقین کی جنگ:

راوی کہتا ہے کہ کنانہ بن بشر کے ساتھ دو ہزار آدمی جنگ کے لیے نکلے اور محمد بھی دو ہزار کا لشکر لے کر نکلا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کنانہ کے مقابلہ پر آئے اور کنانہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے مقدمۃ الجیش پر مامور تھا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کنانہ کی طرف بڑھے۔ جب کنانہ کے لشکر کے قریب پہنچے تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو بہت سے دستوں پر تقسیم کیا اور کنانہ کے مقابلہ میں یکے بعد دیگرے ایک ایک دستہ روانہ کرنا شروع کیا شامیوں کا جو دستہ بھی کنانہ کے سامنے آتا تو یہ اس پر ایسا سخت حملہ کرتا کہ اسے پیچھے دھکیلتا ہوا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیتا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو معاویہ بن خدیج السکونی رضی اللہ عنہ کو طلب کیا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لے کر آیا جو کثرت کے باعث سیاہ آندھی کی طرح معلوم ہوتا تھا انہوں نے کنانہ اور ان کے ساتھیوں کو گھیر لیا اور شامیوں نے بھی ہر جانب سے ان پر حملے شروع کر دیے جب کنانہ نے یہ دیکھا کہ وہ اور ان کے ساتھی گھر چکے ہیں تو گھوڑے سے نیچے اتر گیا ان کے ساتھیوں نے بھی گھوڑے چھوڑ دیے کنانہ اس وقت یہ آیت پڑھ رہا تھا:

﴿ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ﴾

'' کسی جان میں یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر مر جائے وہ ایک وقت معین پر اور جو شخص دنیا کا اجر چاہتا ہے ہم اسے دنیا کا اجر دیتے ہیں اور جو شخص آخرت کا اجر چاہتا ہے ہم اسے آخرت کا اجر دیتے ہیں اور شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دیتے ہیں۔''

یہ جمعیت دیکھتے ہی نظروں سے غائب ہو گئی اور ... بھی کر دیا گیا۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا فرار:

جب کنانہ مارا گیا تو معاویہ بن حدیج اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی جانب بڑھے محمد کے ساتھیوں کو کنانہ کے قتل کی خبر ہوئی تو سب کے سب محمد کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور محمد کے ساتھ ان کے ساتھیوں میں سے چند آدمی باقی رہ گئے۔ جب محمد نے عمرو بن العاص کو آتا دیکھا تو میدان سے بھاگے اور شہر کی گلیوں میں جان بچانے کے لیے بھاگتے رہے یہاں تک کہ ایک گلی میں ایک ویرانہ سا مکان نظر آیا اس میں جا کر چھپ گئے اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فسطاط شہر میں داخل ہو گئے۔

محمد کی تلاش اور ان کی گرفتاری:

معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ نے چاروں طرف محمد کو تلاش کرنا شروع کیا تو بازار میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا ان سے سوال کیا تمہارے سامنے سے کوئی ایسا شخص گزرا ہے جسے تم نے اجنبی سمجھا ہو ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا نہیں خدا کی قسم ہاں ایک شخص جسے میں نے دیکھا ہے جب میں اس ویرانے میں اندر گیا تھا تو میں نے اس میں ایک شخص بیٹھا ہوا دیکھا اس پر ابن حدیج رضی اللہ عنہ نے کہا پروردگار کعبہ کی قسم یہی شخص ہے یہ سب لوگ ان کی تلاش میں چلے اور اس ویرانے میں گئے مکان میں پہنچے اور وہاں سے محمد کو نکال کر باہر لائے وہ پیاس سے مر رہا تھا یہ لوگ اسے پکڑ کر فسطاط لے کر آئے۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی سفارش:

جب عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو گرفتار دیکھا تو بھاگے بھاگے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے عبدالرحمٰن اس وقت لشکر میں تھے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا کیا میرا بھائی اسی طرح بندھا ہوا قتل کر دیا جائے گا تم معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیج کر اس کے قتل سے روک دو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فوراً آدمی بھیجا کہ محمد کو میرے پاس لے کر آیا جائے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہلا بھیجا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم کنانہ کو قتل کر دو اور میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دوں۔ افسوس

أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ

"کیا تمہارے کافر ان سے بہتر ہیں یا تمہارے لیے کتابوں میں برأت لکھ دی گئی ہے۔"

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قاتل عثمان رضی اللہ عنہ کا حشر:

محمد نے لوگوں سے کہا مجھے پانی پلا دو معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایک قطرہ پانی نہ پلائے اگر میں تجھے پانی پلاؤں تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو پانی پینے سے روک دیا تھا اور تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو روزے کی حالت میں جب کہ ان کا خون حرام تھا شہید کیا اللہ نے انہیں مہر لگا ہوا سربند پانی پلایا خدا کی قسم! اے ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ میں تجھے ضرور قتل کروں گا تجھے اللہ کھولتا ہوا پانی اور جہنمیوں کی پیپ پلائے گا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے یہودیہ عورت کے بچے! تیری کیا حیثیت ہے یہ بات تو اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے دوستوں کو پانی پلاتا ہے اور اپنے دشمنوں کو پیاسا مارنے کا مستحق تو اور تجھ جیسے اشخاص اور جو عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں خدا کی قسم! اگر میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو تم مجھ تک نہ پہنچ سکتے۔

معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ نے محمد سے کہا کیا تو جانتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتا ہوں میں تجھے گدھے کی کھال میں

بہنوں کو بھی اس سے آگے بھی جلاؤں گا۔ محمد نے جواب دیا: اگر تم میرے ساتھ یہ سلوک کرو گے تو عجب نہیں ہے کہ دشمنوں نے دوستوں کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوتا آیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جو آگ تم مجھ پر جلاؤ گے اللہ اسے میرے لیے ٹھنڈی کر دے گا اور اسے سلامتی کا ذریعہ بنا دے گا جیسا کہ اس نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا اور اس آگ کو تجھ پر اور تیرے دوستوں پر اس طرح بھڑکا دے گا جیسا کہ نمرود اور اس کے ساتھیوں پر بھڑکائی تھی اللہ تجھے بھی آگ میں جلائے گا جس کا تو نے بھی ذکر کیا تھا (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) اور تیرے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی آگ میں جلائے گا اور اسے بھی۔ یہ کہہ کر اس نے اشارہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف کیا۔ تمہیں ایسی آگ میں ڈالا جائے گا جو تم پر ہر وقت بھڑکتی رہے گی اور جب بھی وہ ہلکی ہوگی اللہ اسے اور بھڑکا دے گا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو میں تجھے عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں قتل کر رہا ہوں۔

محمد نے جواب دیا: تیرا عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تعلق۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ظلم پر عمل کیا اور قرآن کے حکم کو پس پشت ڈال دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾

''اور جو لوگ اللہ کے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ فاسق ہیں''۔

ہم نے اسے اس جرم کی سزا دی اور اسے قتل کر دیا تو اور تجھ جیسے لوگ اس کے جرم کی تعریف کرتے ہیں تو اللہ نے ہم کو اس کے قتل کے گناہ سے پاک رکھے گا اور تو اس کے گناہ میں اس کا شریک ہوگا اور تیرا انجام بھی اللہ وہی کرے گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اس نے آگے بڑھ کر محمد کو قتل کر دیا پھر اسے گدھے کی کھال میں لپیٹ کر آگ میں جلا دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا افسوس:

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو محمد کے قتل کی خبر ملی تو انہیں اس کا بہت افسوس ہوا اس واقعہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو رضی اللہ عنہما کے لیے بددعا کرتی تھیں۔ محمد کے قتل کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی اولاد کو اپنے پاس رکھا اس طرح قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس پرورش پائی (جو قاسم آگے چل کر مدینہ کے سب سے بڑے عالم بنے)۔

واقدی کی روایت:

واقدی نے سوید بن عبدالعزیز عن ثابت بن عجلان کے ذریعہ قاسم بن عبدالرحمن کا یہ قول نقل کیا ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ چار ہزار لشکر لے کر گئے تھے جن میں ابوالاعور السلمی رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے مسناۃ میں ان کا محمد سے آمنا سامنا ہوا اور سخت قسم کی جنگ ہوئی اور کنانہ بن بشر بن عتاب التجیبی مارا گیا جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی جنگ کرنے والا باقی نہ رہا تو وہ بھاگ کھڑا ہوا اور ابن مسروق کی پہاڑی کے قریب چھپ گیا معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کو اس کا پتہ چل گیا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے گھیر لیا محمد نے ان سے جنگ کی اور لڑتا لڑتا مارا گیا۔

واقدی کہتے ہیں مسناۃ کی جنگ صفر ۳۸ھ میں ہوئی اور جنگ اذرح شعبان ۳۸ھ میں ہوئی۔

عمرو بن العاص کا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خط

ہم پھر ابو مخنف کی روایت نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ جب محمد بن ابی بکر اور کنانہ بن بشر قتل کر دیے گئے تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ میں خط تحریر کیا

> ''بعد اما محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور کنانہ بن بشر ہم سے ملے ان کے ساتھ اہل مصر کے کئی بڑے لشکر تھے ہم نے انہیں کتاب اللہ کے حکم اور سنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت دی لیکن انہوں نے حق کو چھوڑ دیا اور گمراہی میں بھٹک گئے تب ہم نے ان سے جہاد کیا اور اللہ نے ان کے مقابلہ پر ہماری امداد فرمائی اللہ نے ان کے چہروں اور پشتوں پر مارا ہم نے ان کے بازو توڑ دیے اللہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کنانہ بن بشر اور اس قوم کے بڑے بڑے لوگوں کو قتل فرما دیا۔ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔ والسلام علیک''۔

محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قتل:

اسی سال میں محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو قتل کیا گیا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اس کے قتل کا واقعہ کب پیش آیا۔ واقدی کی رائے یہ ہے کہ وہ ۳۶ھ میں قتل کیا گیا ہے۔

ان کے قتل کی وجہ یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کی جانب گئے تو محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مصر پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ دونوں عین شمس جا کر ٹھہرے اور مصر میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن قلعہ کی وجہ سے مصر میں داخل نہ ہو سکے ان دونوں نے محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ چال کی کہ تم ایک ہزار آدمی لے کر نکلو تو محمد نے اپنی جگہ حکم بن الصلت کو مصر پر متعین کیا اور ایک ہزار آدمی لے کر چلا جب محمد عریش پہنچے تو ان لوگوں نے اسے گھیر لیا اور عمرو رضی اللہ عنہ نے آ کر ہر طرف منجنیق نصب کر دی۔ پھر محمد تیس آدمیوں کے ساتھ باہر آیا اور خود وہ ان کے ہاتھوں میں جا پڑا ان لوگوں نے انہیں پکڑ کر قتل کر دیا اور یہ واقعہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کے مصر پہنچنے سے پہلے پیش آیا تھا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیس رضی اللہ عنہ کو وہاں امیر بنا کر بھیجا تھا۔

ہشام بن محمد کی روایت:

ہشام بن محمد الکلبی کا قول یہ ہے کہ جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قتل کر دیا گیا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر میں داخل ہو کر اس پر غلبہ حاصل کر لیا تو محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ ہشام بن محمد کا خیال یہ ہے کہ جب عمرو رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر مصر میں داخل ہو چکا تو محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کی گرفتاری عمل میں آئی ان لوگوں نے اسے گرفتار کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا اس وقت وہ فلسطین میں مقیم تھے انہوں نے اسے قید خانے میں بند کر دیا کچھ مدت تک یہ قید خانے میں رہا پھر قید خانے سے بھاگ نکلا یہ محمد چونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ماموں زاد بھائی تھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگوں کو اس کا فرار معلوم ہو گیا ہے انہوں نے یہ دیکھ کر شامیوں سے فرمایا اسے کون تلاش کر کے لائے گا۔ ہشام کہتا ہے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دل سے یہ چاہتے تھے کہ وہ بچ کر نکل جائے خثعم کے ایک شخص نے جس کا نام عبید اللہ بن عمرو بن ظلام تھا اور یہ بہت بہادر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حامی تھا کہا میں اسے تلاش کر کے لاؤں گا وہ محمد کی تلاش میں چلا اور حوارین کے مقام پر اس نے اسے جا لیا وہ ایک غار میں چھپا ہوا تھا اچانک کچھ گدھے اس غار میں گھسے وہ اس غار میں بارش سے بچنے کے لیے گھسے تھے۔ گدھوں نے جب غار میں آدمی دیکھا تو گھبرا کر باہر نکلے غار کے قریب

جو کاشت کار کھڑے ہوئے تھے وہ آپس میں بولے غار سے گدھوں کا گھبرا کر بھاگنا بہت تعجب خیز ہے ضرور کوئی بات ہے وہ اصل معاملہ کا پتہ چلانے کے لیے غار میں داخل ہوئے تو اس میں محمد بیٹھا ہوا نظر آیا وہ وہیں سے واپس نکلے۔ اتفاقاً اسی وقت عبداللہ بن عمرو بن ظلام وہاں پہنچا اور اس نے ان لوگوں سے محمد کا پتہ پوچھا اور اس کا حلیہ بیان کیا انھوں نے جواب دیا اس حلیہ کا شخص اس غار میں موجود ہے راوی کہتا ہے کہ عبداللہ غار میں داخل ہوا اور محمد کو کھینچ کر باہر لایا اور اس نے یہ بہتر نہیں سمجھا کہ محمد کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے جایا جائے کہیں وہ اسے چھوڑ نہ دیں اس لیے عبداللہ نے وہیں محمد کی گردن مار دی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ جنگ:

ہشام نے ابو مخنف، حارث بن کعب بن فقیم، جندب کی سند سے عبداللہ بن فقیم کا جو بیان نقل کیا ہے۔ یہ عبداللہ بن فقیم عبداللہ حارث ابن کعب کا چچا تھا اور اسے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس امداد کی طلب کے لئے بھیجا تھا اور جس وقت اسے بھیجا گیا مصر کا امیر محمد تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دینے کا ارادہ کیا اور منادی کو حکم دیا کہ لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دو جب سب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اول تو اللہ کی حمد و ثنا کی پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا پھر فرمایا:

یہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور تمہارے مصری بھائیوں کے چیخنے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ ان لوگوں کی جانب ابن النابغہ لشکر لے کر چلا ہے وہ ابن النابغہ جو اللہ کا دشمن ہے اور اس شخص کا دوست ہے جو اللہ سے عداوت رکھتا ہے۔ کہیں گمراہ اپنے باطل پر اور کہیں شیطان کی راہ پر چلنے والے تمہارے اس حق پر ہونے کے باوجود تم سے زیادہ مجتمع اور متحد ثابت نہ ہوں انھوں نے تم سے جنگ کی ابتداء کی ہے اور تمہارے بھائی جہاد میں مشغول ہیں تم بہت جلد ان کی حمایت اور نصرت کے لئے پہنچو۔

اے اللہ کے بندو! مصر کا علاقہ شام سے زیادہ وسیع ہے یہاں کی آمدنی بھی کثیر ہے۔ وہاں کے باشندے بھی بہتر ہیں کہیں تم مصر میں مغلوب نہ ہو جاؤ کیونکہ مصر کا تمہارے ہاتھوں میں باقی رہنا تمہاری قوت اور تمہاری عزت اور تمہارے دشمن کی ذلت کا سبب ہے تم فوراً جرعہ پہنچ جاؤ جو حیرہ اور کوفہ کے درمیان ہے اور تم سب کل الصباح مجھ سے جرعہ میں ملو۔ ان شاء اللہ۔"

شیعان علی رضی اللہ عنہ کی بزدلی:

راوی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دوسرے روز صبح کو کوفہ سے نکلے اور سورج نکلنے کے وقت جرعہ پہنچ گئے زوال کے بعد تک وہاں مقیم رہے اور اپنے شیعوں کا انتظار کرتے رہے لیکن ان میں سے ایک شخص بھی وہاں نہیں پہنچا (جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں نومی کوفیوں کی تعداد تقریباً ہزار تھی اور دیگر قبیلوں کے لوگ اس کے علاوہ تھے) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس آ گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنے شیعوں سے بیزاری:

جب شام ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شرفاء و رؤساء کو طلب کیا جب یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ غمگین اور پریشان بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میرے لئے یہ کام مقدر فرمایا اور میرے لئے میرا یہ فعل مقدر کیا۔"

اے ایسی جماعت کہ جسے جب میں حکم دوں تو وہ اطاعت نہ کرے اور جب میں پکاروں تو میری بات کا جواب نہ دے تجھے خدا نے آزمائش میں ڈالا ہے۔ تمہارے غیر کا باپ نہ ہو آخر تم اپنے اس صبر سے کس شے کے منتظر ہو اور اپنے حق پر ہونے کے باوجود

تمہارے بیوں مختصر رہا۔ اس دنیا میں تمہارے ساتھ صحبت اور رفاقت اس وقت بے کار ہے تم باطل پر ہو خدا کی قسم اگر موت آ جائے گی اور وہ ایک نہ ایک روز مجھے ضرور آئے گی تو مجھ میں اور تم میں بخدا تفریق پیدا کر دے گی حالانکہ میں اس وقت تمہارے ساتھ بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا ہوں مگر تم وہ لوگ ہو جن کے دل میں کینہ ہے۔ اللہ تمہارا بھلا کرے! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا دین بھی تمہیں جمع نہیں کر سکتا؟ کیا غیرت تمہیں ابھارتی نہیں ہے؟ حالانکہ تم یہ سن رہے ہو کہ تمہارا دشمن تمہارے شہروں میں گھس آیا ہے اور اس نے تمہارے بھائیوں پر غارت گری شروع کر دی ہے کیا یہ تعجب خیز بات نہیں کہ معاویہ جفاکار، ظالموں اور سرکشوں کو دعوت دیتا ہے اور یہ سرکش اور ظالم لوگ کسی بخشش اور مال و زر کے بغیر اس کی اتباع کرتے ہیں اور سال میں دو تین مرتبہ بلکہ جتنی بار وہ چاہتا ہے انہیں لے آتا ہے اور یہ بے باک ہو کر میدان میں نکل آتے ہیں ایک تم ہو کہ میں تمہیں مدد کے لیے پکارتا ہوں۔ حالانکہ تم سب سمجھ دار لوگ ہو اور بقیہ لوگ تمہارے پیچھے چلنے والے اور تمہاری بخششوں پر گزر اوقات کرنے والے ہیں لیکن تم میری آواز سن کر میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہو۔ میری نافرمانی کرتے اور مجھ سے اختلاف کرتے ہو۔

مالک بن کعب کی تقریر اور لشکر کی روانگی:

مالک بن کعب ہمدانی الارحبی نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ آپ لوگوں کو تیار کیجئے کیونکہ ان کے چلے جانے کے بعد مصر کی کوئی ضرورت نہیں میں نے اسی قسم کے دن کے لیے اپنے آپ کو ذخیرہ بنا رکھا تھا اور اجر بغیر تکلیف کے حاصل نہیں ہوتا اس کے بعد اس نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا:

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اپنے امام کا حکم قبول کرو اس کی دعوت کی مدد کرو اور اس کے دشمنوں سے جنگ کرو۔ اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ میں مصر جاؤں گا۔

پھر مالک بن کعب مصر جانے کے ارادے سے نکلا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اسے رخصت کرنے کے لیے ساتھ چلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر نظر ڈالی تو دو ہزار کے قریب آدمی جانے کے ارادے سے جمع ہوئے تھے وہ انہیں لے کر چلا۔

محمد کے قتل پر شام میں خوشی کے شادیانے

ابھی کعب پانچ میل گیا ہوگا کہ مصر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حجاج بن غزیہ الانصاری آیا اور اسی وقت عبدالرحمن بن شبیب الفزاری بھی آیا یہ فزاری شام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جاسوس تھا اور انصاری محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھا۔ انصاری نے مصر میں جو حالات دیکھے تھے وہ بیان کیے اور محمد کے قتل کا واقعہ بیان کیا اور فزاری نے بیان کیا کہ اس کے شام سے چلنے سے قبل عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جانب سے پے در پے خوش خبریاں آئی تھیں اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر بھی آئی تھی کہ اس کے قتل کا منبر پر اعلان کیا گیا۔ فزاری نے بیان کیا اے امیر المومنین میں نے کسی قوم کو آج تک اتنا خوش نہیں دیکھا جتنی محمد کے قتل سے شامیوں کو خوشی حاصل ہوئی تھی۔ وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔

محمد کے قتل پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رنج و غم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں اس کے قتل کا اتنا ہی غم ہے جتنی شامیوں کو اس کے قتل سے خوشی ہے بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن شریح الشبامی کو مالک بن کعب کے پاس بھیج کر اسے راستے سے واپس بلا لیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۱۹

بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف سازش

ابن الحضرمی کا زندہ آگ میں جلایا جانا

اسی سنہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد عبداللہ بن عمرو بن الحضرمی کو بصرہ روانہ کیا تاکہ وہ بصرہ والوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کے لیے آمادہ کرے۔

اسی سنہ میں اعین بن ضبیعہ مجاشعی قتل کر دیا گیا۔ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے ابن الحضرمی کو نکالنے کے لیے روانہ کیا تھا۔

بصرہ میں ابن الحضرمی کی آمد

عمر بن شبہ نے محمد بن ابی الذیال کی سند سے ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ کی روایت نقل کیا ہے کہ جب مصر میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قتل کیا جا چکا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بصرہ چھوڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ چلے گئے اور اپنی جگہ زیاد کو قائم مقام بنا دیا ان کے جانے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ابن الحضرمی بصرہ آیا اور اس نے بنو تمیم میں آ کر قیام کیا۔

زیاد نے حضین بن المنذر اور مالک بن مسمع کو طلب کیا اور ان سے کہا اے گروہ بکر بن وائل تم امیر المومنین کے دوست ہو اور تمہیں ان پر بھروسہ ہے یہاں ابن الحضرمی آ گیا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور اس کے پاس لوگ جمع ہو رہے ہیں تم میری اس وقت تک حمایت کرو جب تک میرے پاس امیر المومنین کا حکم آ جائے۔ ابن حضین نے کہا بہت اچھا لیکن مالک بن مسمع جو بنو امیہ کی جانب مائل تھا اور جنگ جمل کے روز مروان نے اس کے یہاں پناہ لی تھی اس نے جواب دیا یہ ایسا معاملہ ہے اور اس میں بہت سے لوگ شریک ہیں میں اس معاملہ پر غور کروں گا اور لوگوں سے مشورہ کروں گا۔

زیاد کا صبرہ کے گھر پناہ لینا

جب زیاد نے دیکھا کہ مالک کوئی بات نہیں کرتا اور ٹال رہا ہے اسے خوف پیدا ہوا کہ کہیں قبیلہ ربیعہ میں اختلاف نہ ہو جائے اس نے نافع کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھے مشورہ دو۔ نافع نے صبرہ بن شیمان الحدانی سے مدد طلب کرنے کا مشورہ دیا زیاد نے اسے بلوایا اور اس سے کہا تم مجھے پناہ دو گے اور کیا تم بیت المال کی حفاظت نہ کرو گے کیونکہ وہ تمہارا ہی مال ہے اور میں امیر المومنین کا امین ہوں۔

صبرہ نے جواب دیا ہاں میں یہ ذمہ داری ایک شرط پر قبول کر سکتا ہوں وہ یہ کہ تم میرے گھر آ کر قیام کرو۔ زیاد نے کہا کہ میں اس کے لیے تیار ہوں زیاد نے جواب دیا اور اس کے بعد زیاد وہاں چلا گیا اور دارالامارت سے نکل کر وہاں چلا گیا اور صبرہ نے

شیمان کے گھر چلا گیا اور بیت المال اور منبر بھی منتقل کر لیا اور جمعہ کی نماز حدان میں لے جا کر پڑھاتا۔ زیاد کے ساتھ پچاس آدمی اور بھی صبرہ کے ہاں منتقل ہو گئے تھے جن پر خاص اعتماد تھا۔ زیاد کبھی حدان میں جمعہ پڑھاتا اور کبھی شبیر الحمار تھا۔

قبیلہ ازد سے امداد طلبی:

کہتے ہیں: زیاد نے جابر بن وہب ازدی سے کہا: اے ابو محمد! میرا خیال ہے کہ ابن الحضرمی تمہاری طرف تم سے باز رہنے والا نہیں ہے بلکہ وہ تم سے ضرور جنگ کرے گا۔ میری رائے تو یہ ہے کہ تم اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر لو اور جنگ کی تیاری کا حکم دو۔ اس مشورہ کے بعد جب نماز کا وقت آیا تو زیاد نے نماز پڑھائی اور مسجد میں بیٹھ گیا۔ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تو جابر نے لوگوں سے کہا:

”اے ازد! تمیم کا خیال ہے کہ وہی سب لوگوں میں بہادر ہیں اور جنگ کے وقت تم سے زیادہ ثابت قدمی دکھا سکتے ہیں اور مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ ان کا ارادہ یہ ہے کہ تمہارے پاس سے اس شخص کو چھین لیں جسے تم نے پناہ دی ہے وہ چاہتے ہیں کہ اسے شہر سے باہر نکال دیں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو تم کیا کرو گے حالانکہ تم نے اس شخص کو پناہ دی ہے اور مسلمانوں نے بیت المال کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔“

یہ سن کر صبرہ بن شیمان نے جواب دیا: وہ دیوار اور اصول قبیلہ کا آدمی تو اگر احنف مدد کے لیے آیا تو میں بھی آ جاؤں گا اور اگر حتات آیا تو میں بھی آ جاؤں گا اور اگر شبان آیا تو شبان ہماری قوم میں بھی ہے۔

زیاد کہا کرتا تھا مجھے اس کی اس بات پر اتنی ہنسی آئی کہ میں لوٹ پوٹ ہو گیا اور میں نے اپنی زندگی میں کوئی بات نہیں سنی کہ مجھے اتنی ہنسی آئی ہو جتنی اس دن آئی تھی اور یہ سب میری ہنسی کے باعث ہوا۔

زیاد کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امداد طلبی:

یہ حالات دیکھ کر زیاد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ

”ابن الحضرمی شام سے آیا ہوا ہے اور بنو تمیم کے گھروں میں قیام پذیر ہے وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہے اور لوگوں کو جنگ کی دعوت دے رہا ہے قبیلہ تمیم اور بصرہ کے اکثر باشندوں نے اس کی بیعت کر لی ہے اور میرے ساتھ ایسے لوگ باقی نہیں رہے جو اسے روک سکیں میں نے صبرہ بن شیمان سے پناہ طلب کی ہے اور بیت المال اس کی حفاظت میں دے دیا ہے اور میں اسی کے گھر منتقل ہو کر اس کے پاس آ گیا ہوں۔ شیعان عثمان ابن الحضرمی کے پاس آ رہے ہیں۔“

اعین بن ضبیعہ مجاشعی کا قتل:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعین بن ضبیعہ المجاشعی کو روانہ فرمایا تاکہ وہ جا کر اپنی قوم کو ابن الحضرمی سے جدا کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: تم وہاں جا کر ابن الحضرمی کے معاملے پر غور کرو: اگر ابن الحضرمی کی جماعت اس سے جدا ہو جاتی ہے تو یہی مقصود اصلی ہے لیکن اگر ان کا معاملہ دیوانگی اور نافرمانی تک پہنچ جاتا ہے تو ان پر خروج کرو اور ان سے جہاد کرو اگر تمہیں اپنے ساتھیوں کی طرف سے جنگ میں کمزوری نظر آئے اور تمہیں یہ خوف ہو کہ تم اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکو گے تو ان سے مدارات سے کام لو۔ اور انہیں ڈھیل

دے پھر خوب غور سے ان کی بات سنو اور تمام حالات پر گہری نظر ڈالو تو اس طرح تمہارے لشکر تمہاری مدد پر تیار ہو جائیں گے اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

اعین بصرہ پہنچ کر زیاد سے ملا اور اس کے پاس قیام کیا پھر اپنی قوم کے پاس آیا۔ کچھ آدمیوں کو لے کر وہ انھیں ابن الحضرمی کے پاس گیا انھوں نے اسے دیکھ کر گالیاں دیں اور برا بھلا کہا یہ ان کے پاس سے واپس چلا گیا جب یہ وہاں سے واپس آ گیا تو خود اس کی قوم نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

جب اعین قتل ہو گیا تو زیاد نے ان لوگوں سے جنگ کا ارادہ کیا تو بنو تمیم نے ازد کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم نے جس شخص کو پناہ دی ہے ہم اس سے کوئی تعرض نہیں کرتے اور نہ اس کے کسی ساتھی پر ہم ہاتھ اٹھاتے ہیں تو تم بھی ہمارے پناہ گزین اور ہمارے دشمن سے کنارہ کش رہو جب ازد کے پاس یہ پیغام پہنچا تو انھوں نے جنگ کو برا سمجھا اور بولے اگر یہ لوگ ہمارے پناہ گزین پر حملہ کریں گے تو ہم بھی مقابلہ کریں گے لیکن اگر وہ ہمارے پناہ گزین پر ہاتھ نہیں اٹھاتے تو ہم بھی ان کے پناہ گزین پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے انھوں نے یہ فیصلہ کر کے جنگ سے ہاتھ روک لیا۔

زیاد کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام دوسرا خط:

یہ واقعات پیش آنے کے بعد زیاد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسرا خط تحریر کیا کہ

> "اعین بن ضبیعہ بصرہ آیا اور اپنے قبیلے میں سے ان لوگوں کو جمع کیا جنھوں نے اس کی اطاعت کی پھر وہ ان لوگوں کو لے کر نہایت خلوص اور صدق نیت کے ساتھ ابن الحضرمی کے پاس گیا انھیں اطاعت پر ابھارا اور انھیں اختلافات ختم کرنے اور فتنہ انگیزی سے روکا اس پر اس کی قوم کے اکثر لوگوں نے اس کی حمایت کی اور اس کے گرد جمع ہو گئے اور اکثر لوگوں نے ابن الحضرمی کا ساتھ چھوڑ دیا اور اس کی نصرت سے ہاتھ کھینچ لیا لیکن اس طرح اس کی قوم میں اختلاف پیدا ہو گیا اور جب اعین گھر واپس آیا تو اس کی قوم نے اسے دھوکے سے قتل کر دیا اللہ اعین پر رحم کرے میں نے اس بات پر ان لوگوں سے جنگ کا ارادہ کیا لیکن میرے ساتھ کوئی ایسا شخص میدان میں نہ نکلا جو ان پر بھاری ہوتا پھر دونوں قبیلوں نے ایک دوسرے کے پاس پیغامات بھیجے اور ہر ایک نے دوسرے سے جنگ کرنے سے ہاتھ روک لیا"۔

جاریہ رضی اللہ عنہ کا ابن الحضرمی کو زندہ آگ میں جلانا:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ خط پڑھا تو جاریہ بن قدامہ سعدی رضی اللہ عنہ کو بنو تمیم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا اور ایک روایت یہ ہے کہ اس کے ساتھ پانچ سو آدمی روانہ کیے گئے اور زیاد کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں زیاد کی رائے اور اس کے طریقے کی تصویب کی تھی اور اس خط میں زیاد کو جاریہ رضی اللہ عنہ کی امداد کرنے کا حکم دیا تھا۔ جاریہ بن قدامہ رضی اللہ عنہ بصرہ پہنچا اور زیاد سے جا کر ملا اور اس سے کہا تیار ہو جاؤ کیونکہ ابھی وہ وقت ختم نہیں ہوا جو تیرے ساتھی اعین کا ہو چکا ہے اور اپنی قوم میں سے کسی شخص پر بھروسہ نہ کر۔

اس کے بعد جاریہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس واپس گیا اور انھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سنایا اور بہت سے وعدے کیے اس

[illegible]

[illegible]

عرب عورتوں کے فخریہ اشعار:

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

ازد کی مدح میں جریر کے اشعار:

چنانچہ اس بات کو جریر بن عطیہ بن خطفی نے فرزدق کے مقابلہ میں مجاشع کی ہجو میں یہ اشعار کہے۔

غَدَرْتُمْ بِالزُّبَيْرِ فَمَا وَفَيْتُمْ وَفَاءَ الْأَزْدِ إِذْ مَنَعُوا زِيَادَا

ترجمہ: "تم نے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی غداری کی اور تم نے ازد کی طرح وفاداری نہ کی جیسے انہوں نے زیاد کی حفاظت کی تھی۔

فَأَصْبَحَ جَارُهُمْ بِنَجَاةِ عِزٍّ وَجَارُ مُجَاشِعٍ أَمْسَى رَمَادَا

ترجمہ: ازد کا پڑوسی باعزت رہا اور مجاشع کا پڑوسی راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔

فَلَوْ عَاقَدْتَ حَبْلَ أَبِي سَعِيدٍ لَذَادَ الْقَوْمَ مَا حَمَلَ النِّجَادَا

وَأَدْنَى الْخَيْلَ مِنْ رَهَجِ السَّنَابِكِ وَأَغْشَاهَا الْأَسِنَّةَ وَالصِّعَادَا

ترجمہ: اور گھوڑوں کو موت کے غبار سے قریب کر دیتا ہے اور نیزوں سے انہیں ڈھانپ لیتا ہے"۔

* * *

باب ۲۰

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ناجی کی شورش

خریت ابن راشد ناجی کی بغاوت

ہشام ابن محمد نے ابو مخنف سے ... ازدی کی سند سے عبداللہ بن فقیم سے روایت بیان کی ہے کہ خریت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور خریت کے ساتھ بنی ناجیہ کے تین سو آدمی تھے جو کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقیم تھے اور جو لوگ بصرہ سے آئے تھے، وہ جنگ جمل، صفین اور نہروان میں حضرت کے ہمراہ شریک تھے۔

الغرض خریت تیس سواروں کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، وہ اپنے سواروں کے درمیان میں تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر بولا کہ اے علی خدا کی قسم میں نہ آپ کے حکم کی اطاعت کروں گا اور نہ آپ کے پیچھے نماز پڑھوں گا، میں کل آپ سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ یہ واقعہ تحکیم کے بعد پیش آیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیری ماں تجھے روئے، اس وقت تو اپنے پروردگار کی نافرمانی کرے گا، اپنے عہد کو توڑے گا اور اپنے علاوہ کسی کو نقصان نہ پہنچائے گا، مجھے بتا تو ایسی حرکت کیوں کر رہا ہے۔

خریت نے جواب دیا: اس لیے کہ آپ نے کتاب اللہ میں حکم مقرر کیا اور حق کے معاملے میں کمزوری دکھائی جب کہ کوشش پوری طاقت صرف کرنے کا وقت تھا، اور آپ نے ایسی قوم پر بھروسہ کیا جو اپنے اوپر ظلم کر چکی ہے، میں آپ کا مخالف ہوں اور تم سب کو چھوڑ رہا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آؤ میں تجھے کتاب اللہ کا درس دوں اور تیرے سامنے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کروں اور تجھے حق کی وہ باتیں بتاؤں جنہیں میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں، شاید اس طرح تو ان چیزوں کو پہچان لے جن کا اب تو انکار کر رہا ہے اور جن باتوں سے تو ناواقف ہے وہ تجھے معلوم ہو جائیں۔

خریت: میں کل صبح آپ کے پاس آؤں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کل ضرور آنا، شیطان تجھے دھوکہ نہ دے اور تو بری رائے میں نہ پڑ جائے اور جاہل تجھے بے وقوف نہ بنائیں، اگر تو نے نصیحت لی اور میری بات قبول کرنے کے لیے آئے گا تو میں تجھے ہدایت کا راستہ دکھاؤں گا۔

مصالحت کی کوشش

اس کے بعد خریت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے اپنے گھر والوں میں چلا گیا۔ عبداللہ بن فقیم کہتے ہیں کہ میں اس کے پیچھے پیچھے گیا کیونکہ اس کا ایک چچا زاد بھائی میرا دوست تھا، میں نے ارادہ کیا کہ اپنے دوست کے پاس جاؤں اور اس سے اس کا حال پوچھوں اور اسے امیر المومنین کی اطاعت اور ان کی مدد کا حکم دوں اور بتاؤں کہ ان کی اطاعت اس کے لیے بہتر ہے۔

سے اس کے متعلق خلوت میں گفتگو کروں جس مجلس میں یہ گفتگو ہو چکی تھی وہاں لوگوں کی کثرت میں اور اضافہ ہو رہا تھا اس لیے میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے قریب گیا اور ان کے قریب جا کر بیٹھ گیا امیر المومنین نے بات سننے کے لیے اپنا کان میری جانب کیا تو میں نے اس سے خریت بن راشد کے تمام واقعات گفتگو اور ان کا جواب بیان کیا اور عرض کیا کہ ... اور جہاں سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ بھی بیان کی۔

امیر المومنین نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اور اگر اس نے حق کو مان کر قبول کیا تو ہم بھی اس کا عذر قبول کر لیں گے اور اگر اس نے اس سے انکار کیا تو پھر ہم بھی اس سے اس کا مواخذہ کر لیں گے۔

میں نے عرض کیا کیوں نہ امیر المومنین اسے اسی وقت پکڑ کر قید کر لیں۔

امیر المومنین نے جواب دیا اس صورت میں تو یہ ہوگا کہ جتنے افراد بھی اس طرح ہماری مخالفت اور بغاوت میں ہیں ہم سب کو قید خانہ میں بھر دیں اور میں اسی طرح لوگوں کو قید کر دوں یا انہیں سزا دوں اس وقت تک مناسب نہیں سمجھتا جب تک وہ کھلم کھلا ہمارے خلاف بغاوت نہ کریں۔

راوی کہتا ہے کہ میں حضرت علی کا یہ جواب سن کر ان کے پاس سے اٹھ آیا اور مجلس میں اپنی جگہ آ کر بیٹھ گیا لیکن تھوڑی دیر بعد حضرت علی مرتضیٰ نے دوبارہ مجھے اپنے قریب بلایا۔ جب میں ان کے قریب پہنچ گیا تو آہستہ سے مجھ سے کہا جاؤ اور جا کر دیکھو کیا کر رہے ہیں کیونکہ وہ روزانہ اس وقت سے پہلے یہاں آ جایا کرتا تھا۔ میں اس کے گھر پہنچا جہاں کوئی شخص موجود نہ تھا اس کے بعد میں ان لوگوں کے دوسرے مقامات پر گیا جہاں اس کے ساتھی جمع ہوتے تھے لیکن وہاں کوئی جواب دینے والا نہ تھا۔ میں مجبوراً واپس لوٹ آیا۔

حضرت علی مرتضیٰ نے مجھ کو دیکھ کر فرمایا کیا وہ لوگ اپنے گھروں میں امن و امان سے مقیم ہیں یا علیحدگی اختیار کر کے کوچ کر گئے ہیں۔

میں نے عرض کیا نہیں وہ یہاں سے کوچ کر گئے ہیں اور اس طرح انہوں نے کھلم کھلا بغاوت کی ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا اگر انہوں نے ایسا کیا ہے تو ان پر ہلاکت ہو جس طرح ثمود پر نازل ہوئی تھی۔ اگر انہیں نیزوں سے چھیدا جاتا اور تلواروں سے ان کی گردنیں ماری جاتیں تو یہ شرمندہ ہو جاتے آج شیطان نے ان کو گمراہ کر دیا ہے اور وہ بھی ان سے جدا ہو کر ان کا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے گا۔

خریت کا تعاقب

زیاد ابن خصفہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا ان کے جانے سے ہم کو کوئی نقصان نہیں کیونکہ اگر وہ ہمارے ساتھ بھی رہتے تو ہم کو ان کی وجہ سے رنج ہوتا اور اسی طرح ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا اور ان کے چلے جانے سے ہماری تعداد میں کوئی خاص کمی واقع ہوگی لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں وہ آپ کے [illegible] ساتھ [illegible] اس لیے مجھے ان کے تعاقب کی اجازت دیجئے تاکہ میں ان لوگوں کو پکڑ کر آپ کے پاس لے آؤں۔

حضرت علی مرتضیٰ نے زیاد سے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ لوگ کدھر گئے ہیں؟

زیاد: مجھے معلوم نہیں ہے۔ میں انہیں تلاش کروں گا اور نقش قدم پر ان کا تعاقب کروں گا۔

حضرت علی مرتضیٰ: اچھا جانتے ہو تو سنو یہاں سے نکل کر [illegible] پہنچے [illegible] اور [illegible] ان کے بعد حضرت علی مرتضیٰ نے عامل کے نام حکم تحریر کیا۔

عامل کو ہدایت

"کچھ لوگ یہاں سے بھاگ کر چھپ گئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ بصرہ کے علاقہ کی طرف گئے ہیں تو آپ اپنے شہر کے باشندوں سے ان کے بارے میں معلومات کرو اور اپنے علاقہ میں چاروں جانب جاسوس پھیلا دو اور ان کے بارے میں جو معلومات حاصل ہوں وہ مجھے لکھو۔"

زیاد بن خصفہ کی تقریر

زیاد بن خصفہ کہتے ہیں [illegible] وہاں پہنچ کر اپنے تمام [illegible] کو جمع کیا۔ خدا کی حمد و ثنا کی اور پھر کہا: امیر المومنین نے مجھے ایک ایسے کام کے لیے بلایا ہے جو ان کے نزدیک انتہائی اہم ہے اور مجھے اس سفر [illegible] جہاں تک [illegible] جماعت میں [illegible] ان کے نزدیک [illegible] سب سے [illegible] تم [illegible] ساتھ جنگ کے لیے چلو اور انتہائی [illegible] سے کام لو۔

زیاد کہتے ہیں کہ [illegible] تقریر [illegible] وقت ایک [illegible] امیر المومنین [illegible] نے [illegible] میں [illegible] دیا۔

قرظہ بن کعب کا خط

ابو مخنف نے [illegible] بیان کیا ہے کہ [illegible] امیر المومنین کی خدمت میں حاضر تھا۔ [illegible] قرظہ بن کعب الانصاری کی جانب سے ایک خط آیا [illegible] ہاتھ میں تھا

"[illegible] امیر المومنین [illegible] [illegible]"

دیکھیں تو ان سے [illegible] پوچھا کہ [illegible] قتل ہو [illegible] انہوں نے [illegible] اگر آپ ان [illegible] ہوں تو [illegible] سے [illegible] ان [illegible] جماعت کا دل [illegible] بات بیان [illegible] کی [illegible] مقامات میں [illegible] ہیں [illegible] ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ جواب تحریر فرمایا:

"تم نے ایک جماعت کا ذکر کیا ہے جس نے ایک مسلمان کو قتل کیا اور [illegible] تو یہ ایک ایسی جماعت ہے جسے شیطان نے ورغلا کر گمراہ کر دیا ہے اور یہ لوگ ان لوگوں کی طرح ہیں جو یہ گمان رکھتے ہیں کہ کوئی فتنہ پیدا نہ ہوگا اور خود اس فتنے میں اندھے اور بہرے بن چکے ہیں تو ان کو [illegible] ان کے اعمال کی [illegible] دیکھے گا قیامت کے دن ان کے اعمال کا [illegible] جائے گا [illegible] تم [illegible] قائم رہو اور [illegible] اس صورت میں تم اپنی اطاعت پر قائم رہو گے۔" والسلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زیاد بن خصفہ کے نام خط

ابو مخنف نے ابو الصلت الاعور التیمی کی روایت ابو سعید العقیصی کی سند سے عبداللہ بن وال کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیاد بن خصفہ کے نام ایک خط تحریر کیا اور مجھے دیا تو میں [illegible] عبداللہ بن وال کہتے ہیں کہ میں اس وقت بالکل نوجوان تھا خط میں تحریر تھا

"اما بعد! میں نے تمہیں یہ حکم دیا تھا کہ جب تک تمہارے پاس میرا حکم نہ پہنچے تم دیر ابی موسیٰ میں قیام کرنا اور میں نے یہ حکم اس لیے دیا تھا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ لشکر کس جانب کوچ کر رہا ہے۔ مجھے ابھی ابھی یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ مدائن کی جانب گئے ہیں تو ان کے پیچھے جاؤ اور ان سے سوال کرو کیونکہ ان لوگوں نے [illegible] میں سے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے قتل کر دیا ہے۔ جب تم ان کے پاس پہنچ جاؤ تو ان کو میرے پاس واپس لانے کی کوشش کرو اگر وہ واپس آنے سے انکار کریں تو ان سے مقابلہ کرنا، ان کے مقابلے میں اللہ سے مدد طلب کرنا کیونکہ ان لوگوں نے حق کو ترک کر دیا ہے اور ناحق خون ریزی کی اور راستوں کو پر خطر بنا دیا ہے۔" والسلام

عبداللہ بن وال کہتا ہے میں وہ خط لے کر چلا [illegible] تو میں نے [illegible] ابو [illegible] کیا آپ [illegible] تو [illegible] کے مقابلہ پر [illegible] جاؤں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بھتیجے خدا کی قسم مجھے یہی امید تھی کہ تم حق پر میرا مددگار اور ظالم قوم کے مقابلے میں میرا [illegible] ہو میں نے عرض کیا خدا کی قسم! اے امیر المومنین! ایسا ہی ہوگا اور آپ کی خواہش پوری ہوگی۔

ابن وال کہتا ہے خدا کی قسم! مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

ابن وال کہتا ہے کہ میں یہ خط لے کر ایک شریف [illegible] چار [illegible] گھوڑے [illegible] زیاد بن خصفہ کی طرف چلا اور میں نے جنگ کے ارادے سے [illegible] جب میں [illegible] پہنچا تو زیاد نے مجھ سے کہا میں تجھ سے بے پروا نہیں ہوں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

زیاد سے خریت کی گفتگو

[illegible]

[illegible]

خریت: [illegible]

زیاد: [illegible]

خریت: [illegible]

زیاد: تم نے اس مسلمان کو کیوں قتل کیا تھا؟

خریت: [illegible]

زیاد: اچھا تو ان قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دو۔

خریت: مجھے اس کا اختیار حاصل نہیں۔

زیاد: ایسا کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ سب کچھ کرنے والے تم ہی ہو۔

خریت: جواب وہی ہے جو تم ابھی ابھی سن چکے ہو۔

راوی کہتا ہے کہ اس پر ہم نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی اور خریت نے اپنے ساتھیوں کو پکارا۔ پھر ہم نے آگے بڑھ کر حملہ کیا خدا کی قسم! جب سے مجھے اللہ نے پیدا کیا ہے ایسی شدید جنگ میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پہلے تو ہم نے نیزے استعمال کیے لیکن لڑتے لڑتے وہ ٹوٹ کر بیکار ہو گئے تو ہم نے تلواریں کھینچ لیں جب وہ بھی لڑتے لڑتے ٹیڑھی ہو گئیں اور ہمارے اور ان کے اکثر گھوڑے بیکار ہو گئے اور طرفین کے اکثر لوگ زخمی ہو گئے۔ ہم میں سے دو شخص مقتول ہوئے ایک زیاد کا غلام جس کے ہاتھ میں جھنڈا تھا اور جسے سوید کہا جاتا تھا اور ایک لڑکا جس کا نام واقد بن بکر تھا۔ ہم نے ان کے پانچ شخص قتل کیے۔ لڑتے لڑتے رات ہو گئی جس کی وجہ سے جنگ بند ہو گئی زیاد بھی زخمی ہوئے اور میں بھی زخمی ہوا اور دونوں طرف برابر کی نصرت بھی باقی تھی۔

خریت کا فرار:

راوی کہتا ہے کہ رات ہو جانے کے بعد فریقین ایک دوسرے سے جدا ہو گئے میدان کے ایک جانب ہم نے قیام کیا وہ لوگ بھی کچھ رات تک دوسری جانب ٹھہرے رہے لیکن کچھ رات گزر جانے کے بعد انہوں نے راہ فرار اختیار کی ہم نے ان کا پیچھا کیا ان کی تلاش میں ہم بصرہ تک پہنچ گئے وہاں پہنچ کر ہمیں معلوم ہوا کہ وہ اہواز کی جانب نکل گئے ہیں۔ انہوں نے اہواز پہنچ کر اس کی ایک جانب قیام کیا کوفہ میں خریت کے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے تقریباً دو سو آدمی اس کے ساتھ آ کر مل گئے کیونکہ کوفہ میں رہتے ہوئے ان کی کوئی قوت نہ تھی اس لیے وہ کوفہ سے فرار ہو کر خریت کی تلاش میں نکلے اور اہواز پہنچ کر اس کی جماعت میں شامل ہو گئے اور وہیں اس کے ساتھ قیام کیا۔

زیاد کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام خط:

ان حالات کی اطلاع کے لیے زیاد بن خصفہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک خط تحریر کیا۔

"اللہ کے دشمن بنو ناجیہ سے ہماری مذار کے علاقہ میں ملاقات ہوئی ہم نے انہیں ہدایت اور کلمہ حق کی دعوت دی اور انہیں جماعت کے اختیار پر توجہ دلائی۔ لیکن انہوں نے حق کو قبول نہیں کیا اور گناہ کے ذریعہ عزت حاصل کرنے کو بہتر تصور کیا۔ شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لیے اچھا بنا کر دکھایا اور اس طرح انہیں راہ حق سے روکا انہوں نے ہمارے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ ہم بھی ان کی گھات میں لگے رہے۔ سورج ڈھلنے کے بعد ظہر کے وقت ہماری اور ان کی شدید ترین جنگ ہوئی ہم میں سے دو نیک آدمی شہید ہوئے اور دشمن کے پانچ آدمی مارے گئے جب جنگ بند ہوئی تو ہمارے اور ان کے لاتعداد لوگ زخمی ہو چکے تھے۔ جب رات ہوئی تو دشمن اہواز کی جانب بھاگ گیا۔ ہم بصرہ پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ دشمن اہواز کی ایک جانب میں قیام پذیر ہے اور ہم بصرہ میں زخمیوں کی مرہم پٹی میں مشغول ہیں اور آپ کے حکم کے منتظر ہیں"۔ والسلام

امدادی فوج کی روانگی:

جب یہ خط حضرت علی بنائنی کے پاس پہنچا تو انہوں نے اسے لوگوں کو پڑھ کر سنایا یہ سن کر معقل بن قیس نے کھڑے ہو کر عرض کیا:

"اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح کرے جن لوگوں کی مدد کے لیے آپ نے یہ دستہ روانہ کیا ہے کم از کم ان لوگوں کے مقابلہ میں اس قدر ضرور ہو کہ ایک شخص کے مقابلہ کے لیے دو مسلمان ہوں کہ جب ان سے مقابلہ ہو تو یہ ان کی جڑ پر اکھاڑ کر پھینک دیں اور اگر یہ برابر کی فوج ہوگی تو ان کا مقابلہ برابر کا ہوگا۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں اور جب مقابلہ برابر کا ہوتا ہے تو دونوں فریق بہت ثابت قدمی دکھاتے ہیں اور جنگ کا انجام معلوم نہیں ہوتا کہ ظاہر دونوں فریق برابر کا مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔"

حضرت علی بنائنی نے معقل سے مخاطب ہو کر کہا اچھا تو اب تم روانگی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ معقل بن قیس کوفہ کے دو ہزار آدمی لے کر چلے ان کے ساتھ یزید بن مغفل بھی تھے۔

حضرت علی بنائنی کا ابن عباس بنائنی کے نام حکم نامہ:

ابن قیس کے بعد حضرت علی بنائنی نے حضرت عبداللہ بن عباس بنائنی کو ایک خط تحریر فرمایا:

"تم اپنی جانب سے ایک آدمی روانہ کرو جو بہادر ہو اور جنگ میں مشہور ہو اور اس کے ساتھ ایک بڑا لشکر بھیجو اور اسے حکم دو کہ وہ معقل کے لشکر سے جا کر مل جائے جب تک یہ لشکر بصرہ کے علاقہ میں رہے گا اپنی فوج کا امیر ہوگا اور جب معقل کے پاس پہنچ جائے گا تو پھر دونوں لشکروں کا امیر معقل ہوگا اس شخص پر لازم ہوگا کہ وہ معقل کی بات سنے اور اس کی اطاعت کرے اور کسی بات میں اس کی مخالفت نہ کرے اور زیاد بن خصفہ کو لکھ دیجئے کہ تمہیں اس نے کیا بہتر کیا ہے اور آپ نے کیا ایک اچھا آدمی ہے اور اس نے قتال بھی اچھا کیا تھا۔"

حضرت علی بنائنی کا زیاد کے نام خط:

ابو مخنف نے ابو الصلت التیمی کے ذریعے ابو سعید العقیلی کے یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی بنائنی نے زیاد بن خصفہ کو یہ ایک خط تحریر فرمایا:

"اما بعد! تمہارا خط مجھے موصول ہوا تم نے ناجی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جو تحریر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے سامنے خوش نما کر کے پیش کیا ہے اور وہ اندھے بنے ہوئے ہیں اور پھر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ کوئی بہتر کام کر رہے ہیں تم نے جو خبر دی ہے اور اس کے ساتھیوں کو جو دیکھا ہے وہ مجھے معلوم ہو گئی اور تم نے اچھا امتحان دیا کیونکہ تمہاری کوشش اللہ کے لیے ہے اور اس کا بدلہ بھی اللہ کے ذمہ ہے کیونکہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ سب ختم ہو جائے گا اور جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ باقی رہے گا اور ہم ان لوگوں کو جو صبر سے کام لیتے ہیں ان کے اچھے اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے ان سے تمہارا مقابلہ ہوا ہے ان کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ حق سے نکل کر گمراہی میں جا رہے ہیں اور یہ لوگ بے پروائی کا برتاؤ کر رہے ہیں۔ ان کو

> [illegible]

لوگوں کا خراج سے انکار

[illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف عام خلفشار

[illegible]

معقل بن قیس کی روانگی

[illegible]

> [illegible]

[illegible]

[illegible]

> [illegible]

جا کر ان کے ہم وطنوں کا ارادہ رکھتے ہیں اس لیے تم لوگ اپنی زمین کے دشمنوں کے مقام پر چلے جاؤ اور پیچھے کی طرف نہ ہٹو ان کی تعداد بہت
مختصر ہے مجھے صرف امید ہے کہ وہ تمہارے مقابلے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے ان شاء اللہ تم غالب رہو گے۔

اس پر سب نے جواب دیا اللہ کی قسم ہم نے اسی طرح سوچا تھا جیسا کہ آپ نے ہدایت کی ہے آپ کی رائے نہایت صائب ہے۔ مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ آپ کے ذریعے سے ہماری امداد فرمائے گا اور ہمیں فتح دے گا کیونکہ ان کو قتل کرنا بڑی عبادت اور بھلائی کا کام ہے۔

اس کے بعد معقل نے بسر بن ... کو حکم دیا اور کہا اللہ کی برکت پر چلو۔ ان لوگوں نے کوچ کیا۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم معقل میرے ساتھ نہایت عزت اور محبت سے پیش آتا اور تمام لشکر میں کسی کو میرے برابر نہ سمجھتا تھا۔ کوئی قریبی مجھ سے کہتا تھا تم نے کتنی تجربات کی ہے کوئی بہ ... خدا کی قسم تو نے سچ کہا اور بہت عمدہ بات کہی۔ پھر کیا میرے ساتھ ... خدا اطلاع دی تھی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا معقل کے نام خط:

راوی کہتا ہے ابھی ہم نے ایک ہی روز کا سفر کیا تھا کہ ہمارے پاس قاصد پہنچا جو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا خط لے کر آیا تھا اس میں تحریر تھا

> ''اما بعد! اگر میرا قاصد تمہارے پاس اس منزل پر پہنچے جہاں تم ٹھہرے ہوئے ہو اور وہاں سے کوچ کر چکے ہو تو جس جگہ بھی میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تو اس سے آگے نہ بڑھو اور وہیں قیام کرو تا آنکہ وہ لشکر تمہارے پاس پہنچ جائے جو میں نے یہاں سے روانہ کیا ہے میں نے تمہاری مدد کے لیے خالد بن معدان الطائی کو لشکر دے کر بھیجا ہے اور وہ نیک اور دیندار لوگوں میں سے ہے اور اچھا جنگجو اور انتہائی بہادر شخص ہے تم اس کی بات غور سے سننا اور اس سے اچھی طرح پیش آنا۔ والسلام''

جنگ کی تیاریاں:

معقل نے یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور اللہ کی حمد و ثنا کی کیونکہ لوگ اس بات سے پریشان تھے پھر ہم لوگوں نے وہیں قیام کیا حتیٰ کہ خالد بن معدان طائی اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا اور ہمارے امیر کے پاس آ کر باقاعدہ طور پر سلام کیا اور دونوں لشکر ایک جگہ جمع ہو گئے۔

پھر ہم لوگ خوارج کی تلاش میں نکلے وہ لوگ رامہرمز کے پہاڑوں پر چڑھ گئے تھے اور ایک قلعہ میں گھس جانا چاہتے تھے کہ اس شہر کے لوگوں نے ان کی نقل و حرکت اور ارادوں سے ہمیں مطلع کیا ہم ان کے پیچھے پیچھے رہے جب ہم ان کے قریب پہنچے تو وہ پہاڑ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ہم نے صف بندی کی اور ان کی جانب بڑھے اور معقل نے اپنی فوج کو ترتیب دیا میمنہ پر یزید بن المغفل اور میسرہ پر منجاب بن راشد الضبی کو مقرر کیا منجاب اہل بصرہ کے لشکر میں شامل تھا۔

خریت بن راشد الناجی نے عربوں پر مشتمل اپنے ساتھیوں کو میمنہ میں رکھا اور کردوں اور غیر مسلموں میں سے قرآن کے منکرین جو ان کے ساتھ تھے انہیں میسرہ میں متعین کیا۔

معقل کا خطبہ:

راوی کہتا ہے کہ جب فوجوں کو ترتیب دیا جا چکا تو معقل نے ادھر سے ادھر تک ایک چکر لگایا۔ اس نے لشکریوں سے مخاطب ہو کر کہا:

"اے اللہ کے بندو! تم دشمن کی جانب اپنی نگاہیں نہ اٹھاؤ بلکہ نگاہیں نیچی رکھو۔ بات کم کرو اور نیزہ زنی اور شمشیر زنی کو اپنا مقصد سمجھو۔ ان سے جنگ کرنے میں تم اپنے لیے بشارت سمجھو کیونکہ تم ان لوگوں سے جنگ کر رہے ہو جو دین سے خارج ہو چکے ہیں۔ تمہارے مقابل وہ باغی، شکاری اور کرد ہیں جنہوں نے خراج دینے سے انکار کر دیا ہے۔ تم میری جانب دیکھتے رہو جب میں حملہ کروں تو تم بھی ایک فرد واحد کی طرح سخت حملہ کرنا۔"

فریقین کی جنگ:

معقل ہر صف کے سامنے آ کر یہی تقریر کرتا تھا کہ جب تمام لوگوں کو اپنا پیغام پہنچا چکا تو قلب لشکر میں درمیان لشکر میں آ کر کھڑا ہو گیا اور ہم یہ دیکھتے رہے کہ وہ کیا کرتا ہے اس نے اپنی جھنڈی کو دو بار حرکت دی تھی کہ ہم اگر تیسری بار بھی وہ حرکت دیتا تو انہیں پشت پھیر کر بھاگنا ہوگا۔ ہم نے دشمن کے لشکر میں سے خارجیوں کے ستر آدمیوں کو قتل کر ڈالا تھا اور تین سو کے قریب شکاریوں اور کردوں کو قتل کیا تھا۔

کعب بن فقیم کہتا ہے کہ اس جنگ میں جو عرب مارے گئے تھے ان میں میرا دوست مدرک بن ریان بھی شامل تھا۔ اور خریت بن راشد شکست کھا کر ساحل سمندر کی جانب بھاگ گیا تھا۔ وہاں اس کی قوم کے بہت سے لوگ رہتے تھے وہ ان کے پاس پہنچ کر مقیم ہو گیا اور انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ابھارتا رہا۔ وہ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑنے پر اکساتا رہا اور انہیں یہ کہتا تھا کہ اصل ہدایت یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی جائے جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ اس کی قوم کے بہت سے لوگ اس کے مطیع ہو گئے۔

فتح کی خوشخبری:

"معقل بن قیس نے اس فتح کے بعد اہواز میں قیام کیا اور فتح کی خوشخبری لکھ کر میرے ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کی اور میں ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط لے کر معقل کے پاس آیا تھا۔ خط میں تحریر تھا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے بندے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے نام معقل بن قیس کی جانب سے۔ آپ پر سلام ہو۔ میں آپ کے سامنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اما بعد! ہم حملہ آور لوگوں سے جو ہمارے مقابلے میں مشرکین کو بھی ساتھ لے کر آئے تھے ہم نے انہیں پالیا اور ہم نے انہیں عاد و ثمود کی طرح قتل کیا۔ اور ان کو قتل میں ہم نے آپ کی عادت و طریقے سے تجاوز نہیں کیا۔ نہ کسی بھاگتے ہوئے کو قتل کیا اور نہ قیدی کو اور نہ ہم نے ان کے کسی زخمی پر ہاتھ ڈالا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اور مسلمانوں کی مدد فرمائے اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔"

کعب بن فقیم کہتا ہے کہ میں یہ خط لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یہ خط پڑھ کر سنایا اور ان سے مشورہ طلب کیا تو تمام لوگ اس پر متفق ہو گئے کہ آپ معقل بن قیس کو تحریر فرمائیں کہ وہ اس فاسق کا پیچھا ہرگز نہ چھوڑے تاوقتیکہ اسے قتل نہ کر دیا جائے یا اسے جلاوطن کر دیا جائے کیونکہ جب تک یہ زندہ موجود رہے گا لوگوں کو آپ کے خلاف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہنے لگے اس سے بہتر تو وہی دین تھا جس کو ہم نے چھوڑا تھا اور جس دین پر یہ لوگ ہیں اس سے زیادہ باعث تعجب تو وہ دین ہے جس میں جانیں بچائی جاتی تھیں یہ کیسا دین ہے جو آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانے سے بھی نہیں روکتا اس دین میں تو راہیں کھلی ہیں اور نہ یہ دین ایک دوسرے کا مال چھیننے سے روکتا ہے۔ اس بات پر ان لوگوں نے دوبارہ دین نصرانیت قبول کر لیا۔

خریت نے ان مرتدین سے کہا۔ تمہیں معلوم ہے کہ جو شخص دین چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو اور پھر دوبارہ نصرانی بن جائے علی ؓ کا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ خدا کی قسم علی ؓ ایسے لوگوں کی نہ کوئی بات سنیں گے اور نہ کوئی عذر قبول کریں گے۔ نہ ان کی توبہ قبول کریں گے اور نہ دوبارہ اسلام کی دعوت دیں گے بلکہ ان کا حکم تو یہ ہوگا کہ ایسے لوگوں کو اسی وقت قتل کر دیا جائے۔

اس طرح خریت ہر ایک فریق کو دھوکہ دے کر اپنے ساتھ ملاتا رہا اور بنو ناجیہ اور جتنے لوگ ان کے گرد و نواح میں آباد تھے سب اس کے ساتھ ہو گئے۔ اور اس کے جھنڈے کے نیچے بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔

سرکشوں کا باہمی اختلاف:

علی بن محمد ابن الحسن الازدی نے عبدالرحمن ابن سلیمان، عبدالملک ابن سعید بن ثابت ابن عمرو الازدی کی سند سے ابو الطفیل کا یہ بیان ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں بھی اس لشکر میں شامل تھا جسے حضرت علی ؓ نے بنو ناجیہ کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا وہ کہتے ہیں کہ جب ہم بنو ناجیہ کے پاس پہنچے تو ہم نے انھیں تین ٹولیوں میں بٹا ہوا پایا۔

ہمارے امیر معقل نے ان میں سے ایک جماعت سے سوال کیا۔ تم کون ہو؟ انھوں نے جواب دیا ہم نصرانی ہیں۔ ہم اپنے دین سے کسی دین کو افضل نہیں سمجھتے اس لیے اپنے دین پر قائم ہیں معقل نے انھیں جواب دیا اچھا تو تم علیحدہ ہو جاؤ۔

معقل نے دوسرے فریق سے سوال کیا۔ تم کون لوگ ہو؟ انھوں نے جواب دیا ہم پہلے عیسائی تھے بعد میں اسلام لائے اور اب اسلام ہی پر قائم ہیں۔ معقل نے ان سے کہا اچھا تم بھی علیحدہ ہو جاؤ۔

مرتدین کا قتل:

تیسرے فریق سے سوال کیا گیا تم کون ہو؟ انھوں نے جواب دیا ہم اول عیسائی تھے پھر اسلام لائے لیکن اب ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے پہلے دین سے افضل کوئی دین نہیں اس لیے ہم پھر عیسائی بن گئے ہیں۔ معقل نے ان سے کہا اچھا اب تم اسلام لے آؤ انھوں نے انکار کیا معقل نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب میں اپنے سر پر تین بار ہاتھ پھیروں تو تم ان تیسرے مرتد فریق پر فوراً حملہ کر دو ان میں سے ان لوگوں کو قتل کر دو جو لڑنے کے قابل ہیں اور بچوں کو قید کر لو۔ الغرض جنگ کے بعد بچے قید کر کے حضرت علی ؓ کی خدمت میں پیش کیے گئے جنہیں مصقلہ نے حضرت علی ؓ سے دو لاکھ درہم میں خرید لیا اس کے بعد مصقلہ نے ایک لاکھ درہم پیش کیے لیکن حضرت علی ؓ نے آدھی رقم لینے سے انکار کر دیا مصقلہ ان تمام لوگوں کو آزاد کر کے اور دوسرے دن بھاگ گیا اور امیر معاویہ ؓ کے ساتھ شامل ہو گیا۔ لوگوں نے حضرت علی ؓ سے کہا آپ ان غلاموں کو کیوں نہیں پکڑ لیتے۔ حضرت علی ؓ نے اس سے انکار فرمایا اور ان لوگوں سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔

حضرت علی ؓ کا معقل کے نام خط:

ابو مخنف نے حارث بن کعب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب مرتدین کی جنگ سے فارغ ہو کر معقل ہمارے پاس پہنچے تو انہوں

[illegible]

تک پہنچ گیا اور معقل کے سامنے کھڑے ہو کر کہا:

"اے مسلمانو! آج تم نے [illegible] فضیلت اور جو ثواب بھی حاصل [illegible] تم [illegible]
جنہوں نے [illegible] کا انکار کیا ہے، اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گئے ہیں [illegible]
علم اور تقویٰ کے باعث [illegible] اپنی جانوں [illegible] آج [illegible]
کا اجر [illegible] خدا [illegible] فتح [illegible] جنت سے [illegible] گا۔"

معقل بن قیس کے ساتھ [illegible] تمام [illegible] قتل ہو گیا۔

جنگ کی ابتداء اور اس کا انجام:

پھر اس نے [illegible] معقل [illegible] حملہ کیا اور بہت دیر تک [illegible] ثابت قدمی سے ان سے جنگ [illegible] ہاتھ [illegible] اس کے بعد معقل نے [illegible] اپنے [illegible] حملہ [illegible] جنگ کی [illegible] اس کے بعد معقل نے [illegible] دونوں [illegible] حملہ [illegible] معقل نے اپنے [illegible]
اور وہ بھی مارا گیا۔

خریت کا قتل:

نعمان بن صہبان [illegible] نے خریت [illegible] سے [illegible] اور اس کے بعد نعمان [illegible] خریت [illegible] نعمان نے خریت کو قتل کر دیا [illegible]
ایک سو ستر آدمی مارے گئے اور باقی [illegible] بھاگ گئے۔

معقل نے ان کے [illegible] لوگوں [illegible] معقل [illegible] عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا [illegible] کے بعد [illegible] مسلمان [illegible] معقل [illegible] دیا گیا [illegible] مرتد ہو گئے تھے ان پر اسلام پیش [illegible] اسلام [illegible] معقل [illegible]

رماحس کا قتل:

ان میں سے صرف ایک بوڑھے نصرانی نے اسلام لانے سے انکار [illegible] رماحس بن منصور [illegible]
مجھے [illegible] سے [illegible] اپنی غلطی [illegible] اپنے [illegible] دین [illegible]
معقل نے آگے بڑھ کر اس کی گردن اڑا دی۔ اس کے بعد معقل نے تمام [illegible] کے [illegible] مال [illegible] قوم [illegible]
[illegible] مسلمانوں [illegible] معقل [illegible]

قرض وصول کیا۔ جب یہ لوگ روانہ ہونے لگے تو اس علاقہ کے مسلمان انہیں رخصت کرنے کے لیے ان کے پیچھے پیچھے چلے۔ معقل نے انہیں واپس ہونے کا حکم دیا۔ جب یہ لوگ رخصت ہونے لگے تو سب نے معقل سے مصافحہ کیا اور رونے لگے۔ وہاں کے تمام مرد و عورت ان مسلمانوں کی واپسی پر رو رہے تھے۔ معقل کا قول ہے خدا کی قسم! جتنی مہربانی آج میں نے ان پر کی ہے اس سے پہلے کبھی کسی پر نہ کی تھی اور نہ اس کے بعد کی ہوگی۔

فتح کی خوشخبری:

اس کے بعد معقل بن قیس نے حضرت علی بن ابی طالب کو فتح کی خوشخبری تحریر کر کے بھیجی:

"میں امیر المومنین کو ان کے لشکر اور ان کے دشمنوں کے بارے میں مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ اپنے دشمنوں سے مقابلہ پر ساحل سمندر پر پہنچے جو مختلف قبائل پر مشتمل تھے ان کی تعداد بھی کافی سے زیادہ تھی اور یہ سب لڑنے پر آمادہ تھے اور یہ سب لوگ ہمارے مقابلہ پر متفق تھے وہ ہمارے خلاف جنگی تیاریاں کر رہے تھے ہم نے انہیں امیر کی اطاعت اور جماعت کا ساتھ دینے کی دعوت دی اور انہیں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کے حکم کی جانب بلایا میں نے انہیں امیر المومنین کا خط پڑھ کر سنایا اور ان کے سامنے امان کا جھنڈا بلند کیا ان میں سے ایک جماعت نے ہماری بات کو قبول کیا اور دوسری جماعت مقابلہ پر قائم رہی جو ہم سے جنگ کرنے پر آمادہ تھی ہم نے ان کا عذر قبول نہیں کیا اور ہم مقابلہ پر آمادہ ہو گئے ہم نے ان سے جنگ شروع کی پس اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی اور ہماری مدد فرمائی ان میں سے جو مسلمان تھے ہم نے ان پر احسان کیا امیر المومنین کی ان سے بیعت لی اور جو زکوٰۃ ان کے ذمہ تھی وہ وصول کی اور جو لوگ مرتد ہو گئے تھے ان پر دوبارہ اسلام پیش کیا گیا تھا انکار کیا تو ہم نے قید کیا اور ان پر خراج مقرر کیا سوائے ایک آدمی کے ہم امید رکھتے ہیں کہ اور ذریعے سے کمی نکال دیں گے اور ہم کبھی اہل قبلہ سے قتال نہ کریں گے یہ سب عیسائی اور پیچھے رہ جانے کے لوگ تھے اے امیر المومنین اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے اور آپ کے لیے جنت کو واجب کرے۔" والسلام علیک

مصقلہ کے مظالم اور غداری:

پھر معقل اپنے ساتھیوں کو واپس لے کر چلا راستہ میں اس کا گزر مصقلہ بن ہبیرۃ الشیبانی کے پاس سے ہوا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے اردشیر خرہ کا عامل تھا۔ یہ قیدی سب کے سب پانچ سو آدمی تھے اور مصقلہ کی قوم سے تھے اس لیے ان قیدیوں کی عورتیں اور بچے روتے ہوئے اور چلاتے ہوئے مصقلہ سے کہنے لگے اے ابو الفضل! اے اپنی قوم کے مردوں کا بار اٹھانے والے اور ان کی جانوں کے آزاد کرنے والے ہم پر آپ یہ احسان کریں کہ ہمیں آپ خرید کر آزاد کر دیں۔

مصقلہ نے کہا خدا کی قسم میں ان لوگوں پر صدقہ کروں گا کیونکہ اللہ صدقہ کرنے والوں کو جزا دیتا ہے جب مصقلہ کے یہ تمام حالات معقل کو معلوم ہوئے تو اس نے کہا خدا کی قسم اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ یہ بات مصقلہ نے ان لوگوں کی ہمدردی اور انہیں چھڑانے کے لیے کی ہے تو میں ضرور قتل کر دیتا خواہ ان لوگوں میں تمام اور ان کے کنبے ہوتے۔

اس کے بعد مصقلہ نے ذہل بن الحارث الذہلی کو معقل بن قیس کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ یہ لوگ جو آپ کے پاس قیدی ہیں انہیں ایک لاکھ میں فروخت کر دیجئے۔ معقل نے اسے قبول کیا اور یہ قیدی اس کے پاس بھیج دیے گئے اور کہلوا دیا یہ مال فوراً

امیر المومنین کے پاس روانہ کر دو۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ میں نے یہ مال روانہ کر دیا تھا اور کچھ بعد میں روانہ کروں گا اور ان شاء اللہ میں ان سے جلد ہی لے لوں گا۔

اس کے بعد مصقلہ بن ہبیرہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور حضرت مصقلہ کے ساتھ جو لوگ آئے تھے وہ سب امیر المومنین سے بیان کرتے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے بہت عمدہ اور بہتر کام کیا۔ کافی دن تک حضرت علی رضی اللہ عنہ مصقلہ کے مال کا انتظار کرتے رہے۔ بعد میں انہیں یہ اطلاع ملی کہ مصقلہ نے تو ان قیدیوں کو چھوڑ دیا ہے اور ان سے ان کی آزادی پر اس نے کوئی مال وغیرہ بھی طلب نہیں کیا۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ مصقلہ نے اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھا لیا ہے میرا خیال ہے کہ اب تم لوگ اسے ادا نہ کرتے ہوئے دیکھو گے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے ایک خط لکھ کر بھیجا:

"سب سے بڑی خیانت امت کی خیانت ہے اور سب سے بڑا کینہ یہ ہے کہ امام کو دغا دیا جائے اور مال تم سے لیا جائے گا۔ تیرے ذمہ مسلمانوں کے مال میں سے پانچ لاکھ کا حق باقی ہے جب تم یہ خط پڑھو تو میرے قاصد کے ساتھ روانہ کر دو ورنہ میرا خط پڑھتے ہی میرے پاس پہنچ جاؤ کیونکہ میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہیں اپنے ساتھ لے کر آئے یا تم فوراً مال بھیج دو۔" والسلام علیک

مصقلہ کا مال کی ادائیگی سے گریز

چنانچہ قاصد جس کا نام ابو جرۃ الحنفی تھا جب مصقلہ کے پاس پہنچا تو اس نے مصقلہ سے کہا کہ یا تو اسی وقت یہ مال ادا کرو ورنہ میرے ساتھ امیر المومنین کے پاس چلو۔ مصقلہ نے یہ خط پڑھا اور بصرہ آ کر مقیم ہو گیا ابھی اسے وہاں قیام کیے چند ہی روز گزرے تھے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے مال کا مطالبہ کیا اور دستور یہ تھا کہ بصرہ کے متعلق کے تمام حکام اپنی آمدنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا کرتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجتے۔ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے مال کا مطالبہ کیا تو اس نے چند روز کی مہلت مانگی جب وہ مہلت پوری ہو گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے چند روز کی مہلت طلب کی لیکن جب یہ مہلت بھی گزر گئی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے پھر مال کا مطالبہ کیا اس نے مجبور ہو کر دو لاکھ درہم ادا کیے باقی کے ادا کرنے سے عاجز آ گیا۔

مصقلہ کا فرار

ابو مخنف نے ابو الصلت الاعور کے ذریعہ ذہل بن الحارث کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مصقلہ نے اپنی قوم کو دعوت دی مجھے طلب کیا اس وقت اس نے میرے رات کا کھانا پیش کیا تھا ہم نے بھی اس کے ساتھ کھانا کھایا کھانے سے فراغت کے بعد اس نے ہم لوگوں سے کہا خدا کی قسم! امیر المومنین مجھ سے اس مال کا مطالبہ کر رہے ہیں دو لاکھ مجھ پر ہیں ان کے ادا کرنے کی قدرت نہیں۔

میں نے اس پر جواب دیا خدا کی قسم! اگر تم ادا کرنا چاہتے تو ایک ہفتہ کی مدت میں ادا کر کے سب جمع کر دیتا۔

کہنے لگا: میں اس کا بوجھ اپنی قوم پر نہیں ڈالوں گا اور نہ ان میں سے کسی سے بھی ایک پیسہ کا مطالبہ کروں گا۔ خدا کی قسم! اگر ہند کا بیٹا معاویہ یا عثمان رضی اللہ عنہ کا بیٹا مجھ سے یہ مطالبہ کرتا تو وہ میری حالت دیکھ کر یہ مجھے چھوڑ دیتا۔ کیا تم نے ابن عفان رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے ہر سال اشعث کو آذربائیجان کا ایک لاکھ کا خراج کھلا دیا۔

ذہل: لیکن یہ امیر اس مال کے معاف کرنے والا نہیں ہے اور خدا کی قسم تم نے جو کچھ رکھا ہے اس میں سے کچھ چھوڑنے والا نہیں ہے۔

میرے اس جواب سے وہ خاموش ہو گیا اور میں بھی خاموش رہا۔ اس گفتگو کو ابھی ایک رات بھی نہ گزری تھی کہ وہ بھاگ کر شام چلا گیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مل گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی تو انہوں نے فرمایا اللہ اسے خوش نہ رکھے کہ اس نے کام تو سرداروں جیسا کیا تھا لیکن غلاموں کی طرح بھاگ گیا اور فاجروں کی طرح خیانت کی۔ خدا کی قسم! اگر وہ یہاں مقیم رہتا اور مال کی ادائیگی سے عاجز ہو جاتا تو ہم اس سے زیادہ کچھ نہ کرتے کہ اسے جیل میں بند کر دیتے اور اس کے پاس مال نظر آتا تو لے لیتے اور اگر اس کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا تو اسے چھوڑ دیتے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے گھر کی طرف گئے اور اسے تڑوا کر زمین کے برابر کر دیا۔

حکومت کی رشوت:

مصقلہ کا ایک بھائی نعیم ابن ہبیرہ تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شیعہ اور ان کا ہمدرد تھا۔ مصقلہ نے شام سے ایک خط لکھا اور بنو تغلب کے ایک عیسائی کے ہاتھ جس کا نام حلوان تھا اس کے پاس روانہ کیا۔ خط میں تحریر تھا

"میں نے تمہارے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی تھی انہوں نے تیرے لیے حکومت و عزت اکرام کا وعدہ کیا۔ تم میرا قاصد پہنچتے ہی میرے پاس پہنچ جاؤ۔" والسلام

اس قاصد کو مالک بن حبیب یربوعی نے پکڑ لیا اور اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا اور آپ نے اس سے خط وصول کیا اور حکم دے کر اس عیسائی کا ہاتھ کاٹ ڈالا جس سے وہ مر گیا۔

نعیم کا جواب:

نعیم نے اپنے بھائی مصقلہ کو جواب میں یہ اشعار تحریر کیے

لَا تَرْمِيَنَّ هَدَاكَ اللّٰهُ مُعْتَرِضًا   بِالظَّنِّ مِنْكَ فَمَا بَالِي وَحُلْوَانَ

ترجمہ: "خدا تجھے ہدایت دے تو بے خوف ہو کر حلوان جیسے شخص کو نہ بھیجا کر۔

ذَاكَ الْحَرِيصُ عَلَى مَا نَالَ مِنْ طَمَعٍ   وَهُوَ الْبَعِيدُ فَلَا يَحْزُنْكَ إِذْ خَانَا

ترجمہ: اسے جو بھی مال مل سکتا ہے وہ ہر وقت اس کا حریص رہتا ہے اگر وہ دور چلا گیا تو اس کی خیانت سے غمگین نہ ہو۔

مَاذَا أَرَدْتَ إِلَى إِرْسَالِهِ سَفَهًا   تَرْجُو سِقَاطَ امْرِئٍ لَمْ يُلْفَ وَسْنَانَا

ترجمہ: تم نے اسے بھیج کر جو بیوقوفی کی ہے اس سے تمہارا کیا مقصد تھا تم کو ایک ایسے شخص سے گراوٹ کی امید تھی جو غافل نہیں۔

عَرَّضْتَهُ لِعَلِيٍّ إِنَّهُ أَسَدٌ   يَمْشِي الْعِرَضْنَةَ مِنْ آسَادِ خَفَّانَا

ترجمہ: تو نے اسے علی رضی اللہ عنہ کے بالمقابل بھیجا وہ تو زبردست شیروں میں سے ایک شیر ہیں جو میدان میں جھپٹتے ہیں۔

قَدْ كُنْتَ فِي مَنْظَرٍ عَنْ ذَا وَمُسْتَمَعٍ   تَحْمِي الْعِرَاقَ وَتُدْعَى خَيْرَ شَيْبَانَا

ترجمہ: تو عراق کی آنکھوں اور کانوں سے حفاظت کرتا تھا اور تو شیبان کے بہترین پکارے گئے ہیں۔

حَتَّى تَقَحَّمْتَ أَمْرًا كُنْتَ تَكْرَهُهُ   لِلرَّاكِبِينَ لَهُ سِرًّا وَإِعْلَانَا

ترجمہ: تو نے ایک [illegible] کا سا کام کیا [illegible] غلاموں کی طرح [illegible] بھاگ گیا

[illegible]

ترجمہ: اگر تو بھی [illegible] قوم [illegible] ہمارے دشمنوں [illegible]

[illegible]

ترجمہ: لیکن تم [illegible] کی [illegible] دیکھ کر [illegible] سے [illegible]

[illegible]

ترجمہ: اب تم ندامت [illegible]

[illegible]

ترجمہ: اب [illegible] سے [illegible] کرے گا [illegible]۔"

مصقلہ کا فرار

جب یہ خط مصقلہ کو ملا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کا [illegible] ہو گیا ہے اور چند قیدیوں کے علاوہ سب لوگ ان کے آدمی کی [illegible] کی اطلاع [illegible] مصقلہ کے پاس پہنچے اور بولے کہ ہمارے آزاد [illegible] تم نے وعدہ کیا تھا [illegible] کا [illegible] اور مصقلہ [illegible] ان کا [illegible] اس کے بعد مصقلہ نے فرار اختیار کیا۔

خریت کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے

ابو مخنف نے عبدالرحمن بن جندب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بنو ناجیہ اور ان کے امیر خریت کے قتل کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا: اس کی ماں اس کو روئے، یہ شخص کتنا کم عقل، نادان اور [illegible] تھا اور اس کے مقابلے میں کتنا جری تھا۔ اس نے ایک بار مجھ سے کہا تھا کہ آپ کے ساتھیوں میں کچھ ایسے افراد موجود ہیں جن کے بارے میں مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ آپ کو چھوڑ دیں گے؟ آپ کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟

میں نے اسے جواب دیا کہ میں تہمت پر کسی سے مواخذہ نہیں کرتا اور نہ بدگمانی پر کسی کو سزا دیتا ہوں۔ میں اس وقت تک کسی سے جنگ کرتا ہوں جب تک وہ میری مخالفت نہ کرے اور مجھ سے قطع تعلق، بغاوت اور عداوت کا اظہار نہ کرے۔ میں اس وقت بھی اس سے جنگ نہ کروں گا جب تک پہلے اسے دعوت کے ذریعے اتمام حجت نہ کر دوں اور اس کے لیے عذر کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔ اگر اس نے اپنی غلطی سے توبہ کی اور ہماری بات سے رجوع کیا تو ہم اس کی توبہ قبول کر لیں گے وہ ہمارا بھائی ہوگا اور اگر وہ سوائے جنگ کے کوئی بات قبول نہ کرے گا اور ہم سے جنگ پر آمادہ ہوگا تو ہم اس کے مقابلے میں اللہ سے مدد طلب کریں گے اور اسے اس کی مخالفت کا بدلہ چکھا دیں گے۔

اس کے بعد خریت نے [illegible] سے [illegible] گفتگو نہیں کی اور [illegible] دوبارہ میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ مجھے ڈر ہے کہ عبداللہ بن وہب راسبی اور زید بن حصین الطائی آپ کے خلاف ضرور کوئی فتنہ کھڑا کریں گے۔ کیونکہ میں نے [illegible] کی باتیں کرتے

ہے کہ اگر آپ [illegible] تو آپ [illegible] کے [illegible]
[illegible] آپ [illegible] کے لیے [illegible] ہے۔

میں نے ان سے سوال کیا [illegible] میں [illegible] مجھے [illegible] ہے۔

فرمایا [illegible] انہوں نے کہا کہ آپ ان [illegible] کو [illegible] قتل نہیں کر دیتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ [illegible] قتل [illegible] میں نے اسے جواب دیا خدا کی قسم میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم قتل [illegible] بخدا [illegible] اگر میں ان لوگوں کو قتل کر دوں تو تو مجھ سے [illegible] کرے گا۔ [illegible] علی رضی اللہ عنہ سے [illegible] ان کا [illegible] کی صورت [illegible] حلال نہیں [illegible] انہوں نے [illegible] ہم سے جنگ کی اور تمہاری اطاعت سے انہوں نے انکار کیا۔

قثم ابن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج:

اس سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے قثم بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا جیسا کہ [illegible] نے [illegible] کے ذریعہ [illegible] سے نقل کیا ہے اور قثم اور [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے مکہ کے عامل تھے یمن کی [illegible] ان کے دوسرے بھائی عبید اللہ بن عباس [illegible] کے سپرد تھی اور تیسرے بھائی عبد اللہ بن عباس بصرہ کے گورنر تھے۔

خراسان پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عامل ایک روایت کے مطابق خلید ابن قرہ یربوعی تھے اور دوسری روایت کے مطابق عبد الرحمن ابن ابزی خزاعی تھے۔ شام و مصر پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جانب سے متعین کردہ حکام تھے۔

* * *

باب ٢١

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقبوضات پر شامی لشکروں کے حملے

۳۹ھ کے واقعات

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا عین التمر پر حملہ:

علی بن محمد بن عوانہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو دو ہزار لشکر دے کر عین التمر کی جانب بھیجا جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے مالک بن کعب مقیم تھے اور ان کے ساتھ ایک ہزار لشکر تھا۔ یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اسلحہ خانہ تھا۔ مالک بن کعب نے اپنے ساتھیوں کو اجازت دے دی کہ تم جانا چاہو تو چلے جاؤ۔ اس پر ان کے سب ساتھی ان کو چھوڑ کر کوفہ بھاگ گئے اور ان کے ساتھ صرف سو آدمی باقی رہ گئے۔

مالک نے یہ تمام حالات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھ کر روانہ کیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو طلب فرمایا اور ان کو جنگ پر جانے کا حکم دیا لیکن ان ساتھیان علی رضی اللہ عنہ میں سے ایک شخص بھی جنگ پر جانے پر آمادہ نہ ہوا۔

ادھر مالک بن کعب اپنے سو آدمیوں کو لے کر نعمان رضی اللہ عنہ کے مقابل ہوئے۔ نعمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو ہزار کا لشکر تھا۔ مالک نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ شہر کی دیواروں کو اپنے پیچھے رکھ کر جنگ کریں۔ ان کے علاوہ مالک بن کعب نے مخنف بن سلیم ازدی کو امداد کے لیے خط لکھا۔ یہ بھی قریب مقیم تھا۔

الغرض مالک نے اپنے سو سواروں کے ساتھ نہایت شدید جنگ کی۔ ادھر مخنف نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو پچاس سواروں کے ساتھ ان کی امداد کے لیے روانہ کیا۔ جب یہ لوگ مالک اور ان کے ساتھیوں کے پاس پہنچے اور جنگ کی یہ خطرناک حالت دیکھی تو ان لوگوں نے اپنی تلواروں کی نیامیں توڑ ڈالیں اور میدان جنگ میں کود پڑے۔

جس وقت یہ دستہ پہنچا تو شام کا وقت تھا جب اہل شام نے انہیں آتے دیکھا تو یہ سمجھے کہ ان کی مدد کو فوج آ گئی ہے اس لیے وہ پیچھے ہٹ گئے اور جدھر سے آئے تھے ادھر ہی واپس ہو گئے۔ مالک نے وقت غنیمت جان کر ان کا پیچھا کر کے ان میں سے تین آدمیوں کو قتل کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حیثیت:

عبداللہ بن احمد بن شبویہ مروزی نے اپنے باپ سلیمان، عبداللہ، محمد بن سعد، معاویہ اور ابن دہمان کی سند سے قبیلہ نمر کے ایک بڑے شخص کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ کو دو ہزار لشکر دے کر بھیجا۔ نعمان رضی اللہ عنہ عین التمر پہنچے۔ وہاں سے لوٹا۔ وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک شخص متعین تھا جسے ابن فلاں کہا جاتا تھا۔ ان کے ساتھ تین سو آدمی تھے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدد کے لیے خط روانہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جنگ پر جانے اور ان کی مدد کرنے کا حکم دیا۔ آپ منبر پر چڑھے۔ میں آپ کے قریب ہی تھا۔ آپ نے فرمایا

اے اہل کوفہ جب تم پر [illegible] ہو جاتا ہے تو اہل دمشق بھی تم سے آگے [illegible] تم پر حملہ کر دیتے ہیں اور تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو تم موت سے بچنے کے خوف سے گھروں میں اس طرح گھس جاتے ہو جیسے گوہ اور بجو اپنے بھٹ میں گھس جاتی ہے ہائے افسوس یہ بڑی عجیب بات ہے۔ بخدا اصل مغرور وہ شخص ہے جسے تم نے دھوکا دیا اور جو شخص تمہارے ذریعہ کامیاب ہو وہ گویا [illegible] تیر سے کامیاب ہوا [illegible] تم بھی ایسے [illegible] پیچھے بھاگے [illegible] اور تم [illegible] جانتے [illegible] تیر [illegible] جاتا ہے [illegible] بیکار [illegible] ہو۔

فتح انبار و مدائن

علی بن محمد بن [illegible] کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت امیر معاویہ ؓ نے سفیان بن عوف کو چھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ ہیت پر حملہ کرے اور اسے اپنے مقبوضات میں شامل کر لے اور اس کے بعد وہاں سے آگے بڑھ کر انبار اور مدائن پر قبضہ کرو۔

سفیان بن عوف لشکر لے کر ہیت آیا اور جب یہاں پہنچا تو وہاں ایک شخص بھی نظر نہ آیا وہاں کے لوگ [illegible] ان کے خوف سے فرار ہو چکے تھے اس نے ہیت پر قبضہ کر لیا پھر وہ انبار کی جانب بڑھا یہاں حضرت علی ؓ کا [illegible] تھا اور اس کی حفاظت کے لیے پانچ سو آدمی تھے [illegible] منتشر ہو گئے تو [illegible] سو آدمی باقی رہ گئے۔ سفیان نے ان پر حملہ کیا [illegible] اشرس بن حسان [illegible] مقابلہ [illegible] قتل [illegible] کے [illegible] سفیان نے انبار کے [illegible] پر قبضہ کیا اور [illegible] امیر معاویہ ؓ کی خدمت میں واپس آ گیا۔

جب یہ خبر حضرت علی ؓ کو پہنچی تو [illegible] آپ [illegible] ان لوگوں کے مقابلے کے لیے کافی [illegible] تم [illegible] نہیں۔

اس کے بعد حضرت علی ؓ نے سعید بن قیس کو سفیان اور اس کے لشکر کے تعاقب میں روانہ کیا سعید [illegible] تک پہنچا لیکن سفیان واپس جا چکا تھا اس لیے وہ [illegible] واپس آ گیا۔

عبداللہ فزاری کا تیما پر حملہ

راوی کا بیان ہے کہ اسی سال امیر معاویہ ؓ نے عبداللہ بن مسعدہ فزاری کو سترہ سو آدمیوں کے ساتھ تیماء کی جانب روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ [illegible] وہاں سے [illegible] زکوٰۃ وصول کرے [illegible] اور جو انکار کرے اسے قتل کر دے [illegible] مکہ [illegible] مدینہ [illegible] حضرت علی ؓ نے [illegible] عبداللہ فزاری کے مقابلے [illegible] لشکر کے [illegible] تعداد [illegible] ہو گئے۔

مسیب کا فزاری سے مقابلہ

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی تو انہوں نے عبداللہ فزاری کے مقابلہ پر مسیب بن نجبہ الفزاری کو روانہ کیا اس کے ساتھ دو ہزار لشکر تھا۔ مسیب آگے بڑھ کر تیماء پہنچا وہاں دونوں شخص ایک دوسرے کے مقابل ہوئے اور دونوں لشکروں میں زوال کے بعد تک جنگ ہوتی رہی۔

مسیب نے عبداللہ بن مسعدہ الفزاری پر حملہ کیا اور اس پر تین وار کیے لیکن ہر بار ہاتھ روک لیا اور قتل نہ کیا۔ دراصل مسیب اسے قتل کرنا نہیں چاہتا تھا۔ مسیب دو دفعہ اپنے وار کا اشارہ کر کے کہتا بچاؤ اپنی نجات کی تدبیر کرو۔ ابن مسعدہ اپنے ساتھیوں کو لے کر قلعہ میں داخل ہو گیا اور باقی جو لوگ اس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے وہ شام بھاگ گئے عبداللہ بن مسعدہ کے ساتھ جو لوگ قلعہ کے اندر تھے انہیں دیہاتیوں نے گرفتار کر لیا۔

مسیب کا شامیوں کو زندہ آگ سے جلانا:

مسیب نے عبداللہ اور اس کے ساتھیوں کا محاصرہ کر لیا لیکن جب تین روز گزر گئے اور اس کا کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا تو اس نے لکڑیاں جمع کرائیں اور انہیں قلعہ کے دروازے پر جمع کر کے انہیں آگ لگا دی اور قلعہ میں آگ لگ گئی۔

جب شامیوں نے یہ دیکھا کہ اب ان کی ہلاکت قریب آ پہنچی ہے تو انہوں نے قلعہ کی دیواروں پر سے پکار کر کہا اے مسیب یہ تیری اپنی قوم ہے۔

اس بات پر مسیب اپنے لشکر کو لے کر پیچھے ہٹ گیا اور اسے یہ ناگوار معلوم ہوا کہ اس کی قوم تباہ و برباد ہو اس لیے اس نے آگ بجھانے کا حکم دیا۔ جس پر آگ بجھا دی گئی۔

مسیب کی غداری:

آگ بجھ جانے کے بعد مسیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھے جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ شام سے ایک لشکر تمہارے مقابلے کے لیے روانہ ہو رہا ہے۔ تم سب ایک مکان میں جمع ہو جاؤ۔ لوگ سب ایک مکان میں جمع ہو گئے جب رات ہوئی تو ابن مسعدہ اپنے ساتھیوں کو لے کر آرام سے قلعہ سے نکلا اور شام کی طرف چل دیا۔ جب صبح ہوئی تو عبدالرحمن بن شبیب نے مسیب سے کہا تم ہمیں ساتھ لے کر ان کے تعاقب میں چلو مسیب نے عبداللہ کے تعاقب سے انکار کر دیا جس پر عبدالرحمن بن شبیب نے کہا تو نے امیر المومنین سے دھوکہ دہی کی اور ان کے حکم میں مداہنت کی ہے۔

ثعلبیہ اور واقصہ پر حملہ:

اسی سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضحاک بن قیس کو لشکر دے کر روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ واقصہ کے نشیبی علاقے سے گزر جائے اور اس علاقہ میں جتنے بھی دیہاتی نظر آئیں جو علی رضی اللہ عنہ کے متبع ہوں انہیں لوٹ لو۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضحاک کے ساتھ تین ہزار لشکر روانہ کیا جو جس گروہ پر سے گزرتا لوگوں کے مال چھین لیتا اور جو دیہاتی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامی ہوتے انہیں قتل کر دیتا۔

تو یہ واقصہ سے آگے بڑھ کر ثعلبیہ پہنچا اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا محافظ دستہ اور لوگوں کا مال لوٹ لیا۔ اسی طرح آگے بڑھتا ہوا قطقطانہ تک پہنچا وہاں سے عمرو بن عمیس بن مسعود گزرا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سواروں میں شمار ہوتا تھا اس کے ساتھ اس

کے مقام پر ایسے لوگ تھے یہ لوگ حج کو جا رہے تھے۔ ضحاک نے ان سب کا مال لوٹ لیا اور انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا۔

ضحاک کا فرار:

جب حضرت علی ؓ کو یہ اطلاعات معلوم ہوئے تو انہوں نے حجر بن عدی الکندی کو چار ہزار لشکر دے کر ضحاک کے تعاقب پر روانہ کیا اور انہیں پچاس پچاس درہم دیے حجر نے تدمر تک ضحاک سے مقابلہ کیا اور اس کے انیس آدمی قتل کیے اور حجر کے دو آدمی مارے گئے جب رات ہوئی تو ضحاک اور اس کے ساتھی بھاگ گئے اور حجر اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس ہوا۔

امیر معاویہ ؓ کا ساحل دجلہ پر حملہ:

اسی سال امیر معاویہ ؓ نے بذات خود دجلہ کے ساحل پر حملہ کیا اور پھر ساحل کا چکر لگا کر واپس ہوئے۔ یہ محمد بن سعد کا بیان ہے جو اس نے محمد بن عمر اور ابن جریج کے ذریعہ ابن ابی ملیکہ سے نقل کیا ہے ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ ۳۹ھ میں امیر معاویہ ؓ نے خود دجلہ کے ساحل کا ایک چکر لگایا۔ محمد بن ثابت نے ابو معشر سے بھی یہی روایت نقل کی ہے۔

امارت حج پر فریقین کا اختلاف:

اس میں اختلاف ہے کہ اس سال لوگوں کو کس نے حج کرایا۔ بعض اہل سیر کہتے ہیں کہ اس سال حضرت علی ؓ کی جانب سے لوگوں کو حج کرانے پر عبید اللہ بن عباس ؓ مقرر کیے گئے تھے اور بعض اہل سیر کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس ؓ کو مامور کیا گیا تھا۔

عمرو بن شبہ کا بیان ہے کہ ۳۹ھ میں حضرت علی ؓ نے عبداللہ بن عباس ؓ کو روانہ کیا تا کہ وہ لوگوں کو حج کرائیں اور نماز پڑھائیں اور امیر معاویہ ؓ نے یزید بن شجرہ الرہاوی کو امیر حج بنا کر بھیجا تھا۔

ابو الحسن کا بیان ہے کہ یہ سب غلط ہے اور عبداللہ بن عباس ؓ حضرت علی ؓ کی شہادت تک بصرہ کی امارت کے زمانہ میں کسی سال بھی امیر حج بن کر نہیں آئے اور امارت حج پر معاویہ کے یزید بن شجرہ نے جس سے جھگڑا کیا تھا وہ قثم ابن العباس ؓ تھے ان دونوں امیروں میں اس پر فیصلہ ہوا کہ سب حاجیوں کو شیبہ بن عثمان نماز پڑھائیں۔

ابو الحسن کا یہ قول ان سے ابو زید نے نقل کیا ہے اور محمد بن ثابت الرازی نے اسحاق بن عیسیٰ کے ذریعہ ابو معشر کا بھی یہی قول بیان کیا ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ۳۹ھ میں حضرت علی ؓ نے عبید اللہ بن عباس ؓ کو امیر حج بنا کر بھیجا تھا اور امیر معاویہ ؓ نے یزید بن شجرہ الرہاوی کو امیر حج بنایا تھا۔ جب یہ دونوں مکہ پہنچے تو دونوں نے ایک دوسرے کی امارت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا پھر دونوں کا شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ ؓ کی امارت پر فیصلہ ہوا۔

اس سال حضرت علی ؓ کی جانب سے وہی لوگ ان علاقوں پر حاکم رہے جو ۳۸ھ میں حاکم تھے سوائے عبداللہ بن عباس ؓ کے کہ وہ اس سال بصرہ کی امارت چھوڑ کر مکہ چلے گئے تھے تو زیاد کو جسے زیاد ابن سمیہ کہتے تھے اپنی جگہ خراج پر متعین کر گئے تھے اور ابو الاسود دؤلی کو قضا پر مامور کیا تھا۔

باب ۲۲

زیاد کی فارس و کرمان کی جانب روانگی

اس سال جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے بصرہ واپس آئے تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے زیاد کو فارس و کرمان کی جانب روانہ کیا۔

اس کی وجہ یہ پیش آئی تھی کہ جب ابن الحضرمی کو قتل کر دیا گیا اور لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی تو اہل فارس اور اہل کرمان نے بھی خراج ادا کرنا بند کر دیا اور اپنے قرب و جوار کے تمام علاقوں پر ان لوگوں نے قبضہ کر لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمال کو وہاں سے نکال باہر کیا۔

زیاد کا فارس و کرمان پر تسلط:

عمر نے ابوالقاسم اور مسلمہ بن عثمان کے حوالے سے علی بن کثیر سے نقل کیا ہے کہ جب اہل فارس نے خراج کی ادائیگی سے انکار کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ کس شخص کو فارس کی ولایت سونپی جائے تاکہ اسے قبضہ میں رکھا جا سکے۔

جاریہ بن قدامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا میں آپ کو ایسا شخص بتاؤں جو نہایت صاحب الرائے، ماہر سیاست اور ان امور کو بہتر طور پر سنبھالنے والا ہو جو اس کے سپرد کیے جائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا وہ کون شخص ہے؟

جاریہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ زیاد ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں زیاد اس قابل ہے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے فارس و کرمان کی حکومت سونپی اور چار ہزار لشکر دے کر اسے روانہ کیا۔ جس نے ان تمام علاقوں کو پامال کر دیا حتیٰ کہ سب فارسی اور کرمانی سیدھے ہو گئے۔

عمر نے ابوالحسن علی بن محمد کی سند سے امام شعبی کا قول بیان کیا ہے کہ جب اہل جبال نے عہد توڑ دیا اور خراج دینے سے انکار کر دیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عامل سہل بن حنیف کو فارس سے نکال دیا۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ کی جانب سے فارس کا انتظام میں کروں گا۔ اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ آئے اور زیاد کو ایک بڑا لشکر دے کر فارس روانہ کیا۔ زیاد نے تمام دیہات کو اچھی طرح پامال کیا حتیٰ کہ ان سب نے خراج ادا کیا۔

زیاد کی سخاوت:

عمر نے ابوالحسن، ایوب بن موسیٰ کے ذریعہ اصطخر کے ایک بوڑھے سے نقل کیا ہے، وہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ زیاد جب فارس کا گورنر تھا تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ ہر وقت آگ جلائے رکھتا اور لوگوں کی خاطر و مدارات کرتا رہتا۔ حتیٰ کہ تمام لوگ

نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس پر مستقیم ہو گئے وہ کسی وقت بھی جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اہل فارس کہا کرتے تھے ہم نے آج تک کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو نرمی اور مدارات میں کسریٰ نوشیرواں کے مشابہ ہو سوائے اس عربی نوجوان کے۔

زیاد کی سیاست:

زیاد جب فارس پہنچا تو اس نے وہاں کے سرداروں کو بلایا۔ جن لوگوں نے اس کی مدد کی ان سے بہت سے وعدے کیے اور ان پر بہت سے احسانات کیے اور مخالفین کو ڈرایا دھمکایا۔ اس نے ان میں سے بعض کو بعض کے ذریعے مغلوب کیا اور ایک کے دوسرے پر عیوب ظاہر کر کے انہیں باہم لڑا دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک جماعت تو بھاگ گئی دوسری جماعت جو وہاں مقیم رہی انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو قتل کیا اسی طرح وہ پورے فارس پر قابض ہو گیا اور اسے کسی جگہ بھی لشکر کشی اور جنگ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ کرمان میں بھی اس نے یہی طریقہ اختیار کیا جب وہ کرمان سے واپس آیا تو فارس کے اکثر علاقوں کا دورہ کیا اور لوگوں پر احسانات کیے جس سے وہ مطمئن ہو گئے اور تمام شہر اور علاقے اس کے قبضہ میں آ گئے اس کے بعد وہ اصطخر گیا اور اصطخر اور بیضاء کے درمیان ایک قلعہ بنایا جس کا نام قلعہ زیاد تھا اور تمام خزانہ یہاں اٹھا لایا۔

زیاد کے بعد منصور الیشکری نے اس قلعہ میں پناہ لی تھی اس کے بعد یہ قلعہ منصور کے نام سے مشہور ہو گیا۔

* * *

باب ۳۳

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حجاز و یمن پر حملہ

بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ کی حجاز کی جانب روانگی

اس سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بسر بن ابی ارطاۃ کی سرکردگی میں تین ہزار جنگجو حجاز کی جانب روانہ کیے۔

زیاد بن عبداللہ البکائی نے عوانہ سے نقل کیا ہے کہ دونوں ثالثوں کے فیصلے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر حجاز کی جانب روانہ کیا۔ بسر رضی اللہ عنہ خود عامر بن لوی میں سے تھے۔ یہ لشکر لے کر شام سے چلا اور مدینہ پہنچا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے اس وقت مدینہ کے گورنر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرار ہو گئے اور کوفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ لشکر لیے ہوئے مدینہ میں داخل ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ مدینہ میں ایک شخص نے بھی اس کا مقابلہ نہیں کیا وہ منبر پر چڑھ کر وہاں چلا کر بولا اے دینار اے نجار اے زریق! میرا امام کہاں ہے میرا۔ یعنی وہ شخص جس سے تم نے کل عہد کیا تھا وہ کہاں ہے؟ یعنی عثمان رضی اللہ عنہ۔

اس کے بعد کہا اے اہل مدینہ اگر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے عہد نہ لیا ہوتا تو میں مدینہ کا ایک بالغ قتل کر ڈالتا۔ پھر اس نے اہل مدینہ سے بیعت لی اور بنو سلمہ والوں کے پاس کہلا کر بھیجا کہ تمہارے لیے میرے پاس کوئی امان نہیں ہے اور نہ میں تم سے اس وقت تک بیعت لوں گا جب تک تم جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حاضر کرو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ام المومنین زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے عرض کیا اے ام المومنین رضی اللہ عنہا آپ کی کیا رائے ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ مجھے قتل کر دیا جائے گا اور یہ ظاہر ہے کہ یہ گمراہی کی بیعت ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میری رائے تو یہ ہے کہ تم اس کی بیعت کر لو۔ میں نے اپنے بیٹے عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس کی بیعت کا حکم دیا ہے میں نے اپنے داماد عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کو بھی بیعت کا حکم دیا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی اولاد تھیں عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب سن کر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مسجد آئے اور بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

بسر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں کئی مکانات گروا دیے اس کے بعد اس نے مکہ کا رخ کیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں یہ مجھے قتل نہ کر دے لیکن بسر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہلوا کر بھیجا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کر سکتا۔ اس نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے درگزر کیا۔

اس سے قبل حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یمن لکھ دیا تھا کہ یہاں معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک لشکر بھیجا گیا ہے اور جو شخص اس کی قلمرو کا انکار کرتا ہے اسے قتل کر دیتا ہے۔

بسر بن ارطاۃ کا یمن پر حملہ اور شیعان علی ؓ کا قتل:

اس کے بعد معاویہ ؓ نے بسر کو روانہ کیا۔ اس وقت یمن پر حضرت علی ؓ کی جانب سے عبید اللہ بن عباس ؓ حاکم تھے جب انہیں بسر بن ارطاۃ کی آمد کا علم ہوا تو وہ بھاگ کر کوفہ حضرت علی ؓ کے پاس چلے گئے اور اپنی جگہ یمن پر عبداللہ بن عبدالمدان الحارثی کو اپنا جانشین کر آئے بسر ؓ نے یمن آ کر عبداللہ بن عبدالمدان اور اس کے لڑکے کو قتل کر دیا اور پھر بسر ؓ نے عبیداللہ بن عباس ؓ کے گھر سے ملے تو ان میں عبیداللہ کے دو بچے بھی تھے اس نے ان دونوں بچوں کو ذبح کر دیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسے یہ دونوں بچے بنو کنانہ کے ایک شخص کے پاس ملے جب اس نے ان دونوں کو قتل کرنا چاہا تو کنانی نے کہا ان بچوں کا کیا قصور ہے جو ان دونوں کو تو قتل کرنا چاہتا ہے اگر تو انہیں ضرور قتل کرنے پر آمادہ ہے تو پہلے مجھے قتل کر دے بسر ؓ نے جواب دیا ہاں میں ایسا ہی کروں گا چنانچہ اس نے پہلے کنانی کو قتل کیا پھر ان بچوں کو قتل کیا اور اس کے بعد شام کی جانب لوٹ گئے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کنانی نے مقابلہ کیا تھا تلوار لے کر لڑا اور مارا گیا اور یہ دو بچے جو بسر ؓ نے قتل کیے تھے ان میں سے ایک کا نام عبدالرحمٰن اور دوسرے کا قثم تھا۔ بسر ؓ نے یمن میں شیعان علی ؓ میں سے ایک بڑی جماعت کو قتل کیا۔

جاریہ بن قدامہ کا نجران کو آگ لگانا اور عثمانیوں کا قتل عام:

حضرت علی ؓ کو جب بسر ؓ کے متعلق اطلاع ملی تو انہوں نے جاریہ بن قدامہ ؓ اور وہب بن مسعود کو دو ہزار لشکر دے کر روانہ کیا۔ جاریہ ؓ اپنا لشکر لے کر نجران پہنچا اور پورے شہر کو جلا کر خاک کر دیا اور حضرت عثمان ؓ کے حامیوں میں سے بہت سے لوگوں کو پکڑ کر قتل کیا بسر ؓ اور اس کے ساتھی تباہ ہو کر بھاگ گئے۔

اہل مکہ سے زبردستی بیعت

جاریہ ؓ اس کی تلاش میں چلا اور یمن سے مکہ پہنچا اور انہیں قسم دی کہ ہماری بیعت کرو اہل مکہ نے جواب دیا امیر المومنین تو ہلاک ہو چکے ہیں اب ہم کس کی بیعت کریں اس نے جواب دیا کہ جس کی شیعان علی ؓ بیعت کریں اسی کی تم لوگ بھی بیعت کرو یہ بات اہل مکہ کو بہت گراں گزری۔ لیکن مجبوراً انہوں نے بیعت کر لی۔

اس کے بعد جاریہ ؓ مدینہ کی جانب چلا۔ وہاں لوگوں کو حضرت ابوہریرہ ؓ نماز پڑھاتے تھے۔ ابوہریرہ ؓ جاریہ ؓ کے خوف سے مدینہ چھوڑ کر چلے گئے جب جاریہ ؓ کو یہ معلوم ہوا تو کہنے لگا خدا کی قسم اگر میں اس بلی والے کو پا لیتا تو اس کی گردن اڑا دیتا۔ پھر جاریہ ؓ نے اہل مدینہ سے کہا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کرو اہل مدینہ نے حضرت حسن ؓ کی بیعت کر لی۔

جاریہ ؓ اس روز مدینہ میں مقیم رہا پھر کوفہ لوٹ گیا۔ جب یہ چلا گیا تو ابوہریرہ ؓ مدینہ واپس آ گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اسلامی حکومت کی دو حصوں میں تقسیم فریقین کا باہمی معاہدہ

اسی سال حضرت علی ؓ اور امیر معاویہ ؓ کے درمیان جنگ بندی کا فیصلہ ہوا باہمی طویل خط و کتابت رہی۔ کتاب کی

طرفداری کے قول سے بہر ایں خطا بکثرت کو نظر انداز کرتے ہیں۔ فیصلہ یہ قرار پایا کہ باہمی جنگ بند کر دی جائے عراق علی رضی اللہ عنہ کی حکومت میں شمار ہوگا اور شام معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں اور دونوں فریق ایک دوسرے کے علاقہ پر نہ لشکر کشی کریں گے اور نہ کسی قسم کی غارت گری بپا کریں گے۔

زیاد بن عبداللہ نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے جب دونوں فریقین میں سے کسی نے بھی دوسرے کی اطاعت قبول نہیں کی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ اگر تم چاہو تو ایسا کر لو کہ عراق کی حکومت تمہارے حصہ میں ہو اور شام کی میرے حصے میں تاکہ اس امت سے تلوار رک جائے اور مسلمانوں کے خون نہ بہیں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ راضی ہو گئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر شام اور اس کے گرد و نواح کی دیکھ بھال کرتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر عراق اور اس کے گرد و نواح کا انتظام کرتے۔

* * *

باب ۲۴

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اختلافات

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بصرہ سے روانگی

عام اہل سیر کہتے ہیں کہ اس سال یعنی ۴۰ھ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ چھوڑ کر مکہ چلے گئے لیکن بعض اہل سیر نے اس کا انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس تو برابر بصرے کے عامل رہے تھے حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ اس وقت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ چھوڑ کر مکہ چلے گئے۔

بصرہ چھوڑنے کی وجوہات:

عمر ابن شبہ نے ابو مخنف و سلیمان بن ابی راشد کے ذریعہ عبدالرحمن بن عبید ابوالکنود سے نقل کیا ہے کہ ایک بار عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ابوالاسود دؤلی کے پاس گزرے اور انہیں دیکھ کر فرمایا:

"اگر تو چوپایوں میں سے ہوتا تو اونٹ ہوتا اور اگر چرواہا ہوتا تو چراگاہ کی حد تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور نہ تو اچھی رفتار اور طریقے کو برقرار رکھ سکتا تھا"

ابوالاسود دؤلی کی ابن عباس رضی اللہ عنہما پر الزام تراشی:

اس پر ابوالاسود دؤلی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس مضمون کا ایک خط تحریر کیا۔

"امابعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکمران، ذمہ دار اور امانت دار حاکم بنایا ہے ہم نے آپ کا بار بار امتحان لیا اور آپ کو امت کا بڑا دوست اپنی امارت کا خیر خواہ پایا۔ آپ دیتے ہیں تو پورا دیتے ہیں اور دنیا کو فریب سمجھتے ہیں نہ آپ رعایا کا مال کھاتے ہیں اور نہ آپ کا رشوت سے کوئی تعلق ہے۔ آپ کے بھائی اور گورنر آپ کی اطلاع کے بغیر وہ رقم لے گئے ہیں جو ان کے پاس امانت تھی مگر آپ سے یہ بات پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے آپ ہمارے لئے جو مناسب سمجھیں وہ مجھے تحریر کریں"۔ والسلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوالاسود کو یہ جواب تحریر فرمایا:

"امابعد! تم جیسا آدمی امام اور امت دونوں کے لئے مخلص خیرخواہ ہے۔ تم نے امانت کا حق ادا کیا اور راہ حق دکھائی میں نے تمہارے امیر کو اس بارے میں لکھا ہے اور اس میں تمہارے خط کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ تمہاری نظر میں اگر کوئی بات ایسی آئے جو جماعت کی بہبود کا سبب ہو تو مجھے ضرور مطلع کرنا۔ تمہارا یہی فرض ہے اور تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیے"۔

والسلام

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جواب:

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ مختصر سا جواب تحریر فرمایا:

" اما بعد! آپ کو جو اطلاعات پہنچی ہیں وہ سب غلط ہیں۔ میں اپنے زیر تصرف مال کا نگران اور اس کا محافظ و منتظم ہوں۔ آپ بدگمانوں کی باتوں کی ہرگز تصدیق نہ کیجئے"۔ والسلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دوسرا مراسلہ

یہ خط پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو دوسرا خط تحریر کیا:

" اما بعد! تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے کتنا جزیہ وصول کیا اور کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا استعفاء:

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ تحریر فرمایا:

" میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ تک یہ بات پہنچائی گئی ہے کہ میں نے اس شہر کے لوگوں کے مال پر قبضہ کر لیا ہے۔ آپ نے اس معاملہ کو بہت اہمیت دے دی ہے، لہٰذا آپ جسے مناسب سمجھیں اسے یہاں کا حاکم بنا کر بھیج دیں۔ میں اس منصب کو چھوڑ رہا ہوں"۔ والسلام

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روانگی:

اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموؤں بنو ہلال بن عامر کو بلایا۔ ضحاک بن عبداللہ ہلالی اور عبداللہ بن رزین بن ابی عمرو ہلالی ان کے پاس آئے۔ پھر ان کی مدد کے لیے بنو قیس بھی جمع ہو گئے اور وہ بڑی جمعیت تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تمام خزانہ اٹھوا لیا۔

ابوزید نے ابوعبیدہ سے نقل کیا ہے کہ فرزدق نے [illegible] تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ تمام جمع شدہ مال اٹھا لیا اور اس طرح بیت المال کا تمام مال لے کر چلے گئے۔ جب لوگوں نے مال پر قبضہ کرنے کی خواہش کی تو [illegible] کی قسم! یہ مال ان کے پاس ہرگز نہ دیں۔ [illegible] ہے کہ ہم اپنی آنکھوں کے سامنے یہ مال جانے دیں۔

صبرہ بن شیمان حدانی نے کہا: ازدیو! خدا کی قسم! قیس بھی اسلام میں ہمارے بھائی ہیں اور دشمن کے مقابلے میں ہمارے مددگار ہیں۔ جو مال اس وقت تمہارے [illegible] اگر تمہیں مل بھی جائے تب بھی وہ تھوڑا ہے اور یہ لوگ کل وقت پڑنے پر مال سے زیادہ مفید ثابت ہوں گے۔

ازدیوں نے صبرہ سے سوال کیا: تمہاری کیا رائے ہے؟

صبرہ نے جواب دیا: تم ان کی حمایت ترک کر دو اور ان کا پیچھا چھوڑ دو۔ یہ سن کر ازدی [illegible] اس کی اطاعت کی وجہ سے وہ واپس چلے گئے۔ قبیلہ بکر اور عبدالقیس نے بھی ازدیوں کی رائے کی موافقت کی۔ انہوں نے کہا: صبرہ کی رائے بہت اچھی ہے۔ ہم بھی [illegible]

قیس نے کہا: ہم انہیں ہرگز مال نہ لے جانے دیں گے اور ان سے جنگ کریں گے۔

اس پر احنف بن قیس نے انہیں سمجھایا اور کہا تمہارے لوگوں کا ان سے قریبی رشتہ ہے بہت دور کا ہے انہوں نے جتنا لیا ہے تمہیں تمہارے مال سے کہیں زیادہ دیتے ہیں جو تمہیں بغیر زحمت کے مل رہا ہے۔

بنو تمیم بولے: خدا کی قسم! ہم تو ان سے ضرور جنگ کریں گے اور مال نہیں لے جانے دیں گے۔

احنف نے جواب دیا تو پھر تم اس معاملہ میں تمہارا کوئی ساتھ نہیں دے سکتا میں تو اپنے لوگوں کی مدد میں شامل نہیں ہوں گا۔

راوی کہتا ہے کہ بنو تمیم میں سے ابن المجاعہ نے جو بلال کے ساتھ رہتے تھے ان سے جنگ کی۔ ضحاک بن عبداللہ ہلالی نے ابن المجاعہ پر حملہ کر کے اس کے نیزہ مارا۔ اور عبداللہ بن رزین ابن المجاعہ کو لپٹ گیا اور وہ اس قدر گتھم گتھا ہوئے کہ زمین پر گر پڑے اور بہت سے آدمی زخمی ہوئے لیکن کوئی مقتول نہیں ہوا۔

قیس میں جن لوگوں کا حصہ تھا وہ بولے ہم اس جنگ میں شریک نہیں ہیں۔ انہوں نے ان دونوں لوگوں کو چھوڑ دیا کہ خواہ یہ باہم لڑیں یا ایک دوسرے کو قتل کر دیں۔ اس کے بعد یہ لوگ بنو تمیم سے بولے۔ ہم تم سے زیادہ حق دار ہیں کہ ہم نے وہ حق اپنے چچازاد بھائیوں کے لیے چھوڑ دیا ہے اور تم اس پر لڑ رہے ہو۔ ان لوگوں نے مال لے لیا تھا اور ان کے دل بھی موجود ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ ان کی رائے پر چھوڑ دو اور اگر تم پسند کرو تو واپس ہو جاؤ۔ یہ لوگ واپس چلے گئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے آدمیوں کے ساتھ مکہ چلے گئے۔

ابو زید کہتا ہے کہ ابو عبیدہ کا یہ خیال تھا اگرچہ ان کی یہ رائے کسی نے ان سے قوی نہیں نقل کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک بصرہ میں رہے پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس وقت تک رہے جب تک ان میں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں صلح نہیں ہوئی اس صلح کے بعد بصرہ واپس گئے وہاں ان کے گھر والے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ بیت المال سے کچھ تھوڑا سا مال لے کر مکہ چلے گئے اور بولے یہ میرا وظیفہ ہے۔

ابو زید کہتا ہے کہ ابو عبیدہ کے اس قول کا ذکر میں نے ابوالحسن سے کیا تو اس نے انکار کیا اور کہا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ مکہ میں تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلح کے وقت عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ان کے پاس تھے نہ کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔

* * *

باب۲۵

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

تاریخ شہادت کا اختلاف:

اس سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت عمل میں آئی ان کی شہادت کی تاریخ میں اختلاف ہے احمد بن ثابت نے اسحاق بن عیسیٰ کے ذریعہ ابو معشر سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو شہید ہوئے۔ یہی واقدی کا قول ہے جیسے کہ حارث نے ابن سعد کے ذریعہ واقدی سے نقل کیا ہے۔

ابو زید نے علی بن محمد کا یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں جمعہ کے روز گیارہ رمضان کو شہید ہوئے۔ ایک قول یہ ہے کہ رمضان ختم ہونے میں تیرہ روز باقی تھے اور ایک قول یہ ہے کہ ربیع الآخر ۴۰ھ میں شہید ہوئے۔

قتل کے اسباب

موسیٰ بن عبدالرحمٰن المسروقی نے ابو عبدالرحمٰن حرانی کے ذریعہ اسماعیل بن راشد کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ ابن ملجم، برک بن عبداللہ اور عمرو بن بکر تمیمی نے مکہ میں جمع ہو کر حالات پر غور و فکر کیا اور ان تینوں نے حکام کے امور پر نکتہ چینی کی اس کے بعد نہروان کے لوگوں (خارجی) کا ذکر کیا اور ان کے لیے انہوں نے رحمت اور مغفرت کی دعا کی اور کہنے لگے ہم ان لوگوں کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ یہ لوگ اپنے بھائی تھے جو لوگوں کو پروردگار کی طرف دعوت دیتے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کیا کرتے تھے۔ کیوں نہ ہم اپنی جانوں کو اللہ کے ہاتھ فروخت کر دیں اور ان گمراہ اماموں کے پاس جائیں اور ان کے قتل کی کوشش کریں (گمراہ اماموں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مراد تھے) اس طرح تمام علاقے کے لوگوں کو ان سے چھٹکارا مل جائے گا اور ہم اپنے بھائیوں کا انتقام بھی لے لیں گے۔

اس پر ابن ملجم نے کہا میں تمہیں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے چھٹکارا دلا دوں گا۔ یہ ابن ملجم مصر کا باشندہ تھا۔ برک بن عبداللہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذمہ لیا اور عمرو بن بکر نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قتل کا۔ ان تینوں نے باہم عہد و پیمان کر کے معاہدہ کیا کہ ہم میں سے ہر ایک نے جس شخص کے قتل کا ذمہ لیا ہے وہ اپنے عہد سے پیچھے نہ ہٹے گا۔ یہ لوگ اس شخص کو قتل کریں گے یا خود قتل ہو جائیں گے۔ ان لوگوں نے اپنی تلواریں لیں اور ان کو زہر میں بجھایا۔ ان تینوں صحابہ کے قتل کے لیے ۱۷ رمضان متعین کی گئی اور اس کے بعد یہ تینوں ان تینوں صحابہ رضی اللہ عنہم کے قتل کے لیے روانہ ہو گئے۔

کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عزم:

ابن ملجم مرادی کا شمار بنو کندہ میں ہوتا تھا۔ یہ شخص کوفہ پہنچا اور یہاں اپنے ہم قوموں اور دوست احباب سے ملا لیکن اس نے اپنا ارادہ ان سے چھپائے رکھا اور اپنی قوم اور دوستوں سے بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا تا کہ کہیں راز پہلے سے فاش نہ ہو جائے۔

ایک روز اس نے بنو تیم رباب کے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے اپنے مقتولوں کا ذکر کر رہے ہیں جو حضرت علی

علیؓ نے جنگ نہروان میں ان کے دوستوں کو قتل کیا تھا۔ اسی روز تیم رباب کی ایک عورت سے ملے جس کا نام قطام بنت الشجنہ تھی حضرت علیؓ نے نہروان کی جنگ میں اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔ یہ عورت حسن و جمال میں کامل تھی۔ ابن ملجم نے جب اسے دیکھا تو اپنی عقل کھو بیٹھا اور جس کام کے لیے آیا تھا وہ بھی بھول گیا۔ اور اسے پیغام نکاح دیا۔

قطامہ نے جواب دیا میں اس وقت تک تم سے شادی نہیں کروں گی جب تک تم میرے کلیجے کی آگ نہ بجھا دو۔ ابن ملجم نے پوچھا وہ کس طرح؟ قطامہ نے جواب دیا تین ہزار درہم، ایک غلام اور علی بن ابی طالبؓ کا قتل۔

ابن ملجم: کیا یہ تیرا مہر ہوگا؟

قطامہ: ہاں! یہ میرا مہر ہوگا۔ میں علیؓ کا سر چاہتی ہوں اگر تو نے یہ کیا تو تو میرا اور میرے دوستوں کا دل ٹھنڈا کرے گا اور عیش سے زندگی گزارے گا اور اگر تو قتل ہو گیا تو اللہ کے یہاں جو اجر ہے وہ دنیا اور دنیا کی زینت سے بہت بہتر ہے۔

ابن ملجم: خدا کی قسم! میں اس شہر میں علیؓ کے قتل ہی کے لیے آیا ہوں میں تیری یہ خواہش پوری کروں گا۔

قطامہ: میں یہ چاہتی ہوں کہ تیرے ساتھ کوئی ایسا شخص ہو جو تیری پشت پناہی اور مدد کرے۔ اس کے بعد قطامہ نے اپنی قوم تیم الرباب کے ایک شخص کو جس کا نام وردان تھا طلب کیا اس کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا۔ اس نے اسے قبول کیا۔

انتقامی کارروائی

اس کے بعد ابن ملجم بنو اشجع کے ایک شخص کے پاس گیا جس کا نام شبیب بن بجرہ تھا اور اس سے کہا کیا تو دنیا اور آخرت کی عزت و کرامت کا طلب گار ہے؟

شبیب: وہ کس طرح؟

ابن ملجم: وہ عزت و شرافت علیؓ کو قتل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

شبیب: تیری ماں تجھے روئے تو نے بہت بڑی بات زبان سے نکالی ہے۔ تو علیؓ پر کیسے قابو پا سکتا ہے؟

ابن ملجم: میں مسجد میں چھپ کر بیٹھ جاؤں گا جس وقت وہ صبح کی نماز کے لیے نکلیں گے ہم ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد اگر ہم بچ گئے تو ہمارے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے اور ہم اپنے مقتولوں کا بدلہ بھی لے لیں گے اور اگر ہم قتل ہو جائیں گے تو اللہ کے پاس ہمارے لیے جو اجر ہے وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

شبیب: تجھ پر افسوس! اگر علیؓ کے علاوہ کوئی اور شخص تیرا نشانہ ہوتا تو مجھے اتنا تامل نہ ہوتا کیونکہ تو جانتا ہے کہ علیؓ نے اسلام کی خاطر کتنے مصائب برداشت کیے ہیں اور یہ بھی جانتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ساتھ دینے میں انہوں نے سبقت کی ہے۔ میرا دل ان کے قتل پر مطمئن نہیں۔

ابن ملجم: کیا یہ بات تو جانتا ہے کہ علیؓ نے اہل نہروان کو قتل کیا تھا اور یہ سب نیک بندے تھے؟

شبیب: کیوں نہیں!

ابن ملجم: [illegible] قتل کر دیں [illegible] ہے۔

اس بات پر شبیب نے بھی ابن ملجم کی موافقت کا وعدہ کیا۔ جب یہ لوگ قطامہ کے پاس پہنچے جو جامع مسجد میں معتکف تھی تو ان سب نے اس سے کہا کہ ہم سب نے علی کو قتل کرنے پر اتفاق کر لیا ہے۔

قطامہ نے کہا: جب تم قتل کرنا چاہو تو اس روز میرے پاس آنا۔

جب وہ جمعہ کی شب آئی جس کی صبح کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا، ابن ملجم قطامہ کے پاس پہنچا اور بولا: یہی وہ رات ہے جس کی صبح کو ہم دونوں نے اپنے ساتھی کے قتل کا وعدہ کیا تھا۔

اس کے بعد قطامہ نے ریشم کی ایک پٹی منگائی اور ان لوگوں کے سروں پر باندھ دی۔ ان لوگوں نے اپنی اپنی تلواریں لیں اور اس چوکھٹ کے قریب بیٹھ گئے جہاں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صبح کے وقت نماز کے لئے نکلے تو شبیب نے آگے بڑھ کر تلوار کا وار کیا، مگر وہ دروازے کی چوکھٹ یا طاق پر پڑا۔ ابن ملجم نے پیشانی پر وار کیا اور وردان بھاگ کر اپنے گھر میں گھس گیا۔ اس کے باپ کی اولاد میں سے ایک شخص اس کے گھر آیا تو دیکھا کہ وہ اپنے سینے سے ریشم کی پٹی اتار رہا تھا اس نے سوال کیا یہ تلوار اور ریشم کی پٹی کیسی ہے۔ وردان نے اس سے تمام واقعہ بیان کیا۔ وہ شخص اپنے گھر گیا اور تلوار لے کر آیا اور وردان کو قتل کر دیا۔

شبیب اندھیرے میں ابواب کندہ کے گھروں کی طرف چلا گیا۔ لوگ اس کے پیچھے چلے، راستے میں اسے حضرموت کا ایک شخص ملا جس کا نام عویمر تھا جب اس نے شبیب کے ہاتھ میں تلوار دیکھی تو اسے پکڑ لیا۔ حضرمی نے اسے نیچے گرا دیا لیکن جب اس نے یہ دیکھا کہ لوگ ادھر اس شخص کی تلاش میں دوڑے ہوئے آرہے ہیں تو حضرمی کو اپنی جان کا خوف ہوا اس نے شبیب کو چھوڑ دیا اور شبیب لوگوں کے ساتھ شامل ہو گیا اور اس طرح اس کی جان بچ گئی۔

ابن ملجم کو لوگوں نے گھیر کر پکڑ لیا اور ہمدان کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابو ادماء تھی اپنی تلوار نکال کر ابن ملجم کے پاؤں پر ماری اور اس کا پاؤں کاٹ ڈالا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ خود پیچھے ہٹے اور اپنی جگہ جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ انہوں نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

نماز کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قاتل کو میرے پاس لاؤ۔ قاتل حاضر کیا گیا تو آپ نے اس سے فرمایا: اے اللہ کے دشمن کیا میں نے تجھ پر احسانات نہیں کیے تھے؟

ابن ملجم: کیوں نہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: پھر آخر وہ کون سی شے ہے جس نے تجھے میرے قتل پر ابھارا۔

ابن ملجم: میں چالیس روز تک اسے تیز کرتا رہا اور اللہ سے سوال کرتا رہا کہ اس کی مخلوق میں جو شخص بدترین خلائق ہو وہ قتل ہو جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو میرا خیال ہے کہ وہ مقتول تو ہی ہو گا اور تو ہی بدترین خلائق ہے۔

ابن ملجم کے خیالات:

لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس واقعے کے پیش آنے سے قبل ایک روز ابن ملجم بنو بکر بن وائل میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا۔ یہ مرنے والا ابو ابجر ابجر بن جابر العجلی تھا اور یہ عیسائی تھا عیسائی اس جنازے کے ارد گرد تھے اور اس مرنے والے کی لوگوں کے دلوں میں بہت عزت تھی۔ اس لیے سب لوگ ایک جنازے کے ارد گرد تھے اور اس مرنے والے کی لوگوں کے دلوں میں نہایت عزت تھی۔ اس لیے سب لوگ ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے ان میں شقیق بن ثور بھی تھا۔ ابن ملجم نے سوال کیا یہ کون لوگ ہیں اور کیا بات ہے لوگوں نے اس سے تمام واقعہ بیان کیا اس پر ابن ملجم نے یہ اشعار پڑھے۔

لئن کان حجار بن ابجر مسلما   لقد بوعدت منه جنازة ابجر

ترجمہ: ''اگر حجار بن ابجر مسلمان ہوتا تو اس کا جنازہ لوگوں سے دور رہتا۔

وان کان حجار بن ابجر کافرا   فما مثل هذا من کفور بمنکر

ترجمہ: اگر یہ حجار بن ابجر کافر ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی کافر منکر نہیں۔

اترضون هذا ان قسا و مسلما   جمیعا لدی نعش فیا قبح منظر

ترجمہ: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ قسیس اور مسلمان دونوں ایک لاش کے گرد جمع ہوں۔ یہ کتنا برا منظر ہے۔

فلولا الذی انوی لفرقت جمعهم   بابیض مصقول الحدیدة مبتر

ترجمہ: اگر میں نے ایک ارادہ نہ کیا ہوتا تو میں ان کے مجمع کو ایک چمکتی اور کاٹنے والی تلوار سے متفرق کر دیتا۔

ولکننی انوی بذاک وسیلة   الی الله او هذا فخذ ذاک او ذر

ترجمہ: اگر میں نے اس ارادہ کو اللہ کی قربت کا وسیلہ نہ بنایا ہوتا تو پھر میں اسے اختیار کرتا یا چھوڑ دیتا''۔

محمد بن حنفیہ کا بیان:

محمد ابن حنفیہ کا بیان ہے کہ جس صبح کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تھا میں اس رات جامع مسجد میں تمام رات نماز میں مشغول رہا اور دیگر لوگ بھی جو مصر کے باشندے تھے چوکھٹ کے قریب نمازوں میں مشغول رہے ان لوگوں نے تمام رات قیام، رکوع اور سجدوں میں گزار دی۔ اور شروع رات سے آخر رات تک قطعاً نہیں سوئے۔

جب صبح کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کے لیے نکلے تو آپ لوگوں کو آواز دی نماز۔ نماز لیکن نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات چوکھٹ سے نکل کر کہے تھے یا چوکھٹ کے اندر کہے تھے یہاں میں اتنا جانتا ہوں کہ میں نے ایک چمک دیکھی اور میں نے یہ الفاظ سنے اللہ کے علاوہ کسی کو حکم نہیں اور حکم کا اے علی رضی اللہ عنہ نہ تجھے اختیار ہے اور نہ تیرے ساتھیوں کو میں نے ایک تلوار دیکھی۔ پھر دوسری تلوار دیکھی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ تم سے یہ شخص بچ کر نہ نکل جائے اور لوگ اس پر ہر جانب سے ٹوٹ پڑے کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ابن ملجم کو پکڑ لیا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روبرو پیش کیا گیا میں بھی لوگوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے جان کے بدلے جان ہے۔ اگر میں مر جاؤں تو تم بھی اسے اسی طرح قتل کر دینا جیسے اس نے مجھے قتل کیا ہے اور اگر میں زندہ باقی رہ گیا تو اس کے بارے میں خود فیصلہ کروں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خرید و فروخت:

راوی کہتا ہے کہ لوگ گھبرائے ہوئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے انہیں مطلع کیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جب کہ ابن ملجم کو باندھ کر لوگوں نے ان کے سامنے پیش کیا تو ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا نے روتے ہوئے ابن ملجم سے مخاطب ہو کر کہا اے اللہ کے دشمن! تو نے میرے باپ کا کچھ نہیں بگاڑا۔ خدا تجھے رسوا کرے۔

ابن ملجم نے جواب دیا کہ تم کس شخص پر رو رہی ہو؟ اس شخص پر جسے میں نے ایک ہزار میں خریدا ہے اور ایک ہزار میں زہر دیا ہے اگر یہ وار تمام شہر والوں پر بھی پڑتی تو ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نصائح:

جندب بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ اگر آپ ہم سے رخصت ہو جائیں اور خدا نہ کرے کہ ایسا ہو تو کیا ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے روکتا ہوں تم لوگ زیادہ مناسب سمجھ سکتے ہو۔ جندب نے دوبارہ سوال کیا تو آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا

> "میں تم دونوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تم دونوں دنیا کو ہرگز تلاش نہ کرنا خواہ دنیا تم سے بغاوت کیوں نہ کرے اور جو چیز تم سے جدا کی جائے اس پر رونا نہیں ہمیشہ حق بات کہنا یتیموں پر رحم کرنا۔ پریشان کی مدد کرنا۔ آخرت کی تیاری میں مصروف رہنا۔ ہمیشہ ظالم کے دشمن اور مظلوم کے حامی رہنا اور کتاب اللہ کے احکامات پر عمل کرنا۔ اللہ کے دین میں کسی کی مذمت کرنے والے کی ملامت سے نہ گھبرانا۔"

پھر محمد بن حنفیہ کی جانب دیکھ کر فرمایا میں نے تیرے بھائیوں کو جو نصیحت کی ہے تو نے اسے محفوظ کر لیا محمد نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے محمد سے مخاطب ہو کر کہا

> "میں تجھے بھی اسی نصیحت کرتا ہوں جو تیرے بھائیوں کو کی ہے اس کے علاوہ میں تجھے یہ وصیت کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کی عزت و توقیر کرنا۔ اور ان دونوں کے اس اہم حق کو ملحوظ رکھنا جو ان کا تیرے ذمہ ہے ان دونوں کے حکم کی پیروی کرنا اور ان کے حکم کے بغیر کوئی کام نہ کرنا۔"

اس کے بعد حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

> "میں تم دونوں کو بھی محمد کے ساتھ سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمہارا بھائی اور تمہارے باپ کا بیٹا ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ تمہارا باپ اس سے محبت کرتا ہے۔"

پھر خاص طور پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر انہیں نصیحت فرمائی:

> "اے میرے بیٹے! تیرے لیے میری وصیت یہ ہے کہ تو اللہ سے ڈرنا۔ نماز وقت پر ادا کرنا۔ زکوٰۃ کو اس کے مصرف میں خرچ کرنا اور وضو اچھی طرح کرنا کیونکہ بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ اور زکوٰۃ روکنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ہر وقت گناہوں کی مغفرت طلب کرنا۔ غصہ پینا۔ صلہ رحمی کرنا۔ جاہلوں سے بردباری سے کام لینا۔ دین میں تفقہ حاصل

ضرورت ہو تو اس بات کی تم بھی کوشش کرنا۔ قرآن کو زندگی بھر نہ چھوڑنا۔ پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اور برائیوں سے بچنا۔

وصیت

جب وفات کا وقت آیا تو آپؓ نے یوں وصیت فرمائی:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وصیت ہے جو علی بن ابی طالبؓ نے کی ہے۔ وہ اس بات کی وصیت کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرما دیں خواہ یہ بات مشرکوں کو بری کیوں نہ معلوم ہو۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں تابع فرمان لوگوں میں سے ہوں۔

اے حسن! میں تجھے اور میری تمام اولاد اور میرے تمام گھر والوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارا پروردگار ہے اور اس بات کی کہ تم صرف اسلام کی حالت میں جان دینا ہے۔ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور باہم متفرق نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ میں نے ابو القاسم ﷺ کو فرماتے سنا ہے، "ایک دوسرے سے تعلق رکھنا اور ان کی اصلاح کرنا نفلی نمازوں اور روزوں سے بہتر ہے۔" تم اپنے تمام رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا اس سے اللہ تم پر حساب آسان فرما دے گا۔ یتیموں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ ان کو بھی اتنا موقع نہ دو کہ وہ اپنی زبان سے تم سے طلب کریں اور نہ تمہاری موجودگی میں پریشانی میں مبتلا ہوں۔ اللہ سے ڈرو، اللہ سے پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں ڈرو کیونکہ تمہارے نبی ﷺ کی نصیحت ہے۔ آپ ہمیشہ پڑوسیوں کے حقوق کی وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ ہمیں یہ خیال ہوا کہ کہیں حضور پڑوسیوں کو وراثت کا حق نہ دلا دیں۔ قرآن کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔ کہیں قرآن پر عمل کرنے میں تمہارے اغیار تم سے سبقت نہ لے جائیں۔ نماز کے معاملے میں بھی اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ تم اپنے پروردگار کے گھر (کعبہ) کے معاملہ میں بھی اللہ سے ڈرو، اسے تا زندگی کسی وقت بھی جب تم زندہ رہو خالی نہ چھوڑنا کیونکہ اگر اسے خالی چھوڑ دیا گیا تو تم پر کوئی قہر آ جائے گا۔ جہاد کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو اور اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرو۔ زکوٰۃ کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ پروردگار کے غصہ کو بجھاتی ہے۔ اپنے نبی کی امت کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ تمہارے موجود ہوتے ہوئے کسی پر ظلم نہ کیا جائے۔ اپنے نبی کے صحابہ کے معاملہ میں بھی اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں وصیت فرمائی ہے۔ فقراء اور مساکین کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو اور انہیں اپنی روزیوں اور کھانے میں شریک کرو۔ اپنے غلاموں کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ نماز، نماز، نماز! اللہ کے دین کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرنا، اگر تمہیں کوئی شخص برا چاہے گا اور تمہارے خلاف بغاوت کرے گا تو اللہ تمہیں کافی ہوگا، لوگوں سے اچھی بات کہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے، امر بالمعروف اور نہی

عن المنکر کو ترک نہ کرو اگر تم اسے ترک کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر برے لوگوں کو حاکم بنا دے گا پھر تم دعا کرو گے اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی۔ صلہ رحمی کرو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ پیٹھ دکھانے، قطع تعلقی اور تفرقہ اندازی سے بچو، نیکی اور تقویٰ کے معاملے میں ایک دوسرے کی اعانت کرو اور گناہ اور سرکشی میں کسی کی اعانت نہ کرو اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری، تمہارے اہل بیت کی حفاظت کرے جیسے اس نے تمہارے نبی کریم ﷺ کی تم میں حفاظت کی تھی۔ میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت بھیجتا ہوں۔"

شہادت اور تکفین و تدفین:

اس کے بعد آپ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے میں مشغول رہے حتیٰ کہ عالم بالا کو پرواز کر گئے آپ کی شہادت رمضان ۴۰ھ میں ہوئی۔ آپ کو آپ کے بیٹوں حسن و حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے غسل دیا تین کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا جس میں قمیص نہیں تھی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ میں نو تکبیرات کہیں جبکہ چار کا قول حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

قاتل کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو قاتل کے مثلہ سے منع فرمایا اور پھر فرمایا

"اے بنی عبدالمطلب کہیں تم میری وجہ سے مسلمانوں کے خون نہ بہانا۔ اور یہ کہتے پھرو کہ امیر المومنین قتل کر دیے گئے ہیں۔ سوائے میرے قاتل کے کسی کو قتل نہ کرنا۔ اے حسن رضی اللہ عنہ! اگر میں اس کے وار سے مر جاؤں تو تم بھی قاتل کو ایک ہی وار سے ختم کرنا کیونکہ ایک وار کے بدلے میں ایک ہی وار ہونا چاہیے اور اس شخص کو مثلہ نہ بنانا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تم لوگ مثلہ سے احتراز کرو خواہ وہ باؤلے کتے ہی کا کیوں نہ ہو"۔

قاتل کا انجام اور وصیت کی خلاف ورزی:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو طلب کیا ابن ملجم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم ایک اچھا کام کرنے پر آمادہ ہو اور وہ یہ کہ میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ میں اسے ضرور پورا کروں گا وہ عہد میں نے حطیم کے قریب کیا تھا کہ میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو ضرور قتل کروں گا یا خود اس کوشش میں مارا جاؤں گا اگر تم پسند کرو تو مجھے معاویہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے چھوڑ دو اور میں تم سے اللہ کے نام پر عہد کرتا ہوں کہ اگر میں اسے قتل نہ کروں یا اسے قتل کر کے زندہ بچ جاؤں تو تیرے پاس آ کر تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کو مرنے سے پہلے تجھے ہرگز نہیں چھوڑ سکتا کہ تو آگ کو دیکھ لے اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اسے آگے بڑھ کر قتل کر دیا۔ پھر لوگ اس کی نعش لے گئے اور اس کی بوٹیاں کر کے آگ میں ڈال دیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حملہ:

جس رات حضرت علی رضی اللہ عنہ پر وار کیا گیا اسی رات برک بن عبداللہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کے لیے گھات میں بیٹھا تھا۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صبح کی نماز پڑھانے کے لیے نکلے تو اس نے تلوار سے حملہ کیا اس کا وار ان کے کولہوں پر پڑا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ

جو عرض کرنا ہے بیان کر آپ کو ایسی خبر سنا رہا ہوں جسے سن کر آپ خوش ہو جائیں گے اور اگر میں آپ سے وہ خبر بیان کر دوں تو کیا آپ مجھے اس سے فائدہ پہنچائیں گے۔

امیر معاویہؓ نے کہا: ہاں ضرور پہنچاؤں گا۔

اس نے جواب دیا آج میرے بھائی نے علیؓ کو قتل کر دیا ہوگا۔

امیر معاویہؓ نے کہا: شاید اسے ان پر قدرت نہ ملی ہو۔

اس نے کہا: کیوں نہیں۔ اس لیے کہ علیؓ جب باہر نکلتے ہیں تو ان کے ساتھ کوئی محافظ نہیں ہوتا۔ امیر معاویہؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

اس کے بعد امیر معاویہؓ نے ساعدی کو طلب کیا یہ ایک طبیب تھا اس نے جب حضرت امیر معاویہؓ کے زخم کو دیکھا تو کہا: اے امیر تم دو باتوں میں سے ایک بات پسند کر لو یا تو میں ایک لوہا گرم کر کے اس زخم پر لگا دوں گا یا آپ کو پینے کے لیے ایک ایسا شربت دوں گا جس سے آپ شفا پا جائیں گے لیکن آپ کی اولاد منقطع ہو جائے گی۔

امیر معاویہؓ نے کہا: آگ کو تو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ رہا اولاد کا مسئلہ تو یزید اور عبداللہ کی اولاد سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ طبیب نے امیر معاویہؓ کو شربت پلا دیا جس سے وہ شفایاب ہو گئے لیکن ان کے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

اس کے بعد امیر معاویہؓ نے مسجد میں محراب تعمیر کرنے کا حکم دیا پہرے دار متعین کیے اور جب تک امیر معاویہؓ سجدے میں رہتے تو پولیس کے آدمی تلواریں لیے ہوئے ان کی حفاظت کرتے۔

خارجہ ابن حذافہؓ کا قتل:

اسی رات عمرو بن بکر بھی عمرو بن العاصؓ کے گھات میں بیٹھا رہا۔ لیکن صبح کو عمرو بن العاصؓ نماز پڑھانے کے لیے نہیں آئے کیونکہ ان کے پیٹ میں تکلیف تھی۔ عمرو بن العاصؓ نے خارجہ بن حذافہؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا یہ ان کے کوتوال رہتے تھے اور بنو عامر بن لوی کے خاندان میں سے تھے یہ نماز پڑھانے کے لیے نکلے عمرو بن بکر نے انھیں عمرو بن العاصؓ سمجھ کر ان پر حملہ کیا اور انھیں قتل کر دیا لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔ عمرو بن العاصؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو لوگ عمروؓ کو اس طرح سلام کر رہے تھے جیسا کہ گورنر کو سلام کیا جاتا ہے۔ عمرو بن بکر نے پوچھا یہ کون شخص ہیں لوگوں نے جواب دیا یہ عمرو بن العاصؓ ہیں۔

عمرو بن بکر: تو پھر میں نے کسے قتل کیا ہے۔

لوگ: خارجہ بن حذافہؓ کو۔

عمرو بن بکر: اے فاسق (یعنی عمرو بن العاصؓ) خدا کی قسم میں نے تو تیرے علاوہ کسی کا ارادہ نہیں کیا تھا۔

عمرو بن العاصؓ: تو نے میرا ارادہ کیا تھا لیکن اللہ نے تو خارجہؓ کا ارادہ کیا تھا۔

اس کے بعد عمرو بن العاصؓ نے آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ جب اس کی خبر مصر میں معاویہ بن حدیجؓ کو پہنچی تو انھوں نے عمرو بن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت علی کی شہادت پر حضرت عائشہ کا افسوس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ونحن خلعنا ملكه من نظامه   بضربة سيف إذ علا وتجبرا

ترجمہ: ہم نے اس کے ہاتھ سے اس کا ملک چھین لیا، تلوار کی ضرب سے جب وہ بلند ہوا اور حق سے تجاوز کر کے بغاوت کی ہے۔

ونحن كرام في الصباح أعزة   إذا المرء بالموت ارتدى وتأزرا

ترجمہ: اور ہم صبح کے وقت معزز اور شریف تھے جب کہ موت تہ بند اور چادر بن چکی تھی۔"

ابن ابی میاس کا دوسرا مرثیہ

ولم أر مهرا ساقه ذو سماحة   كمهر قطام من فصيح وأعجم

ترجمہ: "میں نے کسی سخی کی طرف سے عرب اور عجم میں کوئی مہر نہیں دیکھا جیسا کہ قطام کا مہر تھا۔

ثلاثة آلاف وعبد وقينة   وضرب علي بالحسام المصمم

ترجمہ: تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک باندی اور تیز تلوار سے علی رضی اللہ عنہ کی مار۔

فلا مهر أغلى من علي وإن غلا   ولا قتل إلا دون قتل ابن ملجم

ترجمہ: کوئی مہر خواہ کتنا ہی گراں ہو علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر نہیں اور کوئی قتل ابن ملجم کے قتل سے بڑھ کر نہیں ہے۔"

ابو الاسود دؤلی کا مرثیہ:

ألا أبلغ معاوية بن حرب   فلا قرت عيون الشامتينا

ترجمہ: "معاویہ بن حرب کو یہ خبر پہنچا دو، خدا کرے شماتت کرنے والوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں۔

أفي شهر الصيام فجعتمونا   بخير الناس طرا أجمعينا

ترجمہ: کیا تم نے ہمیں رمضان کے مہینے میں مصیبت میں ڈال دیا اس شخص کے ذریعہ جو تمام لوگوں میں سب سے بہتر تھا۔

قتلتم خير من ركب المطايا   ورحلها ومن ركب السفينا

ترجمہ: تم نے سواریوں کے سواروں اور کشتی پر سوار ہونے والوں میں سب سے بہتر شخص کو قتل کیا ہے

ومن لبس النعال ومن حذاها   ومن قرأ المثاني والمبينا

ترجمہ: اب کون جوتے پہنے گا اور کون انہیں بنائے گا اور کون مثانی اور مبین کی تلاوت کرے گا۔

إذا استقبلت وجه أبي حسين   رأيت البدر راق الناظرينا

ترجمہ: جب تیرے سامنے ابو حسین کا چہرہ آتا ہے تو تم دیکھو گے کہ وہ چودھویں کا چاند ہے جو دیکھنے والوں کو بھاتا ہے۔

وقد علمت قريش حيث كانت   بأنك خيرها حسبا ودينا

ترجمہ: قریش یہ خوب جانتے ہیں کہ تم ان میں حسب نسب اور دین کے لحاظ سے سب سے بہتر تھے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر:

اس میں اختلاف ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی عمر باسٹھ سال تھی، بعض کہتے ہیں کہ آپ تریسٹھ سال کی عمر میں قتل کیے گئے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مدت خلافت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حلیہ مبارک

[illegible]

[illegible]

نسب و خاندان

[illegible]

ازواج و اولاد:

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

[illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ خولہ بنت جعفر ابن قیس ابن مسلمہ بن عبید ابن ثعلبہ ابن یربوع ابن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل۔ ان سے محمد الاکبر پیدا ہوئے جنہیں محمد بن الحنفیہ کہا جاتا ہے انہوں نے طائف میں انتقال کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۸۔ ایک زوجہ ام سعید بنت عروہ ابن مسعود ابن معتب بن مالک الثقفی تھیں ان سے ام الحسن اور رملہ کبریٰ پیدا ہوئیں۔

آپ کے اور بھی لڑکیاں مختلف ماؤں سے پیدا ہوئیں جن کی ماؤں کے نام ہمیں معلوم نہیں ہو سکے ان کے نام یہ ہیں ام ہانی، میمونہ، زینب الصغریٰ، رملہ الصغریٰ، ام کلثوم الصغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، ام الکرام، ام سلمہ، ام جعفر، جمانہ اور نفیسہ یہ لڑکیاں مختلف ماؤں سے پیدا ہوئیں۔

۹۔ ایک زوجہ محیات بنت امرئ القیس ابن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم تھیں جو بنی کلب سے تھیں ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بچپن میں مر گئی واقدی کہتا ہے کہ جب وہ بچی تھی تو مسجد جایا کرتی تھی لوگ اسے چھیڑنے کے لیے پوچھتے تیرے ماموں کون ہیں تو وہ جواب دیتی کہ وہ وہ یعنی کلب (اور کلب کتے کو کہتے ہیں اور ایک خاندان کا نام بھی ہے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پشت سے چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں ہوئیں۔

حارث نے ابن سعد کے ذریعہ واقدی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پانچ لڑکوں سے اولاد چلی۔ حضرت حسنؓ حضرت حسین رضی اللہ عنہ محمد الحنفیہ، عباس بن کلابیہ اور عمر بن تغلبیہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمال:

بصرہ پر آخری سال میں بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ عامل رہے۔ ہم یہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس میں روایات کا اختلاف ہے۔ الغرض تمام صدقات اور لشکروں کا انتظام انہی کے سپرد تھا اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آخری وقت تک موجود رہے جب ابن عباس رضی اللہ عنہ بصرہ سے کہیں اور تشریف لے جاتے تو اپنی جگہ پر کسی کو نائب کر جاتے جیسا کہ میں اس سے پہلے بیان کر چکا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے بصرہ کی قضا پر ابوالاسود دؤلی تھے اور میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ بصرہ کی گورنری زیاد کو کس طرح ملی اور کیوں اسے فارس کی جنگ اور خراج کی وصول یابی کے لیے روانہ کیا گیا زیاد وہیں فارس میں مقرر کیا گیا اور آخر وقت تک وہ اپنی جگہ پر قائم رہا۔

بحرین اس کے قرب و جوار کے علاقہ یمن اور اس کے ساتھ کے علاقہ پر عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مامور تھے حتیٰ کہ ان کا اور بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ کا معاملہ پیش آیا جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔

طائف، مکہ اور ان کے قرب و جوار کے علاقہ پر قثم بن عباس رضی اللہ عنہ عامل تھے۔

مدینہ پر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے ایک قول یہ ہے کہ سہل بن حنیف تھے ابو ایوب رضی اللہ عنہ اس وقت تک عامل رہے جب تک کہ بسر رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ:

یونس بن عبدالاعلیٰ نے وہب ابن ابی ذئب، عباس ابن الفضل مولیٰ بنی ہاشم، فضل کے حوالے سے ابن ابی رافع کا یہ قول نقل کیا

ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے بیت المال کا خزانچی تھا کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے اور ان کی ایک بیٹی بنی سنوری ہوئی سامنے آئی تو اسے بیت المال کا ایک موتی پہنے دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے موتی کو پہچان لیا اور فرمایا اس کے پاس یہ کہاں سے آیا ہے خدا کی قسم اب مجھ پر اس کا ہاتھ کاٹنا لازم ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا تو میں نے عرض کیا اے امیر المومنین خدا کی قسم میں نے اپنی بھتیجی کو خود پہنایا تھا اگر میں نہ دیتا تو یہ یہاں سے حاصل نہ کر سکتی تب حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

اسمٰعیل بن موسیٰ الفزاری نے عبدالسلام ابن حرب اور ناجیہ القرشی کے اپنے چچا یزید بن عدی ابن عثمان کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ ہمدان سے نکلتے دیکھا جب باہر نکلے تو دو جماعتیں باہم لڑ رہی تھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں جماعتوں کے درمیان گھس گئے اور دونوں کو جدا کر دیا ابھی کچھ دور گئے تھے کہ انہوں نے یہ آواز دی "کوئی مددگار ہے کوئی مددگار ہے"۔ جلدی جلدی فوراً ادھر واپس چلے گئے کہ میں آپ کے جوتوں کی آواز سن رہا تھا اور فرما رہے تھے تیرے پاس تیرا مددگار آ گیا وہاں جا کر دیکھا تو ایک شخص دوسرے کو چمٹا ہوا تھا آپ کو دیکھ کر ان میں سے ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین میں نے اسے یہ کپڑا نو درہم میں فروخت کیا تھا اور یہ شرط کی تھی کہ مجھے بے کار اور گھسے ہوئے درہم نہ دے گا اور اس وقت لوگ یہی شرط لگایا کرتے تھے۔ میں اس کے پاس یہ درہم لے کر آیا تا کہ یہ انہیں تبدیل کر دے اس نے انکار کیا میں نے اس سے اصرار کیا تو اس نے میرے طمانچہ مارا اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے طمانچہ مارنے والے سے کہا اس کے درہم بدل دے اور دوسرے شخص سے کہا اس بات پر گواہ لاؤ کہ اس نے تمہارے طمانچہ مارا ہے وہ گواہ لے کر آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے طمانچہ مارنے والے کو بٹھا دیا اور مظلوم سے فرمایا اس سے قصاص لے لو مظلوم نے جواب دیا اے امیر المومنین میں نے اسے معاف کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تو تیرا حق پورا کرنے کا ارادہ کیا تھا پھر اس ظالم کے نو کوڑے مارے اور فرمایا یہ حاکم کی جانب سے سزا ہے۔

محمد بن عمارہ الاسدی نے عثمان بن عبدالرحمٰن الاصبہانی "مسعودی" نے اپنی سند سے ان کے باپ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم گلی کے دروازے پر مقیم تھے کہ ہمارے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہم نے جب انہیں آتے دیکھا تو ان کی ہیبت سے ان کے سامنے سے ہٹ گئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھ گئے تو ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے چلے وہ ابھی کچھ دور چلے تھے کہ انہوں نے آواز دی "یا اللہ کے لئے کوئی مددگار" آپ نے دیکھا کہ دو آدمی باہم لڑ رہے تھے آپ نے دونوں کے سینوں پر ہاتھ مار کر پیچھے ہٹا دیا اور ان دونوں سے فرمایا ایک دوسرے سے جدا ہو جاؤ۔

ان میں سے ایک شخص نے عرض کیا امیر المومنین اس نے مجھ سے ایک بکری خرید لی تھی اور شرط یہ تھی کہ یہ مجھے خراب اور ردی درہم نہ دے گا لیکن اس نے مجھے ایک کھوٹا درہم دیا ہے میں نے اسے وہ درہم واپس کیا تو اس نے مجھے طمانچہ مارا۔

آپ نے دوسرے سے سوال کیا تم کیا کہتے ہو۔ اس نے جواب دیا امیر المومنین یہ سچ کہتا ہے آپ نے اس سے فرمایا اپنا پہلے اپنی شرط پوری کرو۔ جب شرط پوری ہو گئی تو طمانچہ مارنے والے کو بٹھا دیا اور مظلوم سے کہا اب تم قصاص لے لو۔ مظلوم نے سوال کیا کیا قصاص لوں یا معاف کر دوں آپ نے فرمایا اس کا تجھے اختیار ہے الغرض اس ظالم کو معاف کر دیا گیا جب وہ وہاں سے کچھ دور چلا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا اسے پکڑ لو یہ لوگ اسے پکڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لائے آپ نے

[illegible]

حضرت حسنؓ کا خطبہ

[illegible]

[illegible]

* * *